

أحسن الفتاوى
المعروف

فتاویٰ خلیفہ

جلد دوم

تصنیف

محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری رضی اللہ عنہ

ترتیب و تبییض

ابن خلیل محمد العلماء مفتی احمد میاں برکاتی مدظلہ

ضیاء القرآن پبلیکیشنز

لاہور - کراچی - پاکستان

العلم خزائن ومفاتيحها السؤال
علم کے بے شمار خزانے ہیں، جو سوال کی کنجی سے کھلتے ہیں

احسن الفتاویٰ

المعروف

فتاویٰ خلیہ

جلد دوم

تصنیف

محمد خلیل خان القادری البرکاتی النہوی روضی علیہ الرحمہ

ترتیب و تبیض

ابن خلیل محامد العلماء مفتی احمد مسیاں برکاتی مدظلہ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور - کراچی - پاکستان

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	احسن الفتاویٰ المعروف فتاویٰ خلیلیہ (3 جلد)
مصنف	محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری رحمۃ اللہ علیہ
ترتیب تبییض	ابن خلیل محامد العلماء مفتی احمد میاں برکاتی مدظلہ
ناشر	ضیاء القرآن پبلی کیشنز
تعداد	ایک ہزار
تاریخ اشاعت	ستمبر 2011ء
کمپیوٹر کوڈ	FQ 18
قیمت	1750/- روپے کامل سیٹ

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔ فون: 37221953 فیکس: 042-37238010
9۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ فون: 37247350 فیکس: 37225085
14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی
فون: 021-32212011-32630411 فیکس: 021-32210212
e-mail:- info@zia-ul-quran.com
Visit our website:- www.zia-ul-quran.com

فہرست مضامین

37	انتساب	23	نابالغ لڑکی کے نکاح کا حکم	37
37	حمد ربّ جلّ	24	حلالہ میں شرط سے نکاح کرنا	37
38	نعت عطفہ	25	نابالغ کا نکاح بغیر ولی کے نہیں ہو سکتا	38
38	تاریخ وصال خلیل العلماء	26	نکاح حالت حیض میں بھی ہو جاتا ہے	38
38	عرض مرتب	27	نکاح کے لئے ایجاب و قبول شرط ہے	38
39	پیغام تہنیت	28	اپنی مرضی سے نکاح کفو میں کیا، تو نکاح صحیح ہے	39
39	کتاب النکاح والطلاق		زنا سے حاملہ لڑکی کا نکاح	39
40	باب النکاح		نکاح کے لئے ایجاب و قبول شرط ہے	40
40	نو مسلم میاں بیوی کے ایک ساتھ مسلمان ہونے پر		باپ دادا کا کیا ہوا نکاح، بلوغت کے پہلے نہ ہوگا	40
41	تجدید نکاح نہیں	29	بالغ کا نکاح اسکی مرضی کے خلاف نہیں کیا جائے گا	41
41	قادیانیوں سے میل جول و نکاح	30	بالغہ کا نکاح اس کی مرضی کے خلاف کوئی نہیں کر سکتا	41
	عیسائی اہل کتاب سے نکاح جائز مگر آج کل		گواہوں کے سامنے ایجاب و قبول ہو گیا تو نکاح	
42	کرکچین ہیں، عیسائی نہیں	31	درست ہے	42
45	بد مذہبوں سے نکاح حرام ہے	32	نابالغ کا نکاح باپ نے کیا تو وہ نافذ ہے	45
45	شیعہ و سنی کا نکاح	32	تین چیزیں مذاق میں بھی حقیقت مانی جاتی ہیں	45
46	عورت مسلمان ہو جائے، شوہر مسلمان نہ ہو تو		راز داری سے نکاح کر لیا، تو نکاح صحیح ہے	46
47	علیحدگی کر دی جائے	33	پیر کو اپنی مرید سے نکاح جائز ہے	47
	کافر مسلمان ہو جائے تو مسلمانوں پر اس کی		کورٹ میں نکاح کیا تو نافذ ہے، ہندو کے ساتھ	
	حفاظت لازم	34	کھانا پینا	47
	رافضی مرتد ہیں، ان سے نکاح نہیں ہو سکتا	34	باپ نہ ہو تو بھائی ولی ہے، اس کا کیا ہوا نکاح نافذ	48
	کون سے بد مذہب سے نکاح، زنا ہوگا؟	35	بالغ مرد، خود مختار ہے	49
	دوسری شادی کے لئے کوئی شرط نہیں	36	جان بوجھ کر دوسرا نکاح کرانے والے تجدید ایمان	

68	نابالغ کے نکاح کا طریقہ اور رواج	49	وتجید نکاح کریں
69	باپ نے نابالغ کا نکاح کیا تو نافذ ہے	51	زنا سے حاملہ عورت کا نکاح درست ہے
70	شربت پلانے سے نکاح نہیں ہوتا	51	پیر مرید کا تعلق کیا ہے، پیر سے مریدہ کا نکاح
70	زنا سے حاملہ کے نکاح میں شرکت کا حکم	52	نکاح پوشیدہ کیا، گواہ موجود تھے تو نکاح ہو گیا
70	محرمات کی تفصیل، گناہ چھپانا، اولاد کے حقوق	54	نکاح ثانی اور مردوجہ قانون
71	شادی کی رسوم	55	نابالغ کا نکاح والدین نے کیا تو فسخ کا اختیار نہیں
72	زنا سے حاملہ عورت کا نکاح	55	نابالغ کا نکاح
73	جبر و اکراہ سے نکاح ثابت مگر کرانے والا گناہگار	56	ٹیلی فون پر نکاح، اور طریقہ نکاح
74	صرف وعدہ سے نکاح نہیں ہوتا	56	نکاح میں کسی مسئلے کی وجہ سے تاخیر کرنا
74	جھوٹا قرار دینے کی کوئی وجہ نہ ہو تو بات مان لی جائے	57	حلالہ کا ایک مسئلہ
75	نابالغ کے باپ کا کیا ہوا نکاح، فسخ نہ ہوگا	57	باپ کا کیا ہوا نکاح فسخ کرنے کا اختیار نہیں
75	بالغہ کا نکاح مرضی کے بغیر کوئی نہیں کر سکتا	58	تقدیر کے مسئلہ پر بحث منع ہے
76	طلاق لئے بغیر، دوسرا نکاح جائز نہیں		بالغہ اپنا نکاح خود کر سکتی ہے، ولی اس پر اعتراض نہ کرے
77	برادری کو نکاح ثانی میں زبردستی کرنے کا اختیار نہیں	59	نکاح ثانی کے لئے بیوی کی اجازت
	بالغ خود ایجاب و قبول کرے، مغرب میں عشاء کی	60	زنا سے حاملہ عورت کا نکاح
78	نماز	61	وعدہ نکاح سے نکاح نہیں ہوتا
	حاملہ سے کب تک صحبت جائز، چار شادی کی	61	ایجاب و قبول جبراً ہوا، تو بھی نکاح ہو گیا
78	اجازت کیوں؟	61	ایجاب و قبول سمجھا جائے تو نکاح ہو گیا
79	زنا کے حمل کا حکم	62	عورت بدچلن ہو جائے تو نکاح قائم ہے
	اگر غیر مسلم میاں بیوی ایک ساتھ مسلمان ہو جائیں	63	ولیمہ کیا ہے؟
80	تو سابقہ نکاح کافی ہے	64	نکاح پر نکاح نہیں ہو سکتا
80	نابالغ کا نکاح، قاضی کا بغیر لڑکی دیکھے نکاح پڑھانا	65	برادری کا فیصلہ خلاف شریعت ہو تو قابل قبول نہیں
81	بالغ ہونے پر فسخ کے اختیار کا استعمال	66	بالغہ کا نکاح اس کی مرضی کے بغیر باطل ہے
82	ٹیلی فون پر نکاح	67	مغتنی وعدہ نکاح ہے، نکاح نہیں
82	نکاح فارم پر دستخط کر دینا، اجازت ہے	68	

97	مہر کی کم از کم مقدار	83	مرد اور اسکے بیٹے سے، عورت اور اس کی بیٹی کا نکاح
98	اگر بعد میں مہر بڑھا دیا تو تجدید نکاح کی ضرورت نہیں	84	متغنی کے بعد صحبت کر لی تو کیا سزا ہے
	قرآن کریم ہاتھ سے چھوٹ جائے تو کفارہ، نذر	84	صرف کورٹ سے طلاق ہو تو کیا حکم
98	کس طرح پوری کرے، مہر کب ادا کرے؟	85	نابالغ پر ولی کو بلایت اجبار حاصل ہے
99	مہر اور نفقہ کے مسائل	85	نابالغ جب ایجاب و قبول کرنے کے قابل نہ ہو
100	مہر شرعی کتنا ہوتا ہے	86	حقیقی، بیوہ چچی، سے نکاح جائز ہے
101	مہر کی زیادتی کے دعویٰ میں گواہ چاہئیں	86	باپ کا غلط نام لیا تو نکاح کا حکم؟
101	مہر دینے کے بعد، واپس لینے کا حق نہیں ہے	87	ایجاب و قبول گواہوں نے سن لیا تو نکاح صحیح
102	مہر متعجل کا حکم	87	گناہ سے توبہ کرنے والا، ایسا جیسے کہ گناہ نہ کیا
102	مہر معاف کرنے کے بعد بھی، مانگ سکتی ہے		باب المہر
103	عورت ناحق گھر چھوڑ دے تو نفقہ نہیں، مہر ہے	89	مہر، جہیز، عدت
104	نکاح میں اگر مہر کا ذکر نہ ہو	89	مہر کا مطلب اور اس کے احکام
104	ناشزہ عورت نفقہ کی حقدار نہیں	90	شرعی مہر اور حق پرورش
105	مہر دیکر واپس لینا ظلم ہے	91	مہر بعد میں بڑھا دیا تو کتنا دینا لازم آئے گا
105	مہر کی اقسام	92	شرعی مہر کی مقدار
106	زمانہ رسالت ﷺ میں مہر کی مقدار	92	مہر میں آج کی رقم لی جائے
	باب الجہیز	92	بیوی کے انتقال کے بعد مہر، ورثا لیں گے
	شوہر کی جانب سے جو سامان دیا گیا وہ رواج کے		مہر عورت کا حق ہے، معاف کرنے سے معاف
107	تابع ہے	93	ہو جائے گا
107	جہیز کا مالک کون ہے؟	94	رخصتی سے قبل طلاق ہو تو آدھا مہر لازم ہوگا
108	جہیز و نفقہ کے چند مسائل	94	بیویوں کا انتقال ہو گیا تو ورثاء مہر لیں گے
109	بیوی کی عدت	95	رخصتی سے قبل طلاق ہوئی تو نصف مہر لازم ہے
110	جہیز سب عورت کا ہے	95	عورت مہر کا مطالبہ کر سکتی ہے یا نہیں؟
110	جہیز کے مالک لڑکی والے یا سرال والے	96	حق زوجیت عمل میں آیا تو مہر مؤکد ہو گیا
110	جو عورت کے قبضہ میں دیا، وہ اس کا ہے	97	بغیر گواہوں کے مہر معاف کیا تو معاف ہوا یا نہیں؟

111	باب النسب	تخائف کی کوئی چیز دلہن کی ہے؟
134	نکاح نامہ میں اصل ولدیت لکھی جائے	لڑکے والوں کا چڑھاوا، رواج کے تابع ہے
134	شادی کے بغیر اولاد، صرف ماں کی ہے	حق پرورش، جہیز اور بری کے زیور
135	اصل باپ کے علاوہ دوسرے کو باپ کہلانا گناہ ہے	جہیز، بہو کو دیا جانے والا مال
114	برہمن عورت سے مسلمان کی اولاد، مسلمان کہلائے	جہیز، بری کی ملکیت، تقسیم ترکہ کا طریقہ
135	گی	جہیز عورت کی ملکیت ہے
116	کسی کا بچہ پالا، تو بھی ولدیت اصل باپ کی نکھی	باب حقوق زوجین
136	جائے	حیض و نفاس میں مباشرت فاحشہ
136	نسب باپ سے چلتا ہے	دنیا میں چند شوہر ہوں تو جنت میں کون ساتھ ہوگا
136	غیر سید کا خود سید کہلوانا	حقوق شوہر
118	باب الحضانه	پیر و مریدہ کا پردہ، مریدہ کا پیر کے ہاتھ پیر دانا
138	پرورش میں والدین کی ذمہ داری	عورت بلا اجازت گھر سے چلی گئی تو نکاح قائم ہے
138	ناک سے دودھ پکانا رضاعت ثابت کر دے گا	عمل اوطات سے (معاذ اللہ) طلاق نہیں ہوتی
138	صلہ رحمی مستحسن امر ہے	شوہر اگر نامرد ہو تو اس سے طلاق لینا جائز ہے
139	حق پرورش کی تفصیل	ولیمہ کا مسنون طریقہ
140	حق پرورش سب سے پہلے ماں کو ہے	باب النفقہ
141	حق پرورش پہلے ماں کو ہے	شوہر پر کتنا خرچ واجب ہے
142	پرورش کا حق مردوں اور عورتوں میں کس کو زیادہ ہے	بیوی پورے حقوق ادا کرے تو نفقہ کی حقدار ہے
142	مردوں میں پرورش کے حق والے کی تفصیل	نافرمان بیوی نفقہ کی حقدار نہیں ہے
143	لے پالک بیٹے سے پردہ لازم ہے	حق پرورش عورت کو ہے
144	ماں اگر بچہ کے غیر محرم سے نکاح کر لے تو حق پرورش جاتا رہا	ساتویں ماہ کا بچہ جائز ہے، نفقہ اور بچہ کا خرچ
145	پرورش کا حق کس عمر تک ہے؟	ساتویں ماہ ولادت ہو تو نسب درست ہے
145	ماں اگر فاسق ہو تو پرورش کا حق ساقط ہے	دو سال کے اندر صحبت نہ ہو اور بچہ پیدا ہو تو نسب ثابت
146	لڑکی کے لئے حق پرورش نو سال کی عمر ہے	نان، نفقہ، حق پرورش

147	شوہر کے باپ کا اپنی طرف سے نکاح توڑ دینا	160
147	ایک طلاق کا حکم اور رجوع کے الفاظ	160
147	تحریر سے طلاق	160
148	کسی کا بھی خلاف شرع فیصلہ نافذ نہ ہوگا	161
148	غیر شوہر کی جانب سے نکاح منسوخ کرنا	162
148	عورت کا دعویٰ کہ شوہر نامرد ہے	162
150	جب تک شوہر طلاق نہ دے عورت نکاح میں ہے	163
150	نکاح کی گرہ شوہر کے ہاتھ میں ہے	164
150	حلالہ کے بعد بغیر نکاح، پہلے شوہر کے پاس رہنا حرام	165
151	”میرے نکاح سے خارج ہوگئی“ کا حکم	165
152	طلاق رجعی	166
152	منکوحہ کا دوسرا نکاح کرنا	166
153	رخصتی سے پہلے طلاق	167
154	فسق و فجور سے نکاح نہیں جاتا	167
154	مطلقہ عدت کے بعد جہاں چاہے نکاح کرے	168
155	تین طلاق کے بعد عدت اور نکاح	168
156	ساس کا اپنے داماد سے ظہار کے الفاظ کہنا	169
156	مفتی سکھر کے فتویٰ کی تصدیق، طلاق	170
156	مفتی کراچی کے فتویٰ کی تصدیق، تین نکاح	171
157	عورت شوہر سے دور رہے تب بھی نکاح قائم	172
157	طلاق کب دی جائے	173
158	حق پرورش	173
158	مطلقہ کو بغیر حلالہ کے رکھا تو حرام کاری ہے	174
159	تین طلاق کے بعد حلالہ کے سوا کوئی راستہ نہیں	174
159	طلاق دے دوں گا سے طلاق نہیں ہوتی	174
147	لڑکی کے لئے حد شہوت نو سال ہے	
	پرورش کا وقت پورا ہو جائے تو باپ دادا	
	نگہداشت کریں	
	باب فسخ النکاح	
	فسخ نکاح، خلع	
	فسخ نکاح کا اختیار کب ہوتا ہے	
	باب الطلاق	
	نکاح ہوتے ہوئے دوسرا نکاح کرنا	
	شوہر طلاق دیکر منکر ہو جائے اور گواہ نہ ہوں تو حکم	
	شوہر طلاق سے مکر گیا	
	رقم کے عوض خلع کیا تو خلع درست ہے	
	طلاق کے گواہ ہیں تو طلاق ہوگئی	
	صحبت سے پہلے، پہلی طلاق سے عورت بائ نہ ہوگئی	
	عدت میں پیغام نکاح دینا حرام ہے	
	عورت کا دعویٰ کہ اسے دو ماہ میں تین حیض آئے ہیں	
	عورت شوہر کے گھر نہ جائے تو طلاق نہیں ہوتی	
	عورت بلا اجازت گھر سے چلی جائے تو طلاق نہ	
	ہوگی	
	جب تک شوہر طلاق نہ دے، طلاق نہیں ہوتی	
	خلع کی رقم	
	شوہر کے سوا دوسرے کا طلاق دینا	
	بغیر طلاق لئے، دوسرے سے نکاح	
	تین طلاق کے بعد حکم	
	شوہر کے علاوہ کسی دوسرے کا نکاح فسخ کرنا	
	مطلقہ کا عدت گزارے بغیر دوسرا نکاح حرام	

190	تحریری طلاق	175	عورت کو ہر حال میں طلاق ہو جاتی ہے
190	تحریری طلاق کا حکم	175	اقرار طلاق سے طلاق ہو جاتی ہے
191	پاگل پن کیسا ہوتا ہے؟	176	طلاق کے لفظ بغیر نیت کے کام کر جاتے ہیں
192	غصے اور پاگل پن میں طلاق	177	”طلاق دے دوں گا“ کہا تو طلاق نہیں ہوئی
193	غصے اور پاگل پن میں طلاق کا حکم	177	رخصتی سے قبل طلاق
195	طلاق کا حکم کب دیا جائے	177	تحریر سے طلاق کا حکم/حق پرورش کس کو ہے
196	طلاق درجنوں بار دینے کا حکم	178	غصہ میں طلاق
197	”جامیں نے تجھے چھوڑا“ طلاق کے صریح الفاظ ہیں	178	پاگل کیسے طلاق دے سکتا ہے
198	شوہر والی عورتوں کے نکاح میں شرکت	179	تحریر سے طلاق
198	غصہ میں طلاق	179	کسی کے ورغلا نے پر طلاق دینا
199	تین سے زیادہ طلاقیں دینا	180	اقرار طلاق کے بعد گواہ ضروری نہیں
199	کنایہ طلاق کا حکم	180	دو طلاقیں کا حکم
200	حاملہ کو تین طلاق دیں تو کیا حکم ہے	180	”اگر نہیں آئی تو دو دن میں ہو جائے گی“ کا حکم
200	خلوت صحیحہ کے بغیر طلاق میں، عدت نہیں	181	طلاق ثلاثہ کا حکم
201	مدرسہ مفتاح العلوم کے فتویٰ کی غلطی اور اس کا رد	182	بغیر نکاح طلاق کے بعد، دوبارہ رکھ لینا
203	عورت کے نفقہ اور جہیز کا بیان	183	تین طلاق کا حکم
203	نکاح کے بعد خلوت اور تین طلاق کا مسئلہ	183	دماغی توازن درست نہ ہونے پر طلاق لینا
204	زبانی اور تحریری طلاق	184	تین طلاق کے بعد حلالہ لازم ہے
204	بغیر اجازت گھر سے نکلنے پر طلاق کی تعلیق، کا حکم	184	حلالہ کے مسئلہ سے ناواقف ہونا عدت نہیں ہے
205	”میں طلاق دے چکا“ بھی طلاق ہے	185	خلوت صحیحہ نہیں ہوئی تو عدت نہیں
205	طلاق ثلاثہ	185	طلاق رجعی کی صورت
206	شادی شدہ عورت کا نکاح	186	مہر، طلاق، پرورش
207	اعتراف طلاق سے طلاق ہو جاتی ہے	187	جبری طلاق کا حکم
208	طلاق بائن کی صورت	188	شرائط کی خلاف ورزی پر طلاق
	ظہار کے الفاظ کو عورت نے طلاق جان کر طلاق کا	188	طلاق واپس نہیں ہوتی

223	ارادۂ طلاق، طلاق نہیں	208	اعلان کر دیا، شوہر نے منع نہ کیا تو بائن ہو گئی
223	تحریری تین طلاقیں	209	زنا سے حاملہ سے نکاح درست ہے
223	بازار میں طلاق دی	210	مطلقہ کے ساتھ رہنا حرام ہے
224	تحریری طلاق	211	طلاق بائن کے الفاظ
224	ایک طلاق رجعی کا حکم	212	مضمون طلاق پر دستخط کرنا
	دعویٰ میں کہا کہ فلاں نے طلاق دی، تو گواہ	212	حاملہ کو بھی طلاق ہو جاتی ہے
224	ضروری ہیں	212	طلاق کے بعد انکار معتبر نہیں ہے
225	تعداد طلاق میں شک ہے، تو کیا حکم ہے	213	غیر مدخولہ پر عدت نہیں ہے
226	حاملہ کو بھی طلاق ہو جاتی ہے	213	غصہ میں تین طلاقیں دیں
	دو افراد نے ایک دوسرے کی بہنوں کو طلاق بائن	214	سالی کے ساتھ زنا سے منکوحہ حرام نہیں
226	دے دی، عدت گزر گئی تو نکاح دوبارہ ہو سکتا ہے	214	زانیہ کا نکاح جائز ہے
227	حاملہ کو طلاق ہو جاتی ہے	215	بار بار طلاق دی، گنتی تین تک ہوگی
228	”تو مجھ پر حرام ہے“ سے طلاق بائن ہے	215	مطلقہ کا نان نفقہ
	طلاق نامہ کے بعد عدت گزر جائے تو عورت عقد	215	مطلقہ ثلاثہ
228	ثانی کر سکتی ہے	216	مطلقہ عدت کے بعد دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے
229	زبانی طلاق مؤثر ہے، غیر مدخولہ کی عدت نہیں	216	غیر مدخولہ پر عدت نہیں
229	خلع کی تکمیل شوہر کے قبول کرنے پر ہے	217	سسرال والوں کے اصرار پر تین طلاقیں
230	طلاق نامہ نہ بھیجا تو بھی اقرار سے طلاق ہو گئی	218	زبانی اور تحریری طلاق میں کوئی فرق ہے؟
230	طلاق رجعی اور بائن کے بعد نکاح کافی ہے	218	بیوی کی نافرمانی پر تین طلاق
	بیوی کے مطالبے پر ایک ساتھ تین طلاق، تین ہی	219	طلاق بغیر گواہ کے ہو جاتی ہے
231	ہیں	220	زبانی اور تحریری طلاق
232	عورت عدت کیسے گزارے؟	220	غصہ میں طلاق
232	نفقہ نہ مانگا تو عدت کے بعد نفقہ ساقط ہے	220	تین مرتبہ لفظ طلاق ادا کیا تو طلاق ہو گئی
	لوگ کہیں کہ طلاق ساس کو دی، ایک کہے بیوی کو	221	تحریری و زبانی طلاق
233	دی، کیا حکم؟	222	گھر سے نکال دیا تو طلاق نہ ہوئی

234	سالی کے ساتھ زنا سے نکاح نہ گیا، شبہ سے جماع	234	طلاق طلاق کہا، نام نہ لیا تو کیا حکم؟
248	ہوا تو عدت تک منکوحہ حرام ہے	234	طلاق وقت تحریر سے شمار ہوگی
249	طلاق شوہر مانتا ہے، بیچ نہ مانیں تو ان کا اعتبار نہیں	235	رجوع کب تک ہو سکتا ہے
250	شوہر طلاق کا انکار کرے اور باپ دعویٰ کرے	235	سنی عورت اپنے فقہ پر عمل کی پابند ہے
250	شوہر پر شرط لگانا کہ والدین کے ساتھ نہ رہے	236	تین طلاق کے بعد، بغیر حلالہ روکنا، گناہ کبیرہ اور زنا
236	متعدد طلاقیں دیکر شوہر منکر ہو گیا اور عورت کو	236	منکوحہ غیر کا دوسرے کے ساتھ رہنا
251	ساتھ رکھا	237	مجمع میں دی گئی طلاق سے انکار کی حیثیت
252	قسم کے ساتھ طلاق بائن دینا	237	وعدہ طلاق، طلاق نہیں
252	حاملہ کی عدت بچے کی ولادت پر ختم	238	طلاق صریح، رجعی، یا بائن کا حکم
252	شوہر معذور ہو تو عورت کو دوسرے نکاح کا اختیار نہیں	238	طلاق میں نسبت یا اضافت ضروری ہے
254	طلاق کا حق شوہر کو ہے۔	239	رجعت کا صحیح طریقہ
255	طلاق میں عورت کا قبول کرنا شرط نہیں ہے	239	طلاق نامہ دوسرے سے لکھوایا
256	عورت کے زنا سے نکاح نہیں ٹوٹتا	240	بغیر حلالہ ساتھ رکھنا، یا ساتھ رہنے دینا؟
257	شادی شدہ عورت سے زبردستی نکاح	241	زبردستی طلاق کا حکم
257	حیض میں بھی طلاق ہو جاتی ہے	242	طلاق لکھ کر پہاڑ دی
258	تحریری طلاق میں شوہر کا اقرار ضروری ہے	242	عورت کی بدچلنی سے نکاح نہیں جاتا
258	بغیر اجازت بیوی گھر سے چلی گئی تو نفقہ نہیں ملے گا	243	صاحب حق اپنا حق معاف کرے تو جائز ہے
259	مجسٹریٹ کی دی ہوئی طلاق	244	مطابقہ کی عدت فوری شرع
259	عدت طلاق	244	طلاق بائن کی ایک صورت
260	عدت وفات	245	میاں بیوی میں تفرقہ ڈالنے والا
260	حلالہ کے معنی	246	دو طلاق رجعی
260	حاملہ کو بھی طلاق ہو جاتی ہے	246	ارادہ طلاق، طلاق نہیں
261	شوہر کے ساتھ گزارا نہ ہو تو	247	اشامپ پر ایک طلاق لکھ کر دستخط کر دے
261	غیر مدخولہ کو ایک ساتھ تین طلاق دیں تو حلالہ لازم	247	باپ، نابالغ کی طرف سے طلاق نہیں دے سکتا
262	شوہر کی جانب سے بیوی کو طلاق کا اختیار	248	غصہ کی حالت میں بھی طلاق ہو جاتی ہے

277	گھبراہٹ یا دماغ کی گرمی، جنون نہیں ہے	262	تمین طلاق، حق پرورش
278	حاملہ کی طلاق، عدت حاملہ، جہیز کی ملکیت	263	تمین طلاق (طلاق دی دی دی کہا)
279	جھوٹے اقرار سے بھی طلاق ہو جاتی ہے	263	دل میں طلاق، زبان سے کتنی آواز معتبر ہے
279	شوہر کی طرف کے زیورات کا مالک کون ہے؟	264	”طلاق دے دوں گا“ طلاق نہیں ہے
280	نکاح ختم کرنے کا صرف شوہر کا اختیار ہے	264	حاملہ کو طلاق، مہر معاف کرنا، جہیز کس کا ہے؟
281	مطلقہ دوسرا نکاح کب کر سکتی ہے	265	ایک طلاق دیکر، عورت کو ماں بہن کہنا
282	طلاق غصہ میں ہوتی ہے	265	طلاق کی نیت کے بغیر طلاق کا حکم
283	شوہر طلاق کی تحریر کا اقرار کرے تو طلاق واقع ہے	266	طلاق مسنون کا طریقہ
	”طلاق دے رہا ہوں“، ”طلاق دیتا ہوں“ کے	266	طلاق کے بعد انکار کا حکم
284	معنی میں ہے	267	بیماری میں عقل زائل ہوگئی پھر طلاق دی
285	ایک طلاق کا حکم	268	طلاق ثابت نہ کر سکے اور عورت جی ہو تو کیا حکم
285	تحریری طلاق	268	طلاق پر صرف عورت کا دعویٰ معتبر نہیں
286	تحریری طلاق کب مؤثر ہوتی ہے	269	نکاح سے انکار کا حکم
286	طلاق بائن کے بعد تجدید نکاح کا حکم	270	وقفہ سے تمین طلاق، کفارہ طلاق کچھ نہیں
286	دقوع طلاق میں عورت کی طرف سے کوئی شرط نہیں	270	ایک ساتھ پچاس طلاق دینے کا حکم
287	نشہ میں طلاق، عورت کو طلاق کا یقین، شوہر منکر	271	مضمون پڑھے بغیر طلاق نامہ پر دستخط کا حکم
287	حاملہ کو طلاق ہو جاتی ہے	271	دو طلاق کا مسئلہ
288	غیر مدخولہ مطلقہ فوراً دوسری شادی کر سکتی ہے	272	بیوی نے بغیر طلاق لئے نکاح ثانی کر لیا، تو پہلا نکاح؟
289	طلاق نامہ پر دستخط کر دئے، طلاق ہوگئی	272	طلاق رجعی
289	مضمون طلاق پر واقف ہو کر دستخط کئے۔ طلاق ہوگئی	273	غیر عالم کو فیصلہ کا حق دینا، جرمانہ کرنا
289	حلالہ کے بعد، شوہر اول سے نکاح جائز	274	طلاق کی اضافت نہ ہو تو طلاق کا حکم
290	طلاق دیتا ہوں، صریح طلاق ہے	275	اکراہ شرعی کے معنی
290	نفقہ کا اسٹامپ سمجھ کر دستخط کر دئے تو کیا حکم	275	ایک طلاق
291	مہر معاف کرنے کا مسئلہ	276	اکراہ شرعی کی حیثیت
291	خلع کی تعریف، عدت میں نکاح حرام	276	غیر مدخولہ آدھا مہر پائے گی

306	عورت حرام ہو جائے گی	292	جہیز۔ مہر۔ نفقہ۔ پرورش
	گواہوں سے نکاح ثابت ہو تو مرد و عورت کا انکار	293	صریح الفاظ طلاق میں نیت کا اعتبار نہیں ہے
306	معتبر نہیں	294	طلاق کے لئے عورت کا سامنے ہونا ضروری نہیں
307	پاگل کی طلاق واقع نہ ہوگی	294	نکاح ثانی کب درست ہے
307	نشہ میں طلاق واقع ہو جاتی ہے	295	طلاق رجعی
308	شوہر، عورت سے خوش خلقی سے پیش آئے	295	”تجھے طلاق دے دوں گا“ سے طلاق نہیں ہوتی
309	مہر عورت کا حق ہے، دوسرا معاف نہیں کر سکتا	296	کسی کے اصرار پر طلاق، اکراہ شرعی نہیں ہے
309	ایک طلاق بھی پڑ جاتی ہے	296	لکھی ہوئی طلاق پر دستخط کرنا
310	غیر مدخولہ کی عدت نہیں ہے	297	رجوع کا طریقہ
310	غصے میں طلاق ہو جاتی ہے	297	کیا صرف آواز پر گواہی معتبر ہے
311	زور اور دھونس سے طلاق نامہ پر دستخط کا حکم	298	طلاق کے متنازعہ الفاظ پر حکم
312	جبر و اکراہ میں زبان سے طلاق ہو جاتی ہے	299	طلاق حالت حیض میں گناہ، مگر ہو جاتی ہے
	حالات سے معلوم ہو کہ طلاق بیوی کو دی ہے، تو	300	طلاق رجعی
313	طلاق ہے	300	طلاق کا شرعی طریقہ
313	دفع طلاق کے لئے عورت کو علم ہونا ضروری نہیں	300	طلاق رجعی، گھر میں تصویر کا حکم
314	مضمون طلاق پر دستخط سے طلاق واقع ہوگی	301	مضمون طلاق پر دستخط
314	اغصہ کی حد جنون تک ہو تو طلاق کا حکم	301	طلاق کے بارے میں تحقیق ضروری ہے
315	کئی بار طلاق دی تو کیا حکم ہے؟	302	نابالغ لڑکے اور نابالغہ کے نکاح کا حکم
315	طلاق وقت تحریر سے پڑتی ہے	302	عدت میں نکاح حرام
316	حلالہ شرعیہ کا بیان	303	طلاق میں افواہ معتبر نہیں
316	جواب میں ایسا لفظ کہا جو طلاق کے معنی میں ہے؟	304	عدت میں پیام نکاح دینا حرام ہے
317	رجعی طلاق میں عدت کے اندر رجوع کر لے	304	طلاق رجعی میں عدت کے اندر رجوع کا حق ہے
317	غیر عورت کو طلاق دینا لغو ہے	304	عورت سے اچھا برتاؤ کرے
	طلاق دے دوں گا اور طلاق دیدی، حکم الگ	305	طلاق رجعی میں رجوع
318	الگ ہے		تین طلاقوں کی گنتی کتنے ہی سالوں میں پوری ہو

336	عورت طلاق کی مدعیہ ہے اور شوہر منکر	318	طلاق نامہ پر شوہر کا انگوٹھا بھی ہے اور معززین بھی
337	گواہ ہیں، تو انکار کام نہ آئے گا	319	مطلقہ مغلطہ کو رکھنا حرام کاری
337	ایک طلاق کے اقرار پر، طلاق کا حکم	319	طلاق کی گواہی عورت دے تو کب معتبر ہے؟
338	نشر کی طلاق واقع ہے	321	مطلقہ مغلطہ کو رکھنا حرام کاری
339	شوہر تحریر کا منکر ہے تو اس پر حکم شرعی نہیں	322	”تو گھر میں رہنے کے قابل نہیں“ سے طلاق نہیں ہوتی
339	تین طلاق کے بعد، حلالہ ضروری ہے	322	جبر و اکراہ کے ساتھ زبان سے طلاق ہو جائے گی
340	شدت غضب میں عقل جائے تو طلاق نہ ہوگی	323	غصہ میں طلاق
340	مدعیہ شرعی گواہ نہ لاسکے تو شوہر پر قسم ہے	324	چاروں ائمہ کے نزدیک ایک ساتھ تین طلاق، تین ہی ہیں
342	کنایہ کے الفاظ میں شوہر سے قسم لی جائے	324	گھبراہٹ اور جھنجھلاہٹ، جنون نہیں، طلاق ہو جائے گی
342	جنون شوہر کے باعث تفریق نہ کرائی جائے گی	325	عورت طلاق قبول نہ کرے، تب بھی طلاق ہو جائے گی
343	جنون کی صورت میں تفریق کا طریقہ	326	طلاق نامہ پر دستخط
343	طلاق غصہ ہی میں دی جاتی ہے	327	بیوی شوہر کی اجازت کے بغیر چلی جائے تو طلاق نہیں
344	رجعی طلاق میں حلالہ ضروری نہیں	328	عورت طلاق نہ مانے تو بھی طلاق ہے
344	تین طلاق ایک بار، چاروں ائمہ کے نزدیک تین طلاق ہیں	329	وقفہ سے طلاق تین سے زیادہ دیں تب بھی تین ہیں
345	گواہ نے طلاق نامہ پھاڑ دیا، تب بھی طلاق ہوگی	333	طلاق تین ہو جائیں تو حلالہ شرط ہے
345	مضمون سے واقف ہوئے بغیر دستخط کئے طلاق نہ ہوگی	334	گواہوں کی موجودگی میں شوہر کا انکار ناقابل قبول
346	غصہ، دماغی گرمی، یا گھبراہٹ سے طلاق نہ رکے گی	335	حلالہ لازم ہو جائے، تو بغیر حلالہ کے صلح کی کوشش حرام
346	طلاق کے تمام طریقے پورے کئے، انگوٹھا بھی لگایا، طلاق ہے	336	شوہر طلاق کا اقرار کرے تو گواہ کی ضرورت نہیں
347	تیسری طلاق سے پہلے منہ بند کر لیا، تو کتنی طلاق ہیں		
348	غصہ میں تین طلاقیں لکھ دیں، تو بغیر حلالہ حرام ہے		
348	عورت کی بدکلامی پر تین طلاق		

367	مرد عورت میں طلاق کی تعداد پر اختلاف	349	عورت طلاق کی مدعی ہے اور گواہ اہل خانہ
368	صحبت کے بعد مہر لازم	350	طلاق نامہ کے بارے میں شوہر کا حلف معتبر ہے
369	زوجین میں تفریق کرنا، گناہ کبیرہ ہے	350	عورت بُری ہو تو بھی مہر ساقط نہ ہوگا
370	تحریر سے طلاق کا ثبوت	351	بغیر اضافت طلاق میں شوہر کا حلف معتبر ہے
370	تنہا عورت کا بیان قبول نہیں	353	طلاق ہونے میں عورت کی طرف سے کوئی شرط نہیں
371	طلاق کا ثبوت اقرار یا گواہوں سے ہوتا ہے	354	عقائد خراب ہوں تو نکاح ہی نہ ہوا
372	جو حلالہ کے بغیر عورت کو رکھے، اس سے قطع تعلق	355	طلاق نامہ جان کر دستخط کئے، تو انکار معتبر نہیں
373	مسئلہ تین طلاق	357	طلاق میں نسبت اور اضافت ضروری ہے
373	طلاق دینے والے کی مبہم بات پر تحقیق ضروری ہے	357	اقرار طلاق سے طلاق واقع ہوگئی
373	منکوحہ غیر کا نکاح باطل، اگرچہ گواہ ہوں	358	شوہر انکار کرے تو گواہان سے طلاق کا ثبوت ضروری
374	مسئلہ تین طلاق	359	طلاق کے لئے شوہر کا بالغ ہونا شرط ہے
375	”طلاق دوں گا“ ارادہ طلاق کا اظہار ہے	359	غلط بات کہہ کر فتویٰ لینا بے سود ہے
376	طلاق کے لئے تنہا عورت کا قبول معتبر نہیں	360	مطلقہ، شوہر کی وارث نہیں ہو سکتی
376	نشے میں طلاق، جہیز، مہر، حصہ	360	رجوع کا طریقہ
	اقرار شوہر کے بعد، طلاق کے لئے، گواہ کی	361	اقرار طلاق
377	ضرورت نہیں	362	طلاق کا اختیار شوہر کو ہے، دوسرے کو نہیں
378	ارادہ طلاق، طلاق نہیں	362	”اپنے کو لا تعلق سمجھنا“ سے طلاق نہ ہوگی
379	طلاق رجعی، خبر طلاق اور رجعت کا طریقہ	363	اقرار طلاق، کا حکم
380	طلاق ثلاثہ	363	عورت کتنے ہی عرصہ شوہر سے دور رہے، عدت لازم
380	وعدہ طلاق کا حکم	364	حیض سے حیض تک کتنے دن کے فاصلے ہیں
381	عورت شوہر سے بھاگ جائے تو نکاح نہیں ٹوٹتا	364	وعدہ طلاق، طلاق نہیں ہے
381	طلاق رجعی کا حکم، عدت کے بعد تجدید کا طریقہ	364	ثبوت طلاق کے بغیر، عورت کو دوسرا نکاح منع ہے
382	غیر مدخولہ ایک طلاق سے نکاح سے باہر	365	دو طلاق میں حلالہ نہیں
382	پانچ ماہ کا بچہ کس کے پاس رہے گا	365	مختلف عدت کی تفصیل
382	طلاق معلق کا حکم	366	بالاجازت نکاح پر طلاق کا حکم

397	حاملہ کو طلاق ہو جاتی ہے	383	شوہر کو بتائے بغیر، طلاق لکھوا کر بھیجنا
398	طلاق کے گواہ شرط نہیں	383	حاملہ کی عدت
398	تحریر طلاق، مہر مؤجل	384 --	عدت کا وقت
399	تین طلاق	384	خلع کا طریقہ
	سو ۱۰۰ طلاق دی تو تین واقع، باقی لغو ہیں، حلالہ	385	تین طلاق
400	کیلئے نابالغ سے نکاح جائز، مگر وہ طلاق کا اہل نہیں	385	طلاق کا حق بالغ شوہر کو ہے، بلوغت کی نشانی
401	حاملہ سے نکاح اور طلاق	386	تین طلاق کے بعد حلالہ لازمی ہے
401	”میری طرف سے آزاد ہے“ طلاق بائن ہے	386	طلاق کے وقوع کے لئے عورت کا سننا لازم نہیں
401	طلاق معلق بہ شرط	387	طلاق مذاق نہیں، جھوٹ بول کر فتویٰ لینا
403	لفظ طلاق سننا	387	بالجبر طلاق کی صورت
403	مطلقہ مغالطہ کے ساتھ رہنا	388	لڑکی نہ چاہے تو بھی طلاق ہو جاتی ہے
404	تین طلاق	389	ظہار کا کفارہ
404	تین طلاق کے بعد، اسی عورت سے نکاح	389	حاملہ کی عدت وضع حمل ہے
404	حاملہ کو طلاق	390	طلاق ثلاثہ
405	تحریر سے طلاق		قاضی بھی تین طلاق کے بعد، بغیر حلالہ نکاح نہیں
405	عدت میں نکاح صحیح نہیں	390	کرا سکتا
406	لفظ ”چھوڑ دوں گا“ طلاق نہیں	391	طلاق ثلاثہ، مہر فاطمی کیا ہے؟
406	چودہ سال بعد بیوی کا خیال	393	نفقہ کتنا لازم ہے
406	بیوی شوہر کی خدمت کے قابض نہ ہو تو کیا حکم	393	عورت گھر سے نکل جائے تو نکاح قائم ہے
407	طلاق بائن کے الفاظ	394	حاملہ کو طلاق ہو جاتی ہے
407	مہر کب مؤکد ہوتا ہے؟	394	طلاق نامہ نہ پہنچے تو بھی طلاق وقت تحریر سے ہے
408	سابقہ بیوی کو بغیر حلالہ زبردستی لانا	395	گواہوں کے سامنے، شوہر کا انکار معتبر نہیں
408	طلاق کب دے؟	396	حاملہ کو طلاق، رجوع کا طریقہ
409	خط سے طلاق	396	نشہ میں طلاق ہو جاتی ہے
409	غیر مدخولہ کو تین طلاق دے تو کیا حکم	397	تین طلاق

410	بیوی نے رجسٹری وصول نہ کی تو بھی طلاق ہوگئی	426	بے ہوشی میں طلاق کا حکم
410	تین طلاق کا حکم، لوگوں سے کہا ”طلاق دے آیا ہوں“ طلاق ہوگئی	427	شوہر منکر ہو اور بیوی مدعی طلاق تو کیا حکم
411	طلاق ہوگئی	428	حلالہ میں وطی لازم ہے
411	تحریری طلاق مؤکد میں کیا شبہ رہے گا؟	428	مہر عورت کا حق ہے
412	طلاق تعلیق کا حکم	428	وقوع طلاق کے لئے گواہ لازم نہیں
413	تیسری جگہ لفظ ”طلاق“ چھوڑ دیا تو کیا حکم	428	تین طلاق کا مسئلہ
413	تین طلاق کے بعد بغیر حلالہ، حلال نہیں	429	لوگوں سے کہے کہ طلاق دیدی، تو ہوگئی
414	طلاق جبری کی ایک صورت	429	طلاق کے بعد عدت پوری ہونے پر عورت مختار ہے
415	تین طلاق کے بعد رجوع نہیں	430	عدت کب شروع ہوتی ہے
430	تین طلاق کے بعد رجوع ممکن نہیں	430	”میں نے چھوڑا“ طلاق صریح ہے اور ”مون
415	طلاق رجعی اور رجوع کی صورت	431	چیدی“ طلاق کے معنی میں ہے
417	تین طلاق کے بعد ساتھ رہنا زنا ہے	431	حلالہ قرآن سے ثابت اور حکم الہی ہے
417	بغیر حلالہ، نکاح کیا تو شرکاء کے نکاح کا حکم	432	مطلقہ کو بغیر حلالہ مرد سے نہ ملنے دیں
418	تین طلاق ایک ساتھ دینا	432	طلاق میں عورت کی جانب سے کوئی شرط نہیں
418	ایک ساتھ تین طلاق کا مسئلہ	433	مدخلہ تین طلاق کے بعد بغیر حلالہ حرام ہے
419	طلاق کے ثبوت کے لئے اقرار یا گواہان ہوں	434	طلاق جس طرح بھی دے ہو جاتی ہے
420	طلاق کے متفرق مسائل	435	طلاق پر گواہ ہوں تو انکار نہ سنا جائے گا
420	بیوی طلاق نہ مانے	436	طلاق کے گواہ ہیں تو وقوع میں شبہ نہیں
421	دھوکہ سے طلاق نامہ پر دستخط کرانا	437	رجسٹری کے ذریعہ طلاق
421	حلالہ کے لئے کوئی بھی مرد مناسب ہے	438	طلاق معلق بہ شرط
438	رجوع کا طریقہ	438	تین طلاقیوں کے بعد عورت سے حقوق زوجیت کا مطالبہ حرام
422	والدین نے نابالغوں کا نکاح کیا تو نافذ ہے	439	چار بچوں کی ماں کو بھی طلاق ہو جائے گی
423	طلاق کا ذکر جھگڑے میں آئے، تو بائن ہے	440	تین طلاق کے بعد منکر ہو گیا، تو کیا حکم
423	ارادہ طلاق، طلاق نہیں	441	نشہ میں طلاق دی تو واقع ہوگئی
425	مشروط طلاق	441	

عقل کھونے سے طلاق نہیں پڑتی	441	باب الظہار	453
فضولی شخص کا اپنی جانب سے دوسرے کی بیوی کو	442	باب الیمین	454
طلاق دینا	443	باب العدة	455
نابالغہ غیر مدخولہ بیوہ کی عدت	443	نابالغہ غیر مدخولہ بیوہ کی عدت	457
خلوت کے بغیر طلاق میں عدت، غیر مدخولہ کا مہر	443	بیوہ موت کے وقت والے مکان میں عدت کرے	457
عدت میں نکاح ہونا	444	عدت میں نکاح ہونا	458
ولادت کے بعد شوہر کا انتقال ہو تو عدت لازم	444	ولادت کے بعد شوہر کا انتقال ہو تو عدت لازم	458
بیوہ کی عدت، موت کا سوگ ہے	445	بیوہ کی عدت، موت کا سوگ ہے	459
بیوہ حاملہ ہو تو نکاح جائز نہیں	445	بیوہ حاملہ ہو تو نکاح جائز نہیں	460
نکاح ثانی کیلئے پہلی بیوی سے اجازت لازمی نہیں	446	نکاح ثانی کیلئے پہلی بیوی سے اجازت لازمی نہیں	460
بیوہ عدت میں بلا وجہ شرعی نہ نکلے	446	بیوہ عدت میں بلا وجہ شرعی نہ نکلے	461
بیوہ کو عدت میں کب نکلنا جائز ہے	447	بیوہ کو عدت میں کب نکلنا جائز ہے	461
مطلقہ شوہر اول کے گھر میں کیسے رہ سکتی ہے	447	مطلقہ شوہر اول کے گھر میں کیسے رہ سکتی ہے	462
سوگ صرف بیوہ پر، دوسروں پر نہیں	448	سوگ صرف بیوہ پر، دوسروں پر نہیں	462
نکاح ثانی کے نو ماہ بعد، ولادت	448	نکاح ثانی کے نو ماہ بعد، ولادت	462
بیوہ کی عدت کے دن	448	بیوہ کی عدت کے دن	464
حاملہ کی عدت، نافرمان بیوی کا نفقہ، حق پرورش،	449	حاملہ کی عدت، نافرمان بیوی کا نفقہ، حق پرورش،	464
بری کا زیور، جہیز	450	بری کا زیور، جہیز	465
حاملہ عدت	451	حاملہ عدت	466
عورت عدت میں گھر سے کب نکل سکتی ہے	451	عورت عدت میں گھر سے کب نکل سکتی ہے	466
عدت کا مسئلہ	452	عدت کا مسئلہ	466
عدت گھر پر فرض ہے	452	عدت گھر پر فرض ہے	467
		شراب نہ پینے کی قسم کھائی، پھر پی لی تو بہ اور کفارہ	

481	جانور سے صحبت کا حکم	468	دونوں لازم ہیں
481	جانور سے وطی، سزا کیسے دی جائے		”حلف سے پھرے تو خدا و رسول سے پھرے“ نہ
482	بغیر نکاح عورت گھر میں رکھنا	468	کہنا چاہئے
483	زنا کا ثبوت شرعی، بہو سے زنا کیا تو حکم		جس کام پر قسم کھائی اور بہتری غیر میں ہو تو قسم
484	گناہ سے توبہ کرنے والے کا حکم	469	توڑ دے
485	عورت کے فسق کے سبب نکاح نہیں جاتا	470	مدعی اور مدعا علیہ میں سے قسم کس پر ہے
485	لواطت کا حکم اور وطی کی سزا	470	قسم مدعا علیہ پر ہے
486	جانور سے صحبت، زانی کی امامت کا حکم	471	پہلے دعویٰ، پھر گواہ، پھر قسم کا مرحلہ ہے
487	جس جانور سے وطی کی اس کا حکم	471	بعض قسم تو زنا مستحب ہے
488	جرم ثابت نہ ہو، ارادہ جرم پر سزا	472	جھوٹے آدمی کی قسم نامعتبر ہے
488	خراب شہرت والوں کو دوبارہ چھٹا؟	473	مرنے کے بعد نمازوں اور روزوں کا کفارہ
489	عضو تناسل بیوی کے منہ میں دینا فعل شنیع		قسم مدعی علیہ پر ہے، جب تک مدعی علیہ کا جھوٹا
490	سالی کے ساتھ زنا سے بیوی حرام نہ ہوگی	474	ہونا ثابت نہ ہو، قسم کا اعتبار کریں
490	جانور سے وطی کے بعد، جانور کا حکم	474	قرآن ہاتھ میں لے کر قسم کھانا
490	بغیر طلاق لئے دوسرا نکاح کیا تو اولاد کیسی؟	474	راز نہ بتانے کے عہد پر قسم کھانا
491	زنا کا الزام لگانا	475	جھوٹی قسم
	باب اللقطة		باب الزنا و الحدود
493	ایک شخص امانت رکھ کر غائب ہو گیا	476	زنا کا ثبوت کیسے ہو
493	لقطہ کی رقم مسجد میں صرف نہ کریں	477	زنا سے پیدا شدہ لڑکی کا نکاح جائز
494	امام و مؤذن کو مسجد میں رقم ملی تو مالک کون ہے؟	477	زنا کا ثبوت
496	راہ ملی ہوئی چیزوں کا حکم	478	غیر کی منکوحہ سے نکاح کرنا
	باب المفقود	479	زنا کا ثبوت اور اس سے توبہ
497	گمشدہ شوہر کے احکام میں رسالہ	479	زانی، اوطی وغیرہ کی بخشش کا بیان
	تصدیق جلیل، قطب الوقت سید محمد میاں قادری	480	بد چلنی کا الزام ”اس قرآن کو نہیں مانتے“ کا حکم
503	برکاتی عایہ الرحمتہ	481	زنا سے پیدا شدہ کا حکم دربارہ حلت و حرمت

520	وقف کی آمد، وقف پر خرچ کی جائے	503	تصدیق جلیل، احسن العلماء سید حسن میاں برکاتی
521	عید گاہ میں سیلاب آئے تو بھی اس کی حفاظت فرض		تقسیم ہند کے وقت مسلمان عورتوں کا، کافروں کے
521	وقف زمین کے احکام	503	قبضہ میں جانا
	باب احکام المسجد	505	مفقود الخیر شوہر کی بیوی انتظار کرے گی
	و آداب المسجد	506	لاپتہ شوہر کی بیوی کے لئے حکم
523	مسجد میں چندہ، ووٹ کی شرط کے ساتھ	506	آٹھ سال سے گمشدہ شوہر کی بیوی کا حکم
523	مسجد کے چندہ آداب	507	چودہ سال سے لاپتہ شوہر
524	مسجد کا ملبہ کہاں ڈالا جائے	507	شوہر نو سال سے لاپتہ ہے
525	مسجد کا غیر ضروری سامان فروخت کرنا	508	شوہر دس سال سے لاپتہ ہے
525	مسجد کا حصہ دوکان بنانا حرام ہے	509	گمشدہ شوہر کی بیوی کا نکاح کب جائز ہے؟
	مسجد کا غیر ضروری سامان فروخت کے بعد مسجد		باب الوقف
526	میں لگانا	510	وقف کی تعریف اور اس کے احکام
526	ایک مسجد کا سامان دوسری مسجد میں لگانا	512	متولی وقف خائن ہو تو معزول کرنا واجب ہے
527	راستے کو مسجد میں شامل کرنا	513	مسجد کی تعمیر میں اپنا نام لکھوانا
527	مسجد میں دوکان بنانا، زکوٰۃ و فطرہ مسجد میں لگانا	514	وقف کا طریقہ اور اس کے احکام
528	چندہ کے دوران مسجد کا نام تبدیل کرنا	516	وقف کی بجلی بیچ کر، مسجد میں رقم لگانا
528	ایک مسجد کا سامان دوسری میں لگانا کیسا ہے؟	516	مسجد کے کے نیچے کرائے کی دوکان ہونا
829	مسجد میں دوکان، مکان، حوض بنانا		واقف، وقف کا مکان کرایہ پر دے کر مرگیا اجارہ
529	مسجد کو گرا کے، غیر مسجد بنانا	517	جاری رہے گا
530	مسجد میں راستہ بنانا	517	وقف زمین کا حکم
531	مسجد کی آمدنی سے دوکان مکان خریدنا	518	ختم قرآن کے چندے کا حکم
532	مکان کی دیوار کا مسجد سے متصل ہونا	518	وقف میں میراث ہے نہ ہبہ
	مسجد کی ضرورت کے پیش نظر زمین خرید کر مسجد میں	519	وقف کا مال کسی ادارے کو دینا جائز نہیں
532	ملانا	519	صرف نماز پڑھنے سے جگہ مسجد نہیں بن جاتی
533	مسجد کو عید گاہ بنانا	520	مسجد کی آمد، مسجد کی ضروریات پر خرچ کریں

548	مسجد میں داخل ہوتے وقت سلام کرنا	534	مسجد میں گمشدہ چیز کا اعلان، مسجد کو راستہ بنانا، مسجد کا پانی فروخت کرنا
549	مسجد کے لئے زبردستی مکان خریدنا	536	حلال و حرام کی مخلوط آمدنی مسجد میں لگانا
549	مسجد میں سونا	536	شارع عام سے متصل خالی جگہ پر مسجد بنانا
550	ایک مسجد کے ہوتے ہوئے دوسری مسجد بنانا	536	غیر مسجد کی جگہ، حجرہ امام بنانا
551	مسجد کی تیسری منزل میں دنیا کی باتیں کرنا	537	مسجد میں مدرسہ کی تعمیر
551	غصب کی زمین پر نماز مکروہ ہے	537	مسجد کی دوکان میں حمام بنانا، جائز
552	قصد نماز باجماعت ترک کرنا و بال لاتا ہے	538	سرکاری پانی مسجد میں آگیا تو اب مسجد کا ہے
552	قدیم مسجد کو بچانا فرض ہے	538	سرکاری زمین پر ضرورتاً مسجد بنالی تو مسجد ہے
553	محراب کے حقیقی معنی	539	سرکاری زمین پر مسجد کب صحیح ہے
553	مسجد میں آرام کے لئے پڑے رہنا	539	مسجد سے ملحق مدرسہ کی چھت پر رہائشی مکان
554	شری شخص کو مسجد سے روکنا اور نکالنا جائز	540	مساجد کا انتظام حکومت کی ذمہ داری
554	مسجد کی تعمیر میں ہندو مستری سے مدد لینا	540	مسجد کے فنڈ سے کسی کو قرض دینا
554	مسجد سے متصل دوکان خرید کر مسجد میں شامل کرنا	541	نئی مسجد کے بعد، پرانی مسجد کو بھی آباد رکھنا لازم
555	امام محراب میں ہو تو پیر محراب سے باہر ہوں	542	مسجد میں حجرہ کہاں بنایا جائے
556	مسجد میں تعلیم دینے کی شرائط	542	غیر مسلم سے مسجد میں چندہ نہ لیا جائے
556	مسجد میں سیاسی جھنڈا، حجرے میں سیاسی فوٹو لگانا،	543	سرکاری زمین بیچ کر رقم مسجد میں لگانا منع ہے
556	محراب میں اشتہار لگانا، امام کا چادر میں منہ چھپانا	543	دوسرے کی زمین پر مسجد بنانا اور نماز پڑھنا
557	مسجد کو دھپان کرنا عذاب کا مستحق ہونا ہے	644	بے نمازی اور نشہ باز کا مسجد میں سونا، امام یا سید کا احترام، زکوٰۃ مسجد میں لگانا منع ہے
558	قصر فرض میں ہے، سنت میں نہیں، قدیم مسجد کا سامان	545	محراب میں وسط مسجد میں :و
559	خطبہ کس طرح بیٹھ کر سننے، جمعہ کے بعد کی سنتیں	546	مسجد میں حجامت بنوانا
559	امام مقتدیوں سے دوفت اونچا ہو، تو مکروہ تحریمی ہے	546	مسجد میں پلٹک پر سونا
560	مسجد کے لئے قطعہ زمین، مسجد کا ہے	547	مسجد کے مکان جو مسجد سے متصل ہوں کرایہ پر دینا
560	ذکر رسول، ذکر الہی ہے، مسجد میں جائز ہے	548	مسجد کا زمین بھی مسجد ہی سے
560	مسجد کی صفیں کرایہ پر دینا، میاں دین میں رکاوٹ ڈالنا		

578	مسجد کے لئے وقف جگہ، مسجد ہے	561	ٹوپی سے نماز، قیامت میں نسبت، سیاہ خضاب
	مسجد کی اشیاء صرف مسجد کیلئے استعمال ہوں، اذان	562	مسجد میں سلام کرنا
579	سے پہلے سلام، عورت کو دیکھنے سے وضو نہیں جاتا	562	مسجد میں انگریزی پڑھنا
580	مسجد میں قرآن کریم بلند آواز سے پڑھنا	563	مسجد کا شہید ہو جانا، مقابلے میں دوسری مسجد بنانا
580	مسجد کی اشیاء کا استعمال	564	مسجد کے لئے وقف شدہ زمین واپس نہیں لے سکتا
580	مسجد کی حد	565	مسجد میں عورت کا پڑھنا
581	مسجد کی لائبریری	566	مسجد کو شہید کر کے اوپر نیچے دوکان بنانا
581	مسجد میں عید میلاد النبی ﷺ منانا	566	غیر مسلم کے مال سے مسجد کی تعمیر
582	مسجد کی نیچے والی منزل میں، کچھ تعمیر کرنا	566	ذاتی اختلاف کی وجہ سے دوسری مسجد بنانا
582	جس مقصد کے لئے چندہ کیا، اسی میں صرف کرے	567	مسجد میں گمشدہ کا اعلان کرنا
582	مسجد کو منقش کرنا	568	مسجد کا حصہ ترک میں لینا
583	جو چیز مسجد کے لئے وقف کی گئی		مسجد میں نعت خوانی، شور و غل، ویڈیو فلم بنانا، داد
583	جانے نماز میں حجرہ بنانا	568	دینا، مقابلہ کرنا
584	مسجد کا احترام سب پر واجب ہے	570	مسجد میں سوال
584	مسجد میں درخت یا پھول لگانا	570	مسجد میں راستہ نکالنا
585	قربانی کی کھالوں سے تعمیر مسجد اور دیگر مصارف مسجد	572	مسجد میں چندہ دینے والا، اس کا متولی نہیں
602	تصدیق خلیل ملت	572	شادی کے موقع پر مسجد میں پیسے دینا
	تصدیقات علمائے حیدرآباد، کراچی، لاہور، فیصلہ	573	محراب کے آگے دوکانوں کی تعمیر
606	آباد (لاکل پور)	573	مسجد میں گئے
		573	اذان کے بعد مسجد میں جانا
		574	راستے کے لئے مسجد کی دوکانوں سے جگہ لینا
		575	مسجد میں عرس کے لئے جھنڈیاں لگانا، محفل کرنا
		576	مسجد کے لئے متعین جگہ، مسجد ہے
		576	مسجد کی اضافی دیواروں کو گرانا
		577	مسجد کے لئے دوکانیں بنانا

مانتساب!

اس ہستی کے نام

جن کی بشارت

سید الانس والجن رحمۃ للعالمین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے ان کلمات میں ارشاد فرمائی کہ اگر ایمان، دین، علم، ثریا کے
پاس ہوتا تو بھی فارس کا ایک شخص اس کو حاصل کر لیتا
وہ ہستی، کہ سب لوگ فقہ میں جن کی عیال ہیں (ملخصاً)
جن کی کتابوں کو پڑھے بغیر، کوئی فقیہ اور مفتی نہیں بن سکتا، یعنی سراج
امت، فقیہ امت، امام اعظم، عظیم، جلیل، کامل، اکمل، حاذق، ماہر
محدث، سید العلماء والفقہاء، تیس صحابہ کا زمانہ پانے والے
سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ

اور

امام اہلسنت مجدد دین و ملت

الشاہ امام احمد رضا خاں محدث بریلوی رضی اللہ عنہ کے نام!
جنہوں نے فقہ حنفی پر عظیم الشان ”فتاویٰ رضویہ“ امت کو دیا۔

حمد، جلالہ

(امام احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ (الرحمنہ و) (رضوانہ)

الحمد للہم

بجلالہ المتفرد

وصلاتہ دواماً علیٰ

خیر الأنعام محمد

نعمت ﷺ

عمل پہ اپنے حیراں ہوں اغثنی یا رسول اللہ
 پریشان ہوں پریشاں ہوں اغثنی یا رسول اللہ
 پڑا ہوں معصیت میں، نام کی نیکی نہیں لیکن
 تمہارے دم پہ نازاں ہوں اغثنی یا رسول اللہ
 ذرا جلوہ دکھا دیجے، نزع کا وقت ہے آقا
 بس اب لمحوں کا مہماں ہوں اغثنی یا رسول اللہ
 شفاعت آپ ہی کی، روز محشر کام آئے گی
 اسی رحمت پہ فرحاں ہوں اغثنی یا رسول اللہ
 فقیر قادری میں ہوں، تہی دست و تہی داماں
 تمہارے در پہ گریاں ہوں اغثنی یا رسول اللہ
 سلاطین ہو کے بھی ان کو، میسر کب یہ نعمت ہے
 میں منلتا ہو کے شاداں ہو اغثنی یا رسول اللہ
 نگاہیں آپ کے حافظ کی ہیں اب روئے تاباں پر
 میں محو دید قرآن ہوں اغثنی یا رسول اللہ

(از: مفتی احمد میاں حافظ البرکاتی)

تاریخ وصال حضرت خلیل العلماء رحمۃ اللہ علیہ

علم و عمل کی دنیا حافظ اجڑ گئی ہے

فرما گئے جو رحلت مفتی خلیل صاحب

تاریخ وصل اُن کی ہاتف نے یوں بتائی

ہاں لکھ مکینِ جنت مفتی خلیل صاحب

۵ ۸ ۹ ۱۰

(از: مفتی احمد میاں حافظ البرکاتی (برکات محل)

عرض مرتب!

بسم الله الرحمن الرحيم
والصلوة والسلام على حبيبہ الكريم

محترم قارئین کرام!

”فتاویٰ خلیلیہ“ جلد اول میں آپ نے سات سو پینتالیس ۴۵۷ فتوے ملاحظہ فرمائے، جو کتاب النکاح کے ابتدائی، مسائل تک تھے، اب جلد دوم میں آپ اس سے آگے کے مسائل پر فتاویٰ ملاحظہ فرمائیں گے۔ اس جلد دوم میں کل آٹھ سو سونتیس (۸۳۷) فتاویٰ ہیں جن میں ۷۲۷ خلیل ملت کے تحریر فرمودہ ہیں جبکہ فقیر برکاتی کے تحریر کردہ اور خلیل ملت کے تصدیق شدہ ۱۰۶ ہیں۔ اس جلد میں ایک فتویٰ، حضرت مفتی محمد حسین قادری (سکھر) علیہ الرحمۃ کا، ایک حضرت مفتی غلام نبی فخری مدظلہ (کراچی) کا، اور ایک مفتی غلام مصطفیٰ صاحب مدظلہ (مٹان) کا، شامل ہے۔ ان پر خلیل ملت علیہ الرحمۃ نے تصدیق فرمائی ہے۔..... ایک طویل فتویٰ چرم قربانی سے ”تعمیر مسجد“ کے بارے میں ہے، یہ فتویٰ حضرت علامہ مفتی سید ریاض الحسن جیلانی علیہ الرحمۃ نے تمبیض فرمایا اور اس میں بڑی کاوش فرمائی اور فتویٰ جاری فرمایا، تاہم اس کی تسوید اور مندرجات، دارالعلوم احسن البرکات میں خلیل ملت علیہ الرحمۃ کی نگرانی میں تکمیل تک پہنچے، اس فتویٰ پر خلیل ملت کی تصدیق کے علاوہ بہت سے اکابر علماء و مفتیان کرام کی تصدیقات موجود ہیں۔ ایک اہم فتویٰ ”زوج مفقود“ کے بارے میں ہے۔ جس پر حضور سیدی مرشدی مفتی الشاہ اولاد رسول سید محمد میاں قادری برکاتی آل رسولی علیہ الرحمۃ والرضوان اور حضرت احسن العلماء مفتی سید مصطفیٰ حیدر حسن میاں قادری برکاتی علیہ الرحمۃ والرضوان سجادگان خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف کی تصدیقات عالیہ ہیں، یہ حضرات ان دنوں پاکستان تشریف لائے ہوئے تھے۔ اس طرح ہر دو اکابر کی تصدیقات جلد دوم کی زینت ہیں۔ جیسا کہ جلد اول میں تذکرہ کر دیا ہے۔ اسی طرح جلد دوم کے فتاویٰ کی ترتیب میں بھی وہی پوری ٹیم میرے ساتھ شریک کار رہی جن کا شکر یہ فقیر جلد اول میں ادا کر چکا ہے۔ میں ایک بار پھر، ان تمام تلامذہ اور اساتذہ احسن البرکات کا ممنون و متشکر ہوں کہ جنہوں نے شب و روز کی محنت سے اس کتاب کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں میری مدد کی، اور جناب سید حفیظ البرکات شاہ صاحب قبلہ زیدت عنایاتہ، نے حسب سابق، طباعت کو اپنے ذمہ لیا، اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو اس کا صلہ مرحمت فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التسلیم

العبد القادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید

۲۹ ربیع الآخر ۱۴۲۸ھ / ۸ مئی ۲۰۰۷ء روز سہ شنبہ

پیغام تهنیت

از: الحاج عبدالرحیم اسماعیل گریگا پردیسی برکاتی۔ کراچی

۹۲/۷۸۶

یہ جان کہ نہایت مسرت ہوئی کہ علامہ مفتی محمد خلیل خاں برکاتی رحمۃ اللہ علیہ کے ہزاروں فتاویٰ میں سے کچھ فتاویٰ، تین جلدوں میں ”فتاویٰ خلیلیہ“ کے نام سے منظر عام پر آ رہے ہیں۔ مفتی محمد خلیل خاں صاحب برکاتی کی خدمات خصوصاً سندھ و بلوچستان میں بہت زیادہ ہیں۔ ان کا قائم کردہ ادارہ دارالعلوم احسن البرکات، حیدرآباد، بہت اعلیٰ درس گاہ ہے جس کی خدمات ۱۹۵۲ء سے جاری ہیں۔ پچپن سال کے عرصہ میں اس دارالعلوم سے ہزاروں علماء و حفاظ و قراء فارغ ہوئے اور مختلف گوشوں میں، دینی خدمات میں مصروف ہیں۔ اس درس گاہ میں اکابر مشائخ و علماء تشریف لاتے رہے ہیں اور اب بھی یہ سلسلہ جاری ہے، خلیل العلماء کی کتابیں عوام و خواص میں بہت مشہور ہیں اور ان کے فیوض و برکات، مرشد گرامی حضرت سیدنا تاج العلماء، رضی اللہ عنہ کے طفیل خوب جاری و ساری ہیں۔ تبلیغی، دینی، اور اشاعتی اعتبار سے یہ درس گاہ نمایاں اور بلند ہے۔ خلیل العلماء کی تصانیف دنیا کے اس کوئے اُس کوئے تک، مشہور ہیں۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندے، ”فتاویٰ خلیلیہ“ سے بھی خوب فیض حاصل کریں اور رضویت کی بہاروں کا یلین اور برکاتیت کی برکتوں کا امین یہ ادارہ احسن البرکات قیامت تک یوں ہی خدمت دین میں فیوض و برکات تقسیم کرتا رہے۔ آمین

فقط عبدالرحیم اسماعیل گریگا،

۲۸ ربیع الآخر ۱۴۲۸ھ

۱۷ مئی ۲۰۰۷ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب النکاح

اگر غیر مسلم میاں بیوی ایک ساتھ ایمان لائیں تو تجدید نکاح کی ضرورت نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے میں کہ:

۱۔ ایک غیر مسلم خاندان ہدایت کی روشنی پاتا ہے اور دین اسلام قبول کرتا ہے۔ کیا از روئے شریعت خاوند اور بیوی کا نکاح دوبارہ، یعنی تجدید ہو گا یا نہیں؟

۲۔ مذکورہ خاندان کے نابالغ بچے کس طرح مسلمان ہوں گے۔ جب کہ وہ شعور نہیں رکھتے؟

محمد اشرف ولد نور محمد، جنرل اسٹور نزد۔ یو بی ایل، مسجد پکے والی۔ تلہار۔ ضلع بدین سندھ

۷۸۶ الجواب: ہوا الموفق للصواب: ۱۔ غیر مسلم میاں بیوی اگر ایک ساتھ مسلمان ہو گئے تو اسی نکاح سابق پر باقی رکھے جائیں گے تجدید نکاح کی حاجت نہیں۔ (در مختار وغیرہ)

۲۔ بچہ دین میں اپنے ماں باپ کا تابع ہے مسلمان ہوئے تو اولاد بھی مسلمان ہے۔ (عامہ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۴ ستمبر ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

اگر بیوی پہلے مسلمان ہو جائے تو نکاح ٹوٹا یا رہا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک ہندو عورت مسلمان ہو جائے تو اسے نکاح کرنے کے لئے عدت گزارنا ضروری ہے یا نہیں؟ ایک سائل خدا بخش، بھتیان روڈ تحصیل ٹنڈو آدم، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: شوہر اور اس کی بیوی دونوں کافر، مثلاً ہندو تھے۔ اب ان میں سے عورت مسلمان ہو گئی تو اس کا نکاح اس مرد سے، کہ ہندو ہے ٹوٹ گیا۔ البتہ اس مرد سے کہا جائے گا کہ وہ بھی مسلمان ہو جائے۔ اگر وہ بھی مسلمان ہو جائے اور دونوں ساتھ رہنا چاہیں فہما۔ اور اگر وہ اسلام قبول نہ کرے یا خاموش رہے یا انکار کر دے تو اب ان دونوں میں تفریق کر دی جائے گی۔ عورت کہ مسلمان ہو چکی اس کافر کے ساتھ نہ رکھی جائے گی۔ بلکہ اسے اختیار ہوگا کہ جس مسلمان سے چاہے نکاح کر لے۔ اور عدت کی بھی یہاں حاجت نہیں۔ (در مختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۳ھ

قادیانیوں سے میل جول و نکاح

سوال: محترم مولانا مفتی صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

زید میرا دور کا رشتہ دار ہے۔ زید تقریباً ۱۲ سال قبل پنجاب سے حیدرآباد تعلیم کی غرض سے آیا۔ زید کے والد کٹر قادیانی تھے۔ والدہ کا بھی انتقال ہو چکا تھا۔ ایک بھائی اور تین بہنیں شادی شدہ موجود ہیں۔ اور وہ بھی قادیانی فرقے میں بیاہی ہوئی ہیں۔ بھائی خانیوال میں رہتا ہے۔ اور بہنیں کوسٹ میں ہیں۔ زید تعلیم کی غرض سے حیدرآباد آیا تو اپنے رشتے کے چچا محمود کے ہاں رہائش پذیر ہوا۔ محمود نے سرپرست کی حیثیت سے اس کے تمام تعلیمی ڈاکومنٹ بھرے اور اس کو مسلم کی حیثیت سے ظاہر کرایا۔ زید نے ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کی اور آج کل لیاقت کالونی میں پریکٹس کر رہا ہے۔ محمود کی ایک لڑکی نے بھی ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کی ہے۔ چند ماہ قبل زید کے بہن بھائیوں نے زید کے لئے محمود کی اس لڑکی کا رشتہ مانگا جو کہ محمود نے منظور کر لیا۔ محمود نے اپنے طور پر اپنے داماد زید سے اسلام قبول کرایا ہے مگر اس کی اطلاع زید کی بہن اور بھائیوں اور بہنوئی کو نہیں ہے۔ زید کے اسلام قبول کرنے میں صرف زید محمود اور محمود کے داماد کے علاوہ اس خاندان کا کوئی اور فرد شریک نہیں تھا۔

بھٹو کے دور حکومت میں زید کے والد اور بھائی بہنوئی وغیرہ نے اپنی جان بچانے کی خاطر خانیوال کی ایک جامع مسجد میں ہزاروں افراد کی موجودگی میں اسلام قبول کر لیا تھا مگر چند ماہ بعد مرتد ہو کر دوبارہ قادیانی ہو گئے۔ زید کے تادم تحریر اپنے بہن بھائیوں سے تعلقات۔ لین دین۔ خط و کتابت قائم ہے اور ان کے مشورے اور حکم کے خلاف ایک قدم بھی نہیں چلتا ہے۔ اور زید کی منگنی کی تمام کارروائی بھی انہی کے ہاتھوں سرانجام پائی ہے۔ اب مسئلہ شادی کا ہے۔ سنا ہے جنوری یا فروری میں شادی ہونے والی ہے۔ ہمارے تمام خاندان والے الحمد للہ سنی العقیدہ ہیں اور ختم نبوت پر مکمل ایمان رکھتے ہیں۔ وہ سب اس شادی میں شرکت کے خلاف ہیں۔ ہمارے تمام رشتے داروں کا کہنا ہے کہ زید نے نہ تو ہمارے سامنے اسلام قبول کیا ہے اور نہ بعد میں کوئی اعلان کیا ہے۔ اس کے برعکس وہ اپنے بہن بھائیوں سے بھی چھپا رہا ہے۔ ہم محمود کے کہنے پر ایمان نہیں رکھتے ہو سکتا ہے وہ اپنی بیٹی کی شادی کی وجہ سے چھپا رہا ہو۔ زید نے محمود سے بھی کہا ہے کہ وہ میرے بہن بھائیوں کو میرے اسلام لانے کے متعلق نہ بتائے۔ شادی کے بعد میں خود مناسب وقت پر بتا دوں گا۔ سنا ہے کہ نکاح مسجد میں ہوگا۔ آپ سے عرض ہے کہ آیا کیا غیر مسلم قادیانی ہماری مقدس مسجدوں میں داخل ہو سکتے ہیں؟ جبکہ ہم سب کو معلوم ہے کہ یہ قادیانی ہیں۔ اور بصورت دیگر اگر انہوں نے اس بات کا اصرار کیا کہ اگر تم اپنی مسجدوں میں نکاح نہیں کر سکتے تو ہم اپنی عبادت گاہوں میں لے جاتے ہیں تو ہم اس طرح ان کی عبادت گاہوں میں جائیں؟

کیا ہم سب کی شرکت سے ہمارے نکاحوں پر اثر پڑے گا؟

ہماری شرکت کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

زید کے اس طرح اسلام قبول کرنے سے ہمارے خاندان کا کوئی بھی باشعور فرد مطمئن نہیں ہے۔

آپ سے التماس ہے کہ آپ اپنے قیمتی وقت سے تھوڑا سا وقت نکال کر اس نازک مسئلے پر غور فرمائیں اور اپنا قیمتی

فتویٰ مرحمت فرمائیں۔ اللہ آپ کو اس کا اجر عظیم دے اور عظیم تر درجات بلند فرمائے۔ آمین

شیخ انیس احمد دہلوی، دکان D/404 چوڑی گلی شاہی بازار، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب هو الموفق للصواب: صورت مسئلہ میں زید کے بارے میں جو اس قسم کی باتیں عام مسلمانوں میں مشہور و معروف ہو رہی ہیں ان کی بنیاد پر زید کے لئے شرعاً یہ بات لازم ہے کہ وہ فوراً علی الاعلان عام مسلمانوں کے سامنے مسلمان ہو، اور باقاعدہ طور پر اپنے تمام قادیانی رشتہ داروں سے اپنی براءت و علیحدگی کا اعلان کرے اور عام مسلمانوں کے دلوں میں جو زید کی طرف سے شبہات پائے جاتے ہیں وہ دور ہوں اس قسم کی دورخی باتیں کہہ کر وہ مسلمانوں کو نہ تو مطمئن کر سکتا ہے اور نہ ہی ہم اسے مسلمان جان سکتے ہیں۔ اور نہ ہی ان حالات میں زید کا کسی مسلمان عورت سے نکاح درست ہوگا اور نہ ہی مسلمانوں کو ایسے نکاح میں شرکت کی شرعاً اجازت ہے بلکہ اس سے میل جول رکھنا منع ہے۔ اور پھر جبکہ زید کے بھائی بہن والد مسلمان ہو کر مرتد ہو گئے تھے اور زید بھی اسی خاندان کا ایک فرد ہے اس لئے یہ معاملہ اور اہم ہو جاتا ہے کہ پورا اطمینان ہو جانا ضروری ہے۔ کسی محمود جو کہ اپنی صاحبزادی کا عقد ایسے شخص سے کرنا چاہتا ہے۔ اُسے چاہئے کہ پہلے زید کو اعلانیہ عام مسلمانوں کے سامنے مسلمان کرائے اور قادیانیوں سے میل جول ختم کرنے کا عہد لے اور جب ان باتوں کا اطمینان ہو جائے تو بلاشبہ یہ نکاح صحیح ہوگا اور مسلمانوں کی شرکت اس میں جائز ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا خُلُوتُمْ فِي السَّلَامِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ۝ (البقرہ)۔ اے ایمان والو! سلام میں پورے (مکمل) داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو بیشک وہ (شیطان) تمہارا کھلا دشمن ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید، ۳۰ ربیع الاول ۱۴۰۵ھ۔ ۲۴ دسمبر ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳۰ ربیع الاول ۱۴۰۵ھ

عیسائی لڑکی سے نکاح ہو سکتا ہے مگر آجکل کے کرچین عیسائی نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے کے بارے میں کہ: ایک عیسائی لڑکی ایک مسلمان لڑکے سے عقد کرنا چاہتی ہے۔ اپنے مذہب کو برقرار رکھتے ہوئے لڑکا مذہب اسلام چھوڑنا نہیں چاہتا کیا یہ نکاح درست ہے یا نہیں؟

منجانب فقیر محمد نیاز ولد فیض محمد نیاز، حالی روڈ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: عیسائی لڑکی کہ اپنے مذہب عیسائیت پر قائم ہو اس سے مسلمان لڑکے کا نکاح ہو سکتا ہے۔ حلال ہے یعنی اس سے جماع زنا نہ ہوگا۔ وطی حرام نہ کہلائے گا۔ مگر جہاں تک بن پڑے مسلمان اس سے پرہیز کرے کہ اس میں بہت سے پسندیدہ مقاصد کا دروازہ کھلتا ہے (عائلیگری وغیرہ) اور اگر وہ صرف نام کی عیسائی ہو اور حقیقتاً نیچری، دہریہ، نام کرچین جیسے آجکل کے عموماً نصاریٰ کا کوئی مذہب نہیں تو ایسی صورت میں اس سے نکاح نہیں ہو سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۵ھ

شیعوں سے نکاح کرنا حرام ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و شرع متین اس مسئلے میں کہ: ایک شخص زید نے اپنی بہن ساجدہ کا نکاح عمرو سے کیا تھا۔ اس وقت عمرو سنی مذہب سے تعلق رکھتا تھا۔ کافی عرصے بعد ساجدہ کے ماموں عمر الدین نے عمرو کو ورغلا کر اسے ساجدہ جو اس کی بھانجی تھی طلاق دلوائی اور عمر الدین نے اپنی بیٹی صائمہ کا رشتہ عمرو سے کیا۔ اور اس وقت عمرو پکا شیعہ ہو چکا تھا اور عمر الدین نے یہ جانتے ہوئے بھی کہ عمرو شیعہ ہے اپنی بھانجی کو طلاق دلوا کر اپنی بیٹی کا رشتہ عمرو سے کر دیا۔ اب صورت حال یہ ہے کہ عمر الدین حج پر جانا چاہتا ہے اور لوگوں نے اس سے کہا کہ سب عزیز رشتے داروں کو راضی کر لے اور ان سے معافی مانگنے کے بعد حج پر جانا چاہئے۔ اب عمر الدین ساجدہ کے بھائیوں اور رشتے داروں کے پاس معافی مانگنے کے لئے آتا ہے۔ اب عمر الدین کو شریعت محمد کے مطابق معاف کرنا چاہئے یا نہیں؟ حالانکہ اس نے دو عظیم گناہ کئے ہیں؟

۱۔ اپنی بھانجی کو طلاق دلا کر اپنی بیٹی کا رشتہ کیا۔

۲۔ جان بوجھ کر شیعہ کو اپنی بیٹی دی۔

۳۔ ان حالات میں عمر الدین کو ساجدہ کے بھائی اور رشتہ دار معاف کریں یا نہیں؟ بیوا، تو جروا

سائل۔ غلام فرید، سرے گھاٹ، حیدر آباد

۸۶۷ جواب: عمر الدین دو گناہ کا مرتکب ہوا۔ ہر گناہ اپنی جگہ عظیم گناہ۔ میاں بیوی کے مابین تفریق اور عورت کو مرد سے ورغلا نا یا مرد کو عورت سے ورغلا نا۔ حدیث شریف میں ایسے شخص پر لعنت آئی اور قرآن کریم نے اسے شیطانی فعل بتایا۔ تو عمر الدین کو لازم کہ اس کے فعل سے جس مسلمان مرد، خواہ عورت کو اذیت پہنچی اس سے صاف الفاظ میں معافی مانگے۔ اور ان پر لازم ہے کہ معافی مانگنے پر معاف کر دیں۔ مگر دوسرا گناہ، بڑا کڑوا گھونٹ ہے۔ آج کل کے رافضیوں میں، کسی ایسے شخص کا ملنا جسے ضعیف طور پر مسلمان کہہ سکیں، شاید ایسا ہی دشوار ہوگا جیسے سفید رنگ کا کوا۔ اور ایسے رافضیوں کا حکم بالکل مثل حکم مرتدین ہے۔ یعنی ان سے شادی بیاہ کا معاملہ کرنا حرام حرام حرام۔ اور اپنی بیٹی ان کے نکاح میں دینا تو سخت قہر، قاتل زہر ہے کہ عورتیں مغلوب و محکوم ہیں۔ اور ناقصات العقل والدین بھی۔ تو اس جرم و گناہ سے معافی کی صرف یہ ہی ایک صورت ہے کہ عمر الدین، اپنی بیٹی کا نکاح فسخ کرائے اور باقاعدہ عدت میں اسے بٹھائے۔ پھر کسی سنی کے نکاح میں لائے۔ اگر وہ ایسا کر لے تو مسلمان اسے معاف کر دیں۔ اور اس سے توبہ علی الاعلان کرائیں۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ رجب المرجب ۱۴۰۲ھ

شیعہ و سنی کا نکاح نہیں ہو سکتا

سوال: جناب مفتی محمد خلیل خان صاحب برکاتی مدظلہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سلام کے بعد عرض کی جاتی ہے کہ ہمیں مندرجہ ذیل مسائل پیش ہیں۔ مہربانی کر کے قرآن و سنت کی روشنی میں

تفصیل سے لکھیں۔

۱۔ ایک لڑکا شیعہ اور ایک لڑکی سنی جو دونوں نابالغ تھے لیکن ان کی رضامندی اور والدین کی رضامندی سے دونوں کا نکاح ہو گیا ہے۔ لیکن ابھی تک رخصتی نہیں ہوئی۔ اب جب کہ لڑکا اور لڑکی دونوں بالغ ہو چکے ہیں۔ اب لڑکی کے والدین لڑکی دینے کو تیار نہیں۔ جب کہ لڑکی اس پر راضی ہے۔ تو اب کیا کرنا چاہئے۔ واضح رہے کہ لڑکا جو شیعہ ہے صحابہ کرام کے بارے میں گستاخی بھی اس سے کبھی نہیں سنی ہے۔ تو آپ بتائیں کہ کیا پہلی دفعہ جو نکاح پڑھایا گیا ہے یعنی شیعہ لڑکا اور سنی لڑکی کا نکاح ہو گیا یا نہیں۔ اگر ہو گیا ہے تو اب کیا کرنا چاہئے جبکہ لڑکی کے والدین لڑکی دینے کو رضامند نہ ہوں؟

۲۔ بالغ لڑکا شیعہ اور بالغ لڑکی سنی کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں جبکہ لڑکے کے والد شیعہ اور والدہ سنی ہو۔ اور لڑکا صحابہ کرام کے بارے میں گستاخی کے کلمات بھی نہ کہتا ہو؟ آپ کی بہت بہت مہربانی ہوگی۔ والسلام فقط امتیاز حسین

۷۸۶ الجواب: عوام، شیعہ کہتے ہی ان لوگوں کو ہے جو تبرائی روافض ہیں، ان سے نکاح حرام قطعی اور باطل محض اور قربت خالص زنا ہے۔ خواہ لڑکا لڑکی نابالغ و نابالغہ ہوں یا بالغ و بالغہ۔ آج کل کے رافضیوں میں کسی ایسے شخص کا ملنا جسے ضعیف طور پر بھی مسلمان کہہ سکیں شاید ایسا ہی دشوار ہوگا جیسے سفید رنگ کا کوا۔ اور ایسے رافضیوں کا حکم بالکل مثل حکم مرتدین ہے، یعنی ان سے شادی بیاہ کا معاملہ کرنا حرام حرام حرام، اب اپنی بیٹی ان کے نکاح میں دینا تو سخت قہر، قاتل زہر ہے کہ عورتیں محکوم و مغلوب ہوتی ہیں اور ناقصات العقل والدین بھی تو اس جرم و گناہ سے معافی کی صرف یہی ایک صورت ہے کہ اس لڑکی کا نکاح فسخ کرایا جائے اور اگر رخصتی نہ ہوئی اور دونوں کبھی تنہائی میں بھی ساتھ نہ بیٹھے ہوں تو عدت بھی نہیں ہے، تو اب کسی سنی کے نکاح میں لایا جائے۔ (فتاویٰ رضویہ)

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ ربیع الاول شریف ۱۴۰۴ھ

اگر عورت مسلمان ہو جائے اور اس کا شوہر مسلمان نہ ہو تو دونوں میں علیحدگی کر دی جائے گی

سوال: اگر کوئی شادی شدہ ہندو عورت اسلام قبول کر لیتی ہے اور اس کا شوہر اسلام قبول نہیں کرتا تو کیا از روئے شریعت محمدی اس کو عدت گزرائی پڑے گی یا نہیں جبکہ وہ حاملہ نہیں ہے؟ محمد طارق، انڈس ڈائینگ کمپنی لمیٹڈ حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: زوج زوجہ دونوں کافر تھے اور ان میں کتابی کوئی بھی نہیں اور ان میں سے ایک مسلمان ہوا تو حاکم اسلام دوسرے پر اسلام پیش کرے اگر مسلمان ہو گیا فبہا۔ صورت مسئلہ میں عورت مسلمان ہوئی، شوہر پر اسلام پیش کرنا ضروری ہے۔ اگر وہ مسلمان ہو گیا تو دونوں اسی نکاح سابق پر باقی رکھے جائیں گے۔ بشرطیکہ کوئی اور وجہ تفریق ان میں وجود نہ ہو۔ مثلاً وہ عورت اس کے محارم میں نہ ہو۔ اور اگر شوہر اسلام لانے سے انکار کر دے یا خاموشی اختیار کرے تو حاکم اسلام ان میں تفریق کر دے گا۔ اور یہ تفریق طلاق قرار پائے گی۔ ورنہ پہلا نکاح فسخ نہ ہوگا۔ تفریق کے بعد عورت عدت گزار کر کسی مسلم سے نکاح کر سکتی ہے۔ اور عورت جبکہ مسلمان ہو چکی تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس کی حفاظت کریں۔ اس کے کافر شوہر سے نہ ملنے

دیں کہ معاذ اللہ وہ اسے مرتد نہ بنادے۔ (درمختار رد المحتار) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

اگر کوئی کافر مسلمان ہو جائے تو مسلمانوں پر اس کی حفاظت لازم ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک عورت نو مسلم شہناز بنت پیرو نے مورخہ ۱۹ مارچ ۱۹۸۳ء کو اپنی خوشی سے اسلام قبول کیا۔ جسکی تصدیق کورٹ نے کردی۔ اس کے بعد عورت مذکورہ نے، شادی بھی کر لی، اب اس کے سابقہ مذہب کے چند وڈیروں نے اسے دوبارہ مسلم شوہر سے چھین کر، ہندوؤں کے حوالے کر دیا ہے، عورت بدستور اسلام پر قائم ہے، ایسی صورت میں شریعت کا کیا حکم ہے۔ کیا اس کو وہیں رہنے دیا جائے تو اس صورت میں اسلام سے پھر جانے کا خطرہ موجود ہے یا اسے وہاں سے واپس لایا جائے تو اسکی صورت کیا ہوگی؟

السائل محمد ابراہیم، تارا کا باغ، نزد ٹنڈو آدم براستہ شہداد پور ضلع سانگھڑ، ۶ جون ۱۹۸۳ء

۷۸۶ جواب: جو عورت مسلمان ہو چکی اور اسلامی برادری کا ایک فرد بن چکی، اسکی حفاظت، ہر مسلمان صاحب ایمان پر فرض ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ اسے اس کے کافر رشتہ داروں سے نہ ملنے دیں۔ اسے ہرگز ایسی جگہ نہ جانے دیں جہاں اس کے بہکنے کا اندیشہ ہو۔ ایسے مقام پر کھڑا ہونے سے روک دیں جہاں شیطان اور اسکی ذریت اسے بہکا سکے۔ جو مسلمان، نام کا صاحب ایمان، اس میں آڑے آئے۔ اس سے قطع تعلق رکھیں۔ اس سے سلام کلام موقوف کر دیں۔ علمائے کرام فرماتے ہیں کہ الرضاء بالكفر، کفر۔ کفر پر راضی ہونا بھی کفر ہے۔ تو جن وڈیروں نے اس مسلمان عورت کو، کافروں کے قبضے میں دیدیا، وہ خود بھی انہیں کافروں میں شامل ہو گئے۔ اگر ان کے نکاح ہو چکے ہیں تو انکے نکاح ٹوٹ گئے۔ اور حج کر چکے ہوں تو دوبارہ حج کرنا بھی ان پر لازم ہو گیا۔ از سر نو کلمہ پڑھیں، تجدید ایمان کریں اور مسلمان بنیں۔ ان کے وہ ہی احکام ہیں جو مرتدین کے ہیں۔ حدیث میں ہے من کثر سواد قوم فهو منهم جو کسی قوم کی گنتی بڑھائے وہ اسی قوم سے ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ان وڈیروں نے ایک مسلمان بی بی، انہیں واپس کر کے، ان کی تعداد میں اضافہ کیا، تو یہ خود بھی ان میں ہو گئے۔ غرض مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس عورت کو واپس لائیں اور حکومت وقت سے مدد لیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ شعبان المعظم ۱۴۰۳ھ

رافضی مرتد ہیں ان سے نکاح نہیں ہو سکتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: کوئی سنی مسلمان لڑکی بالغ ایک شیعہ مرد سے عقد نکاح پر مصر ہو اور اسکے علاوہ کسی اور سے عقد نکاح پر راضی نہ ہو تو لڑکی کے وارثوں پر شریعت محمدی کی رو سے کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔

غلام محمد، لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: آج کل کے اکثر بلکہ تمام رافضی تہرائی ضروریات دین کے منکر ہیں۔ مثلاً قرآن مجید کو ناقص بتاتے یا

اسے بیان عثمانی کہتے ہیں۔ یا امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو، انبیائے سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام، خواہ کسی ایک نبی سے افضل جانتے ہیں۔ یا حضور پر نور سید المرسلین ﷺ پر تبلیغ دین متین میں بقیہ کی تہمت رکھتے ہیں الی غیر ذلک من الکفریات ایسے لوگ جمہور اہل اسلام کے نزدیک یقیناً قطعاً کافر، مرتد، خارج از اسلام اور اسلام سے قطعی بے تعلق بے علاقہ ہیں۔ اگرچہ کلمہ پڑھیں اور ان کے احکام وہ ہی ہیں جو مرتدین کے ہیں۔ فتاویٰ ہندیہ۔ فتاویٰ ظہریہ و حدیقہ ندیہ وغیرہ میں ہے احکامہم احکام المرتدین اور مرتد خواہ مرد ہو یا عورت، اس کا نکاح تمام عالم اسلام میں کسی عورت و مرد یا کافر، مرتد یا اصلی کافر، کسی سے نہیں ہو سکتا، یہاں تک کہ ان کے ہم مذہب کا بھی۔ خانیہ و ہندیہ وغیرہ میں ہے واللفظ للآخرة لا يجوز للمرتدان يتزوج مرتدة ولا مسلمة ولا كافرة اصلية وكذلك لا يجوز نکاح مرتدة مع احد۔ اس عبارت کا حاصل وہ ہی ہے کہ مرتد کا نکاح نہ کسی مسلمان سے ہو سکتا ہے۔ نہ کافر سے نہ مرتد سے۔ نہ اس کے ہم مذہب سے۔ اور جب حقیقتاً نکاح نہیں ہو سکتا تو نام نکاح اس ناجائز کو جائز، اور حرام کو حلال نہیں کر سکتا۔ جس سے نکاح ہو گا زنا کے محض ہو گا اور اولاد و ولد الزنا۔ پھر محل غور ہے کہ جب سنیہ بنت سنی جبکہ وہ صالحہ عابدہ ہو اس کا نکاح، ولی کی صریح اجازت کے بغیر، کسی فاسق معلن سے نہیں ہو سکتا کہ لیس فاسق کفو الصالحة (فاسق فی العمل، پارسا عورت کا کفو نہیں) تو جو بھی شخص فاسق فی العقیدہ ہے وہ کیسے اس سنیہ بنت سنی کا کفو ہو سکتا ہے۔ تو اگر نکاح کر بھی لیا تو شرعاً ہرگز معتبر نہ ہو گا۔ اور عورت زنا و بدکاری میں مبتلا ہو کر زانیہ، فاحشہ، اور قبحہ کا سب، رنڈی جیسے القاب کی مستحق ہوگی۔ پھر چونکہ یہ امر، اولیائے زن کے لئے بھی باعث ننگ و عار ہے اس لئے انہیں اختیار ہے کہ جس طرح بن پڑے، اپنی عزت و آبرو اور خاندان کو رسوائی و فضیحت سے بچانے کے لئے جائز اقدام کریں۔ اسے گھر میں محبوس کر لیں۔ گھر کو اس کے لئے قید خانہ بنادیں اور ضرورت سمجھیں تو حاکم وقت سے اس میں مدد لیں۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

کون سے شیعہ سے نکاح زنا، نہ ہوگا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: سنی العقیدہ لڑکی کا عقد (نکاح) شیعہ العقیدہ مرد کے ساتھ ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اور اگر اس قسم کے اشخاص سے نکاح ہوا ہو تو اس کے نتیجہ میں جو اولاد پیدا ہوئی ہو تو ان کے متعلق کیا مسئلہ ہے کہ آیا وہ جائز اولاد ہے یا ناجائز؟ فقط والسلام بادشاہ حسین، پیر کالونی، کراچی، 18/02/1979

۷۸۶ الجواب: جو ان میں کوئی عقیدہ کفر رکھتا ہے جیسے آج کل کے عام رافضی، اس کے ساتھ تو کسی کا نکاح ہو ہی نہیں سکتا۔ یہاں تک کہ خود اس کے ہم مذہب کا بھی۔ اور جو ان میں عقائد کفر سے بچا ہوا ہو (حالانکہ آج کل شیعوں میں ایسا ملنا جو تہرائی رافضی نہ ہو اور اسے ضعیف طور پر بھی مسلمان کہہ سکیں شاید ایسا ہی دشوار ہوگا جیسے حبشیوں میں چمپی رنگ کا آدمی، یا سفید رنگ کا کوا) اس کے ساتھ نکاح اگرچہ بایں معنی درست، کہ کر لیں تو درست ہو جائے گا زنا نہ ہوگا مگر بد مذہبوں کے ساتھ ایسا بڑا

علاقہ پیدا کرنے سے دور بھاگنا لازم۔ زوجیت وہ عظیم رشتہ ہے کہ خواہی نہ خواہی باہم انس و محبت و الفت پیدا کرتا ہے، تو انہیں اپنی بیٹی دینا اور بھی سخت قہر، قاتل زہر ہے کہ عورتیں مغلوب و محکوم ہوتی ہیں پھر وہ نرم دل بھی زائد ہیں۔ اور عقل و دین میں ناقص بھی۔ بہر حال پہلی صورت میں کہ وہ شیعہ مرد، غالی رافضی اور تبرائی ہو، اولاد محض ولد الزناء ہوگی اور دوسری صورت میں کہ وہ عقائد کفریہ نہیں رکھتا، اولاد کا نسب ثابت مانا جائے گا۔ (تفصیل کیلئے دیکھیں فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ ربیع الاول شریف ۱۳۹۹ھ

دوسری شادی کرنے کے لئے کوئی شرط نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: چند سال قبل میں نے شادی کی تھی اور شادی کے موقع پر میں نے یہ تحریر لکھ کر دی تھی کہ بلا عذر شرعی دوسری شادی کروں تو دوسری بیوی مجھ پر تین طلاق ہوگی۔ شادی کے کچھ عرصے کے بعد میری بیوی میری غیر موجودگی میں اپنے والدین کے چلی گئی اور میرے والد نے اس کے والدین سے پوچھنا چاہا کہ لڑکی کس وجہ سے بھاگی، تو انہوں نے میرے والد سے جھگڑنا شروع کر دیا، پھر کسی طرح میرے والد اسے لے آئے لیکن ایک رات اندھیرے میں چھپ کر بھاگ گئی اور الزام لگایا کہ سسر نے مارا ہے لیکن جب یہ ثابت نہ ہو سکا تو کہنے لگی کہ پڑوسن نے مجھ سے جھگڑا کیا تھا اس لئے بھاگی تھی، اسی اثناء میں میری بیوی کے والد نے میرا نو ماہ کا بچہ میری بیوی سے لیا اور ایک پنچایت میں لا کر ہمارے حوالے کر دیا اور کہا کہ (تم یہ لڑکا لینا ہے تو لے لو ورنہ پتھر پر مار دوں گا اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے۔) میرے والد نے صبر کیا اور بچہ لے لیا جس کی پرورش میرے والد نے کی، بچہ اس وقت ۴ سال کا ہو چکا ہے۔ جس دوران میری بیوی بھاگتی رہی اس دوران گھر کی بہت سی چیزیں چرا کر لے جاتی رہی، مبلغ 1400 / سو روپے نقد، 85 تولہ چاندی کا زیور جس میں ایک چیز سونے کی بھی ہے اور برتن، کپڑے اور فرنیچر بھی چرا کر لے گئی جس کی تفصیل لمبی ہے۔ اب صورت حال یہ ہے کہ میری والدہ کا انتقال میرے بچپن میں ہو گیا تھا اور شادی کی تھی کہ گھر آباد ہو گا لیکن گھر برباد ہو کر رہ گیا میرا بوڑھا باپ خود اپنے ہاتھ سے روٹی پکاتا اور میرے بچے کی پرورش بھی کرتا ہے اور میں خود ملازمت کرتا ہوں، اگر مذکورہ بالا وجوہات کو عذر شرعی مانا جاتا ہو تو قرآن و حدیث کی روشنی میں لکھ دیں کہ میں دوسری شادی کر سکوں، کیا اس صورت میں دوسری بیوی کو طلاق نہیں ہوگی۔ کیونکہ میں ابھی پہلی بیوی کو طلاق دینا نہیں چاہتا۔ بینوا، توجروا سائل عبد الحمید ولد سائیں خان، سکنت خواجہ، باغ، آزاد کشمیر

۸۶۷ **الجواب** هو الموفق للصواب: شریعت مطہرہ نے... کی تیسری، چوتھی شادی کے لئے کوئی عذر یا جبر یا شرط نہیں لگائی سوائے اس کے کہ شوہر کو خوف ہو کہ وہ عدل نہ کر سکے گا۔ حال اللہ تعالیٰ فإن خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً (النساء: 3) تو جب شریعت نے کوئی عذر بیان نہ کیا تو عذر پایا ہی نہ جائے گا اور جو شرط عادتہ محال ہو تو وہ کلام لغو ہوگا۔ لہذا دوسری شادی کرنے سے دوسری بیوی مطلقہ نہ ہوگی۔ (در مختار) ہاں اگر متکلم کے ذہن میں عذر شرعی سے مراد حقوق زوجیت ہے تو جب حقوق پورے نہ کئے جائیں تو اس کے خیال کے مطابق صورت میں عذر پایا گیا تو بھی دوسری شادی کر سکتا ہے طلاق واقع

نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم
۷۸۶۔ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ
احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید، ۱۰۱۰ / ۱۹۸۴ء

نابالغ لڑکی کے نکاح کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنی دو لڑکیوں کی شادی عمر، کے دو لڑکوں سے آج سے چند سال پہلے کی تھی۔ زید کی ایک لڑکی بالغ تھی اور ایک لڑکی نابالغ تھی۔ زید کی بالغ لڑکی کو عمر کے لڑکے نے چند سال کے بعد طلاق دے دی اور جب زید کی نابالغ لڑکی بالغ ہوئی تو اس لڑکی نے بالغ ہوتے ہی کہا کہ میں یہ نکاح نہیں مانتی۔ از روئے شرع فرمائیں کہ زید کی اس لڑکی کے بارے میں کیا حکم ہے؟ کیا یہ نکاح درست رہا یا نہیں رہا؟

محمد سبحان خان، لطیف آباد نمبر ۱۱، بریلی کالونی حیدر آباد، ۲۸ دسمبر ۱۹۸۴ء
۷۸۶۔ الجواب هوالموفق للصواب: نابالغ لڑکی کے نکاح پر ولی کو ولایت اجبار حاصل ہے یعنی باپ نے جب اپنی نابالغ لڑکی کا نکاح کر دیا تو یہ نکاح نافذ ہو گیا اور بالغ ہونے کے بعد لڑکی کو اس نکاح کے توڑنا کا اختیار نہیں (در مختار، خانہ جوہرہ) لہذا صورت مسئول عنہا میں لڑکی کا نکاح باقی ہے جب تک شوہر طلاق نہ دے یا مرجائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۹ دسمبر ۱۹۸۴ء
۷۸۶۔ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

حلالہ میں شرط سے نکاح کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی بد رستی ہوش و حواس لیکن جب گھر کے ویران ہونے کا احساس ہوا تو حیلے بہانوں کی جستجو ہوئی پھر کسی عزیز یا احباب کو اس طرح دباؤ یا نقد جنس دے کر اس سے معاہدہ کر لیا کہ طلاق کی عدت کے بعد، وہ اس شرط پر حلالہ کر لے کہ، کل طلاق دیدے گا بکر اس بات پر خواہ اخلاقی دباؤ سے یا لالچ کے دباؤ سے آمادہ ہو گیا اور اس نے حلالہ کر کے دوسرے دن طلاق دے دی پھر اس طلاق کی عدت گزرنے کے بعد زید نے واپس اپنے نکاح میں لے لیا تو کیا از روئے شرع شریف اس طریقے پر میعاد نکاح جائز ہے؟ اور کیا اس میعاد نکاح و طلاق اور اس کی عدت وغیرہ کے بعد وہ عورت اپنے پہلے شوہر کے لئے حلال ہوگئی۔ براہ کرم صحیح اور مدلل جواب سے آگاہ فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ فجزاء ؤا الی اللہ الی یوم الجزاء۔

فقط والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ السائل بندہ کترین قاری سراج الدین واحدی، خطیب مسجد عثمانیہ نائن کا پڑ حیدر آباد
مورخہ ۱۰ ربیع الاول شریف ۱۴۰۶ھ / مطابق ۱۴ نومبر ۱۹۸۵ء

۷۸۶۔ الجواب هوالموفق للصواب: بشرط التحلیل جس کے بارے میں حدیث شریف میں لعنت آئی وہ یہ ہے کہ عقد نکاح یعنی ایجاب و قبول میں حلالہ کی شرط لگائی جائے اور یہ نکاح مکروہ تحریمی ہے زوج اول، ثانی اور عورت تینوں گناہگار ہوں گے

مگر عورت اس نکاح سے بھی بشرائط حلالہ شوہر اول کے لئے حلال ہو جائے گی اور اگر عقد میں شرط نہ ہوگی اگرچہ نیت میں ہو تو کوئی کراہت نہیں۔ (درمختار) واللہ تعالیٰ اعلم
احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۹ دسمبر ۱۹۸۵ء

نابالغ کا نکاح بغیر ولی کے نہیں ہو سکتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے میں کہ: زید کی بیوی اپنے گھر سے ناراض ہو کر اپنے والدین کے گھر چلی آئی تھی۔ زید کا ایک لڑکا نابالغ بھی ان کے ساتھ چلا آیا تھا۔ زید کی بغیر اجازت کے اس کی بیوی اور لڑکے کی نانی نے اس لڑکے کا نکاح کروادیا تھا آپ اب یہ بتائیں کہ زید کی بغیر اجازت کے اور لڑکی کی نانی کی اجازت سے یہ نکاح، ہوا کہ نہیں؟ قرآن اور حدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی

نور محمد ولد محمد حیات قوم چوہان، گوٹھ شاہ تحصیل سامارو ضلع تھرپارکر، ۳ جنوری ۱۹۸۵ء
۸۶ الجواب ہو الموفق للصواب: نابالغ کے نکاح کے لئے ولی شرط ہے بغیر ولی ان کا نکاح نہیں ہو سکتا ہے۔ اور جبکہ ولی اقرب موجود ہے جیسے لڑکی نابالغ کا ولی اقرب باپ دادا موجود ہوں تو نانا یا ماں نکاح کے ولی نہیں بن سکتے ہیں لہذا یہ نکاح جو سوال میں درج ہے موقوف رہے گا باپ کی اجازت پر اگر اجازت دے گا نکاح ہو جائے گا ورنہ نہیں محض اس باپ کا سکوت کافی نہیں بلکہ صراحتاً یا دلالتاً اجازت کی ضرورت ہے۔ (درمختار، رد المحتار) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ربیع الآخر ۱۴۰۶ھ - ۴ جنوری ۱۹۸۵ء

نکاح حالت حیض میں بھی ہو جاتا ہے

سوال: شاہدہ بیگم کی شادی کی تاریخ دس جنوری قرار پائی۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ عورت حیض سے تھی اس کا نکاح ہوا کہ نہیں؟ جواب دے کر مشکور فرمائیں محمد حفیظ خان، لطیف آباد ۵، مکان نمبر D-107، ۱۴ جنوری ۱۹۸۵ء
۸۶ الجواب ہو الموفق للصواب: نکاح کے لئے حیض سے پاک ہونا شرط نہیں ہے، حالت حیض میں بھی جو نکاح ہوا وہ یقیناً صحیح ہے، ہاں پاک ہونے تک شوہر ہم بستری نہیں کرے۔ (عامہ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید، ۱۴ جنوری ۱۹۸۵ء

۸۶ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

نکاح کے لئے ایجاب و قبول شرط ہے

سوال: جناب مفتی صاحب السلام علیکم

ایک دفعہ بچپن میں بچے کو شربت پلایا تھا لہذا نکاح ہوا یا نہیں؟ صرف شربت پلایا تھا۔ بچے کے والدین نے ایجاب و قبول نہیں کیا تھا۔ کیا نکاح کیا جائے یا شربت ہی کافی ہے؟
عبد المجید، پریٹ آباد، بغدادی مسجد حیدر آباد

۷۸۶ الجواب هو الموفق للصواب: صرف شربت پلانے سے نکاح منعقد نہیں ہوا، اولاد اگر بالغ ہے تو اب نکاح کے لئے اس کی اجازت ضروری ہے۔ (عامہ کتب)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۹ جنوری ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

اپنی مرضی سے کفو میں نکاح کیا تو نکاح صحیح ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک بالغ لڑکی نے اپنی مرضی سے ایک بالغ لڑکے سے شادی کر لی اور وہ لڑکا اس لڑکی کے کفو، یعنی چال چلن اور اخلاق و نسب میں مساوی ہے اس کے بعد لڑکی کے والدین نے لاعلمی میں اس لڑکی کی شادی دوسری جگہ کر دی آیا کہ وہ نکاح ثانی درست ہوا یا نہیں اور کیا نکاح اول پر کوئی فرق پڑا یا نہیں پڑا؟ کیا والدین پر ضروری ہے کہ وہ شوہر اول سے دوبارہ ایجاب و قبول کرائیں۔

فقط السائل شمشاد اور محمد اسماعیل، یونٹ ۸ لطیف آباد

۷۸۶ الجواب هو الموفق للصواب: بالغہ جو بے رضائے ولی بطور خود اپنا نکاح خفیہ، خواہ اعلانیہ، کرے اس کے صحت و انعقاد کے لئے شرط ہے کہ شوہر اس کا کفو ہو یعنی مذہب یا نسب یا پیشے یا چال چلن میں عورت سے ایسا کم نہ ہو کہ اس کے ساتھ نکاح ہونا، اولیائے زن کے لئے باعثِ تنگ و عار و بدنامی ہو، اگر ایسا ہے تو وہ نکاح نہ ہوگا۔ و هو المختار للفتویٰ لفساد الزمان (در مختار) سوال سے ظاہر ہے کہ لڑکا لڑکی کا کفو ہے تو اس صورت میں بر تقدیر صدق مستفتی دو مرد یا ایک مرد و دو عورتوں کے سامنے ایجاب و قبول کر لینے سے نکاح جائز و صحیح ہے، دوبارہ کی ضرورت نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ) اور جب پہلا نکاح صحیح ہو گیا تو دوسرا نکاح باطل ہے، عورت کا باپ اور یہ دوسرا شوہر دونوں سخت کبیرہ کے مرتکب ہیں۔ اور اگر جانتے بوجھتے دوسرا نکاح کر دیا تو اس میں قربت زنائے خالص ہوگی جس کا وبال مرتکب تزویج پر ہوگا، عالمگیری میں ہے نفذ نکاح حرۃ مکلفہ بلا ولی (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۳۰ اپریل ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

زنا سے حاملہ لڑکی کا نکاح

سوال: جناب عالی مسئلہ یہ ہے کہ: لڑکا اور لڑکی نکاح سے پہلے اگر غلطی کر بیٹھیں اور حمل ٹھہر جائے تو کیا ان دونوں کا نکاح ہو جائے گا؟ دونوں کے گھر کے لوگوں نے ایک دوسرے کی شادی کی بات طے کر رکھی تھی۔ دونوں کی شادی ہو گئی شادی کے وقت لڑکی کو اگر دو ماہ کا حمل تھا۔ شادی کے چھ ماہ پارہ دن میں ان کی اولاد ہوئی تو لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ لڑکی اور لڑکے کا نکاح نہیں ہوا لہذا دوبارہ کرایا جائے۔ اب آپ اس کے متعلق کوئی فتویٰ صادر فرمائیں کہ ان کو کیا کرنا چاہئے۔ کیا اس کے بعد جو اولاد ہوگی وہ ناجائز کہلائے گی؟ حکیم عبدالحق قرشی، اعظم دواخانہ، شاہ کی روڈ ریلوے کالونی حیدر آباد

۷۸۶ الجواب هوالموفق للصواب: اگر وہ لڑکی کنواری تھی اور قبل نکاح اس سے زنا کیا گیا اور حمل ٹھہر گیا اور پھر اسی زانی سے نکاح ہوا تو یہ نکاح صحیح ہو گیا اور بعد نکاح صحبت کرنا بھی جائز۔ لہذا دوبارہ نکاح کرنے کی ضرورت نہیں وہی پہلا نکاح کافی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد پنجم) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۲ شعبان ۱۴۰۵ھ - ۱۳ مئی ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۲۲ شعبان ۱۴۰۵ھ

نکاح کے لئے ایجاب و قبول شرط ہے

سوال: ایک شخص نے اپنی بڑی بیٹی کی شادی کے وقت، اپنی چھوٹی بیٹی جس کی عمر اس وقت صرف ڈیڑھ (1-1/2) سال تھی ایک لڑکے، جس کی عمر اس وقت پانچ سال تھی سے طے کر دی اور لڑکے والوں اور لڑکی والوں نے طے کیا۔ اب ۱۵ یا ۱۶ سال کے بعد لڑکے والوں نے لڑکی والوں سے کہا کہ میں اپنے لڑکے کی شادی کر رہا ہوں اور تم اپنی لڑکی کی شادی کر لو۔ یہ سب باتیں زبانی ہوئی ہیں اور پنچایت کے دوران ہوئی ہیں۔ لڑکے والوں نے پنچایت میں کہا کہ میرا وہ زیور وغیرہ بھی دے دو، لڑکی والوں نے وہ زیور بھی واپس کر دیا۔ جو کہ لڑکوں والوں نے بات کی تھی اور اس نے پنچایت کے روبرو قطع کر دی ہے۔ لڑکے والوں نے اس لڑکے کی شادی کر لی جس کے ساتھ بات چیت تھی۔ اب لڑکی کا باپ اپنی لڑکی کی شادی کرنا چاہتا ہے۔ کیا طلاق ضروری ہے۔ جب کہ تمام باتیں صرف زبانی تھیں۔ اور زبانی ہی لڑکے والوں نے اس کو قطع کر دیا اور لڑکی کی شادی بھی ہو گئی۔ علماء دین اس مسئلے میں کیا فرماتے ہیں؟ حکم صادر کیا جائے؟

دلاور حسین وکیل، مکان نمبر 410 محمدی کوارٹر، میرپور خاص

۷۸۶ الجواب هوالموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں اگر نابالغ لڑکے اور نابالغہ لڑکی سے والدین یا اولیاء نے صرف بات طے کی تھی اور ان دونوں بچوں کی طرف سے ایجاب و قبول نہ کیا گیا تھا تب تو نکاح نہ ہوا لہذا لڑکی کی شادی کہیں بھی کی جاسکتی ہے اور اگر اس وقت طے کرنے کا مطلب عقد تھا تو یہ عقد منعقد ہوا، اب لڑکی کی شادی کرنے کے لئے لڑکے سے باوخت کے بعد طلاق لینی ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۱ اگست ۱۹۸۳ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

باپ دادا کا کیا ہوا نکاح بالغ ہونے کے بعد فسخ نہیں ہوگا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے میں کہ: نابالغ لڑکی کا نکاح اگر اس کا والد پڑھوادے اور لڑکی جوان ہوتے وقت انکار کر دے تو کیا نکاح ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

سائل حمید اللہ ولد زین اللہ، گوٹھ غریب آباد نزد ذیل پاک سینٹ فیکٹری۔ حیدر آباد

۷۸۶ جواب ہوالموفق للصواب: نابالغ لڑکی کے نکاح پر ولی کو ولایت اجبار حاصل ہے یعنی اگرچہ نہ چاہے ولی نے جب نکاح کر دیا، ہو گیا۔ پھر اگر باپ دادا نے نکاح کر دیا تو نکاح ہو جائیگا، اس کو بالغ ہونے کے بعد اس نکاح کو توڑنے کا اختیار نہیں ہے (درمختار) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ربیع الاول ۱۴۰۵ھ / ۲۷ نومبر ۱۹۸۴ء

۷۸۶ جواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ربیع الاول شریف ۱۴۰۵ھ

بالغ کا نکاح اس کی مرضی کے خلاف کوئی نہیں کر سکتا

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے میں کہ: زید نے بکر کی باکرہ کنواری لڑکی کو والدین کی مرضی کے خلاف اغوا کر کے اپنے گواہان کی موجودگی میں نکاح کیا بکر نے پولیس میں بلا مقدمہ درج کرایا اور پولیس نے مغویہ بکر کی دختر کو، زید کے قبضے سے بازیافت کر کے عدالت مجاز میں پیش کر کے مغویہ سے بیان حلفی کرائے۔ جہاں پر مغویہ نے زید سے نکاح کے وقت انکار کرتے ہوئے ظاہر کیا کہ اس کو نکاح کے وقت کچھ علم نہیں تھا البتہ اس سے ایک کاغذ پر زید اور اس کے گواہوں نے دستخط کروائے تھے۔

۱۔ بالا عبارت کی روشنی میں فتویٰ صادر فرمایا جائے کہ مغویہ بکر کی لڑکی کا نکاح ملزم زید سے شرع کے مطابق صحیح ہے یا نہیں؟

۲۔ کیا مغویہ کی نسبت ملزم زید سے طلاق لینا ضروری ہے۔ اور مغویہ پر ایام عدت گزارنا واجب ہے یا نہیں؟

محمد اسلم ولد محمد ابراہیم، لطیف آباد یونٹ نمبر ۵، حیدر آباد

۷۸۶ جواب ہوالموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں لڑکی نے خود فقیر کے سامنے حلفیہ بیان کیا کہ اسے نکاح کی بابت کچھ علم نہیں۔ صرف ایک سادہ کاغذ پر دستخط کرائے گئے اور اس وقت بھی اور بعد میں بھی نکاح کا کوئی تذکرہ نہیں تھا اور نہ اس نے نکاح کی اجازت دی، چونکہ عورت بالغہ عاقلہ کا نکاح بغیر اس کی اجازت کوئی نہیں کر سکتا (عالمگیری، درمختار) لہذا لڑکی کا نکاح زید سے ہوا ہی نہیں اور جب نکاح نہ ہوا تو نہ طلاق اور نہ عدت، لڑکی جہاں چاہے اس کا نکاح ہو سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۸ دسمبر ۱۹۸۴ء

۷۸۶ جواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

بالغہ عورت کا نکاح اس کی مرضی کے خلاف کوئی نہیں کر سکتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے کے بارے میں کہ: زید و عمر آپس میں دو بھائی ہیں زید کا ایک لڑکا اور لڑکی ہے عمر کی بھی ایک لڑکی اور لڑکا ہے۔ آپس میں دونوں بھائیوں نے طے کیا تھا کہ یہ رشتہ آپس میں کرینگے کہ ایک بھائی کا لڑکا دوسرے بھائی کی لڑکی سے نکاح کریگا اور اس طرح دوسرے بھائی کا لڑکا اس کی لڑکی سے نکاح کریگا۔

مگر ایک بھائی کا لڑکا دوسرے بھائی کی لڑکی کو ناپسند کرتا تھا اور اس نے شادی سے انکار کیا مگر ان کے پیر صاحب

نے اس لڑکے کو مجبور کیا کہ وہ اس لڑکی سے نکاح کرے۔ مجبوراً وہ لڑکا راضی ہو گیا اور پھر پیر صاحب ان بھائیوں کے گھر آئے اور صرف دعائے خیر کر کے چلے گئے پیر صاحب نے دونوں لڑکیوں سے ایجاب و قبول کے لئے نہ کوئی گواہ کیا نہ وکیل بھیجا جبکہ لڑکیاں عاقل بالغ تھیں صرف دعائے خیر ان لوگوں کی دلجوئی کے لئے کر کے چلے گئے اس صورت میں شرعاً یہ نکاح ہوایا نہ ہوا حکم شرع سے مطلع فرمائیں؟ محمد اکبر نصیر آباد بلوچستان، ۲۰ مارچ ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب: نکاح کے لئے مرد و عورت کا، یا جسے وہ اپنے نکاح کا وکیل بنائیں، ان کا ایجاب و قبول ضروری ہے۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ دو مرد یا ایک مرد، دو عورتیں، اس مجلس میں موجود ہوں اور ایجاب و قبول کو سنیں، اور سمجھیں کہ یہ نکاح ہو رہا ہے۔ اور سوال سے ظاہر ہے کہ یہ مجلس، نکاح کی مجلس نہ تھی۔ بلکہ منگنی کی مجلس تھی۔ جس میں پیر صاحب آئے اور دعائے خیر کے بعد تشریف لے گئے اور اگر یہ مجلس نکاح کی تھی تو باقاعدہ ایجاب و قبول اور گواہوں کی موجودگی میں اور حاضرین کا یہ سمجھنا کہ یہ نکاح ہو رہا ہے، ضروری و لازم ہے۔ درمختار میں ہے ینعقد بایجاب و قبول و شرط حضور شاہدین حرین او حر، مع حرتین مکلفین سامعین قولہما معا علی الاصح فامسین انه نکاح علی المذہب۔ پھر عورت اگر بالغہ ہے تو اس کی اجازت ان تمام امور پر مقدم ہے۔ عالمگیری درمختار وغیرہ کتب میں صراحۃً مذکور ہے کہ عورت بالغہ عاقلہ کا نکاح بغیر اس کی اجازت کے کوئی نہیں کر سکتا۔ نہ اس کا باپ۔ نہ بادشاہ اسلام۔ اور ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ ایک جوان لڑکی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی کہ اس کے باپ نے نکاح کر دیا ہے اور وہ خود اس نکاح کو ناپسند کرتی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے اسے اختیار دیا۔ یعنی تو اس نکاح کو جائز کر دے۔ یا رد کر دے۔ الغرض بالغہ لڑکی کی اجازت کے بغیر اگر کسی نے نکاح کر دیا تو وہ نکاح نافذ نہ ہوا جب تک خود لڑکی اسے قبول نہ کرے۔ یا جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے کہ لڑکی اس نکاح کی اجازت دے چکی ہے۔ اور یہ امر شرعی گواہوں سے ثابت ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۴ھ

گواہوں کے سامنے ایجاب و قبول کرنے سے نکاح ہو گیا

سوال: جناب مفتی صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک شخص محمد اشرف صاحب مہاجر ولد عبدالرحمن فتح پور والے نے جو کہ بمقام جمہور تحصیل ٹنڈوالہیار ضلع حیدرآباد میں ہے۔ اس نے اپنے بھائی برادر رشتہ دار کھڑے کر کے اپنی لڑکی بی بی سردری بیگم کے نکاح کی تاریخ اپنے بھانجے محمد شفیع مہاجر ولد عبدالغفور گوندروالے جو کہ اب بمقام خانواہن تحصیل کنڈویار ضلع نواب شاہ میں آباد ہے ان کو دی اسی وقت فرمایا کہ میں نے اپنی دوسری لڑکی بی بی بلیقیس بیگم کے نکاح کی تاریخ لیاقت علی ولد محمد حنیف نگدھو والے جو کہ اب بمقام جمہور تحصیل ٹنڈوالہیار ضلع حیدرآباد میں ان کو بھی یہی دے دی جمہور شہر کے ایک معزز شخص نے اسی وقت پوچھا کہ بھائی محمد شریف صاحب محمد حنیف صاحب سے آپ نے کیا کچھ لینا ہے تو محمد شریف صاحب نے فرمایا

کہ میں نے ان کو اسی طرح اللہ واسطے دی ہے اور واقعی محمد شریف صاحب نے محمد حنیف سے لڑکا لیاقت علی اللہ واسطے مانگا تھا تو محمد حنیف نے پوچھا کہ بھائی آپ میرے لڑکے کو لیکر کیا کرو گے تو محمد شریف صاحب نے فرمایا میں ان کے نکاح میں اپنی لڑکی دونگا میرا اور کوئی مطلب نہیں محمد حنیف نے کہا کہ بھائی میرے پاس آپ کو دینے کے لئے رشتہ نہیں۔ حالانکہ محمد حنیف کے پاس ایک رشتہ تھا۔ مگر محمد حنیف نے رشتہ دینے سے انکار کر دیا محمد شریف صاحب نے فرمایا میں آپ سے رشتہ نہیں مانگتا پھر محمد حنیف نے کہا بھائی میرے پاس آپ کو دینے کے لئے دولت بھی نہیں ہے محمد شریف صاحب نے فرمایا کہ میں آپ سے دولت بھی نہیں مانگتا محمد حنیف نے کہا کہ آخر آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں محمد شریف نے کہا کہ میں آپ کو مرشد تسلیم کرتا ہوں اور اپنی لڑکی بی بی بلقیس بیگم کا رشتہ لیاقت علی کے لئے اللہ کے واسطے دیتا ہوں منظور فرمائیں اور مجھ کو ناامید واپس نہ کریں جب تک آپ میری یہ بات منظور نہ کرو گے میں آپ کا ہاتھ نہ چھوڑوں گا محمد حنیف کو اس حالات کی پہلے خبر نہ تھی کہ کس حالات کا آدمی ہے آخر اس کی یہ بات منظور کر لی محمد شریف صاحب ایسے ہو گئے جیسے کہ محمد حنیف کا حقیقی بیٹا ہو مگر یہ سب کچھ فریب ثابت ہوا۔ محمد شریف صاحب کو جب کسی قسم کی ضرورت پیش آتی تو محمد حنیف کے پاس پہنچ جاتا اور جس چیز کی ضرورت پڑتی یا نقد رقم کی ہوتی ادھار کہہ کر لے جاتا۔ بہر حال دونوں لڑکیوں کے نکاح کی ایک ہی تاریخ مقرر ہو گئی اور رواج کے مطابق دعا خیر بھی ہوئی۔ اور شیرنی وغیرہ بھی تقسیم کی گئی اور رواج کے مطابق دونوں لڑکیوں کو مٹھائی اور کچھ رقم بھی محمد شریف کے گھر جا کر عورتوں نے دے دی۔ اور اپنی رسم پوری کی دونوں لڑکیاں بالکل سمجھدار اور بالغ تھیں۔ تاریخ مقررہ سے ایک ہفتے پہلے رواج کے مطابق برادری اور محلے کی عورتوں نے مل کر بان بٹنا بھی دونوں لڑکیوں کو لگایا۔ تاریخ مقررہ پر دونوں براتیں محمد شریف صاحب کی مقرر کردہ جگہ پر پہنچ گئیں رواج کے مطابق دونوں براتوں کا استقبال بھی محمد شریف صاحب اور اس کے بھائیوں اور رشتہ داروں نے مل کر کیا اور دونوں براتوں سے بری یعنی دلہنوں کے کپڑے اور زیور بھی لئے اور دونوں دلہنوں کو پہنائے بعد نماز مغرب کھانے سے پہلے دونوں دلہنوں کے نکاح نمبر وار مولوی محمد حنیف صاحب نے ایک ہی کمرے میں پڑھائے جس جگہ دونوں براتیں موجود تھیں نکاح شرع محمدی، کے مطابق ہوئے مگر رجسٹرڈ نہیں کروائے کیونکہ کوئی بھی بے اعتباری نہیں تھی اور رجسٹرار صاحب نے مشورہ دیا کہ اگر آپ کے دل صاف ہیں تو کوئی حرج نہیں نکاح تو بغیر رجسٹریشن ہو جاتا ہے مہر دونوں دلہنوں کا شرع محمدی ﷺ کے مطابق 6-32 ایک دلہن کا اور 6-32 دوسری دلہن کا مقرر ہوئے خوشی خوشی ایک دوسرے کو مبارک بعد دی اور چھوہارے تقسیم ہوئے اور کھانا براتیوں اور دعوتیوں کو کھلایا گیا صبح روانگی کے وقت بی بی سروری بیگم جو کہ محمد شفیع ولد عبدالغفور گوندروالے کے نکاح میں آئی تھی اس کی روانگی دے دی گئی دوسری لڑکی بی بی بلقیس بیگم جو کہ لیاقت علی ولد محمد حنیف نگدھوالے کے نکاح میں آئی اس کی روانگی نہ دی محمد شریف نے فرمایا کہ لڑکی کی والدہ کو تکلیف ہے تکلیف ٹھیک ہونے کے بعد آپ کو بھی روانگی دے دیں گے۔ واقعی لڑکی کی والدہ کو تکلیف تھی اور اب بھی ہے کبھی کم ہو جاتی ہے اور کبھی زیادہ اللہ تعالیٰ ان کی حالت پر رحم فرمائے۔ یہ بات سن کر محمد حنیف اور دولہا اور براتی کہنے لگے کہ کوئی بات نہیں ہمارے تو گھر کی بات ہے تکلیف دور ہونے کے بعد پھر بھیج دینا اس بات پر رضامند ہو کر اپنے گھر چلے آئے۔ ابھی لڑکی کی والدہ تو اچھی طرح ٹھیک

بھی نہیں ہوئی تھی خود لڑکی بلیقیس بیگم جو کہ لیاقت علی ولد محمد حنیف کی بیوی ہے اس کے گلے میں تکلیف ہو گئی یعنی لڑکی کے گلے میں بیل (یعنی کٹھن مالا) ہو گئی محمد حنیف نے بھی لڑکی بی بی بلیقیس بیگم کا علاج محمد شریف صاحب کے گھر پر ہی کروایا اور لڑکی کے والد محمد شریف صاحب نے بھی اپنی لڑکی بلیقیس بیگم کا علاج کروایا اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے لڑکی بی بی بلیقیس بیگم بالکل ٹھیک ہو گئی کچھ دن کے بعد دنیاوی لین دین کی وجہ سے محمد شریف صاحب اور محمد حنیف صاحب میں رنجش پیدا ہو گئی۔ اب محمد شریف صاحب ولد عبدالرحمن یہ کہتا ہے کہ میں اپنی لڑکی بی بی بلیقیس بیگم کو تمہارے ہاں نہیں بھیجوں گا۔ کبھی کہتا ہے کہ میرے کو بدلے میں رشتہ دو جس رشتہ کی طلب محمد شریف صاحب کرتے ہیں وہ رشتہ محمد حنیف صاحب کے اختیار میں نہیں۔ محمد شریف صاحب فرماتے ہیں کہ اگر محمد حنیف میرا طلب کردہ رشتہ نہیں دیتا تو میں اپنی لڑکی بی بی بلیقیس بیگم کو نہیں بھیجوں گا حالانکہ رشتہ لینے کا محمد شریف صاحب کا کوئی وعدہ ہی نہ تھا کبھی کہتا ہے کہ مشورہ کر کے آپ سے بات کروں گا۔ کبھی کہتا ہے میں نے تو ۵۰۰۰ = پانچ ہزار روپے مہر لکھوانا تھا حالانکہ نکاح سے پہلے یا نکاح کے وقت یا نکاح کے بعد کسی قسم کا مطالبہ نہیں کیا گیا تھا اگر اب بھی محمد شریف صاحب ۵۰۰۰ = ہزار روپے مہر لکھوانا چاہیں تو لیاقت علی ولد محمد حنیف لکھ کر دینے کے لئے تیار ہے۔ اور کبھی کہتا ہے کہ میری لڑکی بی بی بلیقیس بیگم کا نکاح نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ جانے محمد شریف کو یہ مشورہ کون دیتا ہے آپ یہ کہیں کہ میں لڑکیوں کے نکاح کے وقت موجود نہ تھا کہیں کسی کو بلانے گیا تھا میں نے اجازت نہیں دی۔ یا کہ محمد شریف صاحب اپنی مرضی سے کہتا ہے مگر یہ سب باتیں بعد کی بناوٹی ہیں اب محمد شریف صاحب یہ چاہتے ہیں کہ کسی مولوی صاحب سے غلط بیانی کر کے فتویٰ حاصل کر لیں کہ لڑکی بلیقیس بیگم کا نکاح دوسری جگہ کر دیں۔ اور جو قرض محمد حنیف صاحب سے نقد یا سامان کی صورت میں لیا ہے جو کہ ۲۸۶۳ = روپے بنتے ہیں اور جو زیورات لڑکی کی شادی یعنی نکاح کے وقت پہنائے تھے وہ واپس نہ دینے پڑیں۔ زیورات یہ ہیں ایک نتھ سونے کی۔ ایک ٹیکہ سونے کا۔ ایک جوڑی کانٹے یعنی بندے کانوں کے سونے کے۔ ایک انگلی سونے کی جس کا وزن ۳ تولے ہے اور ایک جوڑی دست بند چاندی کے جن کا وزن تقریباً ۱۳ یا ۱۴ تولے ہے۔ برائے کرم شرع محمد بنی ﷺ کے مطابق جواب جلد عنایت فرمائیں کہ محمد شریف صاحب کے ان حیلے بہانوں سے نکاح ختم ہو جائے گا یا کہ نہیں؟ یا کہ محمد شریف صاحب کے کہنے کے مطابق نکاح ہوا ہی نہیں؟ یہ بھی تحریر فرمائیں کہ نکاح پر نکاح کرنے یا شامل ہونے یا مشورہ دینے والوں کے لئے شرع محمدی ﷺ کے مطابق کیا حکم ہے؟

سائل عاجز مولوی محمد حنیف، جمہور

۸۶۷ جواب ہو الموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں جب مسماۃ بلیقیس بیگم کا نکاح لیاقت علی ولد حنیف سے مطابق شرع دو گواہوں کی گواہی سے مجمع عام میں کر دیا گیا، تو یہ نکاح نافذ ہے۔ نکاح کے لئے مرد و عورت کا، یا جسے وہ اپنے نکاح کا وکیل بنائیں، ان کا ایجاب و قبول ضروری ہے۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ دو مرد یا ایک مرد، دو عورتیں مجلس میں موجود ہوں اور ایجاب و قبول کو سنیں اور سمجھیں کہ یہ نکاح ہو رہا ہے۔ صورت مسئول عنہا میں ایسا ہی ہے لہذا یہ نکاح صحیح و نافذ ہے، اور بلیقیس لیاقت علی کی منکوحہ ہے۔ درمختار میں ہے ینعقد بایجاب و قبول و شرط حضور شاہدین حرین او حر و حرتم مکلّفین الخ پھر لڑکی بالغہ ہے تو اس کی اجازت ہی نکاح کے صحیح ہونے کو کافی ہے (درمختار) لڑکی کے باپ کو

اسے روکنے کا کوئی حق نہیں قال اللہ تعالیٰ اَشْكُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِنْ وُجْدِكُمْ (الطلاق: 6) اور کسی شخص نے یہ معلوم ہوتے ہوئے بھی کہ عورت کسی کی منکوحہ ہے، اس سے نکاح کر لیا تو نکاح نہ ہوگا بہ یفتی (فی) ذخیرۃ بزازیہ۔ اور جو لوگ جانتے بوجھتے اس منکوحہ کے نکاح میں شریک ہونگے وہ حرام کاری کے مددگار مانیں جائیں گے۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۳ اپریل ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

نابالغ کا نکاح باپ نے کر دیا تو وہ نافذ ہے بلوغت کے بعد دوبارہ نکاح کی ضرورت نہیں

سوال: محترم قبلہ جناب مفتی محمد خلیل صاحب السلام علیکم

گزارش ہے کہ ہم نے اپنی ایک لڑکی کا نکاح تقریباً تین سال کی عمر میں قبول کیا تھا اب ہم دوبارہ نکاح دوہرا نا چاہتے ہیں اس میں آپ مذہبی نکتہ نظر واضح فرمائیں آپ کی بڑی مہربانی وعین نوازش ہوگی۔ یعنی لڑکی کے باپ نے ایجاب و قبول کیا تھا، اب لڑکی اسی نکاح کی تجدید اسی لڑکے سے چاہتی ہے۔ ایسا کرنے میں شرعاً کوئی حرج تو نہیں؟

سائل محمد رفیق، فقیر کا پڑ، گلی نمبر ۱، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: نابالغ لڑکی کا نکاح کہ باپ نے کیا، یقیناً قطعاً درست و نافذ و باقی ہے۔ اب دوبارہ، مروجہ طریقہ کی ضرورت نہیں۔ اور ایسا کرنا ہی چاہیں تو باقاعدہ قاضی وغیرہ کو بلانے اور گواہوں کو نامزد کرنے کی ضرورت نہیں، بلکہ مرد و عورت ایک محفل میں جہاں کم از کم دو مسلمان کہ شرعاً گواہ بن سکیں، باہم خود ایجاب و قبول کر لیں، یا کسی اور کی وکالت میں، یہ کام انجام دیں۔ تو کوئی مضائقہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ شعبان ۱۴۰۴ھ

تین چیزیں جن میں حقیقت بھی حقیقت اور مذاق بھی حقیقت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان دین اس مسئلے میں کہ: ایک شخص اپنے ذاتی مفادات حاصل کرنے کے لئے کاغذی کارروائی پر نکاح کرتا ہے اور عورت بھی کاغذی کارروائی پر رضامند ہو جاتی ہے تو اس طرح مرد اور عورت کے باقاعدہ دستخط اور اصول کے مطابق گواہ ہیں مگر نہ زبانی لحاظ سے اور نہ دلی لحاظ سے نکاح کر رہے ہیں محض مفادات حاصل کرنے کے لئے یہ سب کچھ کر رہے ہیں آیا یہ نکاح واقعی وقوع ہوا ہے یا نہیں؟ تحریر فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔

فقط سائل محمد اقبال، لطیف آباد ۸ حیدرآباد ۱۲ مئی ۱۹۸۴

۷۸۶ الجواب هو الموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں شرعاً نکاح ہو گیا کہ حدیث میں وارد ہے۔ عن ابی

ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال ثلث جدھن جد وھز لھن جد، النکاح والطلاق والرجعة (رواہ الترمذی) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین چیزیں ہیں جنکی

حقیقت بھی حقیقت اور مذاق بھی حقیقت ہے نکاح و طلاق اور رجوع کرنا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۹ شعبان ۱۴۰۲ھ / ۲۱ مئی ۱۹۸۳ء

۸۶ جواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان قادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ شعبان ۱۴۰۲ھ

اگر رازداری سے دوسرا نکاح کر لیا تو وہ نکاح بھی صحیح ہے

سوال: جناب مفتی صاحب، السلام علیکم

عرض ہے کہ کیا فرماتے ہیں علماء دین امام اعظم کے مسلک کے مطابق بیچ اس مسئلے کے کہ: ایک شخص جس کی شادی تقریباً سات سال قبل ہوئی دو سال تک وقت اچھا گزرا اس کے بعد میاں بیوی میں تلخی شروع ہوئی دونوں نے ایک دوسرے کو مختلف طریقوں سے پریشان کرنا شروع کر دیا۔ لڑکی کو اپنے ماں باپ اور بھائیوں کی حمایت حاصل ہے کیونکہ وہ لوگ مالدار ہیں جبکہ لڑکے والے نہایت غریب لوگ ہیں لڑکے کا بس اپنی بیوی پر ہی چلا وہ اس کو مارتا پیٹتا رہا اور اذیت پہنچاتا رہا جبکہ لڑکی نے اپنے ساس سر یعنی لڑکے کے والدین کو بھی نہیں بخشا یعنی وہ ان کی بھی بے عزتی کرتی رہی شوہر کی تو اس کے سامنے کوئی حیثیت ہی نہیں۔ ان بگڑے ہوئے حالات نے لڑکے کی والدہ کی سوچ بدلی اور اس نے عجیب فیصلہ کر لیا کہ وہ اپنے لڑکے کی دوسری شادی کرائے گی ماں نے بیٹے سے بات کی تو لڑکا بھی راضی ہو گیا اب دونوں ماں اور بیٹے نے مل کر رشتہ تلاش کیا اور یہ کام اس قدر رازداری سے کیا کہ لڑکے کے باپ تک کو اس معاملے سے بے خبر رکھا گیا اور جہاں دوسرا نکاح کیا ان لوگوں سے بھی جھوٹ بولا اور یہ کہا کہ لڑکا کنوارہ ہے جبکہ میں آپ کو یہ بتاتا چلوں کہ لڑکا دو بچوں کا باپ ہے۔ لڑکی کے سادہ لوح والدین نے بلا کسی تحقیق اور بغیر کسی شرط کے اپنی بچی کا نکاح اس دو بچوں کے باپ سے پڑھا دیا۔ شادی کے پندرہ دن کے بعد لڑکے کی پہلی بیوی اور اس کے رشتے داروں کو معلوم ہوا کہ لڑکے نے دوسری شادی کی ہے تو انہوں نے قانونی کارروائی کی جس پر کچھ لوگوں نے مداخلت کر کے معاملے کو سلجھانے کی کوشش کی اور فریقین کو بیٹھ کر بات کرنے اور کسی نتیجے پر پہنچنے کی دعوت دی اس پر فریقین مان گئے۔ لڑکی والے چاہتے ہیں کہ دوسری بیوی کو طلاق کر دیں جبکہ لڑکا کہتا ہے کہ میں دونوں کو رکھنے پر تیار ہوں میں دونوں میں سے کسی کو بھی طلاق نہیں دوں گا۔ دوسری بیوی کے والدین کو جب یہ علم ہوا کہ لڑکا شادی شدہ ہے تو ان کو بہت افسوس ہوا وہ شریف لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہماری بھی کوئی عزت ہے اب اگر ہماری بیٹی کو طلاق ہوئی تو ہماری رسوائی ہوگی لہذا ہم اپنے بڑے کی کا بوجھ خود اٹھائیں گے اسے لڑکا طلاق نہ دے دونوں کو رکھے اور ہماری لڑکی ہمارے پاس رہے گی لڑکا مہینہ پندرہ دن میں آکر لڑکی سے مل جایا کرے مگر ہم طلاق نہیں ہونے دیں گے لڑکی کا سارا خرچ ہماری ذمہ داری ہے۔ لیکن ہمارے خیال میں ان کا فیصلہ جذباتی ہے یہ بات بھی قابل غور ہے کہ دوسری بیوی حاملہ ہو گئی ہے لڑکے کی آمدنی اتنی نہیں ہے کہ دونوں کا خرچہ برداشت کر سکے اب آپ کتاب و سنت کی روشنی میں مندرجہ بالا حقائق کا شرعی حل تجویز فرمائیں اور یہ بتائیں کہ کون سی بیوی کور۔ کھ؟ کسے چھوڑے؟ یا دونوں کور کھے؟ امید ہے فتویٰ دے کر مشکور فرمائیں گے۔ فقط، ابوالحسن، ریشم بازار، حیدرآباد

۷۸۶ جواب ہوا الموفق للصواب: صورت مسئلہ میں جبکہ دونوں نکاح صحیح ہوئے ہیں تو شوہر پر لازم ہے کہ دونوں بیویوں کو نکاح میں رکھے بلاوجہ شرعی طلاق دینا اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند و مبغوض و مکروہ ہے۔ حدیث میں ہے کہ ابغض الحلال الی اللہ تعالیٰ الطلاق۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد پنجم)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۷۸۶ جواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۱۶ رمضان ۱۴۰۴ھ / ۱۶ جون ۱۹۸۴ء

پیر کو اپنی مریدہ سے نکاح جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان دین اس مسئلے کے بارے میں کہ

۱۔ صاحب مسلک اور صاحب اجازت سنی پیر حنفی کسی عورت کو اپنا مرید بنا کر اس کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے کہ نہیں؟

۲۔ اپنی کسی مریدہ کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے کہ نہیں جو کہ پہلے مریدہ ہو؟ السائل محمد خلیل، مسجد ربانی دوقبر پکا قلعہ حیدر آباد

۷۸۶ جواب ہوا الموفق للصواب: پیر کو اپنی مریدہ سے نکاح قطعاً حلال ہے اسے ممنوع جاننا کتاب و سنت و اجماع امت و قیاس چاروں دلائل شرع سے محض باطل و بے اصل ہے اور قرآن عظیم سے یوں ثابت ہے کہ مولیٰ تعالیٰ عز و جل نے حرام عورتیں گنا کر فرمایا و اُجِّلْ لَكُمْ مَّا وَّرَاءَ ذٰلِكُمْ (النساء: 24) ان کے سوا سب عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں تو لاجرم مریدہ بھی کہ ان محرمات میں ذکر نہ فرمائی اس حکم حلت میں داخل رہی۔ تمام فقہاء کے جملہ مذاہب میں مریدہ کا نکاح اپنے پیر سے جائز ہے (فتاویٰ رضویہ جلد پنجم) واللہ تعالیٰ اعلم

۷۸۶ جواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۱۳ شوال المکرم ۱۴۰۴ھ / ۱۲ جولائی ۱۹۸۴ء

کورٹ میں گواہوں کے سامنے نکاح کر لیا تو دوبارہ نکاح کی ضرورت نہیں / ہندو کے ساتھ کھانا پینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان دین اس مسئلے میں کہ: مسئلہ مندرجہ ذیل ہے:

۱۔ عاقل و بالغ مرد و عورت نے کورٹ میں جا کر خود اپنی مرضی سے نکاح پڑھا۔ حج صاحب نے نکاح کرا کے تحریری نکاح نامہ دیا کورٹ کے نکاح کے تقریباً چھ ماہ بعد پھر شرعی طور پر محفل میں نکاح ہوا لیکن جب قاضی نے نکاح کرایا تو عورت حاملہ تھی دو ماہ کا بچہ اس کے پیٹ میں تھا۔ اب دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ کورٹ کا نکاح معتبر ہوگا یا قاضی کا پڑھایا ہوا چھ ماہ بعد والا نکاح پیٹ میں بچہ ہوتے ہوئے پڑھایا گیا نکاح ہوا یا نہیں؟ بچہ کورٹ کے نکاح کے بعد اسی خاوند کا ہے جس کا نکاح کورٹ کے قاضی نے پڑھایا اور پھر پیٹ میں بچہ ہوتے ہوئے نکاح پڑھانے والے قاضی پر کوئی جرم ثابت ہوتا ہے یا نہیں؟ از روئے شرع جب کہ اس کو بالکل پتہ نہیں نہ کسی نے بتایا ہے کہ عورت حاملہ ہے۔ مزید یہ کہ پیٹ میں ہوتے ہوئے طلاق یا نکاح ہو جاتا ہے۔ یا وضع حمل کے بعد؟

۲۔ از روئے شرع کورٹ کے نکاح اور طلاق پر اتفاق کر لینا چاہیے یا پھر شرعی نکاح و طلاق کا اجرا کیا جائے یعنی تحریر کی جائے؟
 ۳۔ ہندو یا پھر کوئی بھی بد مذہب انسان ہے اس کے برتن میں پانی وغیرہ پینا، یا اس کی دعوت کھانا، اس کے، گھریلو افراد کی طرح مل جل کر کھانا پینا اسلام میں مسلمان کے لئے، کیسا ہے؟ اگر وہ مسجد میں یا مدرسہ میں عطیہ یا ویسے امداد خوشی سے دے تو لینا جائز ہے یا نہیں؟ فقط السائل محمد شفیع، حیدر آباد روڈ ٹنڈوالہیار، ۲۸ مارچ ۱۹۸۳ء

۸۶۷ جواب: ۱۔ نکاح کے لئے فقط مرد و عورت کا ایجاب و قبول چاہئے۔ اور دو، یا ایک مرد، دو عورتوں کا اسی جلسہ میں، ان کے ایجاب و قبول کو سننا اور سمجھنا کہ یہ نکاح ہو رہا ہے۔ بس اسی قدر درکار ہے۔ اس سے زیادہ قاضی وغیرہ کی حاجت نہیں۔ (در مختار وغیرہ) تو آخر کورٹ میں اسی طرح نکاح عمل میں آیا، نکاح صحیح ہو گیا۔ دوسرے نکاح کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ اور پڑھایا گیا تو بلا وجہ پڑھایا گیا۔ یا زیادہ سے زیادہ کوئی دنیاوی مصلحت اس کی باعث ہو سکتی ہے۔ تو اس دوسرے نکاح بے ضرورت کے وقت عورت کا اپنے شوہر سے حاملہ ہونا ہرگز نکاح میں خلل نہیں لاتا۔ بلکہ عورت اگر معاذ اللہ، زنا سے حاملہ ہو تو جاننے کے باوجود نکاح اس کا بھی درست ہے۔ البتہ زنا کی صورت میں، اگر وہ حمل اسی مرد کا ہو تو وہ وطی بھی کر سکتا ہے ورنہ وطی کی اجازت نہیں۔ اور جب شرعاً حاملہ کا نکاح درست ہے تو قاضی گواہ وغیرہ پر شرعاً کوئی گرفت و گناہ بھی نہیں اگرچہ ان کے علم میں عورت کا حاملہ ہونا ہو۔ یوہیں وضع حمل تک انتظار کوئی شرعی حکم نہیں۔ (در مختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ کورٹ میں بطریق شرعی گواہ، اگر نکاح و طلاق عمل میں لایا جائے۔ مثلاً نکاح میں گواہوں کے روبرو، مرد و عورت کا ایجاب و قبول۔ اور طلاق کی صورت میں مرد کا اپنی زبان سے الفاظ طلاق ادا کرنا۔ یا اپنی خوشی و مرضی سے تحریری طلاق داخل کر دینا۔ تو یہ بھی معتبر وہ بھی مقبول۔ ہاں شوہر کی غیر موجودگی میں اس کی مرضی و خواہش کے بغیر صرف حج کا عورت کو طلاق دے دینا، یہ شرعاً مقبول نہیں۔ نہ یوں طلاق پڑے (فتاویٰ رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ مسجد و دینی مدرسے کی تعمیر میں تو ہندو سے ہرگز مدد نہ لی جائے کہ یہ پوری قوم پر ان کا احسان مانا جائے گا اور یہ شرعاً ہرگز پسندیدہ نہیں۔ اور ان کے یہاں دعوتیں اڑانا جبکہ کسی اور حکم شرعی کی خلاف ورزی نہ ہو اگرچہ جائز ہے مگر اس سے بھی بچا جاسکتا ہو تو بچنا چاہئے۔ اور اگر گناہ شرعی لازم آئے تو آپ ہی گناہ و ناجائز۔ اور یہاں آدمی مجبور ہو جیسا کہ ہندوستان میں، تو بوقت ضرورت بقدر ضرورت، اس کی اجازت درحقیقت ہے۔ مگر دل سے اسے برا ہی جانا چاہئے۔ اور کوئی ضرورت واقعی نہ ہو تو خواہ مخواہ اپنے لیے انگشت نمائی اور غیبت کا دروازہ کھولنا، نادانی و حماقت ہے۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۳ھ

باپ نہ ہو تو بھائی ولی ہے اس نے اگر نابالغ بہن کا نکاح کیا تو نافذ ہوگا

سوال: ایک لڑکا جس کی عمر ۱۰ سال ہے اور ایک لڑکی جس کی عمر ۸ سال ہے۔ ان دونوں کی شادی ہوئی۔ لڑکی کے باپ کا انتقال ہو چکا تھا۔ اس کے بڑے بھائی نے جو کہ شادی شدہ تھا اس کی طرف سے نکاح منظور کیا۔ اب تقریباً ۵ سال کے بعد

لڑکی کی والدہ بیمار ہو جاتی ہے وہ اپنے دو لڑکوں کو ہدایت کرتی ہے کہ یہ لڑکی اس جگہ نہیں بھیجنا اگر تم نے بھیج دی تو میں قیامت میں تمہارے دامن گیر ہو جاؤں گی اس ہدایت کے چند دن کے بعد لڑکی کی والدہ کا انتقال ہو جاتا ہے۔

عبدالستار، مکان 2945 پھلیلی، پریٹ آباد حیدر آباد، سندھ

۷۸۶ جواب: نابالغ لڑکے اور لڑکی کا نکاح جو نابالغی کی حالت میں کیا گیا اور لڑکے کی طرف سے اس کے باپ نے اور لڑکی کی جانب سے، اس کے بڑے بھائی نے ایجاب و قبول کیا۔ اس لئے کہ لڑکی کے باپ کا انتقال ہو چکا تھا اور بھائی کے علاوہ کوئی اور وارث ولی بھی اس لڑکی کا نہ تھا تو یہ نکاح یقیناً منعقد ہو گیا۔ اب ماں کو اس کے فسخ کرنے کا کوئی اختیار نہیں۔ شوہر اگر بالغ ہے اور وہ اسے نکاح میں رکھنا چاہے تو اسے اختیار ہے لیکن جب تک وہ طلاق نہ دے وہ بدستور اس کے نکاح میں ہے۔ مرنے والے کی ایسی وصیت پوری نہیں کی جاتی جو خلاف شرع ہو۔ (درمختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۳ھ

بالغ مرد خود مختار ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع اس مسئلے کے بیچ میں کہ: آپ تحریر فرمائیں کہ کیا شریعت کی رو سے میرے والدین میری پسند کی جگہ پر شادی کرنے کے پابند ہیں۔ نیز اگر وہ ایسا نہیں کرتے ہیں تو کیا وہ گناہگار ہوں گے۔ شاید میرے والدین صرف آپ کے کہنے سے شریعت کا حکم ماننے سے انکار کر دیں اس لئے دو مفتیان دین کے فتاویٰ سے تصدیق فرما کر، لکھ دیں۔ میں آپ کا ممنون احسان ہوں گا۔ فقط ایک سائل احمد دین قادری

۷۸۶ جواب: والدین نہ اس کے پابند ہیں کہ آپ کی پسندیدہ لڑکی سے آپ کا نکاح کریں۔ اور نہ اس کی خلاف ورزی پر ان پر کوئی گناہ۔ بالغ مرد خود مختار ہے لیکن والدین کی مرضی کے خلاف، وہ شادی خانہ آبادی کے بجائے، خانہ بربادی کا انجام لاتی ہے۔ لہذا والدین کی مانیں۔ ان کی نافرمانی و حکم عدولی سخت گناہ ہے اس سے اجتناب برتیں۔ جو مشق آپ کو اس پر ابھار رہی ہے اسے خیر باد کہہ دیں۔ یا پھر حکم شرعی پر عمل کریں۔ دو افراد میں بھائی بہن۔ ماں، بیٹا، خالہ، بھانجہ، پھوپھی، بھتیجہ، بھی آتے ہیں۔ مفتیان کرام ہی پر اصرار کیوں۔ اپنی حالت پر رحم کریں۔ پناہ نرم سے بڑھ کر یہ ہے کہ آپ خدا و رسول کی راہ چلیں۔ فرائض و واجبات ادا کریں۔ یہ دارین کی کامیابی کی ضامن ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ شعبان المعظم ۱۴۰۳ھ

جان بوجھ کر دوسرا نکاح کرنے والے تجدد ایمان و تجدید نکاح کریں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع اس مسئلہ کے بارے میں کہ: فریقین:

۱۔ محمد ارشاد اور اس کی والدہ

۲۔ مولوی شرف الدین وغیرہ

محمد ارشد بناوٹی طلاق نامہ لکھوا کر اپنی بہن کا نکاح (جس کا نام پروین ہے) بشیر ولد مولوی شرف الدین سے کرواتا ہے۔

نکاح خواں نے طلاق نامہ دیکھ کر مولوی شرف الدین (جو کہ امام مسجد بھی ہے) سے کہا کہ طلاق نامہ پر ممبر یونین کونسل (محمد بشیر) جسے میں جانتا ہوں اس کے دستخط نہیں ہیں اس پر مولوی شرف الدین نے کچھ دیر کے بعد آ کر کہا کہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں اور کہتا ہوں کہ طلاق مغلطہ واقع ہو گئی ہے۔ آپ میری زبان پر یقین کریں اور کسی قسم کا وہم و خیال نہ کریں۔ میں نے اچھی طرح تصدیق کی ہے۔ آپ اطمینان سے نکاح کر دیں۔

نکاح خواں نے مولوی شرف الدین کی زبان پر (جو امام مسجد اور عالم شریعت معتمد آدمی ہے) اعتبار کرتے ہوئے نکاح میں شرکت کر لی۔ مولوی شرف الدین خود مع گواہان لڑکی (ارشاد کی ہمشیرہ پروین) سے اجازت لے کر آیا اور نکاح خواں کو نکاح کی اجازت دی۔ تو نکاح خواں نے اس لڑکی کا نکاح بشیر ولد مولوی شرف الدین سے کر دیا۔ روبرو مجلس کے۔

تقریباً دو ماہ بعد جب کہ اس مطلقہ منکوحہ پروین مذکورہ کا حقیقی ماموں آیا۔ اور اس نے آ کر حالات بیان کئے۔ اور لڑکی پروین مذکورہ طلب کی جو اس کے حقیقی بھتیجے کی عورت (بیوی) تھی۔ تو پھر معلوم ہوا کہ ان لوگوں یعنی ارشاد وغیرہ مع اس کی والدہ و بشیر وغیرہ نے فریب بازی و دھوکہ بازی سے کام لیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان لوگوں نے جس طرح بھی ہوسکا مولوی شرف الدین کو یقین دلایا اور مولوی شرف الدین نے بھی یقین محکم کر کے نکاح خواں سے پڑھوایا۔

ان واقعات کے ظہور پذیر ہونے کے بعد مولوی شرف الدین نے مجلس کے (پنچایت) کے روبرو بیان کیا کہ میرے ساتھ ان لوگوں یعنی ارشاد وغیرہ نے دھوکہ و فریب بازی کی ہے۔ اور میری زبان (کہنے) پر نکاح خواں نے نکاح کر دیا۔ میں صاف صاف اور سچ کہتا ہوں کہ اس میں نکاح خواں کا کوئی قصور نہیں۔

نیز مولوی شرف الدین نے ارشاد وغیرہ گروپ کو مجلس کے روبرو بلا کر لڑکی کو اس کے ماموں کے حوالے کر دیا۔ اور وہ اس کو لے گیا اب وہ لڑکی پروین مذکورہ اپنے پہلے اصلی خاوند کے پاس چلی گئی ہے۔

لہذا اب اس بارے میں کیا ہونا چاہئے شریعت میں کن کن لوگوں پر کیا کیا سزا ہونا چاہئے یعنی کیا کیا سزا آتی ہے۔ کیا ایسی صورت میں شرکاء کے نکاح باقی رہے؟

نوٹ۔ اس واقعے کے ساتویں روز بشیر مذکور کو سانپ نے کاٹ کھایا اور ڈیڑھ گھنٹے کے بعد مر گیا۔ بقدرت خدا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ حاجی شاہ محمد سعودی، گوٹھ چوکر والی دلیہ اچھ تحصیل ضلع بدین

۷۸۶ الجواب: جبکہ صورت واقعہ یہ ہے تو نکاح ثانی، محض باطل ہوا۔ اور زوج ثانی سے وطی نرانا ہوا، جتنے لوگ اس سخت شدید کبیرہ عظیمہ گناہ میں، اس حال سے آگاہ ہو کر شریک ہوئے، سب سخت گناہگار و عذاب نار ہوئے۔ اور ان میں سب سے زیادہ عذاب دوزخ کا استحقاق، اس لڑکی کے بھائی اور ماں وغیرہ پر ہے کہ جان بوجھ کر، لڑکی کو زنا اور حرام کاری کے لئے پیش کر دیا۔ پھر اگر اسے حلال جان کر، یہ سب کیا تو ان کا اسلام بھی گیا اور نکاح بھی رخصت ہوا۔ یہ ہی حکم اس نکاح کے گواہوں کا ہے، جن کی ناپاک گواہی نے ایسی ناپاک بات یعنی زنا اور حرام کاری کے مواقع فراہم کئے اور عصمت دری کے دروازے کھولے۔ ہاں اگر انہیں یا دوسرے شرکاء کو وقت نکاح یہ سب کچھ معلوم نہ تھا اور وہ یہ ہی سمجھتے تھے کہ لڑکی واقعی مطلقہ

ہے تو ان پر الزام نہیں۔ توبہ واستغفار کریں کہ مولائے کریم انہیں معاف فرمائے۔ الحاصل جن لوگوں نے جان بوجھ کر اس نکاح ثانی کی کوشش کی، یا اس کا ساتھ دیا۔ یا اس کی گواہی دی یا اس میں شرکت کی تھی۔ ان سب پر توبہ واستغفار بھی فرض ہے اور تجدید ایمان اور تجدید نکاح بھی۔ اگر وہ توبہ کر لیں اور کلمہ اسلام پڑھ لیں اور تجدید نکاح کر لیں۔ فیہا۔ ورنہ مسلمان مرد اور عورت پر لازم ہے کہ ان سے ترک تعلق کر لیں اور قرآن کریم کے اس فیصلہ پر عمل کریں فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ ذی الحجہ ۱۴۰۳ھ

زنا سے حاملہ عورت کا نکاح درست ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین درمیان اس مسئلہ میں کہ: ظفر نے ایک لڑکی سے نکاح کیا تین ماہ بعد اس لڑکی نے ایک بچی کو جنم دیا معلوم ہوا کہ نکاح سے قبل ظفر ہی سے اس لڑکی کا تعلق تھا۔

۱۔ کیا یہ نکاح جائز ہے؟ ۲۔ شرع شریف ظفر کے لئے جس کا لڑکی سے تعلق تھا کیا حکم صادر فرماتی ہے؟

حافظ مطلوب احمد چشتی، بھائی خان چاڑھی حیدر آباد سندھ

۸۶ جواب: جس عورت کو زنا کا حمل ہے اس سے نکاح ہو سکتا ہے۔ پھر اگر اسی کا حمل ہے تو وطی بھی کر سکتا ہے۔ اور اگر دوسرے کا ہے تو جب تک بچہ پیدا نہ ہو لے، وطی جائز نہیں۔ بہر حال وہ نکاح صحیح و جائز و نافذ ہوا۔ اور دونوں میں رشتہ زوجیت باقی ہے۔ حکومت شرعیہ ہو تو صرف زانی ہی نہیں، زانیہ پر بھی حد جاری ہوگی۔ اب دونوں پر فرض ہے کہ توبہ واستغفار کریں اور سچے دل سے بارگاہ الہی میں معافی کے طلبگار ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ ذی الحجہ ۱۴۰۳ھ

پیر مرید کا آپس میں کیا تعلق ہے؟ پیر سے مریدہ کا نکاح

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

۱۔ پیر مرید کا کیا رشتہ ہے؟

۲۔ پیر خلیفہ سے خلافت واپس لے سکتا ہے یا نہیں؟

۳۔ پیر مرید کو خارج کر سکتا ہے یا مرید پیر کو خارج کر سکتا ہے؟

۴۔ اگر پیر فوت ہو جائے تو مرید پیر کی بیوی سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

۵۔ اگر پیر کی بیوی فوت ہو جائے تو پیر مرید کی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

۶۔ اگر مرید فوت ہو جائے تو اس کی بیوی سے پیر نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

۷۔ میاں بیوی بچے ایک پیر سے بیعت ہو سکتے ہیں یا نہیں؟

۸۔ پیر اپنی مریدنی سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

۹۔ پیر اپنی مریدنی کو خارج کر کے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

۱۰۔ پیر اپنے مرید کی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

آستانہ اشرفیہ، صوفی محمد شمس خان، گدو حسین آباد، مکان نمبر H/72 حیدر آباد سندھ

۸۶۔ الجواب: ۱۔ وہ ہی رشتہ ہے جو ایک قابل اعتماد قافلہ سالار، اور ایک اجنبی راہرو میں، ہوتا ہے کہ امر جائز میں اس کی اطاعت و متابعت لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ خلافت دینا اور واپس لے لینا، بے شک مرشد کی مرضی اور اس کے اختیار پر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ پیر با اختیار ہے لیکن مرید کو پیر پر کیا اختیار ہے۔ ہاں پیر میں قصور شرعی ہو تو یہ بیعت توڑ سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ اگر مرشد کی بیوی اور مرید میں کوئی ایسا رشتہ نہ ہو جو مانع نکاح ہے تو اس سے مرید کا نکاح شرعاً ہو جائے گا مگر اس کی جرات کوئی مہیاک ہی کرے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۵۔ پیر اپنی مریدہ سے بھی نکاح کر سکتا ہے اور مرید اور مریدہ کی لڑکی سے بھی۔ جبکہ کوئی مانع شرع نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۶۔ جواب ظاہر ہے کہ کر سکتا ہے جبکہ کوئی مانع شرع نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۷۔ بیشک ہو سکتے ہیں اور اس میں تردد کی کوئی وجہ بھی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۸۔ اس کا جواب، جواب (۵) میں گزر چکا کہ کر سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۹۔ بیعت سے خارج کرے یا نہ کرے، پیر اپنی مریدہ سے نکاح کر سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۰۔ جواب گزر چکا کہ کر سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ شوال ۱۴۰۳ھ

اگر نکاح پوشیدہ، صرف گواہوں کے سامنے کیا تو وہ صحیح ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین از روئے شریعت بابت مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک مسجد کے پیش امام صاحب نے مورخہ ۱۹۸۳ء / ۱۲۹ / جمعہ کے روز خطبے سے پیشتر ممبر شریف پر بیٹھ کر واضح الفاظ میں پوری جماعت کے سامنے اعلان کیا کہ میرے پاس باہر کے مہمان آئے ہوئے ہیں۔ وہ لوگ مسجد شریف کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے ہیں اور انہوں نے یہاں پر میلاد شریف کرنے کا انتظام اتوار کی شب کیا ہے۔ تبرکات اور مسجد شریف میں روشنی کا انتظام وہ خود کریں گے۔ جمعے کی نماز کے بعد پیش امام صاحب نے مسجد کے منتظم خاص سے کہا کہ میرے مہمان مسجد شریف میں میلاد کرانا چاہتے ہیں آپ پہلے ملے نہیں تھے اب پوچھ رہا ہوں۔ میلاد شریف کے لئے کون مسلمان منع کر سکتا ہے۔ انہوں نے اجازت دے دی۔ اس کے بعد پیش امام صاحب چلے گئے۔ اس کے بعد مسجد میں بیٹھے چند مقتدیوں نے منتظم خاص سے پوچھا کہ پیش امام

صاحب کیا پوچھ رہے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ ان کے پاس مہمان آئے ہیں۔ مہمان مسجد شریف میں میلاد شریف کر رہے ہیں وہ ہی تبرکات اور روشنی کا خرچ ادا کریں گے۔ اس پر مقتدیوں نے کہا کہ مہمان لوگوں کو خرچ نہیں کرنے دیں گے۔ تبرکات کا خرچہ ہم دیں گے اور چند بیٹھے ہوئے مقتدیوں نے اس وقت مبلغ پچاس روپے چندہ کر کے پیش امام صاحب کو دے دیا باقی اور کر کے دینے کے لئے کہا۔ پیش امام صاحب نے کہا کہ مہمان صاحبان بھی چندہ دیں گے اور میلاد کرنے والوں کو وہ کپڑے کے جوڑے بھی دیں گے۔ ہم نے کہا کہ یہ پیسے بھی اس میں شامل کر لینا۔ دو مولوی حضرات نے میلاد شریف میں رات کے تقریباً ساڑھے بارہ بجے تک تقریر کی۔ تقریر کرنے والوں کو میزبان امام صاحب کے کہنے کے موجب، مہمانوں نے کپڑے کے جوڑے دیئے اور ایک مولوی صاحب کو کپڑوں کا جوڑا اور مبلغ اکاون روپے میزبان پیش امام صاحب نے مسجد کے منتظم خاص کو بلوا کر ان کے ہاتھ سے دلوائے اور ایک جوڑا کپڑوں کا مسجد کے موزن کو بھی دیا گیا۔ اس کے بعد تبرکات تقسیم کیا گیا اور میلاد سننے والے اپنے اپنے گھروں میں چلے گئے۔ اس کے بعد رات کو تقریباً دو بجے ایک تقریر کرنے والے مولوی صاحب کا نکاح مہمان کی لڑکی سے کیا گیا۔ نکاح مسجد سے ملحق مدرسے میں ہوا۔ نکاح کرنے والے مولوی ایک مسجد کے پیش امام بھی ہیں اور پہلے سے شادی شدہ ہیں۔ ان کی پہلی بیوی اور دو بچے حیات ہیں۔ میزبان پیش امام صاحب نے نکاح سے متعلق جماعت کو بے خبر رکھا۔ جب اس نکاح کا علم منتظم کمیٹی کو باخبر ذرائع سے معلوم ہوا تو منتظم کمیٹی مسجد اور مسجد سے ملحق مدرسے کی کمیٹی کا اجلاس مدرسے میں برائے حساب و کتاب ہوا۔ اس کے بعد پیش امام صاحب سے بھی مدرسے کے فنڈ میں آمد شدہ حساب سے متعلق معلومات کی گئیں۔ اس کے بعد اس پوشیدہ نکاح سے متعلق وضاحت چاہی۔ کیا وجہ تھی کہ جماعت کو اس نکاح سے بے خبر رکھا گیا۔ معلوم کرنے پر پیش امام نے بتایا کہ یہ نکاح اس لئے پوشیدہ رکھا گیا کہ نکاح کرنے والے پیش امام صاحب کی پہلی بیوی کو پتہ نہ چلے۔ پہلے روز تو تقریر کرنے والے پیش امام صاحب کا نکاح ہو اور دوسری رات میزبان پیش امام صاحب کے نابالغ لڑکے کا نکاح اس مہمان کی دوسری لڑکی سے ہوا یہ دونوں نکاح مسجد سے ملحق مدرسے میں ہوئے۔ جس کا مسجد اور مدرسے کی منتظم کمیٹی کو بالکل پتہ نہیں۔ میزبان پیش امام کے کہنے کے موجب ان کو پہلے ہی سے ان نکاحوں کے پروگرام کا پتہ تھا اور انہوں نے اس کو جماعت سے چھپایا۔

کیا ایسے پیش امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

کیا تقریر کرنے والے مولوی صاحب کا نکاح جائز ہے یا ناجائز؟

دوسرا تقریر کرنے والا مولوی صاحب وہ بھی ایک مسجد کا پیش امام ہے اس نے نکاح پڑھایا؟

میزبان پیش امام صاحب نے یہ نکاح، پوشیدہ نکاح کرنے والے پیش امام صاحب کے موجب رکھا؟

از روئے شریعت فتویٰ صادر فرما کر شکر یہ کا موقع دیں۔ آپ کے دعا گو

قطب الدین، محمد سیف، غلام قادر، محمد صدیق، محمد حبیب

۷۸۶ جواب: اگر کوئی چیز مانع نکاح نہ تھی اور دونوں نکاحوں کے وقت ایجاب و قبول، گواہوں کے روبرو پایا گیا تو

دونوں نکاح منعقد ہو گئے۔ اور جب دونوں نکاح صحیح اور نافذ ہوئے تو امام یا ان مہمان و میزبان پر کوئی جرم شرعی لازم نہیں آتا۔ البتہ یہ بات ضرور دل میں کھٹکتی ہے کہ اس کا رخیرو، عام مسلمانوں سے چھپایا کیوں گیا۔ اس کا جواب تسلی بخش مل جائے گا تو کسی پر شرعاً کوئی الزام نہیں۔ مگر تجربہ یہ ہے کہ بعض اوقات ایسی باتیں، درد سر جاتی ہیں۔ اس لئے تفتیش کر لی جائے تاکہ آئندہ کوئی مصیبت کھڑی نہ ہو جائے۔ نماز اس امام کے پیچھے نہ پڑھنے کی ابھی کوئی بات سامنے نہ آئی اس لئے نماز اس کی اقتداء میں ادا کر لی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ شوال المکرم ۱۴۰۳ھ

نکاح ثانی اور مروجہ قانون

سوال: جناب مولانا مفتی محمد خلیل صاحب السلام علیکم

دیگر احوال یہ ہے کہ میں بہت بڑی الجھن میں ہوں ایک طرف ماں باپ کے فرائض، دوسری طرف بیوی کی مسلسل بیماری عمر، بھرکی، تیسری شیطان کے غلبے کا ڈر، کہ کہیں مجھ سے کوئی گناہ نہ ہو جائے۔ اس لئے میں دوسرا نکاح کرنا چاہتا ہوں مگر مجبوری یہ ہے کہ میری بیوی کسی طرح بھی دوسرے نکاح کی اجازت نہیں دیتی ہے۔ جب کہ ڈاکٹروں نے نفسانی خواہش کے لئے بیوی سے ملنے کو انکار کر دیا ہے اور صاف طور پر کہہ دیا ہے کہ اگر اس کی زندگی چاہتے ہو تو اس سے ملنا بند۔ کیوں کہ میری بیوی عرصہ سات سال سے دل کی مریضہ ہے اور عرصہ تین سال سے آدھے دھڑ پر فالج ہے اور کراچی کے دل کے ہسپتال جس کا نام نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف کاڈیو ہے کے زیر علاج ہے۔ علاج کی فائل 60989 ہے اور ڈاکٹروں نے کہہ دیا ہے کہ تمام زندگی دوائی کھاتی رہو اور وہ دوائی کھاتی رہتی ہے تو ذرا ٹھیک رہتی ہے دوائی چھوڑتی ہے تو حالت بگڑ جاتی ہے۔ اس کے باوجود دوسرے نکاح کی اجازت دینے کو تیار نہیں۔ کیوں کہ میرے سسرال والے بھی یہ نہیں چاہتے ہیں کہ میں دوسرا نکاح کروں اور میں اپنے ضمیر کے ہاتھوں مجبور ہوں کیوں کہ مجھ سے اپنے ماں باپ کی حالت بھی دیکھی نہیں جاتی میرے ماں باپ کراچی میں رہتے ہیں۔ اور میرے والد کو آنکھوں سے بھی کم دکھائی دیتا ہے اور ان کو سنبھالنے والا کوئی نہیں میں ان کا اکلوتا بیٹا ہوں۔ پہلے ہم سب کراچی میں رہتے تھے مگر بیوی کی زندگی کے لئے حیدرآباد میں رہ رہے ہیں مگر ماں باپ کراچی میں ہی رہتے ہیں اور اب ہفتے میں تین دن ماں باپ کے پاس کراچی میں ہی رہتا ہوں اور پھر بیوی کی دوائی بھی کراچی سے لاتا ہوں مگر میرے آنے کے بعد ان کے منہ میں پانی ڈالنے والا بھی کوئی نہیں ہوتا ہے اور پھر اب میری عمر بھی ایسی نہیں ہے کہ میں اپنی نفسانی خواہش کو زندگی بھر دبا لوں اس لئے میں آپ سے شریعت کی رو سے فتویٰ لینا چاہتا ہوں کہ میں دوسرا نکاح کر سکتا ہوں یا نہیں؟ اور شریعت سے قاضی دوسرا نکاح پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟ فقط السائل محمد جمیل، ثروت منزل نزد نشاط سینما، حیدرآباد

۸۶۷ جواب: شریعت مطہرہ میں مرد کو نکاح ثانی کرنے کے لئے موجودہ بیوی کی اجازت کی احتیاج نہیں۔ نہ اس کا نکاح، اس کی زوجہ کی اجازت پر موقوف ہے۔ البتہ مروجہ قانون اس کی اجازت نہیں دیتا۔ اس لئے قانون کی طرف لوٹنا

ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ ربیع الاول ۱۴۰۴ھ

نابالغ کا نکاح اگر والدین کریں تو فسخ کرنے کا اختیار نہیں

سوال: بصد احترام قبلہ مفتی خلیل صاحب، السلام علیکم

جناب عالی گزارش یہ ہے کہ: پرانے زمانے کے رسم و رواج کے مطابق بالغ لڑکیوں کے ہمراہ نابالغ لڑکیوں کو بھی نکاح کے لئے بٹھا دیا جاتا تھا جن کا ایجاب ان کے والدین قبول کرتے تھے۔ ایک لڑکی بنام خورشید اختر جس کی عمر نکاح کے وقت تقریباً آٹھ سال تھی اور لڑکا بنام محمد سلیم کی عمر تقریباً دس سال تھی اور دونوں کا ایجاب و قبول ان کے والدین نے کیا تھا اب چونکہ لڑکی بالغ ہو چکی ہے۔ اسلامی اصول کے مطابق کیا ان دونوں کا نکاح ہو چکا ہے۔

اسلامی قوانین کی روشنی میں فتویٰ دے کر شکر یہ کا موقع عنایت فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔

فقط محمد بشیر ولد محمد صدیق آرائیں، مکان نمبر 60 خواجہ غریب نواز کالونی، نزد نیاپل، حیدرآباد سندھ

۸۶ جواب: نابالغ لڑکا خواہ لڑکی، ان کے والدین اگر ان کی جانب سے ایجاب و قبول کریں تو یہ ایجاب و قبول، انہیں کی جانب سے مانا جائے گا اور شرعاً نکاح نافذ ہو جائے گا۔ لہذا جب یہ نکاح لڑکے یا لڑکی کے باپ نے کیا یعنی لڑکی یا لڑکے کے باپ یا دادا نے ان کی جانب سے ایجاب و قبول کیا تو یہ نکاح ہو گیا بلکہ لازم ہو گیا کہ ان کے ایجاب و قبول کے بعد، اب لڑکی کو نکاح توڑنے کا اختیار نہ رہا۔ تو جب تک اس کا شوہر اس کو طلاق نہ دے، اسے کسی اور مرد سے نکاح کرنے کا ہرگز اختیار نہیں۔ (درمختار۔ رد المحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ ربیع الآخر ۱۴۰۴ھ

نابالغ کا نکاح

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و شرع متین بیچ اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک کمن بچے کی شادی ایک کمن لڑکی سے ہوئی۔ والدین نے ایجاب و قبول کیا۔ جب بچے بلوغت کو پہنچے تو لڑکے نے اس نکاح کو قبول کرنے سے انکار کیا۔ کیا لڑکے کو طلاق دینا ضروری اور واجب ہے یا نہیں؟ فدوی منصور خان ولد محمد ساکن، اسلام آباد، حیدرآباد سندھ

۸۶ جواب: نابالغ لڑکے کی جانب سے، اس کے والد خواہ کسی اور ولی کا ایجاب و قبول شرعاً صحیح اور نافذ ہے۔ لہذا وہ عقد صحیح و نافذ اور نکاح ثابت و لازم ہے۔ اب کہ لڑکا بالغ ہو چکا ہے اسے اس نکاح کو باقی رکھنے یا زوجہ کو طلاق دینے کا اختیار ہے۔ ہاں جب تک یہ طلاق نہ دے گا عورت کہیں اور نکاح نہیں کر سکتی کہ وہ اس کی زوجہ ہے اور شوہر والی عورتیں دوسرے مردوں پر حرام۔ قال اللہ تعالیٰ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ (النساء: 24) پھر اگر خلوت صحیح نہ ہوئی تو عورت پر عدت بھی نہیں۔ اور شوہر پر نصف مہر لازم ہے۔ (درمختار۔ رد المحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۴ھ

ٹیلی فون پر نکاح اور طریقہ نکاح

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان شرع اس مسئلہ کے بارے میں کہ: میرے چھوٹے بھائی آجکل دوہنی میں رہ رہے ہیں۔ ان کا ایک لڑکا ہے جس کی شادی کرتے ہوئے نکاح انہوں نے فون پر دوہنی سے لاہور پڑھوایا مگر رخصتی ابھی نہیں ہوئی ہے تو کیا فون پر نکاح ہو جاتا ہے اور دین اسلام کی رو سے جائز ہے یا نہیں؟ برائے مہربانی فتویٰ صادر فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ جہاں تک میرا خیال ہے نکاح نہیں ہوتا پھر بھی دینی مسئلہ ہے اس لئے فتویٰ ضروری ہے۔

خیر اندیش شیخ مولانا بخش، تنویر مارکیٹ 7/D لطیف آباد حیدر آباد

۷۸۶ جواب: نکاح مسلم کے لئے منجملہ شرائط کے ایک شرط یہ ہے کہ ایجاب و قبول کے وقت دو مرد یا ایک مرد و دو عورتیں آزاد عاقل بالغ مسلمان موجود ہوں اور سب نے ایک ساتھ نکاح کے الفاظ سنے ہوں اور یہ سمجھیں ہو کہ یہ نکاح ہو رہا ہے۔ درمختار میں ہے ینعقد بايجاب و قبول و شرط حضور شاہدین حرین او حرو و حرتین مکلفین سامعین قولہما معا علی الاصح فاہمین انہ نکاح۔ اور ظاہر ہے کہ ٹیلیفون سے نکاح میں یہ شرط نہیں پائی جاتی تو نکاح کس طرح منعقد ہوگا۔ ہاں اگر نکاح ٹیلیفون پر کسی کو اپنا وکیل نامزد کر دے اور وہ اس کی جانب سے ایجاب و قبول کرے اور گواہ بھی موجود ہوں اور وہ یہ کلام سن کر یہ سمجھیں کہ یہ نکاح ہو رہا ہے تو بیشک نکاح ہو جائے گا کہ اس صورت میں ٹیلیفون کا ایجاب و قبول سے کوئی تعلق نہیں رہا۔ بلکہ تمام دار و مدار وکیل پر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ

نکاح میں کسی مسئلہ کی وجہ سے تاخیر کرنا

سوال: محترمی و مکرمی مفتی محمد خلیل برکاتی صاحب، دارالعلوم احسن البرکات حیدر آباد جناب عالی! ایک مسئلہ درپیش ہے توقع ہے رہنمائی فرمائیں گے۔ میری شادی بچپن میں ہوئی کچھ عرصہ کے بعد رخصتی ہونے والی ہے۔ میں اپنی سب سے بڑی سگی بہن کی شادی نہ ہونے، کی وجہ سے مناسب برادری میں رشتہ نہ ملنا، والدہ کا سایہ سر پر نہ ہونا، والد صاحب کے دماغی توازن درست نہ ہونے کے سبب اور بہن کا اپنی زیادتی عمر کی وجہ سے انکار کرنا، پر اپنی وداہنگی سے انکار کر رہا ہوں شرعاً یہ اقدام کیسا ہے؟ کیوں کہ میرا ضمیر کہتا ہے کہ پہلے بہن بیاہ جائے تب میں بیوی کی وداہنگی ہونے دوں۔ فقط والسلام مبشر

۷۸۶ جواب: جو باعث آپ کو اپنی وداہ میں تاخیر کا ہے، ممکن ہے ایسا ہی کچھ باعث لڑکی والوں کو تعیل کا ہو شرعاً نہ یہ لازم و ضرور اور نہ تاخیر میں گناہ۔ ہاں دنیاوی اندیشے قدم قدم پر موجود ہیں۔ تو ان اندیشوں میں پڑنا ہی برا ہے۔

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ شعبان ۱۴۰۰ھ

حلالہ کا ایک مسئلہ

سوال: جناب مفتی محمد خلیل صاحب دارالعلوم احسن البرکات حیدر آباد زید نے ایک طلاق شدہ عورت عابدہ سے حلالہ کی نیت سے نکاح کیا اور نکاح کے بعد اسی سے حق زوجیت بھی ادا کیا۔ آپ فتویٰ دیں کہ شرعاً عابدہ زید کی بیوی کہلائے گی یا نہیں؟ فقط ایک سائل

۷۸۶ الجواب: نکاح میں ایجاب و قبول ضروری ہے اور اس کا مطلب یہ ہی ہوتا ہے کہ فلاں بن فلاں نے فلاں بنت فلاں کو اپنی زوجیت کے لئے قبول کیا۔ لہذا اگر یہ نکاح شرعی طور پر عمل میں آیا۔ تو یقیناً درست ہوا اور وہ دونوں آپس میں زن اور شوہر ہیں۔ پہلے شوہر کے لئے حلال ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ دوسرا نکاح صحیح نافذ ہو البتہ نکاح بشرط التحلیل جس کے بارے میں حدیث میں لعنت آئی ہے یعنی یہ کہ ایجاب و قبول میں حلالہ کی شرط لگائی جائے یہ نکاح مکروہ تحریمی ہے۔ زوج اول و ثانی اور عورت تینوں گنہگار ہوں گے۔ مگر شوہر ثانی طلاق دینے پر مجبور نہیں اور اگر عقد میں شرط نہ ہو اگرچہ نیت میں ہو تو کراہت نہیں۔ بلکہ اگر نیت خیر ہو تو مستحق اجر ہے (در مختار وغیرہ) لیکن حلالہ کے لئے اگر اس زوج ثانی پر اعتماد کر کے بہ نیت تحلیل نکاح کیا گیا تھا تو یہ بات غیرت ایمانی اور مروت اسلامی سے بعید ہے کہ اب اس عورت پر قبضہ کر کے بیٹھ رہے اگرچہ نکاح درست ہے اور شرعاً وہ اس کی منکوحہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ ربیع الاول شریف ۱۳۹۹ھ

باپ کا کیا ہوا نکاح فسخ کرنے کا کوئی اختیار نہیں

سوال: بخدمت جناب اعلیٰ مفتی صاحب

السلام علیکم، بعد گزارش ہے کہ: ہم دونوں بہنیں ہیں اور ہماری ضعیف والدہ صاحبہ اور ایک چھوٹا بھائی ہے۔ ان کے سوا ہمارا دنیا میں کوئی نہیں اللہ کے سوا۔ اس وقت میری عمر تقریباً ۱۸ سال اور دوسری بہن کی عمر تقریباً ۱۶ سال ہے۔ ۱۹۶۵ء یعنی ہمارے بچپن میں جب میری عمر تقریباً ۴ سال اور دوسری بہن کی عمر تقریباً ۲ سال تھی۔ ہمارے والد صاحب نے ہماری طرف سے ہمارے نکاح کی منظوری دے دی تھی۔ یعنی بچپن میں ہمارا نکاح کر دیا گیا۔ اور والد صاحب نے رواج کے مطابق شربت کا گلاس بھی پیا تھا۔ اور ان لڑکوں کے والد نے بھی شربت کا گلاس پیا تھا جس سے ہمارا نکاح ہوا۔ یہ بچپن کا نکاح شریعت کی رو سے جائز ہے یا نہیں۔ اور ہمارے والد صاحب کا انتقال ہو چکا ہے۔ اس لئے جناب سے گزارش ہے کہ آپ اس کا فتویٰ دیں تو آپ کی بہت بہت مہربانی ہوگی اور دوسرا یہ کہ اب وہ دونوں بھائی جن سے ہمارا نکاح ہوا تھا وہ شرابی، جواری اور بدکاری کے عادی ہو چکے ہیں۔ ایسی صورت میں ہمارا ان سے کیسے نباہا ہو سکتا ہے۔ اور ہماری والدہ نے کافی عرصے انتظار بھی کیا کہ وہ لوگ اپنا رویہ درست کر لیں۔ لیکن اس کے باوجود اور زیادہ خرابی پیدا ہو گئی اور اب ہم اور زیادہ انتظار بھی نہیں کر سکتے ہیں کیوں کہ ہماری والدہ ضعیف ہیں اور بیمار بھی۔ اس لئے شریعت ہمارے معاملے میں کیا حکم دیتی ہے۔ کیا ہم اپنے طور پر اس

بچپن کے نکاح کو ختم کر کے دوسرا نکاح کر سکتے ہیں۔ فتویٰ صادر فرما کر ہماری رہنمائی فرمائیں۔ آپ کی بہت بہت مہربانی ہوگی۔ آپ کی دعا گو بہنیں شمیم اور شاہین، جمیل احمد مکان نمبر G/713 الطاف گودام پریٹ آباد پھلیلی حیدر آباد

۷۸۶ جواب: لڑکیوں کی نابالغی کی حالت میں جو نکاح ان کے باپ نے کر دیا۔ وہ نکاح درست ہوا بلکہ لازم ہو گیا اگرچہ مثل مہر سے بہت کم یا غیر کفو سے کیا پھر بھی یہ نکاح لازم ہو گیا۔ کہ ان کو بالغ ہونے کے بعد اس نکاح کے توڑنے کا کوئی اختیار نہیں۔ راہ نجات طلاق ہے۔ یا پھر ان کا انتقال (درمختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ ربیع الاول شریف ۱۳۹۹ھ

تقدیر کے مسئلے میں بحث کرنا منع ہے

سوال: بحث کے دوران ہماری نانی نے کہا کہ ”اللہ تعالیٰ کے ہاں جوڑے بن کر آتے ہیں یعنی جب اللہ تعالیٰ نے کائنات کو بنایا تو روحوں کے جوڑے بن کر آتے اور اس دنیا میں بھیجتے۔ اور اللہ نے انسان کی قسمت میں لکھ دیا کہ اس کی شادی اس انسان سے ہوگی“ جبکہ میں کہتا ہوں کہ نہیں بلکہ انسان اپنی کوشش سے جس سے چاہے شادی کر لے۔ اس کی مثال یوں ہے کہ بعض مرد، کافر عورتوں سے شادی کر لیتے ہیں اور بعض اہل کتاب عورتیں، مسلمان مردوں سے شادی کر لیتی ہیں اور بعض عورتیں ہندو اور سکھوں سے شادی کر لیتی ہیں۔ جبکہ مرد اپنے مذہب پر اڑا رہتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ یہ جوڑے بناتا ہے تو غیر مذہب مسلمان مرد و عورتیں کی شادی کے بارے میں یہ ہی لکھتا۔ میں کہتا ہوں کہ میں صحیح کہہ رہا ہوں۔ نانی کہتی ہیں کہ میں غلط کہہ رہا ہوں اگر کسی کی شادی اس کی پسند کی نہیں ہوتی تو وہ اللہ کا کام ورد میں لاتا ہے اور دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول کر لیتا ہے اور اس کی شادی وہاں ہو جاتی ہے۔ اس طرح بعض لوگ چار چار شادیاں کرتے ہیں اور بعض ایسے ہی مر جاتے ہیں تو مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا جوڑا ہی نہیں پیدا کیا۔ مجھے صحیح رہبری کی ضرورت ہے۔ اللہ آپ کو اجر عطا فرمائے۔ عبد الجبار معرفت۔ پیش امام میروں کی مسجد، نزد پھلیلی پاور ہاؤس حیدر آباد

۷۸۶ جواب: ہوا الموفق للصواب: جس مسئلہ میں آپ بحث کر رہے ہیں یہ تقدیر کا مسئلہ ہے اور حضور اکرم ﷺ نے مسئلہ تقدیر میں بحث کرنے سے منع فرمایا ہے کہ پچھلی امتیں تقدیر میں زیادہ بحث سے ہلاک ہو گئیں۔ تاہم مسئلہ تقدیر پر ایمان لانا ضروری ہے کہ ایمان مجمل میں والقدر خیرہ وشورہ من اللہ تعالیٰ (اور میں ایمان لایا تقدیر کی برائی بھلائی اللہ کی طرف سے ہے) کا یہ ہی مطلب ہے کہ دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے اور بندے جو کچھ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے علم ازی سے پہلے ہی جاننا اور لکھ دیا اس کا نام تقدیر ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ آدمی تقدیر کے موافق اپنے کام کرنے پر مجبور ہوتا ہے اور یہ بات بھی نہیں کہ جیسا اس نے لکھ دیا ویسا ہم کو کرنا پڑتا ہے بلکہ ہم جیسا کرنے والے تھے ویسا پہلے ہی جان کر اس نے لکھ دیا تو اس کے علم یا لکھ دینے نے کسی کو مجبور نہیں کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو اختیار دیا ہے کہ ایک کام چاہے کرے یا نہ کرے۔ اسی سبب سے عقل بھی دی ہے کہ بھلے برے نفع نقصان کو پہچانے۔ آدمی پتھر کی طرح بے حس تو نہیں ہے تقدیر کا انکار کرنے

والوں کو حضور اکرم نے ﷺ اس امت کا مجوسی بتایا ہے۔ جو بت آپ کے ذہن میں ہے ومن کل شئی خلقنا زوجین اور ہم نے ہر چیز کے جوڑے بنائے۔ یہاں (شئی) چیز سے مراد شوہر نہیں بلکہ ہر نوع ہے لہذا نوع انسان میں زن و مرد ہیں اسی طرح حیوانات، نباتات، جمادات، میں بھی یہی اصول کا رفرما نظر آئے گا۔ ان کے علاوہ بھی تضادات کی ایک دنیا آباد ہے چنانچہ رات و دن، شقاوت و سعادت، ہدایت و ضلالت، آسمان و زمین، سیاہی و سفیدی، صحت و مرض، کفر و ایمان، محبت و نفرت یہ سب جوڑے ہیں۔ جہاں تک شادی میں اختیار کا تعلق ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو عورتیں تمہیں خوش آئیں یعنی پسند آئیں ان سے نکاح کرو فَإِنْ كُنْتُمْ خُوفًا طَلَبَ لَكُمْ مَعْلُومٌ ہوا کہ اللہ نے شادی کرنے کے لئے پسند کا اختیار دیا ہے اور اسی وجہ سے شادی کی نیت سے ایک دوسرے کو دیکھنا بھی حدیث شریف میں جائز رکھا گیا ہے۔ تو اس کی پسند کا علم اللہ کو پہلے سے ہے اور اس نے اسی علم کی وجہ سے لکھ دیا کہ دنیا میں یہ شخص اس سے شادی کرے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمد ۱۱۱۶ / ۱۹۸۳ء

الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

بالغہ اپنا نکاح خود کر سکتی ہے اور ولی کو اس پر اعتراض کرنا بے جا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: کوئی ایسی لڑکی جس کی عمر سولہ، سترہ سال کے درمیان ہو بغیر والد کی رضا مندی اپنا نکاح خود کر لیتی ہے جس میں باقاعدہ کئی افراد کی موجودگی میں ایجاب و قبول کرتی ہے۔ یعنی قاضی اور گواہان کی موجودگی میں اس کا نکاح ہوتا ہے۔ تو کیا بغیر والد کے اس کا نکاح جائز ہے۔ اور اس کے والد اور خاندان والوں کو یہ علم جب ہوتا ہے کہ ان کی لڑکی نے نکاح کر لیا ہے تو وہ سب خلاف ہو جاتے ہیں اور اس کو بلا کر جبراً گھر بٹھا لیتے ہیں۔ اور بغیر شوہر کے طلاق دے ہوئے سال کے بعد اس کا نکاح کسی دوسرے شخص کے ساتھ باپ کر دیتا ہے۔ تو کیا یہ نکاح جائز ہے جب کہ دل میں یہ بات ہے کہ میرا نکاح اس کے ساتھ نہیں ہوا اور والد اسے قبول بھی نہیں کرواتے ہیں صرف دستخط لے لیتے ہیں اور لڑکی کے دل میں یہی ہوتا ہے کہ میرا نکاح اس کے ساتھ نہیں ہوا۔ اور دوسرے خاندان کے لوگ بھی یہ کہتے ہیں کہ نکاح نہیں ہوا۔ اور پھر ۱۸ سال اسی کشمکش میں گزر جاتے ہیں اور شوہر اول کا لڑکی کے دل میں کوئی لگاؤ باقی نہیں رہتا اور نہ موجودہ شوہر کو اپنا شوہر سمجھتی ہے اور اگر اب وہ کسی اور شخص کے ساتھ نکاح کرنا چاہے تو کیا وہ موجودہ شوہر سے بغیر طلاق کے نکاح کر سکتی ہے۔ اور موجودہ شوہر اس کا نہ تو کما تا ہے اور نہ کوئی اس کا خرچ اٹھاتا ہے تو کیا اسی حالت میں وہ عورت کسی تیسرے آدمی سے نکاح کر سکتی ہے اور ۱۸ سال قبل جو اس نے نکاح کیا تھا اس کا کوئی خیال اس کے دل میں باقی نہیں رہتا اور ۱۸ سال سے اس نے صورت بھی نہیں دیکھی اور نہ وہ شوہر اول سے نکاح کرنا چاہتی ہے اور یہ شوہر اس کو کسی حالت میں طلاق دینے کو تیار نہیں ہے اور جب شروع سے اس کے دل میں یہ رہا ہے کہ یہ میرا شوہر نہیں نکاح غلط ہے اور بچے بھی ہیں اور چھ سات سال سے اس کا شوہر ایک پیسہ بھی کما کر نہیں دیتا۔ اور نہ اس کا پیچھا چھوڑتا ہے۔ کیا یہ عورت اس حالت میں

خاموشی کے ساتھ کسی اور شخص کے ساتھ نکاح کر لیتی ہے تو کیا یہ نکاح جائز ہوگا یا نہیں؟ کتاب وسنت کی روشنی میں یہ بالکل سچ ہونا چاہئے کہ یہ نکاح جائز ہوگا یا نہیں؟ منجانب ایک سائل حشمت الدین

۷۸۶ جواب: سولہ سترہ سال کی لڑکی شرعاً بالغہ ہے۔ اور بالغہ بطور خود اگر کسی ایسے مرد سے نکاح کرے کہ وہ نسب یا مذہب یا پیشے یا چال چلن میں اولیا کے زن سے ایسا کم نہیں کہ اس کے ساتھ عورت کا نکاح اولیائے زن کے لئے باعث ننگ و عار ہو یعنی وہ مرد اولیائے زن کا کفو ہے تو بالغہ کا بلا اجازت ولی اس سے نکاح کر لینا جائز ہے اور ولی کو اس پر حق اعتراض نہیں (در مختار وغیرہ) اور اس صورت میں کہ عورت نے وہ نکاح کفو میں کیا، اس کے والدین کو اسے جبراً روک لینا، اس پر ظلم بالائے ظلم ہے کہ شوہر سے طلاق حاصل کئے بغیر اس کا نکاح کسی اور مرد سے کر دیا بلکہ یہ حرام اور اپنی لڑکی کو حرام کاری کے لئے پیش کر دینا ہے۔ وہ ہرگز نکاح نہ ہوا اور نہ ہی جھوٹا نام نکاح کا اسے مفید، عورت بدستور اپنے شوہر اول کے نکاح میں ہے۔ یہ جو کچھ عرصہ گزرا، یہ دونوں بتلائے زنا رہے اور اس کا وبال ان پر بھی رہا اور لڑکی کے والدین پر بھی کہ وہ اس حرام کاری کا ذریعہ بنے۔ اور اب کہ عورت کسی اور سے نکاح کرنا چاہتی ہے تو اس کے لئے اس کے سوا کوئی اور چارہ نہیں کہ وہ اپنے پہلے شوہر سے طلاق حاصل کرے یا پھر اس کے ساتھ گزارہ کرے اور اس گناہ کے وبال سے بھاگے دوسرے سے نکاح ہی نہ ہو تو طلاق کی کیا حاجت۔ دونوں ایک دوسرے کو چھوڑ دیں وہ مرد تو ایک اجنبی ہے جس کے ساتھ یہ گناہ آلودہ زندگی گزار رہی ہے قل اللہ تعالیٰ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ (النساء: 24) تم پر حرام کی گئیں شوہر والی عورتیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ شوال المکرم ۱۴۰۴ھ

نکاح ثانی کے لئے بیوی کی اجازت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ: شوہر اپنی بیوی کے پوچھے بغیر دوسری شادی نہیں کر سکتا مگر میرے دوست کا کہنا ہے کہ بغیر بیوی سے پوچھے دوسرا نکاح کر سکتا ہے اور میرا اصرار یہ ہے کہ بیوی بچے سب میں سے اگر کسی نے بھی اجازت نہیں دی تو پھر اس کے لئے دوسری شادی کرنا خلاف حقوق العباد ہے بلکہ بیوی کی اجازت ضروری ہے بلکہ تحریری اجازت بھی لی جائے گی۔ آپ سے درخواست ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیں۔ شکریہ

فقط ایک سائل، عبدالغنی

۷۸۶ جواب: بیشک اسلام نے مرد کو چار شادیوں کی اجازت دی ہے مگر جبکہ انصاف کا یقین ہو چنانچہ فرمایا قَدْ خَفِئْتُمْ اَلَا تَعْدِلُوْا فَاَوْحَدًا (النساء: 3) ”اگر یہ خوف ہے کہ انصاف نہ کر سکو تو ایک نکاح کرو“ نکاح ثانی کے لئے سوائے شرط بالا کے کسی سے بھی اجازت لینے ضروری نہیں ہے اگر یہ خطرہ ہے کہ نکاح کرے گا تو نفقہ نہیں دے سکے گا یا جو ضروری باتیں ہیں ان کو پورا نہ کر سکے گا تو مکروہ ہے اور اگر ان باتوں کا یقین ہے کہ نہ کر سکے گا تو نکاح کرنا حرام مگر نکاح بہر حال ہو جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ رمضان ۱۴۰۴ھ

زنا سے حاملہ عورت کا نکاح

سوال: جناب قبلہ مفتی صاحب، دارالعلوم احسن البرکات حیدرآباد السلام علیکم
سائل مندرجہ ذیل سوال تحریر کرتا ہے اس کے لئے علماء کرام طریقہ شریعت سے کیا فرماتے ہیں کہ: ایک کنواری لڑکی کا نکاح
جب ہوا تھا اس کے سات ماہ بعد بچہ تولد ہوا۔ لوگوں کی آپس میں معلومات سے یہ تصدیق ہو گئی کہ کنواری لڑکی نکاح سے دو ماہ
پہلے حاملہ تھی۔ اس کا نکاح ہوا کہ نہیں؟ اس مسئلہ پر قرآن و سنت کی روشنی میں جواب ارسال فرما کر مشکور فرمائیں۔

فقط ایک سائل، احمد خان

۷۸۶ جواب: جس عورت کو زنا کا حمل ہے اس سے نکاح ہو سکتا ہے پھر اگر وہ حمل اسی مرد کا ہے جس سے نکاح کیا یا کیا
گیا تو وہ مرد اس سے وطی بھی کر سکتا ہے اور اگر دوسرے کا ہے تو جب تک بچہ پیدا نہ ہو لے وطی جائز نہیں۔ (در مختار وغیرہ)
واللہ تعالیٰ اعلم
العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

وعدہ نکاح کرنے سے نکاح نہیں ہوا

سوال: میں محمد اسحاق ولد رحم علی خان قوم راجپوت رہائش سرفراز کالونی حیدرآباد ایف پی درخواست گزار ہوں کہ میری لڑکی
نام پروین ۱۹۶۹ میں حیدرآباد میں پیدا ہوئی تھی۔ جس کی زبانی منگنی نام شوکت ولد شاہنواز عمر ۳۵ سال رہائش بہاول نگر
ریاست، بہاول پور سے ہوئی تھی جس منگنی میں کوئی منائے یا راجہ برادری کا کوئی آدمی نہیں بیٹھا تھا۔ منگنی زبانی طور پر ہوئی تھی مگر
شوکت سے میں اور میری لڑکی ناراض ہیں جس سے شادی یا نکاح کرنا نہیں چاہتا ہوں۔ اس لئے لڑکی کے فتویٰ ملنے کے لئے یہ
بیان قائم رہے جو کہ وقت ضرورت کے کام آئے۔ اسحاق ولد رحم علی خان، سرفراز کالونی وارڈ 4 مکان نمبر 243 حیدرآباد
۷۸۶ جواب اگر بات واقعی یہ ہی ہے نہ نابالغ لڑکی کے باپ نے صرف زبان دی تھی اور مقصود صرف منگنی اور نکاح اور
شادی کا وعدہ تھا اور کوئی ایجاب و قبول جیسا کہ عموماً مجلس نکاح میں گواہوں کے روبرو عمل میں آتا ہے اس کی جانب سے نہ تھا تو وہ
نکاح نہ ہوا صرف وعدہ نکاح قرار پائے گا کہ وعدہ نکاح، نکاح نہیں۔ اسے اختیار ہے کہ جہاں چاہے لڑکی کا نکاح کر دے۔
البتہ بلا وجہ شرع میں ایسا کرنا نہیں چاہئے۔ تاہم دوسری جگہ نکاح کرے گا تو درست ہوگا (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم
العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ

ایجاب و قبول اگرچہ مجبور کرنے سے کیا، نکاح ہو گیا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع، درمیان اس مسئلہ کے کہ: میری لڑکی کی شادی ایک نیم پاگل کے ساتھ ۱۹
مئی ۱۹۷۸ء کو ہو گئی۔ مگر جب اس کا علم نہیں تھا کہ لڑکے کا دماغی توازن ٹھیک نہیں ہے۔ قاضی صاحب نے خطبے کے بعد پھر
دوبارہ یہ دریافت فرمایا کہ نکاح چڑھا دوں۔ میں نے اجازت دے دی اور وجہ اس کی یہ تھی کہ میرے علم میں نہیں تھا کہ لڑکا نیم

پاگل ہے۔ قاضی صاحب اور وکیل گواہوں نے دیکھا تھا کہ دولہا کے دونوں طرف سے ہاتھ پکڑ رکھے تھے ان کے کہنے سے دولہا نے کلمے بھی پڑھے مگر قبول کے موقع پر اس نے بھری محفل میں کہا کہ کون دلہن اور کیا قبول کروں۔ اس پر وہ دو شخص جن سے وہ ڈرتا تھا۔ انہوں نے لڑکے کو جو ڈرایا تو اس نے قبول کر لیا۔ بعد میں جب وہ دلہن کے سامنے رسم ادا کرنے گیا۔ تو پھر پاگل پن کی باتیں اور زیادہ کرنے لگا۔ جس کی وجہ سے اس وقت لڑکی کو رخصت نہیں کیا اور دولہا کے باپ سے کہہ دیا کہ پہلے لڑکے کا علاج کرواؤ جب لڑکے کا دماغی توازن درست ہوگا۔ جب لڑکی وداع کروں گا۔ ڈیڑھ سال کا عرصہ گزر گیا اور لڑکے کا علاج ہو گیا۔ اور دماغی توازن بالکل ٹھیک ہے اس لئے دریافت طلب یہ امر ہے کہ میں لڑکی رخصت کر رہا ہوں اس لئے تجدید نکاح کرایا جائے یا پہلے جو نکاح ہوا ہے وہ کافی ہے؟ شرعی حکم سے جواب عنایت فرمائیں۔ سید نعمت علی، ۱۹۸۰/۸۱ء

۷۸۶ جواب: شوہر نے جب ایجاب و قبول کر لیا اگرچہ دوسروں کے مجبور کرنے سے کیا تو وہ نکاح نافذ صحیح ہوا۔ اسے مجنون تو سائل بھی نہیں بتاتا نیم پاگل کہتا ہے یعنی خفیف العقل جس کا دماغی توازن کبھی درست کبھی خراب۔ بایں ہمہ اگر وہ لڑکا اس لڑکی سے نکاح اور اس کے ساتھ ازدواجی زندگی بسر کرنا چاہتا ہے تو ایجاب و قبول میں کون سا حرج ہے۔ دو گواہوں کے روبرو پھر ایجاب و قبول کرادین اور وہ رسوم کہ مروج ہیں انہیں قطعاً خیال میں نہ لائیں۔ نہ یہاں کسی قاضی کی ضرورت ہے۔ نہ نئے سرے سے اندراج ضروری۔ لڑکا گواہوں کی موجودگی میں کہے میں نے اس عورت کو اپنے نکاح میں لیا۔ عورت جو وہاں موجود ہے وہ کہہ دے میں نے قبول کیا۔ اب نہ کوئی خطرہ نہ وسوسہ۔ بات کو جتنا بڑھائیں گے اتنی بڑھے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ ربیع الاول شریف ۱۴۰۰ھ

اگر لوگ سمجھیں کہ ایجاب و قبول ہو رہا ہے جیسا کہ معمول ہے تو نکاح ہو گیا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: دو بھائی تھے ایک نامی عبدالغنی اور دوسرا عبدالحکیم۔ عبدالغنی فوت ہو گیا اس کے پس ماندہ دو بچے ایک لڑکا اور ایک لڑکی اور اس کی بیوہ کچھ مدت گزرنے کے بعد عبدالغنی کی بیوہ نے عبدالرحمن ایک شخص سے شادی کر لی یہ بچے اس کے ساتھ تھے۔ چند سال گزرنے کے بعد عبدالحکیم نے اپنی بھتیجی کی منگنی اپنے لڑکے سے کی۔ اس لڑکی کی والدہ کی موجودگی میں ایجاب و قبول ہوا۔ چند ماہ گزرنے کے بعد عبدالرحمن کے بھتیجے نے عبدالرحمن سے کہا کہ اس لڑکی کی آپ نے پرورش کی ہے، اس کی شادی کرنے کا آپ کو حق ہے اور اسی شخص نے ایک پہلے شادی کی تھی جس سے اس کے چند بچے ہیں۔ عبدالرحمن کے بھتیجے نے عبدالرحمن سے کہا کہ یہ جو لڑکی ہے یہ آپ اپنے بڑے لڑکے کو دے دیں جس پر لڑکی کی والدہ بھی آمادہ ہو گئی۔ مگر اس سے پہلے منگنی اور زبان عبدالحکیم والوں سے ہو چکی تھی اس کے باوجود انہوں نے دو بڑے گواہ بنائے اور لڑکی کو سمجھایا کہ تم کہہ دو قاضی صاحب سے کہ میری منگنی میری مرضی کے خلاف ہوئی تھی اور میں اس وقت نابالغ تھی اب میں بالغ ہو چکی ہوں اور اپنی مرضی سے شادی کروں گی۔ یہاں اس بات کا مکمل پتہ نہیں کہ لڑکی اس وقت بالغ تھی یا نابالغ جب اس کی منگنی چچا زاد بھائی کے ساتھ ہوئی۔ ہاں یہ معلوم ہے کہ جب اس نے قاضی صاحب سے کہا اس

وقت اس کی بلوغت کو کافی عرصہ گزر چکا تھا بعدہ اس کے شادی عبدالرحمن کے بڑے لڑکے سے ہو گئی۔ جب عبدالکلیم والوں کو معلوم ہوا کہ ان کی منگیت کی شادی دوسرے سے ہو گئی ہے تو وہ عبدالرحمن کے لڑکے کو مارنے کے لئے آئے تو یہ لڑکا اپنی بیوی کے ساتھ فرار ہو چکا تھا تو انہوں نے عبدالرحمن کے بھتیجے کو قتل کر دیا اس لئے کہ اس نے ذمہ اٹھایا تھا۔ اب یہاں سوال عرض یہ ہے کہ ۱۔ منگنی والے سے طلاق لینی ہے یا نہیں؟

۲۔ اب اس لڑکی سے جو اولاد پیدا ہوگی وہ حلال ہے یا حرام؟

۳۔ اور اس کی اولاد سے کوئی لین دین یا شادی وغیرہ کر سکتا ہے یا نہیں؟

۴۔ جس کو قتل کیا اس کی موت کیسی ہے۔ (یعنی شہید ہے یا حرام موت)؟

مہربانی فرما کر ان سوالات کے جوابات عنایت فرما کر شکر یہ کا موقع عنایت فرمائیں۔ السائل حاجی گل

۸۶۷ الجواب: ۱۔ عبدالکلیم نے اگر اپنی بھانجی سے عقد نکاح لیا تھا یعنی اس محفل میں شرکت کرنے والوں نے یہ سمجھا کہ یہ نکاح ہو رہا ہے اور باقاعدہ ایجاب و قبول ہوا جیسا کہ معمول ہے تو وہ لڑکی عبدالکلیم کے لڑکے کی منکوحہ ہو گئی اب تا وقتیکہ وہ طلاق نہ دے اس لڑکی کا نکاح کہیں اور نہیں ہو سکتا اور اگر وہ صرف منگنی تھی تو منگنی تو ایک وعدہ تھا جو پورا نہ کیا گیا لہذا اس لڑکی کا نکاح دوسرے لڑکے سے صحیح ہوا۔ اور جو اولاد ہوگی وہ ثابت النسب ہوگی۔ (در مختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ جو مسلمان ظلماً قتل کر دیا جائے وہ شہید مانا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ جب نکاح ثانی صحیح ہے اور اولاد ثابت النسب تو لین دین وغیرہ معاملات نکاح صحیح ہیں اور اگر نکاح ثانی درست نہیں تو یہ محض زنا ہوگا اور اولاد ولد الزنا اور ایسے سے قطع تعلق لازم جب تک وہ توبہ نہ کر لے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ ربیع الاول شریف ۱۳۹۰ھ

اگر عورت بدچلن ہو جائے تو نکاح نہیں ٹوٹتا

سوال: جناب قبلہ مفتی خلیل صاحب، السلام علیکم، زید کی بیوی کے عمرو، سے ناجائز تعلقات تھے۔ زید کو جب معلوم ہوا تو اس نے اپنی بیوی کو منع کیا جس پر اس نے توبہ کر لی اور آئندہ کے لئے اس برے فعل سے باز رہنے کی قسم کھائی۔ زید نے اس کو معاف کر دیا زید کا اپنی بیوی سے نکاح برقرار رہا یا نہیں؟ فقط، السائل ایک شوہر

۸۶۷ الجواب: معاذ اللہ اگر عورت بدچلن ہو جائے تو اس میں نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ دونوں کے مابین نکاح باقی ہے۔ دونوں باہمی رضامندی سے رہنا چاہیں اور نباہ ہو سکے تو شریعت علیحدگی پر مجبور نہیں کرتی۔ قال اللہ تعالیٰ وَالَّتِي يَأْتِيَنَّ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِسَائِكُمُ (النساء: 15) (سماہن مع ذلك نساء ہم)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ رمضان المبارک ۱۳۹۵ھ

ولیمہ کیا ہے؟

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علماء حق بیچ اس مسئلہ کے کہ: ولیمہ جو کہ لڑکے کے نکاح کے بعد سنت ہے۔ اس کے مقابلے میں ایک جماعت ایک کھانا کرتی ہے جس کو انہوں نے میل جول کا نام دیا ہوا ہے یہ کھانا نکاح سے دو یا تین روز پہلے لڑکے والے کرتے ہیں اور بعد میں ولیمہ نہیں کیا جاتا۔ میل یہ ایک ہندوستانی رسم ہے جو کہ ہندوستان کے علاقے راجھستان میں ہندو کرتے ہیں حالانکہ یہ لوگ مسلمان ہیں لیکن اس ہندوستانی رسم پر اب تک قائم ہیں اور اگر کوئی شخص اس پر اعتراض کرتا ہے کہ ہم مسلمان ہیں ہمیں میل نہیں بلکہ ولیمہ کرنا چاہئے تو یہ لوگ اس کو برا مانتے ہیں اور اس شخص کا سوشل بائیکاٹ کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اپنے خاص رشتے دار (یعنی بھائی) بہنوں وغیرہ کے یہاں بھی کسی خوشی میں شریک نہیں ہو سکتا۔ اس جماعت کے لوگ ولیمہ کا مذاق اڑاتے ہیں اور اس کی شان میں گستاخانہ الفاظ استعمال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حلیمہ شلیمہ کیا ہوتا ہے ہم تو وہ ہی کریں گے جو ہمارے بڑے کرتے چلے آئیں ہیں حد تو یہ ہے کہ یہ لوگ شادی سے پہلے لڑکے کے والدین سے یہ اقرار کرواتے ہیں کہ وہ میل کریں ولیمہ نہیں۔ اس جماعت کے تمام لوگ بجمہ تعالیٰ مسلمان ہیں اور بعض بزرگ بڑے نمازی اور پرہیزگار ہیں۔ کیا ولیمہ کی حمایت کرنے والا غلطی پر ہے۔ اگر نہیں تو اس کھانے (یعنی) میل کی شرعی حیثیت کیا ہے۔ (حرام، حلال یا مکروہ) اگر حرام ہے تو کھانے والے اور کرنے والے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

فقط۔ محمد یسین، ہیر آباد کونہ پارک کالج روڈ دکان نمبر ۳، حیدرآباد، ۳۲۶/۱۹۷۸ء

۷۸۶ الجواب هو الموفق للصواب: دعوت ولیمہ سنت ہے، کہ شب زفاف کی صبح کو اپنے دوست احباب عزیز واقارب اور محلہ کے لوگوں کی حسب استطاعت ضیافت کرے اور اس کے لئے جانور ذبح کرنا اور تیار کرانا جائز ہے۔ ولیمہ میں جس شخص کو بلایا جائے اس کو جانا سنت ہے۔ بخاری مسلم میں ہے کہ جس نے دعوت کو ترک کیا (یعنی بلا سبب انکار کر دیا) اس نے اللہ و رسول کی نافرمانی کی۔ نکاح سے قبل اگر محض خوشی کے لئے کھانا کیا جائے تو جائز ہے، لیکن یہ کھانا جسے سائل (میل) کا نام دے رہا ہے، اگر وہ لوگ ہندوانہ رسم جان کر اپنے لئے لازم کر لیں اور ولیمہ سے انکار کر دیں، تو یہ ناپاک خیال، کافروں کی رسوم کا بقیہ ہے، ان پر فرض ہے کہ اسے دل سے دور کریں اور پورے پورے اسلام میں داخل ہوں۔ ولیمہ کا مذاق اڑا کر (میل) کو اہمیت دینا، ایسے لوگوں کے ناپاک وہم ہو سکتے ہیں جو جاہل بے شعور اور اہل علم سے دور ہیں، دل میں وہی پچھلے خیالات جمع ہیں اور موروٹ ہونے کے باعث گویا طبیعت ثانیہ بن گئے ہیں۔ لیکن جب اسلام نے ولیمہ کو مسنون قرار دیا ہے تو ولیمہ ہی کیا جائے تاکہ خوشی کا کھانا بھی ہو جائے اور سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل کا ثواب بھی مل جائے۔ جس کھانے میں حلال چیزیں شامل ہوں اس کو حرام یا مکروہ قرار نہیں دیا جاسکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۳۲۷/۱۹۷۸ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

نکاح پر نکاح نہیں ہو سکتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ہندہ طلاق شدہ نے نکاح ثانی کے لئے زید کو چنا اور دونوں اس پر راضی ہو گئے لیکن زید کی پہلی بیوی موجود تھی جس کے لئے زید نے یقین دلایا کہ اس سے اجازت لے لی جائے گی لیکن حالات ایسے پیدا ہو گئے کہ زید اپنی پہلی بیوی سے اجازت حاصل نہ کر سکا۔ طے پایا کہ زید اپنی پہلی بیوی سے چھپا کر ہندہ سے نکاح کر لے بعد میں حالات درست ہو جائیں گے۔ مگر کسی طرح زید کی بیوی کو شبہ ہو گیا اور اس نے زید سے سختی سے باز پرس کی۔ زید نے مصلحتاً صاف انکار کر دیا اور کہا کہ ہندہ کا نکاح میرے بڑے بھائی کے ساتھ ہوگا۔ اس کے بعد زید نے ہندہ سے اپنی پہلی بیوی سے چھپ کر باقاعدہ نکاح کر لیا۔ حالات برادری تک پہنچے اور میل کا نیل اور سوئی کا بھالا جیسا اندیشہ پیدا ہو گیا۔ اس لئے یہ صورت اختیار کی گئی کہ ہندہ کی تقریب رخصتی اس طریقہ سے منائی جائے کہ برادری میں یہ تاثر پیدا کیا جائے کہ ہندہ کا نکاح زید کے بڑے بھائی کے ساتھ کیا جائے گا۔ اور اس قاضی کو بلایا جائے جس نے پیشتر ہندہ کا نکاح پڑھایا تھا اور سر محفل قاضی صاحب اور رجسٹر کو پیش کر دیا جائے تاکہ لوگ خاموش ہو جائیں اور یہ طوفان ختم ہو لیکن بد قسمتی سے وقت پر وہ قاضی صاحب نہ مل سکے اور اہل برادری کے مہمانوں میں سے کوئی شخص ایک دوسرے قاضی کو بلالایا۔ یہ وقت زید اور ہندہ و اہل خاندان کے لئے بڑا نازک تھا۔ زید اور ہندہ کے لواحقین ایسے حواس باختہ ہوئے کہ کچھ بھی نہ کہہ سکے نہ کر سکے۔ ان کو شیطان نے ورغلا یا کہ انہوں نے خاموشی میں ہی عافیت سمجھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہندہ کا نکاح ان قاضی صاحب نے زید کے بڑے حقیقی بھائی کے ساتھ پڑھا دیا۔ اس وقت یہ طوفان تو تھم گیا مگر زید کے بڑے بھائی نے جو کہ اس منصوبہ سے آگاہ اور شریک تھے اس نکاح کو قبول نہیں کیا اور کئی اشخاص کے روبرو ہندہ کو طلاق بھی دے دی اور ہندہ کو زید کے گھر بھیج دیا۔ اب صورت حال یہ ہے کہ زید کے نطفہ اور ہندہ کے بطن سے کئی اولادیں ہو چکی ہیں۔ ہندہ زید کے گھر خوش اور آباد ہے۔ زید کی پہلی بیوی بھی خوش ہے لیکن ہندہ اور زید کے اہل خاندان کے ضمیروں میں خلش ہے اپنی اپنی غلطیوں پر نادم اور پشیمان ہیں۔ صورت مسئلہ میں از روئے شرع قرآن و سنت کے فیصلہ مطلوب ہے۔ بینوا، توجروا

فقط ایک سائل، حبیب احمد قریشی

۷۸۶ جواب: ہندہ اور زید کے مابین شرعاً وہ نکاح صحیح و درست ہوا۔ اور بنیادی خرخشوں اور فتنوں کے خوف سے ہندہ کا جو نکاح بالکل ظاہری طور پر زید کے بڑے بھائی سے کیا گیا وہ ہرگز صحیح نہ ہوا کہ ہندہ، زید کی منکوحہ تھی اور منکوحہ غیر سے نکاح حرام۔ قل اللہ تعالیٰ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ (النساء: 24)۔ پھر سائل کا بیان ہے کہ ہندہ اور زید کے بڑے بھائی میں کسی نے ایجاب و قبول نہ کیا اور سوال مظہر ہے کہ دونوں اس منصوبے سے آگاہ تھے۔ اور بالفرض اگر ایجاب و قبول پایا بھی گیا تب بھی شرعاً نکاح منعقد نہ ہوا کہ وہ عورت، غیر کے لئے محل نکاح نہ تھی اور جب وہ نکاح نہ ہوا تو طلاق کی بھی ضرورت نہ تھی کہ طلاق، نکاح کے بعد پائی جاتی ہے اور یہاں نکاح ہی نہ ہوا۔ الفرض اب کہ ہندہ اور زید دونوں ہنسی خوشی زندگی بسر کر رہے ہیں

کسی کو ان پر اعتراض کا حق نہیں۔ یہ دونوں شرعاً میاں بیوی ہیں اور ان میں قربت و ہم بستری حلال و جائز اور اس سے ان کی صحیح اولاد ہے۔ لڑکی کے ماں باپ اور زید و عمر نے جو کچھ کیا اور دل میں اس کی خلش پاتے ہیں اس کی سبیل یہ ہے کہ وہ سچے دل سے توبہ کریں۔ مولائے کریم بخشے والا ہے اور دلوں کے احوال اس پر عیاں ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ جمادی الاخریٰ ۱۳۷۸ھ

برادری کا فیصلہ شریعت کے خلاف ہو تو وہ قابل قبول نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زید ایک برادری والا اور قومی پنچائت کا حاجی و پابند فرد ہے اور لوگوں کے فیصلے برادری کے بیچ صاحبان کرتے ہیں۔ زید سے نادانستہ اضطراری حالت میں ایک شرعی غلطی سرزد ہو گئی تھی جس کا علم و ادراک ہونے پر زید کو بہت افسوس ہوا۔ اس کے علاوہ زید نے اپنی لڑکی کی شادی غیر برادری میں کی۔ اس بات کو برادری والوں نے آڑ بنا کر زید کا حقہ بند کر دیا۔ اور ساتھ میں زید کی بیوی، بیٹی اور داماد کا بھی بایکٹ کیا۔ زید نے حسب دستور ماہ محرم میں حلیم کی دعوت برادری والوں اور غیر برادری والوں کو دی تو قوم نے لوگوں کو یعنی برادری والوں کو زید کے ہاں جانے سے روکا اور جو برادری کے چند افراد زید کے یہاں آ گئے ان کو بایکٹ کا دباؤ دے کر ان سے جرمانے وصول کئے۔ زید کے لڑکے جرمانہ دینے والوں میں شامل ہیں۔ چونکہ اکثریت برادری والوں کی اور پنچ وغیرہ بھی زید سے دلی رنجش رکھتے ہیں ان مخالفین نے زید کے خلاف پولیس تک معاملہ پہنچایا اور غلط الزام لگا کر بند کرانا چاہا۔ ان حالات کے تحت زید نے پریشان ہو کر ایک قومی پنچائت کے موقع پر جو کہ کسی دیگر معاملے کے لئے بلائی گئی تھی۔ پنچائت میں چار سوال پیش کئے۔

۱۔ مدعی لاکھ برا چاہے تو کیا ہوتا ہے؟

۲۔ انسان خطا کا پتلا ہے اس سے غلطی سرزد ہو جاتی ہے؟

۳۔ قسمت کا لکھا بہر حال پورا ہوتا ہے؟

۴۔ جو کچھ مجھ سے نادانستہ یا دانستہ غلطیاں سرزد ہوئی ہیں اس میں بحث مباحثہ نہیں کرنا چاہتا مجھے خدا کے واسطے معاف کر دیا جائے اور ہم پر سے پابندی ہٹائی جائے۔

اس پر چار آدمی الگ بھیجے گئے کہ وہ باہمی فیصلہ کر کے پنچوں اور محفل کو آگاہ کریں۔ ان لوگوں نے زید کے لئے یہ فیصلہ کیا کہ اک کوڑی جرمانہ ادا کرے۔ چنانچہ زید نے ایک کوڑی جرمانہ ادا کیا۔ لیکن پنچوں نے زید کی بیٹی اور داماد پر بدستور وہ پابندی رکھی ہے کہ وہ برادری اور زید کے گھر کی تقریب وغیرہ پر نہیں آسکتے وہ اب بھی قائم ہے۔ اور جن لوگوں پر جرمانہ زید کے گھر جانے پر کئے گئے وہ بھی واپس نہیں آسکتے۔ قابل غور امر یہ ہے کہ زید کا نہ تو کوئی بیان لیا گیا۔ نہ فریق مخالف سے پوچھ گچھ کی گئی۔ نہ یہ پنچائت رجسٹرڈ ہے اور نہ فیصلہ کرنے والے لکھے پڑھے اور قابل اور اہلیت کے مالک ہیں۔ نیز زید سے پابندی

اٹھالی گئی باقی بیٹی داماد پر پابندی قائم۔ حالانکہ معافی کے وقت زید نے بیٹی اور داماد کے لئے بھی اصرار کیا تھا۔
ایسی صورت کے پیش نظر زید کے ساتھ جو کچھ ہوا کیا وہ درست ہے؟
اور اب زید کو کیا کرنا چاہئے؟ از روئے کتاب و سنت جواب عنایت فرمایا جائے۔ بیٹو، تو جروا

امام الدین، نصرت کالونی، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: ۱۔ شرعی غلطی کے ارتکاب کی صورت میں صرف رنج و افسوس کافی نہیں۔ اس سے توبہ شرعیہ درکار ہے اور اگر اس غلطی سے کسی کی جان و مال اور عزت و آبرو کو نقصان پہنچا تو اس کا تذراک اور اس سے معافی بھی لازمی ہے۔ اگر زید نے ایسا کر لیا تو اب وہ شرعاً بری ہے۔ اب برادری کو اس سے قطع کرنا درست نہیں کہ کوئی گناہ، توبہ کے بعد باقی نہیں رہتا جیسا کہ حدیث شریف کا ارشاد ہے کہ التائب من الذنب کمن لا ذنب له۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ ماں باپ اور خود لڑکی رضا مند ہو تو برادری سے باہر بھی لڑکی کا نکاح درست ہے۔ (درمختار وغیرہ) اس نکاح کو آڑ بنا کر حقہ پانی بند کر دینا ظلم ہے اور مسلمان کو ناحق ایذا رسانی۔ برادری والوں کو ایسا کرنے کا حق نہیں پہنچتا۔ ہاں اگر کوئی اور بات ہے تو برادری والے حکم شرعی لیں اور اس کے مطابق فیصلہ دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ جرمانہ کے ساتھ تعزیر کہ مجرم کا کچھ مال خطا کے عوض لے لیا جائے منسوخ ہے اور منسوخ پر عمل جائز نہیں۔ (درمختار رد المحتار) ہاں اگر دیکھے کہ بغیر لئے باز نہ آئے گا تو وصول کرے پھر جب آدمی اس فعل سے توبہ کر لے تو واپس کر دے لہذا بیچ نے جس سے جو جرمانہ لیا تھا وہ اب واپس کریں۔ واپس نہ کریں گے تو خود گناہگار اور دوسروں کا مال ناحق لینے والے قرار پائیں گے۔ اور بیٹی داماد اور زید کی بیوی جو اس جرم میں شریک نہیں انہیں خواہ مخواہ اس جرم میں گھسیٹ لینا سراسر زیادتی ہے اور ظلم ناحق ہے۔ برادری والوں کو اس سے باز آنا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ بیچ و برادری والوں کو چاہئے کہ جب کسی کے حق میں یا اس کے خلاف کوئی فیصلہ کریں تو کسی سنی عالم دین سے مسئلہ معلوم کریں مبادا خود شرعی گناہ کے مرتکب ہو جائیں اور دوسروں کی خطا پر اسے سزا دینے والے، خود ہی شرعی جرم کر بیٹھیں اور سزائے شرعی کے مستحق ٹھہریں۔ برادری و بیچ کا کوئی فیصلہ جو حکم شرعی کے خلاف ہو ہرگز قابل قبول نہیں اسے رد کر دینا اور حکم شرعی پر عمل کرنا واجب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۸ھ

بالغہ کا نکاح اس کی مرضی کے بغیر باطل ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک لڑکی ہے جس کی عمر ۱۵ برس ہے۔ اس کا باپ مر جاتا ہے اور کافی ملکیت پیچھے چھوڑ جاتا ہے اب اس لڑکی کا چچا ملکیت کے لالچ میں آ کر اس لڑکی کا نکاح لڑکی سے پوچھے بغیر اپنے بیٹے سے کر دیتا ہے اور اس وقت لڑکی کی عمر ۱۲ ماہ تھی اب لڑکی کی عمر پختہ ہے اور اب لڑکی نے ۳۲ برس پورے ہونے پر مرضی

سے اور اپنی خواہش سے شادی کر لی ہے لیکن شادی ہونے کے بعد اب اس کا چچا اس بات کا دعویٰ کرتا ہے کہ میں نے اس لڑکی کا نکاح اپنے بیٹے سے کر دیا تھا جب اس سے نکاح کے گواہ پوچھے جاتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ وہ مر گئے ہیں۔ کیا اب یہ پہلا نکاح درست ہو گا یا نہیں؟

فقیر عبدالغفور غفاری، معرفت سیف اللہ شاہ کپڑے کے دکاندار، ضلع بدین، حیدرآباد سندھ، ۵۳۰/۱۹۷۸ء
۷۸۶ جواب: لڑکی کی عمر وقت نکاح اگر ۱۵ برس کامل تھی یا اسے حیض آتا تھا تو وہ شرعاً بالغ ہوئی اور بالغہ کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر کوئی نہیں کر سکتا۔ تو وہ نکاح نہ ہوا مگر نکاح فضولی۔ لڑکی نے نکاح کی خبر سن کر اسے جائز کر دیا جائز ہو گیا، رد کر دیا رد ہو گیا، اور اگر اس وقت نہ رد کیا نہ جائز کیا، تو اب اسے اختیار ہے چاہے جائز کر دے چاہے باطل۔ پھر چچا کا قول بلا گواہوں کے خود ہی نامقبول و نامعتبر ہے جبکہ لوگوں میں اس کی شہرت نہ ہوئی، اور نکاح کی شہرت ہو گئی تو وہی احکام ہیں جو مذکور ہوئے۔ (عامہ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ جون ۱۹۷۸ء

منگنی وعدہ نکاح ہے نکاح نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زید کہتا ہے کہ میں نے اپنی دختر نابالغہ کا عقد جس کی عمر اس وقت تقریباً ۶ ماہ کی تھی نہیں کیا اور نہ ہی میں نے کسی کو اجازت دی اور نہ میں نے دختر کی طرف سے ایجاب و قبول کیا مگر لڑکے والے اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ زید کے فلاں لڑکے سے عقد ہوا ہے اور وہ یہ کہتے ہیں کہ شربت کا پیالہ پلایا گیا لڑکے کا باپ اقرار کرتا ہے کہ شربت کا پیالہ پلایا اسی بارے میں جواب شرعی سے مطلع فرمائیں کہ یہ عقد جائز ہوا یا نہیں؟ جبکہ لڑکی کے والد نے ایجاب و قبول نہیں کیا جواب سے مطلع فرمائیں۔ قلندر ولد سکندر، ۳ جولائی ۱۹۷۸ء

۷۸۶ جواب: لڑکا لڑکی دونوں نابالغ ہوں تو ایجاب و قبول کا ان کے باپ دادا یا ولی اقرب کی طرف سے پایا جانا ضروری ہے۔ مثلاً لڑکی کا باپ یوں کہے کہ (میں نے اپنی فلاں لڑکی کا عقد تیرے فلاں لڑکے سے کیا) اور لڑکے کا باپ کہے کہ (میں نے تیری فلاں لڑکی کو اپنے فلاں لڑکے کے لئے قبول کیا۔) اور ایجاب و قبول کم از کم دو قابل اعتبار مردوں یا ایک مرد، دو عورتوں کے سامنے ہوں کہ سب نے ایک ساتھ نکاح کے الفاظ سنے۔ اور جبکہ نہ ایجاب و قبول پایا گیا نہ گواہ موجود ہیں تو محض اس بنا پر کہ شربت کا پیالہ پلایا تھا نکاح ثابت نہ ہوگا۔ ہاں اسے منگنی کہہ سکیں گے اور منگنی وعدہ نکاح ہے۔ نکاح نہیں۔ مختصر یہ کہ یہ عقد شرعاً کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ شعبان المعظم ۱۳۹۸ھ

نابالغ کے نکاح کا طریقہ اور رواج

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ: بعض لوگوں میں یہ مفروضہ طریقہ کار اب

تک بدستور قائم ہے کہ وہ لوگ اپنے لڑکے لڑکیوں کو ایام شیر خوارگی میں باہم مشروب وغیرہ پلاتے ہیں۔ شربت پلانے کے وقت بچوں کے والدین بحیثیت اولیاء کسی قسم کے نکاح کے الفاظ (ایجاب و قبول) ادا نہیں کرتے ہیں اور جب یہ بچے عہد بلوغت میں قدم رکھتے ہیں تو ان کو بغیر کسی نکاح وغیرہ کے شرعی طور پر افعال زوجیت کی ادائیگی کا اہل تصور کرتے ہیں۔ ان لوگوں کا نظریہ ہے کہ عہد شیر خوارگی میں باہمی طریقہ پر پیا ہوا شربت، نکاح کا ہم مثل ہے۔ براہ کرم قرآن و حدیث کی روشنی میں اس مسئلہ کی وضاحت فرمائیں کہ یہ صورت کس حد تک درست ہے۔ السائل صغیر احمد، پنجرہ پول

۷۸۶ جواب: عادت و عمل یوں جاری ہے کہ نکاح سے پہلے لڑکے والے لڑکی والوں کے پاس پیام دیتے ہیں۔ لڑکے والے قبول کرتے ہیں تو پھر منگنی وغیرہ کی رسم عمل میں لائی جاتی ہے اور اس رسم منگنی کو، وعدہ نکاح سمجھا جاتا ہے نہ کہ نکاح۔ اور نکاح و وعدہ نکاح میں فرق بالکل بدیہی و ظاہر ہے تو منگنی کو نکاح ٹھہرانا بدیہہ باطل اور اجماعاً غلط ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لڑکی کے اولیاء، اس منگنی کو توڑ کر، کسی اور سے اپنی لڑکی کا نکاح کر دیں تو یہ نکاح شرعاً صحیح و درست مانا جائے گا اگرچہ زبان دے کر اپنے اقرار سے پھر جانا شرعاً بری حرکت، بے جا بات، اور قابل مواخذہ عمل ہے بشرطیکہ اس کے پاس کوئی شرعی عذر نہ ہو وہ ورنہ یہ بھی نہیں۔ پھر یہ احکام اس صورت میں ہیں کہ لڑکی اور لڑکے کے اولیاء میں باقاعدہ گفتگو ہو اور لڑکی کی نسبت، الفاظ کے ذریعہ قرار پائے۔ صرف شربت پلا دینا اور منگنی وغیرہ کا کوئی ذکر درمیان میں نہ آنا، ہرگز وہ چیز نہیں جسے کسی طور پر بھی نکاح قرار دیا جاسکے کہ نکاح کے لئے مرد و عورت یا ان کے اولیاء کا ایجاب و قبول چاہئے اور دو مرد یا ایک مرد، دو عورتوں کا اسی مجلس میں ان کے ایجاب و قبول کا سننا اور یہ سمجھنا کہ یہ نکاح ہو رہا ہے۔ اس کے بغیر نکاح محقق نہیں ہو سکتا۔ مختصر یہ کہ رسم مذکورہ کے بعد بھی باقاعدہ ایجاب و قبول وغیرہ ضروری ہے ورنہ نکاح نہ ہوگا اور یہ دونوں میاں بیوی قرار نہ پائیں گے۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ اشوال المکرم ۱۳۹۸ھ

باپ نے نابالغہ کا نکاح کیا تو وہ نافذ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع اس مسئلہ کے بارے میں کہ: عبدالغفار کا نکاح دس سال قبل کلو کی لڑکی سے جو کہ اس وقت نابالغہ تھی ان کے والدین نے کرایا۔ اب لڑکی کا باپ اپنی لڑکی جو کہ اس وقت عاقلہ بالغہ ہے عبدالغفار کو دینے کے لئے تیار نہیں۔ از روئے شرع یہ بتائیں کہ اگر لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کر دیا جائے تو نکاح جائز ہوتا ہے یا نہیں؟ اور ایسی صورت میں لڑکی کے والد کے لئے از روئے شرع کیا حکم ہے؟ فقط والسائل عبدالمستین

۷۸۶ جواب: نابالغ لڑکی کا نکاح جبکہ اس کے باپ نے کر دیا ہے تو وہ نکاح صحیح و نافذ ہے بلکہ لازم ہو جائے گا، اور لڑکی کو بالغ ہونے کے بعد اس نکاح کے توڑنے کا اختیار نہیں (درمختار وغیرہ) اور جب یہ نکاح صحیح و نافذ ہے تو لڑکی شوہر والی ہوئی اور شوہر والی عورتوں کا نکاح، کسی غیر مرد سے حرام سخت حرام ہے کہ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ (النساء: 24) چارہ کار یہ ہے کہ شرفاء کی طرح لڑکی کو اس کے شوہر کے پاس جانے دیں یا پھر طلاق حاصل کریں بغیر طلاق، اگر کہیں نکاح کر دیا تو نکاح نہ ہوگا

زنائے خالص ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ شوال المکرم ۱۳۹۸ھ

شربت وغیرہ پلانے سے نکاح نہیں ہوتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک لڑکی مسامت عبیدہ کو جبکہ وہ بھر چار سال تھی اس وقت قاضی نے اسے صرف شربت کا پیالہ پلایا تھا اور کوئی ایجاب و قبول یا نکاح نہ ہوا تھا۔ اب مسامتہ مذکورہ بالغ ہو چکی ہے اور اس کے والد اس کی شادی کسی دوسری جگہ کرنا چاہتے ہیں لہذا شرعاً وہ نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟ جبکہ لڑکے والے رخصتی کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ فقط والسائل۔ ممتاز، پنجرہ پول گل شاہ بخاری، حیدرآباد، ۱۹۳۰ء / ۱۹۷۸ء

۷۸۶ جواب: لڑکا لڑکی دونوں نابالغ ہوں تو ایجاب و قبول ان کے باپ دادا یا ولی اقرب کی طرف سے پایا جانا ضروری ہے۔ مثلاً لڑکی کا باپ یوں کہے کہ ”میں نے اپنی فلانی لڑکی کا عقد تیرے فلاں لڑکے سے کیا“ اور لڑکے کا باپ کہے کہ ”میں نے تیری فلاں لڑکی کو اپنی فلاں لڑکے کے لئے قبول کیا“۔ اور یہ ایجاب و قبول کم از کم دو قابل اعتبار مردوں یا ایک مرد، دو عورتوں کے سامنے ہو کہ سب ایک ساتھ نکاح کے الفاظ سنیں۔ اور جب کہ نہ ایجاب و قبول پایا گیا نہ گواہ موجود ہیں تو محض اس بنا پر کہ شربت کا پیالہ پلایا تھا نکاح ثابت نہ ہوگا ہاں اسے منگنی کہہ سکیں گے اور منگنی وعدہ نکاح ہے۔ نکاح نہیں ہے۔ مختصر یہ ہے کہ یہ عقد شرعاً کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱ / ۱۹۷۸ء

۷۸۶ جواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

زنائے حاملہ عورت کے نکاح میں شریک ہونے والوں کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک لڑکی جس کے ساتھ اس کے چچا زاد بھائی نے زنا کیا اور حمل ہو گیا اس کے بعد دوسرے چچا زاد کے ساتھ نکاح پڑھا دیا گیا۔ اس کے بعد اس کا حمل گرا دیا گیا اب نکاح پڑھانے والے اور نکاح میں شریک لوگوں کا کیا ہوگا؟ واضح طور پر جواب عنایت فرمائیں فقط والسلام محمد رمضان، گوٹھ مہاجر والی

۷۸۶ جواب: جس عورت کو زنا کا حمل ہو اس سے نکاح جائز ہے زانی سے بھی اور دوسرے کسی اور سے بھی فرق صرف اتنا ہی ہے کہ زانی بعد نکاح، اس سے ہم بستری بھی کر سکتا ہے اور دوسرے کو جب تک ولادت نہ ہو جائے اس کی اجازت نہیں اور جب یہ نکاح جائز ہے تو الزام نہ شرکت کرنے والوں پر نہ پڑھانے والوں پر نہ گواہوں پر۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ رمضان المبارک ۱۴۰۴ھ

محرمات کی تفصیل / اپنا گناہ چھپانا / اولاد کے حقوق

السلام علیکم

سوال: مکرم و محترم جناب استاد صاحب

مندرجہ ذیل مسائل کا جواب دے کر ممنون فرمائیں۔

- ۱۔ کن عورتوں کے ساتھ نکاح کرنا حلال ہے۔ اور کن عورتوں کے ساتھ نکاح کرنا حرام ہے؟
 - ۲۔ اگر کوئی شخص کوئی گناہ کرے اور اسی شخص سے دریافت کیا جائے کہ یہ آپ نے گناہ کیا ہے تو وہ شخص اقرار کرے یا نہ کرے؟
 - ۳۔ ماں باپ پر اولاد کے حقوق کے بارے میں حدیثوں سے حوالہ، تفصیلاً جواب تحریر کریں۔ فقط ایک سائل شاگرد
- ۸۶۷ الجواب هو الموفق للصواب: ۱۔ محرمات یعنی وہ عورتیں جن سے نکاح حرام ہے۔ نسب میں، ماں، بیٹی، بہن، پھوپھی، خالہ، بھتیجی، بھانجی، مصاہرت میں، زوجہ موطوءہ کی لڑکیاں، زوجہ کی ماں، دادیاں، نانیاں، جمع بین المحارم وغیرہ اصول کی بیویوں سے لے کر پوتے وغیرہ کی بیویوں سے حرام، حرمت بالملک حرمت بالشرب۔ (مشرک عورتوں سے نکاح نہیں کر سکتا ہے۔) حرمت بوجہ حق غیر۔ (دوسرے کی منکوحہ سے نکاح نہیں کر سکتا ہے۔) حرمت متعلق بہ عدت، آزاد مرد کو چار عورتوں سے زیادہ سے نکاح جائز نہیں ہے۔ (در مختار) (فتح وغیرہ وعامہ کتب) ان مذکورہ بالا عورتوں کے علاوہ ہر عورت نکاح جائز ہے۔ تفصیل کتب فقہ میں ملاحظہ فرمائیں یا بہار شریعت حصہ ہفتم دیکھیں۔

- ۲۔ اپنے گناہ کو ظاہر کرنا یا اعلان کرنا منع ہے کہ یہ بے حیائی ہے اور حدیث میں ہے جب حیا نہیں تو جو چاہے کر (بخاری)
- ۳۔ ترمذی بہ روایت ابو موسیٰ کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ باپ کا اپنی اولاد کو اس سے بڑھ کر کوئی عطیہ نہیں کہ انہیں آداب حسن سکھائے اور فرمان نبوی ﷺ ہے کہ باپ کے ذمے بھی اولاد کے حقوق ہیں جس طرح اولاد کے ذمے باپ کے حقوق ہیں (ابن نجار) اور فرماتے ہیں رسول اکرم ﷺ سید عالم ﷺ اپنی اولاد کو برابر دو اگر میں کسی کو فضیلت دیتا تو لڑکیوں کو فضیلت دیتا۔ (ابن عباس)۔ اور فرماتے ہیں رسول اکرم ﷺ سید عالم ﷺ کہ اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند فرماتا ہے کہ تم اپنی اولاد کے درمیان عدل کرو یہاں تک کہ بوسہ لینے میں بھی۔ (ابن نجار) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید

۸۶۷ الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

شادی کی رسوم

سوال: حضرت مولانا مفتی اعظم حیدر آباد مدظلہ العالی عرض گذارش درج ذیل مسائل کے سلسلے میں قرآن و حدیث کی روشنی میں تشفی فرمادیجئے عین نوازش ہوگی۔

- ۱۔ شادی بیاہ میں نوشاہ کو سہرا باندھنا جائز ہے یا نہیں؟
- ۲۔ شادی بیاہ میں بھائی اپنی بہنوں کو بھات وغیرہ دیتے ہیں شرعی لحاظ سے جائز یا نہیں؟
- ۳۔ شادی میں جینڈا باجے وغیرہ کے لئے شرع مطہرہ میں کیا مسئلہ ہے۔ شادی میں لڑکے والوں کی طرف سے لڑکی کو دُر بندہ دیتے ہیں۔ جب تک لڑکی کو وہ دُر بندہ کان میں نہ پہنایا جاتا ہے رواج کے مطابق اس وقت تک نکاح نہیں ہوتا آیا یہ ارکان نکاح میں سے ہے ہیں یا نہیں؟ آپ سے مودبانہ گذارش ہے کہ ان مسائل کا حل فرمادیں۔ ایک سائل

۷۸۶ جواب: خوشبو لگانا سنت ہے اور خوشبو کی چیزیں پھول پتی وغیرہ حضور کو پسند ہیں تو پھولوں کا ہار پہننا اور گلے میں ڈالنا خوشبو سے فائدہ لینا اور دوسروں کو فائدہ پہنچانا ہے اس کے ناجائز ہونے کی کوئی وجہ ہی نہیں۔ اور جو ناجائز کہے اگر سچا ہے تو بتائے اللہ رسول نے اس سے کہاں منع کیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ بھات ایک بھائی کی طرف سے بہن کو، شادی کے موقع پر ایک تحفہ دینا ہے۔ جس پر کوئی مجبور نہیں۔ اپنی خوشی و رضامندی سے لین دین کرنا ہے لہذا جائز ہے ہاں اس موقع پر بہت سی ہندو و اندر کمیں مسلمانوں میں پڑ گئی ہیں ان سے جان چھڑائے ورنہ بھات دینا کیا ضرور ہے کہ آخرت کا وبال خریدے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ ناچ گانا ڈھول تاشے یا کھیل تماشے یا بینڈ وغیرہ بجانے ہر حال میں ہر ایک کے لئے حرام ہیں۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس بیہودہ رسم کو یک لخت چھوڑ دیں اور دوسروں کو بھی اس کے چھوڑنے پر مجبور کریں اور جن برادریوں میں پنچایت کا نظام ہے پنچایت کے ممبران اس میں بڑا کام کر سکتے ہیں اس بدعت کو اکھاڑیں اور ثواب کمائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

نکاح ایجاب و قبول ہے، یعنی مثلاً ایک کہے کہ میں نے اپنے کو تیری زوجیت میں دیا اور دوسرا کہے کہ میں نے قبول کیا یہ نکاح کے ارکان ہیں۔ اور مسلم عاقل بالغ گواہوں کا اس مجلس نکاح میں ہونا شرط ہے۔ اس کے علاوہ کسی اور چیز کو نکاح جائز ہونے کے لئے اپنی طرف سے مقرر کر لینا شریعت کے خلاف ہے اور ہرگز ہرگز شرعاً معتبر نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان قادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ

زنا سے حاملہ عورت کا نکاح

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے کے بارے میں کہ: ایک لڑکی ناکتہ ہے اور حاملہ ہے اس کا ایک شخص سے نکاح کر دیا گیا ہے۔ یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟

۷۸۶ جواب: جبکہ ایک لڑکی ناکتہ ہے تو یہ حمل زنا کا حمل ہے۔ جس میں بچہ شرعاً مجہول النسب ٹھہرتا ہے البتہ لڑکی زانی وغیر زانی جس سے چاہے وضع حمل سے پہلے نکاح کر سکتی ہے کہ زنا کے پانی کی شرع میں حرمت و عزت نہیں مگر فرق اتنا ہے کہ اگر خود زانی ہی سے نکاح کر لیا جس کا حمل رہا تھا تو اس سے صحبت کرنی بھی جائز ہو جائے گی اور غیر سے نکاح ہوا تو جب تک وضع حمل نہ ہوے تو وہ عورت کو ہاتھ نہیں لگا سکتا یعنی اس سے صحبت کرنا حرام و گناہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان قادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱ صفر المظفر ۱۳۸۳ھ

زنا سے حاملہ عورت کا نکاح

سوال: یا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ہذا میں کہ: زید کی مسامت ہندہ سے منگنی ہو گئی ہندہ ایک کنواری لڑکی ہے۔ زید نے ہندہ سے ناجائز تعلق کر لیا اور ہندہ حاملہ ہو گئی اب زید کا ہندہ سے نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اگر نکاح ہو سکتا ہے تو اس کو ہندہ سے

مجامعت جائز ہے یا نہیں؟ قبل از وضع حمل، بحوالہ کتب سنت جواب عنایت فرمائیں۔ بینوا، توجروا

محمد صدیق ولد نظام الدین، سکنہ ہوسڑی حیدر آباد سندھ

۷۸۶ الجواب: جس عورت کو زنا کا حمل ہے اس سے نکاح ہو سکتا ہے پھر اگر اسی کا وہ حمل ہے تو وطی بھی کر سکتا ہے اور اگر دوسرے کا ہے تو جب تک بچہ پیدا نہ ہو لے وطی نہیں کر سکتا۔ (درمختار) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد محمد غلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۲۱ صفر المظفر ۱۳۸۴ھ

جبر و اکراہ سے نکاح ہو جائیگا، مگر کرانے والے پر گناہ کبیرہ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک دن میری سالی جس کی عمر چودہ سال ہے۔ میری بیوی کے ساتھ میرے سکے بھتیجے کے گھر مہمان بن کر گئی۔ میرے بھتیجے کی بیوی میری بھانجی ہے۔ اسی دوران میرے بھتیجے نے میری سالی کا نکاح اپنے سالے کے ساتھ کرنے کی سازش کی۔ اور میری سالی کو زبردستی نشہ آور گولی کھلا کر اور جان سے ختم کرنے کی دھمکی دے کر حج کے سامنے حیدر آباد میں پیش کیا۔ اور کہا کہ اگر تو نے حج کے سامنے نکاح کا اقرار نہ کیا تو تجھے جان سے ختم کر دوں گا۔ اب لڑکی نے ڈر کے مارے اور جان کی حفاظت کے لئے مجبوراً عدالت میں نکاح کرنے کا اقرار کیا۔ جبکہ لڑکی کے ماں و باپ و بہنوئی و سگی بہن موجود نہیں تھے۔ اور نہ ان کو کوئی خبر ہے۔ لڑکی، جس کے ساتھ زبردستی نکاح کر دیا اس کو ہرگز پسند نہیں کرتی۔ از روئے شرع جواب عنایت فرمائیں کہ اتنا ظلم کرنے کے بعد زبردستی نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟ فقط سائل محمد یسین، مہران شوگر ملز ٹنڈوالہ یار، ضلع حیدر آباد سندھ، مورخہ ۱۳ جولائی ۱۹۸۲ء

۷۸۶ الجواب: نکاح جبر و اکراہ سے بھی ہو جاتا ہے یعنی دھمکی دے کر ایجاب و قبول کر لیا اور جس پر اکراہ و جبر کیا گیا وہ بالغ بھی ہے تو نکاح صحیح ہو جاتا ہے۔ مگر کسی کی لڑکی کو جبراً نکاح لے جانا پھر بالجبر نکاح کرنا، ظلم پر ظلم اور مسلمان کو عار لاحق کرنا ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ۔ حدیث میں ہے (مسلمان کو حلال نہیں کہ اپنے بہن بھائی مسلمان کی لکڑی بغیر اس کی دلی اجازت کے لے لے۔) جب بے مرضی لکڑی لینی حرام ہے لڑکی لینی کس درجہ حرام و اشد حرام ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں (جس نے کسی مسلمان کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی۔ اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی۔ گواہ وکیل و معین جتنے لوگ اس واقعہ پر آگاہ ہو کر لڑکے والوں کا ساتھ دیں گے۔ ان کی اعانت کریں گے سب ان کی مثل ظلم و حرام اور استحقاق عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ قال اللہ تعالیٰ وَلَا تَعَاوُنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (مائدہ: ۲) گناہ و زیادتی میں کسی کی اعانت نہ کرو) اور رسول اکرم ﷺ کا ارشاد پاک ہے۔ (جو کسی ظالم کے ساتھ چلا، اس کی مدد کرنے۔ اور وہ جانتا ہے کہ یہ ظالم ہے وہ بیشک اسلام سے نکل گیا)۔ غرض ایسی ناپاک کاروائی کے ساتھ، کسی کی بیٹی کو جبراً اپنے نکاح میں لانا، یا کسی اور کے نکاح میں دے دینا، سخت شدید کبیرہ عظیمہ ملعونہ ہے جس کا مرتکب کہ اشد ظلم میں گرفتار ہے مستحق عذاب الیم نار ہے۔ اللہ

عزوجل فرماتا ہے اَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ ﴿۱۸﴾ (ہود: ۱۸)۔ (سن لو خدا کی لعنت ہے ظلم کرنے والوں پر)۔ ہاں اگر وہ لڑکی ہنوز نابالغہ ہے تو اس کے نکاح کے لئے ولی ہونا شرط ہے۔ بغیر ولی ان کا نکاح نہیں ہو سکتا۔ (عامہ کتب) اور لڑکی کا چودہ سالہ ہونا، اس کے بالغہ ہونے کی سند نہیں۔ شرعاً لڑکا اور لڑکی دونوں پندرہ سال کامل کی عمر میں بالغ مان لئے جاتے ہیں اگرچہ اور علامتیں ان میں موجود نہ ہوں مثلاً عورت کو حیض آنا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ شوال المکرم ۱۴۰۲ھ

صرف وعدہ کرنے سے نکاح نہیں ہوتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اور مفتی صاحبان کہ: دو فریقین نے ایک دوسرے سے وعدہ کر لیا کہ میں اپنی لڑکی کا رشتہ آپ کے لڑکے کے ساتھ کرتا ہوں اب اس وقت نکاح وغیرہ یاد عا نہیں پڑھائی گئی بلکہ صرف ایک پیالہ پانی کا رسم کے طور پر پلایا گیا اب لڑکی جواں ہے اور لڑکا چھوٹا ہے۔ لڑکی کے والدین دوسری جگہ نکاح کر رہے ہیں کیا لڑکے کو طلاق کا حق ہے یا نہیں؟ اور لڑکی کی عدت وغیرہ ہوگی یا نہیں؟۔ برائے مہربانی تحریری جواب عنایت فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔

فقط عرضدار محمد جمن پرانا پاور ہاؤس، ٹنڈو آغا حیدر آباد سندھ، ۱۷ ستمبر ۱۹۸۲ء

۷۸۶ جواب: مجلس میں جب کہ نہ مابین فریقین، ایجاب و قبول ہوا۔ نہ حاضرین نے یہ جانا کہ نکاح ہو رہا ہے تو یہ صرف ایک وعدہ نکاح ہوا اور وعدہ نکاح، نکاح نہیں۔ تو وہ لڑکی ہنوز ناکتھا، بے نکاحی ہے۔ شریعت مطہرہ نے ہرگز یہ نہ فرمایا کہ منگنی اور زبان دینے سے ہی لڑکی عقد نکاح میں داخل ہو جاتی ہے۔ جس کے سبب اس کی تزویج غیر سے حرام ٹھہرے۔ ہاں زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس نے وعدہ خلائی کا گناہ کمایا۔ اور یہ بھی اس وقت ہے کہ لڑکے کے اولیاء نے بلا وجہ اس رشتہ کو توڑا اور خلاف وعدہ کیا۔ اگر درحقیقت کوئی عذر مقبول ہے تو شریعت ہرگز اس پر لازم نہیں کرتی کہ اپنی زبان کی خاطر، ایک نامناسب قدم اٹھایا جائے۔ اور جب نکاح نہ ہوا تو نہ طلاق کی حاجت ہے نہ عدت کی ضرورت۔ (درمختار۔ فتاویٰ رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ

اگر جھوٹا قرار دینے کی کوئی وجہ نہیں تو بات تسلیم کر لی جائے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ مذکورہ میں کہ: پاکستان بننے سے پیشتر انڈیا میں زید کی ایک مسلمان طوائف سے دوستی تھی (طوائف کا نام ارم ہے) کچھ دن بعد زید اور ارم کی شادی ہو گئی۔ ارم سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام بکر ہے جو زید کا ہی ہے۔ بکر جس وقت پانچ چھ سال یا اس سے زیادہ کا تھا کہ زید اور ارم میں اختلافات ہو گئے جس کی وجہ سے زید نے ارم کو طلاق دے دی۔ اس کے چند سال بعد زید اپنے لڑکے بکر کو لے کر پاکستان آ گیا اس وقت بکر بال بچے دار ہے۔ اب ارم بھی پاکستان آ گئی ہے وہ زید سے دوبارہ نکاح کرنا چاہتی ہے بکر بھی یہ چاہتا ہے کہ اس کا باپ زید دوبارہ ارم

سے شادی کر لے۔ ارم کا ایک لڑکا اور بھی ہے وہ زید کے طلاق دینے کے چند سال بعد پیدا ہوا ہے۔ اس کے لئے، ارم حلفیہ بیان کرتی ہے کہ میں نے دوسرا نکاح کر لیا تھا جس سے لڑکا پیدا ہوا اور میرا دوسرا خاوند تقریباً پچیس سال ہو گئے انتقال کر گیا۔ ایسی صورت میں جبکہ ارم کے نکاح ثانی کا کوئی گواہ وغیرہ نہیں ہے نہ پاکستان میں نہ ہندوستان میں صرف ارم ہی ہے جو حلفیہ بیان کرتی ہے کہ میں نے نکاح ثانی کر لیا تھا جس سے میرا دوسرا لڑکا انڈیا میں موجود ہے کیا زید ارم کے حلفیہ بیان کو یقین کر کے ارم سے دوبارہ نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟ بیوا، تو جروا

از حاجی دین محمد، گاڑی کھاتہ، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: اس صورت میں اس عورت سے دوبارہ نکاح کا دار و مدار، خود اس پہلے شوہر پر ہے۔ اگر عورت کہتی ہے کہ میں نے عدت پوری ہونے کے بعد، دوسرے مرد سے نکاح کر لیا تھا۔ اس سے دو بچے ہوئے ہیں اور پھر اس کا انتقال ہو گیا اور عدت وفات بھی گزر چکی۔ اور پہلے شوہر کو طلاق دیئے اتنا عرصہ گزر چکا ہے کہ یہ سب باتیں ہو سکتی ہیں، تو عورت کو یہ مرد یعنی اس کا شوہر اول اپنے گمان میں سچا سمجھتا ہے اور بظاہر حالات سے، اسے جھوٹا قرار دینے کی کوئی معقول وجہ نہیں تو اس عورت سے نکاح کرنے کی اسے اجازت ہے۔ (ہدایہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ ربیع الآخر ۱۴۰۳ھ

نابالغ کے باپ کا کیا ہوا نکاح، فسخ نہیں

سوال: لڑکی کے والد نے سات سال کی عمر میں لڑکی کا نکاح بکر سے کیا اور چودہ سال کی عمر میں اسی لڑکی کا نکاح زید سے کر دیا ہے۔ لڑکی نے عدالت میں اپنے والد کے ہمراہ جا کر کہا کہ میں اب بالغ ہوں اور اب مجھے میرا پہلا نکاح منظور نہیں ہے کورٹ نے لڑکی کو نکاح کرنے کا حکم دے دیا ہے۔

۱۔ کیا شریعت کی روشنی میں پہلا نکاح جائز تھا؟

۲۔ کیا شریعت کی روشنی میں دوسرا نکاح جائز ہے؟ محمد حنیف، امانی شاہ کالونی یونٹ نمبر ۱۱، لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: پہلا نکاح جبکہ باپ نے کیا اور لڑکی نابالغ تھی تو وہ نکاح قطعاً جائز و نافذ ہوا۔ اور ایسا جائز کہ لڑکی کو بالغ ہونے کے بعد اس کو توڑنے کا اختیار نہیں اور نہ اس کا باپ، دادا تا وقتیکہ پہلا شوہر طلاق نہ دے یا اس کی موت واقع نہ ہو لے، اس کا کسی اور سے نکاح نہیں ہو سکتا ہے۔ اگر اس حالت میں نکاح ثانی کرے تو شرعاً وہ ہرگز نافذ و درست نہ ہوگا۔ وہ پہلے ہی کی بیوی ہے اس کے نکاح میں ہے اور قرآن کا فیصلہ ہے وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ (النساء: ۲۴) شوہر والی عورتیں، دوسرے مردوں پر حرام ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ ذی قعد ۱۴۰۳ھ

بالغہ عورت کا نکاح اس کی مرضی کے بغیر کوئی نہیں کر سکتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک گھر میں اس طرح ہے کہ ایک لڑکی بالغ ہے اور اس کی

والدہ اور ایک بڑا بھائی اور ایک چھوٹا بھائی زندہ ہیں۔ اس لڑکی کے والد کا انتقال ہو گیا ہے۔ اس لڑکی کا نکاح اس کی والدہ ایک ایسے آدمی سے کرنا چاہتی ہے جو بوڑھا ہے تو کیا اس شخص سے اس کا نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں۔ اور بڑا بھائی اس رشتے کے خلاف ہے اور نہیں چاہتا کہ یہ رشتہ اس شخص کے ساتھ ہو۔ کیوں کہ وہ بوڑھا آدمی ہے اور لڑکی اور والدہ راضی ہیں۔ اور اگر اس طرح کیا جائے کہ لڑکی کا بھائی دوسری جگہ موزوں رشتہ دیکھ کر کرنا چاہے اور والدہ اور بہن کو کسی طرح زبردستی ڈرا دھمکا کر دے تو اس صورت میں نکاح ہوگا یا نہیں۔ کیوں کہ اس میں دو صورتیں ہیں۔

ایک یہ کہ وہ لڑکی ڈرانے یا مارنے سے خاموش ہو جائے گی یا انکار کر دیگی تو کیا زبردستی نکاح کرنا جائز ہوگا یا نہیں؟ دوسرا والدہ اس وقت انکار کرتی ہے تو نکاح ہو جائے یا نہیں؟

۸۶ جواب: عورت جب کہ بالغہ عاقلہ ہو تو اس کا نکاح بغیر اس کی اجازت کے کوئی نہیں کر سکتا۔ یہاں تک کہ اس کا باپ، دادا اور یہ نہ ہوں تو اس کے بھائی، چچا، تایا، اگر اس کے ماموں یا کسی اور نے اس کا نکاح، اس سے اجازت لئے بغیر کر دیا تو وہ نافذ نہ ہوگا بلکہ بالغہ کی اجازت پر موقوف رہے گا۔ اگر جائز کر دے گی جائز ہو جائیگا، رد کر دے گی رد ہو جائیگا۔ (عامہ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ ربیع الآخر ۱۴۰۲ھ

طلاق لئے بغیر نکاح ثانی جائز نہیں پہلے طلاق لے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین۔ مندرجہ سوالات کے جوابات کے لئے قرآن و حدیث کی روشنی میں کہ

۱۔ ایک لڑکی مسماۃ خورشیدہ بنت محمد رمضان کا، جبکہ وہ چار سال کی تھی برضا والد اور لڑکے کے والد کی رضا مندی سے نکاح کیا تھا جیسا کہ پانی پلا دیا جاتا ہے اور ایجاب و قبول لڑکے کی طرف سے لڑکے کے باپ، اور لڑکی کی طرف سے اس کا باپ کرتے ہیں۔ جوان ہونے کے بعد لڑکی کو خاوند کے گھر بھیج بھی دیا ہے لڑکی اپنے خاوند کے گھر ایک ماہ رہی ہے۔ ہم بستی بھی ہوئی ہے۔ پھر اپنے باپ کے گھر آتی ہے دوبارہ خاوند کئی بار لینے گیا تو انکار کر دیا۔ اور کچھ عرصے کے بعد کورٹ میں لڑکی حلفیہ بیان دے کر یکطرفہ اپنے کو آزاد تصور کر کے کہ اب میرا پہلا نکاح نسخ ہو گیا ہے۔ نکاح ثانی کر لیتی ہے۔ جبکہ شرعاً پہلے خاوند سے طلاق حاصل نہیں کی گئی۔ اور نہ خاوند نے خود طلاق دی۔ صرف کورٹ میں حلفیہ بیان دیئے اور نکاح ثانی کر لیا ہے کیا حلفیہ بیان دینے سے پہلا نکاح نسخ ہو جاتا ہے یا نہیں؟ کیا نکاح ثانی جائز ہے یا نہیں؟

۲۔ اگر شرعاً نکاح ثانی ناجائز قرار پائے۔ تو اس صورت میں نکاح ثانی کی تقریب میں شامل حضرات کے نکاح برقرار رہتے ہیں یا کوئی نقص پیدا ہوا ہے۔ تحریر فرمائیں۔

۳۔ مندرجہ بالا صورت میں ہی ان حضرات سے جو نکاح ثانی میں شامل تھے۔ ہمیں ان سے میل جول رکھنا یا ان کے ساتھ کھانا پینا جائز ہے یا نہیں؟

بعد احترام عرض ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں مندرجہ بالا سوالات کے جوابات تحریر کر کے ہم مسلمانوں کو آگاہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطا کرے۔ آمین ثم آمین۔ فقط والسلام، محمد حنیف ولد علیم الدین

۸۶:۱۔ **الجواب:** نابالغ لڑکی اور نابالغ لڑکے کا نکاح جبکہ ان کے اولیاء نے کر دیا۔ مثلاً دونوں میں سے ایک کے باپ نے ایجاب اور دوسرے کے باپ نے قبول کیا اور یہ ایجاب و قبول گواہوں کی موجودگی میں انجام پایا بے شک وہ نکاح نافذ ہو گیا بلکہ لازم ہو گیا کہ لڑکی کو بالغ ہونے کے بعد، اس نکاح کے توڑنے کا اختیار نہیں۔ (درمختار وغیرہ) لہذا صورت مسئلہ میں خورشید بیگم بنت محمد رمضان کا نکاح، ریاض ولد محمد حنیف کے ساتھ باقی ہے۔ اور جب تک ان میں سے کسی کی موت، یا پھر شوہر کی جانب سے طلاق متحقق نہ ہو، مسماۃ خورشید بدستور اس کے نکاح میں باقی ہے۔ اور کسی مسلمان کو ہرگز بہ حالت موجودہ خورشید بیگم سے نکاح حلال نہیں۔ اگر کر بھی لیا تو اس نکاح بے معنی کے بعد بھی خورشید اس کے لئے حلال نہ ہوگی۔ بلکہ اگر ہم بستری ہوئی تو خالص زنا ہوگا اور یہ دونوں زانی و زانیہ رہیں گے۔ اور یہ جھوٹا نام نکاح کا کچھ مفید نہ ہوگا۔ قال اللہ تعالیٰ وَ الْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ (النساء: 24) پس چارہ کار یہ نہیں کہ جھوٹا بیان دیکر، کورٹ سے نکاح ثانی کی اجازت لیکر، نکاح ثانی کر لیا جائے۔ بلکہ چارہ کار یہ ہے کہ اگر خورشید اپنے شوہر ریاض کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی تو اسے اختیار ہے کہ ریاض کو طلاق کے بدلے مال دیکر، خواہ بغیر مال دیے اس سے طلاق حاصل کرے اور پھر عدت گزار کر کسی اور سے نکاح کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ شوہر سے طلاق حاصل کئے بغیر عورت سے نکاح ثانی، میں اسے حلال جان کر جتنے لوگ شریک ہوئے یا اس پر راضی رہے ہیں خود ان کے اپنے نکاحوں بلکہ اسلام کی خیر نہیں۔ ان پر فرض ہے کہ فوراً توبہ کریں اور اگر حرام جانا، حرام جان کر نکاح ثانی میں شرکت کی تو سخت گناہگار ہوئے۔ توبہ اب بھی فرض ہے۔ اس گناہ کا سب سے زیادہ وبال، خورشید کے باپ پر ہے کہ موجود رہا اور زبان نہ ہلائی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۲ھ

برادری کو نکاح ثانی میں زبردستی کا اختیار نہیں

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب السلام علیکم

جناب عالی عرض ہے کہ: فدوی عبدالکریم ولد پریل خان، میری لڑکی نام امیر زادی، عمر ۱۴ سال، شادی اس کی محمد اسحاق کے ساتھ میری برادری والے کرنا چاہتے ہیں لڑکے کی عمر ۲۵ سال ہے۔ برادری والوں کو کہتا ہوں کہ میں اس کے ساتھ شادی نہیں کرنا چاہتا ہوں کیوں کہ وہ میری لڑکی کا ہم عمر نہیں ہے۔ اس لئے میں اپنی لڑکی کی شادی اس سے نہیں کروں گا مگر برادری والے کہتے ہیں کہ ہم لڑکی کی شادی اس کے ساتھ ہی کر دوائیں گے میں کہتا ہوں کہ اگر شریعت میں جائز ہوگا تو میں کروں گا ورنہ نہیں؟ عبدالکریم ولد پریل، اتر پورٹ

۸۶:۲ **الجواب:** لڑکی اگر بالغ ہے تو برادری والے، تو برادری والے، اس کے باپ دادا وغیرہ اس کے ولی بھی، زبردستی،

خود اس لڑکی کی اجازت کے بغیر اس کا ہرگز کہیں نکاح نہیں کر سکتے خواہ کنواری ہو یا بیاہی۔ کہ مثلاً شوہر کا انتقال ہو گیا یا اسے طلاق دے دی اور اگر وہ نابالغ ہے تو اس کے باپ کے ہوتے ہوئے کوئی بھی اس کا نکاح نہیں کر سکتا۔ آدمی کو اپنی عقل کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر نہیں چلنا چاہئے۔ بصیرت و فراست سے بھی کام لینا چاہئے۔ المختصر برادری والوں کو اس باب میں ہرگز ہرگز کسی زبردستی کا اختیار نہیں اور نہ ان کی زبردستی سے یہ نکاح ہو (در مختار عالمگیری وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۲ھ

بالغ ایجاب وقبول خود کرے گا / مغرب کے وقت عشاء کی نماز

سوال: مکرمی و محترمی جناب مفتی صاحب، دارالعلوم احسن البرکات، حیدرآباد، السلام علیکم جناب عالی گزارش یہ ہے کہ

- ۱۔ نکاح کے اندر ایجاب وقبول باپ سے نہیں کیا جاتا کہ آپ لڑکی فلاں شخص کو بخش دیں گے یا نہیں؟ لڑکے سے پوچھا جاتا ہے کہ فلاں نام کی لڑکی فلاں نے کی بیٹی فلاں نے کی پوتی قبول ہے اور مہر کے بارے میں کچھ نہیں پوچھا جاتا کہ کتنا مہر دیتے ہیں آپ شریعت محمدی کے مطابق اس مسئلہ کا جواب دیں کہ یہ نکاح ہو جاتا ہے یا نہیں؟
- ۲۔ ایک نمازی عشاء کی نماز بغیر وقت کے مغرب کی نماز کے ساتھ پڑھ رہا ہے یہ نماز بھی ہو سکتی ہے یا نہیں۔ ہم حنفی اعتقاد والے ہیں۔

الحاج محمد صابر، خادم مسجد محمدی کڈہن بدین

- ۸۶ جواب: ۱۔ اگر لڑکا عاقل بالغ ہے تو وہی ایجاب وقبول کرے گا ایسی حالت میں باپ کا ایجاب وقبول نا کافی ہوگا اور نہ ہی باپ سے ایجاب وقبول کرانے کی ضرورت۔ یہ حق شریعت نے عاقل بالغ کو دیا ہے۔ لہذا نکاح صحیح ہوگا، یوں ہی اگر نکاح میں مہر کا ذکر نہ ہو تو بھی نکاح میں کوئی خرابی نہیں ہوگی۔ نکاح صحیح و درست ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم
- ۲۔ سفر یا کسی بھی عذر یا بلا عذر کی وجہ سے دو نمازوں کو ایک وقت میں جمع کرنا حرام ہے۔ لہذا اگر عشاء کی نماز مغرب کے وقت پڑھ لی تو نماز ہوگی ہی نہیں اور فرض ذمہ پر باقی ہے گا۔ (عالمگیری۔ بہار شریعت) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۳۳۰ / ۱۹۸۲ء

۸۶ جواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

حاملہ سے کب تک صحبت جائز ہے؟ / چار شادیوں کی اجازت کیوں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

- ۱۔ جو عورت حمل سے ہو اس کے پاس خاوند کو جانے کی اجازت کب تک ہے؟
- ۲۔ اور مرد کو چار شادیوں کی اجازت کیوں دی گئی ہے؟

فقط والسلام حاجی عبد المجید، پنجرہ پول حیدرآباد سندھ، ۳ فروری ۱۹۸۲ء

۷۸۶ جواب: اپنی حاملہ عورت سے ہم بستری، ہمہ اوقات جائز ہے۔ شرعاً اس پر کوئی پابندی، نہ کسی کتاب میں نظر فقیر سے گزری، نہ علمائے کرام سے اس بارے میں کوئی ممانعت سنی۔ البتہ احتیاط کا تقاضہ یہ ہے کہ ساتویں مہینہ سے احتراز کیا جائے۔ اطباء بھی یہی کہتے ہیں۔ پھر بھی اگر وطی کرے گا گناہگار نہ ہوگا کہ آخروہ اس کی منکوحہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے فَإِنْ كُنْتُمْ طَائِفًا مِّنَ النَّسَاءِ (النساء: 24) یعنی جو عورتیں تمہیں پسند ہوں ان سے نکاح کرلو۔ دو دو سے۔ خواہ تین تین سے۔ خواہ چار چار سے۔ (یعنی تم پر نکاح کے باب میں کوئی پابندی نہیں۔ ایک سے لے کر چار تک کی گنجائش ہے۔ یہ ہے حکم قرآنی، جس پر ہمارا ایمان ہے۔ رہی یہ بات کہ مرد کو چار عورتوں کے ساتھ نکاح کی اجازت کیوں دی گئی۔ تو اس کی حکمت اللہ رسول ہی خوب جانتے ہیں۔ ہم اس کی عقلی تاویل یہی کر سکتے ہیں کہ مرد کے قویٰ اور اس کی جسمانی ساخت و ترکیب ہی اس نوعیت کی ہے کہ عموماً بکثرت عورتوں میں ایک بیوی، اس کی طبعی خواہش کی تشفی کے لئے کافی نہیں ہوتی۔ مرد عورت کی ہم بستری کا جہاں تک تعلق ہے مرد کا عمل چند منٹ میں ختم ہو جاتا ہے جب کہ عورت کے لئے قیام حمل کی صورت میں، مدت رضاعت کو ملا کر یہ سلسلہ دو دو ڈھائی ڈھائی سال تک پھیل جاتا ہے۔ پھر ہر مہینے ہفتہ عشرہ تک جوان عورت کا حیض میں مبتلا رہنا اس پر مستزاد، شریعت نے مرد کی اس فطرت کا محافظ بنا کر چار عورتوں سے نکاح کی اجازت دی۔ اور مناسب حد بندیاں بھی کر دیں۔ ضرورت پیش آنے پر اگر مرد کو دو تین یا چار تک کی اجازت نہ ہو تو لڑکیاں جن کی پیدائش میں اضافہ ہی ہوتا جا رہا ہے کہاں جائیں گی؟ یا پھر وہی اندھیر برپا ہوگا جو آج کل یورپ و امریکہ میں کھلے بندوں ہو رہا ہے۔ یہ اسلام ہی ہے جس نے قیام قیامت تک کے لئے عورتوں کی صحیح کفالت کا بندوبست کر دیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ ربیع الآخر ۱۴۰۲ھ

زنا کے حمل کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے کے بارے میں کہ: زید نے ایک غیر محرم کے ساتھ بدکاری کی اور اس کے حمل ٹھہر گیا۔ اب زید اس سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔ آیا زید کا نکاح ہو جائے گا یا نہیں؟ نیز اپنی عزت کو محفوظ رکھنے کے لئے وہ عورت جس نے زید سے بدکاری کی اور اسے حمل ٹھہر گیا وہ اپنا حمل گرانا چاہتی ہے اور زید بھی اسے اس بات پر مجبور کر رہا ہے کہ وہ حمل گرا دے آیا شریعت کا کیا حکم ہے؟ اگر وہ عورت اپنا حمل گرا لے تو زید کے نکاح میں تو کوئی فرق نہیں آئے گا؟ شرعی مسئلے سے آگاہ کریں نوازش ہوگی۔ فقط والسلام، محمد صدیق ولد محمد بشیر، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: ہوا الموفق للصواب: زنا کا حمل (جس میں بچہ شرعاً مجہول النسب ٹھہرتا ہے) ہو تو عورت زانی اور غیر زانی جس سے چاہے بے وضع حمل نکاح کر سکتی ہے کہ زنا کے پانی میں شرعاً حرمت و عزت بالکل نہیں، مگر فرق اتنا ہے کہ اگر خود زانی ہی سے نکاح کر لیا، جس کا حمل رہا تھا تو اسے صحبت کرنی بھی جائز ہو جائے گی اور اگر غیر سے نکاح ہوا تو جب تک وضع حمل نہ ہو لے وہ ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ درمختار میں ہے صحیح نکاح حبلی من زنا ولو نکحها الزانی حل له و طوھا

(ملخصاً) لہذا صورت مسئلہ عنہا میں زید اس عورت سے نکاح کر سکتا ہے نکاح صحیح ہوگا اور صحبت بھی جائز ہوگی، لیکن بدنامی سے بچنے کے لئے بہانہ بنا کر نہ تو اس عورت کو حمل کروانا جائز، اور نہ مرد اسے مجبور کر سکتا ہے، اگر ایسا کیا گیا تو سخت ترین گناہ اور قتل انسان کے برابر ہوگا، قال اللہ تعالیٰ وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةً إِمْلَاقٍ نَحْنُ نَزِدُ لَهُمْ وَإِيَّائَكُمْ إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطَاً كَبِيراً ﴿۳۱﴾ (بنی اسرائیل: 31) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۹۸۵/۲۲۵ء

۷۸۶ جواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

اگر زوجین ایک ساتھ اسلام لائے تو سابقہ نکاح کافی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زوجین ایک ساتھ اسلام لائے ہیں اب اسلام میں داخل ہونے کے بعد ان کو دوبارہ نکاح کی ضرورت ہے یا نہیں؟
السائل نذیر احمد، لطیف آباد نمبر ۹، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: حضور اقدس ﷺ کے زمانے میں کچھ عورتیں اسلام لائیں اور ان کے شوہر کافر تھے۔ پھر جب شوہر بھی مسلمان ہو گئے تو اسی پہلے نکاح کے ساتھ یہ عورتیں ان کو واپس کر دیں گئیں۔ یعنی جدید نکاح نہ کیا گیا۔ (زہری مرسل) علمائے کرام فرماتے ہیں کہ جس قسم کا نکاح مسلمانوں میں جائز ہے اگر اس طرح کا نکاح کافر کریں تو ان کا نکاح بھی صحیح ہے مگر شرط یہ ہے کہ کفار ایسے نکاح کے جائز ہونے کے معتقد ہوں۔ پھر ایسے نکاح کے بعد اگر دونوں مسلمان ہو گئے تو اسی نکاح سابق پر باقی رکھے جائیں گے۔ جدید نکاح کی حاجت نہیں (در مختار وغیرہ) لیکن ازاں جا کہ لوگ اپنی ناواقفی کے باعث، طعن و تشنیع کریں گے، ایجاب و قبول کرالیا جائے تو ایسے ناواقفوں سے نجات مل جائے گی۔ مگر ضروری اب بھی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ ربیع الاول ۱۴۰۱ھ

نابالغ کا نکاح اور قاضی کا لڑکی کو دیکھے بغیر نکاح پڑھا دینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ۱۲ سال کی لڑکی کا نکاح بیس یا بائیس سالہ لڑکے سے ہو جاتا ہے یا نہیں۔ لڑکی کے وکیل اور ولی کے کہنے پر یقین کرتے ہوئے قاضی نکاح خواں کے، بغیر لڑکی دیکھے اور بغیر لڑکی کے پوچھے نکاح کر دیا۔ نکاح کے بعد معلوم ہوا کہ لڑکی نابالغہ ہے اور بارہ سال کی ہے جب کہ ولی اور وکیل نے اس کو بڑی عمر کا بتایا یعنی اگر لڑکی نابالغہ اور لڑکا بالغ اور مندرجہ بالا عمر کا ہو تو نکاح ہو جاتا ہے یا نہیں؟ لڑکی کے وکیل اور ولی کا کہنا ہے کہ لڑکا ہمارا بھانجہ ہے ام نہ نہ۔ نتیجہ روکنے کے لئے نکاح کر رہے ہیں اور لڑکا لڑکی بھی راضی ہیں۔

فقط الاسلام سائل پیر بخش، شیدی پاڑہ ٹنڈوالہیار، ۱۹۸۱/۵۳۰ء

۷۸۶ الجواب: ضروری نہیں کہ ۱۲ سال عمر کی لڑکی نابالغ ہو۔ وہ بالغ بھی ہو سکتی ہے اور اس کا بالغ ہونا صرف اسی سے معلوم ہو سکتا ہے۔ حیض کا جاری ہونا یہ علامات بلوغت سے ہے۔ لہذا اگر وہ بالغ ہے اور اس نکاح پر راضی تب تو نکاح کے

انعقاد میں کوئی شبہ نہیں اور اگر لڑکی واقعتاً نابالغہ ہے اور اس کا نکاح، اس کے ولی نے کہ اس وقت شرعاً وہ ہی ولی ہو مثلاً باپ، یا اس کی غیر موجودگی میں دادا۔ اور ان میں کوئی نہ ہو تو بھائی چچا وغیرہ نے پڑھایا یعنی ان کے حکم سے پڑھایا گیا اور ولی نے نابالغ لڑکی کی طرف سے ایجاب و قبول کیا۔ جب بھی نکاح منعقد ہو گیا۔ اگرچہ لڑکی نہایت کم عمر ہو اور لڑکا بڑی عمر کا۔ اور نکاح خواں کو کہ عموماً غیر ہوتا ہے لڑکی کو دیکھنے یا اس سے پوچھنے کی نوبت آتی ہی کہاں ہے اور آئے بھی تو یہ دیکھ کر کیا کر لے گا اگر لڑکی نابالغہ ہو تو پھر اس کا نکاح ولی کی اجازت پر موقوف ہے۔ غرض یہ کہ نابالغہ کا ایجاب و قبول، اس کا والد کرے تو نکاح یقیناً منعقد ہو جاتا ہے۔ (عامہ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری غفری عنہ ۲۵ شوال ۱۴۰۱ھ

بالغ ہونے پر خیال فسخ کا استعمال

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ: میں حسن بانو بنت عبدالستار قوم رنگریز، ساکن حال سرے گاٹ، موچی پاڑہ حیدرآباد عمر ۲۱ سال، حلفیہ بیان دیتی ہوں کہ جب میں آٹھ سال کی تھی تو میرے تایا حاجی شفیع محمد نے میرا نکاح تیرہ سال قبل اکتوبر میں حسن محمد ولد پیر محمد قوم رنگریز کے ساتھ کر دیا تھا۔ اس وقت میں نابالغ بچی تھی اور کسی طرح کا ہوش و حواس مجھے نہ تھا اور نہ ہی مجھے اس کا علم تھا۔ نکاح پڑھاتے وقت نہ تو میرے والد سے معلوم کیا تھا اور نہ میری والدہ سے معلوم کیا۔ تین چار سال پہلے جب کہ وہ لوگ رخصتی کے لئے آئے تو میرے باپ نے کہا کیسی رخصتی؟ نکاح ہو گا تو رخصتی بھی ہو جائے گی ابھی اس کا نکاح ہی کہاں ہوا ہے؟ اور جب مجھے معلوم ہوا تو میں نے اسی وقت یہ کہہ دیا کہ میرا نکاح کسی سے نہیں ہوا اور نہ یہ نکاح مجھے منظور ہے۔ اس وقت سے برابر جھگڑے چل رہے ہیں۔ اس وقت میں ۲۱ سال کی عمر میں ہوں اور اپنے نفع نقصان، اچھے برے کو خوب سمجھتی ہوں اور مجھے میرے نفس کا پورا اختیار ہے۔ اس لئے میں حسن محمد ولد پیر محمد سے قطع تعلق کرتی ہوں۔ یہ نکاح نہ مجھے پہلے منظور تھا نہ اب منظور ہے۔ میں آج تک نہ حسن کے گھر گئی ہوں اور نہ جانا چاہتی ہوں۔ اس سلسلہ میں مجھ پر نہ میرے والدین کا کوئی دباؤ ہے اور نہ کسی دوسرے کا۔ یہ فیصلہ میں نے پہلے بھی خود کیا تھا اور اب بھی کیا ہے۔ ان حالات کے پیش نظر شرعی فیصلہ سے آگاہ کیا جائے۔ حسن بانو بنت عبدالستار، موچی پاڑہ سرے گھاٹ، حیدرآباد

۷۸۶ جواب: صورت مسئلہ میں مسماۃ حسن بانو کے تایا حاجی شفیع محمد نے جو حلفیہ بیان دیا ہے وہ مسماۃ مذکورہ کے نکاح کے ثبوت کے لئے کافی نہیں اور بالفرض تسلیم بھی کر لیا جائے کہ وہ نکاح منعقد ہو چکا تھا تب بھی مفید مطلب نہیں۔ حاجی شفیع محمد، دور کے ولی ہیں اور عبدالستار، ولی اقرب کہ مسماۃ کے باپ ہیں اور باپ کے ہوتے ہوئے چچا تایا کوئی چیز نہیں تاہم تایا شفیع محمد نے یہ نکاح کر ہی دیا تھا تو مسماۃ مذکورہ کے نابالغی کے دوران، یہ نکاح اس کے باپ عبدالستار کی اجازت پر موقوف تھا۔ وہ جائز منظور کر لیتے تو جائز ہو جاتا۔ رد کردیتے تو رد ہو جاتا۔ لیکن یہ معاملہ کبھی زیر بحث نہیں آیا اور نہ لڑکی اور نہ اس کے باپ کو یہ بات معلوم ہوئی کہ اس کا نکاح کر دیا گیا ہے تا آنکہ وہ بالغ ہو گئی۔ اب وہ اختیار جو بحالت نابالغی، اس کے

باپ کو حاصل تھا خود لڑکی کی طرف منتقل ہو گیا اور نکاح و وداع کی خبر سن کر جب اس نے نکاح کو نا منظور اور رد کیا تو وہ رد ہو گیا اور وہ نکاح اگر کر بھی لیا گیا تھا تو معدوم ہو گیا۔ اب ہرگز نافذ نہ ہوگا۔ درمختار میں ہے لو زوج الا بعد حال قیام الا قرب تو قف علی اجازتہ اور حدیث شریف میں ہے کہ ایک جوان لڑکی رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی کہ اس کے باپ نے نکاح کر دیا اور وہ اس نکاح کو ناپسند کرتی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے اسے اختیار دیا یعنی چاہے تو اس نکاح کو جائز کر دے یا رد کر دے (ابوداؤد) تو جوان لڑکی اپنے باپ کے کئے ہوئے نکاح کو جو اس کی اجازت کے بغیر کیا گیا رد کر سکتی ہے تو چچا یا تایا وغیرہ کیا چیز ہیں۔ بہر حال لڑکی آزاد و خود مختار اپنے کفو میں جہاں چاہے اپنی مرضی سے نکاح کر سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ

ٹیلی فون پر نکاح

سوال: قبلہ مفتی صاحب، دارالعلوم احسن البرکات، حیدرآباد، السلام علیکم

بعد گزارش یہ ہے کہ: فتویٰ درکار ہے میرے چھوٹے بھائی آج کل دبئی میں رہ رہے ہیں ان کا ایک لڑکا ہے جس کا نکاح انہوں نے فون پر دبئی سے لاہور میں پڑھوایا مگر ابھی وداہیگی نہیں ہوئی ہے تو کیا ٹیلی فون پر نکاح ہو جاتا ہے اور دین اسلام کی رو سے جائز ہے؟ برائے مہربانی فتویٰ عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ جہاں تک میرا خیال ہے نکاح نہیں ہوتا۔ پھر بھی یہ دینی مسئلہ ہے اس لئے فتویٰ ضروری ہے۔ عین نوازش

شیخ مولانا انیس، منظور مارکیٹ 7/D لطیف آباد حیدرآباد، ۷۲۸/۸۰/۱۹ء

۷۸۶ جواب: نکاح مسلم کے لئے منجملہ شرائط کے ایک شرط یہ ہے کہ ایجاب و قبول کے وقت دو مرد یا ایک مرد، دو عورتیں آزاد عاقل بالغ مسلمان موجود ہوں اور سب نے ایک ساتھ نکاح کے الفاظ سنے ہوں اور یہ سمجھے ہوں کہ یہ نکاح ہو رہا ہے۔ درمختار میں ہے ینعقد بایجاب و قبول و شرط حضور شاہدین حرین او حرو حرتین مکلفین سامعین قولہما معا علی الاصح فہمین انہ نکاح۔ اور ظاہر ہے کہ ٹیلی فون سے نکاح میں یہ شرط نہیں پائی جاتی تو نکاح کس طرح منعقد ہوگا۔ ہاں اگر نا کھ ٹیلی فون پر کسی کو اپنا وکیل نامزد کر دے اور وہ اس کی جانب سے ایجاب و قبول کرے اور گواہ بھی موجود ہوں اور وہ یہ کلام سن کر یہ سمجھیں کہ یہ نکاح ہو رہا ہے تو بیشک نکاح ہو جائے گا کہ اس صورت میں ٹیلی فون کو ایجاب و قبول میں کوئی تعلق نہ رہا۔ بلکہ تمام دار و مدار وکیل پر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۱۵ رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ، ۷۳۰/۸۰/۱۹ء

نکاح فارم پر دستخط کر دینا بھی اذن ہے

سوال: بشرف ملاحظہ حضرت مولانا محترم مفتی خلیل خان صاحب قادری برکاتی دامت برکاتہم العالیہ، السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: میں نے اپنی ایک عزیزہ کی شادی میں شرکت کی۔ بارات آگئی

مجلس نکاح منعقد ہوئی۔ مولانا صاحب کو نکاح پڑھانے کے لئے بلایا گیا چنانچہ مولوی صاحب تشریف لے آئے۔ مولوی صاحب نے نکاح فارم پڑھایا اور پھر ایک شخص کو جو کہ لڑکی کا قریبی عزیز تھا فارم دے کر اسے ہدایت کے ساتھ اندر بھیجا کہ اس پر لڑکی کا انگوٹھا لگوا کر لے آئے چنانچہ فارم پر لڑکی کا انگوٹھا لگوا کر مولوی صاحب کے حوالے کیا گیا مولوی صاحب نے لڑکی کے والد صاحب کی اجازت سے ان کی موجودگی میں نکاح پڑھایا اور لڑکی کے سے ایجاب و قبول کرا لیا مہر 50 / 32 ، 12 مقرر تھا۔ اس کے فوری بعد لوگوں نے اعتراض کیا کہ دو گواہوں اور ایک وکیل کو اندر لڑکی کے پاس جانا چاہئے تھا اور اس سے زبانی مروجہ طریقہ پر اذن لینا چاہئے لیکن مولوی صاحب نے بتایا کہ نکاح کے فارم پر لڑکی کے دستخط اذن ہیں اور لڑکی کے والد صاحب کی اجازت سے نکاح پڑھایا گیا ہے لہذا شرعاً نکاح ہو گیا لیکن لوگ اصرار کر رہے تھے کہ گواہان اور وکیل اندر جائیں اور لڑکی سے ایجاب و قبول کرائیں۔ لوگوں کے اصرار پر دو گواہ اور وکیل اندر گئے اور لڑکی سے ایجاب و قبول کرایا۔ لڑکی نے قبول کیا اور اذن دیا۔ اطلاعاً عرض ہے کہ لڑکی بالغہ ہے۔ لڑکی کی شادی اس کے اپنے قبیلہ میں ہوئی ہے اور لڑکی کو تاریخ منگنی سے یہ علم ہے کہ اس کی شادی فلاں بن فلاں سے ہوگی اور لڑکی کنواری تھی۔ براہ کرم ارشاد فرمائیں کہ شرعاً نکاح ہو گیا یا نہیں؟

آپ کا خادم محمد انور بیگ، مکان نمبر ۴۹ وارڈ، محلہ سرفراز کالونی، حیدرآباد

۷۸۶ جواب: عورت بالغہ عاقلہ کا نکاح بغیر اس کی اجازت کے کوئی نہیں کر سکتا نہ اس کا باپ نہ بادشاہ اسلام۔ (عالمگیری، درمختار) اور عرف عام میں وکیل اس شخص کو کہا جاتا ہے جو عورت سے اذن لینے جاتا ہے اور عموماً اجنبی یا ولی بعید ہوتا ہے۔ ولی بعید یا اجنبی نے نکاح کا اذن طلب کیا تو عورت کی خاموشی اذن نہیں بلکہ ضروری ہے کہ صراحۃً اذن کے الفاظ کہے یا کوئی ایسا فعل کرے جو قول کے حکم میں ہو۔ (درمختار) لہذا نکاح کا فارم عورت نے پڑھا اس کے مندرجات پر مطلع ہوئی یا اسے پڑھ کر سنایا گیا اور اس کے مضمون سے واقف ہو کر اس نے دستخط کئے تو یہ بیشک اجازت ہو گئی۔ لیکن ان دونوں صورتوں میں سے کوئی صورت دیکھنے میں نہیں آتی۔ لہذا ضروری ہے کہ عورت صراحۃً اجازت نکاح دے۔ البتہ اس اجازت کے وقت گواہوں کا ہونا شرط نہیں۔ گواہوں کی ضرورت بوقت انکار زن، وکالت ثابت کرنے کے لئے ہوتی ہے۔ مسلمانوں میں جو طریقہ مروج ہے اور شرعاً معتبر، اس میں خواہ مخواہ اختلاف رونما کرنا، ہيجان کا باعث ہے۔ اس سے بچنا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ

مرد اور اس کے بیٹے سے عورت اور اس کی بیٹی کا نکاح

سوال: بخندمت جناب مفتی خلیل خان صاحب، دارالعلوم احسن البرکات، حیدرآباد، السلام علیکم

گزارش عرض یہ ہے کہ: ایک شخص کی بیوی دیگر بچوں کے ساتھ ایک جوان لڑکی چھوڑ کر انتقال کر گئی اس شخص کو اس لڑکی کے لئے اور خود اپنے لئے بھی رشتے کی تلاش ہے۔ دوسری طرف ایک عورت کے ہاں ایک لڑکا اور ایک لڑکی بالغ ہے۔ اسے ان بچوں کے رشتوں کی تلاش ہے۔ ایسی صورت میں اگر یہ عورت اپنی لڑکی کا نکاح اس شخص سے کر دے اور اس شخص کی لڑکی سے

اپنے لڑکے کا نکاح کرادے تو یہ رشتے جائز ہیں یا نہیں؟

عبد اللطیف، مکان نمبر 241/3، رشتی گھاٹ، حیدرآباد، ۲۶ / ۱۱ / ۱۹۸۰ء

۷۸۶ جواب: یہ دونوں نکاح حلال ہیں۔ جبکہ اور کوئی مانع موجود نہ ہوں۔ قال اللہ تعالیٰ وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ (النساء: 24) حرام عورتوں کو شمار فرما کر ارشاد ہوا۔ ان کے سوا سب عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں۔ اور حرام عورتوں میں مذکورہ بالا عورتوں کو نہ شمار فرمایا نہ شرع میں اس کی تحریم آئی تو ضرور وہ عورتیں حلال ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ محرم الحرام ۱۴۰۱ھ

اگر منگنی کے بعد بغیر نکاح کے صحبت کر لی تو کیا سزا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: زید و ہندہ کی آپس میں منگنی ہو گئی تھی۔ اس کے بعد زید نے ہندہ سے وطی کی جس سے ہندہ حاملہ ہو گئی ہے۔ سوال یہ ہے کہ ہندہ کے لئے شرعاً کیا سزا ہے؟ اور یہ کہ وہ دونوں، اب بھی عقد شرعی کر سکتے ہیں یا نہیں؟ بینوا، توجروا فقط سائل حافظ رفیق احمد، فتح چوک بہاری کیمپ، حیدرآباد

۷۸۶ جواب: محض لڑکی اور لڑکے کے مابین منگنی ہو جانا، انہیں ایک دوسرے کے لئے حلال نہیں کر سکتا۔ دونوں ایک دوسرے پر حرام ہیں حرام ہی رہیں گے تا وقتیکہ نکاح عمل میں نہ آجائے اور دونوں رشتہ زوجیت میں منسلک نہ ہو جائیں۔ شرعی سزا ملک میں جب نافذ ہوگی، اس وقت دریافت کر لینا البتہ عافیت اس میں ہے کہ ان دونوں کا باہمی نکاح کر دیا جائے اور یہ نکاح جائز ہوگا اور جس سے نکاح ہو رہا ہے چونکہ اسی کا حمل ہے تو وطی بھی جائز ہے۔ (درمختار) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ ربیع الآخر ۱۳۹۹ھ

صرف کورٹ کے فیصلے سے طلاق نہیں ہوتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے کے بارے میں کہ: ایک عورت نے اپنے خاوند کے ظلم سے تنگ آ کر اپنی طلاق حاصل کرنے کے لئے کورٹ سے رجوع کیا۔ کورٹ نے حریف کو بار بار تقریباً 5 مرتبہ نوٹس کے ذریعے اور اخبارات کے ذریعے طلب کیا کہ بیوی کے الزامات کا جواب دے لیکن وہ نوٹس وصول کرنے کے باوجود تقریباً چھ مہینے تک حاضر نہیں ہوا۔ سول کورٹ نے یکطرفہ فیصلہ کرتے ہوئے مذکورہ عورت کو دوسری جگہ نکاح کرنے کا حق دے دیا۔ اور اس فیصلے سے (مرد) کو آگاہ کر دیا اور اس فیصلے کو تقریباً دو سال ہو گئے ہیں۔ لیکن وہ شخص ابھی تک حاضر نہیں ہوا۔ لہذا اس عورت کو دوسری جگہ نکاح کرنے کا شرعی حق حاصل ہے یا نہیں؟ جبکہ اس کا کوئی وارث بھی نہیں اس کو کس طرح سے زندگی بسر کرنی ہے؟

فقط عرض دار معین الدین، ۲۷ مارچ ۱۹۷۹ء

۷۸۶ جواب: عورت ایسی حالت میں ہرگز نکاح ثانی نہیں کر سکتی کہ وہ المحصنت یعنی شوہر والی عورتوں میں داخل ہے اور شوہر والی عورت مرد پر حرام۔ چارہ کار یہی ہے کہ عورت اس مرد سے طلاق حاصل کرے جیسے بھی ممکن ہو اور جب تک نہ ہو

جائز محنت مثلاً کسی شریف گھرانے میں ملازمت حاصل کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ ربیع الآخر ۱۳۹۹ھ

نابالغ پرولی کو ولایت اجبار حاصل ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک لڑکی کی شادی نابالغی کے زمانے میں جس وقت تقریباً لڑکی مذکورہ کی عمر ۵ سال کی تھی اس کے والد نے بحیثیت ولی و سرپرست اس طرح کردی کہ محض نکاح اپنے بھتیجے سے کر دیا۔ جس بھتیجے سے یہ نکاح ہوا وہ بھی بوقت نکاح نابالغ تھا۔ اور اس کے والد نے دولہا کے سرپرست اور ولی کی حیثیت سے ایجاب و قبول کی تکمیل میں حصہ لیا۔ اس لڑکی کی رخصتی اب تک نہیں ہوئی اور اب وہ بالغ ہے اس وقت لڑکی کی عمر ۲۴ سال ہے۔ اور لڑکا بھی بالغ ہے اور ۲۵ سال اس کی بھی عمر ہوگی۔ لڑکی نے سن بلوغت پر پہنچتے ہی کافی مدت سے اس نکاح کو تسلیم کرنے سے صاف انکار کیا ہے اور اب بھی انکار کرتی ہے۔ لڑکا تپ دق کا مریض ہے۔ اور بیکار ہے۔ بوجہ بیماری کمانے کے لائق بھی نہیں ہے۔ ایسی صورت میں کیا یہ نکاح، نکاح سمجھا جائے گا۔ یا لڑکی کے بروقت سن بلوغت پر انکار ہونے سے فسخ ہو جائے گا؟

دوسرے نمبر پر دریافت طلب امر یہ ہے کہ اگر نکاح قائم رہا تو طلاق کے لئے رجوع عدالتی طور پر کرنا مناسب ہوگا یا نہیں؟ جواب باصواب عطا فرمائیں۔ خداوند کریم اس کی جزا عطا فرمائے

فقط والسلام سائل، مشتاق احمد ولد حاجی محمد یوسف، مورخہ ۲۰ مارچ ۱۹۷۹ء

۷۸۶ جواب: نابالغ لڑکے اور لڑکی کے نکاح پرولی کو ولایت اجبار حاصل ہے یعنی اگرچہ یہ لوگ نہ چاہیں ولی نے جب نکاح کر دیا، ہو گیا۔ پھر اگر باپ دادا نے یہ نکاح کر دیا تو یہ نکاح لازم ہو جائے گا کہ ان کو بالغ ہونے کے بعد اس نکاح کے توڑنے کا اختیار نہیں۔ (در مختار وغیرہ) چارہ کار صرف یہ ہے کہ لڑکی اپنے شوہر سے جیسے بن پڑے طلاق حاصل کرے اور پھر جس مسلمان سے چاہے نکاح کرے۔ عدت کی یہاں حاجت نہیں کہ رخصتی عمل میں نہیں آئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۹ھ

نابالغ جب ایجاب و قبول کرنے پر قادر نہ ہو

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک لڑکی جو کہ نابالغ ہے یعنی بہت کم عمر ہے اس کا نکاح ایک نابالغ لڑکے کے ساتھ ہو گیا ہے۔ کیا دونوں کا نکاح از روئے شریعت کے جائز ہے یا کہ ناجائز؟ جب کہ لڑکا اور لڑکی خود ایجاب و قبول کے الفاظ ادا نہ کر سکتے ہوں تو نکاح کی کیا صورت ہوگی؟ برائے مہربانی فرما کر اس مسئلہ کا جواب عنایت فرمائیں۔ فقط والسلام السائل: حافظ احمد نواز، ۱۵/۸/۱۹۸۱ء

۷۸۶ جواب: نابالغ لڑکی یا لڑکا، جب ایجاب و قبول کے الفاظ ادا کرنے پر قادر نہیں تو ان کے ولی ان کی جانب سے

ایجاب و قبول کریں مثلاً لڑکی کا ولی، کہے کہ میں نے اپنی فلاں لڑکی، تمہارے بیٹے فلاں کے نکاح میں دی، اور لڑکے کا باپ کہے میں نے تمہاری فلاں لڑکی اپنے فلاں لڑکے کے نکاح میں قبول کی۔ جب یہ نکاح نابالغ کا ولی کر دے گا نکاح ہو جائے گا۔ (عامہ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ شوال ۱۴۰۱ھ

حقیقی چچی اگر بیوہ ہو تو اس سے نکاح جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے درمیان میں کہ: زید اپنی حقیقی چچی سے جو کہ بیوہ ہیں نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟ بیوہ چچی کی اولاد بھی موجود ہے۔ جواب عنایت فرمائیں۔

فقط والسلام۔ سائل محمد شفیع، اسٹیشن روڈ حبیب ہوٹل حیدر آباد، ۱۶ اپریل ۱۹۷۹ء

۸۶۷ جواب: چچی اگر چہ حقیقی ہو اس سے نکاح کرنا ممنوع نہیں جبکہ رضاعت وغیرہ کوئی اور مانع شرعی نہ ہو۔ قال اللہ تعالیٰ وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكَ (النساء: ۲۴) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۹ھ

اگر باپ وغیرہ کا نام لینے میں غلطی ہوئی ہو تو نکاح کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ

۱۔ ایک شخص نے نکاح پڑھایا اور وکیل جب دلہن سے اجازت لے کر واپس آیا تو نکاح خواں نے لڑکے کو ایجاب و قبول کراتے وقت لڑکی کا نام تو صحیح لیا مگر باپ کی جگہ چچا کا نام لے لیا یعنی ولدیت تبدیل ہو گئی اس صورت میں نکاح ہوا یا نہیں؟

۲۔ لڑکے کو ایجاب و قبول کراتے وقت گواہوں کے سامنے یہ وکیل کو کہنا ضروری ہے کہ تم نے فلاں بنت فلاں کا نکاح فلاں بن فلاں سے کرنے کی اجازت دی اور گواہوں سے پوچھا کہ تم نے وکیل کے کلمات سنے، اس پوچھنے کے بغیر اگر نکاح خواں نے عقد کرایا تو نکاح ہو گیا یا نہیں؟ کیا یہ بار بار پوچھنا واجب مستحبات میں سے تو نہیں ہے؟ برائے کرم اس دینی جھگڑے کو ختم کرانے کے لئے از روئے شرع جواب دیں شکریہ

نوٹ۔ بعض دیہاتوں میں رواج ہے کہ نکاح کے بعد بھی گواہوں سے پوچھا جاتا ہے کہ تم نے نکاح ہوتے ہوئے سنا اور دیکھا؟

فقط والسلام السائل نور محمد، ٹنڈوالہیار، ۱۲ اپریل ۱۹۷۷ء

۸۶۷ جواب: ایجاب و قبول میں یہ امر ضروری ہے کہ منکوحہ گواہوں کو معلوم ہو جائے یعنی یہ کہ فلاں عورت سے نکاح ہو رہا ہے۔ اب اگر وہ مجلس عقد میں موجود ہے اور اس کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ میں نے اس کو تیرے نکاح میں دیا اور اب باپ دادا کے نام میں غلطی ہو گئی تو کچھ حرج نہیں۔ نکاح صحیح ہو گیا اور لڑکی اگر وہاں موجود نہیں اور صرف اس کے نام لینے سے گواہوں کو اور شوہر کو معلوم ہو جائے کہ فلاں عورت سے نکاح ہو رہا ہے تو باپ دادا کے نام لینے کی ضرورت نہیں۔ پھر بھی احتیاط اس میں ہے کہ ان کے نام بھی لیے جائیں اور اس کی بالکل حاجت نہیں کہ اسے پہچانتے ہوں بلکہ یہ جاننا کافی ہے کہ

فلاں بن فلاں کی بیٹی یا فلاں کی پوتی ہے۔ اور اس صورت میں اگر اس کے یا اس کے باپ دادا کے نام میں غلطی ہوئی تو نکاح نہ ہوا۔ درمختار میں ہے غلط و کیلھا بالنکاح فی اسم ابیہا بغیر حضور ہالم یصح۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ یہ محض دیہاتوں کی رسم ہے حکم شرعی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ ربیع الآخر ۱۳۹۷ھ

ایجاب و قبول اگر گواہان نے سن لئے تو نکاح ہو گیا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان شرع متین اس مسئلہ ذیل میں کہ: زید نے اپنی لڑکی کا نکاح بکر کے ساتھ کر دیا۔ سات ہزار مہر کے ساتھ جبکہ زید کی لڑکی بالغ ہو گئی تو دوسرے شوہر کے ساتھ نکاح کرانا چاہتا ہے۔ کیا یہ جائز ہے؟ جبکہ نکاح اول کے گواہ موجود ہیں اور نکاح خواں بھی موجود ہے اور اس کا بیان بھی موجود ہے جو کہ سائل کے پاس ہے۔ برائے مہربانی فرما کر جواب قرآن و حدیث سے ثابت فرمائیں۔ بینوا، توجروا نبی بخش، شاہ بخاری سوئی گیس کمپنی حیدر آباد

۷۸۶ جواب: نکاح کے لئے فقط مرد و عورت کا ایجاب و قبول چاہئے۔ بلا واسطہ خواہ بالواسطہ۔ اور دو مرد یا ایک مرد، دو عورتوں کا اس جلسہ میں ان کا ایجاب و قبول کو سننا اور سمجھنا کہ یہ نکاح ہو رہا ہے بس اسی قدر درکار ہے۔ (درمختار وغیرہ) تو صورت مسئلہ میں جب کہ گواہ بھی موجود ہیں بلکہ نکاح خواں اور اس کا تحریری بیان بھی موجود ہے تو نکاح ان دونوں کے مابین یقیناً ثابت ہو گیا اور زید کی لڑکی یقیناً بکر کی منکوحہ ہے اور جب تک شوہر کی جانب سے طلاق متحقق نہ ہو وہ اس کی منکوحہ رہے گی۔ اور اس عورت کا نکاح اس کی طلاق یا شوہر کی موت کے بغیر ہرگز کسی سے جائز نہ ہوگا۔ اگر کر بھی لیا تو اس نکاح بے معنی کے بعد بھی وہ ایک دوسرے پر حرام رہیں گے اور یہ جھوٹا نام نکاح کا، اس حرام کو حلال، اور ناجائز کو جائز نہ کر دے گا۔ قال اللہ تعالیٰ وَ الْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ اس حکم قرآنی کے بعد جتنے لوگ اس میں شریک ہوں گے یا دیدہ دانستہ اس میں معاون و مددگار یا کم از کم اس پر راضی ہوں گے سب گناہگار ہوں گے اور عذاب شدید میں گرفتار۔ بلکہ حلال جان کر یہ فعل قبیح کریں گے تو خود ان کے اپنے نکاحوں کی خیر نہیں۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس نکاح سے لڑکی کے والدین کو روکیں اور اسے اس کے شوہر کے حوالے کریں جس کی یہ پہلے سے منکوحہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ

گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے کہ جیسے اس کا کوئی گناہ ہی نہیں

سوال: جناب عالی مفتی صاحب السلام علیکم

بعد سلام عرض گزارش یہ ہے کہ: ایک عورت طلاق شدہ گناہ سے توبہ کر کے نکاح کرنا چاہتی ہے کسی شریف آدمی سے اس کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟ امام علی ولد ظہور احمد، بکر امنڈی حیدر آباد

۷۸۶ جواب: مولائے کریم غفور و رحیم ہے اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ جب بندہ گناہگار مرد خواہ عورت اپنے

گناہ سے شرعی طور پر توبہ کرے اور ایسے آثار پائے جائیں کہ وہ اب اس گناہ میں ملوث نہیں تو عند الشرع، اب اس پر کوئی الزام نہیں۔ کہ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ یہاں تک کہ طوائف اگرچہ سچے دل سے توبہ کر لے تو اس کے ساتھ مسلمان کو نکاح کرنا جائز و حلال ہے۔ بلکہ زن فاحشہ اگرچہ تائب نہ ہوئی ہو اس سے نکاح میں کوئی ممانعت نہیں۔ ہاں اگر اپنے افعال خبیثہ پر قائم رہے اور یہ اپنے امکان بھر روک تھام نہ کرے تو دیوث ہے اور سخت گناہ کبیرہ کا مرتکب۔ مگر یہ حکم اس کی بے غیرتی پر ہے نفس نکاح پر اس سے اثر نہیں پڑتا۔ اللہ تعالیٰ نے حرام عورتوں کو گناہ فرمایا وَاُحِلَّ لَکُمْ مَّا وَرَاءَ ذَٰلِکُمْ (النساء: 24) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان قادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب المهر

مہر۔ جہیز۔ عدت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و شرع متین اس مسئلے میں کہ: زید نے اپنی بیوی کو تحریری طلاق دی اور زر مہر عدت و جہیز دینے کے لئے، طلاق کی تحریر میں دوسرے شخص سے ناجائز تعلقات قائم کرنے، اور عدم موجودگی میں گھر چھوڑ کر چلے جانے کا الزام لگا کر عدت اور مہر دینے سے انکاری ہو گیا اس لئے عرض ہے کہ مطلقہ ہونے یا نہ ہونے کی صورت میں مہر جہیز اور عدت کی مستحق ہے یا نہیں؟ کیا شوہر کو از روئے شرع محمدی یہ حق پہنچتا ہے کہ طلاق تو دے دی لیکن مہر و جہیز نہ دے؟ اور مندرجہ بالا حقوق اپنی جانب سے ساقط کر دے؟ براہ کرم کتاب و سنت کی روشنی میں حکم شرع محمدی، مفصل اور مدلل اس عرضداشت پر مہر تصدیق فتویٰ کی شکل میں جواب بالصواب سے مطلع فرمائیں۔

فتویٰ کا طالب و خادم، نصر الدین، کوثر ۴۷، یونٹ نمبر ۲ لطیف آباد، حیدر آباد
۷۸۶ جواب: عورت اگرچہ فاسقہ ہو اس کے فسق کے باعث نہ نکاح ٹوٹتا ہے نہ مہر ساقط ہوتا ہے۔ خلوت صحیحہ کے بعد پورے مہر کا ادا کرنا شوہر پر لازم ہے اور عورت کو اپنے حق مہر کا مطالبہ کرنے کا حق حاصل ہے۔ رد المحتار میں ہے کل احد يعلم ان الجهاز للمرأة تاخذہ کله اذا طلقها واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ صفر ۱۳۸۹ھ

مہر کا مطلب اور اس کے احکام

سوال: جناب مولانا مفتی صاحب، دارالعلوم احسن البرکات نزد ہوم اسٹیڈ ہال، حیدر آباد، السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ قرآن و حدیث کی روشنی میں کیا فرماتے ہیں علماء کرام ان مسائل کے بارے میں کہ
 ۱۔ نکاح میں مہر کی کیا اہمیت ہے؟

۲۔ مہر عند الطلب اور مہر معجل و موجل کسے کہتے ہیں؟

۳۔ دولہا مہر نکاح سے پہلے ادا کرے یا نکاح کے بعد؟ اگر بعد میں ادا کرنے کا حق رکھتا ہے تو کیا دلہن سے ہم بستری سے پہلے یا بعد میں مہر ادا کرے؟

۴۔ اگر شریعت کے قانون کے مطابق مہر وقت پر ادا نہ کیا تو ادائیگی میں تاخیر کرنے والا گناہگار ہوگا؟

۵۔ کیا بیوی ہمیشہ کے لئے مہر معاف کرنے کا حق رکھتی ہے۔ جبکہ شوہر مہر دینے کے قابل ہو؟

برائے کرم ان مسائل کا حل مرحمت فرما کر مشکور ہوں عین نوازش ہوگی۔

عزت افزائی کا متمنی، فہیم الدین صدیقی، الیاس آباد، حیدر آباد

۸۶۔ الجواب هو الموفق للصواب: ۱۔ وہ رقم معین جس کا ادا کرنا، از روئے شریعت، شوہر پر واجب ہو، اصطلاح شرع میں اسے مہر کہتے ہیں، نکاح میں اگر مہر کا ذکر مطلقاً نہ ہو تو بھی کم از کم دس درہم مہر لازم آئے گا جس کی مقدار وزن کے اعتبار سے دو تولہ سات ماشہ ۴ رتی چاندی ہے۔ (سنی بہشتی زیور، فتاویٰ رضویہ)

۲۔ مہر عند الطلب اور مہر معجل کا مفہوم ایک ہی ہے، اس میں عورت کو اختیار ہوتا ہے کہ جب تک وصول نہ کرے رخصت نہ ہو اور اگر رخصت ہو گئی ہے تو اب بھی اختیار ہے کہ جب چاہے مطالبہ کرے اور اپنے کو شوہر سے روک سکتی ہے، یہ حق اسے مہر وصول کرنے تک ہمیشہ حاصل رہے گا، مؤجل، جس کی میعاد قرار پائی ہو کہ دس برس یا بیس برس یا پانچ دن کے بعد ادا کیا جائے گا تو جب تک وہ میعاد نہ گزرے عورت کو مطالبہ کا اختیار نہیں اور میعاد گزرنے کے بعد ہر وقت مطالبہ کر سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ مہر نکاح سے لازم ہوتا ہے لہذا بعد میں جب چاہے یا معاہدہ کے تحت وقت مقرر پر یا مطالبہ زوجہ پر ادا کرے۔ واللہ اعلم

۴۔ مہر، خالص عورت کا حق ہے جب وقت آئے یا معجل کی صورت میں عورت مطالبہ کرے تو فوراً دینا چاہیے بلا وجہ تاخیر سے گناہ لازم آئے گا کہ حقوق کو روکنا پایا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۵۔ عورت نے مہر تنہائی میں معاف کیا تو عند اللہ معاف ہو گیا لیکن قضاء عورت کے اقرار یا گواہوں کے ذریعہ ثبوت ضروری ہے۔ (فتاویٰ رضویہ) تاہم معاف کرنے یا ہبہ کرنے کے بعد بھی زیادتی ہو جائے تو وہ لینے کا اختیار رکھتی ہے۔ (در مختار) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۸۵ / ۱۹۸۴ء

۸۶۔ الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

شرعی مہر اور حق پرورش

سوال: مکرمی جناب مفتی صاحب، السلام علیکم

جناب عالی! آپ سے میں تین سوال کرنا چاہتا ہوں کہ آپ ان کا جواب اسلام کی رو سے دیں۔

۱۔ شادی کا مہر جو ساڑھے بتیس روپے چلا آ رہا ہے تو یہ مہر اس وقت کا ہے کہ جب لوگوں کی آمدنی بھی چھ سات روپے ماہانہ تھی اور چاندی کا سکہ چلتا تھا اب اس کے برعکس ہے ہمارے ہاں ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے اور مبلغ پچیس روپے کا چیک دے کر چلا آیا کیا یہ صحیح ہے؟ کیا اس کو مہر کی رقم پرانے سکے کے حساب سے دینی چاہئے؟ جو کہ اس وقت کے چاندی کے بھاؤ سے ساڑھے تین تولہ چاندی ہوتی ہے یا نہیں؟

۲۔ جس لڑکی کو طلاق دی گئی ہے اس کے چار بچے ہیں جن کی عمریں چھ سال کے اندر اندر ہیں وہ بچے ماں کے پاس رہنا چاہتے ہیں یا باپ کے پاس اور اگر ماں کے پاس رہیں تو ان کا خرچ کون برداشت کرے گا؟

۳۔ اور عدت کے کتنے دن ہوتے ہیں اس کا خرچ بھی لڑکا دے گا یا نہیں؟ اور جو سامان لڑکی کے والدین نے دیا ہے وہ واپس کرنے کا حق ہے یا نہیں؟

جناب عالی! بعد میں معلوم ہوا کہ طلاق دینے کے نوے (۹۰) دن کے اندر اندر کوئی ایسی شرط ہے کہ میاں و بیوی میں مصالحت ہو سکتی ہے؟ السائل۔ ماسٹر لعل بخش، امریکن کوارٹر حیدر آباد سندھ

۸۶ الجواب هو الموفق للصواب: صورت مسئلہ عنہا میں جب کہ مہر ساڑھے بیس روپیہ مقرر کیا گیا تو مہر شرع مجہری لازم آیا۔ اور مہر شرع مطہر کی کی جانب کم از کم دس درہم ہیں یعنی دو تولہ سات ماشہ ۴، رتی چاندی ہے۔ جس کی قیمت گھٹتی بڑھتی رہتی ہے مہر دیتے وقت جو قیمت ہو اسی کے حساب سے مہر دیا جائے گا۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ بچہ کی پرورش کا حق ماں کے لئے ہے خواہ وہ نکاح میں ہو یا نکاح سے باہر ہو گئی ہو ہاں اگر بچہ کی ماں نے بچہ کے نسب میں غیر محرم سے نکاح کر لیا تو اسے پرورش کا حق نہ رہا (ردالمحتار۔ عالمگیری وغیرہ) جس عورت کو حق پرورش حاصل ہے اس کے پاس لڑکے کو اس وقت تک رہنے دیں کہ اب اسے اس کی حاجت نہ رہے یعنی آپ کھاتا، پیتا اور استنجاء کر لیتا ہو اس کی مقدار سات برس کی عمر ہے اور لڑکی اس وقت تک عورت کی پرورش میں رہے گی کہ حد شہوت نہ پہنچ جائے اس کی مقدار نو برس کی عمر ہے (خانیہ، بحر الرائق) نابالغ اولاد کا نفقہ باپ پر واجب ہے۔ (عالمگیری) واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ عورت شوہر کے یہاں بیمار ہوئی اور اپنے میکے چلی گئی تو اگر اتنی بیمار ہے کہ سواری ڈولی وغیرہ پر بھی نہیں آ سکتی تو نفقہ کی مستحق ہے اور اگر آ سکتی ہے مگر نہیں آتی تو ان دنوں کے نفقہ کی مستحق نہیں، پھر ایسی حالت میں طلاق ہوئی تو عدت کا نفقہ بھی نہیں پائے گی۔ (درمختار)۔ عدت کے دن اگر عورت حاملہ ہے تو وضع حمل تک ہیں یعنی عورت لے ہاں بچہ پیدا ہو لے اور اگر حاملہ نہیں تو عورت کو تین حیض کامل آجائیں تو اس کی عدت ختم ہو جائے گی۔ لڑکی کو جو سامان اس کے والدین کے ہاں سے ملا، وہ اس کی ملکیت ہے۔ طلاق کی صورت میں اپنا تمام سامان واپس لے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۶۱۱ / ۱۹۸۵ء

۸۶ الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

اگر مہر بعد میں بڑھا دیا تو کتنا دینا ہوگا؟

سوال: محترمی مکرمی جناب مفتی صاحب دام اقبالکم السلام علیکم

ایک شخص دوسری شادی کرتا ہے اور پہلی بیوی کا مہر مبلغ سات ہزار روپیہ سے بڑھا کر چالیس ہزار روپیہ دو معتبر گواہوں کے سامنے مقرر کرتا ہے۔ پھر ۴ سال بعد پہلی بیوی کو طلاق دے دیتا ہے۔ اب طلاق دینے کے بعد اس کو کتنی رقم حق مہر، میں دینی چاہئے؟ قرآن و سنت کی رو سے کیا حکم ہے۔ فتویٰ عنایت فرمائیں۔

فقط والسلام عبدالواحد، لچپت روڈ حیدر آباد، رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ / ۲۳ مئی ۱۹۸۵ء

۷۸۶ جواب: ہوا الموفق للصواب: صورت مسئلہ میں جبکہ پہلی بیوی کی مہر کی رقم مبلغ سات ہزار روپیہ مقرر تھی اور پھر بعد میں فریقین کی باہمی رضامندی سے اسٹامپ پر کہ اس پر گواہان کے دستخط بھی موجود ہیں شوہر نے پہلی بیوی کی رقم مہر کی بڑھا کر مبلغ چالیس ہزار روپیہ کر دی تو اب مہر کی رقم مبلغ چالیس ہزار روپیہ پہلی بیوی کی ہو گئی اور بعد طلاق پہلی بیوی اپنے مہر کی رقم مبلغ چالیس ہزار روپیہ وصول کرنے کی شرعاً حقدار ہے۔ قال اللہ تعالیٰ: **وَأَتَيْتُمُ احْلَهُنَّ قِنْطَارًا (النساء: 20)**۔
واللہ بالصواب احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید، ۱۸ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ / ۸ جون ۱۹۸۰ء

شرعی مہر کی مقدار

سوال: ۱۔ شرعی مہر کی رقم کتنی ہے؟ اعجاز احمد ولد عبدالشکور، لطیف آباد یونٹ نمبر ۹، حیدر آباد
۷۸۶ جواب: ہوا الموفق للصواب: مہر کی کم سے کم رقم دس درہم چاندی ہے زیادہ کی کوئی حد شرعاً مقرر نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۳ ذی قعد ۱۴۰۴ھ

شرعی مہر میں آج کی رقم لی جائے

سوال: ۲۔ پندرہ سال پہلے شرعی محمدی مہر کی رقم جو کہ نکاح نامہ میں درج ہے وہ لی جائے یا آج کل جو ہو وہ لی جائے؟
اعجاز احمد ولد عبدالشکور، لطیف آباد نمبر ۹، حیدر آباد
۷۸۶ جواب: ہوا الموفق للصواب: مہر شرعی کی کوئی حد تعداد مقرر نہیں صرف کمی کی طرف حد معین ہے کہ دس درہم چاندی جس کا وزن دو تولے ساڑھے سات ماشے چاندی ہے لہذا آج کل چاندی کی قیمت، دو تولے ساڑھے سات ماشے کی جو بنتی ہے وہ مہر میں دینا ہوگی اگرچہ پندرہ سال قبل دس درہم جسے شرعی مہر کہا جاتا ہے باندھا ہو۔ (فتاویٰ رضویہ جلد پنجم)۔ واللہ تعالیٰ اعلم
احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید، ۳ ذی قعد ۱۴۰۴ھ، یکم اگست ۱۹۸۴ء
۷۸۶ جواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۳ ذی قعد ۱۴۰۴ھ

مہر خالص عورت کا حق ہے بعد انتقال، حق وارثان، کی طرف منتقل ہو جائے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: شوہر نے اپنے بیوی کو طلاق دے دی بیوی نے اپنے مہر کا مقدمہ پاکستانی عدالت میں انصاف کے لئے دائر کر دیا مقدمہ چلتا رہا۔ اس درمیان شوہر و بیوی دونوں کا انتقال ہو گیا۔ شوہر کا باپ زندہ ہے اور بیوی کے ورثاء بھی زندہ ہیں۔ عدالت عالیہ نے فیصلہ بیوی کے ورثاء کے حق میں کر دیا ہے۔ مہر کی رقم ۵۰۰۰/= مانی گئی ہے۔ عدالت عالیہ نے ۵۰۰۰/= روپیہ کے بجائے ۵۶۰۰ کی رقم کر دی ہے۔ لہذا شرعاً حکم بتایا جائے کہ مرحوم پر بیوی کے مہر کا قرض، دونوں میاں بیوی کے مرنے کے بعد ختم ہو گیا یا کہ ابھی باقی ہے عاقبت میں چھٹکارے کے لئے ادائیگی کرنا ضروری ہے۔ یا مرنے کے بعد ختم اور بیوی کے ورثاء وصول کرنے کے مجاز ہیں یا نہیں؟ اگر ادائیگی شوہر کے ورثاء نے

کردی تو مرحوم قرض سے ادا ہو جائے گا یا نہیں؟ فقط عبدالرؤف، گلشاہ روڈ، نئی بستی، چوڑی گلی حیدر آباد

۸۶ الجواب: قرآن کریم نے مہر کو، خاص حق عورت کا قرار دیا ہے۔ وہ جب تک خود معاف نہ کرے۔ اپنی زندگی میں اس کی مستحق ہے۔ اور انتقال کر جائے تو یہ حق اس کے ورثاء کی طرف منتقل ہو جائے گا۔ البتہ وارثان زن میں عاقل بالغ معاف کر دے گا اس کا حصہ معاف ہو جائے گا اور سب عاقل بالغ ہوں اور سب معاف کر دیں تو سب معاف ہو جائے گا (فتاویٰ رضویہ) تو میاں بیوی کے مرجانے سے حق مہر ساقط نہیں بلکہ اور مؤکد ہو جاتا ہے۔ جس کی ادائیگی ورثاء شوہر پر لازم ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد ظلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۳ھ

مہر عورت کا حق ہے اگر اسے معاف کر دیا تو معاف ہو گیا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ زید فوت ہو گیا اور زید کی بیوی نے میت اٹھانے سے قبل جو مہر زید پر واجب الادا تھا کثیر مستورات کے رو برو تین مرتبہ مہر معاف کر دیا ایسی صورت میں بیوی یا اس کے رشتہ دار مہر لینے کا حق رکھتے ہیں یا نہیں؟

۲۔ دیگر بیوی اپنے شوہر زید کے گھر میں عدت پوری کرے یا اپنے والدین کے گھر جا کے عدت پوری کر سکتی ہے؟

۳۔ زید کی بیوی اپنے والدین کے یہاں سے زیورات پارچہ جات و دیگر سامان جہیز کی صورت میں لائی زید نے نکاح کے وقت اپنی بیوی کو جو طلائی زیورات اور پارچہ جات دئے تھے آیا وہ بیوی کو لینے کا حق ہے؟ یا مرحوم کے لواحقین مذکورہ سامان کے مستحق ہیں یا مشترک ملکیت۔ اگر تقسیم کی جائے تو کس صورت میں ہوگا؟

۴۔ زید فوت ہو گیا زید کی بیوہ کو تقریباً تین ماہ کا حمل ہے اور بیوہ مرحوم کے گھر کے بجائے اپنے والدین کے ہاں عدت گزار لے تو اس صورت میں اس کے اخراجات بیوہ کے والدین برداشت کریں گے یا مرحوم کے والدین۔

السائل محمد احمد، احمد سوٹ مارٹ، اسٹیشن روڈ، میرپور خاص

۸۶ الجواب: ۱۔ مہر عورت کا حق ہے اگر اس نے بخوشی، اپنا حق معاف کر دیا معاف ہو گیا اس کے باوجود وہ اس کا مطالبہ کرتی ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اس نے بخوشی معاف نہیں کیا تھا لہذا اب دوبارہ مطالبہ کا حق اس کا محفوظ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ شوہر کی موت کے وقت جس مکان میں عورت کی سکونت تھی اسی مکان میں عدت پوری کرے، ہاں کوئی ضرورت ایسی آ پڑے کہ گھر سے نکلنا ناگزیر ہو تو وہ ضرورت بیان کر کے حکم شرعی حاصل کرنا لازم ہے۔ بلا وجہ شرعی اس گھر سے نکلی تو گناہ گار ہوگی۔ (عالمگیری) واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ جہیز جو عورت کے والدین سے ملا وہ تو تمام و کمال عورت کا ہے وہ واپس لے جاسکتی ہے اور شوہر نے نکاح کے وقت جو زیورات وغیرہ عورت کو دیئے اس کے قبضہ میں رہے یہاں تک کہ شوہر کا انتقال ہو گیا تو وہ بھی عورت کے ہیں، شوہر کے ورثاء کو اختیار نہیں ہاں اگر صراحۃً کہہ دیا تھا کہ یہ صرف پہننے کے لئے دیا ہے زیور شوہر کی ملکیت رہے گا تو اہلیہ اس کی مالک۔

نہیں۔ اس میں وراثت جاری ہوگی عورت بھی اپنا حصہ پاسکتی ہے۔ (درمختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم
۴۔ عدت موت کا نفقہ نہیں جس کا مطالبہ کیا جاسکے عورت جہاں رہتی ہے وہاں سے کرے۔ (عامہ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم
العبد محمد خلیل خان قادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ شعبان ۱۴۰۲ھ

اگر رخصتی سے قبل طلاق ہوگئی تو نصف مہر دینا ہوگا

سوال: محترمی جناب حضرت مفتی محمد خلیل خان صاحب قادری برکاتی، دارالعلوم احسن البرکات حیدرآباد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علماء مندرجہ ذیل مسئلے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ: مسمی بابودین ولد عبدالغنی کی دختر رخسانہ کا نکاح مورخہ ۱۹۷۲ء ۶۔۱۱۔ کو مسمی اسماعیل ولد عبداللہ کے ہمراہ ہوا تھا جس میں مہر غیر معجل مبلغ دس ہزار روپیہ سکہ رائج الوقت مقرر ہوا تھا بعض وجوہات کی وجہ سے رخصتی نہ ہو سکی اب مسمی اسماعیل ولد عبداللہ، رخسانہ بنت بابودین کو نا معلوم بنا کی وجہ سے طلاق دینے پر آمادہ ہو گیا ایسی صورت میں کہ لڑکی ایک دفعہ بھی ان کے گھر نہیں گئی طلاق واقع ہوئی ہے تو مہر مسمی اسماعیل ولد عبداللہ کو کتنا ادا کرنا پڑے گا عدت واقع ہوگی یا نہیں؟ اگر ہوگی تو مسمی اسماعیل ولد عبداللہ کو نان نفقہ ادا کرنے پڑے گا یا نہیں۔ برائے کرم اس مسئلے کا جواب قرآن و سنت کی روشنی میں عنایت فرمائیں۔ العارض بابودین، مکان نمبر ۱۳۵ عقب فقیر نالہ

میر کا پلاٹ، میر پور خاص

۸۶۔ الجواب: اگر واقعی رخصتی عمل میں نہ آئی یعنی وطی یا خلوت صحیحہ نہیں پائی گئی اور شوہر نے طلاق دے دی تو جتنا مہر مقرر

تھا اس کا نصف شوہر پر واجب ہوگا۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ (بقرہ: 237)

۲۔ طلاق کی عدت غیر مدخلہ پر نہیں یعنی اب تک شوہر سے خلوت نہ ہوئی تھی تو اصلاً عدت نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عَدَاةٍ (احزاب: 49)

۳۔ خلوت صحیحہ کے بغیر طلاق دی جائے تو جس طرح عورت پر عدت نہیں شوہر پر عدت کا نفقہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان قادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ

بیویوں کا انتقال ہو گیا تو حق مہر و ارثان کی طرف منتقل ہو گیا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک شخص نے دو شادیاں کیں دونوں بیویوں کا انتقال

ہو چکا ہے اور اس نے دونوں کا مہر ادا نہیں کیا اب وہ مہر کا کیا کرے؟ سائل حبیب خان، ضلع نواب شاہ

۸۶۔ الجواب: ہوا الموفق للصواب: شخص مذکورہ پر مہر کی رقم ادا کرنا لازم ہے اور یہ رقم مرحوم بیویوں کے ورثاء کے لئے

ہوگی جن میں یہ خود بھی شامل ہے، (عامہ کتب)۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۸ شعبان ۱۴۰۵ھ - ۱۹ مئی ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۲۸ شعبان ۱۴۰۵ھ

رخصتی سے قبل طلاق ہوگئی تو نصف مہر دینا ہوگا

سوال: جناب مفتی محمد خلیل خان صاحب برکاتی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ

۱۔ زید کا ہندہ کے ساتھ نکاح مبلغ ۱۲۵ روپے (حق مہر) پر ہوا خلوت صحیحہ کی نوبت نہیں آئی تھی کہ زید نے طلاق دے دی۔ اب زید کے ذمے مہر کی ادائیگی کتنی ہے؟

۲۔ ایک دیوبندی مولوی نے آکر فریقین کو یہ کہا کہ اب زید کو ایک ہزار روپے ادا کرنے ہوں گے کیوں کہ جب نکاح ہوا تھا اس وقت سکہ کی قیمت زیادہ تھی اب کم ہے۔ دوسرے فریق نے ایک ہزار کی رقم ادا کر دی۔ اب مخالف فریق نے عدالت میں تین ہزار روپے مہر کا دعویٰ کر دیا۔ آپ سے گزارش ہے کہ مذکورہ صورت میں شرعی حق مہر کی ادائیگی کے بارے میں عوی عنایت فرمائیں کہ کتنی ادائیگی ہوگی؟ اس دیوبندی مولوی کا کہاں تک کہنا درست ہے؟ آیا امامت میں اس کی اقتداء جائز ہے؟ اور ہندہ کے بھائیوں نے جو ناجائز طور پر ایک ہزار روپیہ وصول کر کے مزید ظلم کیا ہے شرعاً ان کے ساتھ کیسا برتاؤ کرنا چاہئے؟ قاری محمد تبسم، مرید کے تحصیل فروز والا، شیخوپورہ

۷۸۶ الجواب: عقد نکاح کے وقت مبلغ ۱۲۵ روپیہ کی قیمت دس درہم چاندی سے یقیناً کم نہ تھی بلکہ اب بھی کم نہیں کہ دس درہم وزن تقریباً تین تولہ ہوتا ہے اور سکہ رائج الوقت کے اعتبار سے اب بھی اس کی قیمت ۶۰ روپے ہوئی اور فرض کر لو وقت عقد تو یہ رقم دس درہم چاندی کی قیمت سے زائد یا برابر تھی اور اب کم ہوگئی تب بھی عورت وہی پائے گی اسے رد کرنے اور اس سے زائد کا مطالبہ کرنے کا اسے کوئی حق نہیں۔ اور جبکہ یہ طلاق خلوت صحیحہ سے قبل واقع ہوئی اس سے مہر مقرر کا صرف نصف حصہ یعنی ۵/۶۲ عورت کا حق ہے۔ اس سے زائد وصول کرنا شوہر پر ظلم ہے۔ دیوبندی مولوی نے ۱۲۵ روپے کو ۱۲۵ تولہ بنا دیا اور وہ حکم جڑ دیا جبکہ مبلغ کا لفظ سکہ رائج الوقت بتاتا ہے نہ کہ وزن۔ نکاح نامہ کام میں لائیں یا پھر گواہوں کی طرف رجوع ہوں اور حکام سے فیصلہ لیں کہ ظالموں کا مداد فتاویٰ سے نہیں ہوتا۔ (در مختار، رد المحتار) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ رجب المرجب ۱۴۰۹ھ

عورت مہر کا مطالبہ کر سکتی ہے یا نہیں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: اگر کوئی زوج اپنے زوج سے مہر کا مطالبہ کرے تو کر سکتی ہے یا نہیں۔ جبکہ مہر عند الطلب ہے۔ نیز زوج اگر حیلہ بہانے کرے اور تشدد کرے اور مہر نہ دینا چاہتا ہو تو قانوناً و شرعاً اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ رفیق محمد صدیقی، تاریخ ۱۳ اگست ۱۹۸۱ء

۷۸۶ الجواب: مہر جبکہ عند الطلب ہے کہ عورت جب طلب کرے، شوہر پر لازم ہے کہ اسے ادا کرے۔ اور جبکہ وہ ہے

بھی معجل، تو بیشک اس کے لئے عورت کو اختیار ہے کہ جب تک وصول نہ کرے رخصت نہ ہو اور اگر رخصت ہو گئی تو اب بھی اسے اختیار ہے کہ جب چاہے مطالبہ کرے اور اس کے وصول تک اپنے آپ کو شوہر سے روک لے۔ اگرچہ رخصت کو بیس برس گزر جائیں اور شوہر کو حلال نہیں کہ عورت کو مجبور کرے اگرچہ اس سے بیشتر، عورت کی رضا مندی سے وطی و خلوت ہو چکی یعنی یہ حق عورت کو ہمیشہ حاصل ہے جب تک وصول نہ کرے اور شوہر کو حیلہ بہانا کرنا جائز نہیں۔ مہر بہر حال اسے دینا ہے۔ زندگی میں نہ دیا تو بعد موت، اس کے مال سے عورت وصول کرے گی۔ اور عورت کا انتقال پہلے ہو جائے تو اس کے ورثہ اس سے وصول کریں گے۔ مہر بہر حال عورت کا حق ہے اسے کوئی ختم نہیں کر سکتا۔ (در مختار، رد المحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ شوال المکرم ۱۴۰۱ھ

جب حق زوجیت عمل میں آ گیا تو مہر مودہ ہو گیا

سوال: جناب مفتی خلیل صاحب السلام علیکم

جس رات میں اپنی بیوی کو بیاہ کر لایا تو اس کو بہت تیز بخار چڑھا ہوا تھا۔ تیسرے روز سے اس کو ڈاکٹر کو دکھلایا۔ دو سال تک اس کا مسلسل علاج کرایا اور اچھے سے اچھے ڈاکٹر کو دکھایا لیکن اس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہوئی لڑکی اور لڑکی کی ماں کو معلوم تھا کہ لڑکی میں اندرونی خرابیاں تھیں۔ شادی سے پہلے ان لوگوں نے لڑکی میں اندرونی خرابیوں کے مطابق کچھ نہیں بتایا شادی ہونے کے بعد میں لڑکی کی وجہ سے اتنا پریشان رہا کہ اپنا کام دھندا بھی ختم کر چکا اور لڑکی اتنے عرصہ میں حق زوجیت ادا نہیں کر سکی اور میں حق زوجیت سے کما حقہ محروم رہا۔

اب میں اس کو رکھنا نہیں چاہتا اب مجھے شرعاً طلاق کا فتویٰ دیجئے؟

جناب والا چودہ ہزار روپے میں نے اپنی شادی میں خرچ کئے اور سات ہزار روپے میں نے اپنی بیوی کے علاج پر اٹھائے اب یہ کہاں تک مجھ سے اپنے مہر اور جہیز کی شرعاً حقدار ہے؟ آپ مہربانی کر کے فتویٰ دیں۔

مظہر حسین ولد نذر حسین۔ ممتاز بیگم زوجہ مظہر حسین، پختہ قلعہ مکان ۷۷، پلاٹ ۳

۸۶۷ جواب: نکاح شرعی کے بعد جب کہ میاں بیوی کے مابین حق زوجیت عمل میں آ چکا ہے اور شوہر اس سے ہم بستر ہو چکا تو مہر مودہ ہو گیا کہ پورا مہر جب تک عورت معاف نہ کرے، کل خواہ اس کا کوئی حصہ، معاف نہ ہوگا۔ بلکہ شوہر پر قرض ہے۔ طلاق خواہ موت کے بعد ادائیگی لازم ہوگی (عامہ کتب) اور جہیز تو تمام و کمال عورت ہی کا ہے، عورت ہی اس کی حقدار ہے۔ طلاق کی صورت میں پورا جہیز واپس لے گی اور موت کی صورت میں اس کے ورثہ پر تقسیم ہوگا (در مختار وغیرہ) اب کہ ان دونوں میں باہمانہ نہیں آتا، شوہر کو اختیار ہے کہ اسے طلاق دے دے اور مہر ادا کرنے کی سکت رکھتا ہے تو پورا پورا ادا کر دے یا اس سے معاف کرے۔ جہیز میں اس کا کوئی حق نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ شوال المکرم ۱۴۰۱ھ

عورت بغیر گواہوں کے اپنا مہر معاف کرے تو معاف ہوگا یا نہیں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں کہ

۱۔ اگر عورت نے اپنے شوہر کو بغیر شاہدین کے مہر معاف کر دیا تو آیا اس صورت میں مہر معاف ہوا یا نہیں۔ اور بعد میں شاہدین کے سامنے مہر دینا ضروری ہے یا نہیں؟

۲۔ اگر عورت اپنے شوہر کو مہر معاف کر دے بغیر شاہدین کے آیا اس صورت میں شوہر بیوی کے پاس جاسکتا ہے یا نہیں؟

۳۔ اگر شوہر نے اپنی بیوی کو حق مہر نہ دیا ہو اور بیوی نے معاف نہ کیا ہو تو آیا اس صورت میں شوہر اپنی بیوی سے جماع کر سکتا ہے یا نہیں؟ جواب دے کر مشکور ہوں فقط والسلام عبدالرشید طارق، ۱۱۵/۱۹۸۰ء

۸۶۷ جواب: جاہلوں میں مشہور ہے کہ، مہر ادا کئے بغیر، یا بلا معاف کرائے، عورت کو ہاتھ لگانا حرام ہے، یہ محض لغو و غلط اور بے اصل بات ہے۔ ہاں مہر خالص عورت کا حق ہے۔ اور مہر معطل ہو تو اسے وصول کرنے کے لئے عورت اپنے کوشاں سے روک سکتی ہے اور شوہر کو حلال نہیں کہ عورت کو مجبور کرے۔ اگرچہ اس سے بیشتر عورت کی رضا مندی سے وطی ہو چکی ہو۔ یعنی یہ حق عورت کو ہمیشہ حاصل ہے جب تک وصول نہ کر لے۔ (خانگیری، درمختار وغیرہ) پھر جب کہ مہر، عورت کا حق ہے تو وہ اپنا حق معاف کر سکتی ہے اگرچہ گواہ موجود نہ ہوں۔ یا کسی کو گواہ نہ کیا ہو۔ البتہ اختلاف کی صورت میں بغیر گواہوں کے، شوہر کا یہ دعویٰ قبول نہ ہوگا کہ عورت مہر معاف کر چکی ہے جبکہ عورت منکر ہو۔ یونہی مرد یہ دعویٰ کرے کہ میں مہر ادا کر چکا ہوں تو گواہوں کے بغیر یہ دعویٰ مسموع نہ ہوگا جبکہ عورت کو انکار ہو۔ لہذا گواہوں کے سامنے دینا ضروری نہیں، اختلاف کی صورت میں گواہوں کی ضرورت ہوگی۔ ورنہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ

مہر کی کم سے کم مقدار

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص کا نکاح مبلغ بتیس روپیہ پچیس پیسے معطل پر ہوا ہے جو کہ ادا کر دیا گیا بعد اس کے دوسرے دن لڑکی کے والد صاحب نے بجائے مہر مذکورہ کے مبلغ دس ہزار مہر کا مطالبہ کر دیا۔ ازراہ کرم ارشاد مبارکہ شرع شریف سے مطلع فرمائیں آیا موصوف کا مطالبہ جائز ہے یا نہیں؟ بعد شادی و نکاح کے مہر میں تبدیلی کم و بیش از روئے شرع جائز ہے یا نہیں۔ جواب سے آگاہ فرمائیں۔

حسن عالم خان، کواٹر نمبر، 81 سندھ یونیورسٹی، ۱۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۹ھ / ۱۲ اپریل ۱۹۷۹ء

۸۶۷ جواب: مہر کم سے کم دس درم ہے اس سے کم نہیں ہو سکتا۔ جس کی مقدار تقریباً پونے تین تولہ چاندی ہے یا اس کی قیمت کا سکہ رائج الوقت۔ اس سے کم مہر باندھا گیا تو دس درم واجب ہوا۔ عورت صرف اسی کا مطالبہ کر سکتی ہے۔ زیادہ کا نہیں۔ ہاں شوہر، مقررہ مہر پر کچھ مقدار بڑھا دے تو یہ مقدار بھی، شوہر پر واجب ہوگئی۔ (درمختار، رد المحتار) لڑکی کے والد کو

مقررہ مہر پر اپنی مرضی سے بڑھانے کی اجازت نہیں تاہم اگر وہ بڑھادے گا تو شوہر پر اس کی ادائیگی لازم نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۹ھ

اگر بعد میں مہر بڑھادیا تو تجدید نکاح کی ضرورت نہیں

سوال: محبت الفقراء معین الشرفاء عزت مآب عالی جناب مفتی صاحب، السلام علیکم

بعد سلام مسنون گزارش ہے کہ برائے کرم فتویٰ تحریر فرمائیے کہ: جب دولہا یہ اقرار کر لیتا ہے کہ میں نے فلاں بنت فلاں اتنے مہر کے بدلے قبول کی ہے۔ دولہا کہتا ہے کہ میں نے قبول کی کیا یہ اقرار کرنے کے بعد اس مہر میں جو مقرر ہو کر قاضی صاحب نے کہلایا اب کسی قسم کا مزید اقرار یا رد بدل ہو سکتا ہے۔ شرع محمدی کے مطابق فتویٰ تحریر فرمادیجئے۔

فقط احقر جان عالم خان، کوارٹر D/81 سندھ یونیورسٹی جامشورو، ۱۸/۷/۱۹۷۹ء

۷۸۶ الجواب: شوہر کو ہر وقت زوجہ کے مہر میں زیادت کا اختیار ہے اور اب مہر یہی قرار پائے گا جو بعد اس زیادت کے مقرر ہوا۔ اس کے لئے تجدید نکاح کی حاجت نہیں۔ بلا تجدید بھی زیادت کر سکتا ہے۔ نہ اس میں گواہوں کی ضرورت ہے۔ تنہائی میں باہم اضافہ کر لینا صحیح ہو جائے گا۔ ہاں اگر شوہر انکار کر دے تو ثبوت کے لئے گواہ درکار ہوں گے۔ نہ زیادت، جنس مہر سے ہونی لازم۔ خلاف جنس بھی صحیح ہے مثلاً روپے مہر تھے اب کوئی جائیداد اضافہ کر دی۔ وہ روپے اور یہ جائیداد سب کا مجموعہ مہر ہو جائے گا۔ نہ اس زیادت کے لئے اگلے مہر کا باقی ہونا شرط ہے۔ اگر ادا کر دیا یا معاف ہو چکا ہے تو اس کے بعد بھی زیادت روا ہے۔ البتہ یہ بات ضروری ہے کہ اس زیادتی کی مقدار مقدم و معین ہو دوسرے یہ کہ اسی مجلس میں عورت نے یا وہ نابالغہ ہے تو اس کے ولی نے اسے قبول کر لیا ہو۔ (در مختار، رد المحتار، فتاویٰ رضویہ) یوہیں عورت کل مہر یا جہیز معاف کر دے تو معاف ہو جائے گا بشرطیکہ شوہر نے انکار نہ کر دیا ہو۔ (در مختار) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ شعبان اعظم ۱۳۹۹ھ/۱۹ جولائی ۱۹۷۹ء

قرآن کریم ہاتھ سے نیچے آ رہے / نذر کس طرح پوری کرے / مہر کس وقت ادا کرے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسائل میں شریعت کا کیا فیصلہ ہے۔

- ۱۔ اگر قرآن مجید ہاتھ سے گر جائے تو اس کا کیا کوئی صدقہ ہے؟ یا غلطی سے قرآن مجید جل جائے تو اس کا کیا صدقہ ہے؟
- ۲۔ اگر کوئی نذر مانے یا اللہ یہ کام ہو جائے تو میں اتنی رکعت پڑھوں گا یا روزے رکھوں گا یا جانور ذبح کروں گا اور پہلے یہ کام کر دے تو ادا ہو جائیں گے یا نہیں؟ یا بعد میں کرے یہ دونوں طرح جائز ہے یا نہیں؟
- ۳۔ مہر کب ادا کرے جماع کرنے سے پہلے یا بعد میں؟ اور کس مدت میں ادا کر دے ورنہ کیا شریعت میں سزا ہے؟ اور کیا اولاد حرام ہوگی یا حلال ہوگی؟ فقط السائل عبد القدیر، ٹنڈوالہیار سندھ، مورخہ ۱۲ دسمبر ۱۹۷۴ء

۷۸۶ الجواب: ۱۔ ایسی حالت میں توبہ و استغفار کرے اور طمانیت قلبی کے لئے جو کچھ بھی خیر خیرات، صدقات کر سکتا ہے

اس میں دریغ نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ جب وہ کام پورا ہو جائے تب اس پر نذر کا پورا کرنا لازم ہے۔ اس سے پہلے روزہ رکھے گا یا نماز پڑھے گا جس کی اس نے اس کام کے پورا ہو جانے پر منت مانی تھی یا جانور ذبح کر دے گا تو یہ علیحدہ نوافل میں شمار ہوں گے۔ کام پورا ہونے کے بعد اسے دوبارہ کرنا لازم ہوگا۔ (ردالمحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ مہر معجل ہے تو عورت جب چاہے اس کا مطالبہ کر سکتی ہے اسے ادا کرنا ضروری ہے اور مؤجل ہے تو تا وقتیکہ طلاق یا موت واقع نہ ہو عورت فوری طور پر اسے وصول کرنے کا حق نہیں رکھتی۔ ہاں اگر خاندان میں مہر کے لین دین کے مطابق کوئی رواج چلا آ رہا ہے تو اس صورت میں اس رواج کے مطابق عمل کیا جائے۔ یوہیں اگر مہر نہ معجل ہے نہ مؤجل بلکہ مطلق ہے تو اس کے خاندان میں جتنا بیشتر ادا کرنے کا رواج ہے اس کا حکم مہر معجل کا ہے یعنی اس کے وصول کرنے کے لئے عورت اپنے آپ کو شوہر سے روک سکتی ہے۔ شوہر عورت کو مجبور نہیں کر سکتا اور بہر صورت جماع حلال ہے جبکہ عورت کی مرضی سے ہو۔ اور اولاد بہر حال ثابت المنسب ہوگی کہ نکاح صحیح سے متولد ہوئی۔ (ردالمحتار، عالمگیری وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ ذی قعد ۱۳۹۳ھ

مہر اور نان نفقہ کے مسائل

سوال: جناب مفتی محمد خلیل خان صاحب برکاتی مدظلہ العالی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل کے بارے میں کہ: ۱۔ خاوند جس وقت اپنی بیوی کی طلاق دے تو مہر کی ادائیگی ضروری ہے یا نہیں؟ ۲۔ عورت کا خرچہ کس کے ذمہ ہے؟ ۳۔ اگر بچی ہے تو اس کی پرورش کا کس کو حق ہے کتنے عرصہ تک اور بچی کا خرچہ کس کے ذمے ہے؟ ۴۔ اور جہیز کا سامان خاوند یا بیوی میں کس کی ملکیت ہوگا۔ جواب دے کر مشکور فرمائیں۔

السائل عبدالغفار، سرفراز کالونی

۸۶۷ جواب: وطی یا خلوت صحیحہ یا دونوں میں سے کسی کی موت ہو تو ان سب صورتوں میں مہر مؤکد ہو جاتا ہے کہ وقت نکاح جو مقرر کیا تھا اب اس میں کمی نہیں ہو سکتی۔ ہاں مہر چونکہ خالص عورت کا حق ہے اس لئے اگر عورت اپنے حق مہر کا کل یا باقی حصہ معاف کر دے تو معاف ہو جائے گا لیکن اب بھی اسے پورا حق، وصول کرنے کا اختیار ہے۔ (درمختار۔ ردالمحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ جس عورت کو طلاق دی گئی ہے بہر حال عدت کے اندر نفقہ پائے گی طلاق رجعی ہو یا بائن یا تین طلاقیں۔ حمل ہو یا نہیں۔ (خانیہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ بچہ کی پرورش کا حق ماں کے لئے ہے خواہ وہ نکاح میں ہو یا نکاح سے باہر ہو گئی ہو۔ اور طلاق کی عدت گزر جائے تو بچہ کی پرورش کا حق بھی لے سکتی ہے اور دودھ پلانے کی اجرت بھی اور بچہ کا نفقہ یعنی کھانا کپڑہ وغیرہ بھی۔ اور یہ سب اخراجات، اگر

بچہ کا مال ہو تو اس سے دئے جائیں ورنہ اس کا باپ یا جس پر بچہ کا نفقہ ہے اس کے ذمہ یہ سب بھی ہیں۔ (درمختار) واللہ اعلم اور لڑکی اس وقت تک عورت کی پرورش میں رہے گی کہ حد شہوت کو پہنچ جائے اور اس کی مقدار نو برس کی عمر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۴۔ جہیز یا مال زیور، جو عورت اپنے باپ کے ہاں سے لائی تھی وہ سب عورت کا حق ہے اس میں کسی کا حق نہیں۔ زیور کپڑا برتن سب عورت ہی کی ملکیت ہے اس کی مالک خالص عورت ہی ہے۔ طلاق ہوئی تو کل لے لے گی اور مرگئی تو اس کے ورثہ پر تقسیم ہوگا۔ ہاں شوہر کا جوڑا یا گھڑی وغیرہ کہ لڑکی والوں کی طرف سے شوہر ہی کو دے دیا جاتا ہے وہ شوہر کا ہی ہو چکا۔ اس کی کیا واپسی۔ (ردالمحتار، فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ

مہر شرعی کتنا ہوتا ہے؟

سوال: کیا فرماتے علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ۱۔ مہر کی مقدار شریعت محمدیہ میں کیا ہے؟

۲۔ اور شرعی باندھا گیا تو شوہر پر کتنا مہر لازم آئے گا؟ بینوا، توجروا

عزیز بھائی حاجی عثمان۔ سلیمان برادر س، سرے گھاٹ، حیدر آباد

۸۶۷ جواب: ۱۔ مہر شرعی کی کوئی مقدار مقرر نہیں۔ صرف کمی کی طرف حد متعین ہے کہ دس درم ہو۔ یعنی کم سے کم مہر، دس درم ہے اس سے کم نہیں ہو سکتا جس کی مقدار آجکل کے حساب سے دو تولہ ساڑھے سات ماشہ چاندی ہے۔ مہر خود اس قدر چاندی ہو، یا چاندی کے سوا، اور کوئی شے اتنی ہی چاندی کی قیمت کی۔ تو چاندی کے علاوہ اور کوئی شے مہر میں قرار پائی مثلاً روپیہ پیسہ، جیسا کہ آج کل رواج ہے تو یہ ضروری و لازم ہے کہ اس کی قیمت عقد کے وقت دس درم چاندی یعنی ۲ تولہ ساڑھے سات ماشہ چاندی سے کم نہ ہو۔ چاندی کے علاوہ اور دوسری چیزیں اسی دس درم کی قیمت کی معتبر ہوں گی۔ اور بالفرض اگر دس درم سے کم مہر باندھا گیا تو واجب وہی دس درم چاندی یا اس کی قیمت ہوگی۔ البتہ زیادہ کی طرف، مہر کی کوئی حد نہیں اگرچہ شوہر کی حیثیت سے کہیں زائد ہو مگر یہ مناسب نہیں۔ (عالمگیری ردالمحتار، فتاویٰ رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ مہر شرعی جو لوگ یہ سمجھ کے باندھتے ہیں کہ سب سے کم درجہ کا مہر شریعت میں مقرر ہے تو اس صورت میں مہر وہی دو تولہ سات ماشہ چار رتی چاندی دینی آئے گی یا اس مقدار کی قیمت۔ اور جو یہ سمجھ کر باندھتے ہوں کہ جو مہر حضرت خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تھا تو ڈیڑھ سو تولہ چاندی آئے گی کہ آپ کا مہر اقدس چار سو مشقال چاندی تھا کہ سابقہ چاندی کے روپے سے ایک سو ساٹھ روپیہ بھر ہے اور جس کی سمجھ میں کچھ معنی نہیں خالی ایک لفظ بول دیتے ہیں تو وہاں مہر مثل لازم آتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ محرم الحرام ۱۴۰۰ھ

مہر کی زیادتی کے دعویٰ میں گواہ ہونے چاہئیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: بکر کی وفات کے ڈیڑھ سال بعد ہندہ (بکر کی بیوی) کے بھائی نے اچانک اعلان کر دیا کہ مرحوم نے وفات سے آٹھ نو ماہ قبل مہر کے عوض ایک مکان بیوی کے نام کر دیا تھا (نوٹ) مہر کی رقم ساڑھے بتیس روپے تھی اور ہندہ کے بھائی نے اس سلسلہ میں ایک فرضی تحریر کا بھی حوالہ دیا حالانکہ پوزیشن یہ ہے کہ مرحوم کی قوت گویائی ۱۶-۱۵ سال سے ضائع تھی اور ایک فالج کی وجہ سے قوت سماعت بھی مرنے سے دو سال قبل سے غیر موثر ہو چکی تھی نیم مدہوش کیفیت تھی مدعی نے جس تحریر کا حوالہ دیا ہے اس میں گواہان بھی اس کے اپنے ہیں نیز اس سلسلہ میں اس حقیقت کو حلفیہ بیان کیا جاتا ہے کہ مرحوم نے جب ہندہ سے شادی کی تھی اس وقت مرحوم نے اپنی پہلی بیوی (خالدہ) کو یقین دلایا تھا کہ ہندہ کا مہر بھی ساڑھے بتیس روپے ہی ہے اب فقہ حنفیہ کی روشنی میں وضاحت فرمائیں کہ کیا ہندہ مہر کے عوض مکان کی مالک ہو جائے گی یا نہیں؟ بینوا، توجروا السائل محمد اشتیاق خان

۸۶۷ جواب: مہر مقررہ پر اضافہ شوہر کی جانب سے ہو یا نابالغ شوہر کے ولی نے اس میں کچھ مقدار بڑھادی تو یہ مقدار بیشک مہر میں داخل ہوگئی اور شوہر پر واجب۔ بشرطیکہ اسی مجلس میں عورت نے، یا نالغہ ہو تو اس کے ولی نے قبول کر لی ہو اور زیادتی کی مقدار بھی معلوم ہو اور متعین بھی ہو (در مختار، رد المحتار وغیرہ) اب کہ اس شوہر کے انتقال کے بعد، بیوہ کا بھائی اس بات کا مدعی ہے کہ مرحوم نے ایک مکان مہر کے عوض، بیوی کے نام کر دیا تھا تو اگر شوہر کے ایک سے زیادہ مکان تھے تو بتانا ہوگا کہ کونسا مکان، مہر میں دیا تھا۔ پھر محض دعویٰ کافی نہیں بلکہ اس کے ثبوت میں، عاقل بالغ، دیندار، متقی، پرہیزگار، دو مرد یا ایک مرد، دو عورتوں کی شرعی گواہی درکار ہوگی۔ اور یہ بھی شرط ہے کہ وہ گواہ، مقدمہ کا فریق نہ ہو اور گواہی دینے میں گواہ کا نفع یا نقصان کا دفع، مقصود نہ ہو (عالمگیری وغیرہ) اگر عورت ایسے گواہ رکھتی ہے یا تحریر پر ایسے گواہوں کی گواہی ثابت ہے تو دعویٰ مقبول ورنہ مردود۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ ربیع الآخر ۱۴۰۰ھ

مہر ادا کر دیا تو واپس لینے کا حق نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مولوی محمد صالح کی شادی مسماں آمنت دختر محمد مراد کے ساتھ ہوئی تھی۔ اور مولوی محمد صالح صاحب نے بالعوض زر مہر چار ایکڑ آراضی زمین بلاک ۱۶-۹-۸-۸/۱ تعلقہ جیس آباد دیہہ ۳۳۴ ذریعہ معزز اہل برادر کو دے دی تھی۔ مسماں آمنت نے شوہر سے خود اپنی زر مہر کی آراضی زمین ذریعہ دستاویز قبولیت نامہ پر ۱۹۳۵ء میں لکھوا کر اپنے والد محمد مراد ولد کہبر خان کو منتقل کر دی۔ اور اہل برادران معزز کے دستخط قبولیت پر موجود ہیں۔ اس چار ایکڑ آراضی زمین کے علاوہ اور آراضی زمین خود مراد کی موجود تھی۔ جب مراد کا انتقال ہوا۔ محمد مراد کی تمام زمین آراضی اس کے ورثاء میں تقسیم ہوگئی۔ اور اس میں سے جو زمین جسے میں آئی وہ اور چار ایکڑ زمین مسماں آمنت والی مسماں خدیجہ

دختر محمد مراد کو ملی۔ کیوں کہ اس وقت وہ برابر اس زمین پر قابض رہی۔ ۱۹۷۱ء میں مسماںات خدیجہ نے اس چار ایکڑ زمین اور حصے والی زمین کو مسکی محمد اسحاق کو فروخت کر دی جس پر محمد اسحاق قابض ہے۔

اب مولوی محمد صالح صاحب اس چار ایکڑ آراضی زمین کے مسماںات آمنت کو مہر کے عوض دی تھی۔ واپس طلب کرتا ہے۔ کیا مولوی محمد صالح صاحب اس زمین کو لینے کا حقدار ہے یا نہیں؟ اس معاملہ میں قانون شرعی کیا کہتا ہے؟

السائل محمد اسحاق ولد احمد خان، جیمس آباد ۱۳۹۸ھ

۷۸۶ الجواب: مہر خالصتاً عورت کا حق ہے جس میں کسی اور کا کوئی حق نہیں یہاں تک کہ باپ اپنی نابالغہ کا مہر معاف نہیں کر سکتا۔ تو جب شوہر نے حق مہر میں چار ایکڑ زمین دے دی اور عورت یعنی مسماںات آمنت نے اس پر قبضہ بھی کر لیا تو اب محمد صالح کو اس زمین کے واپس لینے کا کوئی حق نہیں۔ قرآن کریم کا ارشاد گرامی ہے **وَآتَيْتُمْ إِحْدَهُنَّ قِطْعًا مِّنْ أَمْوَالِكُمْ فَأُولَٰئِكَ يَخْذُهَا بِلُحْيَتِهَا** (النساء: ۲۰) پھر رشتہ زوجیت یوں بھی مانع رجوع ہے تو اگر حق مہر میں وہ زمین نہ بھی دی ہوتی بلکہ اس کے علاوہ بطور بخشش بہہ کر دی ہوتی تب بھی اسے واپس لینے کا حق نہ تھا تو اس صورت میں کیسے ہوگا کہ وہ حق مہر میں دی گئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ ربیع الاول ۱۳۹۸ھ

مہر معجل کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنی بیوی کو بعض دس ہزار روپیہ مہر جس کا نصف موجد اور نصف معجل ہے قبول کیا۔ اب زید مہر معجل ادا کئے بغیر اپنی منکوحہ سے ازدواجی تعلقات رکھ سکتا ہے یا نہیں؟ جبکہ اس کی منکوحہ معجل مہر نہ تو معاف کرتی ہے اور نہ ہی طلب کرتی ہے۔ بروئے شرع مطہرہ تفصیل سے جواب عنایت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ فقط خادم عبد الماجد

۷۸۶ الجواب: مہر معجل وہ مہر ہے جس کا رخصتی سے پہلے دینا قرار پا چکا ہو۔ اس کے لئے عورت کو اختیار ہے کہ جب تک وصول نہ کر لے رخصت نہ ہو اور شوہر کو بھی ہاتھ نہ لگانے دے۔ اور اگر رخصت ہو گئی اور شوہر نے اس کے ساتھ وطی بھی کر لی تو اسے اب اختیار ہے کہ جو چاہے مطالبہ کرے اور اس کے وصول تک اپنے نفس کو شوہر سے روک لے۔ اگرچہ رخصت کو بیس برس گزر گئے۔ یہ مطلب نہیں کہ عورت اپنا نفس شوہر کو سونپ دے۔ تب بھی شوہر کو ہاتھ لگانے کی اجازت نہیں۔ بلکہ عورت مختار ہے کہ اس کے لئے اپنے آپ کو روک لے۔ در مختار میں ہے **لَهَا مَنَعَةٌ مِنَ الْوُطْئِ وَدَوَائِجُهُ وَلَوْ بَعْدَ وَطْئِهِ وَخُلُوعِهِ**۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ رجب ۱۳۸۹ھ

عورت اگر مہر معاف کرے تو بعد میں بھی طلب کر سکتی ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک عورت زینب اپنا حق مہر مبلغ ۵۰۰۰/= پانچ ہزار سکہ رائج الوقت۔

اپنی مرضی سے بغیر کسی دھمکی، زبردستی یا دباؤ کے، برضا اور رغبت اپنے شوہر زید کے حق میں معاف کر دیتی ہے، بخش دیتی ہے، دست بردار ہو جاتی ہے۔ اور اپنے اس فیصلہ کا اظہار وہ اپنے ان خطوط میں بھی جو کہ وہ اپنے شوہر کے نام اپنے میکے میں رہ کر لکھتی ہے مسلسل کرتی رہتی ہے اور میکے سے سسرال آ کر اپنے شوہر کے متعلقین کے سامنے بھی اس بات کا مسلسل اظہار کرتی رہتی ہے کہ وہ اپنا حق مہر اپنے شوہر زید کو معاف کر چکی ہے۔ پھر وہ اپنے شوہر کی خوشنودی اور آجکل کے عائلی قوانین کی رو سے ایک سادے نمبر کے سرکاری کاغذ پر بھی لکھ کر دیتی ہے جب اسے معلوم ہوتا ہے کہ اس طرح سے سادے نمبر سرکاری کاغذ پر لکھ کر دینے سے کوئی فائدہ نہیں تو وہ ایک سادہ اشامپ پر بھی دستخط کر کے دیتی ہے اور ساتھ ساتھ ایک رسید بھی بنا کر دے دیتی ہے بیوی عاقل و بالغ پڑھی لکھی ہے میٹرک پاس ہے۔ لیکن بعد میں کسی کے ایماء پر زید کی بیوی زینب وہ سارے کاغذات اپنی سادے کاغذ پر تحریر رسید کاغذ اشامپ وغیرہ لے کر اپنے میکے چلے گئی تھی اب زید کے پاس سوائے ان خطوط کے جو کہ زینب نے میکے سے زید کو لکھے تھے اور جن میں زید کو حق مہر معاف کر چکی ہے اور ان اشخاص کے کہ جن کے سامنے زینب مہر معاف کر دینے کا اظہار کرتی رہی ہے یہ تمام لوگ شرع و قانون کی نظر میں ذمہ دار اور عاقل و بالغ ہیں جن کی شہادت صحیح تصور کی جاتی ہے اور کوئی مزید شہادت موجود نہیں اب مسئلہ یہ ہے کہ آیا زینب اپنے اس حق مہر کی جو کہ وہ برضا اور رغبت اپنی خوشی سے اپنے شوہر زید کو معاف کر چکی ہے کیا وہ اپنی معاف کردہ رقم حق مہر کے لئے کسی عدالت مجاز میں دعویدار ہو سکتی ہے؟ کیا شرعی و قانونی نکتہ نگاہ سے اس کا یہ دعویٰ باطل نہیں ہے؟ شرعی لحاظ سے احادیث محمدیہ میں ایسے مسئلہ کا کیا جواب ہے۔ فقط العارض حمید الدین

۷۸۶ جواب: مہر خالص عورت کا حق ہے اور صاحب حق اپنی خوشی سے معاف کرتی ہے خواہ کل یا اس کا کوئی حصہ تو وہ معاف ہو جاتا ہے۔ لہذا جبکہ عورت نے اپنا مہر معاف کر دیا اور وہ مطالبہ مہر کے حق سے دستبردار ہو گئی۔ تحریراً بھی تقریراً بھی اور جس کے گواہ بھی موجود ہیں تو اب اس کا وہ حق ساقط ہو گیا۔ مہر خواہ معجل ہو یا موجل دونوں کا یہی حکم ہے اور اگر وہ مہر موجل ہے کہ موت یا طلاق پر وصول کرنے کا حق ہے تو جب تک طلاق یا موت واقع نہ ہو اسے مطالبہ کا حق نہیں۔ (عالمگیری، درمختار) حدیث شریف میں ارشاد ہوا کہ اس کی مثال (یعنی کسی کو چیز دے کر واپس لینا ایسی ہے جس طرح کتے کر کے چاٹ جاتا ہے) مگر چونکہ ہبہ ایسا تصرف ہے کہ ہبہ کرنے والے پر لازم نہیں اگر ہبہ کر کے واپس ہی لینا ہے تو قاضی اسے واپس نہ لینے پر مجبور نہیں کر سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

عورت اگر شوہر کے ہاں سے ناحق چلی گئی تو نان و نفقہ کی حقدار نہیں، جبکہ مہر اس کا حق ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس بارے میں کہ: ایک عورت اپنے خاوند کے ہر حکم کی نافرمانی کرتی ہو۔ اور فرمانبردار نہ ہو۔ پردے کے معاملے میں بھی پیچھے ہو جبکہ اس کا خاوند اس کو پردہ کے لئے بھی ہدایت کرتا ہو۔ ضرورت سے زیادہ بدزبانی اور فحش کلامی سے پیش آتی ہو اور آخر کار یہاں تک الفاظ اپنی زبان سے ادا کرے کہ اگر تجھے عورت کی ضرورت ہے تو چپکے میں چلا جا۔ حقوق زوجیت بھی تین مہینے سے ادا کرنے سے قاصر ہو اور اب تین چار ماہ سے اپنے ماموں کے مکان پر اپنی والدہ کے بہکانے پر رہ رہی ہو اپنے خاوند کے مکان پر آنے کے لئے قطعی تیار نہ ہو حالانکہ بذریعہ نوٹس تین مرتبہ اس کو بلایا

گیا۔ ایسی صورت میں آپ شرعی احکام سے آگاہ فرمائیں کہ

۱۔ کیا اس عورت کا خاوند اس کو طلاق دے سکتا ہے یا نہیں؟ ۲۔ کیا وہ عورت اپنے خاوند سے نفقہ لے سکتی ہے یا نہیں؟

۳۔ کیا وہ عورت اپنا زمرہ لے سکتی ہے یا نہیں؟ جواب کا طالب صادق عرف جمیل

۸۶۔ الجواب: ۱۔ ایسی نافرمان بردار و بد زبان کو خاوند طلاق دے سکتا ہے۔ (درمختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ عورت شوہر کے ہاں سے ناحق چلی گئی تو نان نفقہ نہیں پائے گی جب تک کہ واپس نہ آئے۔ (درالمختار۔ ردالمحتار وغیرہ)

واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ اگر شوہر اس عورت سے ہم بستری کر چکا ہے تو عورت کا حق مہر لازم ہو گیا۔ شوہر کو زمرہ ادا کرنا ہوگا جبکہ عورت کی جانب سے مطالبہ پایا جائے ہاں اگر وہ معاف کر دے تو معاف ہو جائے گا۔ (درمختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۳ھ

نکاح میں اگر مہر کا ذکر نہ ہو؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں کہ: اگر نکاح میں مہر کا ذکر نہ کیا گیا ہو تو وہ نکاح

منعقد ہوتا ہے یا نہیں ہوتا ہے؟ مرزا عبد الرشید بیگ، پختہ قلعہ

۸۶۔ الجواب: یہاں دو چیزیں ہیں۔ ایک نفس مہر۔ دوسرا تعین مہر۔ نکاح کے لئے مہر لازم ہے یعنی مہر کا ذکر نکاح میں

ہو یا نہ ہو بلکہ مہر کی نفی شرط کر دی ہو جب بھی مہر دینا لازم آئے گا اور نکاح درست ہوگا۔ اور تعین مہر نکاح کے لئے کچھ ضروری

نہیں اگر تعین مہر نہ ہوگی تو مہر مثلی دینا ہوگا۔ (درالمختار، عالمگیری) بہر صورت نکاح کے انعقاد میں کوئی شبہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۸ھ

ناشرہ عورت خرچ کی حقدار نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: نکاح کی منکوحہ نے اپنا کل مہر پانچ سو روپے

وصول کر لیا ہے اور پھر وہ اپنے شوہر کے گھر آنے سے انکار کرتی ہے تو کیا اس کا عذر شرع کے مطابق جائز ہے یا ناجائز؟

فقط ایک سائل

۸۶۔ الجواب: سائل یہ بتائے کہ کل کتنا مہر مقرر کیا گیا تھا اس میں کتنا مؤجل اور کتنا معجل تھا تا کہ جواب دیا جائے؟

(جواب، کل مہر پانچ سو روپیہ ہی تھا)

۸۶۔ الجواب: جبکہ کل مہر پانچ سو روپے تھا اور عورت اس کو وصول کر چکی تو اب اسے شوہر کے گھر آنے سے انکار کا کوئی

حق نہیں۔ اگر شوہر کے گھر نہ آئے گی۔ ناشرہ نافرمان قرار دی جائے گی اور نان نفقہ کی بھی حقدار نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

مہر ادا کر کے واپس لینا ظلم ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنا عقد مسماں ہندہ سے اس طرح کیا کہ بالعوض مبلغ ۲۵۰۰/ ڈھائی ہزار روپے مہر معجل اور ۲۵۰۰/ ڈھائی ہزار روپے مہر مؤجل کے، اور زید نے مہر معجل کی رقم ۲۵۰۰ روپے عقد کے فوراً بعد ہی ادا کر دی اور مہر مؤجل باقی ہے لیکن زید بضد ہے کہ جو مہر معجل ادا کیا ہے وہ واپس کیا جائے اور مسماں مذکورہ مہر معجل واپس کرنے کو تیار نہیں ہے۔ ایسی صورت میں اگر جبریہ طور پر مہر کی واپسی ہوگئی تو نکاح کے متعلق احکام خداوندی کیا ہیں؟ کیا نکاح باقی رہے گا یا منسوخ ہو جائے گا؟ فتویٰ شرعی سے مطلع فرمائیں۔

عبد اللطیف اور خلیل الرحمن، ساکن ٹنڈوالہ یار اسٹیشن روڈ

۷۸۶ جواب: مہر خالص عورت کا حق ہے جو شوہر پر دین (قرض) ہے اور جسے خوشی سے ادا کرنے کا حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً (النساء: 4)** عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے ادا کرو۔ لہذا مہر معجل جو ادا کیا گیا وہ ایک حق تھا جو صاحب حق کو دیا گیا اب اسے دینے کے بعد واپس لینے کے متعلق بھی حکم قرآنی سن لیجئے **وَإِذَا تَوَلَّوْا فَمَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ عَنْهُ قِطْرًا فَاصْلَحُوا مِنْهُ شَيْئًا أَلَّا تَأْخُذُوا مِنْهُ بَعْثًا نَاوًا إِثْمًا مُبِينًا (النساء: 20)** تم عورتوں کو ڈھیروں مال دے چکے ہو تو اس میں کچھ واپس نہ لو کیا اسے واپس لوگے جھوٹ باندھ کر اور کھلا گناہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ زبردستی مہر کا کوئی حصہ واپس لینا ظلم اور کھلا گناہ ہے لیکن اس ظلم کے باوجود نکاح باقی رہے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد مفتی محمد خلیل خان قادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ صفر ۱۳۸۸ھ

مہر کی اقسام

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: عورت کا ہم بستری سے پہلے کے وقت جو مہر ادا کیا جاتا ہے اس کا کیا نام ہے۔ اور طلاق کے وقت جو مہر ادا کیا جاتا ہے اس کا نام کیا ہے؟ فقط ایک سائل

۷۸۶ جواب: شریعت مطہرہ میں مہر کی تین قسمیں ہیں۔

پہلا معجل کہ رخصتی یا خلوت سے پہلے دینا قرار پایا ہو۔ اس کے لئے عورت کو اختیار ہے کہ جب تک وصول نہ کرے رخصت نہ ہو اور اگر رخصت ہوگئی تو اسے اب بھی اختیار ہے کہ جب چاہے مطالبہ کر لے اور اس کے وصول تک شوہر کو اپنے نفس سے روک لے اگرچہ رخصت کو بیس برس گزر جائیں۔

دوسرا مؤجل جس کی میعاد قرار پائی ہو کہ دس برس یا بیس برس یا پانچ دن کے بعد ادا کیا جائے گا جب تک وہ میعاد نہ گزر لے عورت کو مطالبہ کا حق نہیں۔

تیسرا مؤخر نہ پیشگی کی شرط ٹھہری نہ کوئی میعاد مقرر کی گئی اس میں تا وقتیکہ موت یا طلاق واقع نہ ہو لے عورت کو مطالبہ کا اختیار نہیں ہاں اگر کسی قوم یا شہر کا رواج عام ہو کہ اگرچہ صراحت ذکر نہ کریں مگر کچھ نہ کچھ پیشگی دینا ہوتا ہے تو اتنا ہی مہر معجل قرار پائے

کا باقی بدستور مؤجل یا مؤخر۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ ربیع الاول شریف ۱۳۸۸ھ

زمانہ نبی کریم ﷺ میں مہر کی مقدار

سوال: حضور اکرم ﷺ کے وقت میں مہر نکاح میں کیا مقرر کیا جاتا تھا؟

سائل: سید مخدوم حسین ولد سید جعفر حسین شاہ، حیدرآباد

۸۶ جواب: مہر کی شرعی کوئی مقدار مقرر نہیں صرف کمی کی طرف حد معین ہے کہ دس درہم یعنی تقریباً دو روپے تیرہ آنے بھر کی چاندی کی قیمت سے کم نہ ہو اور یہ بھی نہایت فقیر شخص کے لئے ہے اور زیادہ کی کوئی حد نہیں۔ جس طرح باندھا جائے گا لازم آئے گا ازواج مطہرات کے مہر بھی یکساں نہ تھے کسی کا کم کسی کا زیادہ تھا۔ پانچ سو درہم کی چاندی کا وزن تقریباً ایک سو اکتالیس تولہ چاندی ہوئی، اس کی قیمت مقرر کریں۔ تو یہ کم سے کم مہر مصطفویٰ ہوا۔ البتہ پانچ سو درہم سے کم کسی کا مہر نہ تھا۔ اور حضرت سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مہر چار سو مثقال چاندی تھا یعنی ایک سو ساٹھ روپے بھر چاندی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ محرم الحرام ۱۳۸۸ھ

(نوٹ: ۲۰۰۶ء میں ایک سو اکتالیس تولہ چاندی کی قیمت، ایک سو ساٹھ فی تولہ کے حساب سے = Rs.225,60/ ہوتی ہے۔ اور مہر فاطمی کی قیمت = Rs.25,600/ ہوتی ہے۔ (احمد میاں برکاتی، مرتب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب الجہیز

شوہر کی جانب سے جو دیا گیا وہ رواج کے تابع ہوگا

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب، السلام علیکم، بعد سلام عرض یہ ہے کہ: ایک بیوہ عورت نکاح کرتی ہے۔ شوہر نکاح کے وقت زیور کپڑا چڑھاتا ہے۔ نکاح کے ایک ماہ بعد میاں بیوی میں فتنہ فساد طول پکڑ جاتا ہے کہ عدالت کچہری کی نوبت پہنچ جاتی ہے جہاں سات سال کے بعد لڑکی کے حق میں عدالت سے فیصلہ ہوتا ہے نان نفقہ عدالت خرچ وغیرہ وغیرہ، شوہر بارہ تیرہ برس سے نہ نان نفقہ دیتا ہے نہ کوئی پیسہ دیتا ہے اور پیسے دینے کی وجہ سے لڑکی کے باپ پر دو تین جھوٹے مقدمے کر رکھے ہیں مقدمہ چلتے چلتے بارہ تیرہ برس گزر گئے۔ اب راضی نامے کے لئے لوگوں اور وکیل وغیرہ سے کہلواتا ہے بات چلتی ہے تو زیور یا اس کی رقم مانگتا ہے زیور یا اس کی رقم دلواد تو میں سارے مقدمے ختم کر دوں گا۔ چڑھایا ہوا زیور لڑکی کا ہوا؟ اس کے لئے فیصلہ صادر فرمائیں۔

السائل سید باسط علی، پریٹ آباد

۷۸۶ جواب: شوہر کے ہاں سے جو کچھ چڑھایا گیا تھا، اس میں رواج کو دیکھا جائے گا۔ اگر رواج یہ ہو کہ عورت ہی اس کی مالک سمجھی جاتی ہے تو وہ عورت کی ملکیت ہو گیا۔ اور اگر عورت مالک نہیں سمجھی جاتی تو وہ جس نے چڑھایا اسی کی ملکیت ہے۔ جبکہ جو کچھ کپڑا زیور برتن وغیرہ عورت کے جہیز میں ملا تھا اس کی مالک خاص عورت ہے۔ اس میں کسی کا حق نہیں۔ (ردالمحتار، فتاویٰ رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان قادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ شوال المکرم ۱۴۰۴ھ

جہیز کا مالک کون ہوتا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و شرع متین اس مسئلہ میں کہ: محترمہ نسیم منکوحہ علی محمد دوران زچگی انتقال کر گئی اور اس کی کوئی اولاد نہیں ہے علی محمد صاحب نے دوسرا نکاح کر لیا ہے جبکہ شوہر نے اس کا مہر اس کی زندگی ہی میں ادا کر دیا تھا۔ موجودہ وقت میں نسیم کے والدین اس جہیز کا مطالبہ کر رہے ہیں جو نکاح کے وقت نسیم کے والدین نے دیا تھا شریعت کے موافق بتایا جائے کہ کیا اس کے والدین جہیز طلب کرنے کے حق دار ہیں؟ کیا والدین کو جہیز واپس کر دیا جائے یا نہیں؟

السائل عبدالغفور، فورمین یونٹ نمبر ۱۱ الطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: جہیز ہمارے اطراف میں عرف عام کے تحت خاص ملک زوجہ ہوتا ہے جس میں شوہر کا کوئی حق نہیں۔ طلاق ہوئی تو کلی لے لے گی اور مرگئی تو اس کے ورثاء پر تقسیم ہوگا اور بحیثیت وارث شوہر بھی اپنا حصہ پائے گا۔ صورت مسئلہ

میں جبکہ متوفی نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی تو اس کے جہیز کا نصف حصہ شوہر کا ہے اور باقی اس کے دوسرے ورثہ کا۔ واللہ تعالیٰ اعلم
العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ شوال ۱۴۰۴ھ

جہیز و نفقہ کے چند مسائل

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: احمد و ذیشان کی شادی خالصتاً دینی بنیاد پر ہوئی اگرچہ ان کے والدین دو مختلف صوبوں دو مختلف شعبوں (ذاتوں) دو مختلف رسم و رواج رکھنے والے خاندانوں سے ہیں۔ دونوں کے والدین حنفی العقیدہ، صوم و صلوٰۃ کے پابند، نفاذ اسلام کے داعی ہیں۔ ایک برگزیدہ ہستی کی سفارش پر رشتہ طے ہوا۔ شرائط اتباع قرآن و سنت۔ تمام خاندانی رسومات طور طریقہ کے ترک کا اقرار ہوا۔

شادی ۲۳ ستمبر ۱۹۷۷ء کو ہوئی نکاح بھی انہی برگزیدہ بزرگ نے پڑھایا۔ مہر، ان ہی کے ایما پر = 10,125 روپیہ عندالطلب مقرر ہوا۔

احمد نے اوائل ستمبر ۱۹۷۸ء میں اپنی والدہ کی طرف سے ذیشان کے علاج معالجہ تیمارداری میں عدم توجہ کی بنا پر بہتر تیمارداری و آرام کی غرض سے اس کے میکے پہنچا دیا۔ بے حد کمزور، سخت علیل اور استقامت کے خطرات سے دو چار، غالباً اس کی زیست سے زیادہ پر امید نہ تھے۔

احمد نے اپنی والدہ اور والد کی موجودگی میں اپنے گھر میں بیٹھ کر ذیشان کو ۸، ۱۲، ۱۰ کو تین بار طلاق دے دی۔ جبکہ ذیشان اوائل ستمبر سے ہی میکے میں تھی۔ جس کا تحقیق و تصدیق پر بعد میں تحریری اقرار و اعتراف جرم بھی۔ مذکورہ بالا بزرگ سے نان نفقہ، مہر، ڈیوری اخراجات دینے کے متعدد حتمی وعدے مگر ادائیگی سے قاصر۔ صرف زبانی آمادگی پر اکتفا۔ تا حال یہ ہی پوزیشن ہے۔ اوائل ستمبر ۷۸ء تمام اخراجات کا بار ذیشان کے والدین پر ڈالا گیا جن کو دو قیمتی جانوں کو بچانے کے لئے برداشت کرنا پڑا۔ احمد کی اپنی تنخواہ ایک ہزار روپیہ ماہوار ہے اور اس کے والد اچھی معقول زیست رکھتے ہیں۔ میکے پہنچانے سے قبل ہی بیشتر قیمتی و طوائی زیورات اور تمام ملبوسات جو شادی پر چڑھائے گئے تھے لے کر رکھ لئے تھے۔ موت و زیست کی کشمکش میں مبتلا مریض کو کیا اعتراض ہوتا غمزدہ۔ مسلسل علیل و کمزور مطلقہ کی ڈیوری بھی بڑے آپریشن کے ذریعے کرائی گئی۔ بچی تولد ہوئی۔ اب احمد کے والد ان چار معمولی طوائی زیورات کی جن کا وزن بہ مشکل دو تولہ ہوگا۔ واپسی کا مطالبہ کرتے ہیں جو وقت روانگی اس کے بدن پر تھے اور پہنے چلی آئی تھی۔ وہ اس وقت اتار نہ سکے تھے۔ ان کا استدلال ہے کہ ان کے خاندان میں گھر کا بڑا ہی چیز کا مالک ہوتا ہے۔ لڑکی کی ملک کچھ نہیں ہوتا۔ وہ واپس لینے کا حق رکھتے ہیں۔ شادی غیر خاندان میں ہوئی۔ خالصتاً دینی بنیاد نہ کہ ان کے اپنے خاندان میں خاندانی بنیاد پر اتباع قرآن و سنت، خاندانی طور طریقہ ترک رسومات کی شرط پر۔ فرائض قرآنی (مہر وغیرہ) کی ادائیگی سے مجتنب اپنے خاندانی طریق منوانے پر مصر۔ شریعت مطہرہ۔ کیا فتویٰ صادر فرماتی ہے۔ قرآن و سنت کی روشنی میں اور مذکورہ بالا حالات میں مطلقہ اور احمد کے والد کے حقوق، شریعت کس طرح متعین کرتی ہے؟ رہنمائی فرمائیں۔ مسعود علی ریٹائرڈ پوسٹ ماسٹر، معرفت صدیقی الیکٹرونک انجینئرنگ ورکس، چاندنی چوک، نئی دہلی محمد خان

۷۸۶ جواب: حالات مذکورہ بالا میں شرعاً تصفیہ کی صورت یہ ہے کہ

- ۱۔ جو مہر باہمی رضامندی سے قرار پایا تھا وہ خالصتاً عورت کا ہے اور تمام مہر کا ادا کرنا شوہر پر لازم ہے۔ درمختار میں ہے قال فی البدائع و اذا تاکد المهر بما ذکر لا یسقط بعد ذلك۔ واللہ تعالیٰ اعلم
- ۲۔ جو کچھ زیور کپڑا برتن وغیرہ عورت کو جہیز میں ملا تھا، اس کی مالک خاص عورت ہے۔ جس میں شوہر کا کچھ حق نہیں۔ طلاق ہوئی ہے تو کل لے لے گی۔ رد المحتار میں ہے کل احد یعلم ان الجہاز للراۃ اذا طلقھا تلخذہ کلہ۔ واللہ اعلم
- ۳۔ شوہر کے یہاں سے جو کچھ زیور گہنا جوڑا وغیرہ جو چڑھا دے میں عورت کو دیا جاتا ہے، اس میں حکم شرعی کا مدار عرف عام اور ان بلاد کے رواج پر ہے۔ اگر رواج یہ ہو کہ عورت ہی اس کی مالک سمجھی جاتی ہے تو وہ بھی عورت کی ملک ہو گیا اور اگر عورت مالک نہیں سمجھی جاتی ہے تو وہ جس نے چڑھایا تھا اسی کی ملک ہے۔ خواہ شوہر ہو یا اس کے ماں باپ۔ البتہ ہمارے یہاں شرفاء کا عرف رواج ظاہر یہی ہے کہ دلہن کا گہنا زیور جوڑا جو بری میں دیا جاتا ہے اس میں تملیک یعنی عورت کی ملکیت مقصود ہوتی ہے لہذا بعد رخصت واپس لینا معیوب، اور لعن طعن کا موجب جانتے ہیں اور اگر لے لیں تو طعنہ زن یہ ہی کہتے ہیں کہ دے کر پھر لے لیا صرف دکھانے کو دیا تھا، جب دلہن گھر آگئی چھین لیا یعنی ان کے رسم و رواج کے خلاف ہے۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

- ۴۔ جو زیور شوہر نے بعد نکاح عورت کو بنوایا اگر عورت کو تملیک کر دی تھی یعنی یہ کہہ دیا تھا کہ میں نے یہ زیور تجھے دے ڈالا تجھے اس کا مالک کر دیا اور قبضہ عورت کا ہو گیا تو یہ زیور بھی ملک زن ہو گیا۔ اور اگر کہا کہ تجھے پہننے کو دیا تو شوہر کی ملک رہا اور اگر کچھ نہ کہا تو اس کے خاندان کا غالب اور عام رواج دیکھیں گے۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم
- ۵۔ عورت شوہر کے یہاں بیمار ہوئی اور شوہر نے اس کے والدین کے گھر پہنچا دیا تو وہ نفقہ کی مستحق ہے۔ طلاق سے پہلی والی مدت کا بھی اور ایام عدت کا بھی اور اس نفقہ میں بھی اگر مرد و عورت دونوں مالدار ہوں تو نفقہ مالدار کا سا ہوگا ورنہ متوسط درجہ کا (خانہ، درمختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

- ۶۔ یوں ہی ظاہر یہ ہے کہ بچہ کی پیدائش کے مصارف بھی شوہر کے ذمہ ہیں۔ (بحر الرقائق وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم
- ۷۔ ماں کی پرورش میں بچہ ہو تو وہ اس کا بھی حق لے سکتی ہے اور دودھ پلانے کی اجرت اور بچہ کا نفقہ بھی (درمختار) واللہ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ ذی قعدہ ۱۴۰۰ھ

بیوہ کی عدت

سوال: عزیز ی محمد حنیف ولد نور محمد نابالغہ کا عقد عزیزہ سلمہ نابالغہ بنت شہراتی کے ساتھ ہوا تھا۔ اور اس کے بعد رخصتی نہیں ہوئی۔ اور اسی اثناء میں حادثہ درپیش آیا۔ جس میں عزیز ی محمد حنیف کا انتقال ہو گیا۔ اب عزیزہ سلمہ کے اوپر عدت کے دن گزارنا واجب ہیں یا نہیں؟ شہراتی کو اثر C/1342، لطیف آباد یونٹ نمبر ۱۱، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: وفات شوہر کی عدت، جبکہ عورت حاملہ نہ ہو، مطلقاً چار مہینے دس دن ہے۔ خواہ صغیرہ ہو یا کبیرہ۔ مدخولہ ہو

یا غیر مدخولہ۔ در مختار میں ہے والعدۃ للموت اربعة اشهر و عشرًا مطلقا و طنت اولا ولو صغيرة۔ واللہ اعلم
العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ رجب ۱۳۹۹ھ

جہیز سب عورت کا ہے

سوال: عزیزہ سلمہ کو جو بھی جہیز ان کے والدین کی جانب سے دیا گیا۔ اس جہیز کی واپسی کی عزیزہ سلمہ حقدار ہے یا نہیں؟
اور جو زیور کپڑا وغیرہ لڑکے کے والدین کی جانب سے عزیزہ سلمہ کو بطور چڑھا دیا گیا، اس کی واپسی عزیزہ سلمہ پر واجب ہے یا
نہیں؟ یا کہ وہ اس کی حقدار اب بھی ہے یا نہیں؟ فقط ایک سائل شہراتی

۷۸۶ الجواب: جہیز تو سب عورت کا ہے۔ اس میں کسی کا حق نہیں۔ ردالمحتار میں ہے کل احد يعلم ان الجہاز ملك
المرأة لاحق لاحد فیه۔ اور چڑھاوے کا اگر عورت کو مالک کر دیا تھا خواہ صراحتہ کہہ دیا تھا کہ ہم نے تجھے اس کا مالک کیا۔
یا وہاں کے رسم و رواج سے ثابت ہو کہ تملیک ہی کے طور پر دیتے ہیں (اور جو دیتے ہیں اس کا عورت کو مالک کر دیتے ہیں)
جب تو وہ بھی عورت ہی کی ملک ہے ورنہ جس نے چڑھایا اس کی ملک ہے۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ رجب المرجب ۱۳۹۹ھ

جہیز کے مالک لڑکی والے ہیں یا سرال والے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: آیا جہیز کے مالک لڑکی والے ہیں یا سرال والے؟

السائل حامد، مورخہ ۱۳ صفر المظفر ۱۳۷۹ھ

۷۸۶ الجواب: جو کچھ زیور کپڑا برتن وغیرہ عورت کو جہیز میں ملا تھا اس کی مالک خاص عورت ہے۔ اس میں کسی کا کوئی حق
نہیں۔ ردالمحتار میں ہے کل احد يعلم ان الجہاز ملك المرأة لاحق لاحد فیه۔ اسی لئے اگر طلاق ہوئی تو کل لے
لے گی اور اگر مر گئی تو اسی کے ورثہ پر تقسیم ہوگا۔ اسی میں ہے اذا طلقها تاخذہ كله واذا ماتت یورث عنها۔ واللہ تعالیٰ اعلم
العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ صفر المظفر ۱۳۷۹ھ

جو کچھ عورت کے قبضہ میں دیدیا وہ اسی کا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ زید کی شادی ہندہ کے ساتھ عرصہ ہوا ہوئی تھی۔ اس دوران میں کچھ معاملات درپیش ہو گئے، جو طے ہوتے رہے اور آمد جامد
رہی۔ پھر کچھ عرصہ بعد نزاع درپیش ہو گیا اور مسماۃ مذکورہ اپنے میکہ میں کافی عرصے سکونت پذیر رہی اور اب ایک ماہ کچھ دن کا
عرصہ ہوا زید کا انتقال ہو گیا مسماۃ مذکورہ اپنے میکہ میں عدت کے دن گزار رہی ہے لیکن اب اور نہ پہلے کوئی کفالت مسماۃ مذکورہ
کی نہیں کی۔

۲۔ مسماۃ مذکورہ یعنی ہندہ کا زر مہر مبلغ ایک ہزار روپیہ عند الطلب ہے کہ جو معاف نہیں کیا گیا اور مبلغ بیس روپیہ ماہوار نان نفقہ

تحریر ہے کہ جس کا اسٹامپ مع شرائط کے ہمراہ تحریر ہوا۔ اور جو زیور نقرئی و طلائی مسماۃ ہندہ کو زید نے، حسن خدمت میں چڑھایا تھا اسٹامپ میں مسماۃ مذکورہ کو مالک تصور کیا گیا۔ زید کے نطفہ اور مسماۃ ہندہ کی جنس سے ایک لڑکا پندرہ چار سال بفسلمہ حیات کے جس کی کفالت مسماۃ مذکورہ کے میکے والے اب تک کر رہے ہیں۔

۳۔ یہ کہ بعد نزاع کے زید نے بشمول اپنے حقیقی والد کے ایک اسٹامپ مزید تحریر کیا کہ جس میں تحریر ہے کہ زر مہر زید کے والد کی سروس سے دینی مہر میں مسماۃ مذکورہ کو ادا کیا جائے گا یعنی زید کے باپ کے فنڈ سے۔ لہذا التجاہیہ ہے کہ حسب شرع شریعت جو حکم ہو فتویٰ تحریر فرمایا جائے؟ مسماۃ رفیقین والدہ سلمہ

۸۶ جواب: صورت مسئلہ میں جو کچھ چڑھاوا شوہر کے یہاں سے گیا تھا اور زید نے بذریعہ تحریر اسٹامپ پر ہندہ کو اس کا مالک تسلیم کر لیا تھا تو یہ زیور ہندہ کی ملک ہو گیا جبکہ ہندہ نے اس پر قبضہ بھی کر لیا تھا۔ اب اس زیور وغیرہ میں جو عورت کی ملک قرار دیا جا چکا تھا وراثت جاری نہ ہوگی۔ ہندہ کا مہر ذمہ شوہر ہے اور یہ کہ اس مہر کی ضمانت زید کے والد نے کر لی تھی تو اب جب بھی فنڈ کا روپیہ وصول ہوگا وہ اپنا قرض اس فنڈ سے پائے گی جیسا کہ اسٹامپ میں مذکور ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ ربیع الاول ۱۳۸۴ھ

تحائف میں سے کونسی چیز دلہن کی ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ: شادی بیاہ کے موقع پر لڑکی کو جو تحفہ تحائف دیئے جاتے ہیں مثلاً زیور بری کا جوڑا، اور نتھ وغیرہ لڑکے کی جانب سے شوہر کے انتقال کے بعد شرعاً وہ مال کس کی ملکیت قرار دیا جائے گا؟

سید لطیف علی، مورخہ یکم جولائی ۱۹۶۳ء

۸۶ جواب: دلہن کا گہنا جوڑا وغیرہ تحائف جو بری وغیرہ میں دیا جاتا ہے اگر عرف میں اس میں تملیک مقصود ہوتی ہو تو وہ زیور بہ قبضہ منکوحہ، ملک منکوحہ ہوگا۔ ہمارے یہاں شرفاء کا عرف ظاہر یہی ہے جیسے شکر میوہ عطر تیل پھل وغیرہ میں یہی رواج ہے۔ لہذا بعد رخصت اس کے واپسی لینے کو سخت معیوب و موجب طعن جانتے ہیں۔ ہاں جہاں یہ رواج نہ ہو تملیک مقصود نہیں ہوتا ہے بلکہ صرف پہنانے برتنے کے لئے بھیجا جاتا ہے اور پہنانے والوں کی ہی ملک سمجھا جاتا ہے وہاں دلہن کی ملک نہیں۔ ایک عاریت ہے اور بدستور ملک والدین زوج پر ہے۔ منکوحہ کا اس میں کچھ حق نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ۔) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ محرم الحرام ۱۳۸۴ھ

لڑکے والوں کی طرف سے دیا گیا زیور وغیرہ رواج کے تابع ہوگا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید کی شادی عرصہ ہوا ہندہ سے ہوئی اس عرصہ میں دو یا تین مہینے فریقین خوش و خرم رہے بعد ازاں زید نے ہندہ کو مار پیٹ کر گھر سے نکال دیا اور ایک مہینے بعد زید نے بنام ہندہ طلاق نامہ بذریعہ رجسٹری بھیج دیا چنانچہ عرصہ پانچ ماہ سے ہندہ اپنے والدین کے مکان پر سکونت پذیر ہے۔ دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ

بوقت نکاح جو زیورات ہندہ کو بطور چڑھاوے کے پہنائے گئے تھے اور ذرائع پر پانچ سو روپیہ بوقت تعین ہوتا ہے اور جہیز پارچہ جات ظروف وغیرہ اور میکے والے زیورات اور خرچ ایام عدت اور نان نفقہ کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

السائل عبداللطیف

۷۸۶ جواب: جہیز کا زیور اور پارچہ جات اور وہ جہیز جو بیٹی کے ماں باپ اسے دیتے ہیں وہ پورا کا پورا لڑکی کی ملکیت ہے دوسرے کا اس میں کچھ حق نہیں، اسی طرح مہر خاص عورت کا حق ہے اور شوہر پر دین اور قرض ہے بحالت جدائی و طلاق وہ پوری رقم مہر کی حقدار ہے اور دلہن کا گہنا جوڑا جو بری میں جاتا ہے اگر وہ لڑکی کو دیا جاتا ہے تو قبضہ کے بعد یہ بھی عورت کی ملکیت ہو گیا ہاں جہاں یہ دستور ہو کہ گہنا جوڑا صرف پہنانے کے لئے بھیجا جاتا ہے اور پہنانے والوں کی ملک سمجھا جاتا ہو وہاں دلہن کی ملک نہیں ایک روایت ہے کہ موجود ہو تو اس کا لوٹانا، جائز و حلال ہے اور وہ زیور کہ زوج کے والدین اپنی بہو کے پہننے برتنے کو بنا دیتے ہیں اور کسی طرح عورت کو مالک بنا دینا مقصود نہیں ہوتا وہ بدستور والدین زن کی ملک پر ہے بہو کا اس میں کچھ حق نہیں ہے (ہکذا فی رد المحتار، فتاویٰ رضویہ) اور جس عورت کو طلاق دے دی گئی وہ بہر حال عدت میں نفقہ پائے گی اور یہ شوہر پر لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد مفتی محمد خلیل خان قادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ ربیع الآخر ۱۳۸۸ھ

حق پرورش، جہیز اور بری کے زیور وغیرہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میری بچی کی شادی عرصہ ۵ سال پہلے مختیار ولد ہودو خان گاؤں کھپرو میں ہوئی تھی۔ میرے داماد کا نام مختیار ولد ہودو خان ہے جو کہ کھپرو میں رہتا ہے اور میری بچی کو بہت پریشان کیا ہوا ہے۔ ابھی میری بچی کو مار پیٹ کر گھر سے نکال دیا میری بچی کے دو بچے ہیں ایک بچے کی عمر ۳ سال ہے اور دوسرے بچے کی عمر ۳ سال ہے جو کہ ان کا والد چھین کر لے گیا ہے۔ اب بچی گھر سے نکال دی ہے اور سب جہیز زیورات رکھ لئے ہیں۔ مہربانی فرما کر فتویٰ دیں کہ نابالغ بچوں، زیور اور جہیز پر کس کا حق ہے۔

قمر دین خان ولد یوسف خان، ضلع ساٹھڑ، سندھ

۷۸۶ جواب: بچہ کی پرورش کا حق ماں کے لئے ہے خواہ وہ نکاح میں ہو یا نکاح سے باہر ہو گئی ہو۔ ہاں اگر ماں کا چال چلن واقعی قابل اطمینان نہ ہو وہ بچہ کی پرورش پر توجہ نہ دیتی ہو یا وہ بچہ کے غیر محرم سے نکاح کر لے تو اس کا حق پرورش جاتا رہتا ہے۔ پھر یہ حق پرورش بھی اسے اس وقت تک موصول ہے کہ بچہ اس کا محتاج ہو۔ جب اسے حاجت نہ رہے یعنی اپنے آپ کھانے، پینے، پہننے اور استنجا کرنے لگے اور اس کی مقدار لڑکے کے لئے سات برس کی عمر ہے۔ یا لڑکی ہو تو حد شہوت تک پہنچ جائے اور اس کی مقدار نو برس کی عمر ہے۔ اس عمر کے بعد اس کے لئے حق پرورش نہیں رہتا اور پہلی صورت میں کہ مثلاً عورت پوری توجہ سے پرورش نہ کر پائے۔ بچہ ناسمجھی کی حد تک پہنچنے سے قبل ماں کے پاس رہے گا۔ جب کچھ سمجھنے لگے تو ماں سے جدا کر لیا جائے گا۔ بچہ ماں کو دیکھ وہی عادتیں اختیار کرتا ہے جو اس کی ماں کی ہیں۔ (عالمگیری در مختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ جہیز کا جو سامان عورت کو اپنے ماں باپ سے ملا وہ خاص اسی کی ملکیت ہے۔ کسی اور کا اس پر کوئی حق نہیں۔ طلاق ہوگی تو وہ اپنا کل سامان واپس لے گی۔ فوت ہوگی تو جہیز کا سارا سامان اس کے ورثہ میں تقسیم ہوگا۔ ہاں جہیز کا جو سامان بنام دوسروں

کے آتا ہے جیسے ہمارے علاقوں میں پہناؤنی کے جوڑے یا دولہا کا جوڑا۔ وہ عورت واپس نہیں لے سکتی کہ جس کا تھا اسے دے دیا گیا۔ مہر بھی اس صورت میں پورا پائے گی۔ شوہر کو ادا کرنے پڑے گا اور جو زیور وغیرہ لڑکے والوں کی طرف سے عورت کو دیا گیا اس میں رواج دیکھا جائے گا۔ اگر وہ لڑکے والوں کی ملک سمجھا جاتا ہے تو اسے وہ روک سکتے ہیں ورنہ نہیں۔ (درمختار، فتاویٰ رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۳ھ

جہیز، بہو کو دیا جانے والا مال

سوال: بخد مت جناب حضرت قبلہ مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

جناب عالی گزارش یہ ہے کہ مطلقہ عورت کے لئے ان حقوق کے متعلق جو کہ اسلام اور شریعت محمدی کے موجب حاصل ہوں مہربانی فرما کر فتویٰ صادر فرمادیجئے کہ کیا وہ عورت طلاق لینے کے بعد اپنے اس طلاق دینے والے خاوند سے حق مہر کے علاوہ اور کچھ حاصل کر سکتی ہے؟

۱۔ کیا اس عورت کو حق حاصل ہے کہ وہ تمام طلائی زیورات جو اس کے خاوند نے شادی کی رات سے لے کر یا بعد میں اس کو بنوا کر پہنائے ہوں اور یہ کہا ہو کہ ان تمام تر زیورات کی مالکہ تم ہو۔ وہ اسے اس طلاق دینے والے خاوند سے لے سکتی ہے۔ ساتھ ہی وہ تمام پہننے کے کپڑے سلے یا بغیر سلے اور دوسرے تمام سامان؟

۲۔ وہ تمام تحائف جو اسے شادی کی رات یا بعد میں اپنے عزیزداروں سے یا اپنے سرال والوں سے ملے ہوں، کیا وہ سب واپس لینے کا حق رکھتی ہے؟

۳۔ کیا وہ تمام جہیز جو اسے اپنے میکے والوں سے ملا ہو وہ بھی واپس مل سکتا ہے۔ کیا وہ مانگ سکتی ہے؟

۴۔ جس وقت عدت میں ہوگی وہ نان و نفقہ مانگ سکتی ہے یا نہیں؟

۵۔ حق مہر یا مذکورہ سامان لینے کے لئے کوئی مدت مقرر تو نہیں۔ یا وقت کی کوئی قید تو نہیں؟

زیادہ عرض یہ ہے کہ خصوصاً سندھ میں یہ اصول رہا ہے بلکہ رسم رواج میں شامل ہے کہ اپنی ہونے والی بیوی کو شادی کی رات سے لے کر جو عرصہ بھی وہ ان کے یہاں رہی ہو اس دوران جو بھی طلائی زیورات بیوی کو پہنایا ہو وہ اس کی اصل مالکہ کہلاتی ہے اور شریف آدمی اس سے قطعی واپس نہیں مانگتا۔

جناب عالی عرض یہ ہے کہ میری بچی کو طلاق ہوئی ہے۔ چھوڑتے وقت اس کے میاں نے صرف دو جوڑے کپڑوں کے۔ ایک تن پر تھا اور ایک عدد تھیلے میں تھا۔ خود آ کر میرے گھر کی سیڑھیوں کے نیچے سے ہی چھوڑ کر چلا گیا اور تین روز بعد کسی وکیل کی معرفت بذریعہ رجسٹری میری بچی کے نام طلاق نامہ بھجوا دیا ہے۔ فقط غلام قادر شیخ

۷۸۶ جواب: ۱۔ جہیز ہمارے ان علاقوں اور شہروں میں، تمام عوام و خواص کے نزدیک ملک زوجہ ہوتا ہے، جس میں شوہر کا کوئی حق نہیں۔ طلاق ہوئی تو مال تمام و کمال از قسم زیورات و اسباب خانہ داری و پارچہ جات، کل لے گی اور مرگئی تو اسی

کے ورثہ پر تقسیم ہوگا۔ ردالمحتار میں ہے کل احد يعلم ان الجہاز للمرأة اذا طلقها تاحذہ کله و اذامات یورث عنها۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ دوہن کا گہنا جوڑا جو بری میں جاتا ہے اگر صراحۃً یا بطور رسم و رواج اس میں بھی تملیک زوجہ یعنی زوجہ کو مالک کر دینا ہی مقصود ہوتا ہے جیسے عطر پھیل سرخی پاؤں وغیرہ سامان آرائش عروسہ۔ تو وہ بھی قبضہ منکوحہ کے بعد، منکوحہ ہی کی ملک ہوگا۔ ہمارے شرفاء میں یہی معمول ہے لہذا بعد رخصت اس کے واپس لینے کو سخت معیوب اور لعن طعن کا موجب جانتے ہیں اور اگر لڑکے والے، رخصتی کے بعد لے لیں تو طعنہ زن یہی کہتے ہیں کہ دے کر پھیر لیا یا صرف دکھانے کو دیا تھا جب دوہن آگئی تو چھین لیا یعنی یہ ان کی رسم اور معمول کے خلاف ہے تو اس کے لئے بعینہ وہی حکم ہے کہ اب وہ واپس نہیں لے سکتے کہ وہ ہدیہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ زیور وغیرہ کہ شوہر کے والدین اپنی بہو کو پہننے برتنے کو دیتے ہیں اور صراحۃً یا رواجاً یا عرفاً کسی طرح مالک کر دینا مقصود نہیں ہوتا وہ بدستور والدین کی ملک ہے۔ دوہن کا اس میں کوئی حق نہیں اور اگر رواج میں یہ ہو کہ جو کچھ چڑھاوا شوہر کے یہاں سے جائے عورت ہی اس کی مالک سمجھی جاتی ہے تو وہ بھی عورت کی ملک ہو گیا خواہ شوہر دینے والا ہو یا اس کے والد یا والدہ۔ یوہیں جو زیور شوہر نے بعد نکاح بنوایا اگر عورت کو تملیک کر دی تھی یعنی یہ کہہ دیا تھا کہ میں نے یہ زیور تجھے دے ڈالا تجھے اس کا مالک کر دیا اور قبضہ بھی عورت کا ہو گیا تو یہ زیور بھی عورت کی ملک ہو گیا اور اگر صراحۃً کہہ دیا تھا کہ تجھے پہننے کو دیا تو شوہر کی ملک رہا اور اگر کچھ نہ کہا تو رواج دیکھا جائے گا۔ اگر اس طرح زیور بنادینے کو عورت کی تملیک سمجھتے ہیں جیسا کہ سائل کا بیان ہے تو قبضہ کے بعد عورت مالک ہوگی ورنہ نہیں۔ تحفۃ تحائف جو دوہن کو دیئے گئے اور اس نے ان پر قبضہ کر لیا وہ بھی اس کی ملک ہیں۔ کوئی اور ان پر حق نہیں رکھتا۔ یہاں شریعت کا یہ قانون یاد رکھیں کہ المعروف کا مشروط۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ جس عورت کو طلاق دی گئی ہے بہر حال عدت کے اندر نفقہ پائے گی۔ (خانہ)۔ البتہ عدت کے اندر نفقہ کا نہ دعویٰ کیا اور نہ حاکم اسلام نے مقرر کیا تو عدت گزرنے کے بعد نفقہ ساقط ہو گیا۔ (خانہ وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد ظلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ صفر المظفر ۱۴۰۰ھ

جہیز اور بری کی ملکیت کا حکم / ترکہ تقسیم کا طریقہ

سوال: کیا کہتے ہیں علماء دین اس مسئلہ پر کہ

۱۔ میرا ایک لڑکا اور دو لڑکیاں ہیں۔ جن کی شادیاں میں نے کر دی ہیں۔ لڑکیاں اپنے گھر بار کی ہیں۔ لڑکے کی شادی تقریباً دو ڈھائی سال ہوئے کی تھی۔ قضاء عند اللہ کہ اس کا انتقال مورخہ ۳ اگست ۱۹۸۱ء بروز پیر کو ہو گیا۔ مرحوم کی بیوی موجود ہے اور میں باپ اور اس کی دو بہنیں حیات ہیں۔ لہذا غیر منقولہ ایک پلاٹ میں نے آج سے تیس سال قبل خود اپنے نام سے خریدا تھا۔ میرے لڑکے کے عارف مرحوم کی عمر جب چار سال تھی میں نے اس پلاٹ کو آج سے تقریباً دس سال پیشتر محمد عارف کے نام کر دیا۔

ایک ہزار روپے میں اس پلاٹ کی تعمیر اب سے چار سال قبل میں نے کی۔ جس میں بیشتر حصہ کمائی کا میرا ہے۔ محمد عارف مرحوم نے میرا ہاتھ اس وقت سے بنانا شروع کیا جب اس کی عمر سولہ سال ہو گئی۔ ہم دونوں باپ بیٹے مرحوم کے انتقال تک ساتھ رہے ہیں۔ ہم دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوئے لہذا اس کی بیوہ کا شرعی حق قرآن و سنت کی روشنی میں مفصل تحریر کیا جائے؟

۲۔ میں نے اپنے لڑکے کی شادی دوڑھائی سال قبل کی تھی۔ لڑکے کی دلہن کو کچھ زیور پہنایا تھا جبکہ زیور وغیرہ میرا ذاتی خرید کیا ہوا تھا۔ اس زیور میں مرحوم کی بیوہ کا شرعی حق بنتا ہے یا نہیں؟

۳۔ میرے لڑکے کے ذمہ کچھ قرض ہے اس کا شرعی فیصلہ کیا ہے۔ کہ اس کی ادائیگی میں کس کس کو حصہ لینا چاہئے؟

غلام احمد، حاجی عبدالرؤف، لیاقت کالونی، حیدر آباد

۸۶۷ جواب: صورت مسئلہ میں جو پلاٹ، مبلغ ایک ہزار روپیہ کے عوض، محمد عارف کے نام کیا گیا اگرچہ اس کی قیمت وصول نہ کی، گویا معاف کر دی تو وہ پلاٹ محمد عارف مرحوم کی ملک ہے۔ اس میں وراثت جاری ہوگی اور شرعا اس کے ورثہ میں تقسیم ہوگا اور تقسیم کی صورت یہ ہے کہ محمد عارف متوفی کا تمام مال متروکہ، خواہ جائیداد منقولہ ہو یا غیر منقولہ، نقدی یا زیوراتی اور کچھ، اس میں سب سے پہلے تجہیز و تکفین عمل میں آئے گی۔ پھر اس نے اپنے اوپر قرض چھوڑا ہے تو اس مال سے قرض ادا کیا جائے گا۔ پھر اس نے کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی مال میں وصیت جاری ہوگی۔ ان سب کے بعد محمد عارف کے ورثہ میں اس کا مال تقسیم ہوگا اس طرح

زوجہ	باپ	بہن	بہن
۳	۹	محروم	محروم

یعنی کل مال کے ۱۲ حصے کریں۔ ان میں ۳ حصے بیوی کو دیں اور بہنیں محروم اور باقی ۹ باپ کو۔

۲۔ شادی میں جو جہیز عورت کو باپ کے یہاں سے ملتا ہے وہ تمام عورت ہی کی ملکیت ہے۔ اس کے کسی حصہ میں کسی اور کا حق نہیں۔ تمام وکمال اسے واپس کیا جائے۔ (در مختار وغیرہ)۔

۳۔ چڑھاوے کا زیور، بری کے جوڑے وغیرہ میں حکم شرعی یہ ہے کہ اگر اس زیور کا عورت کو مالک کر دیا گیا تھا۔ خواہ صراحتہ کہہ دیا تھا کہ میں نے اس کا تجھے مالک کیا، یا وہاں کے رسم و رواج سے ثابت ہو کہ وہ زیور وغیرہ تملیک ہی کے طور پر دیتے ہیں جیسا کہ ہمارے اطراف میں شرفاء کا دستور ہے کہ دے کر پھر نہیں پھرتے۔ تو وہ بھی عورت ہی کی ملک ہے۔ ورنہ جس نے چڑھایا اس کی ملک ہے خواہ وہ شوہر کا باپ ہو، یا ماں ہو، یا خود شوہر اور جو زیور شوہر نے بنا کر عورت کو دے دیا یعنی اس کے قبضہ میں دے کر اسے مالک بنا دیا اور عورت کا قبضہ بھی ہو گیا تو یہ زیور بھی عورت کی ملک ہے۔ غرض چڑھاوے وغیرہ میں دار و مدار، وہاں کے رسم و رواج پر ہے۔ اگر عورت کی تملیک سمجھتے ہیں تو عورت مالک ہے ورنہ چڑھانے یا نہ لانے والا۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد ظلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ شوال ۱۴۰۱ھ

جہیز عورت کی ملکیت ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسمی سید ذوالفقار علی نے اپنی بیوی مسماۃ زبیدہ بی بی کو تین طلاق دے کر فارغ کر دیا ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ زبیدہ بی بی کو جو زیورات سسرال سے ملے تھے آیا وہ واپس کرے گی یا نہیں؟ یا اس کی ملکیت تہرار پائیں گے؟ ذوالفقار علی کی ایک لڑکی کی عمر تقریباً ایک سال جو اپنی والدہ کے ہی پاس ہے، وہ کب تک اپنی ماں کے ہی پاس رہے گی؟ آیا اس کا باپ اپنی کفالت میں لے سکتا ہے یا نہیں؟ اگر وہ اپنی کفالت میں نہ لے تو لڑکی کا خرچ کس کے ذمہ ہوگا۔ اور کب تک؟

سید غلام محمد، مراد آباد شریف

(جواب از انوار العلوم ملتان) بر تقدیر صحت اگر مسمی ذوالفقار علی نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی تو وہ زیورات جو اسے سسرال نے مالکانہ حقوق کے ساتھ دیئے تھے ان کی حقدار وہ لڑکی زبیدہ ہی ہوگی۔ چھوٹی بچی اپنی والدہ کے پاس رہے گی۔ ہدایہ میں ہے

واذا وقعت الفرقة بین الزوجین فالام احق بالولد اور بچی کا خرچہ والد کے ذمہ ہوگا۔ ہدایہ میں ہے النفقة علی الاب والدہ کا یہ حق ضمانت، لڑکی کے بلوغ تک ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم مفتی مدرسہ انوار العلوم، ملتان

۸۶۷ جواب: عورت کو سسرال کی جانب سے جو کچھ چڑھا دے میں دیا جاتا ہے اگر اس سے مقصود دلہن کو مالک کر دینا ہوتا ہو اور نصایا عرفا اس کی تملیک مقصود ہوتی ہو جیسے شکر، میوہ، عطر، تیل، پھیل اور دوسری ازیئت و آرائش کے سامان میں مطلقاً یہ ہی تملیک ہوتی ہے تو منکوحہ کے قبضہ کر لینے کے بعد وہ عورت کی ملک ہو گیا۔ اب اس کے سسرال والوں کو اس کے واپس لینے کا حق نہیں۔ حضرت مجیب کا جواب اس بنیاد پر جواب بالصواب ہے لیکن اگر تملیک نہ پائی گئی یعنی صراحتہ کہہ دیا کہ یہ برتنے کے لئے ہے یا وہاں کا رواج ہی یہ ہو کہ تملیک مقصود نہیں ہوتی تو جس نے چڑھایا اسی کی ملک رہے گی۔ عورت اس کی ملک تصور نہیں کی جائے گی، اس کی واپسی ضروری ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ فرقت کے بعد جس عورت کو حق پرورش حاصل ہے اس کی پرورش میں لڑکی اس وقت تک رہے گی جب تک حد شہوت کو پہنچ جائے۔ اس کی مقدار نو برس کی عمر ہے۔ ہاں اگر لڑکی خواہ لڑکا ماں کی پرورش میں ہو اور بچہ کی ماں بچہ کے غیر محرم سے نکاح کر لے تو اسے پرورش کا حق نہ رہے گا۔ (در مختار وغیرہ) اور بچہ ماں کی پرورش میں ہو تو وہ حق پرورش بھی لے سکتی ہے اور دودھ پلانے کی اجرت اور بچہ کا نفقہ وغیرہ بھی اور یہ سب اخراجات اگر بچہ کا مال ہو تو اس سے دیئے جائیں گے ورنہ جس پر بچہ کا نفقہ ہے اسی کے ذمہ یہ سب مصارف بھی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۳ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب حقوق زوجین

حیض ونفاس میں مباشرت فاحشہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے کے متعلق کہ: ایک آدمی اپنی منکوحہ کے ساتھ حالت حیض یا نفاس میں اس کے عضو خاص کے علاوہ کسی اور عضو کے ساتھ اپنے آلہ کو لگا کر شہوت نکالتا ہے تو کیا یہ فعل جائز ہے؟ کتب فتاویٰ سے درج فرمائیں۔
فقط السائل گلاب حسین، ہالا، ۲۷-۱-۱۹۹۰ء

۷۸۶ جواب: حالت حیض ونفاس میں ناف سے گھٹنے تک عورت کے بدن سے مرد کا اپنے کسی عضو مخصوص سے چھونا جائز نہیں جبکہ کپڑا وغیرہ حائل نہ ہو شہوت سے ہو یا بلا شہوت اور ایسا کپڑا حائل ہو کہ بدن کی گرمی محسوس ہی نہ ہوگی تو حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ ذی قعد ۱۳۸۰ھ

اگر یکے بعد دیگرے چند شوہر ہوئے تو جنت میں بیوی کس شوہر کے ساتھ ہوگی

سوال: بخدمت جناب المعظم مولانا مفتی محمد خلیل خان برکاتی مدظلہ العالی، السلام علیکم
عرض یہ ہے کہ: آپ کے رفیق کو اس مسئلہ میں آپ سے معلومات حاصل کرنی ہیں میں امید رکھتا ہوں کہ میری اس بات کو خلوص دل و قلب سلیم کے ساتھ سنیں گے اور جواب تحریر فرمائیں گے۔
کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

- ۱۔ زید نے زینب کے ساتھ شادی کی۔ زید اپنی عمر گزار کر چلا گیا اور پھر زینب نے بکر سے شادی کی وہ بھی چلا گیا۔ پھر اس کے بعد زینب نے تیسرے کے ساتھ اور وہ بھی چلا گیا حتیٰ کہ یہ عورت چار شوہروں کے ساتھ زندگی بسر کر کے چلی گئی۔ اب وہ عورت جنت میں کس خاوند کے ساتھ جائے گی اور دوسرے جو ہیں انہیں کوئی عورت کا شرف حاصل ہوگا۔
- ۲۔ جنت میں انسان کو صحبت کا عورت کے ساتھ اعجاز ملے گا یا نہیں؟ آیا حوروں کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوگا؟
- ۳۔ جنت میں بچے کی خواہش انسان کو ہوگی یا نہیں اگر ہوگی تو اس کے لئے کوئی مدت درکار ہے یا نہیں؟ اگر چہ وہ بچہ بچہ رہے گا یا نو جوان یا بوڑھا تو پھر زندگی کیسی ہوگی؟

آپ حضور اس کا جواب ذرا تفصیل سے قرآن وحدیث و کتب فقہ کی روشنی میں صادر فرمائیں۔ السائل غلام عباس ولد نور دین
۷۸۶ جواب: ۱۔ سوالات ایسے کریں کہ جن کے جوابات سے آپ اپنے دین و ایمان و عمل میں ترقی کر سکیں۔ حیات اخروی سے متعلق سوالات آپ جیسے لوگوں کو زیب نہیں دیتے۔ بہر حال جوابا عرض ہے کہ عورت کے چند شوہروں میں جو شوہر

اسے اخلاق و عادات و اعمال کے لحاظ سے زیادہ پسند و محبوب ہوگا وہ اس کی زوجیت میں رہے گی۔ (طبرانی و خطیب وغیرہما) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ ایمان سلامت ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ دونوں سے قربت ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ اگر کسی جنتی کو اولاد کی خواہش ہوگی تو اس کا حمل اور وضع اور پوری عمر یعنی تیس سال خواہش کرتے ہی ایک ساعت میں ہو جائے گی۔ (کتب عقائد) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری لبرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ شعبان ۱۳۹۷ھ

حقوق شوہر

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنی زوجہ ہندہ کو کہا تم میری اجازت کے بغیر کہیں نہیں جاسکتی اس پر ہندہ نے اپنے شوہر زید کو کہا کہ میری مرضی ہے میں جہاں چاہوں جاسکتی ہوں تم کون ہو مجھے منع کرنے والے۔ زید کے بیٹوں نے بھی والدہ کا ساتھ دیا اور اپنے والد کو کہا کہ ہماری والدہ جہاں چاہیں جاسکتی ہیں تم کون ہو منع کرنے والے اگر تم زیادہ شور کرتے ہو اپنے گھر سے نکل جاؤ۔ لہذا برائے کرم شریعت محمدیہ کے مطابق فیصلہ فرمائیں کہ حق پر کون ہے؟ السائل محمد رمضان، کوٹری

۷۸۶ جواب: رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ شوہر کا حق عورت پر یہ ہے کہ اپنے نفس کو اس سے نہ روکے اور سوائے فرض کے کسی دن بغیر اجازت اس کے روزہ نہ رکھے اگر ایسا کیا تو گناہگار ہوئی اور بغیر اجازت کوئی عمل مقبول نہیں اگر عورت نے کر لیا تو شوہر کو ثواب ملے گا اور عورت پر گناہ اور بغیر اجازت اس کے گھر سے نہ جائے اگر ایسا کیا تو جب تک توبہ نہ کرے تو اللہ اور فرشتے اس پر لعنت کرتے رہیں گے۔ عرض کی گئی اگرچہ شوہر ظالم ہو فرمایا اگرچہ ظالم ہو۔ (ابوداؤد ابن عساکر) ایک حدیث شریف میں ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ عورت پر شوہر کا حق یہ ہے کہ اس کے بچھونے کو نہ چھوڑے اور اس کی قسم کو پورا کرے اور بغیر اس کی اجازت کے باہر نہ جائے اور ایسے شخص کو مکان میں نہ آنے دے جس کا آنا شوہر کو پسند نہ ہو (طبرانی) ان احادیث سے معلوم ہوا کہ شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر جانے والی عورت سخت گناہگار اور مستحق لعنت الہی رکھی گئی ہے اب اس گناہ پر جو اس کی مدد کریں گے وہ بھی گناہگار ہوں گے صورت مسئلہ میں شوہر حق پر ہے اور عورت اور اس کی اولاد ناحق پر۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری لبرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ ربیع الآخر ۱۳۸۵ھ

پیر و مریدہ کے درمیان پردہ اور مریدہ کا پیر کے ہاتھ پیرد بانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے

عرصہ چار سال قبل بکر کی شادی ماموں زاد مسات کے ساتھ ہوئی تھی مہر کی رقم اندازاً بارہ ہزار روپے مقرر ہوئی جو کہ

بروقت نکاح، بہ شکل، نفرتی زیورات مسماۃت زلیخا کو ادا کر دی گئی تھی اور کوئی شرط نکاح نامہ میں نہیں ہے۔ بعد رخصتی مسماۃت زلیخا بکر کے یہاں پر ۷ سال تک رہی۔ ایک پیر بھی میری سسرال میں ہی رہائش پذیر تھا کیونکہ میری منکوحہ مسماۃت زلیخا کے والدین و بھائی ورشتہ دار بھی ان سے بیعت ہیں میری منکوحہ مسماۃت زلیخا بھی ان سے بیعت ہے۔ جب میرا آنا جانا سسرال میں ہوا تو میں نے جو حالات اس پیر کے اس گھر میں دیکھے تو میرا دل ان سے نفرت کرنے لگا۔ میں ان کی پوری تفصیل تو لکھنے سے قاصر ہوں مختصر طور پر عرض ہے ان پیر صاحب کی غیر شرعی حرکات دیکھی ہیں۔ اول تو حضرت نو جوان عورتوں سے اپنے پیر دسرو ہاتھ وغیرہ دبواتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ خود بھی جوان العمر ہیں نو جوان عورتوں سے پردہ بھی نہیں کراتے ہیں بلکہ یہ کہتے ہیں کہ یہ سب ہماری مرید ہیں اس لئے پردہ کرنا ہم سے لازم نہیں ہے۔ نیز مجلس قوالی میں بھی نو جوان عورتوں کو مدعو کیا جاتا ہے اور بعد میں اپنے کمرے (آستانہ) میں پیر ہاتھ دبواتے ہیں نیز جہاں کہیں بھی اور کسی شہر میں بھی اگر محفل ہو تو ان عورتوں کو اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ اپنے وطن آزاد کشمیر تک لے جاتے ہیں۔ جناب بکر ایک سنی صحیح العقیدہ نمازی پرہیزگار ہے اور بریلوی مسلک رکھتا ہے۔ انہوں نے غیر شرعی حرکات دیکھتے ہوئے اپنی منکوحہ مسماۃت زلیخا کو منع کیا اور کہا کہ وہ اب آئندہ اس پیر سے پردہ کرے دیگر حرکات سے بھی سختی سے منع کیا تو پیر میرا دشمن بن گیا یہ حضرت کچھ نقلی علم و جادو ٹونہ جانتے ہیں مجھ کو رام کرنے کے لئے ہر حیلہ حربہ آزمایا اور دباؤ ڈالا کہ میں خود بیعت ہو جاؤں اور غیر شرعی حرکات پر منکوحہ کو منع نہ کروں کیوں کہ منکوحہ کے والدین پر کافی اثر رسوخ ہے یہ حضرت ان کی مالی مدد بھی کرتے رہتے ہیں اور ان کے پاس منکوحہ و اس کی والدہ و دیگر عورتوں کے باقاعدہ فوٹوز ہیں جو کہ انہوں نے خود کمرہ سے کھینچے ہیں۔ اس کے علاوہ وی۔ سی۔ آر پر مستورات کی فلم وغیرہ بھی دیکھتے رہتے ہیں جب میں قابو نہ آیا تو میرے ساتھ سازش کی اور میرے مکان پر منکوحہ کی والدہ اور اس کے بھائی کو بھجوا دیا اور کہا کہ ایک تقریب ہے اس میں جانا ہے اس لئے آپ مسماۃت زلیخا کو ایک ہفتے کے لئے بھجوا دیں۔ میں نے وہی شرائط رکھی کہ پیر سے پردہ کرانا اور کسی بھی محفل میں نہ بھجوانا اور نہ ہی اس کے ملک آزاد کشمیر بھجوانا وعدہ کر کے لے گئے مسماۃت زلیخا تمام زیورات و پارچہ جات لے کر گئی لیکن وہ تو لے جانے کا بہانہ تھا واپسی نہیں بھجوائی حالانکہ میں بارہا مرتبہ لینے کو گیا اسی دوران منکوحہ کو لڑکا پیدا ہوا۔ اس چار سال کے عرصہ کے دوران بارہا مرتبہ برادری کے معزز حضرات نے بھرپور کوشش کی کہ وہ بھجوا دیں اس نام نہاد پیر سے بھی ملاقاتیں کیں تو اس نے شرائط پیش کر دیں، جب مسماۃت زلیخا کے والدین کو زور و دباؤ برادری نے دیا تو وہ لوگ یہی کہتے ہیں کہ ہمارا تو سب کچھ پیر ہے اس کی شرائط مان لو تو لیجاؤ ورنہ ہم کچھ نہیں کر سکتے ہیں پیر کی شرائط حسب ذیل ہیں۔

۱۔ مسماۃت زلیخا منکوحہ پردہ نہیں کرے گی میرا سسر اور پیر و ہاتھ دباتی رہے گی۔

۲۔ میرا حکم مانے گی خاوند کے حکم پر عمل نہیں کرے گی میرے حکم کو مقدم سمجھے گی اس پر خاوند کو اعتراض نہ ہوگا۔

۳۔ نیز جب بھی ہم حیدر آباد آئیں گے منکوحہ کو سسرال سے ہمارے پاس بھجوانا پڑے گا اور جہاں پر جس بھی شہر میں یا میرے ملک آزاد کشمیر میں کوئی محفل و عرس ہوگا میرے ساتھ بھجوانا پڑے گا۔

۴۔ یہ تمام شرائط اسٹامپ پر لکھ کر مجسٹریٹ کے پاس تصدیق کرا کر بکرا قرار و قبول کرے تو بھجوائیں گے ورنہ نہیں۔ مجبور ہو کر میں نے عدالت سے رجوع کیا اور حق زوجیت کا دعویٰ دائر کیا ہوا ہے عرصہ ۳ سال ہو گیا ہے یہ دیوانی کیس ہے نہ معلوم کب تک چلے اس لئے میں نے ایک درخواست حلقہ کنسلر کے یہاں پر برائے سرٹیفکیٹ دوسری شادی کی ہے۔ کیس زیر سماعت ہے اب اپنے جواب میں بھی تحریری طور پر وہی شرائط پیر والی رکھی ہیں ان حالات کے تحت ان شرائط کو قبول کروں تو بھجواتے ہیں ورنہ نہیں ایسی صورت میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

۱۔ مندرجہ بالا چاروں شرائط جو پیر نے دی ہیں کیا حکم ہے؟

۲۔ ایسے پیر کے متعلق کیا حکم ہے کیا واقعی وہ پیر ہے؟

۳۔ منکوحہ مسات زلیخا کے لئے کیا حکم ہے؟

۴۔ منکوحہ کے والدین و بھائیوں کے اور ان کے عزیز جوان سے بیعت ہیں ان کے ہم نوا ہیں کیا حکم ہے۔ برائے کرم تفصیل سے واضح طور پر جواب عنایت فرمائیں۔ بینوا، توجروا فقط والسلام ایک سائل

۸۶۷ الجواب ہو الموفق للصواب: بیویاں اگر ناشائستہ، ناشزہ، نافرمان اور حقوق شوہر سے لاپرواہ ہوں تو ایسی صورت میں اصلاح احوال کے لئے قرآن کریم نے مردوں کو تین تدبیریں بتائیں۔ **فَعُظُّوهُنَّ (النساء: 34)** انہیں سمجھاؤ اور بتاؤ کہ شوہر کی نافرمانی اور اس کی اطاعت نہ کرنے میں دنیا و آخرت دونوں میں خسران و وبال کے سوا کچھ نہیں۔ اب بھی اگر اصلاح نہ ہو تو دوسری منزل سزا کی یہ ہے کہ **وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ (النساء: 34)** انہیں خواب گاہوں میں تنہا چھوڑ دیں۔ یہ تدبیر بھی کارگر نہ ہو تو تیسرا علاج یہ ہے کہ **وَاصْبِرْ بُوْهُنَّ ن تَادِيبَ كَ طُورٍ عَلٰی سِی مَار مَارِی جَائَے۔** پیر صاحب نے جو شرائط رکھی ہیں وہ کلیہ طور پر خلاف شریعت ہیں کوئی بھی سچا مسلمان انہیں قبول نہیں کر سکتا۔ آزاد عورت کو حرام ہے کہ کسی نامحرم مرد کے بدن کو ہاتھ لگائے اگرچہ ہاتھ پاؤں کو۔ اور مرد پر حرام ہے کہ اسے اس کی اجازت دے۔ ہاتھ پیرد بوانا تو کجا، پیر کو یہ بھی حرام ہے کہ اجنبی عورت کا ہاتھ پکڑ کر بیعت کرے۔ (فتاویٰ رضویہ، سنی بہشتی زیور) اس قسم کے نام نہاد پیروں و صوفیوں سے اللہ تعالیٰ اپنی عافیت میں رکھے۔ منکوحہ مسات بدستور اپنے شوہر کے نکاح میں ہے۔ شوہر کو چاہئے کہ کسی بھی طریقہ سے اسے گھر میں لا کر رکھے۔ یوہیں عورت پر بھی لازم ہے کہ وہ ایسے پیر سے دور رہے اور ہرگز ہرگز اس معاملہ میں حقیقی بہن بھائی بلکہ ماں باپ کی بھی رعایت و مروت نہ رکھے کہ شوہر کی نافرمانی خدا کو پسند نہیں ہے اور جس چیز سے خدا راضی ہو اس سے بچنا بہت ضروری ہے۔ واللہ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۹۸۵ / ۲۱۹ ء

۸۶۷ الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

عورت اگر بغیر اجازت گھر سے چلی جائے تو نکاح نہیں ٹوٹتا

سوال: جناب مفتی محمد خلیل خان صاحب، السلام علیکم

میں یہ بیان حلفیہ دیتا ہوں کہ: میرے گھر میں میری بیوی سے لڑائی ہوئی اور جب وہ گھر سے گئی تو میں نے کہا کہ تم جارہی ہو میری اجازت کے بغیر یہ شرع کے خلاف ہے۔ میں نے کہا کہ ممکن ہے کہ تم نکاح سے باہر ہو جاؤ جب یہ نکل گئی اپنے چھوٹے لڑکے کے یہاں، اس کے بعد یہ گئی اپنے سمدھی کے یہاں، اور اس کے بعد اپنے بڑے لڑکے کے پاس، اس کے گھر میں تقریباً ایک ماہ رہیں اس کے بعد وہ اپنے مکان پر آ گئیں اب میں چاہتا ہوں کہ اپنا فیصلہ شرع اور اسلام کے مطابق فتویٰ جاری کریں۔ علی حسین، لطیف آباد ۸

۷۸۶ جواب: عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر، گھر سے نکل جائے تو اس سے نکاح نہیں جاتا۔ وہ دونوں بدستور میاں بیوی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان قادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ

عمل لواطت سے (معاذ اللہ) طلاق نہیں ہوتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زید نے اپنی منکوحہ بیوی سے بمقام دبر (پاخانہ کی جگہ) جماع کیا ہے۔ اس صورت میں طلاق ہو جائے گی یا کہ نہیں؟ برائے کرم شرع کے مطابق جواب دیکر شکریہ کا موقع دیں۔ خادم الاحناف حاجی اللہ دتہ قادری، خطیب جامع مدینہ مسجد لیاقت کالونی حیدر آباد

۷۸۶ جواب: زوجہ سے یہ فعل، اگرچہ بدفعی اور باعث اذیت ہے مگر اس سے طلاق ہرگز واقع نہیں ہوتی۔ آخر وقوع طلاق کی کوئی وجہ تو ہو۔ گناہ وہ اپنی جگہ گناہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد مفتی محمد خلیل خان قادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ شوال المکرم ۱۴۰۳ھ

اگر شوہر نامرد ہو تو اس سے طلاق لی جاسکتی ہے؟

سوال: قبلہ مفتی محمد خلیل خان صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کیا فرماتے ہیں مفتیان دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی مسلمان شخص پیدائشی طور پر نامرد ہو اور دھوکہ و فریب سے کسی مسلمان عورت سے نکاح کر لے۔ نکاح کے بعد پہلی رات کو اپنی نامردی کا اقرار بھی کرتا ہے اور اپنی کمزوری کو چھپانے کے لئے اپنی بیوی کو مجبور کرتا ہے اور کہتا ہے میرے فلاں دوست سے تعلقات پیدا کر لو اگر ناجائز اولاد پیدا ہو جائے تو اس کا باپ بننے کو تیار ہوں۔ لڑکی طلاق مانگتی ہے اور خدا اور رسول کا واسطہ دیتی ہے مگر اس شوہر پر ذرا اثر نہیں ہوتا۔ جناب والا کیا ایسے مرد کے ساتھ کسی لڑکی کا نکاح جائز ہے؟ کیا یہ نکاح از روئے شریعت فسخ نہیں ہو جاتا؟ سید مبارک علی قادری ولد سید وزیر علی، سٹلاٹ ٹاؤن، میرپور خاص

۷۸۶ جواب: اگر واقعی شوہر اپنی بیوی سے جماع نہیں کر سکتا تو شوہر اس عورت کے حق میں عینین (نامرد) ہے اگر طلاق نہیں دیتا تو حکومت سے درخواست کرنی چاہئے تاکہ اس مقدمے کی کارروائی کسی مسلمان جج کے سپرد کی جائے۔ جب اس میں کامیابی ہو جائے تو مسلمان حاکم اس شوہر کو علاج کے لئے ایک سال کی مہلت دے اس کے بعد بھی مرد کامیاب نہ ہو سکے اور

طلاق بھی نہ دے اور عورت طلاق کی خواستگار ہو تو حاکم شوہر سے بیوی کو طلاق دینے کے لئے کہے اگر طلاق دے دے تو فہما اگر طلاق نہ دے تو حاکم وقت حکما اس سے طلاق دلائے۔ اب طلاق کے بعد عورت عدت گزارے اور جس مرد سے چاہے نکاح ثانی کر لے۔ مہلت کے اس ایک سال کی مدت میں عورت ہرگز نکاح نہیں کر سکتی۔ (درمختار۔ فتاویٰ مظہریہ وغیرہ)

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ ذی الحجہ ۱۳۹۷ھ

ولیمہ مسنونہ کا طریقہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید کے مرحوم والدین نے چھ (۶) سال کی عمر میں زید کو رشتہ ازدواج میں منسلک کیا تقریباً اکیس سال بعد دہن کی رخصتی ہوئی۔ واضح ہو کہ بچپن کی اس شادی میں باقاعدہ نکاح ولیمہ وغیرہ کی انجام دہی ہو چکی ہے دہن کے گھر پر آنے کے بعد دوست احباب کا اصرار ہے کہ ولیمہ کیا جانا چاہے مختصر ہو۔ فی الوقت زید کی مالی پوزیشن اس کی متحمل نہیں کہ وہ سنت نبوی ﷺ کے مطابق ولیمہ کر سکے تاہم مالی حالت بہتر ہوتے ہی زید کا پروگرام یہ ہے کہ ایک محفل نعت یا کسی عالم کی تقریر کا اہتمام کیا جائے جس میں جملہ احباب شرکت کر سکیں بعد ازاں مختصر خور و نوش ہو۔ کیا یہ دعوت ولیمہ کے متبادل ہو سکتی ہے۔ تفصیلی جواب مرحمت فرما کر مشکور فرمائیں۔ سائل۔ سید منیر احمد، خواجہ چوک حیدر آباد

۸۶۷ جواب: ولیمہ یہ ہے کہ شب زفاف کی صبح کو اپنے دوست احباب و عزیز اقارب اور محلے کے لوگوں کی حسب استطاعت ضیافت کرے۔ اسی کے لئے حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے کہ ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری کے گھر سے۔ یا ایک ہی بکری سے۔ یہی ضیافت، دعوت مسنونہ ہے جتنا بآسانی بن پڑے کر گزرے۔ ہاں اس میں دنیاوی واہ واه مقصود نہ ہو، ورنہ ادائے سنت کا ثواب نہیں ملے گا۔ اور اب کہ وہ وقت گزر گیا ادائے سنت کی نیت سے جب بھی اس ضیافت کا اہتمام کرے گا، امید رکھنی چاہئے کہ اس پر ولیمہ کا ہی ثواب مرتب ہوگا۔ خلوص شرط ہے اور امید قبولیت، ایمان کی علامت۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

باب النفقہ

شوہر پر کتنا خرچہ واجب ہے؟

سوال: جناب مولوی صاحب آداب ایک مسئلہ ہے اس کا شرعی احکامات کی روشنی میں جواب دے کر شکریہ کا موقع دیں۔

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: میری شادی ۱۹۷۸ء میں ایک بزرگ نے کروائی۔ میں اپنے والدین کی اکلوتی بیٹی ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے تعلیم کے زیور سے آراستہ کیا ہے اور میں کالج میں معلمہ ہوں۔ میرے شوہر کے ماشاء اللہ ۹ بھائی اور ایک بہن ہے۔ ہم ان کے مقابلے میں غریب ہیں اور وہ لوگ کھاتے پیتے ہیں کیونکہ میرے خسر سعودی عرب میں برسر روزگار ہیں بہت عرصہ سے۔ ماشاء اللہ دو دو مکان، پیسہ، سونا سب کچھ اللہ نے دیا ہے۔ خیر شادی کے وقت ان بزرگ نے ہمیں عندیہ دیا تھا کہ لڑکا حیدر آباد میں یعنی میرے والدین کے پاس رہے گا۔ اور جہیز وغیرہ کراچی میں جائے گا کیونکہ لڑکی کو کراچی میں رہنا ہے۔ اور میرے شوہر کے والدین نے بھی یہی کہا تھا بہت سے لوگوں کے سامنے۔ لیکن صرف زبانی بات ہوئی تھی کوئی اسٹامپ وغیرہ نہیں لکھوایا تھا۔ کیونکہ شریفوں کی تو زبان کا ہی اعتبار ہوتا ہے اور شادی کے وقت میرے شوہر اسلام آباد میں عارضی ملازم بھی تھے۔ مگر شادی کے بعد وہ دیر سے اسلام آباد پہنچے اور کوئی چھٹی عرضی بھی نہیں دی تھی اس لئے وہ ملازمت ختم ہو گئی یعنی شادی کے بعد میں نے اپنے شوہر کو بیروزگار ہی دیکھا۔ دوسری بات یہ کہ شادی کے بعد وہ لوگ اپنی زبان سے بھی پھر گئے اور میرے شوہر نے حیدر آباد میں رہنے سے انکار کر دیا کہ میں نے وعدہ نہیں کیا تھا بلکہ میرے والدین نے کیا تھا۔ خیر میرے والدین چونکہ گھر گاڑنا نہیں چاہتے تھے اس لئے انھوں نے کہہ دیا کہ جب تم برسر روزگار ہو جاؤ تو اپنی بیوی کو لے جانا اور میرے کراچی نہ جانے کی خاص وجہ یہ تھی کہ میرے شوہر بیروزگار اور میں روزگار سے لگی ہوئی تھی تو گزارا تو کرنا تھا کیوں کہ شادی کے بعد ہر سال اللہ تعالیٰ ہمیں اولاد سے نوازا رہا ہے۔ تین بچے ہو چکے ہیں اور چوتھے کی ولادت ہونے والی ہے۔ شادی کو پانچواں سال چل رہا ہے۔ اور ہماری خوش دامن نے بہو کو روزگار سے لگا دیکھ کر اپنے بیٹے یعنی میرے شوہر کے خرچے سے ہاتھ کھینچ لیا۔ اب میں جب سے میری شادی ہوئی ہے اپنا اپنے بچوں کا اور اپنے شوہر کا خرچہ برداشت کرتی آرہی ہوں بچوں کی ولادت کا خرچہ بھی میں ہی برداشت کرتی ہوں۔ شوہر اپنے والدین کے پاس کراچی میں رہتے ہیں۔ صرف میرے پاس وہ ۱۵ دن ایک مہینے میں ۲ دن کے لئے چکر لگاتے ہیں ان کے وہاں رہتے ہوئے میں ان کا تمام خرچ مثلاً کپڑے جوتے بستر مطلب چھوٹی چھوٹی سی چیز اور بڑی سی چیز کا خرچ میں برداشت کرتی اور ان کے کراچی حیدر آباد آنے جانے کا کرایہ بھی میں برداشت کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ شادی کے شروع کے دنوں میں انہوں نے ۱۰۰

روپے مہینہ باندھا ہوا تھا۔ وہ دیتی تھی بعد میں انہوں نے ڈیڑھ سو = 150 روپیہ کر دیا وہ برابر دیتی ہوں کبھی کبھی کسی مہینے میں نہیں لیتے تھے ورنہ پابندی سے دیتی ہوں۔ یہ سب کچھ ان کے کراچی رہتے ہوئے کرتی تھی۔ بس وہ اپنے والدین کے پاس کھانا جو کھاتے تھے وہ کھا لیتے تھے۔ اور اب شادی کے بعد میں ایک مرد کی طرح ذمہ داری میں پھنس گئی ہوں کوئی خواہش کوئی آرزو میرے شوہر نے پوری نہیں کی۔ چلیں وہ تو صحیح تھا کہ بے روزگار ہیں مگر اب پانچویں سال میں میرے شوہر کراچی میں روزگار سے لگ گئے ہیں۔ اور میں ابھی حیدرآباد میں ہی رہتی ہوں کیوں کہ میرے یہاں بچے کی ولادت ہونے والی ہے، دوسرے ٹرانسفر بھی نہیں ہوا اور میں شوہر کی ناراضگی سے نہیں بلکہ ان کی رضامندی سے حیدرآباد میں ہوں۔ کوئی لڑائی جھگڑا نہیں ہے مگر ان کا کہنا ہے کہ میں پورے سال بھر یا اس سے زیادہ پوری تنخواہ میں اپنی ماں کو دوں گا اور اس کے بعد ۵۰۰ سو روپیہ مہینہ اور بھی کچھ ہو سکا تو وہ زندگی بھر ماں کو دوں گا۔ انہوں نے پہلی تنخواہ پوری پوری ماں کو دی ان کی سروس کے بعد پہلا تہوار تو عید کا تھا یعنی بقر عید کے تہوار سے ایک ہفتے پہلے ان کی تنخواہ ملی اور ایک ہفتے بعد تہوار آیا مگر میں اور بچے ان کی تنخواہ کی ایک پائی سے بھی محروم رہے۔ عیدی کے طور پر بچوں کے ہاتھ پر انہوں نے ایک روپیہ بھی نہیں رکھا۔ اور اپنی بیوی کو عیدی کے نام پر چوڑیوں کے لئے پانچ روپے تک نہیں دئے بلکہ لئے پچاس روپے بھی لے گئے اور اب موٹر سائیکل دلانے کی فرمائش ہے کہ تم اتنے سال سے کما رہی ہو جبکہ میں اپنی تنخواہ ماں کو دے رہا ہوں۔ ٹھیک ہے ماں باپ کا حق ماں باپ کو دیں حالانکہ وہ ماشاء اللہ بہت صاحب حیثیت لوگ ہیں۔ مگر کیا میرے شوہر پر برسر روزگار ہونے کے بعد، بیوی بچوں کا نان نفقہ کا خرچ، اٹھانے کا فرض عائد نہیں ہوتا۔ اور وہ اپنی پوری تنخواہ ماں کو دینے میں حق بجانب ہیں بیوی بچوں کو ایک پائی بھی نہیں جبکہ ماں باپ صاحب حیثیت ہیں مجبور نہیں۔ کیا میں اپنے شوہر کے روزگار سے لگ جانے کے بعد بھی پہلے کی طرح تنگی سے اپنا اپنے بچوں کا خرچ اٹھاتی رہوں۔ جبکہ اب بچوں کو اسکول میں داخل کروانا ہے۔ جواب براہ کرم بند لگانے میں ہی دیجئے گا۔

۸۶۔ الجواب: ہر چند کہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر فضیلت دی اور صاف فرمایا **الزَّجَالُ قَوْمُونَ عَلَى النِّسَاءِ** (النساء: 34) (یعنی مرد عورتوں پر حاکم، ان کے امور کا انتظام کرنے والے اور ان پر احکام نافذ کرنے والے ہیں اور دنیا کے انتظامی معاملات اور خانگی نظام میں عورت مرد کے ماتحت ہے)۔ مگر قرآن کریم یہ بھی ارشاد فرماتا ہے کہ **وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلِيهِنَّ** (یعنی جس طرح مردوں کا حق عورتوں پر ہے اسی طرح عورتوں کا حق مردوں پر ہے)۔ تو عورتیں جانور یا جائیداد نہیں کہ مال موروثہ کی طرح ان پر مردوں کو تصرف کا حق حاصل ہو۔ صاف صاف ارشاد فرمایا **وَعَايِشُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ** (النساء: 19) عورتوں کے ساتھ خوش اسلوبی سے پیش آؤ اور گزر بسر کرو۔ اور وہ خوش اسلوبی کیا ہے۔ خود قرآن عظیم ارشاد فرماتا ہے **هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ** (البقرہ: 187) وہ تمہاری پوشاک ہیں اور اے مردو تم ان کی پوشاک۔ جس کا صریح مفاد یہ ہے کہ مرد اور عورت دونوں ایک دوسرے کے لئے مخلص اور وفادار ہوں۔ ایک دوسرے کے پردہ پوش، ایک دوسرے کے لئے باعث زینت اور ایک دوسرے کی تکمیل کا ذریعہ ہوں اور ایک دوسرے کی معاشرتی اور معاشی کمی میں، کمال کا وسیلہ بن کر رہیں۔ صاف ارشاد فرمایا: **أَسْكُنُوا مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِنْ دُونِكُمْ وَلَا تُضَارُّوهُنَّ لِضَعْفِهِنَّ**

عَلَيْهِنَّ (طلاق: 6) (یعنی عورتوں کو وہاں رکھو جہاں خود ہو اپنی طاقت بھر۔ اور انھیں ضرر نہ دو کہ ان پر تنگی کرو)۔ اسی آیت کریمہ کے تحت علماء کرام تصریح فرماتے ہیں کہ جس عورت سے نکاح صحیح ہوا اس کا نفقہ شوہر پر واجب ہے۔ اور نفقہ سے مراد ہے۔ کھانا کپڑا اور رہنے کا مکان۔ اور تینوں چیزیں، مرد اور عورت کی مالی حیثیت کے مطابق، شوہر پر مہیا کرنا واجب ہے۔ سال میں کم از کم دو جوڑے کپڑے دینا بھی، شوہر کی ذمہ داری ہے، جاڑوں میں جاڑے کے مناسب اور گرمیوں میں گرمیوں کے مناسب۔ یوہیں عورت اگر شوہر کے متعلقین کے ساتھ بسر نہ کر سکے تو حسب حیثیت اسے مکان فراہم کرنا بھی شوہر کی ذمہ داری ہے۔ حیرت ہے کہ شوہر اپنی ذمہ داریوں سے بالکل غافل، عورتوں کے حقوق سے قطعی جاہل بنا ہوا، عورت کو ناحق ایذا پر ایذا دے کر، آخرت کا وبال خرید رہا ہے اور اس میں اعانت کرنے والی ہیں شوہر سے متعلق عورتیں۔ ماں اور بہنیں۔ پھر اولاد کی ذمہ داری ان کے نصارف، ان کی کفالت سے جی چرانا، کریلا اور نیم چڑھا کے مصداق ہے۔ اولاد کی جانب سے یہ لاپرواہی، وبال دنیا بھی ہے اور عذاب آخرت کا موجب بھی۔ مولائے کریم ہدایت بخشے آئین۔ ایسی مثالیں، بہت کم دیکھنے میں آتی ہیں کہ شوہر پورا بے غیرت و بے حمیت بن کر، عورت کی کمائی کو اپنی کمائی سمجھ کر اڑائے اور اسے ناحق ایذا دے اور اپنی کمائی کو مستحقین سے روکے رکھے۔ ماں باپ کا حق سر آنکھوں پر مگر، اہل و عیال کے حقوق کو پامال کرنا کونسی دینداری یا عقل و شعور کی سند ہے۔ عذاب آخرت اور پرستش اعمال سے یوں بھی آنکھیں بند نہیں کرنا چاہئیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳۰ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ

جب بیوی تمام حقوق پورے کر رہی ہے تو نفقہ کی مقدار ہے

سوال: محترم قبلہ مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ نہایت مؤدبانہ التماس ہے کہ ازراہ کرم مندرجہ ذیل مسئلہ کے متعلق شریعت محمدی کی روشنی میں علماء کرام کی رائے سے آگاہ فرمائیں۔ مشکور ہوں گا۔

مسئلہ یہ ہے کہ: زید نے بکر کی بیوہ کی لڑکی سے تقریباً ایک سال سے زائد ہوا شادی کی تھی۔ اور یہ تحریری معاہدہ ہوا تھا کہ منکوحہ کا ایک ہزار روپیہ مہر عند الطلب ہوگا اور بصورت نا اتفاقی ۵۳ روپیہ ماہانہ نان نفقہ دینا ہوگا۔ اب زید کا یہ رویہ ہے کہ وہ اپنی منکوحہ سے ٹھیک برتاؤ نہیں کرتا۔ اور گھر بٹھا دیتا ہے۔ ایسا کئی بار ہو چکا ہے۔ پچھلی بار بھی تقریباً ۷ ماہ رکھ کر بکر نے اپنی لڑکی کو بغیر کوئی نان نفقہ طلب کئے زید کے گھر بھیج دیا لیکن اس پر بھی اس کا رویہ درست نہیں ہوا لہذا اب مجبوراً بکر نے نان نفقہ کا مطالبہ کیا لیکن زید صاف انکار کر رہا ہے۔ ایسی صورت میں کیا منکوحہ کی طرف سے مہر و نان نفقہ کا مطالبہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور کیا زید کی طرف سے اس کی ادائیگی سے انکار درست ہے یا نہیں؟

السائل ایک خادم

۷۸۶ جواب: جس عورت سے نکاح صحیح ہوا اس کا نفقہ شوہر پر واجب ہے۔ عورت خواہ محتاج ہو یا مالدار بلکہ جب عورت کا مہر متجل عند الطلب ہے اور اس مہر کا مطالبہ کرتی ہے کہ دید و تو تمہارے گھر چلوں تب بھی نفقہ کی مقدار ہے بلکہ اگر وہ یہ کہتی ہے کہ جب تک مہر متجل نہ دو گے نہیں جاؤں گی تب بھی نفقہ پائے گی کہ اس کا انکار ناحق نہیں (عالمگیری۔ در مختار) اور جب کہ

بیوی جانے کو تیار ہے اور شوہر کو اس پر انکار ہے تو عورت کا کوئی قصور نہیں بلکہ سراسر شوہر کا قصور بلکہ ظلم ہے۔ بہر حال عورت اپنے نان نفقہ کی مستحق ہے اور جب چاہے اپنے مہر اور نان نفقہ کا مطالبہ کر سکتی ہے اور زید پر اس کا ادا کرنا لازم و ضروری ہے۔
واللہ اعلم
العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ ربیع الاول شریف ۱۳۸۹ھ

نافرمان عورت نفقہ کی حقدار نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں کہ

۱۔ بیوی کا خود ہی گھر چھوڑ کر میکے چلے جانا اور حق زوجیت ادا کرنے سے انکار کرنا اور شوہر کے گھر رہنے سے انکار کرنا جس کو دو برس ۸ ماہ گزر گئے اس صورت میں صلح صفائی کرنے کے باوجود عورت کا اپنی ضد پر قائم رہنا اس صورت میں اسے بیٹا بھی تولد ہو گیا ہے مذکورہ عورت کو شرعاً نان نفقہ مانگنے کی اجازت ہے یا نہیں؟

۲۔ بیوی اپنے شوہر کی بے عزتی کرے اور اپنے رشتے داروں سے بھی اس خاوند کی توہین کرائے اور قاتلانہ حملہ کرائے۔ کیا ایسی عورت مجرم ہے یا نہیں؟ اسے شرعی اعتبار سے کیا سزا دی جائے؟

عرض گزار سہراب علی ولد محمد امین بھٹی قادری، ساکن بھٹی محلہ پھلسلی پار، حیدرآباد

۸۶۷ جواب: عورت اگر شوہر کے یہاں سے ناحق چلی گئی تو نفقہ نہیں پائے گی۔ جب تک واپس نہ آئے۔ درمختار میں

ہے (لانفقہ) لخارجۃ من بیتہ بغیر حق وہی الناشزۃ حتی تعود۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ ایسی عورت سخت گناہ گار اور مستحق غضب جبار ہے۔ ایسی کے لئے وہی سزا ہے کہ اولاً اس کو چھوڑ دیا جائے یعنی ترک

صحبت۔ پھر اس سے باز نہ آئے تو جسمانی سزا، کہ اس کے مناسب ہو اور پھر مجبوراً طلاق۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ

حق پرورش عورت کو ہے

سوال: اعلیٰ حضرت قبلہ مفتی محمد خلیل خاں صاحب، ناظم اعلیٰ دارالعلوم احسن البرکات، حیدرآباد، السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میری زوجہ مسماۃ وفات بانو بنت سید ظہور علی جو کہ صرف گھریلو ضد اور آپس کی معمولی ناچاقی کی بنا پر تقریباً ڈھائی سال سے اپنے تمام ملبوسات قیمتی زیورات کے ساتھ بغیر میری اجازت کے گھر سے چلی گئی اور قطعی غیر محرم کے ساتھ اپنی زندگی گزار رہی ہے جو کہ شرعاً اور حدود قانون کے خلاف ہے۔ یہاں تک کہ اس کی ۱۰ اولاد بھی ہیں جس میں چھ لڑکیاں اور چار لڑکے ہیں۔ مگر مسماۃ نے اپنی کم سن اولاد کا بھی قطعی کوئی خیال اور محبت نہیں کی۔ اس حالت میں کیا اس عورت کو بطور زوجہ کے قبول کیا جاسکتا ہے۔ اس نے مجھ پر الزام لگایا ہے کہ میں نے اس کو طلاق دے دی ہے حالانکہ میں نے اب تک طلاق نہیں دی۔ اگر اب اسے طلاق دی جائے تو کیا وہ اپنا مہر لینے کا حق رکھتی ہے یا نہیں؟ کیا وہ میرے نکاح سے خارج ہوگئی ہے یا نہیں؟ کیا اتنے عرصہ تک کا وہ اپنے نان نفقہ لینے کا حق رکھتی ہے یا نہیں؟ کیا وہ اپنی کسی بھی

اولاد کو لینے کا حق رکھتی ہے یا نہیں؟ جبکہ سب سے چھوٹی لڑکی کی عمر آٹھ سال ہے اور یہ تمام بچے اپنی ماں کی محبت سے اتنے عرصے سے محروم ہیں۔ اور قطعی نامانوس ہو گئے ہیں جبکہ ان بچوں کے نانا اور نانی کا بھی انتقال ہو گیا ہے۔ غیر شخص جس کے ساتھ یہ اب تک رہ رہی ہے وہ بھی اس قابل نہیں کہ ان بچوں کا کفیل ہو سکے۔ اس کا نام عبدالرشید ولد منا ہے۔ یہ شخص نہ ہی خاندان سے ہے اور نہ ہی کسی قسم کی رشتہ داری ہے۔ اس کے بارے میں آپ ہمیں فتویٰ دیں۔ عین نوازش ہوگی۔

سید سرفراز علی ولد ممتاز علی، ساکن پلاٹ حلقہ ۱۰۔ میرپور خاص، مورخہ ۱۱ اپریل ۱۹۸۴ء

۷۸۶ جواب ہوا المونق للصواب: صورت مسئول عنہا میں نکاح و مہر بدستور قائم ہے۔ ہاں بے اجازت شوہر، چلے جانے کے باعث نفقہ ساقط ہو گیا اب اگر وہ شوہر کے بلانے پر بھی نہ آئے تو نان نفقہ کی اصلاح مستحق نہیں جب تک شوہر کے گھر میں نہ آئے۔ درمختار میں ہے لانفقة لخارجة من بيته بغير حق وهي الناشئة حتى تعود به۔ گھر سے نکل جانے سے نکاح ختم نہیں ہوتا اور مہر تو صحبت کے ساتھ ہی شوہر پر لازم ہو جاتا ہے۔ اس وقت عورت چونکہ نکاح میں ہے اس لئے حق پرورش بھی اسے حاصل ہے۔ ہاں اگر شوہر طلاق دے دے اور وہ بچے کے غیر محرم سے نکاح کر لے تو عورت کو حق پرورش نہ رہے گا اور اگر محرم سے نکاح کر لے تو حق پرورش باطل نہ ہوگا (درمختار وغیرہ)۔ جہاں تک ممکن ہو عورت کے ساتھ نباہ کی کوشش کرے کہ حدیث شریف میں فرمایا عورت ٹیڑھی پسلی سے بنائی گئی ہے تو اسے اسی طرح استعمال کر، اگر سیدھی کرنا چاہے گا تو اسے توڑ دے گا اور اسے توڑنا طلاق دینا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۵۲۴ / ۱۹۸۴ء

۷۸۶ جواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

ساتویں ماہ میں پیدا ہونے والا بچہ شوہر کا ہے / نفقہ اور بچہ کا خرچہ

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان دین و علماء کرام مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ: عرصہ چار سال قبل زید کا عقد مسما کے ساتھ ہوا۔ دونوں بالغ اور جوان تھے۔ مسما کو حمل قرار پا گیا تھا۔ رخصتی کر دی گئی تھی۔ چار یوم بعد واپس مسما کے میکے آگئی اور پھر سسرال چلی گئی اور شادی کی رخصتی کی تاریخ سے عرصہ سات ماہ کے اندر اندر مسما کے سسرال میں بچی پیدا ہوئی جو کہ بالکل کمزور اور لاغر تھی ایک ہفتہ تک اس کو روئی میں رکھا گیا اور اللہ تعالیٰ نے زندگی دیدی۔ زید نے مسما پر بہتان لگایا کہ یہ بچی ساتویں ماہ میں ہوئی ہے اس لئے یہ میری نہیں ہے۔ مسما کو اس کے والدین گھر لے آئے اور زید و اس کے والد عزیز اقارب سے کہا گیا تو انہوں نے زید کو سمجھایا کہ کیا بچے ساتویں ماہ میں نہیں ہوتے ہیں اور اس لئے تم غلط فہمی دور کرو اور بلا وجہ بہتان نہ لگاؤ بہت بڑا گناہ ہے۔ اس پر کلمہ پڑھ کر زید نے یقین دلایا کہ میری صفائی ہو گئی اب میں بہتان نہیں لگاؤں گا اور اس یقین دہانی پر مسما کے والدین نے مسما کو زید کے یہاں پر بھجوا دیا ایک دو بار میکے آئی اور سسرال جاتی رہی لیکن وہ بد بخت پھر بہتان لگاتا رہا اور طعنہ دیتا رہا جب مسما کے والدین کو پتا چلا کہ مسما سخت اذیت میں ہے اور کئی ماہ سے اس کو طعنہ بازی دی جا رہی ہے تو اس کی والدہ اس کو یعنی مسما کو دو یوم کے لئے میکے لے آئیں پھر زید لینے کو نہیں آیا

بلکہ دھمکی دیتا رہا کہ میں طلاق دے دوں گا۔ مسات کئی ماہ سے سرال میں تھی جب اس کی والدہ لے کر آئی تو عرصہ قریب چھ ماہ بعد مسات کو اس کے میکے میں لڑکا پیدا ہوا اطلاع دی زید نہیں آیا کئی مرتبہ بات کی کہ تم اپنے بچوں کو لے جاؤ عرصہ دو سال سے اوپر ہو گیا ہے مسات اپنے میکے میں ہی ہے۔ دو بچے ہیں ایک لڑکی چار سال کی اور لڑکا قریباً ڈیڑھ سال کا ہو گیا ہے۔ مسات کو جو جہیز دیا تھا اور والدین نے جو زیور دیا تھا اور جو نکاح کے وقت زید نے زیور دیا تھا وہ بھی سب زید کے پاس ہے نہیں دیتا ہے۔ براہ کرم مندرجہ ذیل امور پر آگاہ فرمائیں۔

۱۔ زید نے جو مسات پر بہتان لگایا ہے کہ ساتویں مہینے میں بچی پیدا ہوئی ہے وہ میری نہیں ہے۔ از روئے شریعت کیا حکم ہے؟ سنا ہے کہ ایسے ہی کیس کا فیصلہ جناب حضرت مولانا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی فرمایا تھا؟

۲۔ مسات عرصہ دو سال سے اوپر اپنے میکے میں ہی ہے اس کے ساتھ اس کی ساڑھے تین سال کی بچی اور ڈیڑھ سال کا بچہ بھی ہے۔ لڑکے کی زوجگی بھی میکے میں ہوئی ہے۔ کیا عدالت عالیہ سے اپنے نان نفقہ اور زیور جو کہ اس کے والدین نے دیا تھا اور بوقت نکاح جو زیور زید نے دیا تھا اور جہیز کے سامان وغیرہ لینے اور ماہانہ خرچہ کے لئے رجوع کر سکتی ہے؟

۳۔ مسات یہ کہتی ہے کہ جو زیور بوقت نکاح میرے سرال والوں نے دیا تھا وہ بھی میری ملک ہے کیا یہ صحیح ہے؟

۴۔ جیسا کہ زید طلاق کی دھمکی دے رہا ہے اور لے جانے کو تیار ہی نہیں ہے تو ایسی صورت میں مسات کیا از روئے شریعت دو سال کا جو کہ گزر چکے ہیں اس کا خرچہ لینے میں حق بجانب ہے؟

۵۔ اگر خدا نخواستہ طلاق مغلظہ دے دی تو لڑکی ولڑکے کو کتنے سال تک اپنے پاس رکھ سکتی ہے اور کیا خرچہ ماہانہ لے سکتی ہے؟

بینوا، توجروا

۷۸۶ الجواب ہو الموفق للصواب: حمل کی مدت کم سے کم چھ مہینے اور زیادہ سے زیادہ دو برس ہے لہذا ساتویں ماہ میں پیدا ہونے والا بچہ یقیناً اس شوہر کا ہے۔ (در مختار، عامہ کتب وغیرہ)

۲۔ جس عورت سے نکاح صحیح ہو اس کا نفقہ شوہر پر واجب ہے (عالمگیری۔ در مختار) نفقہ سے مراد کھانا کپڑا رہنے کا مکان ہے (جوہرہ۔ در مختار) شوہر کے ہاں سے ناحق چلی گئی تو نفقہ نہیں پائے گی جب تک واپس نہ آئے (در مختار۔ رد المحتار) اگر مسات مذکورہ ناراض ہو کر اپنے میکے چلی گئی اور بلانے سے نہ آئے تو اس کا نان و نفقہ شوہر پر سے ساقط ہے جب تک وہ شوہر کے ہاں واپس نہ آجائے۔ ہاں اگر لڑکی نے جانے سے انکار نہ کیا بلکہ باپ کے یہاں آئی تھی پھر شوہر کے بلانے کی منتظر رہی اور اس نے نہ بلایا تو اس صورت میں نفقہ کی حقدار ہوگی۔

۳۔ بوقت نکاح اگر سرال والوں نے اس زیور کا مالک لڑکی کو بنا دیا تھا تو زیور کی مالک ہے ورنہ نہیں۔

۴۔ اس کا جواب نمبر (دو) میں موجود ہے۔

۵۔ خدا نخواستہ طلاق ہو جائے پھر معلوم کریں۔ (یاسنی بہشتی زیور مولفہ مفتی محمد خلیل خان برکاتی کا مطالعہ کریں)

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۶/۴/۱۹۸۵ء

ساتویں ماہ ولادت ہو تو نسب درست ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: میں مستحق صلاح الدین ولد محبوب شاہ حلیفہ کہتا ہوں جو کہ میں اس تحریر میں لکھوار ہوں وہ بالکل حلیفہ لکھوار ہوں۔

میرا نکاح ۲۳ / ستمبر ۱۹۸۴ کو ہاجرہ ولد مانو شاہ سے ہوا میرے نکاح کے سات ماہ بعد ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کی تاریخ پیدائش ۱۲-۷-۸۵ ہے۔ جس کی رسید (پیدائشی سرٹیفکیٹ) مجھے ۱۲-۷-۸۵ کو ملا۔ میری برادری والوں نے اس لڑکی کے پیدا ہونے پر شک و شبہات پیدا کئے ہیں۔ لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ بچہ سات ماہ میں بھی پیدا ہو سکتا ہے۔ آٹھ ماہ یا نو ماہ بعد بھی پیدا ہو سکتا ہے۔ اس لئے میں علماء دین سے فتویٰ لینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کیا سات ماہ بعد کوئی بچہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ کہ میں یہ حلیفہ کہتا ہوں تین آدمیوں کے سامنے میری بیوی ہاجرہ سے نکاح سے پہلے میرے کوئی ناجائز تعلقات نہیں تھے۔ علماء دین سے گزارش ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں فتویٰ دیں اگر ہم پر کوئی کفارہ لگتا ہے وہ ہم دینے کے لئے تیار ہیں۔ گواہوں کے نام ۱۔ شبیر احمد، ۲۔ حاجی رحمت علی، ۳۔ غلام رسول

صلاح الدین، مکان نمبر ۴۵۹، نزد بغدادی مسجد پریٹ آباد، حیدر آباد

میں مسات ہاجرہ ولد مانو شاہ حلیفہ کہتی ہوں جو کہ میں اس تحریر میں لکھوار ہی ہوں وہ بالکل حلیفہ رکھوار ہی ہوں۔

میرا نکاح ۲۳، ستمبر ۱۹۸۴ کو صلاح الدین ولد محبوب شاہ سے ہوا۔ نکاح کے سات ماہ بعد ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا پیدائشی سرٹیفکیٹ ۱۲-۷-۸۵ کو بنا ہے۔ میری برادری والوں نے اس لڑکی کے پیدا ہونے پر شک و شبہات پیدا کئے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ بچہ سات یا آٹھ یا نو ماہ میں بھی پیدا ہو سکتا ہے۔ اس مسئلہ پر علماء دین سے فتویٰ لینا ضروری سمجھتی ہوں۔ کیا سات ماہ بعد کوئی بچہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ میں یہ حلیفہ کہتی ہوں تین آدمیوں کے سامنے کہ میرے شوہر صلاح الدین یا کسی اور سے نکاح سے پہلے کوئی ناجائز تعلقات نہیں تھے۔

علمائے دین سے گزارش ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں فتویٰ دیں یا اگر ہم پر کوئی کفارہ لگتا ہے تو ہم دینے کو تیار ہیں۔

گواہوں کے نام: ۱۔ شبیر احمد ۲۔ حاجی رحمت علی ۳۔ غلام رسول

ہاجرہ زوجہ صلاح الدین

۷۸۶ الجواب هو الموفق للصواب: حمل کی مدت کم سے کم چھ مہینے اور زیادہ سے زیادہ دو سال ہے۔ لہذا وقت نکاح سے

چھ ماہ یا زیادہ پر بچہ پیدا ہوا تو نسب ثابت ہوا۔ اور اب جب کہ صورت مسئلہ میں یہ مدت سات ماہ یا اس سے زیادہ بنتی ہے تو اس صورت میں اس لڑکی کا نسب مستحق صلاح الدین سے ثابت ہوگا اور شرعاً یہ لڑکی اس کی جائز لڑکی کہلائے گی۔ (درمختار۔ عالمگیری وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید، ۲۳ ربیع الاول ۱۴۰۵ھ، ۷ دسمبر ۱۹۸۴ء

دو سال کے اندر اندر صحبت نہ ہو اور بچہ پیدا ہو تو نسب ثابت ہے

سوال: جناب قبلہ محترم مولانا صاحب، السلام علیکم

ایک فتویٰ درکار ہے اس مسئلہ میں علماء دین کیا فرماتے ہیں

زید کی بیوی خاوند کی کشیدگی کی وجہ سے تقریباً دو ڈھائی سال تک اپنے میکے میں رہ گئی زید نے کئی مرتبہ کوشش کی کہ بیوی گھر آ جائے مگر تمام کوشش بیکار گئی۔ مندرجہ بالا بیان کے بعد ایک روز زید کی بیوی کے والدین نے لڑکی کو بھیج دیا پندرہ دن کے بعد معلوم ہوا کہ لڑکی حاملہ ہے پہلے دائی سے اور پھر ڈاکٹر سے معلوم کیا گیا تو دونوں نے یہ کہا کہ لڑکی کم از کم چھ ماہ کی حاملہ ہے۔ لڑکی کے والدین سے کہا گیا اپنی برادری کے چند لوگ لڑکی کے پاس گئے اور اس سے ماجرا معلوم کیا پہلے تو لڑکی نے صاف انکار کیا اور یہ کہا کہ اگر میرے اس گھر میں آنے سے بچہ نو ماہ پہلے پیدا ہوگا تو وہ ناجائز تصور کیا جائے گا اور پھر آٹھ ماہ دس دن میں لڑکی پیدا ہو گئی۔ بعد میں مندرجہ بالا افراد کے سامنے یہ اقرار کیا کہ میرے ایک لڑکے بکر سے جو کہ میرے والد کے مکان کی چھت پہ رہتا ہے تعلقات ہیں اور یہ لڑکی بھی بکر کی ہے لڑکی زید کی ہوگی یا بکر کی یا حرام تصور ہوگی یا حلال۔

۸۶ جواب: حمل کی مدت کم از کم چھ ماہ ہے اور زیادہ سے زیادہ دو سال (عامہ کتب) لہذا اگر زوجین میں کشیدگی کے باعث زوجہ اپنے والدین کے گھر بیٹھی رہی اور ولادت سے دو سال قبل تک زوجین میں خلوت صحیحہ نہ پائی گئی یعنی دو سال تک شوہر اور بیوی ایک دوسرے سے بے تعلق رہے اور شوہر شب باش نہ ہوا تو بعد ولادت یہ بچہ شوہر کا قرار نہ پائے گا اور نہ نسب ثابت ہوگا۔ اور اگر ولادت سے قبل دو سال کی مدت میں کسی وقت بھی شب باشی و خلوت صحیحہ پائی گئی تو بچہ زید کا قرار پائے گا اور عورت کے اقرار زنا سے نسب میں کوئی فرق نہ پڑے گا اور نہ اس اقرار سے عورت نکاح سے خارج ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان البرکاتی القادری النوری عفی عنہ ۱۱ صفر المظفر ۱۳۸۵ھ

نان و نفقہ و حق پرورش سے متعلق فتویٰ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میری بیوی زہرہ خاتون نے شادی کے بعد مجھے بتایا کہ اس کو دل کا مرض ہے اور ایک کان سے سنائی بھی نہیں دیتا۔ اس کے والدین نے شادی سے قبل ایسی کوئی بات نہیں بتائی تھی۔ بہر حال اس کے والدین سے پرسش احوال کی گئی تو انہوں نے بہ تکلف تسلیم کیا کہ حقیقتاً ایسا ہی ہے۔ سابقہ معالج کی تجویز دوا پر ہیز و احتیاط کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ دل کا مرض بہت معمولی نوعیت کا تھا لہذا نہ کسی دوا وغیرہ کی ضرورت ہے، نہ پرہیز و احتیاط کی احتیاج ہے۔ لیکن جلد ہی ظاہر ہو گیا کہ حقیقت اس کے برعکس ہے کیوں کہ میری بیوی بتدریج کمزور ہوتی چلی گئی۔ حیدرآباد اور کراچی میں ڈاکٹروں کو دکھایا گیا۔ انہوں نے کمزوری کا سبب دل اور پھیپھڑے کا پرانا مرض بتایا۔ میری بیوی جب تک میرے پاس حیدرآباد میں رہی دوائیں بے دریغ مہیا کی گئیں غذا حسب طلب اور جتنی کسب حلال نے اجازت دی۔ بہم پہنچائی گئیں۔ آرام اس قدر کہ (ڈاکٹر کی اجازت سے) کھانا پکاتی تھی۔ گھر کے جملہ امور میں خود

سرا انجام دیتا تھا۔ اس سلسلے میں بیوی کے والدین نے بھی کوئی تعاون نہیں کیا۔ البتہ علاج کے دوران میرے سر اور سالی حیدر آباد اچانک اسے لینے آ پہنچے۔ میں نے اس شرط پر جانے کی اجازت دی کہ سرجن جنوئی سے مرض کی تشخیص تو ضرور کرائیں لیکن علاج ہو میو پیٹھی کا کرائیں۔ یہ شرط میں نے اس لئے رکھی تھی کہ میں آپریشن کے حق میں نہیں تھا۔ میرے علم و یقین کے مطابق دو چار دن ہو میو پیٹھک کی ادویات کسی غیر معروف ڈاکٹروں کی استعمال کی گئیں لیکن پھر مستقل طور پر سرجن جنوئی کا ہی علاج شروع کر دیا گیا۔ اس ڈاکٹر جنوئی کے زیر علاج آنے کے بعد میری بیوی کی حالت اور خراب ہو گئی تو میں نے اس کو حیدر آباد لانا چاہا لیکن اس کے والدین نے حیلے بہانوں اور دھمکیوں سے کام لے کر اسے حیدر آباد نہ آنے دیا اور بالائی بلا اس کے آپریشن کا فیصلہ کر لیا۔ سرجن جنوئی کی مہارت کی ایسی ہوا باندھی کہ مریضہ بھی اس موت کے کھیل پر تیار ہو گئی۔ مجھے اس فیصلہ کا علم ہوا تو میں نے اس کی مخالفت کی لیکن لڑکی چونکہ اپنے والدین کے گھر تھی اور اس سلسلے میں بڑی حد تک اس کو زیر اثر لیا جا چکا تھا۔ خود والدین کے دماغوں میں تو ہوا ہی اور سمائی تھی۔ لہذا میری مخالفت بے نتیجہ ثابت ہوئی۔ میں نے بیوی کو والدین کی مرضی کے آگے بے بس پا کر خاموشی اختیار کر لی۔

دل کے آپریشن پر زرخیر خرچ ہونا تھا اور میں اس کا متحمل نہیں ہو سکتا تھا لہذا میں نے اپنے محکمے سے رجوع کیا اور تین ماہ کی جان توڑ کوشش کے بعد بالآخر آپریشن کے لئے پچاس ہزار روپے منظور کرانے میں کامیاب ہو گیا لیکن میرے سر وغیرہ نے اس سہولت سے فائدہ اٹھانے کے بجائے میری بیوی کے واحد ملکیتی رہائشی پلاٹ کو فروخت کر کے آپریشن کے مصارف پورے کرنے کو ترجیح دی۔ میری بیوی آپریشن کے بعد جانبر نہ ہو سکی۔ خداوند کریم اس کی مغفرت فرمائے۔ (آمین) اور سرجن جنوئی (معاذ اللہ) کو خدا سمجھنے والوں کو نیک توفیق دے۔

میری بیوی مرحومہ کی یادگار ایک فرزند بھر چار سال (تقریباً) بنام محمد ذیشان خان میرے پاس ہے اور میرے ساتھ مقیم میری چھوٹی بہن کے بچوں میں گھل مل کر ہنسی خوشی رہ رہا ہے۔ براہ کرم ارشاد فرمائیں کہ

۱۔ (الف)۔ والد کے ہوتے ہوئے کوئی اور رشتہ دار بچے کی پرورش کا حق رکھتا ہے؟ خصوصاً جبکہ والد ہر طرح بچے کا خیال رکھتا ہو اور بچہ بھی باپ سے خوش ہو اور سگی پھوپھی اور اس کے بچوں میں گھل مل گیا ہے۔

ب۔ کیا بچے کو پرورش کے لئے ایسے رشتہ دار کے پاس چھوڑا جاسکتا ہے۔ جہاں یقین کی حد تک یہ گمان ہو کہ ان کے یہاں ناجائز آمدنی بھی آتی ہے؟ اس یقین و گمان کی بنیاد گھر والوں کا معیار زندگی اور ان کے قریبی رشتہ داروں کی رائے ہے۔

ج۔ اگر بچے کا والد اور قریبی دودھیالی رشتہ داروں کے ہوتے ہوئے بھی بچے کے ننھیال رشتہ داروں کو حق پرورش ہے تو کتنی مدت تک ہے۔ نیز بچے کی کفالت کس کے ذمے ہوگی؟ اور خرچ کی شرح والد کی حیثیت و منشا کے بموجب ہوگی یا دعویداروں کے مطالبے کے مطابق؟

۲۔ مرحومہ کا مہربلغ گیارہ ہزار روپے تھا جو اس نے شادی کے کچھ عرصہ بعد مشروط طور پر معاف کر دیا تھا۔ شرط اس لحاظ سے لغو اور بے معنی تھی کہ اس کی بنیاد ایک حد تک شکوک اور بڑی حد تک مذاق پر تھی لہذا اسے پورا نہیں کیا گیا نہ مرحومہ نے اپنی باقی

زندگی میں اس شرط کو پورا کرنے کا ذکر کیا نہ مطالبہ کیا۔ مہر کے دعویدار لڑکی کے والدین کے لئے کسی خاص مالی حیثیت کی شرط ہے یا ہر حیثیت کے لوگ یہ مطالبہ کر سکتے ہیں؟

۳۔ مرحومہ کا جہیز والدین کی زر خرید اشیاء اور تحائف پر مشتمل تھا۔ کچھ تحائف اس کے والدین نے از خود اپنے گھر رکھ لئے تھے۔ اس قسم کی قطع و برید نیز ان زر خرید اشیاء اور تحائف کے لئے کیا حکم ہے؟ ہمارے خاندان میں بیوی کے انتقال کے بعد جہیز وغیرہ کی واپسی کا رواج نہیں ہے۔ شادی کے وقت ایسا کوئی معاہدہ بھی زبانی یا تحریری لڑکی کے والدین سے نہیں ہوا تھا۔ نیز میری بیوی کی دو سگی خالائیں وفات پا گئیں تو ان کا بھی جہیز وغیرہ واپس نہیں ہوا تھا۔

۴۔ (الف)۔ مرحومہ کا ملکیتی پلاٹ (عطیہ والد) مبلغ ساٹھ ہزار روپے میں فروخت ہوا تھا۔ آپریشن پر = ۳۲۸۸۶ روپے خرچ ہوئے تھے۔ باقی ماندہ رقم = ۲۶۱۱۳ روپے کے لئے کیا حکم ہے۔ یہ رقم اس کے والدین کے قبضے میں ہے۔

(ب)۔ کیا کوئی شخص جس کی تحویل میں باقی ماندہ رقم = ۲۶۱۱۳ روپے آگئی ہو۔ اپنی مرضی سے بے جا خرچ کر سکتا ہے؟

۵۔ مرحومہ کی شادی کے وقت دئے گئے ہماری طرف کے زیورات میں چار عدد طلائی چوڑیاں اور دو عدد انگوٹھیاں نیز اس کے والدین کی طرف سے ملے ہوئے زیور ایک عدد طلائی ہار کانوں کے دو عدد طلائی آویزے اور ایک عدد انگوٹھی اس کے والدین کے قبضے میں ہے؟ اس زیور کے سلسلے میں حکم شرعی سے آگاہ فرمادیں۔

۸۶۷ جواب: ماں نہ ہو تو حق پرورش نانی کے لئے ہے۔ یہ بھی نہ ہو تو نانی کی ماں۔ یہ بھی نہ ہو تو اب یہ حق پرورش دادی پردادی، وغیرہ مادوھیال والوں کے لئے ہے اور جس عورت کے لئے حق پرورش ہے اس کے پاس لڑکے کو سات برس کی عمر تک اور لڑکی کو نو برس کی عمر تک رہنے دیا جائے گا۔ (درمختار ردالمحتار)

۲۔ نابالغ بچہ کا نفقہ اور ضروریات زندگی مہیا کرنا باپ کے ذمہ واجب ہے۔ جبکہ خود اولاد کی ملک میں مال نہ ہو۔ اور اگر نابالغ کی ملک میں مال ہے تو باپ پر نفقہ نہیں (جو ہرہ وغیرہ) اور ظاہر ہے کہ نابالغ اولاد کے نفقہ وغیرہ میں باپ کی حیثیت کا لحاظ رکھا جائے گا نہ کہ پرورش کرنے والوں کے اندھا دھند مطالبہ کا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ مہر عورت کا خالص حق ہے اور مال متروکہ، اگر شوہر نے ادا نہ کیا تو اس میں وراثت جاری ہوگی اور دوسرے مال متروکہ کی طرح اس میں بھی ماں باپ کا حق ہے یعنی ہر ایک کا چھنا حصہ۔ بشرطیکہ وہ اس کی موت کے وقت زندہ ہوں اور چونکہ مہر مال متروکہ ہے لہذا اولاد یعنی لڑکے کی موجودگی میں شوہر کا کل مال سے ۱/۴ اور باقی 'مرحومہ کے بیٹے کا۔ اگر چہ وہ نابالغ ہے۔ جہیز میں سے حصہ مقررہ کا مطالبہ والدین کر سکتے ہیں۔ اپنی مرضی سے یا کسی کی حیثیت کے مطابق نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ جہیز کا تمام سامان عورت کی ملک ہے یعنی جو اسے دیا گیا خاص اس کے لئے اور جب وہ مال عورت کی ملکیت ہے تو اس میں بھی وراثت جاری ہوگی اور ہر وارث کا جو حصہ شرعاً بنتا ہے وہ پائے گا۔ جہیز میں رسم کا اعتبار نہیں۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ شرفاء میں اس کی واپسی کا دستور نہیں۔ (درمختار)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۵۔ اوپر مذکور ہوا کہ میت کا تمام مال متروکہ اس کے وارثوں کا حق ہے اور ہر وارث اپنے حق کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ خواہ وہ مال

متروکہ جائیداد منقولہ کی صورت میں ہو یا زیورات قیمتی پارچہ جات و اسباب خانہ داری اور نقد کی صورت میں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۶۔ شوہر کے یہاں سے جو کچھ چڑھاوا گیا تھا اس میں رواج دیکھا جائے گا۔ اگر رواج یہ ہو کہ عورت ہی اس کی مالک سمجھی جاتی ہے تو وہ سب ہی عورت کی ملک ہو گیا اور اگر عورت مالک نہیں سمجھی جاتی تو وہ جس نے چڑھایا تھا اسی کی ملک ہے۔ خواہ شوہر کا والد ہو یا والدہ یا خود شوہر۔ یہ اس صورت میں شوہر یا اس کے والدین کو واپس کیا جائے گا۔ اس میں وراثت جاری نہ ہوگی۔ برخلاف اس زیور کے جو والدین نے اپنی بیٹی کو جہیز میں دیا کہ وہ عورت ہی کی ملک ہے۔ عورت ہی اس کی مالک ہے اور اس کی موت کے بعد اس میں وراثت جاری ہوگی اور بقدر حصہ شرعی، ہر وارث اپنا حق پائے گا۔ (فتاویٰ رضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں قادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب النسب

نکاح نامہ میں اصل ولدیت لکھی جائے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے میں کہ: مسماۃ زمرہ سلطانہ بنت محمد صدیق کی شادی ہوئی جبکہ مسماۃ زمرہ سلطانہ کی عمر تین سال کی تھی۔ مسی شفیق احمد نے جو کہ محمد صدیق کے حقیقی ماموں ہیں، اب تک زمرہ سلطانہ کی پرورش کی ہے اور شفیق احمد نے والد کی حیثیت سے اپنی طرف سے زمرہ سلطانہ کی شادی کی تاریخ مقرر کر دی ہے لہذا نکاح میں لڑکی کے والد محمد صدیق کی ولدیت لازمی ہے یا کہ شفیق احمد کی جنہوں نے بچی کی پرورش کی ہے اور نہ ہی زمرہ سلطانہ کے علاوہ ان کی کوئی اولاد ہے یعنی شفیق احمد کی ولدیت تحریر کر دی جائے بروئے شرع شریف جواب عطا فرمائیں۔

خادم۔ بشیر احمد، حیدر آباد سندھ

۷۸۶ جواب: زمرہ سلطانہ بنت محمد صدیق، کی پرورش اگرچہ محمد شفیق نے کی اور فرض کر لیجئے کہ ازاول تا آخر وہی اس کے تمام مصارف برداشت کرتا رہا اور برداشت کرے گا اس کے باوجود زمرہ سلطانہ اپنے باپ محمد صدیق ہی کی بیٹی ہے۔ نکاح میں ایجاب وقبول کے وقت زمرہ سلطانہ بنت محمد صدیق ہی کہی جائے گی اور یہی لکھی جائے گی۔ محمد شفیق کو ہرگز ہرگز یہ اختیار نہیں کہ وہ زمرہ سلطانہ کو اپنی طرف نسبت کرے۔ خاندان کے بااثر حضرات اس حرکت سے بالجبر انہیں روکیں۔ واللہ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ ربیع الآخر ۱۳۹۸ھ

شادی کے بغیر اگر اولاد ہوئی تو وہ صرف ماں کی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: مسماۃ صابرہ بالغہ وناکثذا کے جب کچھ آثار حمل نظر آنے لگے تو اس کے اہل خانہ وعزیزوں نے اس سے پوچھ گچھ کی کہ یہ کیا اور کیسے ہوا تو اس نے سب کے استفسار پر کہا کہ مجھ کو میرے منگیتراقبال نے جبراً کیا اس کا یہ نتیجہ ہے۔ چنانچہ جب اقبال سے دریافت کیا تو اس نے قطعاً انکار کیا اور کہا کہ یہ مجھ پر بہتان ہے اور میں ہر قسم کی قسم کھانے کو تیار ہوں کہ یہ میرا فعل نہیں ہے۔ مسماۃ صابرہ اب اسی حمل سے بچہ بھی جن چکی ہے۔ لہذا ازروئے شریعت مطہرہ اقبال اور صابرہ کی قسموں کا اعتبار کس طرح کیا جائے دونوں فریق اپنے صدق پر قسم کھانے کو تیار ہیں اور اس اولاد کو کس سے منسوب کیا جائے؟ بیہوا، توجروا فقط السائل، محمد صابر علی عفی عنہ، رکشہ چوک، ضلع ٹھٹہ

۷۸۶ جواب: صاف ظاہر ہے کہ اس صورت میں تصور مسماۃ صابرہ کا ہے کہ اگر وہ اپنی بات میں سچی ہے تو وہ اپنے منگیترا سے اس طرح کیوں ملی کہ نوبت یہاں تک پہنچی اور ماں باپ کی اجازت سے ملی تو وہ بھی بری الذمہ نہیں۔ بہر حال بچہ صرف

ماں کا ہے۔ اقبال سے اس کا نسب نہ مانا جائے گا اگرچہ وہ اسی کے نطفہ سے ہو کہ الو لد للفراس و للعاہر الحجر ہاں اگر نکاح ہو چکا ہے اور رخصتی عمل میں نہ آئی تو شرعاً نہ یہ جرم ہے نہ بچہ ولد الزنا بلکہ ثابت النسب ہے اور اقبال اب بھی انکار کرے تو لعان واجب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ جمادی الآخریٰ ۱۳۸۸ھ

اصل باپ کے علاوہ کسی اور کو باپ کہلانا گناہ ہے

سوال: جناب کیا بالغ لڑکے کے نکاح کے وقت اگر اس کے والد کا نام نہ لکھا جائے اور دوسرے یعنی سوتیلے والد کا نام لکھا جائے تو ایسی صورت میں نکاح جائز ہے اگر جائز ہے تو گناہ تو نہیں اور اس میں شریک ہونے والے حضرات تو گناہ گار نہیں۔ تفصیل سے جواب دے کر مہربانی فرمائیں۔ نکاح میں شریک ہونے والوں کو اگر علم ہو تو کیا وہ گناہ گار ہوں گے؟ جواب عنایت فرمائیں۔ یوسف علی، سرفراز کالونی، حیدرآباد

۷۸۶ جواب: اپنے باپ یعنی جس کی صلب سے پیدا ہوا، اس کے علاوہ کسی اور کو اپنا باپ بتانا، کہلانا، لکھوانا، سب گناہ و حرام ہیں۔ حدیث شریف میں ایسے کو ملعون فرمایا۔ اور بوقت نکاح جبکہ صرف زوج کا نام لینے ہی سے گواہوں کو معلوم ہو جائے کہ فلاں بن فلاں ہے اور سوتیلے باپ کی طرف اس کی نسبت کر کے ایجاب و قبول، عمل میں آیا تو نکاح ہو جائے گا اور شرکاء محفل نکاح پر بھی کوئی گناہ نہ ہوگا کہ نکاح یوں بھی صحیح ہے۔ یوہیں عورت کے نام سے اسے جانا جائے کہ کون ہے۔ تب بھی نکاح میں کوئی خرابی لازم نہ آئے گی اور عموماً یہ بات سب کو معلوم ہی ہوتی ہے یہ فلاں بن فلاں ہے۔ جو اپنے سوتیلے باپ کے ساتھ ہے۔ تو گناہ کی کوئی بات بظاہر معلوم نہیں ہوتی۔ مگر قصداً منسوب کرنا، اور دھوکہ دینا گناہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ ربیع الآخر ۱۴۰۳ھ

کسی مسلمان کی برہمن عورت سے اولاد ہوئی تو وہ مسلمان کہلائے گی

سوال: مکرمی و محترمی جناب مفتی محمد خلیل خان صاحب، دارالعلوم احسن البرکات، حیدرآباد، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کیا فرماتے ہیں علماء دین بیچ اس مسئلے کے کہ: ایک مسلمان شخص کی داشتہ برہمن عورت تھی بعد میں مسلمان ہو گئی۔ اور اس سے چار لڑکے پیدا ہوئے تھے۔ ان چار لڑکوں نے شادی کی تو ان کی اولاد سے بیٹا یا بیٹی سے شادی کرنا جائز ہے یا نہیں؟

فقط آپ کا مخلص خادم، الحاج عبدالرحمن خان ولد حاجی جان محمد خان، حیدرآباد، سندھ، ۱۹۸۰ء ۱۱/ ۷

۷۸۶ جواب: برہمن عورت کی اولاد، جو مسلمان سے ہوئی اگرچہ قبل از نکاح، وہ یقیناً مسلمان ہے اور ان کا نکاح جن مسلمان عورتوں سے ہوا وہ بھی یقیناً شرعاً صحیح اور ان صحیح نکاحوں سے ان کے یہاں جو اولاد ہوئی وہ یقیناً ثابت النسب اور شرعاً انہیں کی اولاد ہے۔ ان میں سے لڑکے خواہ لڑکی کسی کا بھی نکاح دوسرے مسلمان مرد و عورت سے یقیناً جائز ہے۔ حیث لا منع۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ

کسی اور کا بچہ پالاتب بھی اس کی ولدیت کے خانہ میں اصل باپ کا نام لکھا جائے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و شرع متین اس مسئلہ میں اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے آمین کہ: ایک شخص جو بد قسمتی سے شروع سے بے اولاد ہے اس نے اپنے ایک عزیز یا بھائی کی بیٹی کو گود لیکر پرورش کیا اور بچی اب جوان اور بالغ ہو گئی تو اس نے اس کی شادی مقرر کر دی اور دعوت نامے میں لڑکی کو اپنی ولدیت سے منسوب کیا۔ کیا یہ بات از روئے شریعت جائز ہے کہ نکاح کے دن وہ شخص اپنی ولدیت لکھوائے یا اس کو اصل باپ کی طرف منسوب کر کے ولدیت ظاہر کرے۔ فقط ایک سائل

۷۸۶ الجواب: قرآن کریم کا ارشاد گرامی ہے اُدْعُوهُمْ لِابَائِهِمْ (احزاب: 5) (لوگوں کو ان کے باپوں کے نام سے پکارو) اس سے صاف صاف ظاہر واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ اولاد اسی کی مانی جائے گی جس کے نطفہ سے وہ پیدا ہے۔ لہذا ولدیت کے خانہ میں اس کے باپ ہی کا نام لکھا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ

نسب باپ سے چلتا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زید و بکر دونوں سگے بھائی ہیں۔ زید قضاء الہی سے فوت ہو جاتا ہے۔ اس کی بیوی اور ایک شیر خوار بچہ ہے۔ خاندان کے بزرگ چاہتے ہیں کہ بیوہ اور بچہ کسی دوسرے خاندان میں نہ جائیں لہذا بیوہ کا عقد (نکاح) بکر سے کر دیتے ہیں، اب بچے کی ولدیت کس کے نام سے چلے گی نئے یا پرانے اصل والد، اور بچہ کس خاندان میں شمار کیا جائے گا۔ ایسے اے منور، تلک چاڑی حیدر آباد، سندھ

۷۸۶ الجواب: قرآن کریم کا ارشاد گرامی ہے اُدْعُوهُمْ لِابَائِهِمْ (احزاب: 5) (لوگوں کو ان کے باپ کے نام سے پکارو)۔ اور ظاہر ہے کہ نسب باپ سے چلتا ہے۔ تو بچہ جس کے نطفے سے پیدا ہوا اسی کا کہلائے گا۔ جس کی پرورش میں ہے وہ اس کا سوتیلہ باپ ہے۔ ولدیت میں اس کا کوئی دخل نہیں۔ پھر زید و بکر حقیقی بھائی ہیں تو خاندان دونوں کا ایک ہوا۔ بچہ کا خاندان اس کے باپ دادا کا خاندان مانا جاتا ہے۔ کہ نسب میں شرعاً شجرہ پدری معتبر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ

غیر سید کا خود کو سید کہلوانا کیسا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مستی زید جس کے حسب و نسب نکاح کا کسی کو علم نہیں ہے۔ اپنے چار یا پانچ سالہ بیٹے ستمی پیر بخش کو ایک سید صاحب بزرگ کی خدمت میں بطور نذر پیش کرتا ہے سید صاحب موصوف یہ نذرانہ قبول کر کے پیر بخش کو گود لے لیتے ہیں۔ سید صاحب موصوف کی اپنی کوئی اولاد نہیں تھی۔ سید صاحب کے انتقال کو تقریباً ساٹھ ستر سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے۔ پیر بخش کے پوتا پوتی اس وقت موجود ہیں۔ سوال طلب امر یہ ہے کہ پیر بخش کے پوتا پوتی کو یہ حق از روئے شریعت حاصل ہے کہ وہ اپنے آپ کو اولاد سید صاحب موصوف بتاتے ہوئے اپنے نسب نامے کو ان سید

صاحب کے واسطے سے امام موسیٰ کاظم تک پہنچادے اور اپنے آپ کو سید کہیں اور لوگوں سے سید کہلوائیں۔ تو کیا انہیں سید کہنا ٹھیک ہے؟ آیات قرآنیہ اور احادیث و اقوال ائمہ سے جواب عنایت فرمائیں۔

سید شہاب الدین ولد سید مظہر الدین، فقیر کا پڑ حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: زمانہ جاہلیت میں معمول تھا کہ اگر کوئی شخص بیوی کو ماں کہہ دیتا تو ساری عمر کے لئے وہ اس سے جدا ہو جاتی گویا کہ لفظ سے وہ حقیقی ماں بن گئی۔ یوں ہی کسی کو منہ بولا بیٹا بنالیتا تو وہ سچ مچ بیٹا سمجھا جاتا اور سب احکام اس پر بیٹے کے جاری ہوتے تھے قرآن کریم نے اس لفظی مصنوعی تعلق کو حقیقی اور قدرتی تعلق سے جدا کرنے کے لئے، ان رسوم و مفروضات کی بڑی شد و مد سے تردید فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمْ اِلٰی تَنْظُرُوْنَ مِنْهُمْ اَمْ هِتَكُمْ ؕ وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَاءَكُمْ اَبْنَاءَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ؕ (احزاب: 4) ”یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہاری ان عورتوں کو جنہیں تم ماں کے برابر کہہ دو تمہاری ماں نہ بنایا اور نہ تمہارے پالکوں کو تمہارا بیٹا بنایا“ پھر اتنا ہی نہیں صاف صریح حکم دیا کہ اُدْعُ هُمْ لِاَبَائِهِمْ اَنْهِيَ اَنْ يَكُنَ اَبْنَاءُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ اَعْلَمُوْنَ اَنْ يَكُنَ اَبْنَاءُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ اَعْلَمُوْنَ۔ مفسرین کرام آیہ کریمہ کی تفسیر میں شان نزول بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت زید بن حارثہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے زر خرید تھے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انہیں حضور سرور عالم کی خدمت میں دیا اور حضور نے انہیں آزاد کر دیا۔ تب بھی وہ اپنے باپ کے پاس نہ گئے حضور ہی کی خدمت میں رہے حضور ان پر شفقت و کرم فرماتے تھے اس لئے لوگ انہیں دستور کے موافق حضور کا فرزند کہنے لگے۔ اس پر آیہ کریمہ نازل ہوئی اور حکم دیا گیا کہ ٹھیک بات یہ ہے کہ ہر شخص کی نسبت اس کے حقیقی باپ کی طرف کی جائے کسی نے لے پالک بنالیا تو وہ واقعی باپ نہیں بن گیا۔ غرض یہ ہے کہ نسبی تعلقات اور ان کے احکام میں اشتباہ والتباس واقع نہ ہونے پائے اللہ اللہ نبی کریم ﷺ کا وجود مسعود ہماری ہستی سے بھی زیادہ ہم سے قریب ہے اور اگر اس روحانی تعلق کی بناء پر کہلویا جائے کہ مومنین کے حق میں نبی بمنزلہ باپ کے بلکہ اس سے بھی ہزار ہا مراتب بڑی ہے تو بالکل بجا ہوگا لیکن جب حضرت زید بن حارثہ کو زید بن احمد کہنا ناجائز و حرام ٹھہرایا گیا حالانکہ وہ حضور کے پروردہ اور لے پالک بھی تھے تو جو شخص اپنے کو سید کہہ کر حضور کی اولاد کہے حالانکہ وہ سید نہ ہو تو وہ آیت کریمہ کی رو سے کتنا بڑا جرم ہوگا اس کا اندازہ ان احادیث کریمہ سے کیجئے کہ من ادعی الی غیر ابیہ و هو یعلم انه غیر ابیہ فالجنة علیہ حرام یعنی دیدہ و دانستہ اپنے باپ کے علاوہ اور کسی کی طرف نسب کرے تو جنت اس پر حرام ہے۔ (مسلم شریف) بلکہ ایک اور حدیث شریف کا ارشاد ہے کہ ملعون من ادعی الی غیر ابیہ یعنی ملعون ہے وہ شخص جو اپنے خاندان کے علاوہ کسی اور سے منسوب کرے بالجملہ جو شخص سید نہ ہو اور سید بنے وہ نبی کریم ﷺ کی لعنت کا مستحق ہے اور جنت اس پر حرام ہے نیز وہ در پردہ اپنی ماں کو گالی دیتا ہے کہ اس کا نکاح غیر سید سے ہوا اور وہ سید کو اپنی ماں کا خاوند بتاتا ہے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد غلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ شعبان المعظم ۱۳۸۴ھ

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب الحضانة (پرورش کا بیان)

پرورش میں والدین کی ذمہ داری

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک عورت مطلقہ بائسنہ کی عدت ختم ہو چکی ہے اور سابق شوہر سے ایک شیرخوار بچہ ہے۔ اس بچہ کو دودھ پلانے کے لئے عورت مذکورہ اجرت مانگتی ہے اور بچہ کو حقیقی پھوپیاں وغیرہ مفت دودھ پلانے کے لئے تیار ہیں۔ صورت مذکورہ میں کون مستحق ہے؟ حکم شرعی بحوالہ کتاب تحریر فرمائیں۔ عبدالحی خان

۷۸۶ جواب: بچہ کی پرورش کا حق، ماں کے لئے ہے خواہ وہ نکاح میں ہو یا نکاح سے باہر ہو گئی ہو۔ ہاں اگر بچہ کی ماں نے بچہ کے غیر محرم سے نکاح کر لیا تو اس کو پرورش کا حق نہ رہا اور اس کے محرم سے نکاح کیا تو حق پرورش باطل نہ ہوا۔ اور ماں اگر مفت پرورش کرنا نہیں چاہتی اور باپ اجرت دے سکتا ہے تو اجرت دے اور اگر تنگ دست ہے، اور ماں کے بعد جن کو حق پرورش ہے اگر ان میں کوئی پرورش مفت کرے تو اس کی پرورش میں دیا جائے شرط یہ کہ وہ عورت بچہ کے غیر محرم کے نکاح میں نہ ہو (عالمگیری ردالمحتار، درمختار) اور ماں کے بعد حق پرورش نانی کو، دادی کو، بہن کو، پھر خالہ کو، ہے پھر پھوپی کو۔ (درمختار۔ ردالمحتار) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ ذی قعد ۱۳۸۶ھ

ناک سے دودھ ٹپکانا رضاعت ثابت کرے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید کی والدہ نے اپنا دودھ عمرو کی ناک میں ڈالا ہے کیا اس سے رضاعت ثابت ہو گئی یا نہیں؟ کیا زید اس عورت سے نکاح کر سکتا ہے جس کی ناک میں اسی کی ماں نے دودھ ڈالا ہے؟ بینوا بالبرہان، توجروا عندا لرحمن

۷۸۶ جواب: دودھ پینے سے مراد یہی معروف طریقہ نہیں بلکہ اگر حلق یا ناک میں ٹپکایا گیا جب بھی یہی حکم ہے یعنی رضاعت ثابت ہو جائے گی (ہدایہ جواہر وغیرہ) اور جب رضاعت ثابت ہو گئی تو یہاں نکاح جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ ربیع الآخر ۱۴۰۰ھ

صلہ رحمی مستحق امر ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص مسکمی مداری خان ولد نور خان اپنی بیوہ سالی مسات بندوبی بی بیوہ نواب الدین (اور اس کے دو یتیم بچوں جن کی عمر ۱۳ سال، ۱۱ سال کی ہوگی) کی پرورش اور دیکھ

بھال کرتا ہے۔ اور اپنی طرف سے ان کی پوری پوری کفالت کر رہا ہے۔ مگر برادری کے کچھ لوگ مسکی مداری خان کی اس کفالت اور دیکھ بھال کو مشکوک نگاہوں سے دیکھتے ہیں اور اس پر ناجائز تعلقات کا الزام لگا کر اس کو برادری سے خارج کر کے اس سے کھانا پینا لین دین قطعی بند کر دیا ہے۔ کیا شرع شریف کی نظر میں مداری خان مجرم ہے۔ اور اس کا برادری سے اخراج جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا عند اللہ المستفتی عبدالوحید خان احقر سلمانی، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ جواب: بندوبستی اگر کسی علیحدہ مکان میں مقیم ہے۔ اور مداری خان دوسرے مکان میں اقامت گزین ہے۔ اور یہ دونوں ایک دوسرے سے تنہائی میں نہیں ملتے۔ اور اب مداری خان بندوبستی کی پرورش محض لوجہ الکریم کرتا ہے۔ اور صلہ رحمی کے ماتحت اس کی نگرانی اور کفالت کرتا ہے۔ تو شرعاً یہ کوئی معیوب نہیں۔ بلکہ مستحسن و مطلوب ہے۔ جس کا اجر انشاء اللہ تعالیٰ آخرت میں مداری خان کو ملے گا اور اگر دونوں ایک ہی مکان میں رہتے ہیں۔ تو یہ بلاشبہ ناجائز و حرام ہے کہ ایک کی نگاہیں دوسرے پر پڑیں گی اور مرد کا اجتہاد عورت کو دیکھنا جبکہ کوئی ضرورت شرعیہ نہیں۔ جائز نہیں۔ اور عورت کا مرد اجنبی کی طرف نظر کرنے کا بھی حکم یہ ہی ہے کہ بلا ضرورت شرعیہ جائز نہیں۔ تو یہ خلوت یعنی اجتہاد عورت کے ساتھ مرد کا ایک مکان میں تنہا ہونا حرام ہے۔ صحیح حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب مرد عورت ایک ساتھ تنہائی میں ہوتے ہیں تو تیسرا شیطان ہوتا ہے۔ (ترمذی) لیکن بایں ہمہ بلا شہادت شرعیہ ان دونوں پر ناجائز تعلقات کا الزام لگانا حرام اور اشد حرام ہے۔ اور بلا شہادت شرعیہ دو مسلموں پر اس قسم کا الزام لگانے والے ان دونوں سے بڑھ کر مجرم اور مستحق تعزیر ہیں کہ گناہ کبیرہ کے مرتکب ہیں۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بَغْيٍ مَّا اكْتَسَبُوا فَكَفَّ احْتَبَلُوا بُهْتَانًا وَاِشْمًا مُّبِينًا (احزاب: 58) یعنی جو لوگ مسلمان مرد اور عورت کو نا کردہ باتوں پر ایذا دیتے ہیں۔ انہوں نے بہتان اور کھلا ہوا گناہ اٹھایا حدیث شریف میں فرمایا کہ بدگمانی سے بچو۔ قرآن کریم نے حکم دیا کہ مسلمانوں کے بارے میں نیک گمان رکھو۔ بالجملہ جو لوگ ان دونوں پر ناجائز تعلقات کا الزام لگاتے ہیں۔ ان پر لازم ہے کہ اس حرکت سے باز آئیں۔ توبہ کریں۔ اور ان دونوں سے معافی کے خواستگار ہوں۔ اور ان دونوں پر ضروری ہے کہ لوگوں کو بدگمانی کا موقع نہ دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ ربیع الآخر ۱۳۸۳ھ

حق پرورش کی تفصیل

سوال: محترمی مکرمی جناب مولانا صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام شریعت محمدی کے مطابق اس مسئلہ میں کہ: جلال بن احمد گاؤں میں فوت ہو گیا جس نے پیچھے یہ ورثہ چھوڑے ایک زوجہ مسماۃ عنایت اور دو لڑکیاں جس میں ایک لڑکی شادی شدہ اور دوسری لڑکی جس کی عمر ساڑھے چھ سال ہے اور تین لڑکے ہیں ایک احمد، دوسرا صدیق اور تیسرا جانی۔ مسماۃ عنایت جلال خاوند کے فوت ہونے کے بعد اس کے گھر میں تین سال بیٹھی تھی بعد آپ کے بھائیوں کے پاس بیٹھی تھی جلال کے فوت ہونے کے بعد اس نے دوسرا نکاح کر لیا چار سال کے بعد پھر انہوں نے ورثاء پر زور ڈالا کہ لڑکی ابھی ہم کو دے دو تو اس مسماۃ عنایت اور اس کے بھائیوں نے بولا جب بالغ

ہو جائے گی تو اس وقت دے دیں گے پھر ان کو انہوں نے مجبور کیا۔ مجبور ہو کر برادری کا فیصلہ کیا کہ تین سال کے بعد، جس میں دو سال گزر چکے ہیں باقی ایک سال اور ہے۔ تو ابھی پھر مجبور کر رہے ہیں تو آپ علماء کرام کو التماس ہے کہ شریعت محمدی اس حق میں کیا فیصلہ دیتی ہے لڑکی ان کو ابھی دی جائے گیا یا بالغ ہونے کے بعد۔ اور اس لڑکی کے نکاح کے وارث کون ہو سکتے ہیں۔

اور ایک اور عالم بولتا ہے کہ جب بچہ روٹی کھانے کا سمجھ رکھے تو ماں سے چھین لیا جائے، دوسرا کہ بچہ جب ماں کا دودھ پینا بند کر دے تو اس کو ماں (والدہ) سے چھین لینا چاہئے۔ اور اس جگہ پر تو لڑکی یتیم ہے اور دوسرا یہ کہ کیا اس عمر کی لڑکی کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اگر ہو سکتا ہے تو لڑکی بالغ ہونے کے بعد کہتی ہے کہ مجھے یہ نکاح قبول نہیں ہے۔ ان مسائل کا جواب شریعت محمدی سے دے کر ہماری مشکل آسان فرمائیں۔ سائل۔ صوفی ثار احمد، یونٹ نمبر ۱۱، ایوب کالونی، لطیف آباد

۸۶۷ جواب: ۱۔ بچہ کی پرورش کا حق ماں کے لئے ہے۔ خواہ وہ نکاح میں ہو یا نکاح سے باہر ہو گئی ہو۔ لیکن لڑکی کی پرورش کا حق، ماں کو اس وقت تک ہے جب تک کہ وہ حد شہوت تک نہ پہنچے۔ جب وہ حد شہوت تک پہنچ جائے تو اس کے باپ دادا وغیرہم کو حق پرورش حاصل ہو جاتا ہے اور مقدار اس کی نو برس ہے۔ بالغ ہو جانا ضروری نہیں۔ لڑکی اس عمر کی ہو جائے تو ماں سے واپس لے جاسکتی ہے۔ (خانہ وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ نابالغ لڑکی، خواہ لڑکے کی جانب سے اس کے ولی نے نکاح کر دیا یعنی ایجاب و قبول کیا تو یہ نکاح صحیح و نافذ ہے۔ اگرچہ یہ نہ چاہیں مگر ولی نے نکاح کر دیا ہو گیا۔ پھر اگر باپ دادا نے اس لڑکی کی جانب سے ایجاب و قبول کیا ہے تو یہ نکاح لازم ہو جائے گا کہ اسے بالغ ہونے کے بعد اس نکاح کے توڑنے کا اختیار نہیں۔ اور اگر باپ دادا کے علاوہ کسی اور ولی نے، اس کی جانب سے ایجاب و قبول کیا اور نکاح اپنے کفو میں مہر مثل کے ساتھ کیا ہو تو بالغ ہوتے ہی اس پر واجب ہے کہ گواہوں کے روبرو، نکاح فسخ کر دے۔ اگر کچھ بھی وقفہ ہوا تو فسخ کا اختیار جاتا رہا۔ اس لئے اس کے حق میں بہتر یہ ہے کہ اگر یہ نکاح منظور نہیں تو جیسے بھی بن پڑے شوہر سے طلاق حاصل کرے۔ تاکہ ان الجھنوں میں نہ پھنسے جو اس صورت میں پیش آتی ہیں۔ (در مختار، خانہ، جوہرہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ ربیع الآخر ۱۴۰۳ھ

حق پرورش سب سے پہلے ماں کو ہے

سوال: بخدمت مکرری جناب حضرت مولانا مفتی صاحب مدظلہم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب عالی! دین مبین و شرع متین کا مسائل ذیل کے بارے میں کیا حکم ہے کہ

۱۔ زید کا لڑکا بکرفوت ہو گیا، بکر کی بیوی عدت گزارنے کے بعد اپنے والدین کے پاس گئی اور سسرال و قوم کو اطلاع دیئے بغیر دوسرا نکاح کر کیا، یہ نکاح صحیح ہے؟

۲۔ بکر کے دو بچے بیوہ اپنے ساتھ لے گئی اور دینے سے انکار کر رہی ہے، ایک بچے کی عمر ۴ سال ہے اور دوسرے بچے کی عمر ۷ سال ہے، شرعاً کیا حکم ہے؟

۳۔ بکرنے بیوہ کو جو زیور پہنایا تھا وہ زید کی ملکیت ہے اور زید نے بکر (بیٹے) کو عاریۃ دیا تھا، اگرچہ صراحۃ عاریت کا نام نہیں لیا گیا تھا، لیکن اس قوم کا عرف یہی ہے، دریافت طلب امر یہ ہے وہ زیور بیوہ کے پاس ہے اور وہ دینے سے انکار کر رہی ہے، شرعاً کیا حکم ہے؟

۴۔ شوہر کے مال متروکہ میں بیوی کا شرعاً حصہ ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو اس کی تفصیل بیان کریں۔ بینواتو جروا

المستفتی جمال الدین، ۱۴ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ

۸۶۷ الجواب: ۱۔ عدت گزارنے کے بعد عورت کو اختیار ہے، کہ جہاں چاہے نکاح کرے وہ جائز ہوگا، سسرال یا قوم کو اطلاع دینا ضروری نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ بچہ کی پرورش کا حق ماں کے لئے ہے خواہ وہ نکاح میں ہو یا نکاح سے باہر (عالمگیری) حق پرورش میں لڑکے کو اس وقت تک ماں کے پاس رہنے دیں کہ اب اسے اس کی حاجت نہ رہے اس کی مقدار سات برس کی عمر ہے، اور لڑکی اس وقت تک عورت کی پرورش میں رہے گی کہ حد شہوت کو پہنچ جائے اس کی مقدار نو برس کی عمر ہے (خانیہ، بحر) اور اگر بچے کی ماں نے غیر محرم سے نکاح کر لیا تو اسے حق پرورش نہ رہا، اور اگر اس کے محرم سے نکاح کر لیا تو حق پرورش باطل نہ ہوا۔ (در مختار) واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ شادی کے قبل جس کو چڑھاوا کہتے ہیں یعنی دولہن کو کچھ زیورات کپڑا وغیرہ پہنایا جاتا ہے، اگر اس سے مقصود دولہن کو مالک کر دینا ہوتا ہو تو قبضہ کے بعد دولہن مالک ہو جائے گی اور مقصود مالک کرنا نہ ہو تو جس نے چڑھایا اس کی ملک رہے گی اور دولہن سے واپس لیا جائے گا۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ تجہیز و تکفین و بعد ادائے قرض و اجراءے وصیت وراثت، اگر مرنے والے کی اولاد موجود ہے تو بیوہ کو مال کا آٹھواں حصہ دیا جائے گا۔ قال اللہ تعالیٰ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الْكُفْنُ (النساء: 12)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲۱۵ / ۱۹۸۸ھ

حق پرورش پہلے ماں کو ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارے میں کہ: ایک شادی ہوئی ہے۔ اس کو عرصہ ایک سال ہو چکا ہے، اس ایک سال میں دو چار مرتبہ میاں بیوی میں کچھ نا اتفاقی ہو چکی ہے۔ ایک لڑکی پیدا ہو گئی ظاہراً کوئی تکلیف نہیں ہے لڑکا جواری یا شرابی نہیں ہے اور بدکار بھی نہیں ہے اور دنیا کے کسی فعل میں نہیں ہے۔ اب کہ وہ لڑکی ماں کے ہاں بیٹھ گئی ہے اس لڑکی کے بھائی ایک آدھ مرتبہ طلاق کا لفظ زبان پر لا چکے ہیں یہ معلوم نہیں کہ وہ لوگ لڑکی کے کہنے پر طلاق مانگ رہے ہیں یا وہ لوگ اپنی مرضی سے ہی طلاق مانگتے ہیں اور اگر طلاق دینی ہی پڑی تو وہ لڑکی مہر لے سکتی ہے یا نہیں اور وہ بچی جو کہ پیدا ہو گئی ہے وہ بچی کس کی ہے۔ اس کو بیان کیا جائے وہ لڑکا اپنی اولاد کو مانگتا ہے اور فی الحال ہی، مانگتا ہے اور بچی دو مہینے کی ہے اگر وقت آجائے اور طلاق دینی ہی پڑی تو اس عورت کو عدت پوری کرنی پڑے گی یا نہیں؟ اور عدت میں شوہر پر کچھ خرچہ واجب ہے یا نہیں؟ روٹی و کپڑے کی کوئی شکایت نہیں ہے، بدکلامی یا مار پیٹ اس کی بھی کوئی شکایت نہیں ہے۔ بھیجنے کی کوئی شکایت نہیں

ہے۔ اب تک شوہر نے لڑکی کو اپنے والدین کے گھر جانے سے نہیں روکا اپنی اولاد کو اسی وقت مانگتا ہے۔ لڑکے کے والدین نے سمجھایا کہ بچی ابھی چھوٹی ہے تم نہیں پال سکتے تو لڑکا کہتا ہے کہ میں اس کے لئے دایا رکھ لوں گا لڑکا اس قابل بھی ہے کہ دایا رکھ سکتا ہے۔ برائے مہربانی اس کا جواب عنایت فرمائیں۔ فقط ایک سائل

۷۸۶ جواب: عورت جب شوہر کے یہاں سے ناحق چلی گئی تو نفقہ نہیں پائے گی جب تک واپس نہ آ جائے البتہ یہ عورت اپنا مہر پورا پائے گی عدت اس پر واجب ہوگی۔ اگر شوہر طلاق دیدے تو بچی کی پرورش کا حق ماں کے لئے ہے۔ خواہ نکاح میں ہو یا نکاح سے باہر ہو گئی ہو البتہ بعض صورتوں میں حق پرورش ختم ہو جاتا ہے۔ (عالمگیری درمختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم
العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ شوال ۱۴۰۳ھ

پرورش کا حق مردوں اور عورتوں میں کس کو زیادہ ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص محمد اسحاق ولد محمد خان کا انتقال مورخہ ۲۲ مئی ۱۹۶۵ء کو ہوا اور محمد اسحاق مرحوم نے اپنی ذریت میں صرف ایک دختر مسماۃ نسیم بانو نابالغہ عمر ۸ سال چھوڑے اور ایک والد اور چار بھائی حقیقی چھوڑے لیکن والد اور بھائیوں پر بے اعتمادی اور لا پرواہی کا اظہار کرتے ہوئے وصیت نامہ مورخہ ۲۷ اپریل ۱۹۶۵ء کو لکھا کہ ”مسماۃ نسیم بانو کی پرورش کا حق اپنے محسن و قریبی دوست سید خیر الدین ولد فخر الدین کو دیا“۔

اب از روئے شرع شریف مسماۃ نسیم بانو کا حق پرورش محمد اسحاق مرحوم کے لواحقین کو پہنچتا ہے۔ یا سید خیر الدین کو پہنچتا ہے۔ جواب بالصواب فرمایا جائے۔ خواستگار سید خیر الدین ولد فخر الدین، ۱۰ جون ۱۹۶۵ء

۷۸۶ جواب: بچہ کی پرورش کا حق سب سے پہلے ماں کے لئے ہے، اگر ماں نہ ہو تو حق پرورش نانی کے لئے ہے، یہ بھی نہ ہو تو نانی کی ماں، ان کے بعد دادی، پردادی و علی ہذا اور اگر کوئی عورت پرورش کرنے والی نہ ہو یا ہو مگر اس کا حق ساقط ہو تو پہلے باپ، پھر دادا، پھر حقیقی بھائی، کو حق پرورش حاصل ہے اور دادا کے ہوتے ہوئے اوروں کو یہ حق نہیں پہنچتا اور وصیت جو اس بارے میں کی گئی ہے وہ نافذ نہیں ہوگی کہ خلاف شرع ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ صفر المظفر ۱۳۸۹ھ

سب سے پہلے پرورش کا حق ماں کو ہے، مردوں میں پرورش کے حق والے کی تفصیل

سوال: عرض یہ ہے کہ: سوتیلی ماں بنام مسماۃ مریم نے بنام اللہ ڈنہ شیخ سے شادی کی اس سے دو لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ دو لڑکیاں جو تمہیں وہ فوت ہو گئیں۔ اب اس سے دو لڑکے بنام محمد صدیق اور محمد ہیں۔ جب اللہ ڈنہ شیخ وفات پا گیا تو مسماۃ مریم نے میرے باپ بنام محمد اسحاق ولد صالح محمد سے نکاح کیا اس سے تین لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ جو ابھی تک حیات میں ہیں۔ جب میرے والد محمد اسحاق وفات پا گئے تب مسماۃ مریم نے تیسرے آدمی مصری سے نکاح پڑھا لیا ہے۔ میرے والد سے تین لڑکیاں ہیں ان میں سے دو لڑکیاں اپنے گھر بلانا چاہتا ہوں اور ان کو اپنی بہنوں کی طرح رکھنا چاہتا ہوں مگر پہلے اللہ ڈنہ

کے دو لڑکے بنام محمد صدیق اور محمد مع ان کی والدہ مریم یہ کہتے ہیں کہ ان لڑکیوں پر آپ کا کچھ حق نہیں پہنچتا، یہ ہمارے قبضہ میں رہیں گی اور میں یہ کہتا ہوں کہ میرا حق ان پر ہے کیوں کہ یہ میرے باپ سے پیدا ہوئی ہیں۔ لہذا ہمارا حدیث کے مطابق فیصلہ کیا جاوے کہ آیا! ان پر میرا حق پڑتا ہے یا نہیں؟ ان کو اپنے گھر بلا سکتا ہوں یا نہیں؟

آپ کا خادم اللہ و دایا ولد محمد اسحاق، نصر داد ضلع حیدر آباد

۸۶ جواب: بچہ کی پرورش کا حق ماں کے لئے ہے۔ خواہ وہ نکاح میں ہو یا نکاح سے باہر ہو گئی ہو۔ ہاں اگر بچہ کی ماں نے بچہ کے غیر محرم سے نکاح کر لیا تو ماں کو حق پرورش نہ رہا۔ (عالمگیری۔ درمختار وغیرہ) اور جب ماں نے کسی اجنبی سے نکاح کر لیا تو اب حق پرورش نانی کے لئے ہے، پھر حقیقی بہن، پھر ماں شریک بہن، پھر باپ شریک بہن، وغیرہ اور اگر کوئی عورت پرورش کرنے والی تو ہو مگر اس کا حق باقی نہ رہا ہو تو اب پرورش کا حق باپ، دادا کو، پھر حقیقی بھائی، پھر سوتیلے بھائی، اور چچا، وغیرہ کو ہے اور یہ بھی نہ ہوں تو اب حق پرورش اخیانی بھائیوں یعنی ماں شریک بھائیوں کو ہوتا ہے۔ (درمختار وغیرہ)۔ اب صورت مسئلہ میں چونکہ مسماۃ مریم نے مسکی محمد اسحاق سے پیدا ہونے والے کے غیر محرم یعنی مصری سے نکاح کر لیا ہے تو ماں کا حق پرورش جاتا رہا اور عورتوں میں کوئی پرورش کرنے والا نہیں ہے، تو حق پرورش کے مدعی اللہ دینوں کے دونوں بیٹے اور محمد اسحاق کا بیٹا ہے لیکن اللہ دینوں کے بیٹے چونکہ صرف اخیانی بھائی ہوئے ہیں یعنی ماں شریک بھائی اور مسکی محمد اسحاق کا بیٹا ان لڑکیوں کا علاتی یعنی باپ شریک بھائی اور عصبہ ہے تو حق پرورش بھی محمد اسحاق کے بیٹے کو حاصل ہے۔ محمد صدیق وغیرہ کو نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں قادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ ربیع الاول شریف ۱۳۸۹ھ

لے پالک بیٹا حقیقی کی طرح نہیں ہے، اس سے پردہ لازم ہے

سوال: متنبی کے بارے میں قرآن شریف میں سورۃ احزاب میں فرمایا گیا مَا جَعَلَ اللَّهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهِ ۚ وَ مَا جَعَلَ اَرْوَاجَكُمْ اِلٰی تَظْهَرُوْنَ مِنْهُمْ اُمِّهِمْ ۚ وَ مَا جَعَلَ اَدْعِيَاءَكُمْ اَبْنَاءَكُمْ ۚ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ ۚ وَ هُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ ۝ اَدْعُوْهُمْ لِاَبَائِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ۔ (احزاب: 5-4) خطبہ حجۃ الوداع میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا الولد للفراش وللعاھر الحجر، وقال من ادعى الى غير ابیه او تولی غیر موالیه فعليه لعنة الله و الملائكة و الناس اجمعین والسلام علیکم۔

ہدایات تو واضح ہیں مگر فقہی مسائل کا حل اور قرآن و حدیث کی عبارات کو علماء کرام ہی سمجھ سکتے ہیں۔ درج ذیل امور کی وضاحت کی طالب ہوں۔

۱۔ کسی یتیم بچہ کو بیٹا یا اس کے نسبی رشتے کو اپنی طرف منسوب کرنا آیا! گناہ ہے یا کبیرہ؟

۲۔ ایک خاتون جس نے متنبی بیٹے سے اپنے رشتہ کو (ماں) اور اپنی لڑکی کے رشتہ کو (بہن) کی حیثیت سے استوار کیا۔ کیا وہ خاتون اور اس کی لڑکی متنبی بیٹے کے لئے محرم بن جائیں گی یا نامحرم رہیں گی؟

۳۔ جس یتیم بچہ کو بیٹا بنا کر خاتون نے پالا، ماں کی محبت و شفقت پیش کی، وہ بچہ اب اس ماحول میں باپ اور جوان ہو گیا

ہے۔ خاتون شریعت مطہرہ کی روشنی میں وہ کیا رویہ اختیار کرے جس سے اسے اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل ہو۔
۴۔ زیر بحث خاتون کے لئے از روئے شریعت محمدی کیا یہ درست ہے کہ وہ اپنی لڑکی کو اپنے متبنی بیٹے سے بھائی کے رشتہ کو استوار کرنے کی طالب ہو؟

۵۔ یتیم بچہ، کس عمر تک یتیم کہلانے کا مستحق ہے؟

۶۔ اللہ تبارک و تعالیٰ رحم الراحمین نے متبنی بنانے کے طریقہ کو کیوں ختم فرمایا، یتیم بچہ کو دوسرے لوگوں کی پدری و مادری محبت و شفقت سے محروم رکھنے میں کیا حکمت ہے۔ بے سہارا بچے کو منہ بولا بیٹا بنالینا تو بظاہر رحمت و شفقت کا معاملہ ہے۔ آخر رحمتہ للعالمین ﷺ نے ایسے شخص پر خدا، ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت کیوں بھیجی؟ السائلہ زاہدہ اقبال

۸۶۷ جواب: کسی لڑکے یا لڑکی کو متبنی بنانے کا مطلب یہ ہے کہ اسے غیر کی اولاد تسلیم کرتے ہوئے اپنی اولاد کے قائم مقام بنالینا اور اپنی اولاد کی طرح اس کی تربیت و پرورش کرنا۔ یہ امر اگرچہ بجائے خود ایک کار ثواب ہے لیکن وہ بچہ شرعاً اس کی اولاد قرار نہ پائے گا اور نہ اس بچے کو وہ حقوق حاصل ہوں گے جو حقیقی اولاد کو ہوتے ہیں۔ اسی لئے یہ بات باعث لعنت قرار دی گئی کہ آدمی دوسرے کے بچے کو اپنی طرف منسوب کرے اور اسے اپنے نسب میں داخل کر لے یا کوئی شخص خود اپنے آپ کسی دوسرے کی طرف منسوب کرے۔ تو وہ بچہ اس خاتون کے لئے بھی اجنبی ہے اور اس کی لڑکی کے لئے بھی اور دوسرے اہل خاندان کے لئے بھی۔ وہ تمام احکام جو کسی اجنبی کے لئے ہیں وہ اس بچے پر بھی عائد ہوں گے۔ خاتون کی بیٹی اسے اپنے بھائی کی طرح سمجھے جیسے اور اجنبیوں کو سمجھتی ہے لیکن وہ اس کا حقیقی بھائی نہیں، یہ اس کی حقیقی بہن نہیں لہذا تنہائی میں ایک گھر میں نہیں رہ سکتے بلکہ خاتون خواہ دوسرے اعزاء کی موجودگی میں بھی اس پر شرعی پردہ لازم ہے اور بہ حالات موجودہ اس خاتون کو چاہئے کہ وہ اس بچے کو جو کہ اب جوان ہو چکا ہے اپنے سے جدا کر دے۔ خواہ اپنی زندگی میں کچھ دے دلا کر یا مقدرت نہیں تو خالی ہاتھ۔ اہل قرابت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ ان خاتون کو اس پر آمادہ کریں کہ وہ اسے علیحدہ کر دے تاکہ خاندان میں مناقشہ پیدا نہ ہو بالخصوص اگر وہ اپنا کفو نہ ہو۔ قرآن کریم کے مختصر الفاظ ان تمام وضاحتوں کو متضمن ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۰ھ

ماں اگر غیر محرم سے نکاح کر لے، تو پرورش کا حق نہ رہے گا

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب گزارش عرض ہے کہ: اگر کسی مسلمان عورت کو طلاق ہو چکی ہو اور اس سے ایک ڈیڑھ سال کا بچہ ہے۔ تو وہ عورت اس بچے کو کن حالات میں رکھ سکتی ہے اور کن حالات میں نہیں رکھ سکتی؟ اور بچے کی شیر خواری کی مدت کیا ہے؟ لہذا آپ مہربانی فرما کر شریعت کی رو سے اس کا فتویٰ مرحمت فرمائیں۔

آپ کی دعا کا طالب۔ سرفراز علی خان ولد چھمی خان، لطیف آباد نمبر ۱۰، حیدر آباد
۸۶۷ جواب: بچہ کی پرورش کا حق ماں کے لئے ہے خواہ وہ نکاح میں ہو یا نکاح سے باہر ہو گئی ہو۔ ہاں اگر وہ کسی فسق میں مبتلا ہے جس کی وجہ سے بچہ کی تربیت میں فرق آئے مثلاً بد چلن یا چور ہے تو اس کی پرورش میں نہ دیا جائے کہ بچہ ماں کو دیکھ کر

وہی عادات اختیار کرے گا جو اس کی ہیں۔ یوہیں ماں کی پرورش میں اس وقت بھی نہ دیا جائے جب کہ بکثرت بچہ کو چھوڑ کر ادھر ادھر چلی جاتی ہو۔ یوہیں اگر بچہ کی ماں نے بچہ کے غیر محرم سے نکاح کر لیا تو اسے پرورش کا حق نہ رہا۔ بچہ کو دو برس تک دودھ پلانے کی اجازت ہے اس سے زیادہ کی نہیں۔ (عالمگیری۔ درمختار۔ ردالمحتار وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ شوال المکرم ۱۳۹۹ھ

پرورش کا حق کس عمر تک ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میاں بیوی کی آپس میں نا اتفاقی ہوگئی ہے۔ اس بنا پر لڑکا اپنی عورت کو طلاق دینا چاہتا ہے اور سب نے مل کر دونوں پارٹیوں کو سمجھایا مگر لڑکا نہیں مانتا ہے اور وہ طلاق دینا چاہتا ہے۔ اس کے متعلق کچھ معلومات چاہتے ہیں کہ

- ۱۔ لڑکی کے دو بچے ہیں ایک پانچ سال کی لڑکی ہے اور ایک لڑکا ہے قریباً ڈھائی سال کا۔ سو اس کی کفالت کون کرے گا اور یہ بچے ماں کے پاس رہیں گے۔ یا باپ کے پاس۔ اگر ماں کے پاس رہیں گے تو کب تک؟
- ۲۔ لڑکی کو اس وقت دو یا تین ماہ کا حمل ہے اس کی کفالت کون کرے گا؟
- ۳۔ حمل ہونے کی حالت میں طلاق ہو سکتی ہے یا نہیں۔ اور جو کچھ بھی حدیث کا معاملہ ہے۔ آپ ہمیں اس کی تفصیل لکھ کر دیں تاکہ حدیث کے تحت اس کو انجام دیا جائے؟ فقط عبد الغنی

۸۶۷ جواب: بچے کی پرورش کا حق ماں کے لئے ہے خواہ وہ نکاح میں ہو یا نکاح سے باہر ہوگئی ہو۔ ہاں اگر وہ کسی فسق میں مبتلا ہے جس کی وجہ سے بچہ کی تربیت میں فرق آئے گا مثلاً زانیہ یا چور ہے تو اس کی پرورش میں نہ دیا جائے گا یعنی جب وہ کچھ سمجھنے لگے تو علیحدہ کر لیں۔ (عالمگیری وغیرہ) یوہیں اگر بچہ کی ماں نے بچہ کے غیر محرم سے نکاح کر لیا تو اسے پرورش کا حق نہ رہا۔ پرورش کی مقدار لڑکے کے حق میں سات برس کی عمر ہے اور لڑکی کے حق میں نو برس۔ یعنی اس عمر کے بعد باپ دادا کو حق ہے کہ وہ اولاد کو اپنی پرورش میں لے لیں۔ (خانہ بحر ائق وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ عورت کا حاملہ ہونا وقوع طلاق کے لئے رکاوٹ نہیں۔ البتہ اس کی عدت وضع حمل ہے کہ ادھر بچہ کی پیدائش ہوئی ادھر عدت ختم۔ (درمختار وغیرہ)

۳۔ جس عورت کو طلاق دی گئی ہے بہر حال عدت کے اندر نفقہ پائے گی۔ (خانہ) اور اولاد نا بالغ ہو تو اس کا نفقہ بھی باپ پر ہے۔ جب تک یہ اپنی ماں کی پرورش میں رہیں گے عورت کو ان کا اور اس کا نفقہ عدت، دیا جائے گا۔ (جوہرہ نیرہ وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۹ھ

ماں اگر فاسق ہو تو پرورش کا حق ساقط ہے

سوال: گزارش یہ ہے کہ: میری بیوی پانچ سال سے اپنے والدین کے گھر چلی گئی ہے۔ محض اس بنیاد پر کہ مجھ سے چند

غیر شرعی شرائط منوانے اور مجبور کرنے کے لئے یہ اقدام اختیار کیا ہے۔ جبکہ اس پر کسی قسم کا کوئی تشدد نہیں کیا گیا، نہ اس کو گھر سے نکالا گیا ہے۔ گھر کا سب سامان مع زیور کے لے گئی ہے۔ پانچ سال سے بچوں کو بھی نہیں ملنے دیتی۔ یہاں تک کہ کورٹ میں طلاق حاصل کرنے کے لئے کیس داخل کرایا ہے۔ اب جب کہ اس نے پردہ اتار دیا ہے اور آزادانہ غیر محرموں سے بات چیت کرتی ہے۔ ان حالات میں اس کو شرعاً یہ اختیار ہے کہ بچوں کو اپنے پاس رکھے۔ اور بچوں کو باپ سے نہ ملنے دے اور بچوں سے محروم کرنا چاہتی ہے؟ براہ کرم شرعی فیصلہ فرمائیں۔ شکریہ السائل ثار احمد، کاشانہ شان، خواجہ چوک، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: ہوا لموفق للصواب: بچہ کی پرورش کا حق ماں کیلئے ہے خواہ وہ نکاح میں ہو یا نکاح سے باہر۔ (عالمگیری)۔ جس عورت کے لئے پرورش کا حق ہے، اس کے پاس لڑکے کو اس وقت تک رہنے دیں کہ اب اسے اس کی حاجت نہ رہے یعنی اپنے آپ کھانا، پیتا، استنجاء کر لیتا ہو، اس کی مقدار سات برس کی عمر ہے اور لڑکی اس وقت تک عورت کی پرورش میں رہے گی کہ حد شہوت کو پہنچ جائے اس کی مقدار نو برس ہے۔ (خانیہ۔ بحر وغیرہ) ہاں اگر عورت کسی فسق میں مبتلا ہے جس کی وجہ سے بچہ کی تربیت میں فرق آئے مثلاً بے پردہ رہتی ہے، آزادانہ غیر محرموں سے ملتی اور بات چیت کرتی ہے تو اس کی پرورش میں نہ دیا جائے کہ بچہ ماں کو دیکھ کر وہی عادات اختیار کرے گا جو اس کی ہیں۔ (عالمگیری۔ درمختار۔ رد المحتار وغیرہ) اور عورت کو یہ حق تو کبھی بھی حاصل نہیں کہ شوہر کو بچوں سے ملنے سے روکے کہ والدین اگر اولاد کو دیکھنا چاہیں تو انہیں کسی وقت منع نہیں کیا جاسکتا۔ (درمختار۔ عالمگیری) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید، ۲۸.۹.۱۹۸۱ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۲۸ ذی القعد ۱۴۰۱ھ

لڑکی کے لئے حق پرورش نو سال کی عمر ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میں نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں اور اس کو عرصہ تین ماہ سے زائد ہو چکا ہے۔ طلاق کی توثیق علماء دین کے فتوؤں سے ہو چکی ہے اور اب لڑکی (بیوی) کے حقوق کا معاملہ برادری میں طے ہو رہا ہے۔ نکاح کے وقت طے شدہ مہر اور جہیز وغیرہ میں دینے کو تیار ہوں لیکن میری ایک لڑکی عمر دو سال کے بارے میں تنازعہ ہے کہ اس لڑکی پر کس کا شرعی حق ہے؟ لہذا قرآن و سنت کی روشنی میں مسئلہ حل فرمائیں۔ شکریہ

فقط عبد المجید، پھلیلی پریٹ آباد، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: بچہ کی پرورش کا حق ماں کے لئے ہے خواہ وہ نکاح میں ہو یا نکاح سے باہر ہوگئی ہو۔ البتہ لڑکی صرف اس وقت تک عورت کی پرورش میں رہے گی کہ حد شہوت کو پہنچ جائے۔ اس کی مقدار نو برس کی عمر ہے۔ ہاں اگر عورت بچہ کے غیر محرم سے نکاح کر لے گی تو اب اسے حق پرورش نہ رہے گا۔ باپ جب بھی چاہے اپنی پرورش میں لے سکتا ہے۔ (عالمگیری، درمختار، رد المحتار) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ ربیع الآخر ۱۴۰۲ھ

لڑکی کے لئے حد شہوت ۹ برس ہے

سوال: گزارش عرض یہ ہے کہ: میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے۔ ۴ فروری ۱۹۸۲ء کو طلاق دینے کے بعد میں نے ان کا تمام سامان مہر وغیرہ بھی دے دیا اور میری دو بچیاں بھی ہیں۔ جن میں ایک کی عمر ۲ سال ہے جبکہ دوسری کی عمر ۹ ہونے کے قریب ہے۔ ان لوگوں نے مجھ پر مارشل لاء کا فورس ڈلو کر دونوں بچیاں مجھ سے لے لیں جبکہ میں چاہتا تھا کہ جو بڑی بچی ہے وہ میرے پاس رہے اور دوسری دودھ پیتی بچی ہے وہ میں خود ماں کو دینے کے لئے تیار تھا۔ مگر قانونی طور پر جیسا کہ سب لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ بچے جب تک چھوٹے ہیں ماں کے پاس رہیں گے۔ تو میں آپ سے اس ضمن میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ شرعی طور پر بچے کس کے پاس رہنا چاہئیں۔ جبکہ میری ایک بڑی بچی یہاں پر ہم سب سے بہت مانوس ہے۔ اس سلسلے میں آپ ہماری رہنمائی فرمائیں اور شرعی فتویٰ عنایت فرمائیں۔ آپ کی عین نوازش ہوگی۔

فقط ثار محمد ولد سردار خان، جام شورو کالونی

۷۸۶ جواب: ہوا لموفق للصواب: بچہ کی پرورش کا حق ماں کے لئے ہے خواہ وہ نکاح میں ہو یا نکاح سے باہر ہو گئی ہو۔ ہاں اگر وہ مرتد ہو گئی ہو (معاذ اللہ) تو پرورش نہیں کر سکتی۔ یا کسی فسق میں مبتلا ہے جس کی وجہ سے بچہ کی تربیت میں فرق آئے تو اس کی پرورش میں نہ دیا جائے (عالمگیری) اگر بچہ کی ماں نے بچے کے غیر محرم سے نکاح کر لیا تو اسے حق پرورش نہ رہا (در مختار وغیرہ) جس عورت کے لئے حق پرورش ہے اس کے پاس، دونوں لڑکیوں کو اس وقت تک عورت کی پرورش میں رہنے دیں کہ دونوں لڑکیاں حد شہوت تک پہنچ جائیں اور اس کی مقدار نو برس کی عمر ہے۔ (خانہ بحر وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۹۸۲ء ۲۔ ۱۳

۷۸۶ جواب: صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۱۶ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ

حق پرورش کا وقت نکل جائے تو باپ دادا نگہداشت کریں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک عورت اپنا سات روز کا نومولود بچہ اپنے شوہر کے یہاں چھوڑ کر والدین کے گھر چلی گئی۔ شوہر کے بلانے پر عورت واپس نہ آئی۔ آخر شوہر نے طلاق دے دی اور بچہ کی پرورش والد لرتار ہا اور اس وقت بچہ کی عمر ۹ سال ہے۔ از روئے شریعت یہ بچہ کس کے پاس رہے گا؟

فقط والسلام محمد جمیل، محلہ اسلام آباد، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: جس عورت کو حق پرورش ہے اس کی میعاد کے لئے حق میں سات سال ہے اور لڑکی کے حق میں نو سال۔ یہ عمر گزر جائے تو اب اس کی ماں یا نانی خالہ وغیرہ کا کوئی حق نہیں۔ اب یہ بچہ صرف باپ دادا کی پرورش و نگہداشت میں رہے گا۔ (عالمگیری۔ در مختار وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی عفی عنہ ۱۶ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب فسخ نکاح

فسخ نکاح/خلع

مکرمی و معظمی قبلہ جناب مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال: حضور والا سے عرض ہے کہ چند مسائل ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں ان کی آپ اصلاح کر دیں عین نوازش ہوگی۔

۱۔ اگر بیوی شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے چلی جائے۔

۲۔ اگر وہ خود شوہر سے طلاق مانگے۔

۳۔ اور مہر کے عوض میں بچے مانگے جس کی عمر ۵ یا ۶ ماہ کی ہے۔

ان سوالوں کے واسطے شرعاً کیا حکم ہے؟ الراقم ریاض حسین

۸۶۷ جواب: عورت بلا اجازت شوہر اگر گھر سے باہر آ جائے تو اس سے نکاح نہیں ٹوٹتا شوہر کو بدستور اختیار ہے کہ

چاہے اسے رکھے، چاہے اسے طلاق دے کر جدا کر دے، اور جب عورت خود طلاق کا مطالبہ کرتی ہے تو جب بھی شوہر خود مختار

ہے اور اگر عورت مہر کی رقم معاف کرنے اور طلاق لینے پر آمادہ ہے تو اسے شریعت میں خلع کہتے ہیں۔ زوجین میں نا اتفاقی

رہتی ہو اور پھر اندیشہ ہو کہ احکام شریعہ کے پابند نہ رہ سکیں تو خلع میں مضائقہ نہیں۔ اور جو مال یہاں باہم ٹھہرا ہے۔ عورت پر

اس کا دینا لازم ہے عورت کا جو مہر شوہر پر ہے۔ اس کے بدلے میں بھی خلع ہو سکتا ہے اور اگر یہ ٹھہرا ہے کہ عورت بچے کو اپنے

پاس رکھے گی۔ تو لڑکی کو اس وقت تک اپنے پاس رکھ سکتی ہے۔ جب تک وہ بالغ نہ ہو لڑکے میں یہ بھی نہیں بلکہ جب لڑکاسات

برس کا ہو جائے کہ اپنے آپ کھانے پینے لگے تو اب عورت کا حق پرورش باقی نہ رہے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ اشوال المکرم ۱۳۸۸ھ

فسخ نکاح کا اختیار کب ہوتا ہے؟

سوال: مکرمی جناب مفتی صاحب، دارالعلوم احسن البرکات حیدرآباد، السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

جناب والا! ہماری جماعت میں ایک کیس مندرجہ ذیل قسم کا آیا ہے۔ مہربانی فرما کر ذرا شرعی طور پر ہماری رہنمائی فرمائیں۔

مسماں سعیدہ کی شادی، آٹھ ماہ کی عمر میں اس کے دادا جان نے عبدالحفیظ سے کر دی تھی بوقت نکاح باپ کے

ہوتے ہوئے دادا جان نے اقرار کیا تھا۔ مسماں سعیدہ جب بالغ ہوئی تو اس کے علم میں آیا کہ لڑکے کے چال چلن اچھے نہیں

ہیں تو اس کے والدین کے ساتھ ساتھ اس نے بھی سسرال جانے سے انکار کر دیا۔ اور اس کے والد نے جماعت میں ایک درخواست دی جس پر جماعت نے تحقیقات کی اور کہا کہ اگر کوئی شرعی رکاوٹ نہ ہو تو وہ اپنی لڑکی کی دوسری شادی کر سکتا ہے۔ یہ فیصلہ مورخہ گیارہ اکتوبر ۱۹۷۹ء میں دیا گیا اس کے بعد لڑکی شادی کرنا چاہتی ہے تو لڑکا عبدالحفیظ رخنہ اندازی کر رہا ہے۔ اس وقت سعیدہ کی عمر ۲۲ سال ہے لہذا یہ بتائیں کہ

کیا لڑکی کو حق ہے کہ وہ نکاح فسخ کر دے؟

کیا لڑکے سے طلاق لینا ضروری ہے؟

کیا طلاق کے بعد عدت پوری کرنا ضروری ہے؟ عبد الرحمن قریشی، نائب صدر اجمیر جمعیت القریش

۸۶۷ جواب: مذکورہ بالا صورت میں لڑکی کو نکاح فسخ کرنے کا کوئی اختیار نہیں۔ باپ دادا کا کیا ہوا نکاح لازم ہو جاتا ہے۔ یعنی نابالغ کو بالغ ہونے کے بعد اس نکاح کے توڑنے کا اختیار نہیں۔ اس کے شوہر سے طلاق لینا ضروری ہے۔ اگرچہ کچھ مال کے عوض۔ اس کے بغیر لڑکی کا دوسرا نکاح اگر کر بھی دیا گیا تو وہ نکاح نہ ہوگا بلکہ زنا و حرام کاری کا ایک حیلہ ہوگا۔ جس کا وبال لڑکی پر، ماں باپ پر، اس نکاح کے حامیوں اور شریک کاروں پر پڑے گا۔ شوہر کو چاہئے کہ وہ طلاق دے اور ناق عورت کو ایذا دے کر، آخرت کا وبال نہ خریدے۔ اور جب طلاق ہو جائے تو کسی عدت کی حاجت نہیں۔ (عامہ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان قادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ اذی الحج ۱۴۰۳ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب الطلاق

نکاح ہوتے ہوئے دوسری جگہ نکاح کرنا حرام ہے

سوال: جناب عالی!

دو میاں بیوی آپس میں بہت پیار و محبت سے اپنی زندگی گزار رہے تھے۔ اتفاق سے بیوی اپنے ماں باپ کے گھر آتی ہے اور چند دنوں رہتی ہے۔ بیوی کے باپ نے اس کے شوہر کو نوٹس دیا اس نوٹس کی روشنی میں اس نے کہا کہ میں اپنی بیوی کو ہر حالت میں اپنے پاس رکھوں گا میں جس جگہ ملازم ہوں وہ ملازمت بھی چھوڑ دوں گا اگر آپ یہ کہیں کہ ہمارے پاس رہو یا کسی اور جگہ رہو یہ بھی کرنے کو تیار ہوں لیکن اپنی بیوی کو نہیں چھوڑ سکتا۔ اس پر ماں باپ نے عدالت میں میری بیوی کی طرف سے مجھ پر کیس کر دیا جب عدالت میں پیشی پر حاضر ہوا میں نے بیان دیا کہ میں طلاق نہیں دینا چاہتا ہوں لڑکی سے وجہ پوچھی گئی کہ تم کیوں طلاق چاہتی ہو تو اس نے الزام لگایا کہ یہ شخص یعنی میرا شوہر شراب و جوئے کا عادی ہے اس الزام کے جواب میں لڑکے نے کہا کہ یہ الزام اگر کوئی شخص بھی ثابت کر دے کہ میں ہر دو افعال میں سے کسی ایک فعل میں رہتا تھا یا رہتا ہوں تو عدالت کو اختیار ہے جو سزا میرے لئے تجویز ہوگی میں قبول کروں گا۔ بہر حال عدالت سے طلاق ہو گئی لیکن لڑکے نے نہ تو اپنی زبان سے اور نہ تحریر سے طلاق دی ہے۔ ان حقائق کی روشنی میں معلوم یہ کرنا ہے کہ لڑکی کا جب نکاح ثانی کا وقت آیا اور جو لوگ اس نکاح ثانی میں شریک ہوئے کیا ان کا نکاح ٹوٹ گیا یا نہیں۔ اللہ تعالیٰ جناب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین محمد یونس

۷۸۶ الجواب: اگر شوہر نے واقعی طلاق نہ دی تھی۔ تو اس عورت کو جو اس کے نکاح میں ہے، دوسری جگہ نکاح کرنا قطعی حرام ہے اگر کیا تو زنا ہوگا۔ قال اللہ تعالیٰ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ (النساء: 24) (الآیہ) ایسے نکاح میں محض شرکت سے کسی کا نکاح نہیں ٹوٹتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۱۹۸۴/۱۰/۳۷

۷۸۶ الجواب صحیح و صواب والحبیب نجیب و مثاب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

شوہر نے طلاق دی اور مکر گیا اور کوئی گواہ نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنی بیوی کو بلا اجازت، پڑوس میں قرآن خوانی میں اپنی جینھانی سے اجازت لے کر چلے جانے پر ایک ہی جلسے میں، ایک سانس میں، تین طلاقیں دے دیں۔ یہ بات لڑکی نے اپنے میکے میں آنے کے بعد اپنے گھر والوں کو بتائی۔ سرال والوں کی طرف سے دو معتبر آدمی بلائے گئے اور تین آدمی میکے والوں کی طرف سے بلائے گئے ان پانچوں آدمیوں کے سامنے اسی لڑکی نے قرآن کی قسم کھا کر بتلائی کہ مجھ کو

میرے شوہر نے تین طلاقیں دے دی ہیں۔ جب اس سے گواہ کے لئے پوچھا گیا تو لڑکی نے کہا کہ پڑوس کی صرف ایک عورت تھی۔ باقی سب گھر والے تھے مگر لڑکی کا شوہر یہیں قرآن کی قسم کھانے کو تیار ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی۔ ایسی صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں۔ لڑکے کا باپ، بھائی اور بہن یہ کہتے ہیں کہ لڑکے نے ہمارے سامنے کالی موری کی مسجد میں قرآن اٹھا کر قسم کھائی ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی۔ اب لڑکی کو لڑکے کے ساتھ بھیجا جاسکتا ہے یا نہیں؟

نیاز مند محمد رفیق، حاجی نواب احمد قریشی، خانپور ضلع رحیم یار خان

۷۸۶ جواب ہوالموفق للصواب: عورت کا قسم کھانا محض نامعتبر ہے کہ وہ مدعیہ ہے اور مدعی کا حلف نہیں سنا جاتا اس سے گواہ مانگے جاتے ہیں اور عورت کے پاس گواہوں میں صرف ایک عورت ہے لہذا اس کا دعویٰ غلط ہے چنانچہ صورت مسئول عنہا میں طلاق کا حکم نہیں دیا جائے گا، لیکن اگر عورت یقین سے جانتی ہے کہ شوہر نے مجھے تین طلاقیں دی ہیں تو اس پر فرض ہوگا کہ جس طرح جانے اس سے اور رہے یا علانیہ طلاق حاصل کرے اگر چہ اپنے مہر کے بدلے یا مال دے کر۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۷۸۶ جواب صحیح ومصاب والحبیب شیخ ومثاب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

شوہر نے طلاق دی پھر مکر گیا

سوال: مجھ میں اور میری بیوی میں بچوں کی بات پر جھگڑا ہو گیا اور میں نے اپنی بیوی کو مارا پیٹا میری بیوی نے مجھ سے کہا کہ میرا فیصلہ کر دو میں نے اس کے بھائیوں کو بلانے کی کوشش کی، مگر میری بیوی کے بھائی نہیں آئے، تو میں نے عزیز نامی شخص کو کہا کہ میری بیوی کے بھائیوں کو جا کر کہیں کہ اپنی بہن کو لے جائیں، کیوں کہ میں نے اسے طلاق دے دی ہے لیکن اس کے بھائی نہیں آئے نہ ہی میری بیوی میرے گھر سے گئی، شام کو کچھ لوگ جمع ہوئے انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم نے یہ کیا کیا۔ میں نے کہا کہ جو ہونا تھا وہ ہو گیا میری بیوی نے کہا کہ میری طلاق نہیں ہوئی ہے نہ ہی میں یہاں سے جانا چاہتی ہوں۔ اسی طریقے سے یہ سلسلہ دو روز تک چلتا رہا تین دن کے بعد ایک اسٹامپ لکھا گیا، گواہوں کے سامنے، اسٹامپ پر گواہوں کے بھی دستخط ہیں اور میرے بھی دستخط ہیں لیکن میں نے لفظ طلاق اپنی زبان سے نہ کہا ہے نہ ہی گواہوں نے مجھ سے اسٹامپ لکھتے وقت پوچھا کہ تو نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے یا نہیں؟ جو کچھ میں لکھ رہا ہوں اللہ کو حاضر ناظر جان کر لکھ رہا ہوں۔ علمائے دین حدیث مبارک سے فتویٰ دیں کہ آیا یہ طلاق ہوئی یا نہیں؟ فقط ایک سائل

۷۸۶ جواب ہوالموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں شوہر کا بیان ہے کہ ”میں نے عزیز نامی شخص کو کہا کہ میری بیوی کے بھائیوں کو جا کر کہو کہ میرے گھر سے اپنی بہن کو لے جائیں کیوں کہ ”میں نے اس کو طلاق دے دی ہے“۔ شوہر کے بیان ہذا سے طلاق کا ثبوت ملتا ہے پھر بعد میں شوہر کا کہنا ہے کہ ”میں نے زبان سے لفظ طلاق نہیں کہا“ غلط ہے۔ پھر سائل نے فقیر کے استفسار پر، زبانی بتایا کہ جب شوہر نے طلاق نامہ پر دستخط کئے تو اسے بتایا گیا تھا کہ اس میں طلاق کا تذکرہ ہے پھر

اس نے دستخط کئے۔ لہذا صورت مسئولہ عنہا میں عورت پر تین طلاق مغلظہ واقع ہو گئیں اب یہ عورت بغیر حلالہ کے اپنے سابق شوہر کے لئے حرام اور اجنبیہ ہے۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ (بقرہ: 230) (القرآن) اگر کسی کے کہنے سننے میں آ کر دوبارہ بغیر حلالہ، جھوٹا نکاح کر بھی لیا تو عمر بھر حرام کاری کے مرتکب ہوں گے اور اولاد و ولد الحرام ہوگی۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح ومصاب والنجیب نجیح ومثاب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

رقم کے عوض خلع کیا تو خلع درست ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک آدمی نے اپنی لڑکی کی ایک جگہ پر شادی کر دی۔ بعد شادی کے لڑکی کے والدین اور لڑکے کے والدین کے درمیان کچھ ناچاقی ہو گئی جس کی بناء پر لڑکی والوں نے اپنی لڑکی کو خلع دے کر آزاد کرالیا اب لڑکی کی دوسری جگہ پر شادی کرانا چاہتے ہیں۔ وہ خلع جو پہلے دے کر آزاد کرائی گئی تھی وہ رقم وصول کر سکتے ہیں یا نہیں از روئے شرع کیا حکم ہے۔ جب کہ لڑکی بھی شادی کرنے کے لئے رضامند نہیں ہے۔ لڑکی کا والد زبردستی دینا چاہتا ہے آیا اس طرح اور اس صورت میں لڑکی کا نکاح ہو جائے گا یا نہیں۔ اگر خلع وصول کر لیا ہے تو اب واپس کرنا چاہئے کہ نہیں۔ شریعت کے اندر خلع لینے والے کے لئے کیا سزا اور کیا حد مقرر ہے جو لڑکی کے عوض میں رقم یا مال حاصل کرتے ہیں ان کے لئے قرآن وحدیث اور فقہ کی کتابوں کے جوابات درج فرما کر ہمیں روشناس فرمائیں۔

السائل محمد حکیم قریشی، چائنز ہوٹل گاڑی کھاتہ، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب ہوالموفق للصواب: عورت نے روپے دے کر طلاق لی یا اس کی طرف سے کسی اور نے دی تو یہ صورت خلع ہے، اب اگر یہ رقم دینے والا اپنی رقم واپس لینا چاہتا ہے تو اس کو ممانعت نہیں لیکن پھر مانگنا برا ہے۔ خلع جائز ہے خلع کے بعد اگر لڑکی کہیں اور نکاح کرنا چاہتی ہے اور بالغہ عاقلہ ہے تو اس کا نکاح بغیر اس کی اجازت کے کوئی نہیں کر سکتا۔

(عالمگیری درمختار، فتاویٰ رضویہ)

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والنجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

طلاق دے دی اور گواہ بھی موجود ہیں تو طلاق ہوگئی

سوال: مکرمی جناب مفتی صاحب، کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زید نے تین گواہوں کے روبرو اپنی زوجہ کو تین طلاقیں دے دیں اور مبلغ پندرہ روپے کے اشامپ پر طلاق نامہ تحریر کر کے گواہوں کے دستخط اور خود اس نے بھی دستخط کر دیئے ہیں۔ آیا طلاق ہوئی ہے کہ نہیں؟ مشتاق ولد محمد اصغر، گجراتی پاڑہ، ٹنڈو یوسف روڈ، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب ہوالموفق للصواب: تحریری طلاق کی صورت میں یا تو خود شوہر لکھوانے، یا لکھنے کا اقرار کرے یا شرعی

گواہوں سے تحریر کا ثبوت ہو تو طلاق واقع ہونا مانی جاتی ہے۔ صورت مسئلہ میں منسلک طلاق نامہ سے عورت پر تین طلاق مغلظہ واقع ہو گئیں اب یہ عورت شوہر مذکور کے لئے بغیر حلالہ کے حرام ہے۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ (بقرہ: 230) (القرآن) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۱۰۳ / ۱۹۸۳ء

۷۸۶ الجواب صحیح والحبیب صحیح۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

اگر صحبت نہ ہوئی تو پہلی طلاق سے عورت بائنہ ہو گئی اور بقیہ طلاق لغو ہوئیں

سوال: قبلہ مفتی صاحب السلام علیکم، گزارش عرض یہ ہے کہ: ایک لڑکے نے اپنی بیوی کو واضح طور پر تین یا چار دفعہ الگ الگ لکھ کر طلاق دے دی۔ لڑکی کی ابھی تک ودائی (رخصتی) نہیں ہوئی تھی لیکن ان کے درمیان ملاقاتیں ہوئیں تھیں۔ انہوں نے کل چھ ملاقاتیں کیں۔ جن میں مکمل طور پر تنہائی میسر تھی اور وہ چاہتے تو مباشرت بھی کر سکتے تھے لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ چھ ملاقاتوں میں سے ایک ملاقات کے دوران لڑکی کو حیض تھا اور ممکن کہ لڑکی کو ان ملاقاتوں کے دوران اپنے گھر والوں کا خوف بھی ہو کیوں کہ یہ ملاقاتیں گھر والوں سے چھپ کر ہوتی تھیں لیکن آخری اور چھٹی ملاقات بغیر کسی خوف و خطرے کے ہوئی تھی کیوں کہ اس میں گھر والوں کی رضا شامل تھی لیکن لڑکے نے کچھ دیر کے بعد بغیر کسی مباشرت کے لڑکی کو واپس کر دیا۔ قبلہ مفتی صاحب!

لڑکا میڈیکل کاسٹوڈنٹ ہے۔ اس نے یہ ملاقاتیں صرف ایک دوسرے کو سمجھنے کے نقطہ نظر سے کیں اور لڑکا قرآن پاک پر ہاتھ رکھ کر اس بات کی شہادت دے سکتا ہے کہ میں نے اپنی بیوی سے مباشرت نہیں کی ہاں البتہ معمولی بوس و کنار کئے ہیں۔ تو برائے مہربانی اس صورت حال میں موجودہ سوالات کا جواب دیں۔

۱۔ کیا لڑکا اور لڑکی کی تنہائی یا ملاقاتیں معتبر ہیں؟

۲۔ کیا لڑکا اور لڑکی میں دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے اور کس صورت میں ہو سکتا ہے۔ حلالہ کے بعد یا بغیر حلالہ کے؟

امجد ولد فخر الدین معرفت خورشید احمد، لیاقت کالونی، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: ادلایہ بات ذہن نشین رکھیں کہ شوہر و بیوی کے مابین تنہائی کے باوجود، جماع و ہم بستری کی نوبت نہ آئی جیسا کہ زن و شوہر دونوں اس امر پر متفق ہیں اور مسئلہ شرعیہ یہ ہے کہ غیر مدخولہ کا (یعنی وہ عورت جس سے وطی عمل میں نہ آئی اس کا) شوہر اگر اس سے کہے کہ تجھے تین طلاقیں تو تین ہوں گی اور اگر شوہر نے کہا تجھے طلاق، تجھے طلاق، تجھے طلاق، غرض الگ الگ الفاظ طلاق ادا کرے تو چند لفظوں میں طلاق دینے سے، غیر مدخولہ پہلی ہی طلاق سے مطلقہ ہو جائے گی۔ باقی الفاظ طلاق کے لئے وہ محل نہ رہے گی اور یہ طلاق، طلاق بائن ہوگی۔ (در مختار وغیرہ) اور طلاق بائن میں عدت کے اندر اور عدت گزرنے کے بعد بھی شوہر اس سے نکاح ثانی کر سکتا ہے جبکہ عورت بھی راضی ہو۔ لہذا صورت مسئلہ میں شوہر کو اختیار ہے کہ وہ اس عورت سے نکاح کرنا چاہے اور عورت بھی اس پر راضی ہو تو کسی حلالہ کے بغیر دونوں باہم نکاح کر سکتے ہیں۔ اور یہاں تو

عدت بھی نہیں تو دونوں جب باہمی رضا مندی سے نکاح کریں گے نکاح صحیح ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم
العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ اذی قعد ۱۴۰۳ھ

عدت میں پیغام نکاح دینا حرام ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید کی بیوی اس کے گھر سے فرار ہو گئی جو چار روز کے بعد آئی لیکن زید اس عرصے میں اپنی زوجہ کو طلاق دے چکا تھا اس کے بعد عدت مکمل کر کے زید کے بہنوئی کے ساتھ میعادی نکاح بطور حلالہ کیا گیا لیکن حلالے کے بعد بھی کئی روز زید کے گھر پر رہی پھر اپنے والدین کے گھر پر عدت گزارنے کے لئے چلی گئی لیکن حلالے کو ابھی تک دو ماہ کا عرصہ گزرا تھا کہ پھر زید کے ساتھ نکاح کر لیا نکاح خواں ایک مسجد کے امام ہیں جنہوں نے دونوں مرتبہ نکاح پڑھایا نیز نکاح خواں وکیل اور شاہدین کے علم میں یہ بات تھی کہ ہندہ کی عدت مکمل نہیں ہوئی تو ایسی صورت میں زید اور اس کی بیوی نیز دیگر مذکورہ افراد کے لئے از شرع شریف کیا حکم ہوگا؟ السائل حافظ نور محمد، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: عدت میں نکاح حرام قطعی ہے بلکہ نکاح تو بڑی چیز ہے، قرآن عظیم نے عدت میں نکاح کے صریح پیام کو بھی حرام فرمایا۔ صرف اس کی اجازت دی ہے کہ عورت عدت وقات میں ہو تو ایسی پہلو دار بات کہہ دی جائے، جس سے عدت گزرنے پر نکاح کا اشارہ نہ ہوتا ہو اور عورت عدت طلاق میں ہے تو باجماع امت یہ بھی جائز نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ وَلَا تَعْرُضُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ (بقرہ: 235) یعنی جب تک عدت پوری نہ ہو نکاح کا قصد بھی نہ کرو۔ شوہر ثانی کے طلاق کے بعد عورت پر عدت میں بیٹھنا لازم تھا مگر ان دونوں نے باہمی نکاح کر لیا تو دونوں زنا و بدکاری کے مرتکب ہوئے۔ اور دونوں نے اپنا منہ کالا کیا۔ ان دونوں پر تو وبال تھا ہی مگر اس امام نافر جام کی کیا مت ماری گئی تھی کہ وہ اس کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوا اور زنا کی دلالی میں ہاتھ کالے کئے۔ زانی و زانیہ کا دلال بنا اور ان دونوں کے ساتھ اپنی عاقبت تباہ کی مگر یہ بھی اس وقت ہے کہ اس نکاح کو حرام جان کر پڑھایا اور اگر اسے جائز و حلال مان کر پڑھایا تو اس کا اپنا نکاح بھی گیا اور ایمان بھی ہاتھ سے چھوٹا۔ ان سب پر فرض ہے کہ فوراً توبہ کریں۔ عورت پھر عدت میں بیٹھے اور امام نے حلال جان کر نکاح پڑھایا تو وہ از سر نو اسلام لائے اور اگر نکاح والا ہے تو دوبارہ اپنے نکاح پڑھائے فی الحال وہ امامت کا ہرگز اہل نہیں بلکہ جتنی نمازیں اس واقعہ کے بعد اس کی اقتداء میں پڑھی گئیں ان کا دوبارہ پڑھنا فرض ورنہ کم از کم واجب ضرور ہے۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ شعبان المعظم ۱۴۰۴ھ

مسئلہ مذکورہ میں عورت کا دعویٰ ہے کہ اسے دو ماہ میں تین حیض آچکے تھے

سوال: عورت یہ کہتی ہے کہ مجھے دو ماہ میں تین حیض آچکے تھے۔ یہی بات عورت قسمیہ کہنے کو تیار ہے آیا اس صورت میں جواب کی نوعیت بدل جائے گی یا یہی رہے گی؟

۷۸۶ جواب: شوہر نے عورت کو تین طلاقیں دیں۔ اب وہ آکر شوہر اول سے کہتی ہے کہ عدت پوری ہونے کے بعد

میں نے نکاح ثانی کیا اور اس دوسرے شوہر نے مجھ سے ہم بستری بھی کی اور پھر طلاق دے دی اور یہ عدت بھی پوری ہو چکی۔ تو اگر اتنا زمانہ گزر چکا ہے کہ یہ سب باتیں ہو سکتی ہیں تو اب سارا دار و مدار شوہر اوّل پر ہے۔ اگر وہ سمجھتا ہے کہ عورت اپنے بیان میں سچی ہے اور واقعی دو ماہ کے عرصے میں تین حیض گزر چکے ہیں تو اس سے نکاح کر سکتا ہے۔ اور اس صورت میں مذکورہ بالا احکام یک لخت بدل جائیں گے۔ اب شوہر اوّل سے نکاح، عدت میں نہ ہوا بلکہ وطی وعدت کے بعد ہوا۔ اور یہ جائز ہے۔ (ہدایہ، بہار شریعت) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان قادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ شعبان المعظم ۱۴۰۴ھ

عورت اگر شوہر کے گھر نہ جائے تو اس سے طلاق نہیں ہوتی

سوال: محترم جناب حضرت مفتی محمد خلیل خان صاحب السلام علیکم، حضرت مندرجہ ذیل حقائق آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں اور اسلامی قوانین و حدیث نبوی کے تحت اس کا جواب چاہتے ہیں۔

دو افراد میں آج سے تقریباً پندرہ سال قبل شادی ہوئی۔ اس جوڑے میں آپس میں محبت نہیں تھی لڑکی شوہر کو ناپسند کرتی تھی۔ کلام پاک پڑھی ہوئی تھی اسی لئے شوہر کو نبھانے کا فیصلہ بھی کر لیا اور کہا کہ جیسا بھی ہے اب نبھانا تو ہے۔ ان کے شرعی ملاپ سے تین بچے ہوئے ۱۴ سالہ بچی مرگئی۔ ۱۳ سالہ ایک لڑکا ہے جبکہ ۱۱ سالہ ایک بچی بھی ہے۔ شوہر غلط کاریوں میں مصروف ہوا تو آج سے دس سال پہلے بیوی اپنے والدین کے گھر آ گئی۔ شوہر شراب نوشی، عورت بازی اور دیگر مجرمانہ کارروائیوں میں مصروف رہا اور اپنی عورت کے سامنے دوسری عورتوں کو لانا۔ غیر مردوں کو لا کر گھر میں جوا کھلاتا تھا۔ عورت کو گھر بیٹھے ہوئے دس سال سے زائد ہو گئے ہیں مگر ان کے درمیان کوئی تصفیہ نہ ہو سکا۔ مختلف عدالتوں میں مقدمات رہے مگر نہ بن سکے۔ اب دیکھا جائے تو عورت کی زندگی خراب ہو رہی ہے اور عورت یہ چاہتی ہے کہ وہ کسی قیمت پر اس کے گھر نہ جائے اور دوسری جگہ نکاح کرے۔ اس سلسلے میں اسلامی احکامات کیا ہیں۔ صادر فرمائیں۔ محمود علی قائم خانی

۸۶ جواب: عورت کے گھر بیٹھ جانے سے نہ تو نکاح ختم ہوتا ہے اور نہ طلاق پڑتی ہے، نکاح و مہر بدستور قائم ہے اور جب نکاح باقی ہے تو اس صورت میں عورت کہیں اور نکاح نہیں کر سکتی، اگر تصفیہ نہیں ہو رہا اور عورت علیحدگی چاہتی ہے تو جس طرح پر بن پڑے، مار پیٹ، دھمکی، جبر و دباؤ سے شوہر سے طلاق لے، اگر اس طرح طلاق نہ دے تو مال کے بدلے طلاق لے۔ بغیر طلاق دے یہ عورت اسی شوہر کی منکوحہ ہے۔ قال اللہ تعالیٰ بَيِّنَةُ عُقْدَةِ النِّكَاحِ (بقرہ: 237) نکاح کی گرہ مرد کے ہاتھوں میں ہے۔ اگر بغیر طلاق لئے عورت نے کہیں اور نکاح کر لیا تو بے معنی ہوگا اور دونوں بتلائے زنا رہیں گے۔ لہذا جب شوہر طلاق دے دے تو اب تین حیض کامل گزرنے کے بعد عورت کو حلال ہوگا کہ جس سے چاہے نکاح کرے۔ قال اللہ تعالیٰ وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ (بقرہ: 228) (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۵۵ / ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والحبیب صحیح۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

عورت گھر سے بغیر اجازت چلی جائے تو اس سے طلاق نہیں ہوتی

سوال: محترمی وکرمی جناب مولانا صاحب السلام علیکم

ایک شخص کی شادی شدہ بیوی جس کی شادی کو پانچ سال ہو چکے تھے اور ایک بچی کی ولادت بھی ہوئی تھی، اپنے خاوند کو چھوڑ کر چلی گئی تھی اور تقریباً دس سال تک غائب رہی۔ لڑکا اپنے باپ کے پاس رہا۔ شوہر نے بیوی کو تلاش کیا مگر کوئی پتہ نہیں چلا۔ اور دس سال بعد بیوی واپس آ گئی ہے۔ خاوند نے اس عرصے میں کسی قسم کے کوئی کلمات فسخ نکاح وغیرہ ادا نہیں کئے۔ اب خاوند نے بیوی کو اپنے پاس رکھ لیا ہے۔ کیا مذکورہ بیوی اب بھی اس شوہر کی بیوی ہے اور کیا دونوں شوہر اور بیوی کی حیثیت سے رہ سکتے ہیں؟ احمد علی، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ عورت، شوہر کی اجازت کے بغیر، گھر سے نکل جائے تو نکاح سے نکل جاتی ہے، محض غلط ہے۔ شریعت مطہرہ نے نکاح کی گرہ مرد کے ہاتھ میں رکھی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ بَيِّدَ عَقْدَةِ النِّكَاحِ اِذَا بَالَ اللَّهُ عَوْرَتُكَ بِدُخَانٍ سَمِيٍّ أَوْ بِدُخَانٍ سَمِيٍّ أَوْ بِدُخَانٍ سَمِيٍّ أَوْ بِدُخَانٍ سَمِيٍّ عِيَاذُ اللَّهِ عَوْرَتُكَ بِدُخَانٍ سَمِيٍّ أَوْ بِدُخَانٍ سَمِيٍّ أَوْ بِدُخَانٍ سَمِيٍّ أَوْ بِدُخَانٍ سَمِيٍّ عورت بدستور اس کے نکاح میں باقی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ

جب تک شوہر طلاق نہ دے طلاق نہیں ہوتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع اس مسئلہ کے بارے میں کہ: مسکی صادق علی ولد محمد سلیمان قوم جوگی ساکن ٹنڈو آدم کی شادی مسماۃ شوقینہ عرف شوقیہ سے ۹۸- سال قبل ہوئی تھی مسکی صادق علی کا ایک سیڈینٹ ہو گیا کافی چوٹیں آئیں جس کی وجہ سے وہ ہسپتال میں رہا پھر فارغ ہو کر گھر آ گیا چلنے پھرنے سے معذور تھا اس دوران اس کی بیوی مسماۃ شوقینہ گھر سے بھاگ گئی۔ جب اس کا کوئی پتہ نہ چلا تو پولیس میں رپورٹ درج کرادی بعد میں معلوم ہوا کہ اس نے دوسرے شخص سے نکاح کر لیا ہے۔ جب کہ میں نے کوئی طلاق وغیرہ نہیں دی اب مسئلہ جواب طلب یہ ہے کہ آیا یہ نکاح ہوایا کہ نہیں؟ السائل صادق علی معرفت حافظ محمد مشتاق احمد

۷۸۶ الجواب ہو الموفق للصواب: قرآن کریم نے نکاح کی گرہ شوہر کے ہاتھ میں رکھی ہے قال اللہ تعالیٰ بَيِّدَ عَقْدَةِ النِّكَاحِ (البقرہ: ۲۳۷) تو جب تک شوہر طلاق نہ دے بیوی کسی دوسرے کے لئے حرام ہے، صورت مسئول عنہا میں عورت بدستور اپنے شوہر کی بیوی ہے، کسی دوسرے کے ساتھ یہ جھوٹا نام نکاح بیکار ہے، دونوں جتلائے زنا ہیں۔ اور ان دونوں میں فوری تفریق لازمی ہے، واللہ تعالیٰ اعلم فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۷ نومبر ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والحبیب صحیح۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

خلع کی رقم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک لڑکی کی والدین نے ایک جگہ پر شادی کرادی۔ شادی ہونے کے بعد لڑکی کے والدین اور لڑکے کے والدین میں کچھ ناچاقی ہوگئی اس ناچاقی کی بنا پر لڑکی والوں نے خلع دے کر لڑکی کو آزاد کرایا اس کے بعد اس مطلقہ لڑکی کو اس کے والدین دوسری جگہ پر شادی دینا چاہتے ہیں۔ جو خلع دے کر مذکورہ کو آزاد کرایا وہ خلع دوسری جگہ سے جہاں لڑکی اب دینا چاہتے ہیں ان سے وہ خلع حاصل کر سکتے ہیں یا کہ نہیں؟ لڑکی والے وہ رقم وصول کریں تو گناہگار ہوں گے یا نہیں۔ شریعت کے مطابق ان کے لئے کیا حد مقرر ہے اس کا جواب عنایت فرمائیں کہ از روئے شرع کیا حکم ہے۔ لڑکی کے وارث اگر رقم وصول کر چکے ہیں تو اب ان کو واپس کرنے چاہئیں یا نہیں؟ جب کہ لڑکی بھی دوسری جگہ پر شادی کرنے پر راضی نہیں اور اس کے والدین زبردستی اس کا نکاح کرادیں تو کیا وہ نکاح ہوگا یا نہیں؟ برائے مہربانی اس کا جواب قرآن و حدیث کی روشنی میں عنایت فرمائیں۔ السائل محمد کلیم قریشی

۷۸۶ الجواب: ہوا لموفق للصواب: خلع شرع میں اسے کہتے ہیں کہ شوہر برضائے خود مہر وغیرہ مال کے عوض عورت کو نکاح سے جدا کر دے یہ طلاق اس معافی مہر کے عوض دی گئی تو طلاق بائن ہوئی۔ جو رقم شوہر کو خلع کے عوض دی تھی اس رقم کو دوسری جگہ سے نکاح کے عوض نہیں لے سکتے اگر لے لی تو واپس کرنا ضروری ہے کہ یہ رشوت ہے اور رشوت لینا شرعاً حرام۔ (فتاویٰ رضویہ) جب کہ عورت بالغہ ہو اور اس سے اذن لئے بغیر نکاح کر دیا تو وہ نکاح موقوف رہے گا اگر عورت نکاح کی خبر سن کر جائز رکھے تو جائز ہوگا اور اگر رد کر دے تو رد ہو جائے گا کہ بے اذن نکاح، نکاح فضولی ہے اجازت زن پر موقوف ہے۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۴ جمادی الاولیٰ ۲۶ جنوری ۱۹۸۰ء

۷۸۶ الجواب صحیح والحبیب شیخ۔ العبد محمد غلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۹ھ

شوہر کے سوا دوسرے کا طلاق دینا معتبر نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے کے بارے میں کہ: زید کی شادی ہندہ سے ہوئی، عرصہ ڈیڑھ سال بعد کسی وجہ سے زید کا دماغ خراب ہو گیا اس کی یہ حالت اڑھائی سال تک رہی اور گھر سے نکل کر علاقہ بدین میں رہتا رہا اس عرصے میں ہندہ کے ورثانے فسخ نکاح کا مقدمہ دائر کر کے جج سے طلاق حاصل کی اور جج نے یہ فیصلہ دے دیا کہ ہندہ دوسرے مقام پر نکاح کر سکتی ہے۔ آیا ایسی صورت میں کیا ہندہ دوسرے مقام پر نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟ اب جبکہ اس کا شوہر بالکل تندرست اور صحیح حالت میں ہے۔ فقط۔ ایک سائل

۷۸۶ الجواب: اللہ تعالیٰ نے نکاح کی گرہ مرد کے ہاتھ میں رکھی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ بَيِّدَةُ عُقْدَةِ النِّكَاحِ یعنی الزوج فی قول علی و سعید ابن المسیب و سعید ابن جیر و غیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم یہی وجہ ہے کہ عورت کے فسق فجور سے بھی نکاح نہیں جاتا اور اگر ایسا ہو کہ نکاح کی گرہ زنان ناقصات العقل والدین کے ہاتھ میں

پڑ جائے تو جو عورت چاہے بے ارادہ شوہر مکمل طور پر قید نکاح سے آزادی حاصل کرے۔ اور ازدواجی نظام درہم برہم ہو جائے۔ جیسے کہ مشاہدہ ہے پھر بھی طلاق کے لئے شرط یہ ہے کہ شوہر عاقل بالغ ہو۔ نابالغ یا مجنون نہ خود طلاق دے سکتا ہے نہ اس کی طرف سے کوئی ولی۔ (درمختار، عالمگیری) اور جب صورت مسئلہ میں شوہر مجنون ہو گیا تو خود بھی اگر حالت جنون میں طلاق دیتا تو شرعاً طلاق واقع نہ ہوتی یوں ہی اس کی طرف سے اس کے ولی کو یہ حق حاصل نہ تھا کہ مجنون کی منکوحہ کو طلاق دے سکے ہر حال یہ طلاق واقع نہ ہوئی اور مسماۃ مذکورہ بدستور اس کے نکاح میں ہے اور مسماۃ شرعاً کسی دوسرے سے نکاح کی مجاز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان قادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ محرم الحرام ۱۴۰۰ھ

بغیر طلاق لئے دوسرے سے نکاح

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے میں کہ: زید نے شادی کی۔ پانچ سال تک میاں بیوی ایک دوسرے سے راضی اور خوش رہے۔ اس کے بعد ان میں کچھ بات ہو گئی جس کی بناء پر لڑکی اپنے والدین کے پاس چلی گئی۔ پھر لڑکی کی والدہ نے مقدمہ درج کرایا کہ یا تو نکاح فسخ کرایا جائے یا اس کو خرچہ دے تو حج نے لڑکی کے حق میں فیصلہ دیا لیکن حج نے نہ تو کسی چیز کا تقرر کیا اور نہ لڑکے سے طلاق لی۔ دو سال کے بعد لڑکی کی والدہ نے لڑکی کا نکاح ایک شیعہ لڑکے سے کر دیا اور اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ کیا یہ نکاح درست ہے یا کہ نہیں؟ اور جو بچہ پیدا ہوا ہے یہ حلال ہے یا حرام ہے؟

کترین احمد یار

۸۶۷ جواب: اللہ تعالیٰ نے نکاح کی گرہ مرد کے ہاتھ میں رکھی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ بَيِّدَہٗ عُقْدَہُ النِّكَاحِ پس جبکہ زید نے ہنوز طلاق نہ دی مسماۃ بدستور اس کے نکاح میں باقی ہے۔ کسی کو ہرگز اس سے نکاح حلال نہیں اگر کر بھی لیا تو اس نکاح بے معنی کے بعد وہ دونوں زانی و زانیہ رہیں گے۔ اور یہ جھوٹا نام نکاح کا کچھ مفید نہ ہوگا۔ قال اللہ تعالیٰ وَ الْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ (النساء: 24) چارہ کاریہاں یہ ہے کہ اگر مسماۃ اپنے حقیقی شوہر زید کے پاس رہنا نہیں چاہتی تو زید کو طلاق کے بدلے مال دے کر خواہ بغیر مال دیئے طلاق حاصل کرے۔ قال اللہ تعالیٰ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ (بقرہ: 229) جب زید طلاق دے دے تو اب تین حیض کامل گزرنے کے بعد مسماۃ مذکورہ کو حلال ہوگا کہ جس سے چاہے نکاح کر لے اور آج کل کے نام شیعہ رافضی منکرین ضروریات دین، اور باجماع امت، کفار مرتدین ہیں۔ شاید شاذ و نادر ان میں کوئی مسلمان نکل سکے۔ جیسے کو دوں میں سفید رنگ کا کوا۔ جو شخص اپنی دختر ایسے کے نکاح میں دے تو یقیناً دیوث ہے۔ وہ اپنی بہن بیٹی صریح زنا کے لئے دینے والا ہے۔ حدیث ارشاد فرماتی ہے کہ اس پر جہنم حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر روز محشر نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔ (طبرانی شریف، فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان قادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ ذی قعد ۱۳۸۴ھ

تین طلاق کے بعد حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص مسیعی نعیم بیگ نے متعدد گواہوں کے روبرو اپنی بیوی مسماۃ

جنت کو تین چار مرتبہ بلند آواز سے طلاق دے دی۔ اس بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟
۷۸۶ جواب: صورت مذکورہ میں تین طلاقیں ہو گئیں۔ عورت اب بے حلالہ اس کے نکاح میں نہیں آ سکتی یعنی اس کی عدت گزرے پھر دوسرے شخص سے نکاح کرے اور اس سے ہم بستری بھی ہو۔ پھر وہ اسے طلاق دے دے یا مر جائے اور عدت گزر جائے اس کے بعد اس عورت سے اس شخص کا نکاح جائز ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ **فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ** (بقرہ: 230) **الآیہ واللہ تعالیٰ اعلم** **العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ** ۷ صفر المظفر ۱۳۹۹ھ

شوہر کے علاوہ کسی دوسرے کا، فسخ نکاح کرنا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک عورت مسماۃ صابرہ بیگم بنت نور احمد نے وجوہات ذیل کی بناء پر عدالت میں دعویٰ دائر کر دیا کہ مجھے میرے شوہر بنام عبدالرشید ولد عبدالکحیم سے طلاق دلوائی جائے یا عدالت تفریق کر دے۔ مدعی علیہ کو عدالت نے کئی بار اس کے حاضری کے نوٹس دئے اور اخبار میں بھی اس کی اشاعت کی لیکن وہ حاضر عدالت نہیں ہوا۔ پھر عدالت نے اپنے مخصوص اختیارات کی وجہ سے فیصلہ کر دیا کہ مسماۃ صابرہ بیگم کی عبدالرشید سے تفریق کر دی ہے اور طلاق دے دی ہے۔ جس کو آج ۴ ماہ پچیس روز گزر چکے ہیں۔ اب صورت مسئلہ میں یہ عورت نکاح ثانی کر سکتی ہے یا نہیں۔ اور عدالت کی یہ طلاق یا تفریق شرعاً نافذ سمجھ لی جائے یا نہیں؟
فقط ایک سائل

۷۸۶ جواب: نکاح کی گره اللہ تعالیٰ نے مرد کے ہاتھ میں رکھی ہے۔ **قال اللہ تعالیٰ یَبْدِئُ عُقْدَةَ النِّكَاحِ** (بقرہ: 237) پس جبکہ عبدالرشید نے مسماۃ کو ہنوز طلاق نہیں دی تو صابرہ بدستور اس کے نکاح میں باقی ہے اور کسی مرد مسلمان کو اس سے نکاح حلال نہیں۔ **قال اللہ تعالیٰ وَ الْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ (النساء: 24)** تم پر حرام کی گئیں شوہر والی بی بیوں۔ **واللہ تعالیٰ اعلم** **العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ** ۶ ربیع الآخر ۱۳۸۸ھ

مطلقہ کا نکاح بغیر عدت گزارے دوسری جگہ کیا تو حرام ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ پر جو کہ درپیش ہے کہ: ایک شادی شدہ لڑکی کی بغیر طلاق دئے ہوئے دوسری جگہ شادی کر دی گئی اور نکاح کے وقت قاضی صاحب کو غلط بیان دیا کہ لڑکی کنواری ہے۔ اس مسئلہ میں شریعت کا حکم فرمائیے کہ اس کا حکم کیا ہے۔ اور اس لڑکی کے والدین اور دوسری جگہ نکاح کروانے والوں اور اس نکاح میں شریک ہونے والوں کے لئے شرعی حکم صادر فرمائیں عین نوازش ہوگی۔
فقط ایک سائل

۷۸۶ جواب: اگر یہ واقعہ ہے کہ لڑکی کی طلاق لئے اور عدت گزارے بغیر اس کا نکاح کر دیا گیا تو نکاح ثانی محض باطل ہوگا اور زوجہ ثانی سے وطی نری زنا ہوگی، اور جتنے لوگ اس سخت کبیرہ گناہ میں اس بات سے آگاہ ہو کر شریک ہو گئے سب سخت گناہگار اور جہنم کے مستحق ہوں گے اور زنا کے دلال قرار پائیں گے۔ **واللہ تعالیٰ اعلم**

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ ربیع الآخر ۱۳۸۸ھ

شوہر کے باپ کا اپنی طرف سے نکاح توڑ دینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: عبدالرحمن ولد مانگیا کی لڑکی رشیدن کا نکاح محمد عمر ولد عبدالرحمن سے نابالغی میں ہوا۔ دوسری بات یہ کہ رشیدن کے نکاح کی اجازت رشیدن کے چچا نے دی تھی۔ والد نے نہیں دی تھی اب عبدالرحمن ولد مانگیا کہتے ہیں کہ یہ نکاح میری مرضی کے بغیر ہوا لہذا یہ نکاح میں نے رد کیا دو گواہوں کے سامنے لڑکی نابالغ ہے۔ گواہ رمضان، گواہ ثار احمد، لہذا یہ نکاح ٹوٹ گیا یا نہیں؟

۷۸۶ جواب: صورت مسئلہ میں جب تک مسکمی محمد عمر اپنی منکوہ رشیدن کو طلاق نہ دے دے رشیدن کو نکاح ثانی کا اختیار نہیں۔ اور وقت نکاح باپ کے خاموشی رضا مندی کی دلیل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

ایک طلاق کا حکم اور رجوع کے الفاظ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: گلزار احمد نے اپنی بیوی کو اوروں کی زبردستی پر طلاق دے دی ہے۔ جس میں صرف یہ کہا ہے کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دے دیتا ہوں صرف ایک مرتبہ طلاق کہا ہے نہ کہ تین مرتبہ۔ جس کو کہے ہوئے صرف بارہ روز ہوئے ہیں۔ کیا یہ طلاق ہوگی یا بائن یا بالکل مغلطہ۔ اس میں اور یہ بات بھی ہے کہ گلزار کو گلزار کے سسر نے اپنی لڑکی کو آزاد کرانے کے لئے ۳۰۰۰ = تین ہزار روپے کہے ہیں جن میں سے ۲۵۰۰ یعنی ڈھائی ہزار گلزار کو معجل زبردستی کے طور پر دے کر پھر یہ طلاق نامہ لکھوایا جس پر گلزار نے دستخط بھی کئے ہیں۔

براہ کرم اس مسئلہ اور قرآن و سنت کی روشنی میں بیان فرما کر ہمیں شکر یہ کا موقع دیں۔ سائل مسئلہ، گلزار احمد

۷۸۶ جواب: سائل کا بیان ہے کہ طلاق نامے میں صرف یہی الفاظ لکھے گئے ہیں کہ جو اوپر مذکور ہیں یعنی یہ کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہوں۔ اور یہ الفاظ بھی صرف ایک مرتبہ ادا کئے گئے یہ طلاق، طلاق رجعی ہوئی۔ نہ بائن نہ مغلطہ۔ اور طلاق رجعی کا حکم یہ ہے کہ شوہر، عدت کے اندر اس سے رجعت کر سکتا ہے اور عدت گزر جائے تو نکاح کر سکتا ہے۔ طلاق کی یہاں حاجت نہیں۔ اور رجعت میں صرف اتنا کہہ لینا بھی کافی ہے کہ میں اسے واپس اپنے نکاح میں لیتا ہوں۔ قال اللہ تعالیٰ

الطَّلَاقُ مَرَّتَيْنِ فَإِمْسَاكَ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيٍّ بِمَا حَسَنًا^۱ (بقرہ: ۲۲۹) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ

تحریر سے طلاق

سوال: بخدمت جناب علامہ مفتی محمد خلیل خان برکاتی صاحب السلام علیکم، جناب عالی! گزارش یہ ہے کہ

میری بیٹی بلقیس بانو کو میرے داماد نے چاند رات کو طلاق دے دی تھی۔ جس کی رو سے میری بیٹی عدت کے دن بھی پورے کر چکی ہے مگر طلاق دینے کے بعد میرے داماد صاحب نے کراچی میں میری بیٹی بلقیس بانو پر حق زوجیت کا دعویٰ دائر کر

دیا ہے جبکہ طلاق نہیں دینے کی صورت میں پہلے حیدر آباد میں طلاق کا دعویٰ دائر کر دیا تھا مگر اس کے بعد میرا داماد حیدر آباد آیا اور چاند رات کو میری بیٹی بلیقیس کو طلاق لکھ کر دے گیا جس پر دو گواہوں کے دستخط بھی موجود ہیں۔ مگر اس کے بعد اس نے کراچی میں حق زوجیت کا کیس داخل کیا ہے۔ مہربانی فرما کر آپ اپنے فتوے کی روشنی میں آگاہ کیجئے کہ کیا میری بیٹی کو طلاق ہو گئی ہے؟ اور میں طلاق کے پرچہ کی فوٹو کاپی اپنی بیٹی کے کیس میں جمع کرا کر کیس واپس لے لوں کیوں کہ طلاق ہو گئی ہے؟ اب کیس بے کار ہے اور یہی کاپی، جو کیس میرے داماد نے کراچی میں کیا ہے وہاں بھی دے دوں کہ طلاق ہونے کے بعد حق زوجیت کا کیس کیا تعلق رکھتا ہے۔ مہربانی فرما کر فتویٰ صادر فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔ فقط ایک سائل عبدالقیوم

۷۸۶ جواب: اگر شوہر اس تحریر کو اپنی تحریر بتاتا اور بیوی کو طلاق دینے کا اقرار کرتا ہے، یا دو مرد یا ایک مرد، دو عورتیں جن کی گواہی شرع میں مقبول ہو، اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ ہمارے سامنے فلاں نے اپنی بیوی کو طلاق دی تو بیشک طلاق پڑ جائے گی اور اتنی ہی طلاقیں پڑیں گی جتنی طلاقیں کا وہ اقرار کرے گا یا گواہ گواہی دیں گے۔ پھر طلاقیں اگر تین تک پہنچ جائیں تو عورت بلا حلالہ، مرد کے لئے حلال نہیں ہو سکتی۔ اور تین سے کم ہوں اور عدت گزر جائے تو مرد اسے نکاح پر مجبور نہیں کر سکتا۔ (عامہ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان قادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ ربیع الاول ۱۳۸۴ھ

کسی بھی فرد کا خلاف شرع فیصلہ، نافذ نہیں ہو سکتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلے کے بیچ میں کہ: زید نے اپنی لڑکی کا نکاح عمرو کے لڑکے سے کیا جبکہ دونوں بچے شیر خوار تھے اور دونوں بچوں کی پیدائش پاکستان میں ہوئی ہے اب زید کا مطالبہ ہے کہ چونکہ عمرو کا لڑکا بہت ہلکا ہے۔ لہذا اسے طلاق دی جائے جبکہ لڑکا ابھی تک نابالغ ہے اور لڑکی بالغ ہو گئی ہے۔ لہذا اس سے طلاق لے کر عمرو کے دوسرے کسی بڑے لڑکے سے نکاح پڑھا دیا جائے لڑکی کی عمر تقریباً چودہ سال کی ہو گئی ہے۔ جبکہ لڑکا لڑکی سے ایک سال بڑا ہے۔

۱۔ مندرجہ بالا صورت میں نابالغ لڑکے کی طلاق معتبر ہوگی یا لڑکے کا والد عمرو طلاق دے سکتا ہے؟
۲۔ کیا زید کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ اس طرح جبراً طلاق لے کر دوسری جگہ لڑکی کا نکاح کر دے؟
۳۔ قانوناً سولہ سال کی جب تک عمر نہ ہو جائے دوسرا نکاح نہیں ہو سکتا تو کیا زید ایک یا دو سال تک مزید انتظار نہیں کر سکتا تاکہ لڑکا بالغ ہو جائے؟

۴۔ کیا قوم کے سربراہ اور وہ یعنی چوہدری صاحبان کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ شریعت کا لحاظ کئے بغیر دوسری جگہ نکاح پڑھا دیں جبکہ شریعت کے واضح احکام انہیں معلوم ہو جائیں؟

۵۔ کیا ایسی صورت میں جبکہ شریعت کے احکام معلوم ہو جائیں اور اس کے خلاف عمل پر مصر ہوں ایسے لوگوں کے لئے شریعت میں کیا حکم ہے؟

مندرجہ بالا مسئلہ ایک نزاعی مرحلہ ہے امید ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کے احکام کے مطابق واضح طور پر مطلع فرمائیں گے تاکہ اس تصفیہ کا حل نکل آئے؟
السائل حکیم الدین دعل محمد

۸۶ جواب: ۱۔ نابالغ لڑکے اور لڑکی کے باپ نے جبکہ ان دونوں کی طرف سے ایجاب و قبول کیا تو یہ نکاح شرعاً منعقد ہو گیا۔ (رد المحتار) اور جبکہ یہ نکاح شرعاً جائز و منعقد ہو گیا تو نابالغ لڑکے کا باپ یا خود یہ نابالغ شوہر اب ذریعہ طلاق اسے ختم بھی نہیں کر سکتا کہ نابالغ نہ خود اسے طلاق دے سکتا ہے اور نہ اس کی طرف سے کوئی ولی۔ (در مختار، عالمگیری) لہذا نکاح ثانی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ لڑکا اور لڑکی شرعاً پندرہ سال کامل کی عمر میں بالغ قرار پاتے ہیں تو اگر لڑکا پندرہ سال کا ہو چکا تو شرعاً وہ بالغ ہے اور اپنے امور کا مختار وہ چاہے تو طلاق دے چاہے تو اپنے نکاح میں رکھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ قوم کے کسی فرد یا جماعت یا چوبدریوں کو خلاف شرع کوئی فیصلہ کرنے کا اختیار نہیں۔ اگر وہ ایسا کریں تو ان کا فیصلہ نافذ نہیں۔ دوسرے لوگوں پر فرض ہے کہ ایسے لوگوں سے قطع تعلق کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ ربیع الآخر شریف ۱۳۸۳ھ

غیر شوہر کی جانب سے نکاح منسوخ کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع اس مسئلے کے بارے میں کہ: فیض محمد کا عقد مسماۃ خاتون سے بھر ۱۸ سال ہوا۔ اور باہمی نفاق یعنی مار پیٹ کی وجہ سے نوبت عدالت تک ہوئی اور عدالت نے بہ سبب غیر موجودگی شوہر مذکور کے نکاح کی منسل کر دیا اور طلاق کا فیصلہ دیا اب مسماۃ خاتون نے اپنا عقد نانی بہ ہمراہ محمد رمضان کے پندرہ دسمبر کو کر لیا ہے شرعاً یہ فتویٰ دیا جائے کہ یہ نکاح جائز ہے یا ناجائز ہے؟
فدوی شمس الدین ولد عبد الکریم، ساکن پھلیلی پریٹ آباد، حیدر آباد

۸۶ جواب: اللہ عزوجل نے نکاح کی گرہ مرد کے ہاتھ میں رکھی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ یَبْدِئُ عَقْدَ النِّكَاحِ (البقرہ: ۲۳۷) تو جب تک شوہر طلاق نہ دے یا شوہر کی موت واقع نہ ہو مسماۃ خاتون بدستور فیض محمد کے نکاح میں رہے گی۔ اور جبکہ خاتون فیض محمد کی زوجیت ہی میں ہے تو خاتون کا نکاح محمد رمضان کے ساتھ منعقد ہی نہ ہوا۔ قال عزوجل وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ (النساء: ۲۴) اور نام کا یہ نکاح اس مرتع حرام کو حلال نہیں کر دے گا۔ بلکہ زنائے خالص ہوگا۔ یہی فتویٰ ہے اہلسنت کا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ شعبان المعظم ۱۳۸۳ھ

عورت کا دعویٰ کہ شوہر نامرد ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع اس مسئلہ کے بارے میں کہ: پیر بھورے خان سکنہ نواب شاہ کی شادی مسماۃ تسکین دختر رمضان سے ۶ سال ہوئے جب ہوئی تھی اور اب وہ اپنے میکے میں رک گئی ہے اور کہتی ہے کہ میں اس مرد

کے پاس رہنا نہیں چاہتی ہوں کیوں کہ یہ نامرد ہے اس لئے اس کے شوہر نے سرجن ڈاکٹر سے اپنی مردی کا معائنہ کرا کر ڈاکٹری سرٹیفکیٹ حاصل کر لیا ہے کہ وہ مرد ہے اور عورت پاگل ہے۔ اس کے ساتھ ہی ایک فتویٰ بھی عدالت ہذا میں اس بابت پیش کیا ہے۔ اس لئے از روئے شریعت فتویٰ صادر فرمایا جائے کہ آیا اس کی طلاق ہوگی یا نہیں؟ اور کیا عورت دوسری شادی کر سکتی ہے یا نہیں؟ برائے مہربانی فتویٰ صادر فرمائیں۔ فقط ایک سائل

۷۸۶ جواب: شادی کے چھ سال گزرنے کے بعد عورت یہ دعویٰ کرتی ہے کہ شوہر نامرد ہے قابل قبول نہیں اور عورت اگر کنواری نہیں تو شوہر سے قسم لی جائے گی۔ اس نے اس عورت سے وطی کی ہے اگر شوہر قسم کھالے تو عورت کا حق جاتا رہے گا۔ (عالمگیری وغیرہ) بلکہ جب مرد سرجن کا سرٹیفکیٹ پیش کرتا ہے اور عموماً سرجن کے سرٹیفکیٹ پر اعتبار کیا جاتا ہے تو بھی عورت کا حق ساقط ہو گیا بہر حال مسماۃ تسکین اسی کی منکوحہ ہے اور اس کی بیوی۔ جب تک شوہر مذکور، طلاق نہ دے اس کے جیتے جی عورت اپنا نکاح فسخ نہیں کر سکتی اگر کر بھی لیا تو یہ نام نکاح اس مرد اور عورت کو زنا سے بچا نہیں سکے گا، بلکہ زنا کے معاون قرار پائیں گے وہ جو حالات جاننے کے باوجود بھی اس عورت سے نکاح کی کوشش کریں گے یا نکاح میں شریک ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ شعبان المعظم ۱۴۰۴ھ

جب تک شوہر طلاق نہ دے عورت نکاح میں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: محمد علی نے اپنی زوجہ مسماۃ بانو بیگم دختر نصیر خان کو تاریخ امروز تک کوئی طلاق زبانی یا تحریری نہیں دی ہے اور مابین کشیدگی کی وجہ سے گزشتہ شب کو ایک محدود جگہ پر پوشیدہ طور سے سنا گیا ہے کہ فرضی طور سے بانو کا نکاح کہیں اور عمل میں لایا گیا ہے۔

۱۔ کیا کسی کے زبانی کہہ دینے پر مسماۃ مطلقہ ہوگئی جبکہ شوہر کو اس کا کوئی علم نہ ہوا اور نہ ہے؟

۲۔ وکیل نکاح اور شاہدین نکاح کے کہہ دینے سے مسماۃ بانو بیگم مطلقہ قرار دی جاسکتی ہے؟

۳۔ اس جلسہ میں شرکاء قاضی صاحب شاہدین نکاح صاحبان و دیگر حاضرین جلسہ والے کے لئے حکم شرعی کیا اجازت دیتا ہے؟

فقط ایک سائل

۷۸۶ جواب: جبکہ مسمی محمد علی نے آج تک تحریری یا زبانی اپنی منکوحہ کو طلاق نہیں دی تو مسماۃ بانو بیگم اس کے نکاح میں باقی ہے اور جبکہ بانو بیگم مسمی محمد علی کے نکاح میں ہے تو یہ نام کا نکاح اس حرام کو حلال نہیں کرے گا۔ یہ نکاح نہ ہوا بلکہ زنا ہوا۔ قال اللہ تعالیٰ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ (النساء: 24) اور تم پر حرام کی گئیں شوہروالی عورتیں۔ عورت اب جس کے پاس ہے اس پر فرض قطعی ہے کہ عورت کو اپنے پاس سے جدا کرے اور نکال دے اور عورت پر فرض قطعی ہے کہ اس سے جدا ہو جائے اور اپنے خاوند محمد علی کے پاس آجائے۔ جو لوگ یہ جانتے ہوئے کہ عورت کو طلاق نہیں ہوئی اس کے معاون ہیں سب زنا کے دلال قرار پائیں گے اور جو شخص ان میں سے باز نہ آئے مسلمان اس سے الگ ہو جائیں اور اس کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا ترک

کر دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد ظلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

۵ ذی قعدہ ۱۳۸۸ھ

نکاح کی گرہ شوہر کے ہاتھ میں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک عورت مسماۃ صابرہ بیگم بنت نور محمد نے وجوہات ذیل کی بناء پر دعویٰ دائر کر دیا ہے کہ مجھے میرے شوہر بنام عبدالرشید ولد عبدالکیم سے طلاق دلائی جائے یا عدالت تفریق کر دے۔ مدعا علیہ کو عدالت میں کئی بار اس کی حاضری کے نوٹس دیئے اور اخبار میں بھی اس کی اشاعت کی لیکن وہ حاضر عدالت نہ ہوا تو عدالت عالیہ نے تفریق کر دی ہے اور طلاق دے دی جس کو آج چھ ماہ اور پچیس روز گزر چکے ہیں۔ اب صورت مسئلہ میں عورت نکاح ثانی کر سکتی ہے یا نہیں؟ اور عدالت کی یہ طلاق تفریق شرعاً نافذ سمجھی جائے گی یا نہیں؟ وجوہات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ مدعی کی شادی مدعا علیہ سے ۱۹ مئی ۱۹۶۲ء کو شذ و جام میں ہوئی۔

۲۔ دو ہزار مہر مقرر ہوا۔

۳۔ شادی کے کچھ عرصے کے بعد شوہر نے لڑائی جھگڑا شروع کر دیا معمولی معمولی باتوں پر لڑنا شروع کر دیا۔

۴۔ مدعی نے اس امید سے صبر کیا کہ شاید اس کے حالات ٹھیک ہو جائیں یہاں تک کہ تقریباً ساڑھے چار سال کے بعد ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ لڑکی زندہ ہے۔

۵۔ مدعی مدعا علیہ کے پاس نہیں رہتی تھی کیوں کہ وہ چرس وغیرہ پیتا تھا۔

۶۔ لڑکی کے پیدا ہونے کے بعد مدعی اپنے والد کے پاس رہی اور خوراک کپڑے مدعی کو والدین نے دئے اور تمام قرضہ کیا۔

۷۔ مدعی کے والد خود اور ہمراہ معززین کے گھر گئے اور کوشش کی کہ شوہر اپنی بری عادتوں سے باز آ جائے مگر یہ بے سود رہا۔

۸۔ مدعا علیہ نہ کہیں ملازم ہے اور نہ ہی آمدنی کا اور کوئی ذریعہ معاش ہے کہ وہ اپنا اور اپنے بچوں کا گزارا کر سکے۔

۹۔ مدعا علیہ نے قیمتی زیورات بھی کھیل جوئے میں فروخت کر دیئے۔

۱۰۔ اسی دوران میں ڈھائی سال کے بعد دوسری لڑکی پیدا ہوئی اور ایک لڑکا نجم پیدا ہوا جس کے بعد مدعا علیہ نے بالکل نظر انداز کر دیا اور مدعی کو اور دونوں لڑکیوں کو کچھ نہیں سمجھتا تھا مدعی اور اس کے والدین کی طرف سے ہر ممکن کوشش کی گئی کہ وہ کمائے اپنی بری عادتیں چھوڑ دے مگر وہ اپنی حرکتوں سے باز نہ آیا۔ اس لئے کیا شریعت کی رو سے یہ طلاق ہو گئی یا نہیں اور مسماۃ دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟ فقط ایک سائل

۸۶۷ جواب: نکاح کی گرہ اللہ عزوجل نے شوہر کے ہاتھ میں رکھی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ بَيِّنَةُ النِّكَاحِ پس جبکہ عبدالرشید نے مسماۃ صابرہ کو طلاق نہ دی صابرہ بدستور اس کے نکاح میں باقی ہے اور کسی مرد مسلمان کو اس سے نکاح حلال نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ تم پر حرام کی گئی شوہر والی بیویاں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد ظلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

۲۰ ربیع الآخر ۱۳۸۸ھ

حلالہ کے بعد، بغیر نکاح پہلے شوہر کے پاس رہنا حرام ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع اس مسئلہ کے بیچ میں کہ: ایک مرد مسلمان نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں۔ طلاق ہونے کے بعد لڑکی اپنے والد کے گھر چلی گئی قریب ڈیڑھ سال بعد دوسرے مرد سے نکاح کر لیا کچھ عرصے کے بعد اس دوسرے مرد سے طلاق حاصل کر کے لڑکی پھر اپنے والدین کے گھر چلی گئی۔ اس کے بعد پھر اپنے پہلے خاوند کے پاس چلی آئی اب بغیر نکاح کے اپنے پہلے خاوند کے پاس رہتی ہے جبکہ بچے بھی برابر ہو رہے ہیں تو عرض یہ ہے کہ ہم سب محلے والوں پر کیا فرض عائد ہوتا ہے اور کیا ان دونوں کے ساتھ برتاؤ کیا جاوے ہمیں شرعی مسئلے سے بمعہ تفصیل آگاہ کریں۔ عین نوازش ہوگی۔

منجانب اہل محلہ

۷۸۶ الجواب: پہلے شوہر کی تین طلاقوں کے بعد، عدت گزار کر دوسرے شوہر سے نکاح درست ہے اور دوسرے شوہر کی طلاق کے بعد عدت گزار جانے پر، عورت کو حق تھا کہ کسی بھی مسلمان سے نکاح شرعی کر کے اپنی گزر بسر کرے اگرچہ وہ اس کا پہلا شوہر ہو کہ عورت اب پہلے شوہر کے لئے احتیہ ہے اور بلا نکاح ان دونوں کا زن و شوہر کی طرح ہرگز جائز نہ تھا اور نہ اب جائز ہے۔ چارہ کار یہی ہے کہ دونوں ایک دوسرے سے فوراً فوراً جدا ہو جائیں اور حکم شریعت کے مطابق نکاح شرعی کریں۔ اس کے لئے مزید کسی عدت کی ضرورت نہیں اگر مرد و عورت اس حکم پر عمل کریں فبہا ورنہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ فوراً ان دونوں سے یکجہت قطع تعلق کر لیں اور تا وقتیکہ وہ توبہ کر کے دوبارہ نکاح نہ کریں ان سے دور و نفور رہیں ورنہ عذاب الہی سے نہ بچ سکیں گے۔

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ ذی قعد ۱۳۹۷ھ

”وہ میرے نکاح سے خارج ہوگئی“ کے کلمات کا حکم

سوال: محترمی جناب مفتی صاحب السلام علیکم جناب عالی گزارش یہ ہے کہ:

میرے گھر میں میری بیوی سے تلخ کلامی ہوئی اور وہ اپنے ایک رشتے دار کے ہاں چلی گئی اور وہاں پر کچھ برادری کو اکٹھا کیا اور ان لوگوں نے مجھے یعنی میری بیوی کو لے جانے کے لئے کہا تو میں نے جواب دیا کہ وہ میری اجازت کے بغیر آئی ہے۔ وہ میرے نکاح سے خارج ہوگئی ہے اور اب وہ میرے پاس ہے جس کی بناء پر برادری نے ہمیں برادری سے علیحدہ کر دیا ہے۔ فقط ایک سائل

۷۸۶ الجواب: عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ عورت، اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے نکل جائے تو نکاح سے نکل جاتی ہے، بالکل غلط ہے۔ غالباً اس غلط بنیاد پر شوہر نے وہ لفظ ادا کئے کہ (وہ میرے نکاح سے خارج ہوگئی ہے) تو یہ ایک غلط بنیاد پر اقرار طلاق ہوا اور وہ محض لغو ہے۔ اگر ایسا ہی ہے تو نکاح دونوں کے مابین باقی ہے ایسی حالت میں بر بنائے غلط شوہر، ان دونوں کو برادری سے خارج کرنا سراسر ظلم ہے۔ برادری کو چاہئے کہ انہیں برادری میں قبول کرے اور دونوں کو میاں بیوی

کی طرح رہنے دیں۔ اور اگر واقعہ کچھ اور ہے تو بیان کریں تاکہ فتویٰ دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ ذی قعد ۱۳۹۹ھ

طلاق رجعی

سوال: میں مسمیٰ غنفر علی ولد معصوم علی باہوش و حواس اپنی زوجہ منکوحہ عابدہ خاتون بنت مقصود علی کو طلاق دیتا ہوں۔ میں یہ فیصلہ کسی کے دباؤ یا مجبور کرنے پر نہیں کر رہا ہوں۔ یہ قطعی اور آخری فیصلہ ہے۔ فقط، غنفر علی ولد معصوم علی
۸۶ جواب: بظاہر یہ طلاق رجعی ہے جو عورت پر پڑ گئی البتہ شوہر کو حق رجعت اور بعد عدت نکاح دوبارہ کرنے کا اختیار ہے اور طلاق کی صورت میں عورت پورے مہر کی حقدار ہے۔ جہیز اسی کی ملک ہے جو واپس کرنا ہوگا اور شوہر نے جو زیور وغیرہ اس کی ملکیت میں دے دیا وہ عورت کی ملک ہے اور اس کا حق جس کا وہ مطالبہ کر سکتی ہے۔ قرآن کریم کا فیصلہ ہے
الطَّلَاقُ مَرْثَنَ الْآيَةِ (بقرہ: 229) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ ذی قعد ۱۳۹۹ھ

منکوحہ کا نکاح ثانی کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک آدمی مسمیٰ رشید الدین جو انڈیا کا رہنے والا ہے اور مکمل سکونت انڈیا کی رکھتا ہے، مسمیٰ رشید الدین نے پاکستان میں واقع ایک عورت سے شادی کر رکھی تھی جو عورت کچھ عرصے تک مسمیٰ مذکور کے عقد نکاح میں رہی یا اس کے بعد جب مسمیٰ مذکور واپس انڈیا جانے لگا تو لڑکی کے والدین و دیگر رشتہ داروں نے لڑکی جو کہ مسمیٰ مذکور کی بیوی ہے کے ساتھ روانہ کر دی مگر راستے میں سے لڑکی بھاگ کر واپس اپنے والدین کے پاس آ گئی جب لڑکی واپس آ گئی تو مسمیٰ مذکور بھی ساتھ ساتھ واپس آ گیا اور لڑکی کے والدین سے رابطہ قائم کیا جب مسمیٰ مذکور نے لڑکی کے بارے میں حالات لڑکی کے والدین کو بتائے تو لڑکی کے والدین نے مسمیٰ مذکور پر الزام لگایا کہ تو ہماری لڑکی کو فروخت کر رہا تھا اس لئے وہ بھاگ کر واپس آ گئی ہے لہذا لڑکی مسمیٰ مذکور کے ساتھ بھیجنے سے انکار کر دیا بلکہ الٹی دھمکیاں دینے لگے کہ ہم تجھے پولیس کے حوالے کر دیں گے یا جان سے مار ڈالیں گے چنانچہ اسی اثناء میں لڑکی کے والدین نے اس لڑکی کو بغیر طلاق، لئے لڑکی کی شادی دوسری جگہ کر دی۔ تحقیق امر مسئلہ یہ ہے کہ اس لڑکی کا نکاح دوسری جگہ ہونا جائز ہے یا ناجائز ہے؟ چونکہ مسمیٰ مذکور نے نہ ہی زبانی اور نہ ہی تحریری طور پر لڑکی کو طلاق دی ہے۔ نوٹ: آیا محلے والے یا دوسرے مسلمان ایسے آدمی سے میل جول رکھ سکتے ہیں یا کہ نہیں؟ اور جو لوگ نکاح ثانی میں شامل تھے ان کے لئے از روئے شرع کیا حد ہے؟

علیم الدین، مدینہ کالونی شڈوالہیار

۸۶ جواب: جبکہ شوہر نے ہنوز طلاق نہ دی، عورت بدستور اس کے نکاح میں باقی ہے اور کسی مرد کو ہرگز ہرگز اس سے نکاح حلال نہیں۔ اگر کر بھی لیا تو اس نکاح بے معنی کے بعد بھی وہ زانی و زانیہ رہیں گے اور یہ جھوٹا نام، نکاح کا کچھ مفید نہ ہوگا۔

قال الله تعالى وَابْتِغَاءُ مَحْضَةٍ مِنَ النِّسَاءِ تم پر حرام کی گئیں شوہر دار عورتیں۔ عورت اب جس مرد کے پاس ہے اس پر فرض قطعی ہے کہ عورت کو اپنے پاس سے جدا کر دے اور گھر سے نکال دے۔ اور عورت پر فرض قطعی ہے کہ وہ اپنے خاوند کے پاس جائے اور اس کے پاس نہ رہنا چاہے تو اسے اختیار ہے کہ شوہر کو طلاق کے بدلے مال دے کر، خواہ بغیر مال دے طلاق حاصل کر لے۔ جب وہ طلاق دے دے تو اس کی عدت گزرنے کے بعد جس سے چاہے نکاح کر لے۔ جو شخص ان احکام کی تعمیل نہ کرے مسلمان اسے اپنی صحبت سے نکال دیں اور اس کے پاس اٹھنا بیٹھنا ترک کر دیں۔ قال الله تعالى فَلَا تَقْعُدُوا بَعْدَ الذِّكْرِ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ (البقرہ: 68)۔ یاد آنے پر ظالموں کے پاس مت بیٹھو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ

رخصتی سے پہلے طلاق کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان شرع اس مسئلے کے بیچ میں کہ: لعل محمد عرف محمد قاسم ولد شرف الدین نے عصمت بنت عبدالرزاق کو چھ اشخاص کے روبرو تین بلکہ چار مرتبہ بڑے زوردار الفاظ میں کہا کہ بنت عبدالرزاق کو میری طرف سے طلاق ہے، طلاق ہے، طلاق ہے۔ اس کے الفاظ یہ تھے کہ (عبدالرزاق کی لڑکی کو طلاق دیتا ہوں۔) اس نے یہی الفاظ چار یا پانچ بار دہرائے جس کے دو گواہ یہاں موجود ہیں اور ایک نواب شاہ میں۔

۲۔ نکاح کے وقت لڑکی کی عمر ایک سال تھی۔ طلاق رخصتی سے پہلے دی گئی کیا رخصتی سے پہلے طلاق ہو جاتی ہے۔ کیوں کہ ابھی تک رخصتی نہیں ہوئی تھی؟ السائل محمد ظفر

۸۶۔ الجواب: اگر واقعہ رخصتی عمل میں نہیں آئی اور شوہر نے زبانی یا تحریری طور پر اس کے بارے میں یہ کہا کہ عصمت بنت عبدالرزاق کو میری طرف سے طلاق ہے یا اسے طلاق دیتا ہوں تو دونوں صورتوں میں عورت پر ایک طلاق بائن پڑ گئی یعنی پہلے ہی لفظ سے، اور باقی کے لئے وہ محل نہ رہی۔ عورت پہلے ہی لفظ سے نکاح سے باہر ہو گئی اور اسے اختیار ہے کہ عدت گزارے بغیر جس سے چاہے نکاح کر لے بلکہ اس کا شوہر بھی بے طلاق اس سے نکاح کر سکتا ہے اور عدت اس پر نہیں ہے۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۰ھ

فسق و فجور سے نکاح نہیں جاتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زید کی شادی کو عرصہ دو سال کا ہوا۔ شادی کے ایک سال کے بعد زید کی طبیعت سخت ناساز ہو گئی جو کہ اٹھنے بیٹھنے کے قابل نہ رہا اور اس کی بیوی اس کے علاج معالجہ کے لئے کسی امیر کے پاس کام کاج کرتی تھی۔ اور اس دوران زید کی بیوی سے زنا کا فعل سرزد ہوا اور اس امر کا علم خود زید کو ہوا۔ اب زید کہتا ہے کہ اس کا نکاح ٹوٹ گیا ہے، آیا اس عورت کا نکاح باقی ہے یا ٹوٹ گیا ہے اس برے فعل کی وجہ سے۔ احادیث اور فقہی مسائل کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔ فقط ایک سائل مقبول حسن

۷۸۶ جواب ہوالموفق للصواب: اللہ تعالیٰ نے نکاح کی گرہ شوہر کے ہاتھ میں رکھی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ بَيِّدَ عُقْدَةَ النِّكَاحِ (بقرہ: 237) اور چونکہ زید نے اپنی بیوی کو طلاق نہیں دی ہے لہذا عورت اب بھی زید کے نکاح میں باقی ہے، عیاذاً باللہ عورت کے فسق و فجور سے نکاح نہیں جاتا۔ قال اللہ تعالیٰ وَالتَّيَّابَتَيْنِ الْفَاحِشَةِ مِنْ نِسَائِكُمْ (النساء: 5) سماعتن مع ذلك نساء هم، ہاں عورت کو چاہئے کہ وہ اللہ عزوجل کے غضب سے ڈر کر اپنے ان کبیرہ گناہوں سے توبہ کرے۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۸ جنوری ۱۹۸۱ء

الجواب صحیح ومصاب والمجیب نجیح ومثاب۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

مطلقہ عدت گزار کر جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس طلاق کے مسئلے کے بیچ میں کہ: مسکی محمد شریف ولد اصغر خان نے اپنی زوجہ منکوحہ زیب النساء بانو دختر ثار کو مورخہ ۸/۱۱/۱۹۸۰ء کو بذریعہ اسامپ مبلغ ۱۵ روپیہ پر طلاق تحریر میں دے کر آزاد کر دیا ہے اور یہی جملہ کارروائی روبرو فریقین عمل میں لائی گئی ہے جس کی مصدقہ نقل ہمراہ ارسال خدمت ہے، مزید بران بموجب شریعت محمدی ایام عدت ختم ہو چکے ہیں جس کی زو سے مسماۃ اپنا عقد ثانی کر لینے کی مجاز ہے۔ اس کے بارے میں کوئی قانون، شرع کوئی حوالہ کتب ہو تو اس سے مطلع فرمائیں۔ لڑکی کے والدین کے مالی حالات نہایت ہی خراب اور کمزور ہیں اور مسماۃ کی تحویل میں ایک بچی بھی رہتی ہے جو کہ شیر خوار ہے۔ مسماۃ زیب النساء بانو

۷۸۶ جواب ہوالموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں جبکہ شوہر نے اپنی زوجہ کو تین طلاق مغلظ دے دی ہیں اور عورت عدت بھی پوری کر چکی ہے، تو اب اس عورت کا نکاح محمد شریف کے سوا کہیں بھی کیا جاسکتا ہے۔ (عامہ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۳ فروری ۱۹۸۱ء

۷۸۶ جواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

تین طلاق کے بعد عدت اور نکاح

سوال: عرض یہ ہے کہ میں آپ کی خدمت میں اپنی سرگزشت تحریر کر کے پیش کر رہی ہوں اور چاہتی ہوں کہ آپ شریعت کی روشنی (سنی فقہ) کے مطابق فتویٰ جاری کریں تاکہ میں اپنی زندگی صحیح اور جائز طور سے گزار سکوں۔

حقیقت حال یہ ہے کہ میری شادی دسمبر ۱۹۷۶ء میں اللہ بخش ولد رحیم بخش سے بنیخرو خوبی انجام پائی تھی جبکہ میرے شوہر اللہ بخش کی بہن کی شادی میرے والد محمد بجل سے ہوئی تھی جو کچھ عرصہ بعد کسی ناچاقی کی بناء پر طلاق پر ختم ہو گئی۔ چونکہ میرے والد کی شادی میرے شوہر کی بہن سے ہوئی تھی لہذا یہ طلاق والی بات میرے شوہر کو ناگوار گزری اور بعد میں میرے شوہر اللہ بخش نے انتقاماً مجھے طلاق دے دی جو چار روپے کے اسامپ پر تحریر ہے۔ یہ طلاق ۱۳-۹-۱۹۷۷ء کو ہوئی۔ اس طرح میں اپنے باپ کے یہاں آ گئی اور میرے شوہر کی بہن یعنی میرے باپ کی بیوی واپس اپنے بھائی کے پاس چلی گئی۔

تقریباً ۹-۸ ماہ بعد میرے والد میرے سابق شوہر کی بہن کو لے آئے اور اپنے گھر میں رکھ لیا اور مجھے میری مرضی اور رضا مندی کے خلاف اپنے سابقہ شوہر کے حوالے کر دیا اور اس نے دوبارہ میرے ساتھ ازدواجی زندگی گزارنا شروع کر دی اور اس طرح کچھ عرصہ بعد میں نے ایک بچے کو جنم دیا۔ مجھے معلوم تھا کہ طلاق کے بعد میں اپنے شوہر کے لئے حرام ہوں اس لئے میں موقع پا کر اپنے باپ کے واپس چلی آئی اور اس کے بعد میرے والد وقتاً فوقتاً مجھے مجبور کرتے ہیں کہ میں اپنے سابقہ شوہر کے پاس واپس چلی جاؤں لہذا میں اسی بات پر ان سے علیحدہ ہو گئی اور اب علیحدہ رہ رہی ہوں کیوں کہ اگر میں اب اپنے باپ کے پاس واپس چلی گئی تو وہ پھر مجھے سابق اپنے شوہر کے پاس واپس جانے پر مجبور کریں گے۔ بہر حال اب میں چاہتی ہوں کہ شریعت کے مطابق نکاح ثانی کر کے اپنی زندگی جائز طور پر بسر کر سکوں۔ مہربانی فرما کر (سنی فقہ) کے مطابق فتویٰ جاری کیا جائے کہ کیا میں نکاح ثانی کر سکتی ہوں یا مجھے دوبارہ اس شوہر سے طلاق لینا ضروری ہے۔ جبکہ وہ پہلے ہی مجھے تین طلاقیں دے چکا ہے۔ اب میں اپنے باپ کے پاس بھی جانا نہیں جاتی اس لئے جلد از جلد شرعی فتویٰ دیا جائے۔ عین نوازش ہوگی۔

حسینہ ولد محمد بچل، وحدت کالونی، حیدر آباد، سندھ

۸۶۷ جواب: جب طلاقیں تین تک پہنچ جائیں پھر وہ عورت اس مرد کے لئے، بے حلالہ کسی طرح حلال نہیں ہو سکتی۔ قال اللہ تعالیٰ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ (البقرہ: 230) بلکہ یہ عورت تو اس مرد پر ایسی حرام ہے کہ اب بے حلالہ ہرگز اس کے نکاح میں نہیں آ سکتی۔ اگر یوہیں رجوع کر لیا یا بلا حلالہ، باہمی رضا مندی سے یا دوسرے کے دباؤ میں آ کر نکاح جدید بھی کر لیا تب بھی یہ دونوں بتلائے حرام کاری ہوں گے اور عمر بھر حرام کاری کریں گے۔ بلا نکاح تو مطلقہ بائن بھی حلال نہیں ہو سکتی ہے اور یہ تو نکاح سے بھی حرام محض رہے گی جب تک حلالہ نہ ہو۔ پھر جبکہ عدت گزر گئی تو عورت اپنی مرضی کی مختار ہے۔ اپنے ارادہ و اختیار سے اپنے کفو میں جس مرد سے چاہے نکاح ثانی کرے۔ اس پر اب کوئی پابندی نہیں۔ پابندی صرف عدت کی تھی اور جب وہ عدت گزر گئی تو اب وہ عورت آزاد ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے وَلَا تَعْرُضُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتَّى يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ (بقرہ: 235) یعنی جب تک عدت نہ گزر جائے نکاح کو عمل میں نہ لاؤ۔ تو جب عدت گزر چکی وہ پابندی خود بخود اٹھ گئی۔ خلاصہ کلام یہ کہ تین طلاقیں کی عدت گزر گئی تو اب وہ عورت با اختیار ہے۔ نکاح ثانی کر سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی عفی عنہ ۵ ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ

عورت کی ماں کا اپنے داماد سے ظہار کے الفاظ کہنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک عورت کا نکاح ایک شخص سے ہوا تین بچے اس خاوند سے ہوئے عورت کی والدہ اپنی بیٹی کے گھر گئی گھریلو باتوں کی وجہ سے خاوند نے اپنی بیوی کو مارا۔ والدہ لڑکی کے گھر پر ہی تھی جب لڑکی کی والدہ نے دیکھا کہ میری بیٹی کو اس کے خاوند نے مارا ہے تو اس نے اپنے داماد کو بلا کر بولا کہ اگر میں اب اپنی لڑکی کو تیرے نکاح میں رہنے دوں تو میں خود تیرے گھر میں بسوں۔ اس کے بعد لڑکی کو وہ کسی

طریقے سے گھر لے آئی داماد کے اوپر مقدمہ دائر کر دیا۔ وہ دور رہتا ہے اس لئے وہ تاریخوں پر حاضر نہ ہو سکا۔ عدالت عالیہ نے فیصلہ لڑکی کے حق میں دے دیا کہ جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ جناب سے گزارش ہے کہ جب تک خاوند اپنی بیوی کو طلاق نہ دے اس فیصلے کے اوپر طلاق ہو سکتی ہے؟ فقط عبدالرحمن ہاشمی

۸۶ جواب: رب عزوجل نے نکاح کی گرہ مرد کے ہاتھ میں رکھی ہے۔ بَيِّدَ عُقْدَةَ النِّكَاحِ (بقرہ: 237) تو جب تک وہ خود اس گرہ کو نہ کھولے، یعنی عورت کو طلاق نہ دے وہ بدستور اس کی منکوحہ اور اس کے نکاح میں ہے۔ کسی مسلمان کو اس سے نکاح جائز نہیں۔ قرآن کریم کا فرمان ہے وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ (النساء: 24) م پر حرام کی گئیں شوہروالی عورتیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان قادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ شوال المکرم ۱۴۰۱ھ

مفتی محمد حسین صاحب قادری (سکھر) کے فتویٰ کی تصدیق در بارہ طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے کے بارے میں کہ: ایک شخص رمضان نے میری چھوٹی بہن عابدہ کو ورغلا کر بغیر ماں اور بھائیوں کی مرضی کے نکاح کر لیا۔ دو روز بعد اس نے بتایا کہ میں نے عابدہ سے نکاح کر لیا ہے کیوں کہ وہ غیر زبان تھا لہذا ہم نے اس کو برا بھلا کہا اور اس بات پر مجبور کیا کہ وہ عابدہ کو طلاق دے لہذا اس نے میرے، میرے ماموں، والدہ اور خود عابدہ کی موجودگی میں کہا کہ میں نے عابدہ کو طلاق دی، وقفہ۔ میں نے عابدہ کو طلاق دی، وقفہ۔ میں نے عابدہ کو طلاق دی۔ یعنی تین دفعہ وقفے کے ساتھ طلاق دی۔ اب رمضان کہتا ہے کہ میں نے لڑائی جھگڑے کے خوف سے طلاق دی تھی۔ جو کہ نہیں ہوئی لہذا آپ سے درخواست ہے اس کا فتویٰ دیں کہ آیا طلاق ہو گئی یا نہیں؟ عبدالقیوم ولد عبدالستار

۸۶ جواب: صورت مسئلہ میں تینوں طلاقیں واقع ہو چکیں اور عابدہ اپنے شوہر محمد رمضان پر حرام ہو چکی ہے چونکہ یہ طلاق مغلطہ ہے اس لئے محمد رمضان کو رجوع کرنے کا حق نہیں ہے اور بغیر حلالہ کے دوبارہ اس کے نکاح میں نہیں آ سکتی اور حلالہ کی صورت یہ ہے کہ عدت گزارنے کے بعد وہ عورت کسی دوسری جگہ شریعت کے مطابق نکاح کرے اور دوسرا شوہر اس سے ہمبستر ہو کر اگر طلاق دے دے پھر عدت بھی گزار جائے پھر عورت چاہے تو شوہر اول سے نکاح کر سکتی ہے اس کے بغیر شوہر اول کے لئے حلال نہیں جیسا کہ احادیث طیبہ میں اس کی تصریح موجود ہے۔

فقیر ابوالخیر محمد حسین قادری رضوی مصطفویٰ غفرلہ، خادم دارالعلوم غوثیہ رضویہ، سکھر

۸۶ جواب صحیح والحبیب نصح انشاء اللہ تعالیٰ البتہ اتنی بات اور ذہن نشین رہے کہ تین طلاقیں کے بعد، بغیر حلالہ،

خواہ دونوں کی مرضی سے، خواہ کسی کے دباؤ و دھونس یا مجبوری سے نکاح کر بھی لیا تو یہ نام نکاح اس حرام کو حلال اور ناجائز کو جائز نہیں کر دے گا۔ یہی قرآنی فیصلہ ہے اور یہی فرمان نبوی ﷺ ہے۔ اب جواب۔ سے نہ مانے یا احکام شرع میں چوں و چرا کرے وہ خدا اور رسول سے لڑائی لے کہ اس نے کیوں ایسی شریعت اتاری۔ مولائے کریم قبول حق کی توفیق دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان قادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۱ھ

عائلی قوانین کے تحت تنسیخ نکاح کا فیصلہ، مفتی غلام نبی صاحب کے فتویٰ کی تصدیق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: ایک مسلمان مرد محمد عنایت نے ایک مسلمان عورت زبیدہ بی سے کوئی چودہ برس قبل شادی کی تھی۔ گاؤں کی مسجد کے امام مولوی عبدالعزیز صاحب نے نکاح پڑھایا تھا۔ مولوی عبدالعزیز آج بھی اسی گاؤں کی مسجد میں امام ہیں۔ کچھ آپس کی ناچاقی کی وجہ سے زبیدہ بی والدین کے گھر کوئی آٹھ سال سے غیر آباد بیٹھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی کوئی اولاد نہیں ہے۔ اب محمد عنایت نے دوسری شادی کر لی ہے۔ تو زبیدہ کے والد نے چند معزز آدمیوں کو محمد عنایت کے پاس بھیجا اور مطالبہ کیا کہ آپ نے دوسری شادی کر لی ہے تو مہربانی کر کے میری لڑکی زبیدہ بی کو تم طلاق دے دو۔ لیکن محمد عنایت نے طلاق دینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ پہلی بیوی کو بھی پورے حقوق دے کر رکھوں گا۔ اور دوسری کو بھی رکھوں گا۔ مگر یہ بات زبیدہ اور اس کے والدین کو ناگوار گزری تو انہوں نے فیملی کورٹ جہلم میں تنسیخ نکاح کا کیس کر دیا۔ کوئی ایک سال کم و بیش یہ کیس عدالت عالیہ میں زیر غور رہا۔ آخر عدالت نے عائلی قوانین ۱۹۶۱ء کے مطابق فیصلہ سناتے وقت محمد عنایت پر یہ جرم ثابت کئے۔

۱۔ محمد عنایت نے دوسری شادی کے لئے پہلی بیوی سے اجازت طلب نہیں کی۔

۲۔ محمد عنایت نے دوسری شادی کر کے یونین کونسل میں نکاح رجسٹرڈ نہیں کرایا۔ جو کہ فیملی لاء ۱۹۶۱ء کی خلاف ورزی ہے۔ جس کو مد نظر رکھ کر عدالت تنسیخ نکاح کا فیصلہ دیتی ہے۔ اس فیصلے کے بعد زبیدہ نے عدت گزرنے کے بعد اسی گاؤں میں جہاں اس کا پہلا شوہر رہتا ہے۔ دوسرے ایک آدمی محمد اقبال سے نکاح کر لیا ہے۔ اور زبیدہ بی کا یہ دوسرا نکاح بھی اسی پیش امام مولوی عبدالعزیز نے پڑھایا ہے۔ جناب علماء کرام سے گزارش ہے کہ قرآن و حدیث کی روشنی کے حوالے کے ساتھ مفصل طور پر فتویٰ تحریر فرمائیں۔

۱۔ کیا مذکورہ بالا عدالت کے فیصلے پر عورت کو طلاق ہوئی کہ نہیں؟ جبکہ عورت کے سابقہ شوہر نے اسے طلاق نہیں دی۔

۲۔ دوسرا نکاح محمد اقبال کے ساتھ جائز ہوایا ناجائز؟

۳۔ اگر ناجائز ہو تو اس برائی کا وبال تمام علاقے پر پڑے گا۔ تو ایسا ناجائز نکاح پڑھنے والے مولوی عبدالعزیز کے لئے کیا حکم ہے۔ مسلمانوں کو ایسے مولوی کے ساتھ کیسا سلوک کرنا چاہئے؟

۴۔ ایسے مولوی کی امامت ناجائز ہوئی کہ نہیں۔ اور مولوی عبدالعزیز نماز فرض جنازہ وغیرہ امام یا مقتدی کی حیثیت سے مسلمانوں کے ساتھ مل کر پڑھ سکتا ہے یا کہ نہیں؟

۵۔ اگر مذکورہ نکاح درست ہے تو پھر محمد عنایت حلال کو حرام کہہ کر لوگوں میں انتشار پھیلا کر مجرم ہوا کہ نہیں؟ اس کے واسطے شرعی حکم کیا ہے۔ معاشرے کو ناپاکی اور گناہوں سے بچانے کے لئے آپ اپنا یہ قلمی جہاد جاری رکھیں تاکہ آپ کی بھی اور عوام کی بھی بھلائی ہو۔

فقط السائل محمد اویس آگرہ تاج کالونی، کراچی ۲

۷۸۶ جواب: مذکورہ عائلی قوانین سے نکاح فاسد نہیں ہوتا لہذا محمد عنایت کا نکاح باقی رہا اور دوسرے شوہر کا نکاح قطعاً نہیں ہوا۔ مولوی عبدالعزیز نے اگر جان بوجھ کر غلطی کی ہے یعنی یہ سمجھ کر کہ عائلی قوانین سے نکاح فاسد ہوتا ہے پھر نکاح ثانی کر دیا تو وہ کافر ہوا کیوں یہ حکم شرعی کا انکار ہے اور اگر کم علمی کی وجہ سے دوسرے شوہر کے ساتھ نکاح کیا تو سخت گناہگار ہوا اس کو اپنی خطا کا اقرار کر کے توبہ کرنی چاہئے اگر توبہ نہیں کرتا تو ترک معاملات کا حکم دیا جائے گا اور مسلمانوں کو اسے کسی تقریب دینی اور شادی کی تقریب میں شریک نہیں کرنا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر ابوالمعالی غلام نبی، خادم دارالعلوم حامد یہ رضویہ کراچی

۷۸۶ جواب: اللہ عزوجل نے نکاح کی گرہ، مرد کے ہاتھ میں رکھی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ بَيِّدَ عَقْدَةَ النِّكَاحِ یعنی الزوج فی قول علی و سعید بن السیب و سعید بن جبیر و غیرہم رضی اللہ عنہم۔ پس جب تک محمد عنایت طلاق نہ دے یا اس کی موت واقع نہ ہو، زبیدہ بی بدستور اس کے نکاح میں ہے اور کسی مرد کو اس سے نکاح حلال نہیں۔ اگر کر بھی لیا تو اس نکاح بے معنی کے بعد وہ زانی و زانیہ رہیں گے اور یہ جھوٹا نام نکاح کا، اس حرام کو حلال، ناجائز کو جائز نہ کر دے گا۔ قال اللہ تعالیٰ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ تَمَّ بِرَحَامٍ كُنَّ شَوْهَرًا لِي بِيَا۔ پس چارہ کار یہ ہی ہے کہ محمد اقبال اور زبیدہ فوراً جدا ہو جائیں۔ اور اللہ عزوجل کے غضب سے ڈر کر، اپنے ان کبیرہ گناہوں سے توبہ کریں۔ اب زبیدہ بی، محمد عنایت کے پاس نہ رہنا چاہئے تو اسے اختیار ہے کہ محمد عنایت کو طلاق کے بدلے، مال دے کر، خواہ بغیر مال دے، طلاق حاصل کرے۔ جب وہ طلاق دے دے تو اب تین حیض کامل گزرنے کے بعد زبیدہ بی کو حلال ہوگا کہ جس سے چاہے نکاح کر لے۔ قال اللہ تعالیٰ وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ (بقرہ: 228) اور نکاح خوان نے اگر یہ نکاح جائز و حلال سمجھ کر پڑھایا تو اس کا معاملہ بہت سخت ہو گیا۔ اسے امام بنانا حرام۔ اور اس سے تعلقات باقی رکھنا شرعاً جرم قبیح۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ جب تک وہ اس فعل سے توبہ نہ کرے۔ اس کے پاس نہ بیٹھیں۔ اس سے میل جول نہ کریں۔ ورنہ خوف کریں کہ اس کی آگ انہیں بھی نہ جھونک دے۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَقْعُدُوا بَعْدَ الذِّكْرِ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ⑤ (انعام) (فتاویٰ رضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ شوال المکرم ۱۴۰۱ھ

عورت شوہر سے دور رہے تو بھی نکاح قائم ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بیچ میں کہ: زید اپنی زوجہ کے بغیر چار مہینے سے بھی زائد عرصہ گزار چکا ہے وہ اپنے گھر نان و نفقہ اسی طریقے سے دیتا ہے جیسے پہلے گھر میں موجود تھا اب اسے پریشانی لاحق ہو گئی ہے کہ کہیں مجھ پہ عذاب تو نہیں نازل ہوگا اور مجھے یہ بھی خدشہ ہے کہ نکاح تو نہیں ٹوٹا۔ برائے مہربانی کر کے اس مسئلہ کو قرآن و حدیث اور کتب فقہ سے نقل کر کے میری راہنمائی فرمائیں۔ عابد علی ولد ظفر علی

۷۸۶ جواب: اگر عورت سے کنارہ کش کہنے کی قسم نہیں کھائی تھی اور کسی مجبوری و ضرورت کے ماتحت یا بلا ضرورت عورت

سے دور رہا تو محض اس دوری سے نکاح نہیں ٹوٹتا۔ البتہ بلا ضرورت شرعیہ عورت کو یوں چھوڑے رکھنا کہ وہ نہ بیاہیوں میں ہو نہ کنواریوں میں، سخت گناہ کی بات ہے۔ قرآن کریم کا یہی ارشاد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ شعبان المعظم ۱۳۹۸ھ

طلاق کب دی جائے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بیچ میں کہ: زید اپنی بیوی کو نہایت مجبوری کی حالت میں طلاق دینا چاہتا ہے۔ زید کی بیوی حاملہ ہے۔ برائے مہربانی اہل سنت والجماعت کے شرعی طریقہ سے مفصل فتویٰ عنایت فرمایا جائے؟

فقط ایک سائل اللہ دین ولد کرم الہی

۷۸۶ جواب: طلاق تو حالت حمل میں بھی واقع ہو جاتی ہے لیکن مسنون طریقہ یہ ہے کہ تین طہروں میں تین متفرق طلاقیں دی جائیں جبکہ ان طہروں میں وطی نہ کی ہو۔ (عامہء کتب)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ شعبان المعظم ۱۳۹۸ھ

حق پرورش

سوال: میں نے اپنی لڑکی مریم کی (جو بالغ ہے) شادی محمد جمن (جو نابالغ ہے) ولد محمد چھٹل کے ساتھ کر دی اور اپنے لڑکے محمد اسماعیل ولد حبیب اللہ کے لئے محمد چھٹل کی لڑکی مسماۃ بچل کا رشتہ لیا، ابھی محمد چھٹل کی بناوٹ ہمارے ساتھ نہیں ہو رہی ہے۔ جس کی خاطر میں نے اپنی لڑکی مریم کو اپنے گھر روک رکھا ہے اور محمد چھٹل نے اپنی لڑکی مسماۃ بچل کو اپنے گھر روک رکھا ہے اور بچل کو تین بچے ہیں دو لڑکے اور ایک لڑکی ہے۔ محمد چھٹل کہتا ہے کہ اسماعیل ولد حبیب اللہ ہمیشہ تک کے لئے میرے پاس رہے گا۔ جس شرط کو میں حبیب اللہ قبول کرتا ہوں (جب کہ میرا لڑکا اسماعیل اس کے پاس رہنا نہیں چاہتا) اس تمام مخالفت کے بعد نتیجہ یہ نکلا ہے کہ دونوں فریق میں تفریق ہو جائے یعنی طلاق دلائی جائے اور اب یہ جو تین بچے محمد اسماعیل کے مسماۃ بچل سے ہیں وقوع طلاق کے بعد کس کے پاس رہیں گے ماں کے پاس یا باپ کے پاس اور کتنی مدت رہیں گے؟ بچوں کی عمریں مندرجہ ذیل ہیں

۱۔ غلام نبی عمر ۵ سال، ۲۔ غلام مصطفیٰ عمر ۳ سال، ۳۔ لڑکی جس کی عمر ۵ ماہ ہے

سائل حبیب اللہ ولد خان محمد

۷۸۶ جواب: ہوا موافق للصواب: صورت مسئول عنہا میں جب عورت کو طلاق دے دی جائے تو بھی بچوں کی پرورش کا حق ماں کو حاصل رہے گا۔ لڑکے کو اس وقت تک ماں کے پاس رہنے دیں کہ جب تک اسے ماں کی حاجت نہ رہے یعنی آپ کھاتا، پیتا، استنجا کر لیتا ہو۔ اس کی مقدار سات برس کی عمر ہے اور لڑکی اس وقت تک عورت کی پرورش میں رہے گی کہ حد شہوت کو پہنچ جائے اس کی مقدار نو برس ہے۔ ہاں اگر بچہ کی ماں نے بچوں کے غیر محرم سے نکاح کر لیا تو اب اسے پرورش کا

حق نہ رہے گا اور ماں کی پرورش میں جب تک بچے رہیں گے، حق پرورش بھی لے سکتی ہے اور دودھ پلانے کی اجرت اور بچہ کا نفقہ بھی۔ (درمختار، ردالمحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۹۸۰ء ۶۱۵

۸۶ جواب صحیح و مصاب والحبیب و فتح مثاب۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

مطلقہ کو بغیر حلالہ کے رکھا تو حرام کاری ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک لڑکی مسماۃ شبیرا بنت نظام الدین کو اس کا خاوند محمد رمضان ولد کوڑے شاہ، سکنہ رسول پور، عرصہ تین سال پہلے طلاق دے چکا ہے، اور جن گواہان کے روبرو محمد رمضان، جب کہ لڑکی کا خاوند تھا طلاق دے چکا ہے، تین بار ہم گواہ حلفیہ، برادری کے سامنے بیان دے رہے ہیں کہ ہمارے روبرو طلاق دے دی ہے اور طلاق دینے کے بعد لڑکی خاوند کے پاس نہیں رہی ہے نہ تو بوس و کنار ہوا ہے اور نہ ہی ہم بستر ہوئے ہیں؟ السائل فتح محمد

۸۶ جواب: جب طلاقیں تین تک پہنچ جائیں پھر وہ عورت اس کے لئے، بے حلالہ، کسی طرح حلال نہیں ہو سکتی۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ (بقرہ: 230) اور حلالہ کے معنی یہ ہیں کہ اس طلاق کی عدت گزر جائے۔ پھر عورت دوسرے سے نکاح کرے اور اس سے ہم بستری بھی ہو پھر وہ طلاق دے یا مر جائے اور بہر حال اس کی بھی عدت گزر جائے اس کے بعد پہلے سے نکاح ہو سکتا ہے ورنہ ہرگز نہیں۔ تاہم اگر بغیر نکاح ثانی و حلالہ کے گھر رکھ لیا اگرچہ کسی کے جبر و اکراہ یا زبردستی سے تب بھی صحبت جائز نہ ہوگی بلکہ زنا ہوگا۔ غرض لڑکی کو ہرگز بے حلالہ اس کے ساتھ نہ جانے دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ رجب المرجب ۱۴۰۰ھ

تین طلاقوں کے بعد حلالہ کے سوا کوئی راستہ نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے کر مغفلہ کر دیا تو یہ عورت حلالہ کے بغیر شوہر کے لئے حرام ہے۔ کیا اس کے سوا اور بھی صورت ہے جس میں حلالہ کی ضرورت نہ ہو؟

۸۶ جواب: طلاق جب تین تک پہنچ جائے تو حلالہ کے سوا کوئی چارہ کار نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ، وقال النبی ﷺ لا حتی تذوقی عسلیتک ویدوق من عسلیتک الحدیث۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ

”طلاق دے دوں گا“ سے طلاق نہیں ہوتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میں اپنی بیوی کو سسرال لینے گیا۔ میرے سسرال والوں نے میری بیوی کو بھیجنے سے انکار کر دیا۔ جس پر ان سے میری بڑی تلخ کلامی ہوئی میں نے اپنی بیوی کو غصہ میں یہ کہا کہ تم چلتی ہو

تو چلو ورنہ میں تمہیں طلاق دے دوں گا۔ یہی الفاظ میں نے تین مرتبہ ادا کئے۔ کیا یہ الفاظ ادا کرنے سے طلاق ہو گئی؟

فقط السائل اعجاز الحق ولد انوار الحق

۷۸۶ الجواب: دل کا حال اللہ جانتا ہے اگر یہ بات واقعی ہے کہ شوہر نے صرف یہی الفاظ ادا کئے کہ (میں تمہیں طلاق دے دوں گا) تو یہ ارادہ، طلاق ہے اور ارادہ طلاق، طلاق نہیں۔ وہ دونوں شرعاً میاں بیوی ہیں۔ اور اگر حقیقتہً شوہر نے تین طلاقیں دے دی ہیں اور اب بات بناتا ہے تو اس کا وبال اسی پر ہے۔ (در مختار فتاویٰ رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خليل خان القادري البركاتي النوري عفي عنه
 ١١ رجب المرجب ١٢٠٠ هـ

عورت کسی بھی حال میں ہو طلاق ہو جائے گی

سوال: عرض یہ ہے کہ میں نے طیش میں آ کر اپنی زوجہ محترمہ کو طلاق دے دی۔ اس سلسلے میں آپ کو بتا کر یہ مسئلہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ اس کو طلاق ہوئی یا نہیں؟ جبکہ وہ تین ماہ پیٹ سے ہے اور ایک بچی کی ماں ہے۔ میری بیوی بڑی خوشی سے اپنی ماں کے گھر گئی کچھ عرصہ بعد میں نے اپنے چھوٹے بھائی کے ذریعے اس کو بلوایا مگر اس نے اپنی مجبوری بتا کر کچھ دن بعد آنے کو کہا۔ اس طرح میں نے تین مرتبہ اپنے بھائی کو روانہ کیا لیکن اس نے یہ ہی کہا کہ کچھ عرصے بعد آؤں گی۔ آخر میں نے اس سے فون پر بات کی لیکن اس نے میری کسی بات کا جواب نہیں دیا۔ آخر میں نے غصہ میں آ کر فون پر یہ الفاظ کہے کہ (میں نے تجھے طلاق دی۔ طلاق دی۔ طلاق دی) لیکن اس کا کہنا ہے کہ میں نے جس وقت فون پر پہلی مرتبہ طلاق کا لفظ سنا تو فون نیچے کر دیا لیکن پھر جب دوبارہ فون کان سے لگایا تو ایک مرتبہ پھر یہ الفاظ سنا۔ پھر اس نے فون رکھ دیا۔ کیا اس واقعہ سے اس کو طلاق ہوئی یا نہیں؟

فقط ایک سائل، عمر دراز

۷۸۶ جواب: طلاق واقع ہونے کے لئے عورت کی جانب سے کوئی شرط نہیں۔ حاملہ ہو خواہ نہ ہو، بالغ ہو یا نابالغ، طلاق قبول کرے یا رد کر دے۔ بہر صورت جب اسے طلاق دی جائے گی طلاق پڑ جائے گی۔ پھر تین طلاقیں دی جائیں گی تو عورت اس پر بحرمت مغلطہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائے گی تاوقتیکہ حلالہ نہ ہو وہ دونوں باہمی رضامندی، بلکہ دوسروں کے دباؤ سے بھی باہمی نکاح نہیں کر سکتے۔ قال اللہ تعالیٰ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ ۚ الْهَذَا صورت مسئلہ میں حلالہ کے سوا کوئی چارہ کار نہیں۔ عورت کہ حاملہ ہے وضع حمل تک عدت گزارے۔ پھر کسی اور سے نکاح کرے اور وہ اس کے ساتھ ہمبستر بھی ہو اور اب طلاق دے دے تو اس طلاق کی عدت گزرنے پر عورت کو اختیار ہے کہ پہلے شوہر خواہ کسی اور سے اپنا نکاح ثانی کرے۔ قال النبی ﷺ لَا حَتَّى تَذُقِيَ عَسِيلَتَهُ الْحَدِيث۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خليل خان القادري البركاتي النوري عفي عنه
 ١٤ رجب المرجب ١٢٠٠ هـ

اقرارِ طلاق، سے طلاق ہو جاتی ہے

سوال: بخدمت جناب قبلہ مفتی صاحب، السلام علیکم، اس مسئلہ کے بارے میں حکم شرعی کیا ہے

میں نے ۱۹۷۶ء کو کورٹ میں نکاح کیا تھا جس لڑکی سے نکاح ہوا وہ نکاح کے فوراً بعد اپنے گھر چلی گئی کیوں کہ اس کا کہنا تھا کہ میں نے اپنے گھر والوں کو کچھ نہیں بتایا اور جیسے ہی وقت آئے گا بتا دوں گی۔ تقریباً ایک ہفتہ بعد میں نے اس سے کہا کہ آ جاؤ مگر وہ ٹال گئی اور اسی طرح ایک سال گزر گیا مگر ملاقات کبھی راستے میں ہو جاتی غرض کہ ایک سال بعد میں نے اس کو کہا کہ اگر آنا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ میں دوسری شادی کر رہا ہوں جو کہ گھر والوں کی مرضی سے ہوگی اس نے کہا کہ وقت کا انتظار کرو۔ آخر میں نے اس سے جلدی کا کہا تو وہ نہ مانی میں نے اس کو طلاق دے دی (لوگ تو تین دفعہ کہتے ہیں میں نے اس کو کئی دفعہ کہا) اب سلسلہ یہ ہے کہ گھر والے کراچی میں اپنی پسند سے میری شادی کر رہے ہیں جس کے لئے میں بھی تیار ہوں مگر کراچی میں کوئی قاضی صاحب ہیں جو کہتے ہیں کہ مفتی صاحب سے فتویٰ لے کر آئیں تو میں نکاح پڑھاتا ہوں۔ ایسی صورت میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ فقط فتویٰ کا طالب، مرزا سلیم انور ولد مرزا انور بیگ

۸۶ جواب: اپنی منکوحہ کو جب شوہر نے تین بار بلکہ اس سے زیادہ بار طلاقیں دے دیں اور اس کا اسے خود اقرار ہے تو بیشک وہ تینوں طلاقیں پڑ گئیں اور عورت نکاح سے نکل گئی۔ اب حلالہ کے بغیر، یہ دونوں آپس میں نکاح بھی نہیں کر سکتے۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرًا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ

طلاق کے لفظ، نیت کے بغیر کام کرتے ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ: نسرین اور حسینہ کی شادی ادلے بدلے میں ہوئی۔ گھر کی ناچاقی کی وجہ سے نسرین کو اس کے شوہر نے کورٹ میں تین دفعہ الفاظ دہرا کر طلاق! طلاق! طلاق! کہہ دیا۔ اس کے بعد حسینہ کے والدین بھی مجبور کرتے ہیں کہ حسینہ کو بھی طلاق دی جائے جبکہ حسینہ کا شوہر پاکستان سے باہر ہے۔ جبکہ حسینہ کے بارے میں مجبور کیا جا رہا ہے۔ یہ بات سکر نسرین کے شوہر نے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ میں نے زوجہ نسرین کو طلاق نہیں دی جبکہ دو گواہوں کے سامنے طلاق دی ہے؟ محمد یاسین مستری

۸۶ جواب: طلاق جبکہ دی جائے گی واقع ہو جائے گی اور صریح لفظ، محتاج نیت نہیں ہوتے ان سے نیت کرے یا نہ کرے طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ اب اگر شوہر اقرار طلاق نہیں کرتا مگر اسٹامپ پر اس کی جانب سے طلاق اور طلاق نامہ کو سن کر اس کی تصدیق اور گواہوں کے دستخط وغیرہ سب کچھ موجود ہے تو اب اس کا انکار، ہرگز قابل قبول نہیں۔ تین طلاقیں عورت پر پڑ گئیں اب بغیر حلالہ، یہ اس عورت سے، باہمی رضایا کسی کے دباؤ میں آ کر بھی نکاح نہیں کر سکتا۔ تاہم کر بھی لیا تو یہ نام نکاح اس حرام کو حلال، ناجائز کو جائز نہیں کر سکتا۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرًا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم جمادی الاخریٰ ۱۴۰۰ھ

عورت سے ”طلاق دے دوں گا“ کہا تو طلاق نہیں ہوئی

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زید نے اپنی بیوی سے دو مرتبہ کہا کہ میں تجھے طلاق دے دوں گا۔ جب زید نے اپنی زوجہ سے یہ کہا تو اس وقت سوائے اس کی زوجہ کے دوسرا کوئی شخص موجود نہ تھا تو از روئے شرع شریف طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔ اگر طلاق واقعی ہوگئی ہے تو زید کو کیا صورت اختیار کرنی چاہئے کہ زوجہ اس کی اس کے پاس رہے۔

۷۸۶ جواب: اگر واقعہ شوہر نے اپنی بیوی سے یہ الفاظ کہے کہ (میں تجھے طلاق دے دوں گا) تو ارادہء طلاق ہے۔ اور ارادہء طلاق، طلاق نہیں۔ (درمختار وغیرہ) وہ عورت خواہ کتنے ہی عرصے شوہر سے جدا رہی ہو اس کے نکاح میں ہے۔ اور جب نکاح باقی ہے تو شوہر اسے واپس لانے اور اپنے ساتھ رکھنے کا شرعاً پورا اختیار رکھتا ہے۔

قال الله تعالى: أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ (طلاق: 6)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ رجب المرجب ۱۴۰۰ھ

رخصتی سے قبل طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: مسماۃ بلقیس بیگم بنت سید محمود علی کا نکاح جناب جمیل احمد عرف بندو ولد اکبر علی سے نابالغی کی عمر میں آج سے چھ سال قبل ہوا تھا۔ ایک دن کے لئے رسمی رخصتی ہوگئی تھی خلوت صحیحہ نابالغی کی وجہ سے نہیں ہوئی عرصہ چھ سال مسماۃ بلقیس بیگم اپنے والدین کے ہاں رہیں اس دوران ان کے شوہر کی جانب سے کسی قسم کا خرچہ وغیرہ بھی نہیں ملا اور اب ۲۷ اپریل کو جمیل احمد نے باہمی رضامندی سے مسماۃ بلقیس بیگم کو تین طلاقیں دے دی ہیں۔ کیا مسماۃ بلقیس بیگم کو عدت کرنا ہوگی یا نہیں؟ منجانب! فقط ایک سائل، سید انوار علی برادر مسماۃ بلقیس بیگم

۷۸۶ جواب: اگر واقعہ خلوت صحیحہ عمل میں نہیں آئی اور زن وشوہر کسی طور پر تنہائی میں یکجانہ ہوئے تو شوہر کی جانب سے طلاق کی اس صورت میں، عورت پر کوئی عدت نہیں۔ وہ جب چاہے نکاح ثانی کر سکتی ہے۔ قال الله تعالى: فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عَدَاةٍ (احزاب: 49) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۰ھ

تحریر سے طلاق کا حکم/حق پرورش کس کو ہے؟

سوال: بخدمت شریف جناب مفتی صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

۱۔ فدوی نے اپنی زوجہ کو ناگزیر حالات کی بناء پر سادہ کاغذ پر طلاق نامہ تحریر کیا جس میں طلاق دینے کی تفصیلی وجوہات بیان کیں اور تین مرتبہ (طلاق دیتا ہوں) کا لفظ تحریر کیا اور اس پر دو گواہوں کے دستخط کروا کر وہ طلاق نامہ بذریعہ ڈاک رجسٹرڈ انے۔ ڈی روانہ کردی جس کی رسید وصولیابی، جس پر میری بیوی کے دستخط موجود ہیں، چند روز میں بذریعہ ڈاک مجھے موصول

ہوئی۔ یہ طلاق نامہ میں نے بہت سوچ بچار کے بعد اور اپنے پورے ہوش و حواس میں تحریر کیا تھا۔ نہ تو کسی نے مجھے اس بارے میں مجبور کیا تھا اور نہ ہی میں نے غصے کی حالت میں ایسا کیا۔ اس واقعہ کو ایک سال اور آٹھ ماہ کا عرصہ گزر چکا ہے اور اس عرصے میں میرا اور میری بیوی کا کوئی رابطہ نہیں رہا۔ لہذا شریعت کی رو سے آگاہ فرمائیں کہ طلاق ہو چکی یا نہیں؟

۲۔ میری بیوی سے میرا ایک بچہ ہے جو طلاق دینے کے وقت تقریباً ۲۰ دن کا تھا۔ وہ بچہ میری بیوی کے پاس ہی ہے۔ لہذا اگر شریعت کی رو سے طلاق ہو چکی ہے تو میں بچے (لڑکے) کو کتنی مدت میں لے سکتا ہوں اور اس کی کیا صورت ہوگی؟ برائے مہربانی ان مسائل کے بارے میں شریعت محمدیہ ﷺ کی رو سے آگاہ فرمائیں۔

فقط آپ کا خادم، فضل الرحمن ولد فیروز خان

۸۶ جواب: طلاق پڑ جانے میں کیا شک و شبہ رہا۔ اس کی عدت بھی گزر چکی۔ البتہ بچے کی پرورش کا حق اس کی ماں کو ہے اگرچہ نکاح سے باہر ہو گئی ہو۔ لڑکے کو اس کے پاس اس وقت تک رہنے دیں کہ اب اس کی حاجت نہ رہے یعنی آپ کھانا، پیتا، پہنتا، استنجاء کر لیتا ہو۔ اس کی مقدار سات برس کی عمر ہے۔ ہاں اگر بچہ کی ماں نے بچہ کے غیر محرم سے نکاح کر لیا تو اب اسے پرورش کا حق نہ رہا۔ اور ماں کی پرورش میں جب تک بچہ رہے گا وہ حق پرورش بھی لے سکتی ہے اور دودھ پلانے کی اجرت اور نفقہ بھی۔ (در مختار رد المحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ رجب المرجب ۱۴۰۰ھ

غصہ میں طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ: حاجی خان ولد امجد خان نے اپنی منکوحہ کو غصہ میں آ کر ایک سانس میں الفاظ صریحہ کے ساتھ طلاق! طلاق! طلاق! اپنی بیوی اور گھر کے چند افراد کے سامنے بولد یا لیکن گھر کے بعض افراد کہتے ہیں کہ غصہ کی حالت میں طلاق نہیں ہوتی۔ اب معلوم یہ کرنا ہے کہ کیا واقعی غصہ کی حالت میں طلاق ہوئی یا نہیں ہوئی؟

السائل حاجی خان ولد امجد خان

۸۶ جواب: غصہ وقوع طلاق سے مانع نہیں بلکہ اکثر وہی طلاق پر آمادہ کرتا اور ترغیب دیتا ہے۔ تو یہ کہنا کہ غصہ کی حالت میں طلاق نہیں ہوئی حکم طلاق کو سرے سے باطل کرنا ہے لہذا جبکہ شوہر نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں تو وہ تینوں طلاقیں پڑ گئیں۔ اب بے حلالہ ان دونوں کے مابین نکاح بھی نہیں ہو سکتا۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّىٰ تَتَرَكَ زَوْجَافَافِہ (بقرہ: 230) وقال النبی ﷺ لا حتیٰ تذوقی عسلیتہ الحدیث۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ ذی قعدہ ۱۴۰۰ھ

پاگل کیسے طلاق دے سکتا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ: ایک آدمی کا دماغی توازن خراب ہو گیا اور اس نے اپنے سر میں خود

کلباڑیاں لگائیں اس کے بعد اس کو کہا گیا کہ بیوی کو طلاق دے اس نے کہا کہ میں نے طلاق دی۔ کیا ابھی طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟ فقط محمد حسن قلندرانی، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: یہ بات ناقابل فہم ہے کہ جب اس کا دماغی توازن بگڑ گیا جس کے بظاہر معنی یہ ہیں کہ وہ پاگل و دیوانہ ہو گیا اس کے ہوش و حواس گم ہو گئے، تو اس نے یہ بات کیسے سمجھ لی کہ اس سے بیوی کو طلاق دینے کا مطالبہ کیا جا رہا ہے اور اس نے جواب میں یہ بات کیسے کہہ دی کہ (میں نے طلاق دی) بات صاف اور صحیح لکھیں تاکہ جواب دینے میں آسانی ہو۔

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ شوال المکرم ۱۴۰۰ھ

تحریر سے طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنے سر کے پاس خط لکھا۔ اس میں اس نے اپنی بیوی کو طلاق دینے کے متعلق لکھا۔ اس خط میں شوہر نے اپنا نام نہیں لکھا۔ طلاق دینے والے، کا سر کہتا ہے کہ میں نے اس سے معلوم کیا تو وہ کہتا ہے کہ میں نے پرچہ لکھا ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ اس خط کا علم لڑکی کو بھی ہو چکا ہے۔ صورت مذکورہ میں طلاق ہوئی یا نہیں؟ اور ہوئی تو کونسی ہوئی؟ فقط ایک سائل

۷۸۶ الجواب: تحریر سے طلاق کے ثبوت میں یہ ضروری ہے کہ شوہر اس کا اقرار کرے کہ میں نے یہ تحریر لکھی یا لکھوائی (خانیہ وغیرہ) تحریر پر دستخط نہ ہونا، وقوع طلاق سے مانع نہیں۔ جبکہ شوہر کو اقرار ہے، مذکورہ بالا صورت میں عورت پر تین طلاقیں پڑ گئیں۔ اب عورت اس پر بغیر حلالہ، کسی طرح حلال نہیں ہوگی۔ قال اللہ تعالیٰ: فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ، وقال النبی ﷺ: قد وقی عسیلته الحدیث۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۰ھ

کسی کے ورغلانے پر طلاق دینا

سوال: جناب قبلہ مفتی صاحب، السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: شوہر نے بیوی کے چچا اور چچی کے ورغلانے کے بعد شک و شبہ پر تین طلاق لکھ کر طلاق نامہ کی فوٹو کاپی کر کے بیوی کے چچا اور دوسرے آدمی کے ہاتھ اس طلاق نامہ کی فوٹو کاپی دے دی گئی۔ لیکن بعد میں شوہر نے تصدیق کی تو معلوم ہوا کہ شک و شبہ والی دو ورغلانے والی ساری باتیں غلط ہیں۔ اب جبکہ بیوی اپنے شوہر کے گھر اپنے بچوں کے ساتھ رہ رہی ہے۔ ایسی صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں۔ اور اگر طلاق ہوگئی ہے تو اب دوبارہ اس شوہر کے پاس بیوی بن کے کیسے رہ سکتی ہے۔ شوہر اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ اس نے تین طلاقیں دی ہیں؟ سائل۔ محمد عثمان

۷۸۶ الجواب: شوہر نے جبکہ اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں اگرچہ کسی کے ورغلانے یا دھمکانے کی وجہ سے یا کسی غلط فہمی کے باعث، بہر حال عورت پر تینوں طلاقیں پڑ گئیں۔ عورت اس مرد پر بحرمات مغلطہ حرام ہوگئی۔ بغیر حلالہ اس مرد کے لئے حلال

نہیں۔ دونوں میاں بیوی کی طرح ہرگز نہیں رہ سکتے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ **فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَتَّكِفَ زَوْجًا غَيْرَهُ** اور حدیث میں فرمایا لا حتی تذوقی عسیلته الحدیث واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ شوال المکرم ۱۴۰۰ھ
اقرار طلاق کے بعد گواہ ضروری نہیں

سوال: بخدمت جناب مفتی خلیل خان صاحب، السلام علیکم، جناب عالی!

گزارش یہ ہے کہ: میں نے اپنی بیوی فیروزہ کو تین طلاقیں دے دی ہیں۔ اس وقت میری بیوی کے علاوہ میری والدہ اور شہر احمد موجود تھے۔ اس صورت میں کیا طلاق ہوگئی؟ فقط ایک سائل، احرار احمد خان

۷۸۶ الجواب: جب شوہر کو اقرار ہے تو کسی گواہ کی بھی ضرورت نہیں۔ طلاق پڑگئی بلکہ عورت بحرمت مغلطہ اس پر حرام ہوگئی۔ اب حلالہ کے بغیر کوئی چارہء کار نہیں۔ قرآن کریم نے فرمایا **فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَتَّكِفَ زَوْجًا غَيْرَهُ**۔ واللہ تعالیٰ اعلم
العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ محرم الحرام ۱۴۰۰ھ

دو طلاقیں کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: میں (نذر محمد ولد فضل الہی) نے اپنی بیوی کو دو طلاقیں دیں۔ پانچ روز پہلے آیا اسی طلاق سے نکاح ٹوٹا یا نہیں۔ اور رجوع کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ فقط نذر محمد ولد فضل الہی

۷۸۶ الجواب: اگر مذکورہ بالا بیان واقعی ہے اور شوہر نے واقعہ صرف دو ہی بار اپنی عورت کو طلاق دی ہے تو یہ دونوں طلاقیں رجعی ہیں۔ نکاح باقی ہے اور شوہر کو رجعت یعنی اپنے نکاح میں باقی رکھنے اور اس کے ساتھ بحیثیت شوہر رہنے کا حق حاصل ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے **الطَّلَاقُ مَرَّتَيْنِ ۖ فَاِذَا مَسَّكُمُ الْمَعْرُوفُ (بقرة: 229) (الایہ)** بہتر یہ ہے کہ چند دوسرے مسلمانوں کے روبرو یہ اعلان کر دے کہ (میں نے اپنی زوجہ کو اپنے نکاح میں باقی رکھنے کا فیصلہ کیا ہے اور میں اس سے رجعت کرتا ہوں)۔ ہاں اس کے بعد اگر ایک بار بھی وہ طلاق دے دے گا تو اب عورت حرام ہو جائے گی اور حلالہ ضروری و فرض ہوگا اپنے نکاح میں پھر لانے کیلئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ شوال المکرم ۱۴۰۰ھ

”اگر نہیں آئی تو دو دن میں ہو جائے گی“ لکھنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: نام عبدالشکور نے اپنی بیوی کو یہ تحریر جو کہ سوال کے ساتھ فوٹو کاپی کی حالت میں منسلک ہے، لکھی اور دو دن کے اندر اندر اپنے گھر بلانے پر طلاق کو معلق کیا اور وہ نہیں آئی آیا یہ طلاق واقع ہوگئی؟ عبدالغفور، پنجرہ پول

(نوٹ) تحریر صاف نہ ہونے کی وجہ سے پڑھنے میں نہ آ سکی اس لئے منسلک فتویٰ نہیں کی گئی۔

۷۸۶ جواب: منسلک تحریر سے نہ یہ پتہ چلتا ہے کہ تحریر کس کی ہے۔ نہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ کس کے نام لکھی گئی ہے اور نہ یہ بات کھلتی ہے کہ طلاق کس کے آنے پر معلق کی جا رہی ہے۔ جب تک یہ باتیں صاف صاف نہ لکھی جائیں گی جواب کیسے دیا جاسکتا ہے۔

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

۷۸۶ جواب: پورا خط پڑھ کر معلوم ہوا کہ شوہر نے اپنی ساس کو خط میں اپنی بیوی کے متعلق وہ کلمات لکھے کہ اگر نہیں آئی تو دو دن میں ہو جائے گی۔) اور ظاہر ان کلمات سے تعلیق طلاق ہے یعنی دو دن میں نہیں آئی تو طلاق پڑ جائے گی اور اسی تحریر کی بنیاد پر اور ظاہر اوا احتیاطاً یہ ایک طلاق رجعی ہے۔ عدت کے دوران شوہر کو رجعت کا حق حاصل تھا لیکن اب کہ عدت گزر چکی نکاح ٹوٹ گیا۔ اب شوہر کو دوبارہ نکاح کا اختیار ہے۔ بغیر حلالہ، نکاح ہو سکتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ الطَّلَاقُ مَرَّتَيْنِ الْاٰیَم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ شعبان المعظم ۱۴۰۰ھ

طلاق ثلاثہ کا حکم

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب، السلام علیکم

بعد سلام گزارش یہ ہے کہ مندرجہ ذیل مسئلہ کا فتویٰ حدیث و قرآن کی رو سے صادر فرمایا جائے۔

زید نے اپنی بیوی کو تین مرتبہ طلاق کہا وہ حاملہ تھی۔ کیا طلاق ہو گئی۔ بعد میں گھر والوں نے مصالحت کروا کر دوبارہ زید کا اپنی بیوی سے رابطہ پیدا کر دیا اس کے بعد چار بچوں کی ولادت ہوئی۔ کیا یہ بچے زید کی جائز اولاد ہیں۔ اور اب بھی زید اپنی بیوی کے ساتھ زندگی گزار رہا ہے۔ کیا یہ زندگی جائز اور حلال ہے؟ برائے مہربانی اس مسئلہ کا حل پیش کیا جائے۔ نوازش ہوگی۔ (نوٹ) یہ بھی وضاحت فرمائیں کہ اگر یہ لوگ باز نہیں آئیں تو ان لوگوں کے ساتھ مسلمانوں کے روابط کیسے ہونے چاہئیں؟

فقط نیاز مند حمید خان ولد حسین خان

۷۸۶ جواب: جب طلاقیں تین تک پہنچ جائیں پھر وہ عورت اس کے لئے بے حلالہ، کسی طرح حلال نہیں ہو سکتی اگرچہ وقت طلاق وہ حاملہ ہو۔ اور تین طلاقوں کے بعد وہ ایسی حرام ہے کہ باہمی رضامندی یا کسی کے جبر و اکراہ سے ان دونوں نے نکاح کر بھی لیا تو یہ نام نکاح کچھ مفید نہ ہوگا اور یہ جھوٹا نام نکاح کا، اس حرام کو حلال، ناجائز کو جائز نہ کر دے گا۔ وہ صحبت زنا ہوگی اور اگر اسے مسئلہ معلوم ہے تو یہ زانی اور شرعاً سزائے زنا کے مستحق ہیں۔ اور جو اولاد اس صحبت سے ہوگی وہ ولد الزنا اور ترکہ پدری سے محروم ہوگی (درمختار وغیرہ) پس چارہ کار یہی ہے کہ یہ دونوں فوراً ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں اور اللہ عزوجل کے غضب سے ڈر کر اپنے ان کبیرہ گناہوں سے توبہ کریں۔ اگر یہ دونوں اس حکم شرعی پر عمل کریں فیہا۔ اور اگر نہ مانیں اور اسی حالت پر رہیں یا بے حلالہ، آپس میں یہ نکاح کر لیں تو ایمان والے مرد، ایمان والی بیباں، انہیں یک لخت چھوڑ دیں۔ نہ اپنے پاس بیٹھنے دیں نہ خود ان کے پاس بیٹھیں۔ قال اللہ عزوجل فَلَا تَقْعُدُوا عَلَى الْكُرْئِيِّ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ① (انعام: 68)، (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ شعبان المعظم ۱۴۰۰ھ

بغیر نکاح، طلاق کے بعد دوبارہ رکھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ: میرا سر ایک شخص کا بھائی بنا ہوا تھا اور میری ساس مرچکی تھی۔ میرے سر نے بنے ہوئے بھائی کی بیوی کو گھر میں ناجائز طور پر رکھا ہوا ہے۔ جبکہ شوہر نے اس کو طلاق نہیں دی اور نہ ہی کورٹ سے کوئی طلاق ہوئی۔ اس عورت کا شوہر غریب بھی بہت ہے کیس لڑ نہیں سکتا۔ شوہر کہتا ہے کہ یہ جو اولاد ہے میری نہیں ہے۔ اور بیوی کہتی ہے کہ میرے شوہر سے ہی اولاد ہو رہی ہے۔ جبکہ عورت اپنے شوہر سے ملتی بھی نہیں ہے۔ اب جواب طلب مسئلہ یہ ہے کہ

۱۔ اس عورت کے شوہر کو یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ جو اولاد ہو رہی ہے حرام ہے طلاق کا دینا ضروری ہے یا نہیں؟

۲۔ میرا سر جو کہتا ہے کہ میں جو کر رہا ہوں وہ ٹھیک ہے۔ اس کے لئے کیا حکم ہے؟

۳۔ اس وقت جو اولاد ہو رہی ہے اس کے لئے کیا حکم ہے؟

۴۔ میرا میری بیوی بچوں کا اپنے سر کے گھر جانا یا کھانا پینا رہنا سلام کلام جائز ہے یا نہیں؟ اس لئے کہ حرام ہو رہا ہے؟

۵۔ اس عورت کا شوہر کو، جو پیسے سے، طاقت سے، ہر چیز سے کمزور ہے۔ طلاق دینا ضروری ہے یا کوئی اور قدم اٹھائے۔ اس کے کچھ نہ کرنے سے حرام ہوتا رہے گا؟ مہربانی فرما کر اس اہم مسئلہ کو جلد از جلد حل فرما کر ہم لوگوں کو اس گناہ عظیم سے نجات دلائیں۔ فقط والسلام عبدالعزیز

۸۶۷ جواب: عورت اگر واقعۃً ان افعال خبیثہ پر قائم ہے اور اس کا حقیقی شوہر باوجود قدرت اس کی روک تھام نہیں کرتا تو یہ خود دیوث ہے اور سخت کبیرہ گناہ کا مرتکب۔ مگر یہ حکم اس کی بے غیرتی پر ہے۔ نفس نکاح پر اس سے کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اور جب تک یہ اس عورت کو طلاق نہیں دیتا، وہ عورت بدستور اس کے نکاح میں باقی ہے اور اسے خواہ کسی شخص کو اس سے نکاح بھی حلال نہیں۔ اگر کر بھی لیا تو جیسے اب تک وہ دونوں زنا میں مبتلا رہے، یو ہیں اس نکاح بے معنی کے بعد بھی زانی و زانیہ رہیں گے۔ اور یہ جھوٹا نام نکاح کا کچھ مفید نہ ہوگا۔ مرد کو چاہئے کہ وہ اس آوارگی کا سد باب نہیں کر سکتا تو عورت کو طلاق دے دے۔ اور اس مرد اور عورت دونوں پر فرض ہے کہ فوراً فوراً جدا ہو جائیں اور اللہ عزوجل کے غضب سے ڈر کر اپنے ان کبیرہ گناہوں سے توبہ کریں اور عورت اپنے شوہر کے ساتھ نہ رہنا چاہے تو اسے اختیار ہے کہ اپنے شوہر سے طلاق حاصل کرے جب وہ طلاق دے دے تو اب تین کامل حیض گزار کر جس سے چاہے نکاح کرے۔ اگر دونوں اس حکم الہی پر گردن رکھیں اور عمل میں لائیں فبہا۔ اگر نہ مانیں اور اسی حالت پر رہیں یا بے طلاق حاصل کئے، آپس میں نکاح کر لیں تو ایمان والے مرد اور ایمان والی بیباں نہیں یک لخت چھوڑ دیں۔ نہ اپنے پاس بیٹھنے دیں نہ خود ان کے پاس بیٹھیں۔ قال اللہ عزوجل وَإِذَا يُنكِحُ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ النِّكَاحِ مَعَ الْقَوَّامِ الظَّالِمِينَ ⑤ (انعام) واللہ تعالیٰ اعلم

العبید محمد خلیل خان قادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ ذی قعدہ ۱۴۰۰ھ

تین طلاق کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص مسمی محمد صادق ولد حاجی محمد نے اپنی بیوی مستات مہر النساء بنت بہرام کو تین مرتبہ طلاق دی اور ایک اسٹامپ بھی لکھ دیا جس پر اس کے گواہوں کے دستخط موجود ہیں۔ اب محمد صادق دوبارہ مہر النساء کو اپنے ساتھ رکھنا چاہتا ہے شرعاً ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

فقط السائل خاتون مصری شاہ، حیدر آباد، سندھ

۷۸۶ جواب: طلاق نامہ میں صاف طور پر لکھا ہے کہ آء محمد صدیق پنہنجی رضا خوشی سان مسعات مہر النساء دہی بہرام کی..... طلاق ذنی طلاق ذنی الخ اور جب طلاقیں تین تک پہنچ جائیں تو وہ عورت اس شوہر کے لئے بے حلالہ کسی طرح حلال نہیں ہو سکتی۔ قال اللہ تعالیٰ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا خَيْرًا (بقرہ: 230) تاہم اگر کسی کے کہنے سننے سے یا مجبور کرنے سے عورت کو گھر میں رکھ بھی لیا تو اس سے صحبت زنا ہوگی۔ اور اس کے گناہ میں سب لوگ جو اس پر راضی ہوں گے سب شرعاً شریک اور اس کے عذاب کے مستحق ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان قادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ ذی قعدہ ۱۴۰۰ھ

دماغی توازن درست نہ ہونے پر طلاق لینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: میرا حقیقی بھائی احمد شاہ کا دماغی توازن درست نہیں ہے پہلے ٹھیک تھا۔ اس کی بیوی رمضانہ اپنا نکاح کسی دوسرے سے کرنا چاہتی ہے۔ کیا دماغی توازن خراب ہونے کی صورت میں بغیر طلاق لئے نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اگر اس صورت میں نکاح ہو سکتا ہے تو اس کے بعد میرے بھائی کے بچوں پر میرا حق ہے یا اس کی ماں کا حق ہے۔ آپ ہمیں قرآن اور حدیث پاک کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

منجانب! کالوشاہ بخاری ولد فجر علی شاہ بخاری

۷۸۶ جواب: دماغی توازن درست نہیں ہے، یہ ایک مبہم اور گول مول بات ہے۔ بہر حال اگر شوہر واقعی مجنون یا پاگل ہے تو نہ خود وہ طلاق دے سکتا ہے نہ اس کی طرف سے اس کا ولی۔ اور جب طلاق نہیں تو نکاح باقی ہے۔ اور جب نکاح باقی اور عورت اس کی زوجیت میں ہے تو ظاہر ہے کہ اس عورت کا نکاح کسی اور مرد سے نہیں ہو سکتا۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ (تم پر حرام ہیں شوہروالی بیبیاں۔) تاہم اگر عورت نے نکاح کر بھی لیا تو یہ نام نکاح اس حرام کو حلال، اور ناجائز کو جائز نہیں کر سکتا۔ وہ بدستور شوہر کی زوجہ ہے اور رہے گی۔ درمختار میں ہے لَا يَتَخَيَّرُ أَحَدُ الزَّوْجَيْنِ بَعِيْبَ الْآخَرِ وَلَوْ فَلَاحْشاً كَجُنُونٍ وَجَذَامٍ۔ (ص ۸۲۲، ج ۲ طبع قدیم ص ۷۵۶ طبع جدید، دمشق، سوریا) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان قادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ صفر المظفر ۱۴۰۱ھ

تین طلاقوں کے بعد حلالہ لازم ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ: مسی خلیل احمد نے اپنی بیوی نسیم بنت محمد اقبال کو اشامپ پر طلاق نامہ لکھ کر دیا ہے۔ اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

۷۸۶ جواب: ہوالموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں مسماۃ نسیم بنت محمد اقبال پر تین طلاق مغلظہ واقع ہو گئیں اور اب یہ عورت اپنے سابق شوہر خلیل احمد کے لئے بے حلالہ کسی طرح حلال نہیں ہو سکتی۔ قال اللہ تعالیٰ: فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَتَّكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ (بقرہ: 230) اور حلالہ کے معنی یہ ہیں کہ اس طلاق کی عدت گزر جائے پھر وہ عورت دوسرے سے نکاح کرے اور اس سے ہم بستر بھی ہو پھر وہ طلاق دے یا مر جائے اور بہر حال اس کی بھی عدت گزر جائے اس کے بعد پہلے سے نکاح ہو سکتا ہے ورنہ نہیں، اگر بغیر نکاح ثانی و حلالہ کے گھر میں رکھ لیا اگرچہ کسی کے جبر و اکراہ یا زبردستی سے تب بھی صحبت جائز نہ ہوگی بلکہ زنا ہوگا، غرض یہ کہ بے حلالہ اس کے ساتھ نہ جانے دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۹۸۰ء ۱۲۔۱۰

۷۸۶ الجواب صحیح وصواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، یکم شعبان المعظم ۱۴۰۰ھ

حلالہ کے مسئلہ سے ناواقف ہونا عذر نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید اور اس کی زوجہ ہندہ کے آپس میں اختلاف کی وجہ سے زید نے ہندہ کو غصہ کی حالت میں دھمکانے کے انداز میں کہا ”میں تمہیں طلاق دیتا ہوں“۔ زید کہتا ہے کہ اب مجھے اتنا یاد نہیں کہ میں نے لفظ طلاق کتنی مرتبہ دہرایا ہے البتہ اتنا شک ضرور پڑتا ہے کہ میں نے اسے تین یا چار مرتبہ دہرایا مگر اس فقرے کی اہمیت کا مجھے علم نہ تھا اور نہ ہی میری بیوی کو۔ اس واقعہ کو تقریباً تین سال گزر چکے ہیں جبکہ تین سال کے عرصے میں میری زوجہ ہندہ سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئی ہے۔ کہ اچانک ایک مولانا سے لفظ طلاق کی اہمیت کا علم ہوا تو میں خوف خدا سے کانپ اٹھا میں نے یہ مسئلہ یہاں کے کئی عالموں سے پوچھا لیکن مجھے کوئی مطمئن نہ کر سکا۔

۱۔ مجھے یہ خیال ہر وقت ستاتا ہے کہ کہیں میری بیوی کو طلاق تو نہیں ہوگئی؟

۲۔ اگر طلاق ہوگئی ہے تو اس صورت میں غیر دانستہ طور پر جو اس عرصہ میں اپنی بیوی کے ساتھ گزار چکا ہوں اس کا کیا حکم ہے؟

۳۔ اگر خدا نخواستہ طلاق ہوگئی ہے تو دوبارہ میرا نکاح ہندہ سے کس صورت میں ہوگا؟

۴۔ اگر خدا نخواستہ طلاق ہوگئی ہے تو اس دوران پیدا ہونے والی اولاد کے سلسلے میں از روئے شرع کیا حکم ہے؟

قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ فقط والسلام، السائل غلام سرور ٹیلر ماسٹر

۷۸۶ الجواب: جب آپ نے صاف صریح الفاظ میں اپنی بیوی سے کہا کہ (میں تمہیں طلاق دیتا ہوں) اگرچہ غصہ کی حالت میں، اور یقیناً تین چار مرتبہ کہا تو طلاقیں اسی وقت پڑ گئیں اور دونوں کے مابین نکاح ٹوٹ گیا۔ اب حلالہ کے بغیر عورت

شوہر کو حلال نہ رہی اگرچہ اسے اس کا علم نہ ہوا اگرچہ وہ اس فقرے کی اہمیت سے واقف نہ ہو۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدِ حَتَّىٰ تَشْكَرَ وَزَوْجًا غَيْرَہٗ اور حدیث میں تصریح لا حتیٰ تذوقی عسیلتہ (الحديث)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ مولائے کریم معاف فرمائے۔ تین طلاقوں کے بعد وہ صحبت زنا ہوگی اور اگر مسئلہ معلوم ہے کہ عورت حلال نہیں رہی جبکہ تین طلاقیں دے دی جائیں۔ پھر بھی زن و شوہر کے تعلقات رکھے تو شوہر زانی، اور شرعاً سزائے زنا کا مستحق اور اولاد و ولد الزناء لیکن سائل اس سے ناواقف ہونا بیان کرتا ہے تو چارہء کار فوراً علیحدگی اور سچی توبہ ہے۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ جب تک حلالہ نہ ہو، نکاح حلال نہیں۔ حلالہ یہ کہ عدت گزار کر، عورت دوسرے سے نکاح کرے اور وہ اس سے ہم بستر بھی ہو۔ پھر وہ طلاق دے یا مرجائے اور بہر حال اس کی عدت گزار جائے اس کے بعد پہلے سے نکاح ہو سکتا ہے ورنہ نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ

خلوت صحیحہ نہ ہوئی تو عدت نہیں ہے

سوال: بخدمت جناب مفتی خلیل خان صاحب، السلام علیکم، جناب عالی!

ایک لڑکی جس کی نابالغی میں شادی ہوئی، عمر تقریباً گیارہ سال میں یہ شادی ہوئی جبکہ نکاح ہوا اور نکاح کے بعد سے لڑکی اپنے والدین کے پاس ہی رہی اور کچھ عرصے کے بعد دونوں فریقین کی جانب سے اور لڑکے کی رضامندی سے طلاق ہو گئی۔ اب جناب سے گزارش عرض یہ ہے کہ جبکہ لڑکی اپنے شوہر کے پاس نہیں گئی اور کسی قسم کا لڑکی کا اپنے شوہر سے کوئی تعلق نہ ہوا تو اب اس صورت میں ہمیں یہ فتویٰ عنایت فرمائیں کہ لڑکی پر عدت واجب ہوتی ہے یا کہ نہیں۔ برائے کرم مہربانی فرما کر ہمیں صحیح فتویٰ عنایت کر دیا جائے تاکہ ہم لڑکی کا دوسری جگہ نکاح کر سکیں؟ فقط والسلام السائل عاشق علی

۸۶ جواب: جس وقت لڑکی کو طلاق دی گئی اس وقت اس کا شوہر اگر عاقل بالغ تھا تو طلاق پڑ گئی۔ پھر جبکہ خلوت صحیحہ کی نوبت نہ آئی اور تنہائی میں دونوں کبھی یکجا نہ ہوئے کہ طلاق دے دی گئی تو عدت بھی نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ فَمَا لَكُمْ عَلَیْہِِنَّ مِنْ عَدَاۃٍ (احزاب: 49) لڑکی اگر اب بالغ ہے تو وہ، ورنہ اس کے اولیاء اس کے نکاح ثانی کا اختیار رکھتے ہیں جب چاہیں دوسرے سے نکاح کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ شعبان المعظم ۱۴۰۰ھ

طلاق رجعی کی صورت

سوال: میں اپنی خوشی اور ہوش و حواس قائم رکھتے ہوئے اپنی عورت کو طلاق دے رہا ہوں کیوں کہ اس سے میں بہت پریشان ہو چکا ہوں۔ یہ عورت بہت ہی بد زبان عورت ہے نہ میرا کہنا مانتی ہے، اور کہتی ہے کہ تم کون ہوتے ہو مجھ کو روکنے والے، میں اپنی مرضی کی مالک ہوں، لہذا میرا آج سے اس عورت سے کوئی واسطہ نہیں ہے اور اس سے پہلے بھی میرے سے

کراچی میں جب میں عید پر گیا تب بھی وہ مجھ سے وہاں نہیں ملی جب میں نے اپنی ساس سے پوچھا کہ وہ کہاں گئی ہے! تو اس نے بھی کہا کہ وہ اپنی مرضی کی مالک ہے۔ تم کون ہو۔ تو میں اپنے چاروں بچوں کو لے آیا۔ لیکن انہوں نے اپنی لڑکی کو نہیں بھیجا۔ اس کے بعد اس کی والدہ آتی ہیں اپنی لڑکی کو لے کر اور مجھ سے کہتی ہے کہ مجھے طلاق دے دو میں یہاں نہیں رہتی۔ اپنے چاروں بچے سنبھالو لہذا اب اس کا بچوں سے کوئی واسطہ نہیں ہے کیوں کہ اس کو میں طلاق دیتا ہوں۔ فقط والسلام سائل فتح محمد ۷۸۶ الجواب: یہ صورت طلاق مغلطہ کی نہیں۔ نہ اس خط سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ شوہر نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ دو طلاقیں رجعی پڑیں اور طلاق رجعی میں عدت کے اندر رجعت اور عدت کے گزرنے پر نکاح ثانی کا اختیار ہے۔ شوہر اگر چاہے تو حلالہ کے بغیر اسے اپنے نکاح میں لاسکتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ الطَّلَاقُ مَرَّتَيْنِ فَإِنْ سَاكَ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيَةً بِإِحْسَانٍ (البقرہ: 229)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ محرم الحرام ۱۴۰۱ھ

مہر۔ طلاق۔ پرورش

سوال: محترم جناب علامہ مفتی محمد خلیل خان برکاتی صاحب، السلام علیکم، جناب عالی! مودبانہ گزارش از طرف محرم علی ولد دلی محمد ذات شیخ، ساکن ضلع خیر پور میرس، طلاق مطلقہ کے لئے، مندرجہ حقائق کے متعلق فتویٰ کے لئے درخواست عرض ہے۔

۱۔ حق مہر فوراً ادا نہیں کیا گیا ہے اور نہ ہی ملا ہے۔

۲۔ مسٹر شہاب الدین جو کہ میرا داماد ہے اس نے خود رضا و خوشی سے ایک ماہ کے لئے اجازت دی تھی مگر وہ خود آج دن تک ہمارے پاس نہیں آیا ہے نہ ہی ہم نے خرچ وغیرہ لیا ہے۔

۳۔ گواہ بھائی نہیں ہو سکتے ہیں۔

۴۔ مسٹر شہاب الدین کا میں سر ہوں لیکن اس نے طلاق نامہ میرے لڑکے فیض محمد کو روانہ کیا تھا۔

۵۔ ہم کو طلاق نامہ کا سچا نقل نہیں ملا ہے لیکن فوٹو اسٹیٹ کاپی ملی ہے۔

۶۔ اس لئے میری لڑکی طلاق لینا نہیں چاہتی ہے کیوں کہ وہ بے تصور ہے۔

۷۔ اسلام کی رو سے میری لڑکی کفارہ دینا چاہتی ہے اور طلاق لینا نہیں چاہتی۔

۸۔ طلاق نامہ کی فوٹو کاپی منسلک سوال ہے۔

مندرجہ ذیل بالا حقائق کے پیش نظر اس شہاب الدین کو دوا کیا ہے خدا کے واسطے جو صحیح فتویٰ ہے وہ دینا فرمائیں گے تو عین نوازش ہوگی۔ محرم علی ولد دلی محمد شیخ

۷۸۶ الجواب: مہر، خالص عورت کا حق ہے۔ صورت مذکورہ بالا میں پورا مہر ادا کرنا شوہر پر واجب ہے اگرچہ عورت معاذ

اللہ فسق و فجور میں مبتلا ہو۔ درمختار میں ہے یتا کد عند وطی او خلوة صحت او بیوت احد ہما۔ واللہ تعالیٰ اعلم
۲۔ شوہر کو جب طلاق نامہ کا اقرار ہے تو یہاں نہ تو گواہوں کی حاجت نہ اس کی ضرورت کہ وہ طلاق نامہ کس نے وصول کیا۔
طلاقیں پڑ گئیں اور نکاح ٹوٹ گیا۔ اب بغیر حلالہ، عورت اپنے شوہر کے لئے حلال نہ رہی۔ قال اللہ تعالیٰ 'فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ
بَعْدِ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ'۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ عورت کے چاہنے نہ چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ شوہر نے طلاق دے دی، عورت لاکھ رد کرے۔ طلاق واقع ہو جائے گی
کہ طلاق ایک پتھر اور نکاح ایک شیشہ۔ پتھر شیشے پر پڑے گا تو اسے ٹوٹنا ہی ہے۔ خصوصاً جبکہ طلاق تین تک پہنچ جائیں۔
کفارہ اس کا کچھ نہیں۔ چارہ کار حلالہ ہے۔ کہ عورت، عدت گزار کر، کسی اور سے نکاح کرے اور وہ اس سے ہم بستری
کرے۔ پھر چاہے تو اسے طلاق دے۔ اب اس طلاق کی عدت گزرنے پر، شوہر اول کے لئے حلال ہوگی۔ حدیث شریف
میں ہے لا حتی تدوقی عسیلتہ انت۔ (الحدیث) اور یہی قرآنی فیصلہ ہے حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ (بقرہ: 230)
واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ بچہ کی پرورش کا حق، ماں کے لئے ہے خواہ وہ نکاح میں ہو یا نکاح سے باہر ہو گئی ہو۔ اور بچہ ماں کی پرورش میں ہو تو ماں
پرورش کا معاوضہ بھی لے سکتی ہے اور دودھ پلانے کی اجرت اور بچہ کا نفقہ بھی۔ اور لڑکی اس وقت تک عورت کی پرورش میں
رہے گی کہ حد شہوت کو پہنچ جائے اور اس کی مقدار نو برس کی عمر ہے۔ ہاں اگر بچہ کی ماں نے غیر محرم سے نکاح کر لیا تو اسے
پرورش کا حق نہ رہا۔ (عالمگیری۔ درمختار وغیرہ۔) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ شعبان المعظم ۱۴۰۰ھ

جبری طلاق کا حکم

سوال: بخدمت جناب عالی مرتبت مفتی دارالعلوم احسن البرکات، السلام علیکم
گزارش یہ ہے کہ: میرا نکاح تقریباً ایک سال سے زیادہ ہو گیا مسماۃ بھوری بنت علی بخش سے ہوا تھا قاضی صاحب جو گاڑی
کھاتہ میں ہیں میرا نکاح پڑھایا تھا جبکہ مسماۃ بھوری پہلے بھی طلاق شدہ تھی اور اسی دوران اس نے خود مختاری کا سرٹیفکیٹ
کورٹ سے فرسٹ کلاس مجسٹریٹ سے لیا تھا۔ لیکن اسی رات تقریباً ۱۲ بجے مسماۃ بھوری کے گھر والوں نے میرے گھر آ کر
جھگڑا کیا اور میری بیوی کو اسی رات اپنے ساتھ لے کر میرے پور خاص چلے گئے۔ چند روز یہ جھگڑا پولیس اور عدالت میں چلتا رہا
اور میں ہر جگہ جیتتا رہا جبکہ اس کے رشتے داروں کی کچھ نہیں چلی اور میرا نکاح غلط ثابت کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ اب
جبکہ ان کی کوئی کارروائی نہ چلی تو مجھ سے طلاق معرفت میونسپل کونسلر غلام رسول شاہ کے مانگنے لگے۔ میں نے اس پر اذکار کیا اور
میں نے کہا کہ اس نے حق زوجیت بھی ادا نہیں کیا ہے۔ اس پر وہ مجھے دھمکانے لگے اور ہر طرح دہشت زدہ کرنے لگے اور اس
پر بھی میں نے طلاق نہیں دی تو غلام رسول شاہ میونسپل کونسلر نے مورخہ ۲۱۔۴۔۱۹۸۰ء کو مجھے بلا کر سادے کاغذ پر دستخط لئے

میں نے نہ تو زبان سے طلاق دی ہے اور نہ ہی کسی قسم کا ذکر کیا ہے، طلاق کا۔ مہربانی فرما کر مجھے اس شرعی حکم کا سرٹیفکیٹ عنایت فرمایا جائے کہ اس طرح طلاق ہو گئی ہے یا نہیں؟ فقط ایک سائل مقصود علی ولد عبد الوحید

۷۸۶ الجواب: سائل کا بیان اگر صحیح اور واقعی ہے تو سادہ کاغذ درکنار، اگر طلاق نامہ پر بھی کسی کے جبر و اکراہ سے دستخط کر دیئے مگر زبان سے الفاظ طلاق ادا نہ کئے تو طلاق نہ پڑے گی۔ تنویر الابصار میں ہے فلو اکراه علی ان یکتب طلاق امراته فکتب لا تطلق الخ مگر یہ اس صورت میں ہے کہ وہ اکراہ شرعی ہو کہ اس سے ضرر رسائی کا اندیشہ ہو اور وہ ایذا پر قادر ہو۔ صرف اس قدر کہ اس نے اپنے سخت اصرار سے مجبور کر دیا اور اس کے لحاظ پاس سے اسے لکھتے بنی، اکراہ کے لئے کافی نہیں۔ یوں لکھے گا یا طلاق نامہ پر دستخط کر دے گا تو طلاق ہو جائے گی۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ) اور سادہ کاغذ پر دستخط کر دینا یا کرا لینا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۰ھ

شرائط کی خلاف ورزی پر طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ: زید نے ایک اقرار نامہ یا مضمون، اسٹامپ پر اپنے خسر کو دیا کہ میری بیوی کو اختیار ہوگا کہ وہ چار آدمیوں میں جو میں نے اس اقرار نامہ میں لکھ کر دیا ہے اس کی رو سے جو بھی مذکورہ شرائط پوری نہ کر سکا تو میری بیوی کو اختیار ہوگا کہ بغیر کسی چون چرا کے مجھ سے طلاق لے لے۔ (چنانچہ ایک شرط کی پابندی بھی نہ کرنے کی صورت میں طلاق تصور کی جائے گی۔) لیکن زید نے اس اقرار نامہ میں درج ایک بھی شرط پوری نہ کی۔ آیا اس صورت میں اس پر طلاق پڑی یا نہیں؟ فقط والسلام، عبد اللطیف

۷۸۶ الجواب: اگر واقعہ زید نے اقرار نامہ میں مذکور شرائط یا ان میں سے کوئی ایک بھی شرط پوری نہ کی مثلاً اسے نان و نفقہ نہ دیا یا اسے الگ مکان مہیا نہ کیا یا کسی اور جائز شرط کی خلاف ورزی کی، تو اقرار نامہ کی رو سے، اس کی زوجہ پر ایک طلاق رجعی پڑ گئی۔ عدت کے اندر اسے رجوع کا اختیار ہے بشرطیکہ پہلے کبھی دو طلاقیں نہ دے چکا ہو۔ ورنہ تین طلاقیں ہو گئیں اور بے حلالہ ان کے مابین نکاح نہ ہو سکے گا اور عدت گزر جائے تو اب رجعت نہیں کر سکتا۔ دوبارہ نکاح ضروری ہے بشرطیکہ طلاق تین تک نہ پہنچیں۔ ہاں جو شرطیں خلاف شرع ہیں وہ سب باطل و مردود ہیں مثلاً یہ کہ میں اپنے والدین سے آئندہ کوئی واسطہ نہیں رکھوں گا اور نہ ان سے ملوں گا۔ (فتاویٰ رضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ ذی قعدہ ۱۴۰۰ھ

طلاق واپس نہیں ہوتی

سوال: بخدمت جناب مفتی اعظم سندھ، مہتمم و سرپرست دارالعلوم احسن البرکات، السلام علیکم کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ: میری شادی تقریباً گیارہ سال پہلے یعنی ۱۹۶۹ء میں میرے خالہ زاد سے

ہوئی۔ شوہنی قسمت کہ ۹ سال سے زائد عرصہ گزرنے کے بعد بھی میرے ہاں اولاد نہیں ہوئی اور اس بناء پر وہ شخص (میرا شوہر) اکثر مجھے سخت دست کہا کرتا تھا اور دوسری شادی کا مطالبہ کرتا تھا۔ جب اس بات پر میں نے رنج کا اظہار کیا تو اس نے بارہا مجھے چھوڑنے کی دھمکی دی اور میں اکثر خاموش اور خوفزدہ ہو جاتی۔ آخر یکم اپریل ۱۹۷۹ء کو اس نے مجھے بغرض علاج گھر سے باہر نکالا اور چند دن ہسپتال میں رہی وہاں سے بہلا پھسلا کر میری والدہ کے پاس لطیف آباد چھوڑ دیا۔ پھر جلد ہی معمولی سی بات پر جھگڑا کر کے مجھے کہا کہ (اب تم تمام عمر یہیں رہو گی) میں حیران رہ گئی۔ یہ مجھے چھوڑ کر چلا گیا۔ میں نے جب بھی گھر لے جانے کے لئے اس کو پیغام بھیجا تو اس نے انکار کر دیا کہ (اب تم زندگی بھر میرے گھر میں داخل نہیں ہو سکتی ہو)۔ کئی معزز لوگوں نے اس کو سمجھایا مگر وہ باز نہ آیا اور سب سے یہ کہا کہ (میں اس عورت کو چھوڑ چکا ہوں) تقریباً چار مرتبہ میں خود بزرگوں اور اپنے سر پرستوں کے ہمراہ اس کے گھر گئی تو بے عزت کر کے نکال دیا میں نے پیروں میں گر کر اپنے نادیدہ و نادانستہ غلطی کی معافی مانگی تو مجھے کہہ دیا کہ خبردار میرے جسم کو ہاتھ نہ لگانا (اب میرے تمہارے رشتے ختم ہو چکے ہیں)۔ اور اس طرح چار پانچ مرتبہ ذلیل کر کے میں اپنی والدہ کے پاس روانہ کر دی گئی اور مورخہ ۱۹۸۰/۱/۸ کو اس نے مجھے اچانک طلاق دے دی اور طلاق نامہ بذریعہ عدالت گھر بھیج دیا۔ اس انتہائی اقدام سے میں شپٹا گئی۔ میں نے طلاق نامہ وصول کیا اور سنا اور اس کے گزشتہ رویہ کی روشنی میں حقیقت سمجھ کر قبول کر لیا۔ آخر ۹۰ دن تک کوئی مصالحت نہ ہو سکی نہ ہی اس عرصہ میں ہماری گفت و شنید ہوئی۔ اس نے طلاق کو مشتہر بھی کر دیا۔ اور لوگوں نے سنا تو مجھ سے اظہار ہمدردی کی۔ میں نے ذہنی اور قلبی طور پر اس کی دی ہوئی طلاق قبول کر لی اور صبر کیا۔ اب اس شخص نے خدا جانے کیوں اور کس لئے عدالت سے اجازت لے کر دوسری شادی بھی کر لی ہے اور اپنا طلاق نامہ ۱۹۸۰ء ۸/۴ کو واپس لے لیا ہے اور مجھے عدالت کا فیصلہ بھجوا دیا ہے کہ تم میری زوجیت میں رہو گی۔ لیکن اس وقت سے اپنے آپ کو مطلقہ تصور کرتی ہوں اور آپ سے معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ قرآن و سنت کی روشنی میں شرعی مسئلہ کیا ہے۔ جلد تحریر فرمائیں فقط والسلام سائلہ، ضیاء خانم، دختر حکیم اعجاز الدین قریشی مرحوم

۷۸۶ جواب: سائل کی تحریر بتاتی ہے کہ شوہر نے متعدد مجلسوں میں کہا کہ میں اس عورت کو چھوڑ چکا ہوں۔ بیوی سے کہا کہ میرے تمہارے رشتے ختم ہو چکے ہیں۔ (اور پھر سب سے آخر میں طلاق نامہ بھیج دیا)۔ تو تین طلاقیں کے وقوع میں اب کونسا شبہ رہ گیا۔ صورت مذکورہ میں تین طلاقیں ہو گئیں۔ عورت بے حلالہ اس کے نکاح میں نہیں آ سکتی۔ اگرچہ کوئی فرد یا جماعت بظاہر ان میں صلح کرادے۔ یا شوہر اپنا طلاق نامہ واپس لے لے کہ یہ ایک مہمل فعل ہے۔ نکاح شیشہ ہے اور طلاق سنگ، شیشہ پر پتھر پڑے گا تو شیشہ ٹوٹ جائے گا۔ پھر یہ فیصلہ، قرآنی فیصلہ ہے۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرًا۔ اور یہ فیصلہ، بارگاہ رسالت کا فیصلہ ہے۔ قال رسول اللہ ﷺ لَا حَتَّى تَذُوقِيَ عَسِيلَتَهُ وَيَذُوقَ عَسِيلَتَكَ۔ بہر حال اب رجعت کی کوئی گنجائش نہیں اور حلالہ کے بغیر عورت اس شوہر پر حلال نہیں۔ اگر دوبارہ یہ دونوں زن و شوہر کی طرح رہیں گے تو اللہ کے گناہگار اور حرام کاری کے مرتکب ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ شوال ۱۴۰۰ھ

تحریری طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ: میں نے اپنی بیوی زبیدہ کو تحریری طور پر طلاق دی جبکہ یہ طلاق لکھتے وقت، دیتے وقت، میری مراد تین طلاق کی تھی اور بیوی کو مکمل چھوڑنے کا ارادہ تھا۔ آیا یہ میرے نکاح سے نکل چکی ہے یا اب بھی کچھ گنجائش باقی ہے؟ نظام الدین

۷۸۶ الجواب: صورت مسئلہ میں عورت پر تینوں طلاقیں پڑ گئیں دونوں ایک دوسرے پر حرام ہو گئے۔ اب بغیر حلالہ، نکاح بھی حلال نہیں۔ چارہ کار صرف حلالہ ہے۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَتَّكِفَ حَرْزًا وَجَائِزَةً۔ واللہ تعالیٰ اعلم
العبد محمد خلیل خان قادری البرکاتی النوی عفی عنہ ۲۰ شوال المکرم ۱۴۰۰ھ

تحریری طلاق کا حکم

سوال: محترم جناب مفتی محمد خلیل خان صاحب، السلام علیکم، جناب عالی گزارش احوال یہ ہے کہ منشی بنام عبدالسلیم ولد عبدالرحیم سکونت امیر شاہ لین شاہی بازار، حیدر آباد نے میری بہن مسماة سلطانہ ناز بنت بشیر خان صاحب سے مورخہ ۱۸ ستمبر ۱۹۷۹ء کو نکاح کیا۔ جو نکاح خواں مولانا عبدالحفیظ قادری صاحب نے پڑھایا اور نکاح کے بعد سے تاحال، رخصتی عمل میں نہیں آئی ہے۔

جناب عالی!

نکاح کے بعد لڑکی کے علم میں اور ہمارے علم، میں جب یہ بات آئی کہ یہ شخص پہلے سے شادی شدہ ہے۔ اور نہ صرف شادی شدہ ہے بلکہ ۲ عدد بچوں کا باپ بھی ہے۔ تو ہم نے اس سے طلاق کا مطالبہ کیا کیوں کہ اس نے ہم سے فراڈ کیا۔ اپنی پہلی بیوی سے اجازت لئے بغیر، اور ہمیں اس خبر سے آگاہ کئے بغیر اس نے یہ دوسرا نکاح کیا۔ اس کے بعد ہم نے شخص مذکور سے رابطہ قائم کیا اور طلاق کا مطالبہ کیا کافی تردد کے بعد اس نے ہمارا مطالبہ بالآخر مان لیا اور ایک اسٹامپ پر طلاق لکھ کر دی۔
قبلہ محترم!

طلاق اس نے اپنی تحریر میں لکھی ہے لیکن طلاق نامہ لکھنے کے بعد اس نے ہمارے سامنے یہ شرط رکھی کہ لڑکی سے میری ملاقات کراؤ تب میں اس پر دستخط کریں گا۔ یہ کہہ کر اس نے طلاق نامہ ہمارے حوالے کر دیا۔ جس وقت اس شخص نے طلاق لکھی تھی اس وقت چار آدمی موجود تھے۔ جن میں سے ایک نے اسی وقت بطور گواہ دستخط کر دئے تھے۔ اور جب دوسرے نے دستخط کرنا چاہا تو اس شخص نے منع کر دیا کہ دوسرا آدمی جب دستخط کرے گا جب میں دستخط کروں گا۔
محترم جناب!

ساری باتیں آپ کے سامنے موجود ہیں ازراہ کرم آپ اس کا بغور مطالعہ فرمائیں اور اس پر اپنا فتویٰ صادر فرمائیں۔ طلاق ہو چکی ہے یا نہیں؟ اس کے علاوہ یہ بات بھی نوٹ کر لیں کہ لڑکی کا حلیہ بیان ہے، جس میں اس نے اس

بات کی تصدیق کی ہے کہ نکاح کے بعد اب تک میری رخصتی نہیں ہوئی ہے اور ایک لمحہ کے لئے بھی عبد السلیم ولد عبد الرحیم سے میرا کوئی تعلق یا ربط نہیں رہا؟
عرض دار فرید خان

۸۶ جواب: صورت مسئلہ میں جبکہ شوہر نے خود طلاق نامہ لکھا اور اسے اس تحریر سے انکار بھی نہیں بلکہ جب یہ طلاق نامہ تحریر میں آیا تو چار گواہ موجود تھے تو اس صورت میں عورت پر یقیناً طلاق واقع ہوگئی اگرچہ طلاق نامہ پر اس کے دستخط نہیں۔ اگرچہ وہ طلاق نامہ نہیں لکھتا صرف زبان سے کہتا کہ میں نے سلطانہ ناز کو طلاق دی۔ پھر چونکہ سلطانہ ناز کی رخصتی عمل میں نہیں آئی اور وہ دونوں کسی وقت بھی یکجا نہیں ہوئے جیسا کہ سوال میں مذکور ہے اور چند لفظوں میں شوہر نے طلاق دی تو صرف پہلے لفظ سے طلاق واقع ہوئی اور یہ طلاق، طلاق بائن ہے کہ باقی کے لئے وہ محل نہ رہی۔ اور طلاق بائن کا حکم یہ ہے کہ دونوں کے مابین، نکاح ٹوٹ جاتا ہے البتہ حلالہ کی ضرورت نہیں ہوتی، بغیر حلالہ، دونوں کی رضامندی سے دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے اور عورت چونکہ غیر مدخولہ ہے لہذا اس پر عدت بھی نہیں۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عَدَاةٍ۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ عبد السلیم اور سلطانہ ناز کے درمیان، عبد السلیم کی اس تحریر کی روشنی میں علاقہ زوجیت ختم ہو گیا۔ عورت عدت گزارے بغیر جب چاہے جس سے چاہے نکاح ثانی کر سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ

پاگل پن کیسا ہوتا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء و مفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: زید اپنے بالغ بچے کو غصے میں مار رہا تھا بچے نے جواب میں اپنے باپ کی ٹانگ کھینچی اور پھکنی سے مارنا چاہا زید کی بیوی نے بھی بچہ کو نہ سمجھایا زید اپنی ٹانگ چھڑا کر باہر گلی میں بھاگا اور وہاں جا کر دیوانوں کی طرح چلا تارہا اور اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھا اس کی حالت دیکھ کر لوگ اکٹھے ہو گئے اسے سمجھانے اور غصہ کم کرنے کی کوشش کی مگر یہ دیوانگی کے عالم میں یہ کہتا ہوا چلا گیا کہ میں نے بیوی کو طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی۔ جب ہوش و حواس درست ہوئے گھر واپس آنے لگا تھا تو محلے والوں نے منع کیا کہ اب تم نہ اس گھر میں جاؤ اور نہ تمہارا بیوی سے کوئی رشتہ باقی ہے۔

زید اس وقت سے مسلسل رورہا ہے۔ بیوی بچوں کو یاد کرتا ہے بیوی سے معلومات کی گئی جوٹی۔ بی کی مریضہ ہے اور حالت بھی نازک ہے۔ اس نے کہا کہ میرے شوہر نے میرے سامنے تو طلاق نہیں دی مجھ سے تو محلے والوں نے آکر کہا کہ تمہارا شوہر طلاق دے کر کہیں چلا گیا ہے۔ صورت حال یہ ہے کہ آٹھ لڑکیاں اور چار لڑکے جس میں کچھ جوان ہیں اور بیوی کا کوئی سرپرست بھی نہیں۔ خطرہ ہے کہ وہ صدے سے جان بحق نہ ہو جائے اور شوہر بھی تقریباً ہوش و حواس کھو بیٹھا ہے پاگل نہ ہو جائے۔ ایسی صورت میں کیا شرعی طور پر وہ بیوی سے بغیر حلالہ رجوع کر سکتا ہے یا نہیں۔ اور یہ طلاق شرعی طور پر مکمل ہوگئی یا نہیں؟ شرعی فیصلہ سے مطلع کریں۔
حلقہ نمبر ۱۵، یونین کمیٹی، اراکین لطیف آباد ۱۱، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: سوال میں شوہر کی جو حالت بیان کی گئی ہے اسے گھبراہٹ، جھنجلاہٹ، اور دماغ کی گرمی کا نام تو دیا جاسکتا ہے۔ جنون یا پاگل پن یا دیوانگی نہیں کہا جاسکتا۔ اور اس حالت میں ہوش و حواس ختم نہیں بلکہ مغلوب ہو جاتے ہیں اور غصہ ان پر غالب آ جاتا ہے جس کے باعث آدمی صحیح فیصلہ پر قادر نہیں رہتا۔ اور اس حالت میں جو طلاق دی جائے وہ واقع ہو جاتی ہے اگر تین بار، الفاظ طلاق کہے تو تین بار طلاقیں واقع ہو گئیں اور اب حلالہ کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَہُمُّ بَعْدُ (بقرہ: 230)۔ ہاں اگر شدت غیظ و جوش غضب، اس حد کو پہنچ جائے کہ اس کی عقل زائل ہو جائے۔ خبر نہ رہے کہ کیا کہتا ہوں زبان سے کیا نکلتا ہے تو بیشک ایسی حالت کی طلاق ہرگز واقع نہ ہوگی لیکن اس کے ثبوت کے لئے گواہان عادل درکار ہیں وہ گواہی دیں کہ واقعی اس کی حالت ایسی ہی تھی کہ اس کی عقل جاتی رہی لیکن یہ گواہی اس وقت معتبر ہوگی جب شوہر دعویٰ کرے کہ میرا غصہ ایسی ہی حالت کو پہنچا ہوا تھا کہ میری عقل بالکل زائل ہو گئی تھی اور مجھے معلوم نہ تھا (میں کیا کہتا ہوں اور میرے منہ سے کیا نکلتا ہے۔) اب اس دعویٰ کی توثیق شرعی گواہوں کی شرعی گواہی سے ہوگی اور طلاق کا حکم نہ دیا جائے گا۔ یا اگر معلوم و معروف ہے کہ اس سے پہلے بھی کبھی اس کی ایسی حالت ہوئی تھی تو گواہوں کی کچھ حاجت نہیں صرف قسم کھا کر بیان کرے اور اس کی قسم پر فیصلہ دیا جائے۔ (فتاویٰ رضویہ) اور اگر جھوٹی قسم کھا جائے تو اس کا وبال اس پر ہے۔ یوہیں اگر معلوم ہے کہ وہ جھوٹی قسمیں کھا جایا کرتا ہے تب بھی اس کی قسم معتبر نہیں۔ یہ معاملہ عمر بھر کے حلال و حرام اور اولاد کے حرامی حلالی ہونے کا ہے۔ فیصلہ خوب سوچ سمجھ کر کیا جائے۔ واللہ الموفق وہو اعلم بالصواب

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ شوال المکرم ۱۴۰۰ھ

غصے اور پاگل پن میں طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ: نئے خان کا کہنا ہے کہ میں نے اپنی بیوی کو مندرجہ ذیل الفاظ کہے وہ الفاظ یہ ہیں کہ ”میں طلاق دیتا ہوں سنو بستی والوں! میں طلاق دیتا ہوں“ جب میں نے یہ الفاظ کہے تو اس وقت میرے پاس کوئی بھی نہیں تھا۔ ایک عورت گواہی دینے کو تیار ہے وہ کہتی ہے کہ میں اس وقت طلاق دینے والے کے گھر میں تھی اور گھر سے باہر میں نے نئے خان کو یہ کہتے ہوئے ایک مرتبہ سنا کہ اے محلے والو! ”میں طلاق دیتا ہوں“۔ طلاق والے کی ماں کہتی ہے کہ میں نے اپنے گھر سے سنا کہ میرے بیٹے نے دو مرتبہ کہا کہ محلے والو! ”میں طلاق دے رہا ہوں“، محلے والو! ”میں طلاق دے رہا ہوں“۔ عبدالعزیز کہتا ہے کہ میرے سامنے نئے خان نے کہا کہ اے بستی والوں سنو! میں اس کو طلاق دے رہا ہوں۔ اس کے بعد نئے خان نے کہا کہ ”میں نے طلاق دی، میں نے طلاق دی، میں نے طلاق دی“۔ بشیر الدین نے کہا کہ میرے سامنے نئے خان نے کہا کہ اے محلے والوں سنو! میں طلاق دے رہا ہوں۔ میں نے اس کو طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی۔ شفیق حسن کہتا ہے کہ میں نے نئے خان کو کہتے سنا کہ اے محلے والو! میں نے اس کو طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی۔ نورے کہتا ہے کہ میرے سامنے نئے خان نے کہا کہ اے محلے والو سنو! میں اس کو طلاق دے رہا ہوں۔ میں نے طلاق دی، طلاق دی،

طلاق دی۔ مندرجہ بالا صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اگر ہوئی ہے تو کونسی؟

فقط والسلام حکیم نصیر الدین

۷۸۶ جواب: صورت مسئلہ میں جو گواہ تین طلاقیں کی گواہی دے رہے ہیں اگر انہوں نے شوہر کو اس حالت میں اپنی آنکھ سے دیکھا اور اس کے قول مذکور کو اپنے کانوں سے سنا تو بے شک عورت پر تین طلاقیں پڑ گئیں۔ عورت بے حلالہ نکاح میں نہیں آ سکتی۔ قال اللہ تعالیٰ 'فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ'۔ اور اگر لوگ اپنے اپنے گھروں میں تھے کہ انہوں نے شوہر کو اس حالت میں نہ دیکھا محض آواز پہچانی تو شناخت آواز پر شہادت نہیں۔ اور طلاق مغلطہ ثابت نہ ہوگی بلکہ شوہر سے قسم لی جائے گی۔ اگر اس نے قسم کھانے سے انکار کر دیا جب بھی تین طلاقیں ثابت ہو جائیں گی اور اگر قسم کھالے گا کہ میں نے صرف ایک یا دو ہی طلاقیں دی ہیں تیسری طلاق نہیں دی تو اتنی ہی ثابت ہوں گی۔ البتہ اگر جھوٹی قسم کھالی تو اس کا وبال اس پر ہوگا عورت پر نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ شعبان المعظم ۱۴۰۰ھ

غصے اور پاگل پن میں طلاق کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنے بالغ بیٹے کو فہمائش کی۔ لڑکے نے جواب میں باپ کی ٹانگ کھینچی اور قینچی سے مارنا چاہا۔ بہنوں نے بچہ بچاؤ کر دیا۔ زید غصے میں اوپر جا کر بیٹھ گیا جب غصہ تھوڑا کم ہوا تو نیچے آیا اور دوبارہ بیٹے سے جھگڑنے لگا اور دروازے کے باہر جا کر چلانے لگا کہ بستی والوں لو! میں نے بیوی کو طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی۔ یہ واقع بستی کے لوگوں نے علاقہ کے ایک شخص عمر کو سنایا جو بستی کا معزز ہے اس نے زید کو بلا کر معلومات کیں۔ زید نے حلفیہ بیان کیا کہ غصہ میں ہمیشہ ذہنی توازن بگڑ جاتا ہے یہاں تک کہ وہ غصے میں اپنے بدن کو کاٹ لیتا ہے اور وہ نشانات بھی دکھائے طلاق کے واقع کا معلوم کیا تو اس نے کہا کہ لڑکے نے چونکہ مجھ پر ہاتھ اٹھایا اور اس کی ماں سے اس کا کوئی تعلق بھی نہ تھا اور نہ میں نے بیوی سے کوئی جھگڑا کیا لیکن غیر ارادی طور پر میں نے جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے میں نے لفظ طلاق تین مرتبہ استعمال نہیں کیا ٹھہر ٹھہر کر تین مرتبہ استعمال کیا ہے۔ لڑکے کی ماں اور محلے کی چند بزرگ خواتین جو صوم صلوٰۃ کی پابند ہیں انہوں نے بھی اس کی تائید کی کہ ہم نے دو مرتبہ سنا اور حقیقتاً غصہ میں اس کی جنونی کیفیت ہو جاتی ہے یہ اپنا بدن بھی کاٹتا ہے اور کپڑے بھی پھاڑ دیتا ہے۔ محلے کے چند باشرع لوگوں سے عمرو نے معلومات کیں تو انہوں نے بتایا کہ ان کے سامنے یہ واقع نہیں ہوا البتہ ہمیں جب محلے کے کچھ لوگوں نے بتایا کہ زید بیوی کو طلاق دے کر اور دس ہزار کی رقم لے کر باغیچے میں چلا گیا ہے ہم نے اسے وہاں سے بلایا اور دریافت کیا کہ تو نے یہ کیا کیا تو اس نے اقرار کیا کہ اس نے طلاق دی ہے اور دس ہزار کی رقم بھی اس کے پاس ہے محلے کے باشرع لوگوں نے اس بات کی تشریح نہیں کی کہ اس نے کتنی مرتبہ طلاق دی زید چونکہ اس وقت بھی غصے کی حالت میں تھا اس لئے باشرع لوگوں نے یہ خیال کیا کہ غصہ ٹھنڈا ہو جائے تب مزید بات ہو البتہ اس سے دس ہزار

روپے اس خیال سے کہ اس کے ہوش و حواس صحیح نہیں کوئی چھین لے یا نقصان نہ پہنچا دے اور اس سے پوچھا کہ یہ کس لئے ہیں زید نے بتایا کہ بچیاں ہوشیار ہیں ان کی شادی پر خرچ کرنی ہے ان لوگوں نے وہ رقم لے کر زید کی بیوی کو پہنچا دی زید کے ہوش و حواس جب صحیح ہوئے تو وہ گھر جانے لگا بستی کے لوگوں نے منع کیا کہ اب تیرا بیوی سے کیا واسطہ تو اسے طلاق دے چکا ہے اس کے بعد سے زید بہکی بہکی باتیں کر رہا ہے کبھی چلاتا ہے بیوی ٹی۔ بی کی مریضہ ہے۔ اس کا حال بھی خراب ہے بستی کے لوگ جس میں عینی شاہد بھی بے شرع ہیں وہ کہتے ہیں کہ زید نے تین مرتبہ طلاق دی جب کہ زید کی والدہ اور دوسری پڑوس کی بزرگ مستورات دو مرتبہ سننے کا بتاتی ہیں اور زید بھی حلفیہ کہتا ہے کہ اسے اول تو اس وقت قطعی ہوش نہ تھا کہ وہ غصے میں کیا کہہ رہا ہے شاید ایک مرتبہ دروازہ پر میں نے کہا کہ بستی والوں! میں طلاق دے رہا ہوں اور ایک مرتبہ جب بستی سے جانے لگا تب کہا ہے یہ بھی مجھے اچھی طرح یا نہیں؟

مہربانی فرما کر شرع شریف کے مطابق حالات و واقعات کی روشنی میں فتویٰ صادر فرمائیں تاکہ میاں بیوی کے درمیان قطعی فیصلہ ہو سکے۔
حکیم سید نصیر احمد اشرفی، کونسلر حلقہ ۱۵ یونین کمیٹی، حیدر آباد

۸۶۔ الجواب: حلقہ ۱۵ یونین کمیٹی ۱۱ کی جانب سے یہی مسئلہ ۱۹۸۰ء ۱۲۔۸ء کو یہاں لایا گیا۔ جس کا جواب ۱۱۲ اگست ۱۹۸۰ء کو دیا گیا۔ پھر یہی مسئلہ حکیم سید نصیر الدین صاحب کے نام سے ۲۸ اگست ۱۹۸۰ء کو لایا گیا جس کا جواب ۳ ستمبر کو دیا گیا لیکن اس کے باوجود شوہر کی جنونی کیفیت کا کوئی بیان نہ تھا۔ فتویٰ ہنوز مدرسہ میں محفوظ ہے۔ یہی سوال لے کر خود شوہر اور اس کے ہمراہ چند اور باشرع اشخاص آئے لیکن گواہوں سے یہ ثابت نہ ہو سکا کہ واقعی وہ غصے میں آپے سے باہر تھا اور یہ کہ اس کی غصہ میں یہی حالت ہو جاتی ہے۔ اور اب یہ مسئلہ تفصیلاً پھر لایا گیا ہے۔ سچ اور جھوٹ کا حال اللہ تعالیٰ جانتا ہے یہ حلال و حرام اور قبر و حشر کا معاملہ ہے۔ بناوٹ سے حرام، حلال نہ ہو جائے گا۔ نہ اللہ تعالیٰ کے یہاں بناوٹ کام دے گی جو دلوں کی چھپی بات خوب جانتا ہے۔ اگر واقعی شدت غیظ و جوش غضب اس حد کو پہنچ جائے کہ اس سے عقل زائل ہو جائے خبر نہ رہے کیا کہتا، دوسری زبان سے کیا نکلتا ہے تو بیشک ایسی حالت کی طلاق ہرگز واقع نہ ہوگی۔ پس صورت مذکورہ میں اگر زید ایسی حالت کو نہ پہنچا تھا تو صرف غصہ ہونا اسے مفید نہیں۔ اور نہ گھبراہٹ یا دماغ پر گرمی کا نام جنون ہے۔ لہذا اگر تین بار وہ الفاظ اس نے ادا کئے تو تین طلاقیں پڑ گئیں اور اب حلالہ کے سوا عورت کسی طور سے اسے حلال نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرًا۔ اور اگر شوہر دعویٰ کرے کہ یہ الفاظ ادا کرتے وقت میرا غصہ، ایسی ہی حالت کو پہنچا ہوا تھا کہ میری عقل بالکل زائل ہوئی تھی اور مجھے معلوم نہ تھا کہ میں کیا کہتا ہوں اور کیا میرے منہ سے نکلتا ہے تو ضرور ہوا کہ زید اپنے دعویٰ پر گواہ پیش کرے کہ واقعی وہ اس وقت حالت جنون میں تھا۔ یا یہ بات معلوم و مشہور ہو کہ اسے جب غصہ آتا ہے عقل سے باہر ہو جاتا ہے اور حرکات مجنونہ اس سے صادر ہوتی ہیں اس حالت میں اگر وہ قسم کھا کر کہہ دے گا کہ اس وقت میرا یہی حال تھا اور میں عقل سے بالکل خالی تھا تو قبول کر لیں گے اور حکم طلاق نہ دیں گے۔ اگر جھوٹا حلف کرے گا وبال اس پر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، رد المحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد ظلیل خاں التادری البرکاتی النوری عفی عنہ

۱۶ ذی قعدہ ۱۴۰۲ھ

طلاق کا حکم کب دیا جائے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ مسمیٰ عبدالصغیر ولد عبدالشریف کے بیان کے مطابق کہ اس نے ایک عدو طلاق نامہ جو کہ جوڈیشل اسٹامپ پر تھا۔ ایک کاتب منشی روشن علی ولد مختار علی سے تحریر کرایا کہ میری زوجہ کو اس کے والدین نے ایک عرصے سے روکا ہوا ہے۔ کئی بار میں نے لانا چاہا مگر ہر بار ان لوگوں نے مزاحمت کی۔ اس عرصہ میں ہم لوگوں کے درمیان کافی ناچاقی اور کشیدگی پیدا ہو گئی ہے۔ لہذا اب میں چاہتا ہوں کہ اپنی زوجہ کو طلاق نامہ بھجوادوں۔ اس پر منشی صاحب نے رفع ملال کرتے ہوئے۔ عبدالصغیر کو سمجھایا کہ بجائے طلاق کے نوٹس لکھوا لو لیکن مسمیٰ مذکورہ نے باصرار کہا کہ اسٹامپ پر طلاق نامہ لکھ دو۔ منشی مذکور نے طلاق نامہ لکھ دیا لیکن اس پر نہ گواہ اور نہ ہی عبدالصغیر کے کوئی دستخط تھے۔ اسی طلاق نامے کو مسمیٰ مذکور نے ایک اور شخص عبدالقدوس خان ولد عبدالنظر ہو رخاں کو بھی بتایا۔ گواہ عبدالقدوس نے دریافت کیا تو اسے بتایا کہ یہ طلاق نامہ لکھوایا ہے۔ عبدالقدوس نے طلاق نامہ صرف دیکھا نہ تو کاغذ کھول کر پڑھا اور نہ ہی سنا۔

۲۔ میرے داماد عبدالصغیر نے میری لڑکی کو بمعہ تین بچوں کے میرے گھر پر سخت بیماری کے عالم میں لا کر چھوڑا کیوں کہ وہ معاشی حیثیت سے کبھی مضبوط نہ تھا۔ اس دوران علاج کراتے ہوئے۔ کئی بار لے جانا چاہا اور بضد ہوا۔ ایک بار اس نے سخت مشتمل ہو کر دشنام طرازی کرتے ہوئے۔ میرے لڑکے کے سامنے میری موجودگی میں دو طلاقیں دیں۔ تیسری پر لڑکے نے اس کا منہ بند کر دیا۔ چند یوم کے بعد پھر آیا۔ اور دونوں زن و شوہر تین یوم تک ساتھ رہے اور مسمیٰ مذکور واپس چلا گیا۔ پھر کچھ عرصہ بعد آ کر اپنا مطالبہ رکھا۔ حالانکہ اس وقت بھی لڑکی کا علاج جاری تھا۔ اسی دوران مجھے منشی روشن علی سے معلوم ہوا کہ تمہارا داماد مجھ سے طلاق نامہ لکھوا کر لے گیا تھا۔ جس پر نہ تو گواہ کے دستخط تھے۔ اور نہ عبدالصغیر کے۔ بعد ازاں عبدالقدوس سے ملنے پر پتہ چلا کہ مجھے بھی تمہارے داماد نے ایک طلاق نامہ بتایا تھا۔ جسے اس نے نہ تو پڑھا اور نہ ہی سنا۔ جب مجھے تمام معاملات کا پتہ چلا تو میں نے عبدالصغیر سے کہا کہ تم ایک طرف تو اپنی زوجہ کو لینے آتے ہو۔ تو دوسری طرف اس کو طلاق دیتے ہو۔ ایسی حالت میں۔ میں اپنی لڑکی کو کیسے تمہارے ہمراہ کر دوں کیوں اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق تم اپنا حق کھو چکے ہو لہذا تم جب تک کہ شرعی فیصلہ نہ ہو جائے۔ لڑکی کو نہیں لے جا سکتے۔ یہ سب سن کر پہلے تو اس نے انکار کیا۔ پھر بعد میں کہنے لگا کہ میں نے صرف سادہ کاغذ پر طلاق کی وارنٹ لکھوائی تھی۔ جب میں نے دونوں گواہ منشی روشن علی اور عبدالقدوس کو ایک اور شخص بدر علی ولد آفتاب علی کی موجودگی میں پیش کیا۔ تو پھر تمام باتوں کا اقرار کیا اور کہا کہ میں نے طلاق دی ہے۔ ان تمام حالات کی روشنی میں آپ سے التماس ہے کہ ہمیں شرعی طور پر آگاہ فرمائیں کہ مسمیٰ عبدالصغیر اپنی زوجہ کو شرعی حیثیت کے مطابق اپنی زوجہ بنا سکتا ہے یا نہیں۔ آیا میری لڑکی اب شریعت کی روشنی میں زوجہ رہی یا نہیں۔ طلاق مغلطہ واقع ہوئی یا نہیں؟

استفسار کنندہ، نبی بیگ ولد قادر بیگ

۷۸۶ جواب: جبکہ شوہر اقراری ہے کہ ”میں نے طلاق دی ہے“ تو اتنا اور معلوم کریں کہ کتنی بار طلاق دی ہے۔ یا کم از کم وہ طلاق نامہ کا مضمون پیش کرے اس کی روشنی میں جواب دیا جائے۔ اتنی بات البتہ واضح ہے کہ جب عدت گزر چکی تو دونوں کے مابین نکاح نہ رہا۔ مغلطہ وغیرہ کا تفصیلی حکم، طلاق نامہ دیکھنے، یا اس کے حلفیہ بیان کی روشنی میں دیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان قادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ

طلاق درجنوں بار دینے کا حکم

سوال: ویسے تو صبح سوتے ہوئے جگانے پر جھڑکنا، برا، بھلا کہنا روزانہ کا معمول تھا جگانے پر گھڑی دیکھ کر واپس سو جانا سستی میں پڑے رہنا وغیرہ۔ تھوڑی دیر بعد پھر جگانا پڑتا کیوں کہ ڈیوٹی پر جانے کے وقت کا بھی خیال ہے۔ بیت الخلاء جانا المختصر ناشتے سے فارغ ہو جانے کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ میرا سوٹ آج دھل جانا چاہئے۔ جواب: بہت اچھا۔ پھر دوبارہ ہاتھ مروڑ کر ارشاد ہوتا ہے کہ سن لیا! آج سوٹ دھل جانا چاہئے۔ جواب: کہہ تو دیا! اچھا۔ پھر ہاتھ مروڑنے کی کیا ضرورت ہے۔ اس زور سے ہاتھ مروڑا کہ چیخ نکل گئی۔ گھر کے دیگر لوگ بھی جاگ گئے حکم ہوتا ہے کہ آواز مت نکالو ورنہ جان سے مار دوں گا مگر ہاتھ مروڑنے سے جو چیخ نکلی اس نے سب کو اٹھا دیا۔ پھر کیا تھا لات، گھونے، بکواس عروج پر ہو گئی اور نوبت طلاق تک پہنچی۔ بڑے فخر سے واضح طور پر کئی بار طلاق کا لفظ استعمال کرنا اور کہنا کہ دفع ہو جاؤ میرے سامنے سے میں تمہیں دیکھنا نہیں چاہتا، چلی جاؤ، غرق ہو جاؤ، جلدی کرو وغیرہ۔ تنہا گئی تو ٹانگیں توڑ دوں گا وغیرہ۔ تذبذب میں تھی کہ کیا کرے اپنے جیٹھ سے کہا کہ مجھے خالہ کے گھر چھوڑ آئیں۔ تو جیٹھ صاحب کا ارشاد ہوتا ہے کہ میں تیرے باپ کا نوکر نہیں ہوں۔ پھر دیور سے کہا کہ آپ چھوڑ آئیں چونکہ ادھر سے نادر شاہی حکم ہو رہا تھا کہ جلدی کرو اس صورت حال پر لڑکی کا دیور اپنی خالہ اور لڑکی کی پھوپھی جو کہ ان کے گھر سے قریب رہتی ہیں۔ بلا کر لایا۔ وہ آئیں معاملے کو سمجھا اور افسوس کر کے رہ گئیں۔ ان سے کہا کہ اس کو اس کی خالہ کے گھر چھوڑ آئیں۔ اس پر انھوں نے ایسا کرنے سے انکار یہ کہہ کر کیا کہ میں کس منہ سے لے کر جاؤں وہ کیا یہ نہیں کہیں گے کہ بھتیجی کو طلاق دلا کر چھوڑنے آئی ہو۔ وہ اسے اپنے گھر لے گئیں۔ دوسرے روز صبح دس ”۱۰“ بجے کے قریب خالہ کے گھر پہنچتا ہے اور کہتا ہے اس کو یہاں کیوں رکھا ہے۔ اب تک وہاں کیوں نہیں پہنچایا۔ اس پر خالہ نے کہا کہ اب تو یہاں کس لئے آیا اور اب تم کو اس معاملے میں کہنے کا کچھ حق نہیں۔ چلا جا یہاں سے۔ کہنے لگا کہ ایسے تھوڑی جاؤں گا میں اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا۔ دھمکیوں پر دھمکیاں دیتا رہا۔ شام کو قریب چار پانچ بجے لڑکی کا خالو پتہ لگنے پر وہاں بھیجا اور حالات معلوم کئے بڑا افسوس کیا بکواس جاری تھی۔ خالو نے ان کے گھر والوں کو بلایا۔ اس کے دونوں بھائی آئے ان سے پوچھا انہوں نے یہی کہا کہ بکواس سکر ہم لوگ آئے تھے تو مار پیٹ اور طلاق طلاق! کے الفاظ سنے تھے اور وجہ وغیرہ معلوم نہیں۔

دیور نے کہا کہ مجھے مر کر جواب دینا ہے اس لئے میرے سامنے تین بار طلاق دی ہے۔

جیسٹھ نے کہا کہ یہ تو یہ الفاظ درجنوں بار کہہ چکا ہے۔

خالو نے جب دیکھا کہ معاملہ ختم ہے تب کہا اچھا میں لڑکی کو لے جاتا ہوں۔
تو لڑکا کہتا ہے میں دیکھتا ہوں کہ کون لے جاتا ہے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا۔

وہ اپنے ہمراہ چند لڑکے لایا تھا ان کے بل پر دھمکیاں دے رہا تھا خالو چونکہ تنہا آئے تھے مگر پھر بھی انہوں نے اس کا چیلنج قبول کیا اور لڑاکار کر کہا کہ ہوش میں ہے۔ اب تم کو کوئی حق نہیں ایک بھی لفظ کہنے کا اور لیکر جاتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ کون کیا کرے گا؟
انہوں نے لڑکی سے کہا کہ برقعہ پہنو اور چلو۔

گھر سے بس اسٹاپ کا فاصلہ کافی تھا مگر کوئی حادثہ پیش نہ آیا اور وہ لڑکی کو لے کر بحفاظت گھر پہنچے اور انہوں نے لڑکی کو اس کی والدہ اور نانا ماموں کے پاس پہنچا دیا۔ یہ ہے موقع واردات کی مکمل تفصیل۔ ہم اہل السنّت والجماعت حنفی بریلوی المذہب ہیں۔ اب اس مسئلہ کے بارے میں مفتیان دین و شرع متین کیا فرماتے ہیں۔ سائل محمد شفیع

۷۸۶ جواب: سائل تحریر کرتا ہے اور موقع پر موجود لوگوں کی گواہی سے لکھتا ہے کہ شوہر نے تین بار بلکہ ”درجنوں بار“ اپنی منکوحہ کو طلاق دی اگر ایسا ہے تو عورت اس کے نکاح سے نکل گئی۔ اب تا وقتیکہ حلالہ نہ ہو یہ دونوں اپنی باہمی رضامندی، یا کسی کے دباؤ میں آ کر، دوبارہ نکاح بھی نہیں کر سکتے۔ حلالہ کے بعد ہی ایسا ہو سکتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ اور حدیث شریف میں ہے لاحتی تذوقی عسیلتہ (الحدیث)۔ واللہ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۰ھ

”جامیں نے تجھے چھوڑا“ طلاق صریح کے الفاظ ہیں

سوال: جناب مولانا صاحب، السلام علیکم، عرض خدمت شریف میں یہ ہے کہ:

ہم دونوں میاں بیوی میں تکرار ہو گئی اور اس کے بعد میں نے اپنی بیوی سے تین مرتبہ یہ کہا کہ ”جامیں نے تجھے چھوڑا“ اور اس نے بھی منظور کیا۔ پھر بعد میں محلہ والے جمع ہوئے تو مجھے یہ کہنے لگے کہ یہ صاف صاف بیان کرو کہ یہ کہا۔ میں نے ان سب کے کہنے پر صرف ایک بار یہ کہا کہ ”میں نے تجھے طلاق دے دی“ اور ہمارا دونوں میاں بیوی کا اس وقت دل ایک ہے۔ پھر بیوی سے آدمیوں نے پوچھا کہ تمہارا دل کیا چاہتا ہے۔ تو اس نے خود سب کے روبرو کہا کہ ہم دونوں میاں بیوی ایک جگہ رہنا چاہتے ہیں اور مجھ سے بھی پوچھا تو میں نے بھی یہی کہا کہ ہم دونوں ایک جگہ رہنا چاہتے ہیں اور اس پر محلے والے لوگوں نے کہا کہ اب تو مولانا صاحب جو کہیں گے وہ ہی ہوگا اور ہم سب اس مسئلہ میں مولانا صاحب کی بات کو مانیں گے اور یہ پرچہ خود مجھ سے لکھوایا گیا ہے اور میں نے سب کے سامنے لکھا ہے اور جو بیان سب کے سامنے میں نے دیئے تھے وہ ہی اس پرچہ میں حسب ذیل ہیں اور ان بیانیوں کو محلے والوں نے بھی سنا ہے۔ فقط والسلام السائل بقلم خود محمد منیر

۷۸۶ جواب: صورت مسئلہ میں مذکور شوہر کی، مذکورہ بیوی پر تین طلاقیں واقع ہو گئیں اور یہ تین طلاقیں اس کے حق میں مغلطہ ہی شمار ہوں گی لہذا اس شوہر کو کسی صورت میں رجوع کرنے کا حق نہیں اور نہ بغیر حلالہ کے اس کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اَلطَّلَاقُ مَرَّتَيْنِ یعنی وہ طلاقیں کہ جس کے بعد رجوع ہو سکے دو ہیں اور اس کے بعد ارشاد فرمایا قَانَ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرًا۔ یعنی دو طلاقوں کے بعد تیسری طلاق بھی دے دی تو وہ اس کے لئے حلال نہیں جب تک دوسرا شوہر نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید، نقل بقلم فقیر محمد حسین قلندرانی
الجواب صحیح بالصواب وعنده ام الكتاب واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

شوہر والی عورتوں کے نکاح میں شرکت

سوال: محترم و مکرمی مولانا صاحب، السلام علیکم، بعد سلام دست بستہ عرض ہے کہ: کسی ایسی لڑکی کی شادی میں شریک ہونے سے نکاح میں شریک ہونے والوں کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے جس کی پہلے سے شادی ہو چکی ہو اور طلاق نہیں ہوئی ہو۔ مذکورہ دونوں صورتوں میں معلوم نہیں کہ شریک ہونے والوں کو طلاق ہونے نہ ہونے کا علم تھا یا نہ تھا اور وہ شریک ہوئے ہیں۔ جس شادی میں ہم شریک ہوئے ہیں اس لڑکی کو طلاق نہیں ہوئی تھی مگر شوہر دوسرے ملک میں کافی عرصہ سے رہتا ہے اور لڑکی اس تک نہ پہنچے تو کیا شرعی طور سے طلاق ہو گئی یا نہیں۔ شوہر کے کتنے عرصہ گم رہنے سے طلاق ہو جاتی ہے۔ اگر واقعی شریک ہونے والوں کے نکاح ٹوٹ گئے تو وہ کیا کریں؟ فقط ایک سائل

۸۶۷ جواب: ۱۔ شوہر والی عورت کا نکاح کسی سے جائز نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ۔ دیدہ و دانستہ ایسے نام نہاد نکاح میں شرکت کرنے والا سخت فاسق و گناہگار ہے جبکہ اسے حرام جان کر شریک ہوا اور جو نہ جانتا تھا کہ یہ نکاحی عورت کا نکاح ہو رہا ہے اس پر کچھ الزام نہیں۔ ہاں وہ شخص جو جانتا ہے کہ یہ عورت کسی کے نکاح میں ہے اور ہنوز اس نے طلاق نہیں دی ہے اور پھر اس نکاح کو حلال جان کر شرکت کر رہا ہے تو خود اس کا بھی نکاح گیا اور اسلام بھی گیا۔ اس پر فرض و لازم ہے کہ از سر نو اسلام لائے اور تجدید نکاح کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ شوہر کا عورت سے دور کسی اور ملک میں مقیم ہونا، طلاق کا موجب نہیں۔ تا وقتیکہ وہ طلاق نہ دے یا اس کی موت واقع نہ ہو لے عورت اس کی منکوحہ ہے۔ ہرگز کسی اور سے نکاح نہیں کر سکتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ کتنی ہی مدت کیوں نہ گزر جائے عورت مطلقہ قرار نہ پائے گی۔ ہاں اگر مرد کی عمر سے ستر برس گزر جائیں یعنی اگر اب تک زندہ ہو تو ستر برس کا ہو مثلاً تیس برس کی عمر میں گم ہو تو چالیس سال گزر جائیں تو اس مدت کے گزرنے پر قاضی اسلام اس کی موت کا حکم کرے گا اور بعد حکم، عورت چار مہینے دس دن عدت میں بیٹھے۔ پھر عدت گزرنے پر جس سے چاہے نکاح کرے۔

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ شوال المکرم ۱۳۸۳ھ

غصہ میں طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید اپنی دکان سے اپنے گھر آتا ہے اور اپنے بچے سے کہتا ہے کہ تم

دکان پر کیوں نہیں آئے اور اس کو مارنے لگتا ہے۔ ماں نے بچے کو چھڑوانا چاہا اس پر زید کو غصہ آ جاتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے تم کو طلاق دی! طلاق دی! طلاق دی! یہ کہہ کر گھر سے باہر چلا جاتا ہے۔ ایسی صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اگر ہوئی تو کونسی؟ اب زید اس عورت کو اپنے گھر میں رکھنا چاہتا ہے تو اس کا طریقہ کیا ہوگا؟

فتاویٰ السلام راقم قاری محمد ایوب ٹوکی، المستفتی محمد ایوب

۸۶۷ جواب: صورت مسئلہ بالا میں زید کی منکوحہ پر تین طلاقیں پڑ گئیں اور عورت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے زید پر حرام ہو گئی۔ تاوقتیکہ حلالہ نہ ہو لے زید دوبارہ اسے اپنے نکاح میں نہیں لاسکتا۔ قال اللہ تعالیٰ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ شعبان المعظم ۱۳۸۳ھ

تین سے زیادہ طلاقیں دینا

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب، السلام علیکم، گزارش عرض یہ ہے کہ: نیاز مند چھوٹو خان نے عرصہ پانچ یا چھ سال ہوئے، جب میں مزدوری سے اپنے گھر آیا۔ تو میری بیوی مسماۃ بسم اللہ نے مجھ کو برا بھلا کہا اس پر میں نے اپنی بیوی کو بیٹھے بیٹھے اور کھڑے ہو کر کہا کہ ”جائیں نے تجھے طلاق دی!“ تقریباً پانچ یا چھ دفعہ کہا۔ اس وقت مسماۃ اللہ دین خان ولد جمال خان میرا پڑوسی بھی میرے گھر میں موجود تھا۔ جب مجھ سے محلے کے لوگوں نے پوچھا کہ تم نے ایسا کیوں کیا تو میں نے جواب دیا کہ میری مرضی۔ لہذا اب میں اپنی بیوی کو رکھنا چاہتا ہے۔ علماء دین کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ میں اپنی بیوی سے دوبارہ نکاح کر سکتا ہوں یا نہیں؟

چھوٹو خان ولد شیرداد خان، محلہ ملت آباد، حیدرآباد

۸۶۷ جواب: قال اللہ تعالیٰ

فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ (البقرہ: 230)۔ ترجمہ! پھر اگر شوہر نے بیوی کو تیسری طلاق دے دی۔ تو اس کے بعد وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی۔ جب تک دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرے۔ صورت مسئلہ بالا میں جبکہ چھوٹو خان نے اپنی منکوحہ مسماۃ بسم اللہ کو تین سے زائد طلاقیں دیں اور تین سے زیادہ طلاقیں ہیں تو قطعاً تین طلاقیں واقع ہو گئیں اور عورت اس کے نکاح سے نکل کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس پر حرام ہو گئی۔ جب تک حلالہ واقع نہ ہو لے چھوٹو خان کے لئے مسماۃ بسم اللہ حلال نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳ ربیع الآخر ۱۳۸۳ھ

کنایہ طلاق کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متعین اس مسئلہ میں کہ: زید اور ہندہ کا نکاح پندرہ سال بیشتر منعقد ہوا تھا۔ اب تقریباً تین سال سے دونوں میں ان بن اور جدائی سے رہتی ہے یعنی شوہر کراچی میں مقیم ہے اور عورت حیدرآباد میں۔

شوہر اس کے نان و نفقہ کے مطالبے کو بھی اس عرصے میں پورا نہیں کرتا بلکہ جب بھی عورت نے مطالبہ کیا نان و نفقہ بلکہ طلاق بھی تو اس نے یہ ہی جواب دیا تیرا میرا کوئی واسطہ نہیں۔ ”جو طبیعت چاہے سو کر چاہے شوہر کر یا کچھ اور“ برائے کرم مطلع فرمائیں کہ اس صورت میں عورت شرعی نکاح ثانی کرنے کی مجاز ہے یا نہیں؟ المستفتی احمد حسین، لطیف آباد نمبر ۱۱، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: عورت اور اس کے شوہر کے درمیان سالوں سے اس نزاع کا جاری رہنا، شوہر کا کراچی میں قیام کرنا اور عورت کا حیدر آباد میں مقیم رہ کر تنگدستی سے گزر بسر کرنا اور شوہر کا نان و نفقہ سے لا پرواہ رہنا اور عورت کے مطالبہ طلاق پر شوہر کا ہر بار اسے جواب دینا کہ ”تیرا میرا کوئی واسطہ نہیں۔ جو چاہے سو کر۔ شوہر کر یا کچھ اور“ صاف طور پر بتلا رہا ہے کہ شوہر اس عورت کو اپنی زوجیت سے خارج کر چکا اور یہ الفاظ چوں کہ کنایات سے ہیں لہذا پہلی ہی مرتبہ جب کہ شوہر نے عورت کو جواب مذکور، دیا عورت پر طلاق بائنہ پڑ گئی۔ عدت گزار کر عورت کو شرعاً نکاح ثانی کا اختیار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ شعبان المعظم ۱۳۸۳ھ

حاملہ کو تین طلاق دیں تو کیا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص عبدالرحیم نے اپنی زوجہ کو جو کہ حاملہ تھی۔ بحالت غصہ تین بار طلاق دی۔ ایسی صورت میں طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں۔ اگر طلاق واقع ہوئی تو دوبارہ رجعت کی کیا صورت ہوگی؟ جو شرعی صورت ہے اس سے مطلع فرمادیں۔ عین نوازش ہوگی۔ فقط الرام، سید عباس علی، ۳۱ جولائی ۱۹۶۳ء

۷۸۶ جواب: طلاق میں عورت کی جانب سے کوئی شرط نہیں۔ حاملہ ہو یا غیر حاملہ۔ بہر حال طلاق واقع ہو جائے گی۔ (درمختار۔ عالمگیری وغیرہ۔) صورت مسئلہ میں جبکہ عبدالرحیم نے اپنی زوجہ کو تین طلاقیں دے دیں اگرچہ عورت حاملہ تھی۔ تو یہ تینوں طلاقیں واقع ہو گئیں اور عورت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے عبدالرحیم پر حرام ہو گئی۔ جب تک کہ حلال نہ ہو لے۔ رجعت کی یہاں کوئی صورت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ ربیع الاول شریف ۱۳۸۳ھ

خلوت صحیحہ کے بغیر طلاق میں عدت نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسماں ملکہ کا عقد علی محمد کے ساتھ ہوا۔ جس کو عرصہ تقریباً پانچ سال کا ہوا۔ اور اس دوران میں میاں اور بیوی کے درمیان کوئی خلوت وغیرہ نہیں ہوئی۔ وقت نکاح لڑکی کی عمر گیارہ سال کی تھی۔ اور لڑکے کی عمر سترہ سال تھی۔ عورت نابالغی کے باعث خلوت سے محفوظ رہی۔ ابھی تک ہے۔ بتاریخ ۲۴ ستمبر کو علی محمد نے اپنی عورت کو طلاق دے دی۔ تحریر میں مسماں نے مہر معاف کر دیا۔ ایسی صورت میں عورت کے ذمے عدت واجب ہے یا نہیں؟ اس کے علاوہ دوسری جگہ قریب وقت، میں عقد کر سکتی ہے یا نہیں؟ یا اس کو عدت پوری کرنا لازمی ہے؟ بعد نکاح مسماں اپنے شوہر کے گھر پر نہیں رہی۔ دونوں میں نا اتفاقی کے باعث تین سال تک لڑکی اپنے والدین کے پاس

رہی۔ نابالغی میں نکاح ہوا اور نا اتفاقی بھی، اب مسامت کی عمر ۱۶ سال ہے۔ فقط ایک السائل، بتاریخ ۲۶ ستمبر ۱۹۶۳ء ۷۸۶ الجواب: نکاح زائل ہونے کے بعد عدت اس وقت ہے جب کہ خلوت صحیحہ ہو (عامہ کتب) اور خلوت صحیحہ یہ ہے کہ زوج اور زوجہ ایک مکان میں جمع ہوں۔ اور کوئی چیز مانع جماع نہ ہو (عائگیری۔ درمختار) صورت مذکورہ بالا میں چونکہ ملکہ کی نابالغی کے باعث اس کا شوہر علی محمد اس کے پاس نہ گیا۔ تو خلوت صحیحہ نہ پائی گئی۔ اور جبکہ زوج اور زوجہ کے درمیان خلوت صحیحہ نہ پائی گئی۔ اور علی محمد نے ۲۴ ستمبر ۱۹۶۳ء کو ملکہ کو طلاق دے دی۔ تو اس تاریخ کے بعد ہی اسے نکاح ثانی کا اختیار حاصل ہو گیا۔ یہاں کوئی عدت نہیں۔ جس کے گزرنے کا انتظار کیا جائے۔ مسامت مذکورہ کے والدین سرپرست جب چاہیں اس کا نکاح کر سکتے ہیں۔ شرعاً کوئی ممانعت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۳ھ

مدرسہ مفتاح العلوم حیدرآباد کے فتویٰ کی غلطی اور اس کا رد

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زبیدہ جب سات سال کی تھی تو اس کا نکاح فقیر محمد ولد نبی بخش کے ساتھ جس کی عمر تقریباً دس سال تھی اس کے چچا عبدالشکور نے جو دھپور میں ۱۹۴۵ء میں کرادیا تھا۔ اس کے بعد ہندوستان، پاکستان بن گیا تو لڑکی اپنے چچا عبدالشکور کے ہمراہ پاکستان آ گئی اور لڑکا ہندوستان میں ہی رہا۔ لڑکی کے چچا جو کہ حیدرآباد پاکستان میں مقیم تھے لڑکے کے والد سے خط و کتابت کرتے رہتے تھے مگر لڑکی لے جانے کے بارے میں کوئی تحریر نہیں آئی تھی۔ اس دوران میں لڑکی بالغ ہو گئی۔ لڑکی اور اس کی والدہ جو کہ بیوہ تھی۔ یہ دونوں عبدالشکور کے پاس حیدرآباد میں رہتے تھے۔ لڑکی کی والدہ نے کراچی جا کر ایک شخص سمسٹی چھوٹو جی سے نکاح کر لیا۔ لڑکی اپنے چچا کے پاس ہی رہی۔ چھوٹو جی کا ایک لڑکا جو کہ پہلی بیوی سے تھا جس کا نام چاند علی تھا۔ کچھ عرصے کے بعد لڑکی کو اس کی والدہ اس کے چچا کے پاس سے کراچی لے گئی۔ اور وہاں عدالت میں لڑکی کے بیانات اور حالات بتا کر طلاق نامہ ۳۰ دسمبر ۱۹۵۳ء کو حاصل کر لیا۔ ہندوستان سے لڑکے کے والد کے یہاں سے ایک ہندی میں تحریر کردہ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۵۹ء کو آیا۔ جس میں تحریر تھا کہ ہم نے اپنے لڑکے فقیر محمد کی شادی کر دی ہے تم کو اختیار ہے کہ تم بھی اپنی لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کر سکتے ہو۔ اس خط کے آنے سے پہلے اور عدالت سے طلاق نامہ حاصل کرنے کے بعد ۱۹۵۳ء میں لڑکی کی والدہ نے اپنے خاوند کی پہلی بیوی کے لڑکے چاند علی سے زبیدہ کا نکاح کر دیا۔ لڑکا لیاقت علی صاحب کی بیوی کے یہاں نوکر تھا اور ہمیشہ باہر ہی رہتا تھا اس دوران وہ ایک یا دو مرتبہ ہی پاکستان آیا۔ خط و کتابت سے لڑکی زبیدہ، سے چاند علی کے حالات کچھ ناخوشگوار ہو گئے۔ جو کہ چاند علی کو پسند نہ آئے۔ اس نے خوشی سے اپنی بیوی زبیدہ کو ۲۶ جون ۱۹۶۱ء کو طلاق نامہ تحریر کیا اور اس کے ہمراہ اس کا مہر بھی پونڈ اور شلنگ میں روانہ کر دیا۔ جو کہ طلاق نامہ میں درج ہے۔ میں نے تم کو خوشی سے طلاق دی ہے اور اب تم آزاد ہو جہاں چاہو شادی کر سکتی ہو۔ عرصہ چھ ماہ کے بعد لڑکی کے چچا نے زبیدہ کا نکاح محمد حسین ولد فخر الدین سے مورخہ ۷ دسمبر ۱۹۶۱ء کو کر دیا۔ اب محمد حسین

کے ایک لڑکی بھی ہے۔ برادری والوں کا یہ کہنا ہے کہ لڑکی کے پہلے خاوند فقیر محمد ولد نبی بخش کا کوئی تحریری طلاق نامہ نہیں ہے اس وجہ سے نہ تو پہلا نکاح جائز تھا اور نہ ہی دوسرا نکاح جائز ہے۔ اس دوران لڑکے محمد حسین کے والد انڈیا گئے اور زبیدہ کے پہلے خاوند فقیر محمد ولد نبی بخش سے تحریری طلاق نامہ حاصل کر لائے۔ جس میں قوم کے چار آدمیوں کے دستخط ہیں۔ اس کے بعد قوم کے پاس دو خط ایک ہی مضمون کے آئے جو ہم استفتاء کے ساتھ منسلک کر رہے ہیں۔ اب معلوم یہ کرنا ہے کہ آیا یہ جو نکاح ہوئے درست تھے یا نہیں؟ فقط، ایک سائل و برادری

۷۸۶ الجواب: زبیدہ کے پہلے خاوند کے تحریری طلاق نامہ سے صراحتاً یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس نے ۱۹۵۶ء میں زبیدہ کو طلاق دے دی ہے اگر یہ بات اس کی واقعی میں صحیح ہے تو یہ اس کی طرف سے طلاق کی خبر ہوگی جو کہ شریعت میں معتبر ہے۔ اس عبارت سے زبیدہ کے پہلے خاوند کی ۱۹۵۶ء والی طلاق معتبر سمجھی جائے گی۔ شامی ۲ صفحہ ۴۶۹ میں ہے ففی واحدة قبل واحدة اوقع الاولى قبل الثانية فبانت بها فلا تقع الثانية۔ شامی کی اس عبارت کا بھی مفہوم یہی ہے کہ اس کی پہلی طلاق ہی معتبر ہے لہذا زبیدہ کا نکاح ثانی چاند علی سے شرعاً جائز اس میں شرعی کوئی قباحت ثابت نہیں ہوئی۔ پھر چاند علی کے طلاق دینے کے بعد عدت گزار کر زبیدہ نے جو نکاح ثالث محمد حسین ولد فخر الدین سے ۱۹۶۱ء میں کیا وہ بھی درست ہے اور جو اولاد اس سے پیدا ہوئی ہے وہ شرعاً حلال کی اولاد ہے شرعاً زبیدہ اور اس کے موجودہ خاوند اور اولاد پر کسی قسم کا کوئی عار نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

محمد عبدالرؤف، مدرس مدرسہ عربیہ مفتاح العلوم، گھاس مارکیٹ، حیدرآباد،

ہذا الجواب مصیب، شمس الدین مدرس مدرسہ عربیہ مفتاح العلوم

۷۸۶ الجواب: اللہ عزوجل نے نکاح کی گرہ مرد کے ہاتھ میں رکھی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ بَيِّدَةُ عُقْدَةِ النِّكَاحِ (بقرہ: ۲۳۷) تو جب تک فقیر محمد نے اپنی منکوحہ زبیدہ کو طلاق نہ دی۔ زبیدہ بدستور فقیر محمد کے نکاح میں رہی اور چاند علی خواہ کسی کو اس سے نکاح حلال نہ ہوا۔ اس نکاح بے معنی کے بعد بھی وہ دونوں زانی و زانیہ رہے اور جھوٹا نام نکاح کا کچھ مفید نہ ہوا۔ قال اللہ تعالیٰ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ۔ تم پر حرام ہیں شوہر والی بی بیاں۔ ہاں جب کہ فقیر محمد نے اپنی شادی کے وقت ۱۹۵۶ء میں زبانی اور پھر ۱۰ اپریل ۱۹۵۹ء کو تحریری طلاق دے دی تو اب زبیدہ کا نکاح جو کہ محمد حسین کے ساتھ ۷ دسمبر ۱۹۶۱ء کو قرار پایا وہ اس زبانی طلاق کے باعث جس کا اقرار خود فقیر محمد نے اپنی تحریر میں کیا ہے جائز و صحیح ہوا اور وہ اولاد بھی محمد حسین کی قرار پائی جو اس نکاح کے بعد تولد ہوئی۔ پھر جبکہ طلاق کے لئے تحریر شرط نہیں تو برادری والوں کا یہ دعویٰ غلط ہے کہ دوسرا نکاح صحیح نہ ہوا۔ مفتی مدرسہ مفتاح العلوم کا فتویٰ جو اس نے نکاح اول کے جواز پر دیا اور پھر اس پر طلاق کو صحیح قرار دیا اور اپنی تائید میں جو عبارت شامی کی نقل کی یہ سب امور اس کی جہالت کے آئینہ دار ہیں۔ ایسے مفتیوں سے فتویٰ لینا بھی حرام ہے جنہیں کتاب سمجھنے کی لیاقت نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ ربیع الآخر ۱۳۸۳ھ

عورت کے نفقہ اور جہیز کا بیان

سوال: جناب مفتی صاحب، السلام علیکم، طلاق دیتے وقت لڑکے والوں پر جو جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں ان سے آگاہ کیا جائے۔ اس کے علاوہ مندرجہ ذیل چیزوں کے لئے بھی شرعی احکامات سے آگاہ کریں۔ ۱۔ لڑکی کو جہیز واپس کیا جائے یا نہیں؟ (وہ جو لڑکی والوں نے لڑکی کو دیا ہے)؟

۲۔ زیور، برتن، اور پہننے کے کپڑے واپس کئے جائیں یا نہیں۔ وہ کپڑے جو کہ لڑکی نے استعمال کر لئے ہیں۔ ان کپڑوں کو دوبارہ بنوا کر دینا چاہئے یا نہیں۔ اس کے علاوہ بستر، تکیہ، اور پلنگ جو کہ اب ضائع ہونے کے لائق ہیں لڑکی کو دوبارہ نئے بنوا کر دیئے جائیں یا نہیں؟

امید ہے کہ جناب والا شرعی احکامات سے روشناس کریں گے تاکہ ان چیزوں کا صحیح اسلامی تصفیہ ہو سکے۔ عین نوازش ہوگی۔
نیاز مند، عبدالستار غوری

۸۶۷ جواب: ۱۔ جس عورت کو طلاق دی گئی ہے اس کے نان و نفقہ کا حسب حیثیت بند و بست کرنا، رہنے کے لئے مکان دینا تاکہ وہ ایام عدت گزار سکے۔ شوہر پر واجب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ زیور وغیرہ جہیز جو بیٹی والوں نے اپنی بیٹی کو دیا اس کی مالک عورت ہی ہے۔ شوہر کا اس میں کچھ حق نہیں۔ اب کہ طلاق دی گئی ہے اس عورت کو اپنا وہ مال واپس لینے کا پورا پورا اختیار ہے جیسے کہ اس کے استعمال کا پورا اختیار تھا۔ اور جب کہ عورت اپنی چیزیں اپنے اختیار سے استعمال کرتی رہی یا اس عورت کی رضا سے وہ سامان بحالت ہم آہنگی مر دیا اس کے اعزاء استعمال کرتے رہے اور وہ چیزیں پرانی یا ناقابل استعمال ہو گئیں تو شوہر یا شوہر کے والدین پر کوئی ذمہ داری نہیں کہ وہ یہ سامان نیا خرید کر یا بنوا کر دیں نہ یہ آج تک سننے میں آیا اور نہ کسی ذی ہوش نے لڑکے والوں سے ایسا لغو و ناقابل سماع مطالبہ کیا۔ بہر حال سامان جہیز میں جو سامان جس حالت میں موجود ہے اس کی مالک لڑکی ہے اور اس مال پر اس کا حق ثابت ہے۔ نئے اسباب کا نہ وہ مطالبہ کر سکتی ہے نہ اس کا حق ہے نہ اس مطالبہ کو پورا کرنا لڑکے والوں پر لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم ربیع الاول شریف ۱۳۸۳ھ

نکاح صحیح کے بعد خلوت اور تین طلاق کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے میں کہ: عبدالغفور ولد مداری نے اپنی زوجہ مسات بسوان بنت عبدالرحمن کو تین طلاقیں دیں اور زوجہ سے صحبت بھی نہیں کی۔ طلاق ہونے کے بعد مسات مذکورہ کو عدت گزارنا واجب ہے یا نہیں؟ اور نان و نفقہ کے بارے میں کیا حکم ہے؟
فقط والسلام السائل، عظیم اللہ

۸۶۷ جواب: صورت مسئلہ بالا میں چونکہ نکاح صحیح کے بعد زوج زوجہ ایک مکان میں جمع ہو چکے تو یہ خلوت، خلوت صحیحہ ہے اور اگر خلوت صحیحہ کے بعد شوہر نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی تو عورت پر عدت واجب ہے بلکہ عدت میں نان و نفقہ

اور رہنے کو مکان دینا بھی واجب ہے۔ (جوہرہ۔ عالمگیری۔ درمختار وغیرہ۔) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ صفر المظفر ۱۳۸۳ھ

زبانی اور تحریری طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید کو اپنی بیوی کے طرز عمل سے دیرینہ شکایات تھیں۔ جس کی وجہ سے ان کے باہمی تعلقات دو درجہ ہو چکے تھے۔ زید اپنی منکوحہ کو مسلسل فہمائش و تنبیہ کرتا رہا۔ لیکن مذکورہ بیوی نے اپنا طرز عمل نہیں بدلا۔ بالآخر مجبور ہو کر زید نے اپنی منکوحہ کو طلاق دے دی۔ وہ اس طرح کہ اس نے اپنی منکوحہ کو مخاطب کرتے ہوئے آواز بلند کرتے ہوئے اپنے ہوش و حواس میں تین دفعہ کہا۔ میں تجھے طلاق دیتا ہوں۔ اس کے بعد زید نے اپنے اس اقدام سے یونین کمیٹی کے چیرمین کو بھی تحریری طور پر مطلع کر دیا۔ اس اطلاع نامہ کی ایک کاپی بذریعہ ڈاک اپنی منکوحہ کے پتہ پر ارسال کر دی۔ برائے کرم از روئے حوالہ جات مطلع فرمائیں کہ طلاق مذکورہ بالا ہوئی یا نہیں؟ نیز یہ کہ حالات بالا کی موجودگی میں رشتہ مناکحت پھر سے ہو سکتا ہے یا نہیں؟ محمد سلیمان، ریشم گلی، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: صورت مذکورہ بالا میں جب کہ زید نے اپنی منکوحہ و موطوءہ کو تین طلاقیں دیں تو یہ تینوں طلاقیں واقع ہو گئیں اور وہ عورت زید پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئی۔ تا وقتیکہ حلالہ نہ ہو لے۔ اس سے نکاح نہیں ہو سکتا۔ اب زید کا اس عورت سے نکاح کرنا حرام ہے! حرام ہے! حرام ہے! اور اس کی حرمت ایسی نہیں کہ کسی امام نے اپنے اجتہاد سے نکالی ہو۔ نہ اس کی حرمت کسی حدیث احاد سے ثابت ہے کہ جسے وہ حدیث نہ پہنچے یا اس کی صحت اسے ثابت نہ ہوئی وہ انکار کر سکے بلکہ اس کی حرمت قرآن عظیم نے خاص اپنی نص واضح صریح سے ارشاد فرمائی ہے کہ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهَا پھر اگر تیسری طلاق دے دی، تو اس کے بعد وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی، جب تک دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرے (اور صحبت نہ ہو جائے)۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ محرم الحرام ۱۳۸۳ھ

بغیر اجازت گھر سے نکلنے پر طلاق کی تعلیق کا حکم

سوال: مکرمی جناب مفتی صاحب، السلام علیکم، کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زید کی زوجہ نہایت درجہ بد زبان اور انتہائی نافرمان ہے اور ہمیشہ اپنی بد زبانی اور بد گوئی کی وجہ سے اپنے شوہر کو پریشان کرتی ہے اور اگر شرعی احکام کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے تو اور زیادہ بد گوئی کرتی اور شوہر کے منع کرنے کے باوجود شوہر کے گھر سے بلا اجازت چلی جاتی ہے جبکہ شوہر یعنی زید نے اس طرح بھی منع کیا کہ اگر گھر سے باہر بغیر میری مرضی اور اطلاع کے گئیں تو شرعی طور پر تم پر طلاق عائد ہو جائے گی اس کے باوجود بیوی یہ کہہ کر چلی جاتی ہے کہ پرواہ نہیں۔ لہذا مجھے امید ہے کہ اس مسئلہ پر شرعی اصول سے روشنی ڈال کر شرعی حکم صادر فرمائیں گے؟ فقط ایک سائل

۷۸۶ جواب: زید اپنی منکوحہ سے یہ کہتا ہے کہ اگر تم گھر سے باہر بغیر میری مرضی و اطلاع کے چلی گئیں۔ تو شرعی اصول سے تم پر طلاق عائد ہو جائے گی۔ تعلیق طلاق ہے یعنی وقوع طلاق کو گھر سے نکلنے پر موقوف کرنا ہے۔ اب اس تعلیق کے بعد اگر عورت اپنے گھر سے باہر چلی گئی۔ تو عورت پر اس وقت ایک طلاق رجعی پڑ گئی۔ اب اگر شوہر نے زمانہ عدت میں قولاً یا عملاً اس سے رجعت کر لی فہما۔ ورنہ بعد انقضائے عدت اس سے دوبارہ نکاح کرنا شوہر کے اختیار میں ہے۔ اس پر جبر نہیں کیا جاسکتا۔ پھر جو عورت بے اجازت شوہر کے گھر سے چلی جایا کرتی ہے اور اس بناء پر اس کو طلاق دے دی گئی۔ تو وہ عدت کا نفقہ نہیں پائے گی۔ اور عورت کے لئے یہ بڑی بدبختی کی بات ہے کہ اس سے اس کا شوہر ناراض ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ”عورت بغیر اجازت، شوہر کے گھر سے نہ جائے اور ایسا کیا تو جب تک نہ لوٹے۔ اللہ اور اس کے فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔“ عرض کی گئی ”اگر چہ شوہر ظالم ہو۔ فرمایا اگر چہ شوہر ظالم ہو۔“ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ محرم الحرام ۱۳۸۳ھ

”میں طلاق دے چکا“ بھی طلاق ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ مسات منی ولد منیر جس کی شادی نابالغی میں معین (سنی) ولد محمد جی سے کر دی گئی اور ایجاب و قبول اس کے والد نے کیا۔
۲۔ جب کہ منی بالغ ہوئی اور اپنے سرال گئی ان کے خاوند معین کو ناپسند ہوئی اور اس کو بد شکل اور بد صورت تصور کر کے مارا پیٹا اور اس کو کھانے پینے کو نہ دیا اور اس کو جسمانی نقصان پہنچایا اور ہر طرح کی تکلیف دے کر اس کو گھر سے نکال دیا۔ چار مرتبہ یہ کہہ کر، کہ منی کو میری طرف سے طلاق ہے۔ ایسے حالات میں منی کے چچا نے اہل پنچایت سے کہا اور چند آدمی اس کے پاس گئے کہ وجوہات دریافت کریں تو اس کے خاوند نے کہا کہ میں اس کو طلاق دے چکا ہوں اور یہ میرے کسی کام کی نہیں میں اب بھی تمہارے سامنے طلاق دیتا ہوں طلاق! طلاق! طلاق! تین طلاقیں دے دیں ایسی حالت میں منی اپنے مہر اور نفقہ عدت اور جو اس کے باپ نے بوقت نکاح جہیز دیا تھا وہ لینے کی حقدار ہے یا نہیں؟ فقط ایک سائل

۷۸۶ جواب: اگر یہ واقعات درست ہیں تو منی مطلقہ ہو گئی اور خلوت صحیحہ واقع ہو چکی ہے تو جتنا مہر مقرر ہوا تھا عورت اس کی حقدار ہو گئی۔ شوہر پر لازم ہے کہ اسے مہر کی رقم ادا کرے۔ یوہیں عورت عدت کے اندر نفقہ پائے گی اور وقت رخصت جو کچھ کپڑا، زیور، برتن، وغیرہ عورت کو جہیز میں ملا تھا ان کی مالک خاص عورت ہے۔ طلاق کے بعد وہ اپنی ان اشیاء کا مطالبہ کرے تو شوہر پر لازم ہے کہ کپڑا، زیور، برتن، وغیرہ جو خاص عورت کے جہیز میں ہیں وہ واپس کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ محرم الحرام ۱۳۸۳ھ

طلاق ثلاثہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: مستری لال محمد ولد خدا بخش میں اپنے ہوش و حواس کے

ساتھ اپنی زوجہ خاتون ولد سونی خان کو بخوشی طلاق لکھ رہا ہوں جو کہ تین آدمیوں کے سامنے تحریر کیا گیا۔ ان گواہان کے سامنے تین بار اقرار کرتا ہوں کہ میں نے طلاق دی! طلاق دی! طلاق دی! خاتون کے کہنے سے طلاق دی! طلاق دی! طلاق دی! فقط لال محمد مستری

۸۶۷ جواب: جبکہ مستری لال محمد ولد خدا بخش نے اپنی بیوی کے کہنے پر تین طلاقیں دیں تو تو عورت اس کے نکاح سے باہر ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے الطَّلَاقُ مَرَّتَيْنِ ۖ فَمَا مَسَّكَ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسَرَّيْنِ بِإِحْسَانٍ (بقرہ: 229)۔ یعنی طلاق جس کے بعد رجعت ہو سکے وہ دوبارہ پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا نیکی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے پھر فرمایا فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ پھر اگر تیسری طلاق دی تو اس کے بعد عورت اس کے لئے حلال نہ ہوگی۔ جب تک دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرے۔ آیت بالا سے معلوم ہوا کہ تین طلاقیں دینے کے بعد عورت شوہر پر حرام ہو جاتی ہے، ساتھ حرمت مغلفہ کے، حکم یہ ہے کہ عدت کے اندر رجوع نہیں کر سکتا اور بعد از عدت اس سے نکاح نہیں کر سکتا جب تک کہ دوسرے شوہر سے شادی نہ کر لے اور صحبت نہ ہو جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ سید محمد واصل شاہ عفی عنہ

الجواب صحیح و صواب والحبیب مثاب واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

شادی شدہ عورت کا نکاح

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: شمس الدین ولد اسحاق شاہ کا نکاح مسما ت خاتون بنت ناتھو شاہ سے کراچی میں ہوا تھا۔ اور میری دختر آمنہ بنت اسحاق شاہ کا نکاح عبدالغفور ولد ناتھو شاہ سے ہوا تھا جو کہ اپنے خاوند کے ساتھ ہے۔ لیکن نکاح کے بعد عبدالغفور ولد ناتھو شاہ نے مل کر میرے لڑکے شمس الدین اور اس کی بیوی خاتون بنت ناتھو شاہ کو اغوا کر کے ہندوستان لے گئے اور وہاں پہنچ کر پندرہ دن بعد شمس الدین کو گھر سے نکال دیا اور اس کی بیوی کو بھیجنے سے انکار کر دیا۔ لیکن جب شمس الدین گھر سے نکلنے لگا۔ تب اس کی بیوی خاتون بنت ناتھو شاہ نے کہا کہ تم مجھے کب لینے آؤ گے۔ اس پر شمس الدین نے کہا کہ بہت جلد لینے آؤں گا۔ شمس الدین اپنی بیوی کی اس خواہش پر ایک سال تک ہندوستان میں رکا اور بار بار سسرال جا کر کوشش کرتا رہا کہ میری بیوی کو بھیج دیں لیکن انکار کرتے رہے۔ آخر کار ناتھو شاہ نے مجھے یعنی اسحاق شاہ کو لکھا کہ تم آ کر اپنے لڑکے کی بیوی کو لے جاؤ۔ اس پر میں پاسپورٹ اور ایمر جنسی فارم لیکر ہندوستان لیا۔ لیکن مجھے بھی انکار کر دیا۔ میں بھی کوشش کرتا رہا۔ آخر پاسپورٹ کی مدت ختم ہونے پر واپس پاکستان آ گیا۔ یہاں پر بھی آ کر کوشش جاری رکھی۔ یہاں تک کہ دوبارہ پھر گیا لیکن انہوں نے نہیں بھیجا۔ آخر عبدالغفور شاہ کے تحریری مشورہ پر ناتھو شاہ نے اپنی لڑکی مسما ت خاتون کو بغیر طلاق لئے دوسرے کے ساتھ نکاح کر کے بھیج دیا۔ جہاں اس کے بطن سے بچے بھی ہوئے ہیں۔ اب علماء دین عبدالغفور شاہ اور ناتھو شاہ کے متعلق کیا حکم فرماتے ہیں۔ جنہوں نے بغیر طلاق خاتون بنت ناتھو شاہ کو دوسرے کے ساتھ نکاح کر دیا؟ فقط ایک سائل

۷۸۶ جواب: اگر مذکورہ بالا واقعات صحیح ہیں تو مسامات خاتون کا نکاح اس دوسرے شخص سے منعقد نہ ہوا۔ اللہ عزوجل نے نکاح کی گرہ مرد کے ہاتھ میں رکھی ہے۔ قال اللہ عزوجل بَيِّدَ عُقْدَةَ النِّكَاحِ (بقرہ: 237)۔ پس جبکہ شمس الدین نے ہنوز طلاق نہ دی خاتون بدستور اس کے نکاح میں باقی ہے۔ اور کسی کو ہرگز اس سے نکاح حلال نہیں۔ اگر کر بھی لیا یہ جھوٹا نام نکاح کا کچھ مفید نہ ہوگا۔ قال اللہ تعالیٰ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ یعنی تم پر حرام کی گئیں شوہر والی بی بیاں۔ عورت اب جس کے پاس ہے اس پر فرض قطعی ہے کہ عورت کو اپنے پاس سے جدا کرے اور نکال دے اور عورت پر فرض قطعی ہے کہ اس سے جدا ہو جائے اور اپنے خاوند شمس الدین کے پاس آئے ناتھو شاہ اور عبدالغفور شاہ اور وہ عورت اور وہ شخص جس کے ساتھ یہ عورت بنام نکاح دی گئی ان میں سے جو شخص ان احکام کی تعمیل نہ کرے۔ مسلمان اسے اپنی صحبت سے نکال دیں اور اس کے پاس اٹھنا بیٹھنا ترک کر دیں۔ ایمان والے مرد اور ایمان والی بی بیاں انہیں یک لخت چھوڑ دیں۔ نہ اپنے پاس بیٹھنے دیں اور نہ خود ان کے پاس بیٹھیں۔ قال اللہ تعالیٰ وَ اِمَّا يُنَسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِى مَعَ الظَّالِمِيْنَ ⑩ (انعام)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ کلیم محرم الحرام ۱۳۸۳ھ

اعتراف طلاق سے طلاق ہو جاتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ع کی بہن سے م کی شادی تقریباً تیس سال پہلے ہوئی اور اس شادی کے چند دن بعد نا اتفاقی ہوئی۔ تقریباً نو سال تک ع نے اپنی بہن کو م کے پاس نہیں بھیجا اور شرع کے مطابق فتوے وغیرہ بھی منگوائے لیکن شریعت نے اس کو اجازت نہیں دی جس سے کہ وہ اپنی بہن کی شادی دوسرے جگہ کرتا اور ع کی بہن جب بالغ ہوئی تو وہ اپنے شوہر کے پاس آگئی اور ع نے بھی اس کو اس کے شوہر کے حوالے کر دیا اور اب زندگی گزارتے ہوئے تقریباً بیس سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ پہلے والی نا اتفاقی پر شروع میں خط و کتابت سے جھگڑا شروع ہوا۔ دونوں طرف سے یعنی ع اور م کی اس سے زیادہ بگڑ گئی اور خطوں میں اس قدر نازیبا الفاظ استعمال ہوئے کہ م نے ع کو لکھ دیا کہ میں نے تیری بہن کو رنڈی سمجھ کر رکھ ہوا ہے۔ ”میں نے پہلے ہی طلاق دے دی تھی“۔ لیکن یہ بالکل غلط تھا صرف جھوٹ تھا کوئی طلاق نہیں دی تھی۔ م نے صلح کا ہاتھ بڑھایا مگر ع نے کہا تم گناہ کی زندگی بسر کر رہے ہو تم اس قسم کا خط لکھ چکے ہو۔ تو م کو یاد نہیں کہ لکھا ہے یا نہیں کہ اس وقت گالی وغیرہ خوب لکھی جا رہی تھی۔ م نے اپنی بیوی سے کہا کہ شریعت نہ تمہاری نہ ہماری اس کا فیصلہ علماء دین فرمائیں گے مگر م کی بیوی کہتی ہے کہ اگر تم نے ایسے الفاظ لکھے تو میرے بھائی کو لکھے ہیں طلاق اگر دینی ہے تو مجھے دو بھائی کو نہیں اگر بھائی کو طلاق کے متعلق لکھا ہے تو تم نے تو جھوٹ لکھا ہے اگر مجھ کو طلاق دے کر لکھتے تو صحیح تھا کہ اب اس مسئلہ میں آگاہی بخش کر اس گناہ عظیم سے نجات دلائیں کہ طلاق ہوئی یا نہیں؟ فقط والسلام سائل۔ م عین

۷۸۶ جواب: شوہر کا یہ لکھنا کہ میں نے پہلے طلاق دے دی تھی یہ ایقاع طلاق کا اعتراف ہے اور اس اعتراف کے باعث عورت پر ایک طلاق رجعی واقع ہو گئی اگرچہ یہ بات شوہر نے لکھی ہو اور جب کہ عورت شوہر ہی کے یہاں موجود رہی تو

ایام عدت میں ہم بسترِ پائے جانے پر رجوع واقع ہو گیا اور عورت بدستور حلال ہو گئی یہ حکم تازیت باقی رہے گا جب تک شوہر اسے اور طلاق نہ دے اور آئندہ عورت پر دو طلاقیں پڑنے سے نکاح زائل ہو گا کہ بغیر طلاق عورت حلال نہ ہوگی بہر حال فی الحال یہ دونوں زن و شوہر کی طرح رہیں اور ہنسی خوشی زندگی بسر کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ محرم الحرام ۱۳۸۳ھ

طلاق بائن کی صورت

سوال: برادرِ محمد سلطان! میری یہ آخری کوشش تھی کہ اگر بشیرہ پاگل ہوتی تو میں بھگت لیتا مگر اب میرے اندر برداشت کا مادہ نہیں ہے۔ اس لئے میں نے اس کو طلاق دے دیا اب میری طرف سے رشتہ ختم ہو گیا اگر تم اس کو رکھتے ہو تو تمہاری خالہ زاد ہمیشہ ہے میرے کو کوئی اعتراض نہیں اگر نہیں رکھتے تو میرے کو کوئی شکایت نہیں ہوگی ذکرہ جلیل اگر لیجاتے ہیں تو لیجانے دینا اگر میرے خدا نے میرا ساتھ دیا تو میں بچوں کو حاصل کر لوں گا۔ نہیں تو صبر کے سوا میں کچھ نہیں کر سکتا۔

قبلہ مفتی صاحب! اس تحریر کو لکھنے والے نے آج سے تین سال پہلے اپنی بیوی کو طلاق دیا تھا۔ طلاق دینے کے ایک ہفتے بعد انکاری ہو گیا کہ میں نے طلاق نہیں دیا اور تین سال کے عرصے میں خرچ لینے کی کوشش بھی کی مگر لڑکے والوں نے کوئی خرچ نہیں دیا۔ اب دونوں دوبارہ میاں بیوی کی حیثیت سے رہ سکتے ہیں یا نہیں؟ شوہر یہ تحریر گھر میں ڈال کر چلا گیا یہ تحریر اس کے ہاتھ کی بھی نہ تھی اور دوسروں کے ہاتھ کی تھی۔ فقط والسلام عبداللہ، لطیف آباد یونٹ نمبر ۱۱، کوثر ۱۶، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: مذکورہ بالا تحریر جبکہ شوہر خود گھر میں دے کر گیا اور وہ ہے بھی تعلیم یافتہ۔ تو اس تحریر کے بعد اس کا انکار طلاق محض بے معنی ہے البتہ اس تحریر سے زیادہ سے زیادہ جو چیز ثابت کی جاسکتی ہے وہ طلاق بائنہ "میری طرف سے رشتہ ختم ہو گیا ہے۔" جبکہ اس جملے سے طلاق دینا مقصود ہو۔ بہر حال احتیاط اس میں ہے کہ زوجین چند شاہدوں کے رو برو دوبارہ ایجاب و قبول کر لیں اور حسب سابق میاں بیوی کی طرح رہیں۔ قال اللہ تعالیٰ وَبَعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِي ذَلِكَ إِنْ أَرَادُوا إِصْلَاحًا (بقرہ: 228)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ شوال ۱۳۸۳ھ

ظہار کے الفاظ استعمال کئے اور عورت نے اس کو طلاق سمجھ کر، طلاق کا اعلان کر دیا شوہر نے پھر بھی اس معنی کی مخالفت نہ کی تو اس عمل سے طلاق بائن ہو گئی۔ کورٹ کے کہنے سے نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین حنفی المذہب اس مسئلہ میں کہ: زید اپنی عورت کی ہر وقت مار پیٹ کرتا رہتا تھا اور نان و نفقہ بھی جو کہ اس کے ذمہ تھا وہ بھی برابر لا کر نہیں دیتا تھا بلکہ عورت خود دستکاری کر کے اپنا پیٹ پالتی اور زید کا بھی گزارا کرتی اور قریباً دس سال عورت نے شوہر کے ظلم برداشت کئے پھر بھی زید اپنی عورت سے خوش نہیں تھا دونوں میاں بیوی میں موافقت نہیں ہوئی۔ آخر ایک روز مورخہ ۱۹۵۸ء ۲۱، ۱۲ء کو زید نے اپنی بیوی سے کچھ خرچ طلب کیا اور بیوی کے پاس کچھ

موجود نہ تھا۔ اس پر اپنی بیوی کو بہت بری طرح سے لکڑی سے جسمانی سزا دی جو کہ قابل برداشت نہ تھی اور زید کو مظلوم و بے بس بیوی پر رحم نہ آیا اور مار پیٹ کر گھر سے نکال دیا اور کہا کہ تم واپس میرے گھر نہ آنا آخر وہ اپنے والدین کے مکان پر پولیس کے ذریعہ چلی گئی اور وہاں جا کر شوہر کے نان و نفقہ اور خبر گیری کا انتظار کیا اور دو سال تک شوہر نے بیوی کی کوئی خبر گیری نہ کی اور آخر مجبور ہو کر بیوی نے شوہر کے خلاف دعویٰ تنسیخ نکاح کر دیا تھا اور حلیہ بیان دیئے۔ حلف نامہ بھی داخل کیا جو کہ شوہر، زید نے ظلم کئے تھے۔ عدالت نے سب حقیقت پر غور فرما کر بیوی کا یہ دعویٰ، شوہر پر صحیح تسلیم کیا کیوں کہ زید نے بیوی کے بیان و حلف نامے کی کوئی بھی مخالفت نہ کی اور نہ گواہ پیش کئے اور نہ نان و نفقہ دیا نہ طلاق دی نہ کسی قسم کی ضمانت دی جب سب سول کورٹ کے مسلمان سب جج جناب سید محمود علی شاہ بخاری صاحب نے مورخہ ۵ جولائی ۱۹۶۱ء کو عورت کا نکاح شوہر سے منسوخ کر دیا آرڈر فیصلہ کا حکم صادر فرما دیا تھا اور زید نے اپنی بیوی کے خلاف ڈھائی سال تک آرڈر فیصلہ نکاح کے منسوخ ہونے پر اپیل نہ کی اور عورت کی طلاق عدالت سے مسلمان حاکم نے دی دے تھی اس عورت نے منسوخ نکاح کے فیصلے کے ڈھائی سال بعد دوسرے شخص سے مورخہ ۳۱ دسمبر ۱۹۶۳ء ۲۶ رجب المرجب ۱۳۸۲ھ کو نکاح کر لیا۔ عدالت سے منسوخ نکاح یعنی طلاق ہو گیا۔ کیا یہ شرعاً جائز ہے یا ناجائز؟ اور اس عورت کا دوسرے شخص سے نکاح جائز ہے یا ناجائز؟ اور اس نکاح میں شریک ہونے والے کی شرکت جائز ہے یا ناجائز؟ قرآن و حدیث شریف و فقہاء حنفیہ کے اقوال سے جواب عنایت فرمائیں۔

بقلم خود عبد الکریم ولد عبدالعزیز، شیخ پھلیلی پار، حیدر آباد، مورخہ ۲ فروری ۱۹۶۴ء

۸۶۷ جواب: کورٹ کی جملہ کارروائی کے کاغذات کے مطالعہ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ مدعیہ کے ”شوہر زید“ نے مدعیہ کو بری طرح مارا اور زخمی کر کے نکال دیا یہ کہتے ہوئے کہ ”تم میری ماں اور بہن کے برابر ہو“ مزید یہ کہ وہ واپس اس مدعا علیہ کے گواہ کے گھر نہ آئے ورنہ وہ جان سے مار ڈالے گا۔ (پیرا گراف نمبر ۲)

مدعیہ کے دعویٰ کے خلاف مدعا علیہ نے کوئی ثبوت پیش نہ کیا اور نہ مدعیہ کے حلیہ بیان کی کوئی مخالفت کی۔ (پیرا گراف نمبر ۱)

ان وجوہ کی بنا پر فاضل مجسٹریٹ نے لکھا وہ تمام الزامات جو ”مدعیہ عورت نے“ مدعا علیہ ”شوہر“ پر لگائے ہیں قائم رہے ہیں۔ (پیرا گراف نمبر ۱۰)

فقیر حقیر بھی ان ہی حقائق کی بناء پر بعونہ تعالیٰ یہ فتویٰ دیتا ہے کہ اگر شوہر نے واقعہ وہی الفاظ استعمال کئے کہ ”تم میری ماں بہن کے برابر ہو“ اور گھر سے نکال دیا اور پھر عورت مذکورہ نے کورٹ سے تنسیخ نکاح کی اجازت بھی حاصل کر لی اور پھر ڈھائی سال کے بعد کسی اور سے نکاح کر لیا تو یہ نکاح ثانی شرعاً صحیح و درست ہے کہ اب یہ عورت زید کی منکوحہ نہ رہی بلکہ ظہار کے ان کلمات کو بجائے طلاق کے سمجھنے سے، اس کے نکاح سے نکل گئی اور آزاد عاقل بالغ اپنے فعل کی مختار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ شوال المکرم ۱۳۸۳ھ

زنا سے حاملہ عورت سے نکاح درست ہے

سوال: ایک شخص نے ایک بیوہ عورت سے نکاح کیا۔ جس کے شوہر کے انتقال کو کئی سال گزر گئے تھے۔ بعد نکاح معلوم ہوا

کہ اس عورت کو حمل ہے تو قوم والوں نے اس پر اعتراض کیا تو اس پر دونوں میں نا اتفاقی پیدا ہو گئی تو اس عورت کے خاوند نے اس عورت کو اپنے میکے پہنچا دیا تو کچھ دن بعد اس کو لڑکا پیدا ہوا تو اس کے بعد خاوند عورت کے گھر گیا اور نا اتفاقی زیادہ بڑھ گئی تو اس مضمون کے زیر تحت شوہر نے اس عورت کو کہا کہ تو میرے نکاح سے باہر ہے۔ تو اس عورت نے کہا کہ مجھے طلاق دے دو تو اس نے اسے طلاق دے دی۔ کچھ دنوں بعد دونوں میاں بیوی میں محبت اور اخلاق پیدا ہو گیا تو وہ دونوں نکاح پر رضامند گئے تو اب کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع اس مسئلہ کے بارے میں کہ ان دونوں میں نکاح اب ہو سکتا ہے یا نہیں؟

فقط ایک سائل

۷۸۶ جواب: جو عورت زنا سے حاملہ ہو۔ اس کا نکاح درست ہے اور نکاح درست ہو تو پھر اس پر طلاق بھی واقع ہوگی۔ اب اگر شوہر نے اپنی منکوحہ کو ایک طلاق یا دو طلاقیں اگرچہ بائن دیں تو دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے باہمی رضامندی سے اور اگر شوہر نے تین طلاقیں دے دیں تو دوبارہ نکاح بغیر حلالہ کے نہیں ہو سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ ذی قعد ۱۳۸۳ ھ

مطلقہ کے ساتھ رہنا حرام ہے

سوال: محمد بخش کی عمر تقریباً ستر "۷۰" سال ہے۔ محمد بخش کی بیوی فاطمہ بھی زندہ ہے اور ان کی دو لڑکیاں ہیں جو شادی شدہ ہیں۔ محمد بخش نے اپنی بیوی فاطمہ بی کی سگی، ہمشیرہ کی لڑکی سے شادی کر لی۔ شادی کے دوسرے تیسرے دن محمد بخش کے گاؤں کے مشہور قاضی کو اس شادی کی اطلاع ملی۔ تو قاضی صاحب نے محمد بخش کو کہا کہ تم نے یہ شادی شرع کے خلاف کی ہے۔ یہ تمہاری منکوحہ بیوی کی سگی بھانجی ہے۔ شرع میں جس طرح بہن کے اوپر بہن نکاح میں نہیں آ سکتی اسی طرح خالہ پر بھانجی خلاف شرع ہے۔ اس لڑکی کو ہم یہاں نہیں رہنے دیں گے۔ اس پر محمد بخش کے گھر ورشتہ کے تمام افراد نے قاضی صاحب سے اپیل کی کہ اب یہ شادی ہو چکی ہے۔ ہماری بے عزتی ہوگی۔ کسی طرح اس کو جائز ہونے کا طریقہ فرمائیں۔ قاضی صاحب کی تجویز پر محمد بخش نے اپنی منکوحہ فاطمہ بی کو طلاق دے دی۔ اس بات کو تقریباً نو سال کا عرصہ گزر چکا ہے کہ فاطمہ کی طلاق کی میعاد کے بعد پھر دوبارہ لڑکی سے نکاح ہوا۔ لیکن اتنے عرصے سے محمد بخش کے ساتھ دونوں بیویاں اور سب اکٹھے ایک ہی مکان (کمرہ) میں رہتے ہیں۔ اور گھر کے تمام اختیارات طلاق شدہ سابقہ بیوی کو ہیں۔ روٹی، کپڑا، سیاہ، سفید، کرنا بلکہ گھر کے سب افراد کی زندگی و موت فاطمہ کے قبضے میں ہے۔ فاطمہ نے گھر کے تمام ترکہ سے نصف حصہ اپنے قبضے میں لے لیا ہے اور محمد بخش باہر ملازمت کرتا ہے اس کی دوسری نکاح شدہ بیوی اپنے پاس ہو تب بھی فاطمہ محمد بخش سے تنخواہ کا نصف حصہ منگوا لیتی ہے۔ تمام گھر پر اتار عیب اور اتنی حاوی ہے کہ کئی بار محمد بخش گھر پر چھٹی لے کر آیا اور فاطمہ نے لڑائی جھگڑا اور ڈنڈا جوتا چلا کر محمد بخش کو گھر سے نکال دیا اور محمد بخش مسجد میں چھٹی کاٹ کر پھر ملازمت کے لئے روانہ ہو گیا حالانکہ رہائشی مکان محمد بخش کا خود کا ہے۔ ۱۔ کیا طلاق شدہ عورت اپنے سابقہ شوہر کے ساتھ رہ سکتی ہے اور مندرجہ بالا طریقہ پر اس کے اختیارات اور حقوق جائز ہیں یا نہیں؟

۲۔ کیا ایسے شخص کے ساتھ برادری یا دیگر سب مسلمان اسلامی تعلقات قائم رکھ سکتے ہیں؟

۳۔ کیا ایسے حالات میں دوسری بیوی پر شرعاً کوئی اثر پڑتا ہے۔ اور ایسے شخص پر شرعاً کیا تعزیرات اور فتویٰ عائد کئے جاسکتے ہیں؟ اللہ دتہ خان، ہیڈ کانسٹیبل، C.I.D، حیدرآباد

۷۸۶ جواب: جس عورت کو طلاق دی گئی ہے وہ صرف ایام عدت کے نفقہ کی مستحق ہے۔ انقضائے ایام عدت پر شوہر کے ذمہ کوئی نفقہ واجب نہیں۔ اور سکنہ یعنی رہنے کا مکان جو کہ نفقہ کا تیسرا جزء ہے۔ یہ بھی شوہر سے قطعاً ساقط ہے۔ مستحکم محمد بخش نے جبکہ فاطمہ بی کو طلاق دے دی تو ایام عدت گزرنے پر وہ تمام حقوق ساقط ہو گئے جو بر بنائے نکاح محمد بخش پر شرعاً لازم تھے اور فاطمہ بی اب محمد بخش کے لئے محض احتبیہ ہو گئی اور محمد بخش اور فاطمہ بی کا ایک مکان میں دوسرے متعلقین کے ساتھ رہنا درکنار۔ وہ ایک دوسرے کی طرف نظر بھی نہیں کر سکتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ صورت مذکورہ بالا میں جبکہ بالادستی محمد بخش کی مطلقہ فاطمہ بی کو حاصل ہے تو ضرور محمد بخش کی منکوحہ، اور دیگر متعلقین کی حق تلفی ہوتی ہے تو وہ یقیناً مظلوم ٹھہرے اور فاطمہ بی کہ ان کے حقوق پر اثر انداز ہے۔ شرعاً اور قانوناً ظالم قرار پائی۔ ایسی حالت میں با اثر حضرات کو اپنے اثر و رسوخ کو کام میں لا کر فاطمہ بی کو ان مظالم سے باز رکھنا چاہئے۔ اور محمد بخش تو بیچارہ خود ہی مظلوم ہے۔ ہاں اگر محمد بخش خود ہی فاطمہ بی کو اپنے سے جدا نہیں کرتا تو بلاشبہ مسلمان اسے مجبور کر سکتے ہیں اور جب تک وہ حق کی طرف نہ آئے یہاں اس کے سوا اور کیا چارہء کار ہے کہ سلام کلام وغیرہ ترک کر دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ محمد بخش کی دوسری بیوی اپنے حقوق کے لئے شرعاً ہر جائز کارروائی کر سکتی ہے اور محمد بخش اگر اس کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کرتا ہے تو وہ اپنے حقوق اس سے بھی منوا سکتی ہے۔ فاطمہ بی کے رہنے کے باعث اگر مکان میں تنگی ہے تو وہ فاطمہ بی سے بھی مکان خالی کر سکتی ہے لیکن اس کا مطالبہ وہ صرف محمد بخش سے کر سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ ذی قعد ۱۳۸۳ھ

طلاق بائن کے الفاظ

سوال: بخدمت جناب خلیل العلماء مفتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ، السلام علیکم کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنی زوجہ کو یہ کہہ کر نکال دیا کہ ”جا میں نے تجھے طلاق دی چلی جا میرے گھر سے“ جس پر وہ چلی گئی۔ اب چار ماہ کے بعد دونوں کی صلح ہو گئی اب فریقین دوبارہ نکاح کرنا چاہتے ہیں کیا نکاح درست ہے؟ نوٹ:- زید سے حلفیہ بیان لیا گیا۔ اس نے حلفیہ بیان دیتے ہوئے محلے والوں کو یقین دلایا ہے کہ اس نے ایک مرتبہ طلاق دی۔ سائل عبدالشکور

۷۸۶ جواب: اگر یہ واقعہ ہے کہ شوہر نے صرف یہ کہہ کر گھر سے نکال دیا کہ ”میں نے تجھے طلاق دی جا میرے گھر سے“ اور عورت گھر سے نکل بھی گئی۔ تو اگرچہ اب عدت گزر چکی ہے۔ جانشین باہم نکاح کر سکتے ہیں۔ فقہا کرام تصریح فرماتے ہیں کہ جس عورت کو تین سے کم طلاق بائن دی ہے۔ اس سے عدت میں بھی نکاح کر سکتا ہے اور بعد عدت بھی۔ (عامہء کتب)

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ ذی قعد ۱۳۸۳ھ

مضمون طلاق پر دستخط کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: شرف الدین ولد عبدالرزاق نے حسب ذیل مضمون پر مشتمل دو روپیہ کے فارم پر نشان انگوٹھا ثبت کیا۔ شرف الدین ولد عبدالرزاق رئیسہ خاتون یعنی میری بیوی کو میں طلاق دیتا ہوں اور میں خوشی سے طلاق دے رہا ہوں اور رئیسہ خاتون خود بھی چاہ رہی ہے۔

گواہ۔ نواب الدین گواہ۔ بشیر الدین

دستخط۔ شرف الدین

دریافت طلب امر یہ ہے کہ اب جانین شرعاً نکاح کر سکتے ہیں یا نہیں؟

حافظ عبداللطیف قریشی اشرفی، مورخہ ۲۲ مارچ ۱۹۶۴ء

۸۶ء جواب: شرف الدین ولد عبدالرزاق کا مذکورہ بالا تحریر پر دستخط کر دینا اقرار طلاق ہے۔ اور شوہر کا اپنی منکوحہ سے یہ کہنا کہ میں تجھے طلاق دیتا ہوں۔ ان الفاظ کا حکم یہ ہے کہ ایک طلاق رجعی واقع ہوگی۔ اگرچہ کچھ نیت نہ کی ہو یا بائن کی نیت کی ہو یا ایک سے زیادہ کی نیت کی ہو۔ (درمختار وغیرہ) اور عورت کو اگر تین سے کم طلاق بائن دی ہیں۔ یا طلاق رجعی دی اور عدت گزر چکی۔ اب دوبارہ اس سے نکاح کر سکتا ہے۔ یہاں حلالے کی بھی حاجت نہیں۔ (عامہ کتب)

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ ذی قعد ۱۳۸۳ھ

حاملہ کو بھی طلاق ہو جاتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنی بیوی کو بحالت غصہ طلاق دے دی اور طلاق دیتے وقت اس کو یہ معلوم نہیں تھا کہ اس کی بیوی حاملہ تھی۔ مگر چند روز بعد جب کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے چکا تھا۔ اس وقت اس کو معلوم ہوا کہ اس کی بیوی حاملہ ہے۔ لہذا بروئے شریعت یہ بتایا جائے کہ آیا بیوی حاملہ ہونے کی صورت میں اس کو طلاق ہو سکتی ہے یا نہیں؟ حکیم سید محمد محفوظ علی، جنرل سیکریٹری اہل سنت و جماعت، حیدرآباد سندھ، ۲۱ مارچ ۱۹۶۴ء

۸۶ء جواب: طلاق میں عورت کی جانب کوئی شرط نہیں۔ حاملہ ہو خواہ نہ ہو۔ بہر حال طلاق واقع ہوگی۔ البتہ عورت حاملہ ہے تو اس کی عدت وضع حمل ہے۔ (درمختار۔ عالمگیری وغیرہ)

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ ذی قعد ۱۳۸۳ھ

طلاق کے بعد انکار معتبر نہیں ہے

سوال: بخدمت شریف جناب مفتی صاحب، دارالعلوم احسن البرکات، حیدرآباد

کیا فرماتے ہیں علماء دین و شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنی منکوحہ کو تین طلاقیں اپنے ہوش و حواس میں بہت سے مردوں کے سامنے یہ کہتے ہوئے دیں کہ ”لوگ گواہ رہنا میں اس لڑکی کو طلاق دیتا ہوں“ منکوحہ کے دارثین کی طرف سے

قانونی چارہ جوئی کرنے کی وجہ سے زید اب انکار کرتا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دیا۔ لہذا علماء ملت فتویٰ صادر فرمائیں؟

فقط طالب فتویٰ، محمود علی، لطیف آباد یونٹ نمبر ۲، حیدر آباد

۷۸۱ جواب: زید نے جبکہ اپنی منکوحہ کو باقائمی ہوش و حواس دوسرے لوگوں کو جن میں مرد بھی عورتیں بھی، گواہ بناتے ہوئے تین طلاقیں دے دیں تو وہ طلاقیں ضرور واقع ہو گئیں۔ اور عورت فی الفور اس کے نکاح سے نکل کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس پر حرام ہو گئی اب زید اس عورت سے نکاح بھی نہیں کر سکتا جب تک کہ حلالہ نہ ہو جائے۔ قال اللہ تعالیٰ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ (بقرہ: 230) زید کا انکار گواہوں کے ہوتے ہوئے محض بے معنی ہے اور ناقابل قبول۔ گواہوں کے ہوتے ہوئے وہ کاذب قرار دیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ ربیع الاول شریف ۱۳۸۴ھ

غیر مدخولہ پر عدت نہیں ہے

سوال: منکہ مسکی عبد الجبار ولد محمد شفیع ساکن حیدر آباد جامشورو کالونی قوم پنٹھان میں باہوش و حواس درست، بلا کسی جبر و تشدد کے مسماں نجمہ ولد عبد الرشید، ساکن سرفراز کالونی حیدر آباد کو طلاق دیتا ہوں! طلاق دیتا ہوں! مسماں نجمہ کو نکاح میں آٹھ نو سال قبل جب کہ وہ نابالغ تھی دی گئی تھی۔ اب جبکہ بالغ ہے اور مجھے قطعی طور پر پسند نہیں کرتی اور کسی قیمت پر میرے ساتھ رہنے کو تیار نہیں ہے میں اس کو بڑی خوشی سے طلاق دیتا ہوں۔ میرا لڑکی یا اس کے متعلقین شفیق الحسن الدین وغیرہ سے کوئی جھگڑا نہیں ہے۔ نہ میرا ان کے ذمہ واجب الادا رقم و روپیہ وغیرہ ہے۔ غرض یہ ہے کہ کسی چیز یا زیور کا ور کپڑے وغیرہ کا کوئی دعویٰ نہیں کرتا ہوں اور نہ رکھتا ہوں اس وقت میرے فیصلے میں، حاجی مشیت اللہ، چاند خان، شفیق الحسن، لکھو، نجمہ گوہر جہاں وغیرہ موجود ہیں جن کے سامنے میں نے یہ مذکورہ طلاق دی اور تحریر لکھ دی تاکہ سند رہے اور وقت ضرورت کام آسکے۔

راقم: شفیق الحسن جنرل سیکریٹری، محلہ کمیٹی سرفراز کالونی، حیدر آباد

۷۸۲ جواب: صورت مسئلہ میں جبکہ شوہر یعنی عبد الجبار نے اپنی منکوحہ مسماں نجمہ کو تین طلاقیں دے دیں تو عورت اس کے نکاح سے نکل گئی اور جبکہ سائل کا بیان ہے کہ عورت کی رخصتی عمل میں نہ آئی اور عورت کبھی شوہر کے یہاں بھی نہیں گئی اور نہ دونوں کبھی یکجا ہوئے تو اس صورت میں عدت بھی نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ ربیع الاول شریف ۱۳۸۴ھ

غصہ میں تین طلاقیں دیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک شخص محمد صدیق نے اپنی زوجہ جمیلہ کو گھریلو بات پر غصہ کی حالت میں کہہ دیا کہ میں نے تجھے طلاق دی اور تین بار کہہ دیا مگر غصہ کی حالت میں؟ تو اب کیا مسئلہ ہے؟ فقط ایک سائل

۷۸۲ جواب: صورت مسئلہ میں اس عورت پر تین طلاقیں واقع ہو گئیں۔ عورت فوراً نکاح سے نکل کر مرد کے لئے ہمیشہ

ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی۔ اب اس عورت کو اس وقت تک یہ شوہر اپنے نکاح میں نہیں لاسکتا جب تک حلالہ نہ ہو لے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ ذی قعدہ ۱۳۸۴ھ

سالی کے ساتھ زنا سے منکوحہ حرام نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زید نے اپنی حقیقی سالی سے باہمی رضا مندی سے زنا کیا۔ اور حمل قائم ہوا اور جب یہ حمل واضح طور پر ظاہر ہو گیا باوجود کوشش کے ضائع نہ ہو سکا تو سالی کو زید کے ساتھ بھیج دیا گیا۔ جب کہ وہ سالی پہلے سے ایک شخص کی منکوحہ تھی۔ اسی دوران میں زید کی اپنی منکوحہ بھی حاملہ ہوئی۔ اور معمولی فرق کے ساتھ دونوں کا وضع حمل ہوا۔ ایسی صورت میں منکوحہ اور زانیہ وزانی ہر سہ فریق کے لئے علماء دین کیا فرماتے ہیں۔

المعروض امام الذہبی و ولد حسن

۷۸۶ جواب: زنا تو ہر حال میں حرام ہے، مگر سالی سے زنا اگرچہ بارہا ہو عورت کو اصلاً حرام نہیں کرتا۔ اور سالی سے زنا کرنے سے زوجہ مطلقہ نہیں ہوتی۔ لہذا زید کی منکوحہ سے جو اولاد ہوگی وہ ثابت النسب ہوگی زید کی اولاد قرار پائے گی۔ اور اب کہ اسلامی حکومت نہیں احکام شرع رائج نہیں زانیہ وزانیہ پر توبہ واستغفار فرض ہے۔ اہل خاندان پر لازم کہ ان سے مقاطعہ کر لیں ہاں بعد توبہ صحیح شرعیہ، پھر اپنے معاملات میں شریک کر لیں۔ درمختار میں ہے فی الخلاصۃ وطی اخت امراتہ لا تحرم علیہ امراتہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ ربیع الآخر ۱۳۸۴ھ

زانیہ کا نکاح جائز ہے

سوال: بخدمت جناب مولانا مفتی محمد خلیل خان صاحب، السلام علیکم، بعد آداب گزارش ہے کہ: حسب ذیل واقعات پر مسئلہ دریافت طلب ہے کہ

۱۔ ایک شادی شدہ شخص کا تعلق ایک غیر شادی شدہ لڑکی سے ہو جاتا ہے اور حمل قرار پاتا ہے۔ بات ظاہر ہونے پر لڑکی کے والدین بخوشی و رضا مندی بحالت حمل اسی شخص سے نکاح کر دیے ہیں اور لڑکی اس کے ساتھ رہنے لگتی ہے۔ کچھ عرصے بعد مردہ لڑکی پیدا ہوتی ہے۔

۲۔ نکاح لڑکی اس کے والدین اور دو اشخاص غیر کے سامنے قاضی نے پڑھایا۔ مسئلہ ارشاد فرمائیں کہ نکاح جائز ہے یا ناجائز؟ اور کیا نکاح کی دوبارہ ضرورت ہے؟ فقط ایک سائل

۷۸۶ جواب: جو عورت معاذ اللہ زنا سے حاملہ ہو اس کا نکاح صحیح ہے۔ خواہ اس زانی سے ہو یا اس کے غیر سے۔ فرق اتنا ہے کہ زانی جس کا حمل ہے وہ اس سے قربت بھی کر سکتا ہے اور غیر زانی اگر نکاح کرے تو تا وضع حمل قربت نہیں کر سکتا لہذا یسقی مائہ ذرع غمرہ۔ (درمختار) وصحہ نکاح حبلی من ذنا (تنویر الابصار) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۸۴ھ

بار بار طلاق دی، گنتی تین تک ہوگی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میں مسکمی عبد الحمید نے اپنی منکوحہ زرینہ خانم کو لڑائی جھگڑے کے دوران متعدد مرتبہ یہ لفظ کہے کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی۔ میں اپنی بیوی کو طلاق دے چکا۔ یہ الفاظ گواہوں کے روبرو کہے اور پھر تحریر بھی دے دی جو ہمراہ ہذا منسلک ہے۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ کیا مسماۃ زرینہ پر طلاق واقع ہو گئی؟

سعید الدین، سرے گھاٹ، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: اگر بیان مذکور درست ہے تو مسماۃ زرینہ بیگم پر تین طلاقیں واقع ہو گئیں اور مسماۃ مذکورہ مسکمی عبد الحمید پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئی۔ مسکمی عبد الحمید اب دوبارہ اسے اپنے نکاح میں بھی نہیں لاسکتا تا وقتیکہ حلالہ نہ ہو لے۔ قال اللہ تعالیٰ: فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم ذی الحجہ ۱۲۸۳ھ

مطلقہ کا نان نفقہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک عورت کو اس کا خاوند اپنی اصلی حالت میں تین دفعہ طلاق دیتا ہے اور ہر وقت اسی طرح طلاق دیتا رہتا ہے۔ لہذا ایسی حالت میں طلاق ہو گئی یا نہیں؟ ایسی صورت میں عورت عدت اور مہر کا حق رکھتی ہے یا نہیں۔ وہ عورت اپنے بچوں کی پرورش کے لئے نان و نفقہ کا حق رکھتی ہے یا نہیں؟ تا وقت وہ بچے بالغ نہ ہوں وہ عورت اپنے میکے میں آ جاتی ہے اس کو اپنے بچوں کے نان و نفقہ کا حق ہے یا نہیں؟ فقط ایک سائل

۷۸۶ جواب: اگر یہ صورت واقعی ہے کہ شوہر نے اپنی منکوحہ کو تین بار طلاق دے دی تو وہ تینوں طلاقیں عورت پر واقع ہو گئیں اور عورت اسی وقت سے اس کے نکاح سے نکل گئی اور تا وقتیکہ حلالہ نہ ہو وہ عورت کے ساتھ دوبارہ نکاح نہیں کر سکتا۔ قال اللہ تعالیٰ: فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ اور جس عورت کو طلاق دے دی گئی ہے وہ عدت کے اندر نفقہ پائے گی بشرطیکہ ناشزہ اور نافرمان نہ ہو لہذا وہ عورت جو بے اجازت شوہر کے گھر سے چلی جایا کرتی ہے اس بنا پر اسے طلاق دے دی تو عدت کا نفقہ نہیں پائے گی۔ (عالمگیری، خانیہ وغیرہ) اور مہر تو اس کا خالص حق ہے اور اسے اس کے مطالبہ کا حق ہمہ اوقات حاصل ہے۔ (عامہ کتب) اور بچے کی پرورش کا حق ماں کے لئے ہے خواہ وہ نکاح میں ہو یا نکاح سے باہر ہو گئی ہو۔ (عالمگیری، درمختار وغیرہ) بچے کی پرورش کے اخراجات باپ کے ذمہ ہیں۔ (درمختار) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ ذی قعدہ ۱۲۸۳ھ

مطلقہ تلاش

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب، السلام علیکم، کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسماۃ رشید بیگم ولد عالمگیر خان کے شوہر محمد رفیق ولد نذیر محمد نے شرع کے مطابق زبانی اپنی زبان سے محلہ کی چند عورتوں اور مردوں کے روبرو تین مرتبہ

طلاق دے دی ہے مسماۃ کا ایک لڑکا ۵ سال کا ہے۔ محمد رفیق نے لڑکے کو چھین کر دروازہ پر پہنچ کر دوبارہ یہی کلام دہرایا میں نے اس عورت کو طلاق دے دی ہے اور لوگوں سے کہا کہ تم لوگ گواہ رہنا کہ میں نے طلاق دے دی ہے۔ میں تحریر بھی روانہ کر دوں گا۔ اس عورت کو میرے گھر لانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ تم آنا اور اپنا سامان لے کر چلی جانا۔

فقط: عالمگیر خان ولد جہانگیر خان، پختہ قلعہ، حیدر آباد

۸۶ جواب: مسکمی محمد رفیق نے جبکہ اپنی بیوی مسماۃ رشید بیگم کو تین مرتبہ طلاق دے دی جیسا کہ گواہ بیان کرتے ہیں۔ تو مسماۃ رشید بیگم مسکمی محمد رفیق کے نکاح سے فوراً نکل گئی اور اس پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئی۔ اب مسکمی محمد رفیق دوبارہ اسے اپنے نکاح میں نہیں لاسکتا تا وقتیکہ طلاق نہ ہو لے۔ قال اللہ تعالیٰ 'فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَتَّكِفَ زَوْجًا غَيْرَهُ'۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ محرم الحرام ۱۳۸۳ھ

مطلقہ عدت کے بعد دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے

سوال: مکرمی جناب مفتی محمد خلیل خان صاحب، السلام علیکم

میری لڑکی نذیراں بیگم کی شادی عرصہ ۱۰ سال پہلے مختار احمد ولد نعمت علی سے ہوئی، مگر اس دن سے لیکر آج تک وہ اپنے گھر میں مکمل آباد نہیں ہوئی، کیوں کہ مسکمی مذکور میں کئی ایک بد چلنی کی عادتیں پائی جاتی تھیں، جس سے تمام کنبہ کی آبرو خاک میں مل گئی اس بناء پر میرا لڑکا نیاز محمد شیخ غلام قادر کو ساتھ لے کر اس کو اپنی حرکتوں سے باز آنے کے لئے ہدایت کرنے گیا، مگر اس گمراہ نے نصیحت تو کیا مانی تھی سخت اور بلند آواز سے میری لڑکی کو تین دفعہ طلاق اپنی زبان سے دے دی اور میرے لڑکے کو کہہ دیا کہ اب میرا تم سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ اب آپ براہ کرم فیصلہ بموجب شریعت لکھ دیں کہ میں لڑکی کا نکاح کر سکتا ہوں یا نہیں؟ اور اس وقت غلام قادر، مہر دین، نیاز محمد تین شخص بطور گواہ موجود تھے۔

فقط حسن محمد ولد قطب الدین، کھائی روڈ، حیدر آباد

۸۶ جواب: صورت مسئلہ میں مسماۃ نذیراں پر تین طلاقیں واقع ہو گئیں اب کسی دوسرے سے شرعاً اس کا نکاح کرنا بعد عدت کے جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ شوال المکرم ۱۳۸۳ھ

غیر مدخولہ پر عدت نہیں ہے

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب، السلام علیکم، عرض خدمت میں یہ ہے کہ: مسماۃ انوری بیگم دختر جبین شاہ، جس کا عقد ہمراہ بابو کے ہندوستان میں ہوا تھا۔ بروقت عقد مسماۃ کی عمر قریباً ایک سال تھی اور پاکستان میں اب مسماۃ انوری سن بلوغ کو پہنچی ہے اور کسی وجوہات کے تحت عرصہ دو ماہ ہوئے مسکمی بابو نے طلاق دے دی۔ ایسی صورت میں علماء دین ایام

عدت کے بارے میں اپنا کیا فیصلہ دیتے ہیں۔ مسماۃ انوری بیگم اپنے شوہر کے گھر بھی نہیں گئی اپنے والدین کے یہاں رہی شرعی مسئلہ و فتویٰ مرحمت فرمائیں کہ ایام عدت واجب ہوتے ہیں یا نہیں؟ فقط ایک سائل

۷۸۶ جواب: طلاق میں عورت کی جانب سے کوئی شرط نہیں۔ بالغہ ہو یا نابالغہ، طلاق بہر صورت واقع ہو جائے گی۔ (درمختار، عالمگیری وغیرہ) اور جبکہ یہ طلاق ہم بستری و خلوت صحیحہ سے پہلے دی گئی اس لئے مسماۃ انوری بیگم پر عدت واجب نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمْسُوهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ (احزاب: 49) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ رجب المرجب ۱۳۸۴ھ

سسرال والوں کے اصرار پر تین طلاقیں

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خان صاحب، السلام علیکم، گزارش یہ ہے کہ: میں اپنے سسرال اپنی بیوی کو لینے گیا۔ بعد سلام کے میں نے اپنی ساس سے کہا کہ وہ اپنی لڑکی کو بھیج دیں تو انہوں نے جواب دیا، کہ تم اسے لینے جلدی آئے ہو۔ جب کہ میں نو دن بعد گیا تھا میں نے انہیں سمجھایا کہ تمہاری لڑکی جب یہاں آ جاتی ہے تو مجھے ہونٹوں میں کھانا کھانا پڑتا ہے، تو انہوں نے جواب دیا کہ تمہاری یہ تکلیف ساری عمر کی ہے دنیا کی بہنیں بیٹیاں، مہینوں میکے رہ کر جاتی ہیں، میں نے جواب دیا کہ اگر تمہاری لڑکی کی غیر موجودگی میں کوئی پریشانی نہیں ہوتی تو میں بھی ایسا کر سکتا تھا لیکن انہوں نے اسے پھر وہیں رکھنے کو کہا تو میں نے جواب دیا کہ آپ مجھے پریشانیوں میں مبتلا رکھ کر اپنی لڑکی کو یہاں رکھنا چاہتی ہیں تو شوق سے رکھیں اب تک میں لینے آیا لیکن اب نہ آیا کروں گا تو میری ساس نے کہا کہ بیٹا تم میں لعل نہیں لگے ہیں پھر میرے چھوٹے سالے صابر نے کہا کہ تم جو میری بہن کو یہیں رکھنے کا طعنہ دیتے ہو تو ہم اسے ایک سال تک رکھیں گے ہمارے بازوؤں میں اتنی قوت ہے کہ ہم تمہارے لواحقین کو بھی روٹی کھلا سکتے ہیں میرے سر نے مداخلت کرتے ہوئے کہا کہ میرا کاٹھیک لہتا ہے، اگر تم سرکاری کارروائی کے ذریعہ بھی اسے لے جانا چاہو تو بھی نہیں لے جاسکتے ہو پھر میرے سامنے صابر نے کہا کہ اب آپ مکان سے نیچے فوراً اتر جائیں ان الفاظ پر میں اس سے لڑنے کھڑا ہو گیا میرے سر نے ہم دونوں کو الگ الگ کرتے ہوئے مجھ سے کہا کہ اگر تم اپنے باپ سے پیدا ہوئے ہو تو ابھی فیصلہ دے دو، یا تمہیں تمہارے باپ کا جب سمجھوں گا کہ تم ابھی فیصلہ دے دو گے۔ جب میرے سر نے تیسری بار یہ الفاظ دہرائے تو میری قوت برداشت بھی جواب دے چکی تھی اور میری زبان سے بیساختہ یہ الفاظ نکلے کہ میں نے اسے طلاق دی! میں نے اسے طلاق دی! میری بیوی جو میرے سامنے بیٹھی تھی اٹھ کر چلی گئی۔ کچھ دیر کے لئے تمام لوگ خاموش ہو گئے پھر پڑوسیوں نے مجھ سے کہا کہ اپنی بیوی کو لے جاؤ چاہے اب کبھی نہ بھیجنا اب سسرال والے بھی یہی چاہتے ہیں لیکن میں اس مسئلے کے بارے میں علماء دین کی رائے جانا ضروری سمجھتے ہوئے نہیں لایا گزارش عرض ہے کہ مذکورہ بالا مسئلہ کو مد نظر رکھتے ہوئے شریعت کے مطابق فیصلہ صادر فرمائیں کہ

طلاق ہوئی یا نہیں ہوئی؟ عبد اللطیف

۷۸۶ جواب:

قال الله تعالى 'فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ' ۱۰ یعنی پھر اگر تیسری طلاق شوہر نے دے دی تو اس کے بعد وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک وہ عورت دوسرے شوہر سے نکاح نہ کر لے۔ یہ آیت کریمہ صاف ارشاد فرما رہی ہے کہ جس عورت کو شوہر نے تین طلاقیں دے دیں وہ عورت اسے حلال نہ رہی اور بغیر حلالہ اس سے نکاح نہیں کر سکتا۔ حلالہ کی صورت یہاں یہ ہے کہ طلاق کی عدت پوری ہونے کے بعد عورت کسی اور سے نکاح صحیح کر لے، یہ شوہر ثانی اس سے وطی بھی کرے اس شوہر ثانی کے طلاق دینے یا موت کے بعد، عدت پوری ہونے پر شوہر اول سے نکاح کرنا چاہے تو ہو سکتا ہے۔ (در مختار وغیرہ)

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ شعبان المعظم ۱۳۸۴ھ

زبانی یا تحریری طلاق میں کوئی فرق ہے یا نہیں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع اس مسئلہ کے بارے میں کہ: میں نے اپنی زوجہ مسات خاتون بیگم دختر مبین خاں جو کہ میرے عقد میں تھی بتاریخ ۱۹۶۴ء ۱۲۔۷ کو طلاق بائن "تین بار" بہ صورت تحریر دے کر طلاق نامہ ہذا کی تحریر، چیئر مین اور خاتون بیگم اور چیئر مین برائے اطلاع ہر دو چیئر مین لطیف آباد اور لاہور کو کھیت کراچی کو ارسال کر دیں۔ پھر بچوں نے مجبور کیا اور چند افراد نے کہا کہ طلاق نہیں ہوئی لڑکی کو واپس رکھ لو تب موجودگی پنچان (تقریباً ۲۵۔۳۰ افراد) پھر بھی تین بار طلاق زبانی دے دی تب بھی چند افراد قانونی طلاق کے متعلق شک میں مبتلا ہیں کہ قانونی طلاق نہیں ہوئی بوقت تحریر استفتاء ہذا بھی تین بار طلاق دیتے ہوئے بموجودگی دو گواہوں کے استفتاء تحریر کرایا ہے لہذا حکم شریعت سے مطلع فرمائیں طلاق ہوئی یا نہیں؟

جواب کا طالب، محمد اسحاق ولد دین محمد، لطیف آباد نمبر ۱۰، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: صورت مسئلہ میں مسات خاتون بیگم پر تین طلاقیں واقع ہو گئیں مسات مذکورہ، مسی محمد اسحاق کے نکاح سے نکل کر، اس پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئی۔ اب تا وقتیکہ حلالہ نہ ہو لے اسے اپنے نکاح میں بھی نہیں لاسکتا چہ جائیکہ لوگوں کے اغوا سے اپنے یہاں دوبارہ رکھنا۔ قال الله تعالى 'فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ'۔ یعنی اگر تیسری طلاق دے دی تو اس کے بعد وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے شوہر سے نکاح نہ کر لے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ صفر المظفر ۱۳۸۴ھ

بیوی کی نافرمانی پر تین طلاق

سوال: منکہ محمد مصطفیٰ خان ولد نظیر خان ساکن حیدر آباد جیسا کہ میرا عقد تمہارے ساتھ سرگودھا میں عرصہ ڈیڑھ سال گزرا ہوا تھا۔ عقد کے بعد تم کچھ عرصے شریعت کی پابند رہیں اور میری اطاعت فرمانبرداری بھی کرتی رہیں لیکن عرصہ تقریباً چھ سات ماہ

سے تم نے اپنا رویہ قطعی تبدیل کر دیا جس میں مندرجہ ذیل باتیں خصوصاً قابل ذکر ہیں۔
۱۔ میرے ہر جائز حکم کی نافرمانی۔

۲۔ میری اجازت کے بغیر بازار وغیرہ جانا اور دوسری سیر و تفریح کی جگہ پر جانا۔

۳۔ فرائض زوجیت سے انکار کرنا اور بات بات پر لڑائی جھگڑا کرنا اور میرے والدین کی شان میں گستاخی کرنا اور بدزبانی کرنا۔
۴۔ اپنی مرضی کے مطابق اپنے والدین کے پاس کراچی جانا، اس عرصہ میں میرا تبادلہ سعودی عرب بحیثیت ڈاکٹر کے ہوا تو پھر میری خواہش تھی کہ میری غیر موجودگی میں تم میرے والدین کے پاس رہو کیوں کہ پہلے چند دن تمہارے خاندان میں تمہیں چھوڑنے کے سبب تمہارے تایا نے تم پر الزام لگادیا تھا میں نے دوبارہ سمجھایا تھا کہ میری غیر موجودگی میں یہ ہی مناسب ہے کہ تم میرے والدین کے یہاں رہو جو تمہارے خرچے اور نان و نفقہ کے ہر صورت سے ذمہ دار ہوں گے میں نے تم سے شادی تمہاری خواہش پوری کرنے کو کی تھی، اور خود چاہتا تھا کہ ہر صورت تم سے نباہ رہے مگر ہر بات تمہاری مجھے یہ احساس دلاتی تھی، کہ تم میرے پاس رہنا نہیں چاہتی ہو، تم نے اس پر نہ صرف یہ کہا کہ میں اپنی والدہ کے یہاں رہوں گی بلکہ کہا کہ میرا اس گھر سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میرے انکار پر تم نے غصہ میں علیحدگی کا مطالبہ کیا اس پر پورے ڈیڑھ سال کے عرصے میں وعدہ کے مطابق تم مجھ کو کوئی سکون نہیں پہنچا سکیں۔ طلاق میں خود نہیں دینا چاہتا تھا لیکن تم نے چونکہ مطالبہ کیا اور ساتھ ہی ساتھ اپنا مہر معاف کیا لہذا گواہوں کی موجودگی میں اپنے ہوش و حواس قائم رکھتے ہوئے ہر معاملے کو سمجھ کر میں نے بغیر کسی کے دباؤ کے تم کو تین دفعہ طلاق دی لہذا آج کی تاریخ ۱۹۶۵ء ۲۱۔۲۔ سے تم میرے نکاح سے خارج ہو گئیں۔ مفتی صاحب فتویٰ دیں کہ اس وقت کیا مسئلہ ہے۔ فقط ایک سائل

۷۸۶ جواب: صورت مسئلہ میں جبکہ مسمی مصطفیٰ خان ولد نظیر خان صاحب نے اپنی منکوحہ کو تین بار طلاق دی تو وہ تینوں طلاقیں مسماۃ مذکورہ پر واقع ہو گئیں اور مسماۃ مذکورہ مصطفیٰ خان کے نکاح سے خارج ہو کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس پر حرام ہو گئی۔ اب تا وقتیکہ حلالہ نہ ہو لے مسماۃ مذکورہ، مصطفیٰ خان کے لئے حلال نہ ہوگی۔ قال اللہ تعالیٰ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ شوال المکرم ۱۳۸۴ھ

طلاق بغیر گواہ کے ہو جاتی ہے

سوال: زید نے خانگی تنازعات سے متاثر ہو کر طیش کی حالت میں اپنی زوجہ کو زبانی تین مرتبہ ”میں نے تجھے طلاق دی!“ کہہ دیا۔ مردوں میں صرف زید کا بھائی گواہ ہے۔ کیا شرعاً طلاق واقع ہو گئی یا نہیں؟ فقط ایک سائل

۷۸۶ جواب: زید نے جب اپنی منکوحہ کو تین طلاقیں دے دیں تو تینوں واقع ہو گئیں اور عورت ہمیشہ کیلئے اس پر حرام ہو گئی۔ اب بغیر حلالہ اس سے نکاح نہیں کر سکتا۔ طلاق غصہ میں بھی واقع ہو جاتی ہے۔ (در مختار وغیرہ) گواہ کی ضرورت وہاں

ہوتی ہے جہاں انکار پایا جائے، اگر شوہر کو اقرار ہے تو طلاق ثابت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ محرم الحرام ۱۳۸۴ھ

زبانی اور تحریری طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک شخص رحیم داد خان نے اپنی بیوی مسماۃ رئیس بیگم کو زبانی اور تحریری طور پر تین طلاقیں دے دیں ہیں۔ (نقول ہمراہ ہیں) شرعاً مسماۃ رئیس بیگم اب دوبارہ رحیم داد خان کے نکاح میں جاسکتی ہے یا نہیں؟ فقط عبدالحکیم، ۲۱ اکتوبر ۱۹۶۴ء

۷۸۶ جواب: جبکہ رحیم داد خان نے اپنی منکوحہ مسماۃ رئیس بیگم کو تین طلاقیں دے دی ہیں تو عورت قطعی طور پر اس کے نکاح سے نکل گئی اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رحیم داد خان پر حرام ہوگئی۔ اب تا وقتیکہ حلالہ نہ ہو لے رحیم داد خان اسے اپنے نکاح میں نہیں لاسکتا۔ قال اللہ تعالیٰ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرًا۔ یعنی اگر شوہر نے تیسری طلاق دے دی تو اس کے بعد وہ عورت اس کے لئے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرے اور ہم بستری ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ رجب المرجب ۱۳۸۴ھ

غصہ میں طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید نے یہ الفاظ اپنی زوجہ کیلئے کہے کہ میں اپنے روح ایمان سے کہتا ہوں کہ میں نے اپنی بیوی کو غصہ کی حالت میں کہا کہ میں تجھ کو طلاق دیتا ہوں! طلاق دیتا ہوں! طلاق دیتا ہوں! اب ایسی حالت میں طلاق ہوئی یا نہیں؟ السائل امام علی، پریٹ آباد، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: صورت مسئلہ میں عورت پر تین طلاقیں واقع ہو گئیں اور وہ شوہر کے نکاح سے خارج ہوگئی۔ اب بغیر حلالہ اس کے لئے حلال نہیں ہوگی۔ (رد المحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ صفر المظفر ۱۳۸۴ھ

تین مرتبہ لفظ طلاق ادا کیا تو طلاق ہوگئی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک شخص نے اپنی منکوحہ زوجہ کو طلاق تحریری کی جس کی نقل لفظ بلفظ مندرجہ ذیل ہے۔ یہ طلاق ہوئی یا نہیں؟

نام شریفہ بیگم دختر نظام الدین ولد فیض محمد تم کو مندرجہ ذیل وجوہات کی بناء پر جو کہ یہ ہیں۔

۱۔ تم نے سلامت اللہ کے سامنے یہ کہا کہ میں تمہارے لئے اپنے رشتے داروں کو نہیں چھوڑ سکتی چاہے کچھ ہو میں تم کو چھوڑ سکتی ہوں۔

۲۔ خانگی امور میں تم کو دو سال سے ہر طریقہ کی تنبیہ کے باوجود تم نے اپنے رویہ میں تبدیلی نہیں کی اور اس سلسلے میں کئی مرتبہ

تمہارے والدین نے سختی تمہارے ساتھ کی اور میں نے بہت بار سمجھایا تم کو دھمکی دی لیکن تم نے ہمیشہ لا پرواہی برتی اور کئی مرتبہ میں نے تمہارے اس برتاؤ کے خلاف اپنے آپ کو مارا پیٹا مگر تم نے اس کا کوئی اثر نہ لیا لہذا مجھے ڈر ہو گیا کہ کہیں غصہ کی حالت میں تم کوئی جانی نقصان نہ اٹھا جاؤ۔ اس لئے میں نے بہت سوچنے سمجھنے کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے کہ تم سے علیحدگی اختیار کر لوں لہذا میں تم کو اپنے ہوش و حواس میں طلاق! طلاق! دیتا ہوں۔ نیز یہ کہ اگر طلاق واقع ہو گئی ہے تو جہیز کا سامان جو کہ لڑکی کو میکے کی طرف سے ملا تھا وہ، اور جو شوہر کی طرف سے زیورات و کپڑے و دیگر سامان وغیرہ، لڑکے کو ملے گا یا لڑکی کو؟

فقط زبیر احمد ولد خان محمد، نظام الدین

۸۶ جواب: مذکورہ بالا صورت میں عورت مطلقہ ہو گئی اور نکاح سے باہر ہو گئی اور اب بغیر حلالہ شوہر کو حلال نہ ہوگی (ردالمحتار وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ زیور وغیرہ جہیز جو شریفہ بیگم کو اس کی والدین کی طرف سے ملا۔ ہمارے بلاد کے عرف عام شائع سے خاص شریفہ بیگم کی ملک ہے ان سب کی ملکیت خالص شریفہ کی ہے جس میں شوہر کا کچھ حق نہیں۔ اور طلاق کے بعد وہ سامان اور تمام مال واپس لے لے گی۔ ردالمحتار میں ہے کل احد يعلم ان الجهاز للمرأة اذا طلقها تاخذہ کله۔ اور شریفہ بیگم کا گھنا جوڑا جو بری میں والدین زوج نے شریفہ کو دیا، اگر نصایا عرفاً اس میں بھی تملیک مقصود ہوتی ہو جیسے شکر، میوہ، عطر، تیل، پھل، وغیرہ میں ہوتی ہے وہ بھی بعد قبضہ منکوحہ کی ملک ہوگا یہاں شرفاء کا عرف ظاہر یہی ہے، لہذا بعد رخصت اس کے واپس لینے کو سخت معیوب و موجب طعن جانتے ہیں اگر لے لیں تو طعنہ زن یہی کہتے ہیں کہ دے کر پھیر لیا یا صرف دکھانے کو دیا تھا جب دلہن آگئی چھین لیا یعنی ان کی رسم کے خلاف ہے تو زوجہ کی ملک قرار پایا ہاں جہاں یہ رسم و رواج نہ ہو بلکہ صرف پہنانے کے لئے بھیجا جاتا ہو اور بنانے والوں کی ہی ملک سمجھا جاتا ہے وہ دلہن کی ملک نہیں۔ ایک عاریت ہے کہ بحالت بقا اس سے ہر وقت رجوع جائز و حلال ہے اور بدستور ملک والدین زوج پر ہے۔ بہو کا اس میں کچھ حق نہیں۔ کما فی الفتاویٰ الرضویہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ محرم الحرام ۱۳۸۴ھ

تحریری و زبانی طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: منکہ سید نظر علی ولد سید جعفر علی قوم سید مقیم حال نیو حاجی کیمپ نمبر ۷ نزد حیدر آباد کالونی، کراچی۔ بابت جو کہ میں نے مورخہ ۲۲ اگست ۱۹۶۴ء بروز جمعرات کو بوقت چار بجے دن کو آپس میں میاں بیوی کے باہمی جھگڑے میں بحالت غصہ میں، میں نے گھر سے نکل جانے کا ارادہ ظاہر کیا اس پر میری زوجہ مسماۃ رئیسہ بیگم بنت عبدالعزیز خان ٹونگی نے کہا کہ تم جاتے ہو تو جاؤ مجھے فیصلہ دے کر جاؤ میں نے کاغذ لے کر طلاق لکھوانے کی بہت کوشش کی مگر لکھنے والا نہیں ملا تو میری بیوی نے کہا کہ مجھے تحریر کی ضرورت نہیں اللہ تو دیکھ رہا ہے زبانی طلاق دے دو تحریر لے کر مجھے نکاح ثانی نہیں کرنا ہے میرے پوتے پوتی نواسہ نواسی موجود ہیں۔ اس بات پر اور غصہ کھا کر میں نے اس کو سامنے بیٹھ کر منہ پہ تین

باریہ الفاظ ادا کئے کہ میں نے طلاق دی! طلاق دی! اور گواہ اس وقت میرا ایک جوان لڑکا احمد علی ولد نظیر علی موجود تھا بلکہ ایک میرا بھائی محمد عمر موجود تھا اور ایک عورت پڑوسن صدیقہ موجود تھی، بلکہ میرے بھائی نے مجھے سمجھایا کہ شریعت کا معاملہ ہے دیکھ بال کر قدم اٹھانا ہے مگر میں نے حالت غصہ میں کہا کہ میں باہوش و حواس ہوں اور اسی غصہ کی حالت میں تمام اہل محلہ مرد اور عورت بھی جمع تھے گھر سے نکل کر کہہ دیا کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔ آج تیس سال کا رشتہ ختم کر دیا ہے بلکہ حالت غصہ میں بہت سی عورتوں نے جو کہ جمع تھیں مجھ سے کہا کہ میاں کیا غصہ میں طلاق ہوتی ہے؟ میں نے کہہ دیا کہ میں خود سمجھتا ہوں آدھے مولوی سے کم نہیں ہوں طلاق ہو گئی اب جبکہ مجھے خیال ہوا میں اپنی غلطی محسوس کر کے پشیمان ہوں اور معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ یہ طلاق واقع ہو گئی یا نہیں؟ اگر طلاق واقع ہو گئی تو کونسی شکل ایسی نکل سکے گی کہ میں اپنی زوجہ سے صلح کر لوں؟ فقط، نظیر علی

۷۸۶ جواب: صورت مسئلہ میں جبکہ شوہر نے اپنی منکوحہ کو تین طلاق دے دیں تو وہ قطعاً واقع ہو گئیں اور ریہہ بیگم قطعی اس کے نکاح سے نکل کر اس پر حرام ہو گئی اب بغیر حلالہ نکاح نہیں کر سکتا۔ قال اللہ تعالیٰ 'فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَتَّكَحَرُ زَوْجًا غَيْرَہَا' یعنی اگر شوہر نے تیسری طلاق دے دی تو اس کے بعد وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک وہ عورت دوسرے شوہر سے نکاح و ہمبستری نہ کر لے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۴ھ

گھر سے نکال دیا تو طلاق نہ ہوئی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زید نے اپنی بیوی ہندہ کو اس کی چال چلن پر کچھ شبہات کی بناء پر اسے اس کے والدین کے گھر پہنچا دیا اور یہ کہا کہ اگر تم چاہو تو تحریری طلاق لکھ دوں کہو تو زبانی دے دوں اور میں تو اب پاکستان جا رہا ہوں۔ چنانچہ زید پاکستان آ گیا۔ اب زید کے والدین اور ہندہ کے والدین مختلف ذریعوں سے مجبور کر رہے ہیں کہ وہ اپنی بیوی ہندہ کو اپنے ساتھ رکھے۔ کیا زید ایسی صورت میں ہندہ کو اپنے ساتھ رکھ سکتا ہے یا نہیں؟ واضح ہو کہ زید نے نہ صراحت کوئی طلاق ہندہ کو دی اور نہ اس کی نیت طلاق دینے کی تھی۔ براہ کرم شریعت کے فیصلے سے حکم صادر فرمائیں۔ المستفتی: ظہیر احمد خان مارہروی، علیگڑھ، وارو حال، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: صورت مسئلہ میں اگر زید نے اپنی بیوی کو طلاق نہیں دی اور نہ اس نے کبھی اس نیت سے کوئی الفاظ کہے تو شرعاً وہ اس کی بیوی ہی ہے۔ ماں باپ کے گھر کسی ناراضگی کے باعث پہنچا دینے سے عورت پر طلاق نہیں پڑتی اور نہ ان الفاظ سے طلاق واقع ہوئی جو اس نے اپنی زوجہ کے والدین سے کہے پھر بھی احتیاط اس میں ہے کہ دونوں بیاں بیوی کم از کم دو گواہوں کے روزہ دربارہ ایجاب و قبول کر لیں۔ یہاں نہ کسی قاضی کی ضرورت ہے اور نہ دنیاوی رسم و رواج کی حاجت۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۹ ربیع الآخر ۱۳۸۴ھ

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

ارادۂ طلاق، طلاق نہیں

سوال: بخدمت جناب مفتی اعظم صاحب، السلام علیکم

قریب ایک ہفتہ ہوا جب میں بیمار تھا۔ میری دماغی حالت اچھی نہیں تھی۔ میری بیوی سے میری بات چیت سخت سست ہو رہی تھی۔ اس وقت میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ خاموش ہو جاؤ ورنہ میں طلاق دے دوں گا۔ اس طرح قریب چار یا پانچ مرتبہ میں نے اس سے کہا تھا لیکن اس وقت میری ساس وہاں موجود تھیں۔ انہوں نے کہا کہ تم نے میری لڑکی کو ”طلاق دے دوں گا“ کہا ہے سو طلاق ہو گئی ہے اور ایسا کہہ کر اپنی لڑکی کو اپنے ساتھ لے گئیں لہذا استدعا ہے کہ میرے مندرجہ بالا الفاظ سے میری بیوی کو طلاق ہو گئی ہے یا نہیں؟ فتویٰ صادر فرمائیں۔ فقط ایک سائل، حبیب الرحمن ولد فضل الرحمن

۷۸۶ جواب: اگر مذکورہ بالا بیان صحیح ہے اور مرد نے واقعی اپنی عورت سے یہی کہا تھا کہ میں تم کو طلاق دے دوں گا تو ابھی عورت پر طلاق واقع نہیں ہوئی۔ وہ بدستور اس کی بیوی ہے کہ یہ الفاظ صرف اظہار و ارادۂ طلاق کے لئے ادا کئے جاتے ہیں۔ اور ارادۂ طلاق، طلاق نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ شعبان المعظم ۱۳۸۴ھ

تحریری تین طلاقیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بیچ میں کہ: ایک شخص مسمی اقبال حسین نے ایک تحریر کے ذریعے اپنی بیوی مسامت زرینہ بیگم کو طلاق دی ہے۔ (اس کی نقل منسلک ہے) آیا اس تحریر کی بناء پر شرعاً طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

فقط ایک سائل

۷۸۶ جواب: صورت مذکورہ میں جب کہ طلاق نامہ میں صراحۃً تحریر ہے کہ ”میں تمہیں تین طلاقیں دیتا ہوں“ اور یہ کہ اب نہ تم میری بیوی ہو اور نہ میں تمہارا شوہر، تو عورت پر تین طلاقیں واقع ہو گئیں۔ عورت اس کے نکاح سے فوراً نکل گئی۔ اب تا وقتیکہ حلالہ نہ ہو لے مسمی اقبال حسین مسامت زرینہ بیگم کو دوبارہ اپنے نکاح میں بھی نہیں لاسکتا۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ صفر المظفر ۱۳۸۵ھ

بازار میں طلاق دی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ہندہ زید کے ہمراہ بازار آرہی تھی اور وہ تھک کر ایک جگہ بیٹھ گئی۔ جب زید نے اس سے چلنے کو کہا تو اس نے کہا کہ میں تھک گئیں ہوں، ذرا سانس لے لوں، پھر چلتی ہوں۔ زید کو غصہ آیا اور اس نے کہا کہ میں تجھ کو طلاق دیتا ہوں! طلاق دیتا ہوں! طلاق دیتا ہوں! اس وقت وہاں پر پانچ بچہ آ دی بھی موجود تھے۔ جنہوں نے یہ الفاظ سنے تو کیا ہندہ کو طلاق ہو گئی؟ مہربانی فرما کر جواب بالصواب عنایت فرمائیں۔

السائل، اظہر علی

۸۶ء جواب: شوہر کا اپنی منکوحہ سے یہ کہنا کہ ”میں تجھے طلاق دیتا ہوں“، طلاق ہے اور چونکہ یہ الفاظ تین بار کہے گئے اس عورت پر تین طلاقیں واقع ہو گئیں۔ مسماۃ مذکورہ شخص مذکور کے نکاح سے نکل گئی۔ اب بغیر حلالہ یہ اس عورت سے نکاح نہیں کر سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ ذوالحجہ ۱۳۸۵ھ

تحریری طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: امتیاز حسین ولد شیخ بوعلی نے اپنی بیوی نور جہاں بنت شمس الضحیٰ کو تحریری طلاق دی ہے آیا یہ طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

ملک محمد افضال چشتی

۸۶ء جواب: امتیاز حسین نے جبکہ اپنی منکوحہ کو تین طلاقیں دے دیں تو یہ تینوں طلاقیں واقع ہو گئیں اور عورت اس پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئی تا وقتیکہ حلالہ نہ ہو لے اس سے دوبارہ نکاح بھی نہیں کر سکتا۔ اللہ عز و جل فرماتا ہے فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَكَ أَلْبَتَّ تحریر سے طلاق کے ثبوت میں یہ ضروری ہے کہ شوہر اقرار کرے کہ میں نے لکھی ہے یا لکھوائی ہے۔ یا عورت اس پر گواہ پیش کرے ہاں عورت کو اگر اطمینان اور غالب گمان ہے کہ یہ تحریر اسی کی ہے تو اس پر عورت کو عمل کرنے کی اجازت ہے مگر شوہر انکار کرے تو بغیر شہادت چارہ نہیں۔ (خانیہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ ذی قعدہ ۱۳۸۵ھ

ایک طلاق رجعی کا حکم

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، عرض خدمت یہ ہے کہ: میرے بھائی مسی سید ظہیر سعیدی ولد سید محمود نے اپنی منکوحہ بیوی مسماۃ سائرہ بیگم کو بتاریخ ۵ دسمبر ۱۹۶۶ء بروز اتوار کو مندرجہ ذیل مضمون لکھ کر طلاق دے دی۔ منکوحہ سید ظہیر سعیدی ولد محمود ساکن کوٹاڑے، نمبر ۱۰، لطیف آباد آج تاریخ ۵ دسمبر بروز اتوار کو اپنے مکمل ہوش و حواس کے عالم میں اپنی منکوحہ بیوی مسماۃ سائرہ بیگم کو طلاق دیتا ہوں۔ فقط، سید انور علی

۸۶ء جواب: شوہر کا اپنی منکوحہ کے متعلق کہنا کہ میں مسماۃ سائرہ بیگم کو طلاق دیتا ہوں۔ صریح لفظ سے طلاق ہے اور صریح لفظ سے طلاق ہو تو اس کا حکم یہ ہے کہ طلاق رجعی واقع ہوگی یعنی شوہر کو حق رجعت حاصل ہے یعنی شوہر عدت کے اندر عورت کو اسی نکاح پر باقی رکھ سکتا ہے۔ جبکہ اس سے وطی واقع ہو چکی ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قال الله تعالى وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَّغُنَّ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ (البقرہ: 231) یعنی جب عورتوں کو طلاق (رجعی) دو اور ان کی عدت پوری ہونے کے قریب پہنچ جائے تو ان کو خوبی کے ساتھ روک سکتے ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ شعبان المعظم ۱۳۸۵ھ

ایک شخص کا دعویٰ ہے کہ فلاں نے طلاق دی تو اس کے ذمہ گواہ پیش کرنا ضروری ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص محمد ابراہیم نے اپنی زوجہ کو طلاق

دے دی، مطلقہ مسات مریم نے بعد طلاق، محمد ابراہیم کے دوست شکور کے یہاں بصورت ہمدردی برادرانہ جذبہ بہن بھائی کے اصول سے قیام کیا۔ محمد ابراہیم مقروض ہے جو کہ شکور کے دوستوں میں ہے۔ دستاویز بھی لکھی ہوئی ہے۔ محمد ابراہیم نے یہ الزام لگایا ہے کہ یہ طلاق کا جھگڑا شکور اور اس کے دوستوں کی وجہ سے واقع ہوا۔ اس پر شکور اور اس کے دوستوں نے انکار کیا کہ ہمارا اس طلاق کے جھگڑے سے کوئی تعلق نہیں۔ نہ ہی ہم کو یہ معلوم ہے کہ طلاق کیوں ہوئی، کب ہوئی، کیسے ہوئی اور اپنی بریت لاعلمی کے متعلق حلف اٹھا کر یقین دلایا کہ ہم اس معاملے میں قطعی لاعلم ہیں۔ معاملہ رفع دفع ہو گیا۔ لیکن ہماری برادری اور جماعت کے صدر جو محمد ابراہیم کے رشتے دار ہیں۔ انہوں نے از سر نو فتنہ کھڑا کیا کہ یقیناً یہ کاروائی طلاق وغیرہ شکور اور اس کے دوستوں نے کی ہے۔ اس طرح معاملہ پھر دو پارٹیوں پر تقسیم ہو گیا۔ لہذا براہ کرم حکم خدا اور رسول ﷺ حدیث و فقہ و تفسیر سے آگاہ فرمادیں کہ حلف اٹھا کر یقین دلانے کے بعد از سر نو انتشار، حلف سے منحرف ہونا اور برادری میں انتشار پھیلانا کیسا ہے؟ اس کے متعلق آگاہی عطا فرما کر ممنون و مشکور فرمادیں۔ فتویٰ کا طالب عمر دراز، یثرب کالونی، حیدر آباد

۸۶۷ جواب: اس کا فیصلہ وہ ہے جو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اگر لوگوں کو محض ان کے دعوے پر چیز دلا دی جائے یعنی اگر ہر شخص کا دعویٰ بلا دلیل مان لیا جائے تو بہت سے لوگ خون اور مال کے دعوے کر ڈالیں گے لیکن مدعی کے ذمہ بینہ (گواہ) ہے اور منکر پر قسم۔ (بیہقی) لہذا محمد ابراہیم پر لازم ہے کہ وہ اپنے دعوے پر گواہ پیش کرے اگر گواہ پیش نہیں کر سکتا تو عبد الشکور اور اس کے ساتھیوں کی بات قسم کے ساتھ قبول کی جائے گی۔ اب جو اس حکم کو نہ مانے وہ معاذ اللہ شریعت سے جھگڑتا ہے۔ اور مسلمانوں میں ناحق انتشار پھیلانا عذاب آخرت خریدتا ہے مولا تعالیٰ مسلمانوں کو حق کی توفیق بخشے آمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد غلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۸۵ھ

طلاق کی تعداد میں شک ہو تو کیا حکم ہے؟

سوال: میرا والدہ سے جھگڑا ہوا اور اسی اثناء میں میرے والد بھی آگئے میری والدہ اور والد میں اور مجھ میں بہت جھگڑا ہوا اس وقت میرے دماغ کا توازن خراب ہو گیا اور میرے والد نے کہا کہ تم نے ہم کو پریشان کر دیا ہے تو میں نے کہا کہ یہ بُری ہے تو میں اس کو علیحدہ کر دوں تو لو میں اس کو طلاق دیتا ہوں اور تم لوگ گواہ رہنا کہ میں نے اس کو طلاق دی یہ کہہ کر باہر چلا گیا۔ اب اس صورت میں مجھے ہوش نہیں کہ میں نے ایک مرتبہ کہا یا دو مرتبہ یا سننے والوں نے کتنی مرتبہ سنا مجھے کچھ یاد نہیں۔ گواہ اول۔ محمود خان۔ میں نے جب طلاق کا لفظ سنا تو گھبرا گیا اور اس کو پکڑا کہ یہ کیا کرتا ہے اس کے بعد وہ باہر چلا گیا مجھے صحیح یاد نہیں کہ ایک مرتبہ کہا یا دو مرتبہ یا کتنی مرتبہ کہا۔ دستخط۔ محمود خان

گواہ دوم۔ امام الدین۔ میں نے جھگڑے کے شور میں کوئی لفظ نہیں سنا لیکن جب ہم لوگوں کو مخاطب کیا تو پھر میں نے دو مرتبہ طلاق کا لفظ سنا۔ دستخط۔ امام الدین

فتوے کا طالب، محمد رفیق

۷۸۶ جواب: صورت مذکورہ بالا میں محمد رفیق اپنے طلاق دینے کا تو اعتراف کرتا ہے لیکن تعداد طلاق میں اسے تردید ہے کہ ایک دی یا دوبار۔ گواہان کی گواہی سے بھی جو بات زیادہ سے زیادہ ثابت ہوتی ہے وہ یہی کہ مسکی محمد رفیق نے دوبار اپنی بیوی کو طلاق دی۔ اگر یہ بیان و شہادت واقعی ہے تو مسکی محمد رفیق کی منکوحہ پر دو طلاقیں پڑیں اور یہ دونوں طلاقیں رجعی قرار پائیں گی اس لئے مسکی محمد رفیق کو اختیار ہے کہ اپنی منکوحہ سے رجعت کر لے اور لوگوں کو رجعت پر گواہ بنالے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

حاملہ کو بھی طلاق ہو جاتی ہے

سوال: جناب محترم مولانا صاحب حیدر آباد، السلام علیکم، جناب عالی عرض ہے کہ: رشیدہ بیگم زوجہ محمد رفیق ولد نظیر محمد، عرض گزار ہے کہ مجھ کو اپنے والدین کے یہاں تقریباً تین ماہ کا عرصہ گزر چکا ہے بیٹھے ہوئے، اس شکل میں میرے شوہر نے مجھ کو مار پیٹ کر کے اور علاوہ شرع کے، مطابق دس بارہ مرتبہ زبانی طلاق اپنی زبان سے دے گیا ہے اب اس وقت مجھ کو چار ماہ کا حمل ہے اس شکل میں مجھ کو طلاق ہوئی یا نہیں۔ اس صورت میں طلاق ہو گئی ہے تو میری ڈلیوری کے اخراجات کا ذمہ دار کون ہے؟ اس کے بعد پرورش بچہ کا سوال پیدا ہوتا ہے تو کب تک کس عمر تک حاصل ہو سکتا ہے؟ میں فارغ ہونے کے کتنے عرصے کے بعد نکاح کر سکتی ہوں؟ ان گواہوں کے سامنے طلاق دی گئی۔

۱۔ نصیر خان، ۲۔ ابراہیم، ۳۔ کریم الدین، ۴۔ عبدالرزاق، ۵۔ خواجہ، اور چند عورتیں بھی گواہ ہیں

فقط، رشیدہ بیگم

۷۸۶ جواب: طلاق میں عورت کی جانب سے کوئی شرط نہیں۔ عورت حاملہ ہو تب بھی طلاق ہو جائے گی اور حاملہ عورت کی عدت وضع حمل ہے یعنی جس وقت بچہ پیدا ہو عدت ختم ہو جائے گی۔ عدت کا نان نفقہ اور مصارف زچگی اور بچہ کا حق پرورش سب شوہر کے ذمے ہے۔ (رد المحتار عالمگیری وغیرہ۔) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ محرم الحرام ۱۳۸۵ھ

دو افراد نے ایک دوسرے کی بہنوں کو طلاق بائن دے دی اور عدت گزر گئی تو نکاح دوبارہ کر سکتے ہیں

سوال: باعث تحریر آنکہ مقرر (محمد صدیق) کی شادی ہمراہی مسما تریا بی دختر علی محمد سے ہوئی تھی اور میری بہن کی شادی میرے سارے کے ہمراہ ہوئی تھی یہ شادی آپس کی اور تبادلہ کی ایک دوسرے کو اس نہ آئی اور باہمی خاندانی رنجش نے خطرناک صورت اختیار کر لی لہذا ہر دو فریق کی باہمی رضامندی پر بعد معاف کرنے مہر پر اپنی زوجہ مسما تریا مذکورہ کو طلاق بائن (عرصہ ہوا پہلے دی تھی تحریر آج) دیتا ہوں تاریخ امروز سے میرا اور تریا کا کوئی تعلق زوجہ نہ ہوگا۔ آج تاریخ سے دونوں

فریق آئندہ اقدام میں آزاد و خود مختار ہوں گے۔ اب ہمارا کوئی لین دین کسی قسم کا جھگڑا باقی نہیں ہے لہذا طلاق نامہ ہذا بدرستی ہوش و حواس برضا و رغبت و بخوشی تحریر کر دیا تاکہ سند رہے اور بروقت کام آوے۔

العبد مقرر تحریر ہذا محمد صدیق ولد غلام محمد، ۷ دسمبر ۱۹۶۳ء

محمد رمضان کے مسئلہ کی صورت یہ ہے کہ منکحہ محمد رمضان ولد علی محمد آرائیں جو کہ مقرر کی شادی مسامت سکینہ دختر غلام محمد سکینہ لائل پور سے عرصہ ایک سال ہو گیا ہوئی تھی لیکن باہمی نا اتفاقی اور خاندانی رنجش کی وجہ سے طلاق بائن دے چکا تھا لیکن تحریری ثبوت نہ تھا لہذا آج کی تاریخ میں تحریری طور پر مزید طلاق نامہ ہذا تحریر کر کے طلاق بائن دیتا ہوں اب میرا مسامت سے میرا کوئی تعلق نہ ہوگا چونکہ آپس میں میری بہن سالے کو دی ہوئی تھی اور سالے کی بہن میری زوجہ تھی ہے لہذا باہمی رضامندی پر مہر وغیرہ معاف کر دیا دونوں تاریخ امروز سے آزاد اور خود مختار ہیں اور آئندہ اقدام میں دونوں آزاد ہوں گے لہذا یہ طلاق نامہ برضا و بخوشی تحریر کر دیا کہ سند رہے اور وقت ضرورت کام آوے۔

العبد مقرر تحریر ہذا محمد صادق ولد غلام محمد، ۷ دسمبر ۱۹۶۳ء

۸۶۷ جواب: صورت مسئلہ میں چونکہ محمد صدیق ولد غلام محمد نے اپنی منکوحہ ثریا بی بنت علی محمد اور مسمی محمد رمضان ولد علی محمد نے اپنی منکوحہ مسامت سکینہ بنت غلام محمد کو صرف تحریری طور پر طلاق بائن دے دی اس سے مسامت ثریا بی اور مسامت سکینہ پر طلاق بائن واقع ہو گئی اور نکاح جاتا رہا اب محمد صدیق ولد غلام محمد اپنی سابقہ منکوحہ ثریا بی سے اور محمد رمضان اپنی سابقہ منکوحہ مسامت سکینہ سے نکاح ثانی کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں چونکہ عدت ختم ہو چکی ہے بلکہ یہ دونوں چاہتے تو دوران عدت میں بھی نکاح کر سکتے تھے۔ (عامہ کتب و بہار شریعت) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد ظلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ ربیع الآخر ۱۳۸۵ھ

حاملہ کو طلاق ہو جاتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: کیا حاملہ عورت کو طلاق ہو سکتی ہے۔ جبکہ ہر دو فریق نا چاہتی کے باعث طلاق پر راضی ہوں؟ فقط محمد سعید

۸۶۷ جواب: طلاق ضرور ہو جائے گی اور اس کی عدت وضع حمل ہوگی۔

فقط فقیر ابوالاسرار قادری نعیمی، مورخہ ۳ ربیع الثانی ۱۳۸۵ھ

۸۶۷ جواب: طلاق میں عورت کی جانب سے کوئی شرط نہیں۔ حاملہ ہو یا غیر حاملہ بہر حال طلاق واقع ہوگی۔ البتہ اس طلاق کی عدت وضع حمل ہے اور اس عدت کے پوری ہونے کے لئے کوئی خاص وقت مقرر نہیں ہے۔ طلاق کے بعد جس وقت بچہ پیدا ہو عدت پوری ہو جائے گی اگرچہ ایک منٹ کے بعد۔ (جو ہر نیرہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد ظلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳ ربیع الآخر ۱۳۸۵ھ

”تو مجھ پر حرام ہے“ سے طلاق بائن ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زید نے اپنی زوجہ ہندہ کو بوجہ مجبوری برطالہ اولاد ہندہ کے طلاق دی ہے۔ اس طور پر کہ تو مجھ پر حرام ہے۔ ایک دفعہ یہ الفاظ کہے ہیں۔ یہ الفاظ رو برو گواہان کے کہے ہیں جس وقت یہ لفظ زید کہہ رہا تھا عورت زار و قطار رو رہی تھی۔ اب اس صورت مذکورہ میں علماء فقہ کیا فتویٰ صادر فرماتے ہیں۔ کیا طلاق رجعی ہے یا بائن یا مغلظ؟

العبد غازی محمد بن عبدالمعز

۷۸۶ جواب: صورت مذکورہ بالا میں عورت پر ایک طلاق بائن پڑ گئی اور نکاح ٹوٹ گیا۔ البتہ زید کو اختیار ہے کہ ہندہ کو دوبارہ اپنے نکاح میں لانا چاہے تو لا سکتا ہے۔ عدت کے اندر بھی اور عدت کے بعد بھی۔ (بحوالہ بہار شریعت عامہ کتب)

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ شوال المکرم ۱۳۸۵ھ

طلاق نامہ کے بعد عدت گزر گئی تو عورت عقد ثانی کر سکتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: رضیہ بیگم بنت خان محمد صاحب کی لڑکی کا نکاح مقبول احمد بن مولوی احمد صدیقی سے ہوا ہے جسے تقریباً آٹھ برس ہو چکے ہیں شادی کے ایک ماہ کے بعد سے گھر میں فساد ہو رہا ہے میں نے کئی مرتبہ عورت سے کہا کہ تم گھومنا پھرنا چھوڑ دو مگر اس بد معاش عورت نے میرا کہنا نہ مانا بلکہ اپنے خاندان کے کہنے پر آج تک چلتی رہی ہے اور یہ عورت بالکل آوارہ ہو گئی ہے اور میرے کنٹرول سے باہر ہو گئی ہے اس لئے رضیہ بیگم کو میں اپنی طرف سے طلاق نامہ دے رہا ہوں اور میرا کسی قسم کا اس عورت سے واسطہ نہیں۔ (مقبول احمد بن مولوی احمد صدیقی) تقریباً دو سال ہوئے اس طلاق نامے کو دیئے ہوئے اس درمیان میں دس پندرہ یوم کے لئے شخص مذکور (شوہر، عورت کے) گھر میں آیا تھا اور گھر میں رہ کر چلا گیا اس کے تین بچے بھی ہیں جن کا خرچ تیس روپے ماہوار دیتا ہے۔ اب تک طلاق کی تصدیق نہیں ہوئی کیا اس کاغذ سے طلاق ہو گئی ہے اور اس عورت کو عدت اب پوری کرنی ہوگی یا بغیر عدت نکاح ہو جائے گا۔ ایک شخص جو کہ اس کے مکان میں رہتا ہے اس عورت کا خیال ہے کہ اس سے عقد ثانی کرے کیا عدت کے ایام میں وہ مذکور شخص اس مکان میں رہ سکتا ہے یا نہیں؟ فقط ایک سائل

۷۸۶ جواب: اگر شوہر اس امر کا اقرار کرتا ہے کہ یہ تحریر میں نہ لکھی یا لکھوائی یا عورت اس پر گواہ پیش کرے کہ یہ تحریر اس کے شوہر ہی کی ہے تو یہ طلاق عورت پر پڑ گئی اور یہ طلاق لکھتے وقت ہی سے پڑ گئی اور اسی وقت سے عدت شمار ہوگی۔ (درمختار۔ عالمگیری وغیرہ) لہذا اگر تحریر کو اتنی مدت گزر چکی کہ عدت پوری ہو سکتی ہے یعنی کم از کم ساٹھ دن یا تین حیض کامل گزرنے کے دن، تو اب کسی اور عدت کی ضرورت نہیں۔ عورت کو اجازت ہے کہ وہ جس مسلمان سے چاہے اپنا عقد ثانی کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خليل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

زبانی طلاق بھی موثر ہے اور غیر مدخولہ کی عدت نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک لڑکی بنام آعوذ باللہ بنت مریم بخش، خلع میرپور خاص کی ہے۔ جس کی شادی نابالغی میں ۵ سال کی عمر میں ہندوستان میں ہوئی تھی۔ تقسیم ہند کی وجہ سے وہ لڑکی اپنے والدین کے ساتھ پاکستان میں آ گئی ہے۔ جس کو عرصہ ۱۸ سال ہو گیا ہے۔ اب وہ لڑکی جوان بالغ ہو کر اپنے خاوند سے کئی مرتبہ نان و نفقہ طلب کر چکی ہے اس کے خاوند نے کوئی جواب نہیں دیا کیوں کہ وہ ہندوستان میں ہے اور دوسری شادی بھی کر چکا ہے اس کی اولاد بھی ہو گئی ہے۔ نہ تو وہ اس کو لے کر جاتا ہے اور نہ ہی نان و نفقہ دیتا ہے اور نہ ادھر آتا ہے اور نہ طلاق دیتا ہے۔ زبانی طلاق کئی شخصوں کے سامنے دے چکا ہے اس وجہ سے وہ لڑکی پریشان حال ہے کہ آج تک وہ لڑکی اپنے شوہر کے گھر بھی نہیں گئی ہے۔ آخر دس جون ۱۹۶۰ء کو لڑکی نے اپنا مسئلہ سب نج حیدر آباد پاکستان کے سامنے پیش کیا اور سب نج حیدر آباد پاکستان نے روبرو گواہان کے اس کا نکاح ایک دم خلع کر دیا ہے اور اس نے حکم نکاح ثانی دے دیا ہے۔ کیا واقعی نج کے کہنے پر طلاق ہو گئی ہے یا کہ نہیں؟ فقط والسلام السائل

۷۸۶ جواب: شوہر نے اگر واقعی اس عورت کو طلاق دے دی ہے تو عورت مطلقہ ہو گئی اگرچہ یہ طلاق زبانی ہی دی کہ طلاق میں تحریر شرط نہیں اور عورت چونکہ غیر مدخولہ بھی ہے لہذا اس پر عدت بھی نہیں۔ وہ جب اور جس مسلمان سے چاہے نکاح کی مجاز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ صفر المظفر ۱۳۸۵ھ

خلع کی تکمیل شوہر کی طلاق سے ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زید اپنے لڑکی کی شادی کمسنی یعنی ۶ چھ ماہ کی عمر میں بکر کے لڑکے سے کر دیتا ہے جبکہ لڑکی عمر بلوغت تک پہنچتی ہے تو لڑکا بھی جوان بالغ ہو جاتا ہے اور لڑکا نہایت بد چلن جواری شرابی اور دوسرے عیوب کا عادی ہو جاتا ہے۔ لڑکی اس کے ان حالات کو دیکھ کر اس لڑکے سے سخت نفرت کرتی ہے اور اس کے ساتھ ازدواجی زندگی گزارنے سے انکار کر دیتی ہے کیا شرع کی رو سے لڑکی خلع کی حقدار ہے یا نہیں؟ اور یہ نکاح جو دونوں کی کمسنی میں ہوا تھا فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اور طلاق اگر زبردستی لیجائے تو یہ جائز ہے یا نہیں؟ الداعی محمد شفیع

۷۸۶ جواب: نابالغ لڑکے یا لڑکی کا نکاح جب کہ باپ نے اپنی ولایت میں کیا تو یہ نکاح لازم ہو گیا کہ ان کو بالغ ہونے کے بعد توڑنے کا اختیار نہیں۔ (در مختار وغیرہ) خلع کا اختیار تو عورت کو بالغ ہونے کے بعد ہمیشہ حاصل ہے مگر یاد رہے کہ خلع شوہر کی جانب سے مال کے بدلے میں طلاق دینا ہے لہذا اگر شوہر یہ شرط قبول کر کے طلاق نہ دے تو خلع نہیں ہو سکتا۔ شوہر کو اگر طلاق کہنے پر مجبور کیا گیا اور اس نے طلاق لکھ دی اور زبان سے بھی طلاق کا لفظ کہہ دیا تو طلاق واقع ہو گئی۔

(رد المحتار)۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ محرم الحرام ۱۳۸۵ھ

طلاق نامہ میں بھیجا مگر طلاق کا اقرار کیا تو طلاق ہوگئی

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خان صاحب، السلام علیکم

جناب عالی! ایک مسئلہ میں فتویٰ آپ سے لینا ہے۔ جس کے حالات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں کہ لڑکی حیدر آباد میں رہتی ہے اور اس کا شوہر کراچی میں رہتا ہے۔ اس لڑکی کا بھائی کراچی گیا تھا وہ اپنی بہن کے سرال پہنچا تو اس کی بہن کے شوہر نے یہ کہا کہ میں نے آپ کی بہن کو تین طلاقیں لکھ کر رجسٹری روانہ کر دی ہے۔ وہ آپ کو ملی یا نہیں۔ اس لڑکے نے جواب دیا کہ نہیں۔ لڑکے کا کہنا ہے کہ میں ایک رشتہ دار کو لے کر واپس بہنوئی کے پاس پہنچا۔ اس کے سامنے بھی اس نے کہا کہ میں نے رجسٹری میں تین طلاقیں لکھ کر روانہ کر دیا ہے تو لڑکی کو قرآن وحدیث کی روشنی میں فتویٰ دیں کہ طلاق ہوئی ہے یا کہ نہیں؟ حافظ عبدالسلام، کھوکھر محلہ، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: شوہر جب اقرار کرتا ہے کہ میں نے تمہاری بہن کو جو اس مخاطب کی بہن ہے تین مرتبہ طلاق دے کر رجسٹری روانہ کر دی ہے۔ تو یہ تین طلاقیں ہوئیں اب تک اگرچہ اس کی تحریر وصول نہ ہوئی ہو یا اگرچہ اس نے کوئی تحریر سرے سے روانہ ہی نہ کی ہو۔ (بہار شریعت بحوالہ فتاویٰ خیر یہ)۔ عورت کو طلاق نہیں دی ہے مگر لوگوں سے کہتا ہے کہ میں طلاق دے آیا۔ تو قضاء طلاق ہو جائے گی اور اگر ایک دی ہے۔ لوگوں سے کہتا ہے تین طلاقیں دی ہیں تو قضاء تین طلاقیں ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ ذی قعدہ ۱۳۸۵ھ

ایک طلاق رجعی اور ایک بائن کے بعد صرف نکاح کافی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: میں نے مسماۃ علیمن عمر تقریباً ۶۵ سال سے دوسری شادی کی جس سے میرے کوئی اولاد پیدا نہ ہوئی۔ دو ہفتے بیشتر میرے اور میری بیوی میں جھگڑا ہوا اور میں نے غصے میں آ کر اس کے مطالبے پر پہلے استغفیٰ کا لفظ استعمال کیا اور اس کو استعفا دیا۔ اس کے بعد اس نے طلاق کا مطالبہ کیا کہ طلاق دے دو، میں نے منہ سے طلاق کا لفظ نکالا "جاتجھے طلاق دی" میں نے اس کے بعد آج تک اپنی بیوی سے قربت نہیں کی اور وہ میرے گھر میں رہ رہی ہے۔ شریعت کیا کہتی ہے کہ طلاق ہو چکی ہے یا وہ میری بیوی ہے۔ میں نے دونوں الفاظ یعنی استغفیٰ اور طلاق ایک ہی وقت اور ایک دن ادا کئے تھے۔ غلام رسول ولد زمر دی قانی، ساکن شہداد پور ضلع ساگمڑ

۷۸۶ جواب: عوام الناس میں استغفیٰ کا لفظ بطور طلاق مستعمل ہے لہذا عورت کے مطالبہ طلاق پر شوہر کا اس سے یہ کہنا کہ "جاتجھے استغفیٰ دیا" کے معنی "طلاق" ہے۔ اور اس لفظ سے طلاق بائن واقع ہوگئی۔ اس کے بعد صریح لفظوں میں جو طلاق دی وہ بھی اسے لاحق ہوگئی شوہر جداگانہ طلاق بائن کے بعد بھی صریحاً لفظ سے دوسری طلاق واقع کر سکتا ہے۔ اس بناء پر مسماۃ علیمن پر ایک طلاق بائن اور ایک طلاق رجعی واقع ہوئی (ردالمحتار) اور اب اگر غلام رسول مسماۃ مذکورہ کو اپنے نکاح

میں رکھنا چاہتا ہے تو اس سے دوبارہ نکاح کر کے اپنے ساتھ رکھ سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ ذی قعدہ ۱۳۸۵ھ

بیوی کے مطالبے پر ایک ساتھ تین طلاقیں دیں تو تین ہی ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ

- ۱۔ مسمی شفیق یار خان کی بیوی نے طلاق مانگی اور کچھ سخت الفاظ استعمال کئے لہذا شفیق یار خان نے مشتعل ہو کر اپنی بیوی کو تین مرتبہ طلاقیں دے دیں اور وہ اپنی والدہ کے ہمراہ اپنے والدین کے مکان پر چلی گئی کیا طلاق ہو گئی یا نہیں؟
- ۲۔ اس واقعہ کے ایک ماہ بعد شفیق یار خان کراچی سے کوئی فتویٰ لائے کہ ایک مجلس میں تین مرتبہ طلاقیں دینے سے طلاق نہیں ہوتی اور اپنی بیوی کے ساتھ اس کے والدین کے یہاں رہنا شروع کر دیا۔ کیا یہ درست ہے؟
- ۳۔ اگر طلاق ہو گئی تو مطلقہ بیوی کو اپنے ساتھ رکھنے پر، اس سے سلام وکلام، ملنا، جلنا اور اس کے ساتھ کھانا، پینا درست ہے یا اس سے ان تعلقات پر کوئی گناہ تو نہیں؟

۴۔ اگر ان سے سلام وکلام درست نہیں اور چند عزیزان سے ملتے ہیں تو کیا ان سے ملنا اور سلام وکلام درست ہے یا نہیں؟ براہ کرم ان کے جوابات قرآن و احادیث کا حوالہ دیتے ہوئے تحریر فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔

السائل فضل الرحمن خان، پختہ قلعہ، حیدرآباد

۸۶۷ جواب: شوہر نے اپنی منکوحہ موطوءہ کو ایک ہی مجلس میں اگر تین طلاقیں دے دیں خواہ تین بار الفاظ کہے ہوں یا یوں کہہ دیا کہ تجھے تین طلاقیں تو تین ہی طلاقیں واقع ہوں گی اور عورت فوری طور پر اس کے نکاح سے خارج و حرام ہو جائے گی اور بغیر حلالہ شوہر اول کے لئے حلال نہ ہوگی۔ مسئلہ مذکورہ فقہ حنفی کی معتبر و مستند کتب فتاویٰ مثلاً درمختار و عالمگیری وغیرہ میں صراحتہ مذکور ہے کوئی حنفی مفتی اس حرام کو حلال، فاسد کو صحیح، اور ناجائز کو جائز قرار نہیں دے سکتا۔ شفیق یار خان اور اس کی بیوی پر لازم ہے کہ فوراً ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں اور اللہ عز و جل کے غضب سے ڈر کر، اپنے اس گناہ کبیرہ سے توبہ کریں اگر یہ دونوں اس حکم الہی پر گردن رکھیں نبھا، اور اگر نہ مانیں اور اس حالت پر رہیں تو ایمان والے مرد اور ایمان والی بیبیاں انہیں یک لخت چھوڑ دیں نہ اپنے پاس بیٹھنے دیں اور نہ خود ان کے پاس بیٹھیں۔

قال الله تعالى: وَإِنَّمَا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدَ بَعْدَ الذِّكْرِ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ① (انعام) اگر تم شیطان کے بھلانے میں آ جاؤ تو یاد آنے پر ظالموں کے ساتھ مت بیٹھو۔ اور احادیث کریمہ میں وارد ہے کہ من دأى منكم منكرا فليغيره بيده (الحديث) تم سے جو شخص بھی کوئی برائی ہوتی دیکھے تو اسے چاہئے کہ اپنے ہاتھ سے اسے مٹا دے اور اس کی قوت نہ ہو تو اپنی زبان سے اس کی برائی ظاہر کر دے اور یہ بھی نہ کر سکے تو دل سے اسے برا جانے اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ ذی قعدہ ۱۳۸۵ھ

عورت عدت کیسے گزارے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ عورت کو طلاق مغالطہ دے دینے کے بعد کتنے دن عدت لازم ہے؟

۲۔ مدت عدت میں کیا کیا باتیں ممنوعات سے ہیں؟

۳۔ کیا محلہ میں رات میں یا دن میں جا سکتی ہے یا نہیں؟

۴۔ کچھ مدت گزارنے کے بعد اور اگر کوئی مجبوری درپیش آ جائے تو دوسری جگہ تبدیلی کر سکتی ہے یا نہیں۔ اس تبدیلی میں

عدت دوبارہ تو شروع نہیں ہو جائے گی؟ کمال الدین، نعل بندگی، حیدر آباد

۸۶۷ الجواب: طلاق بائنہ ہو یا مغالطہ یا رجعی اور عورت کو حیض آتا ہے تو عدت پورے تین حیض ہے۔ قال اللہ تعالیٰ

وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ (بقرہ: 228)۔

۲۔ زینت کا ترک کرنا یعنی عورت ہر قسم کے زیور اور ہر قسم اور ہر رنگ کے ریشم کے کپڑے نہ پہنے اور خوشبو استعمال نہ کرے

اور نہ تیل کا استعمال کرے اگرچہ خوشبودار نہ ہو اور کنگھا کرنا سرمہ لگانا مہندی لگانا اور زعفرانی یا کسمی، یا گیروی رنگا ہوا یو ہیں اور

طرح کے رنگ کا استعمال منع ہے اور ان سب کا ترک واجب۔ (بہار شریعت بحوالہ درمختار و عالمگیری)

۳۔ یو ہیں ان عورتوں کو گھر سے نکلنے کی اجازت نہیں نہ دن میں نہ رات میں۔ (بہار شریعت بحوالہ عالمگیری وغیرہ) واللہ

تعالیٰ اعلم

۴۔ پہلے وہ مجبوری بیان کی جائے تو حکم شرعی دیا جائے۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ رجب المرجب ۱۳۸۶ھ

اگر نفقہ نہ مانگا تو عدت کے بعد نفقہ ساقط ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ مسمیٰ دلیر نے طلاق زبانی تین چار آدمیوں کے روبرو دی۔ جب عورت اپنے باپ کے گھر تھی مسما ت اختری کو طلاق دی

یہ طلاق ہوئی یا نہیں؟

۲۔ طلاق کے بعد نہ عورت کو بلایا اور نہ کوئی نفقہ دیا اور نہ ہم بستری ہوئی ہے؟

۳۔ اب اس وقت چھ ماہ طلاق دے ہوئے ہو چکے ہیں عدت کی مدت ہو چکی ہے یا نہیں؟

۴۔ اب مسما ت عقد ثانی شرعاً کر سکتی ہے یا نہیں؟

۵۔ طلاق دینے والا شوہر اب اس عورت پر کوئی حق شرعی رکھتا ہے یا نہیں؟

۶۔ عورت مہر لینے کی حقدار ہے یا نہیں؟ گواہوں کے نام یہ ہیں

۱۔ حافظ محمد اسحاق، امام مسجد رضا، ۲۔ محمد یسین، ۳۔ محمد حنیف

فقط مسکین شاہ، ساکن لطیف آباد نمبر ۵، حیدر آباد

۸۶۷ جواب: طلاق میں تحریر شرط نہیں لہذا جبکہ شوہر نے زبانی طلاق دی تو ضرور واقع ہوگی جب کہ عورت اس کی محل اور شوہر طلاق کا اہل ہے۔ عورت خواہ شوہر کے یہاں ہو یا اپنے والدین کے مکان پر۔ طلاق دی جائے گی تو واقع ہو جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ اگر عورت کو حمل نہ ہو اور حیض آتا ہے تو عدت پورے تین حیض ہے اور حیض نہیں آتا تو عدت تین مہینے ہے اور حاملہ عورت کی عدت وضع حمل ہے۔ بہر حال اگر عدت کے نفقہ کا نہ دعویٰ کیا اور نہ قاضی نے مقرر کیا تو عدت گزارنے کے بعد نفقہ ساقط ہو گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ عدت گزارنے کے بعد عورت شرعاً نکاح ثانی کر سکتی ہے سابق شوہر کو اس پر کوئی حق نہیں اور مہر کی رقم شوہر پر قرض و لازم ہے جس کا ادا کرنا اس پر لازم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں قادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ محرم الحرام ۱۳۸۶ھ
نقل کنندہ (حافظ احمد میاں قادری برکاتی)

مجمع کہے کہ ساس کو طلاق دی اور ایک کہے کہ بیوی کو دی تو کونسا قول معتبر ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک شخص اپنی ساس کا مقروض تھا ساس نے دوکان پر ادائیگی رقم کا تقاضہ کیا اور آپے سے باہر ہو گئی اور بدکلامی، فحش، زبان درازی، بے بنیاد الزامات سے داماد کو نوازا۔ اسی دوران ایک جم غفیر ہجوم ہو جاتا ہے اور داماد ساس کی بدکلامی، فحش، زبان درازی، بے بنیاد الزامات دوکاندار کی مارکنگ کا چور ہا جم غفیر ہجوم سے وہ شخص سخت متاثر ہوتا ہے اور اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھتا ہے اور بے ساختہ غیر ارادی طور پر اپنی ساس سے کہتا ہے کہ تنے طلاق! طلاق! طلاق! طلاق! طلاق! منہ سے نکلتا رہتا ہے برادری والے کہتے ہیں کہ اس نے بیوی کو طلاق دی ہے کیسی طلاق؟ کونسی طلاق؟ جبکہ بیوی موقع پر موجود نہیں تھی اور نہ ہی سائل مذکور کی ایسی کوئی نیت تھی اور نہ ہی گھر میں ایسا کوئی مشورہ تھا اور نہ ہی کسی قسم کا کوئی اختلاف تھا جبکہ بیوی حاملہ ہے۔ (لفظ تنے) ایک بار استعمال کیا ہے اور سائل مذکور کو ہوش نہیں کہ یہ لفظ کس کے لئے استعمال کیا ہے کیوں کہ بیوی وہاں موجود نہ تھی اور سائل نے بدن کے کسی بھی عضو سے کسی قسم کا کوئی اشارہ تک نہیں کیا نہ ہی گھر کی طرف۔ علماء دین فتویٰ دیں نیز دوسری صورت میں راستہ بتلائیں کہ صرف ایک شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ شوہر نے تنے بیٹی کو طلاق! طلاق! طلاق! طلاق! طلاق! کہا اور باقی لوگ جو وہاں رش میں موجود تھے وہ کہتے ہیں کہ تجھ کو طلاق! طلاق! طلاق! طلاق! طلاق! کہا۔ السائل، نظام الدین، شہداء آدم

۸۶۷ جواب: یہاں جبکہ موقع پر ایک کثیر مجمع تھا وہ سب یہی الفاظ شوہر کے بیان کرتے ہیں کہ شوہر نے اپنی خوشدامن

سے یہ کہا کہ تجھے طلاق الخ تو یہ طلاق منکوحہ پر واقع نہ ہوئی اور تنہا ایک شخص کا یہ کہنا کہ شوہر نے اسے طلاق کہا شرعاً مقبول نہیں کہ اکثریت اس کے خلاف گواہی دیتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ محرم الحرام ۱۳۸۶ھ

طلاق طلاق کہا نام نہیں لیا تو؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص ساس کا مقروض تھا۔ ساس نے دوکان پر آ کر ادائیگی رقم کا تقاضہ کیا اور آپے سے باہر ہو گئی بدکلامی فحش، زبان درازی، بے بنیاد الزامات، سے پیش آئی اور کہا کہ ابھی ابھی میری رقم ادا کر دو ورنہ دوسری صورت میں میری لڑکی کو روانہ کر دو۔ اس دوران ایک جم غفیر ہو جاتا ہے اور داماد ساس کی بدکلامی، فحش، زبان درازی، بے بنیاد الزامات، دوکانداری مارکنگ کا چوراہا، جم غفیر ہجوم کو دیکھ کر شخص سخت متاثر ہوتا ہے اور اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھتا ہے اور بے ساختہ غیر ارادری طور پر اپنی ساس پر لفظ نکالتا ہے۔ تے طلاق! طلاق! طلاق! طلاق! منہ سے نکلتا ہے کس کو طلاق۔ کیسی طلاق۔ مگر برادری والے کہتے ہیں کہ اس نے بیوی کو طلاق دی ہے جب کہ بیوی موقع پر موجود نہیں تھی اور نہ ہی ایسی کوئی نیت تھی نہ ہی ایسا کوئی گھر میں مشورہ تھا اور اب نہ ہی اس کو بیوی تسلیم کرتی ہے اور نہ ہی اس کے والدین تسلیم کرتے ہیں اور میاں بیوی دونوں ساتھ رہنا چاہتے ہیں اور کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ علماء دین فتویٰ دیں نیز دوسری صورت میں راستہ بتلائیں؟ فقط السائل، محمد ابراہیم، پان فروش ٹنڈو آدم

۸۶ جواب: طلاق میں اضافت ضروری ہے بغیر اضافت طلاق واقع نہ ہوگی خواہ حاضر کے صیغہ سے بیان کریں مثلاً منکوحہ سے کہے کہ تجھے طلاق ہے یا اشارہ کے ساتھ اسے یا نام لے کر کہے کہ فلاں کو طلاق ہے۔ (در مختار) صورت مسئلہ میں بتقدیر صدق سائل جبکہ شوہر نے یہ الفاظ کہ تجھے طلاق الخ اپنی منکوحہ کے، جو وہاں موجود بھی نہیں، متعلق لفظ صراحتہ درکنار اشارہ بھی نہ کہا تو ظاہر ہے کہ وہ طلاق واقع نہ ہوئی وہ دونوں ہنوز رشتہ نکاح میں منسلک ہیں۔ بیوی یا بیوی کے والدین کا طلاق تسلیم نہ کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ بہر حال وہ دونوں میاں بیوی ہیں اور ان کا نکاح قائم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ محرم الحرام ۱۳۸۶ھ

طلاق وقت تحریر سے شمار ہوگی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ طلاق نامہ بذریعہ رجسٹری پہنچایا گیا تو عدت رجسٹری وصول ہونے سے سمجھی جائے۔ یا جس تاریخ کو طلاق نامہ لکھا گیا اس روز سے حساب کیا جائے گا؟

۲۔ عدت تین مہینے ہوتی ہے یا تین مہینے اور دس دن ہوتے ہیں؟ فقط والسلام احقر کمال الدین، نعل بندگی، حیدر آباد

۸۶ جواب: طلاق نامہ جبکہ بذریعہ رجسٹری پہنچایا گیا تو یہ طلاق اسی تاریخ کو پڑے گی جس تاریخ کو طلاق نامہ لکھا گیا

اور اسی تاریخ سے عدت شمار ہوگی۔ (بہار شریعت بحوالہ عالمگیری) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ عورت سے اگر خلوت صحیح ہو چکی ہے اور وہ عورت حاملہ بھی نہیں تو عدت پورے تین حیض ہے تیسرا حیض ختم ہوتے ہی عدت بھی ختم ہو جائے گی (بہار شریعت بحوالہ درمختار وغیرہ) اکمیس مہینوں یا دنوں کا اعتبار نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں قادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ شوال المعظم ۱۳۸۶ھ

رجوع کب تک ہو سکتا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید نے جھگڑے میں اپنی بیوی سے کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی! میں نے تجھے طلاق دی! دوبارہ نکاح کی ضرورت ہے یا کہ نہیں۔ اور پھر اگر خدا نخواستہ کسی وقت بھی ایک طلاق دے دے تو پھر طلاق کا کیا حکم ہوگا؟ فقط السائل، شیخ محمد عالم، خواجہ چوک، حیدرآباد

۷۸۶ جواب: اگر واقعہ یہی ہے کہ زید نے اپنی منکوحہ سے صرف دو بار مذکورہ بالا الفاظ کہے تو یہ دونوں طلاقیں ردی ہوئیں اور طلاق رجعی میں نکاح جدید کی ضرورت نہیں صرف رجعت کافی ہے۔ رجعت الفاظ کے ساتھ ہو اور رجعت پر دو عادل شخصوں کو گواہ کر لیں کہ یہ مسنون طریقہ ہے آئندہ اگر زید نے ایک طلاق بھی دی تو عورت فوراً نکاح سے نکل جائے گی اور پھر بغیر حلالہ کے حلال نہ ہوگی۔ قال اللہ تعالیٰ وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِي ذَلِكَ إِنْ أَرَادُوا إِصْلَاحًا (بقرہ: 228) مطلقات رجعیہ کے شوہروں کو عدت میں واپس کر لینے کا حق ہے اگر اصلاح مقصود ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں قادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ شعبان المعظم ۱۳۸۶ھ

سنی عورت ہرگز اپنے مذہب کے خلاف کسی اور کے فتوے پر عمل نہیں کر سکتی

سوال: میں نے اپنی بیوی کو دو بالغ گواہوں کے سامنے غصہ کی حالت میں تین بار طلاق دی۔ گھریلو جھگڑوں کی وجہ سے میری بیوی نے غصے کی حالت میں مجھ سے طلاق مانگی تھی۔ میں شیعہ فرقہ سے تعلق رکھتا ہوں اور میری بیوی سنی ہے۔ شیعہ علماء اس طلاق کو جائز نہیں کہتے ہیں کیا مجھ کو شیعہ فتوے کے مطابق عمل کرنا چاہئے یا کہ نہیں؟ اور کیا میری بیوی بھی اس پر عمل کر سکتی ہے؟ فقط السائل

۷۸۶ جواب: جبکہ تین طلاقیں دی گئی ہیں تو تین ہی طلاقیں شمار ہوں گی۔ قرآن کریم کا صاف صریح الفاظ میں فرمان ہے: فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرًا یعنی اگر دو طلاقیں کے بعد تیسری طلاق دے دی (خواہ ایک کے بعد دوسری پھر تیسری ہو یا تینوں ساتھ ہوں) تو اس کے بعد وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے شوہر سے نکاح نہ کر لے۔ سنی عورت ہرگز اپنے مذہب کے خلاف کسی فتوے پر عمل نہیں کر سکتی اگر یہ نکاح ہوا تو شوہر و بیوی دونوں زانی و زانیہ شمار کئے جائیں گے اور اسے جائز سمجھ کر نکاح میں شرکت کرنے والے زنا کے دلال قرار پائیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں قادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ شعبان المعظم ۱۳۸۶ھ

تین طلاق کے بعد بغیر حلالہ روکنا، گناہ کبیرہ اور صحبت زنا ہے

سوال: علماء دین و مفتیان شرع اس مسئلہ کے متعلق کیا فرماتے ہیں کہ: زید اور اس کی بیوی کے درمیان بوجہ جھگڑا، اس کی بیوی نے طلاق مانگی ہے تو زید نے بیوی کو کہا کہ اگر تو اس وقت نکل جاتی ہے تو تجھ کو تین طلاق ہے یہ کہہ کر زید گھر سے فوراً نکل گیا باقی بیوی کی حالت زید کو معلوم نہیں تھی اس کے تقریباً ایک گھنٹے کے بعد بیوی گھر سے نکل گئی ہے ایک آدمی نے پکڑ کر عورت کو گھر کے اندر کر دیا اور جس وقت عورت گھر سے نکلی تھی اس وقت عورت کے ہاتھ میں کپڑا وغیرہ بھی تھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت جانے کے لئے نکلی تھی اور دوسرے آدمی نے پکڑ کر گھر کے اندر کر دیا اور تیسرا آدمی کہتا ہے کہ زید نے اپنی بیوی کو کہا کہ اگر تو اس وقت گھر سے جاتی ہے تو تجھے تین طلاق ہے اور باقی تیسرے آدمی کو کچھ معلوم نہیں اور عورت حاملہ بھی ہے اور رات کو یہ معاملہ ہوا ہے صبح زید نے ایک آدمی کو کہا ہے کہ میں نے اپنی بیوی کو آزاد کر دیا۔ اس کے بعد مغرب کے وقت زید نے اس چوتھے آدمی کو پھر کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیا ہے اس بات پر شریعت کا کیا حکم ہے؟ برائے مہربانی کتاب کا حوالہ دے کر تسلی فرمائیں؟

السائل۔ نور محمد، بنگالی کالونی لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: اگر بیان مذکور صحیح ہے تو صورت مذکورہ میں عورت پر تین طلاقیں پڑ گئیں اور عورت اس مرد پر حرام ہو گئی اب تا وقتیکہ حلالہ نہ ہو جائے شخص مذکور اس سے نکاح بھی نہیں کر سکتا اگر اس نے عورت کو روک لیا یا عورت اس کے کہنے پر رک گئی تو دونوں گناہگار ہوئے اور اگر صحبت واقع ہوگی تو یہ محض زنا ہوگا اور مرد و عورت دونوں زانی و زانیہ شمار کئے جائیں گے۔

قال الله تعالى فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرًا عَنِ الْاِشْرَافِ شَوْهَرِ نِي تيسرى طلاق دے دی تو اب عورت اس کے لئے حلال نہیں جب تک وہ عورت کسی اور سے نکاح نہ کرے۔ فتاویٰ خیر یہ میں ہے کہ اگر عورت کو طلاق نہیں دی ہے مگر لوگوں سے کہتا ہے کہ میں طلاق دے آیا تو قضاء ہو جائے گی۔ (بہار شریعت) یہاں یہی صورت ہے۔ اور اگر بیان مذکور غلط ہے تو چونکہ شرط نہ پائی گئی لہذا طلاق واقع نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ شعبان المعظم ۱۳۸۶ھ

منکوحہ غیر کا دوسرے کے ساتھ رہنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک عورت جس کا نام افسری ہے وہ بغیر طلاق کے ایک غیر مرد کے ساتھ جس کا نام عبدالکریم ہے۔ افسری کے والدین کے گھر پر، عبدالکریم و افسری شوہر اور بیوی کی حیثیت سے رہتے ہیں جبکہ افسری نے اپنے شوہر سے طلاق نہیں لی ہے اور نہ ہی عبدالکریم سے نکاح کیا۔ کچھ لوگوں نے افسری اور اس کے والدین کو سمجھایا کہ افسری کا اس طریقے سے رہنا شریعت میں حرام ہے لیکن افسری اور اس کے والدین اس معاملہ میں لاپرواہی برتتے ہیں۔ اب اسلامی شریعت میں دوسرے رشتہ داروں پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ آیا افسری اور اس کے والدین کو برادری سے علیحدہ کریں؟

فقط ایک سائل

۷۸۶ جواب: اگر یہ واقعی صحیح ہے کہ مسماۃ افسری کے شوہر نے اسے طلاق نہیں دی تو بغیر طلاق لئے اس کا عبدالکریم کے ساتھ شوہر و بیوی کی حیثیت سے، افسری کے والدین کے ساتھ رہنا، حرام حرام سخت حرام ہے۔ افسری اور عبدالکریم پر فرض ہے کہ فوراً ایک دوسرے سے علیحدہ ہو جائیں اور افسری کے والدین پر فرض ہے کہ فوراً عبدالکریم کو اپنے گھر سے باہر نکال دیں اور اللہ تعالیٰ کے غضب سے ڈر کر اپنے ان کبیرہ گناہوں سے توبہ کریں اگر یہ لوگ اس حکم پر عمل کریں تو خیر اور اگر نہ مانیں اور اسی حالت پر رہیں یا بغیر طلاق لئے آپس میں نکاح کر لیں تو برادری والے انہیں یک لخت چھوڑ دیں نہ اپنے پاس بیٹھنے دیں اور نہ ان کے پاس بیٹھیں ورنہ یہ لوگ بھی گناہگار ہوں گے۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَقْعُدُوا بَعْدَ الذِّكْرِ مَعَ الْقَوَمِ الظَّالِمِينَ ⑤ (انعام)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ ذی الحجہ ۱۳۸۶ھ

مجمع عام میں دی گئی طلاق سے انکار، شرعی حیثیت نہیں رکھتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: سید محمد علی نے اپنی اہلیہ کو جلسہ عام میں کہ جس میں قریباً ۲۵ تا ۳۰ افراد اہل محلہ و نیز والد اور برادران مسماۃ مذکورہ اہلیہ سید محمد علی موجود تھے تحریری تین طلاقیں دی، چونکہ اب قوانین عائلی کے تحت نقل طلاق نامہ سے اہلیہ کو مطلع کرنا ضروری ہے بدیں وجہ شوہر طلاق و تحریر سے انکار کرتا ہے، تاریخ طلاق مورخہ ۱۵ مارچ ۱۹۶۷ء صورت متذکرہ بالا میں کیا طلاق ہوئی؟ اگر حوالہ کتب سے ہو تو زیادہ بہتر ہے۔

فقط السائل، منشی ولد گلاب، ساکن لیاقت اشرف کالونی

نزد برما شیل پیٹرول ڈپو پمپ حیدر آباد، ذریعہ سید میاں، ۷/۱۲/۱۹۶۷ء

۷۸۶ جواب: سید محمد علی نے جبکہ اپنی منکوحہ کو مجمع عام میں تین طلاقیں دے دیں تو وہ تینوں طلاقیں اس پر واقع ہو گئیں اور یہ عورت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس پر حرام ہو گئی اب تا وقتیکہ حلالہ نہ ہو جائے اس سے نکاح بھی نہیں کر سکتا اور جبکہ یہ طلاقیں مجمع عام میں دی ہیں تو اس کا انکار بھی کوئی شرعی حیثیت نہیں رکھتا خواہ وہ تحریر دے یا نہ دے عورت اس کے نکاح سے خارج ہو چکی قال اللہ تعالیٰ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ (الآیۃ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ رمضان المبارک ۱۳۸۷ھ

عدہ طلاق، طلاق نہیں

سوال: کیا فرماتے علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ

زید اور اس کی بیوی کے درمیان کچھ تنازع ہو گیا، اس بات پر کہ زید کا لڑکا خالد، اپنے ماموں اور چچا کے گھوڑوں کو پانی پلاتا تھا مگر ایک دفعہ چچا نے خالد کو مارا تو بیوی نے زید کو کہا کہ خالد کو اس کے چچا نے بلا وجہ مارا ہے حالانکہ وہ اس کی خدمت کرتا ہے اور گھوڑوں کو پانی پلاتا ہے تو زید نے کہا کہ کوئی بات نہیں بڑا ہے کسی وجہ سے مارا ہوگا، بیوی نے کہا کہ بلا وجہ

ہیں کو مارا ہے اس پر زید نے کہا کہ اگر آئندہ کبھی خالد نے اپنا مامون کے گھوڑے کو پانی پلایا تو تجھے میں طلاق دوں گا، از روئے شریعت بیان فرمائیں کہ زید کی بیوی کو اس صورت میں طلاق ہوگئی یا نہیں۔ اگر طلاق ہوگئی تو کونسی طلاق رجعی۔ طلاق بائن۔ یا طلاق مغلظہ؟ فقط السائل، عرض دار۔ فقیر محمد پٹھان، حیدر آباد

۷۸۶ جواب شوہر کا کہنا ہے کہ میں تجھے طلاق دے دوں گا تو یہ طلاق نہیں بلکہ وعدہ طلاق ہے لہذا زید کی عورت ہنوز اس کے نکاح میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ شعبان المعظم ۱۳۸۷ھ

طلاق صریح، رجعی، یا بائن کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنی بیوی سے ایک دفعہ یہ کلمات کہے ہیں کہ تجھے طلاق ہے طلاق طلاق پچھلے دو طلاقوں سے، زید کہتا ہے پچھلے سے طلاق کی تاکید مراد ہے تو اس صورت میں کیا زید اپنی بیوی سے رجوع کر سکتا ہے یا نہیں؟

العبد عبدالرحمن ولد عبداللہ، یونٹ نمبر ۲ لطیف آباد، حیدر آباد، بتاریخ ۳ مارچ ۱۹۶۸ء

۷۸۶ جواب: زید نے اپنی منکوحہ مدخولہ کو طلاق دیتے وقت جو الفاظ استعمال کئے ہیں وہ طلاق میں صریح ہے اور عدد میں بھی صریح لہذا زید کی نیت معتبر نہ ہوگی عورت پر تین طلاقیں پڑ گئیں، درمختار میں ہے کرد لفظ الطلاق وقع الكل وان نوى التاكيد دين اي ووقع الكل قضاء (شامی صفحہ ۲۹۶-۲۹۷ ج ۹ طبع جدید دار الثقافة والتراث دمشق۔ سور یہ صفحہ ۶۳۲ ج ۲ طبع قدیم) یعنی مدخولہ کو کہے کہ تجھے طلاق تجھے طلاق تو دو طلاقوں کا حکم دیا جائے گا اگر چہ کہتا ہو کہ دوسرے لفظ سے تاکید کی نیت تھی طلاق دینا مقصود نہ تھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ ذی القعد ۱۳۸۷ھ

طلاق میں نسبت یا اضافت ضروری ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زید کو اپنی زوجہ کو طلاق دیتے وقت اس کا نام لینا، یا مخاطب کرنا، یا زوجہ کا سامنے ہونا ضروری ہے یا نہیں؟ مندرجہ بالا صورتیں ہوں تو طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ فقط ایک سائل

۷۸۶ جواب: طلاق میں اضافت یعنی نسبت ہونا ضروری ہے بغیر اضافت طلاق واقع نہیں ہوگی خواہ حاضر کے صیغے سے بیان کرے مثلاً تجھے طلاق ہے یا اشارہ سے، مثلاً اے اے یا نام لے کر کہے کہ فلانی کو طلاق ہے۔ (درمختار) لہذا جب طلاق دینے والے نے طلاق دیتے وقت نہ بیوی کا نام لیا نہ اسے مخاطب کیا اور نہ اس کی طرف اشارہ کیا تو طلاق واقع نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۷ھ

رجعت کا صحیح طریقہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنی زوجہ کو ایک طلاق رجعی دی کتنے عرصے کے اندر زید اپنی زوجہ سے رجوع کر سکتا ہے۔ اور شرعی عرصہ گزر جانے کے بعد زید کو اپنی زوجہ سے رجوع کرنے کی شرعی صورت کیا ہے؟

نقطہ ایک سائل

۸۶۷ جواب: جس عورت کو طلاق رجعی دی گئی ہے جب تک وہ اس طلاق کی عدت میں ہے شوہر کو رجعت کا حق حاصل ہے اور عدت کی مدت گزر جائے تو اس عورت سے نکاح جدید کر سکتا ہے یہاں حلالہ کی ضرورت نہیں۔ (عامہ کب) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ رجعت کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ کسی لفظ سے رجعت کرے مثلاً یہ کہے کہ میں نے تجھ سے رجعت کی یا تجھ کو واپس لیا اور رجعت پر دو عادل شخصوں کو گواہ کر لے اور عورت وہاں موجود نہ ہو تو عورت کو اس کی خبر بھی کر دے اور ایام عدت گزرنے کے بعد نکاح کر لینا بھی رجعت ہے۔ (در مختار) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۷ھ

طلاق نامہ دوسرے سے لکھوایا

سوال: علماء راشدین اس مسئلہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ

۱۔ مسکی محمد علی اور مسات بانو بیگم جو کہ محمد علی کی منکوحہ بیوی ہے، باہمی تعلقات میں انتہائی عرصے سے انتہائی کشیدگی چلی آرہی تھی اور مقدمہ بازی ہو رہی تھی، چند معزز اشخاص نے پس پشت مصالحت کرانے کی پیشکش کی اور اقرار نامہ کی غرض سے اشامپ منگائی گئی اور تحریر لی گئی، جس وقت تحریر پڑھ کر ہر دو فریق کو سنائی گئی اور جب لفظ طلاق سنا تو ہر فریق انتہائی زیادہ روئے، روتے روتے ہر دو فریق کو سکتے کا عالم ہو گیا اور کسی فریق کو ہوش مطلق نہ رہا، اس موقع سے بانو کی بھاوج نے فائدہ اٹھاتے ہوئے مسات کا انگوٹھا لئے ہاتھ کا جبراً لگوادیا اور محمد علی ہوش میں آنے پر قطعی فرار ہو گیا اور کاغذ نامکمل رہ گئے، آج تک محمد علی کسی قیمت پر بھی اپنا گھر تباہ کرنے پر رضا مند نہیں ہے، کیا مبالغہ آمیز دستاویز پر بغیر دستخط کئے اور بغیر زبان سے اظہار کئے ہوئے طلاق متصور ہوگی یا کہ نہیں؟

۲۔ یہ جن جن اشخاص نے حمایت طلاق کی اور فرضی انگوٹھا لگوایا گیا، کیا ان کے واسطے بھی احکام محمدی سے کوئی کفارہ عائد ہوتا ہے اور سامعین جو کہ اس میں شریک ہیں۔ ان کے واسطے شرع شریف کیا اجازت دیتی ہے؟

خداداد خان، مورخہ ۱۵ مئی ۱۹۶۷ء

۸۶۷ جواب: شوہر نے اشامپ اگر خود منگوایا یا اس کے حکم یا رضا سے اشامپ لایا گیا اور اس کی رضا مندی سے طلاق نامہ لکھا گیا یعنی شوہر کے کسی قول یا فعل سے ثابت ہو کہ وہ اپنی منکوحہ کو طلاق دینا چاہتا ہے اور اس کی رضا یا حکم سے طلاق نامہ

لکھا گیا تو طلاق نامہ پر جتنی طلاقیں لکھی گئیں وہ عورت پر واقع ہو گئیں، اب اس تحریر پر اس کے دستخط ہونا کچھ ضروری نہیں اور اگر لوگوں نے یہ طلاق نامہ اپنی مرضی سے لکھا اور شوہر کے علم میں یہ بات نہیں ہے کہ اسٹامپ میں کیا لکھا جا رہا ہے اور تحریرین کر وہ بدحواس ہو گیا اور دستخط نہ کئے تو طلاق واقع نہ ہوگی، بہر دو صورت عورت کے انگوٹھا لگانے یا نہ لگانے سے اس پر کوئی اثر نہ پڑے گا، واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ جو کسی عورت کو اس کے شوہر سے بگاڑ دے وہ ہمارے گروہ سے نہیں (ابوداؤد وغیرہ) جب کسی کی عورت کو شوہر سے بگاڑ دینے پر یہ حکم ہے تو معاذ اللہ عورت کو شوہر سے توڑ دینا کیسا اشد یا انجسٹ ظلم ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ صفر المظفر ۱۳۸۷ھ

بغیر حلالہ کے ساتھ رکھنا یا ساتھ رہنے دینے کا حکم

سوال: جناب مفتی صاحب، السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دے دیں تو کیا طلاق ہوگئی؟

۲۔ طلاق دینے کے بعد کچھ روز دونوں شوہر و بیوی علیحدہ بھی رہے بعد میں انہوں نے کسی اہلحدیث سے فتویٰ لیا کہ طلاق جب تک علیحدہ علیحدہ وقت میں تین مرتبہ نہ دی جائے نہیں ہوں گی لہذا طلاق نہیں ہوئی۔

۳۔ اس شخص کو بہت سمجھایا کہ طلاق ہوگئی ہے تم دونوں علیحدہ علیحدہ ہو جاؤ لیکن وہ اس سے باز نہیں آئے لہذا ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟

۴۔ کیا طلاق دینے والے سے تعلقات رکھنے پر جبکہ دوسرے لوگوں کو یہ بھی معلوم ہو کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے تو کیا دوسرے لوگوں کے نکاح پر اثر پڑتا ہے؟

۵۔ دوسرے یہ کہ طلاق دینے والے سے جو لوگ تعلقات رکھتے ہیں اور ان لوگوں سے جو لوگ تعلقات رکھتے ہیں ان کے نکاح پر بھی کوئی اثر پڑتا ہے۔ کیا نکاح فاسد ہو جاتا ہے؟

۶۔ طلاق دہندہ یہ خواہش کرتا ہے کہ میں اپنے چھوٹے بھائی کے ساتھ شراکت میں کاروبار کروں تب تک متعلقہ بیوی اس کے پاس موجود ہے اور کاروبار چھوٹا بھائی کرے گا اور شرائط کے مطابق اس کو نفع دیدیا کرے گا۔ کیا ایسا کاروبار جائز ہے اور کیا کاروبار کیا جاسکتا ہے؟ ان سوالات کا جواب بحوالہ قرآن و حدیث سے تحریر فرمائیں۔ رشید خان، پختہ قلعہ، حیدرآباد

۸۶۷ جواب: (۱ تا ۳) شوہر نے جب تین طلاقیں دے دیں تو وہ تین طلاقیں شمار کی جائیں گی عورت نکاح سے فوراً نکل گئی اور تا وقتیکہ حلالہ نہ ہو جائے شوہر کو اس سے دوبارہ نکاح کی اجازت بھی نہیں بلا نکاح گھر میں ڈالنا تو اور بھی شدید بلکہ اعلانیہ بدکاری و زنا ہے، مرد پر فرض ہے کہ عورت کو اپنے پاس سے جدا کرے اور گھر سے نکال دے اور عورت پر فرض ہے کہ اس

سے جدا ہو جائے اور عدت گزر چکی ہے تو اس کے گھر سے نکل جائے اگر یہ دونوں اس حکم پر عمل نہ کریں مسلمان انہیں اپنی صحبت سے نکال دیں اور ان کے پاس آٹھنا بیٹھنا ترک کر دیں، قال اللہ تعالیٰ وَ اِمَّا يَنْزِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ ⑤ (انعام) یعنی اگر شیطان بھلا دے تو یاد آنے پر ہرگز ظالموں کے ساتھ مت بیٹھو یعنی ان سے قطع تعلق کر لو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ قرآن کریم ارشاد فرماتا ہے وَلَا تَزْكُمُوا إِلَى الْزَيْنِ ظَلَمُوْا فَمَا تَمْسِكُمُ النَّارُ (ہود: 113) ظالموں کی طرف میل نہ کرو کہ تمہیں آگ چھو سکے۔ ظاہر ہے کہ ایسے ظالموں سے تعلقات رکھنے والے سخت ظالم اور شدید مجرم ہیں جبکہ ان کے شوہر کے اس فعل کو حرام جانتے ہوئے ان سے میل ملاپ رکھتے اور اگر ان دونوں کے اس فعل کو شرعاً برا نہیں جانتے ہیں بلکہ حق و صواب سمجھتے ہیں تو نکاح تو نکاح، ان کے ایمان کی بھی خیر نہیں اور یہ سلسلہ جتنا پھیلتا جائے گا اسی تفصیل سے ان پر حکم شرعی عائد ہوتا رہے گا یعنی ان پر از سر نو نکاح کرنا اور کلمہ پڑھنا لازم ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

جب ایسے میما کوں اور نا خدا ترسوں سے ترک تعلق کا حکم ہے تو ان سے کاروباری شراکت بھی ناجائز ہے او پر قرآن کریم کا حکم گزر چکا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

زبردستی طلاق کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید کی بیوی نے زید کے خلاف فسخ نکاح کا دعویٰ عدالت میں اس بنیاد پر دائر کیا کہ زید کا دائمی توازن درست نہیں تھا زید اپنی بیوی کو زد کو ب کرتا ہے، اس دعویٰ کے جواب میں زید نے جوابی دعویٰ پیش کیا جس میں عائد کردہ الزاموں اور باتوں سے انکار کیا اور اپنی بیوی کو خوش و خرم رکھنے کا دعویٰ کیا۔ چونکہ فریقین کے یہاں اس ازدواجی زندگی میں ایک نوزائیدہ بچی بھی ہے جس کی عمر ۱۰ ماہ ہے، اس لئے عدالت نے گواہان رشتے داروں کو یہ معاملہ سونپ دیا، چنانچہ رشتے داروں نے یہ فیصلہ دیا کہ زید اپنی بیوی کو طلاق دے دے مگر زید طلاق دینے پر تیار نہ تھا مگر زید کو طلاق نامہ پر دستخط کرنے پر مجبور کیا گیا اور کہا گیا کہ اگر تم دستخط نہیں کرو گے تو تمہارے سسرال والے تمہارا پیچھا نہیں چھوڑیں گے اور تمہاری جان لے لیں گے، زید نے دستخط کر دیئے مگر نہ دل میں ارادہ تھا اور نہ زبان سے طلاق کہا، دستخط کو عدالت نے تسلیم کیا اور تنسیخ نکاح کا فیصلہ دے دیا، زید کی بیوی اپنے والدین کے گھر چلی گئی اس عرصہ میں زید نے عقد ثانی نہیں کیا اور نہ اس کی بیوی نے عقد ثانی کیا ہے، اب تقریباً ۲ سال کے بعد زید کی بیوی، اپنی مرضی سے زید کے گھر ایک ہفتہ، سے چلی آئی ہے اور حقوق زوجیت ادا کرنے کو تیار ہے اور زید بھی حقوق شوہریت ادا کرنے کو تیار ہے۔

آیا زید ان حالات میں اپنی بیوی کو اپنے گھر میں رکھ کر حقوق شوہریت ادا کر سکتا ہے یا نہیں۔ پھر زید کی بیوی زید کے گھر میں رہے اور حقوق زوجیت ادا کر سکتی ہے یا کہ نہیں؟ فقط ایک سائل، عثمان علی

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئلہ میں جبکہ زید کو دستخط کرنے پر مجبور کیا گیا اور اس نے دستخط کر دیئے، مگر نہ دل میں طلاق کا

ارادہ ہے اور نہ زبان سے طلاق کے الفاظ کہے تو طلاق نہ ہوگی مجبوری سے مراد یہاں شرعی مجبوری ہے محض کسی کے اصرار پر لکھ دینا یا یہ سمجھ کر لکھ دینا یا دستخط کر دینا کہ یہ بڑا ہے اس کی بات کیسے ٹالی جائے یہ مجبوری نہیں ہے۔ (درمختار وغیرہ) اور جیسا کہ یہ سوال میں یہ تحریر ہے کہ اور خود زید نے زبانی بھی یہ بیان فقیر کے رو برو دیا کہ مجھ سے یہ کہا گیا کہ اگر تم اس پر دستخط نہیں کرو گے تو یہ لوگ تمہارا پیچھا نہیں چھوڑیں گے اور تمہاری جان لے لیں گے تو یہ مجبوری شرعی ہوگئی کہ آج کل کسی کی جان لے لینا بھی معمولی بات نہ کہ کسی کے پیچھے پڑ جانا، اس لئے فقیر بعونہ تعالیٰ یہ فتویٰ دیتا ہے کہ وہ طلاق واقع نہ ہوئی اور زید کی منکوحہ اب بھی اس کے عقد نکاح میں باقی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ رجب المرجب ۱۳۸۷ھ

طلاق لکھ کر پھاڑ دی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: مسکی محمد یامین نے اپنی منکوحہ مسامت عائشہ بیگم کو تحریراً طلاق جیزمین کے دفتر میں داخل کی جس کو جیزمین نے غصے میں محمد یامین کو ڈانٹتے ہوئے پھاڑ دیا، اب مسکی محمد یامین طلاق دینے سے انکار کرتا ہے جبکہ خود اس نے اور جیزمین نے متعدد دوسرے لوگوں سے مسامت عائشہ کو طلاق دینا بیان کیا اور قصبے کے بہت سے لوگوں کو یہ بات معلوم ہوگئی کہ محمد یامین نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس صورت میں مسامت عائشہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اور وہ نکاح ثانی کر سکتی ہے یا نہیں؟ فقط المستفتی سعدی خان

۷۸۶ جواب: اگر یہ بیان واقع ہے اور محمد یامین نے واقعی مسامت عائشہ کو تحریری طلاق دی اور بعض لوگوں کو وہ تحریر بھی دکھائی اور خود جیزمین نے بھی دوسروں سے محمد یامین کی اس تحریری طلاق کا ذکر کیا اور اب چونکہ وہ تحریر موجود نہیں، اور باہمی رنجش ہے اس لئے وہ طلاق سے انکار کرتا ہے، تو اس کا یہ انکار شرعاً معتبر نہیں مسامت عائشہ پر طلاق واقع ہو چکی۔ علمائے کرام فرماتے ہیں کہ اگر ایک شخص نے لکھنے والے سے کہا کہ میری عورت کو طلاق لکھ دے تو یہ اقرار طلاق ہے یعنی طلاق ہو جائے گی اگرچہ وہ نہ لکھے۔ (ردالمحتار) بلکہ اگر عورت کو طلاق نہیں دی ہے اور لوگوں سے کہتا ہے کہ میں طلاق دے آیا تب بھی قضاء ہو جائے گی (فتاویٰ خیر یہ) بہر حال صورت مسئلہ میں مسامت عائشہ عدت کے بعد جس مسلمان سے چاہے نکاح کر سکتی ہے یہ نکاح شرعاً نافذ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ رجب المرجب ۱۳۸۷ھ

عورت کی بد چلنی سے نکاح نہیں جاتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک شخص کو اپنی عورت کے چال چلن پر شک تھا اس شخص نے اپنی عورت سے اس بات کو معلوم کیا تو اس عورت کی منہ زبانی پتہ چلا اور اسی عورت نے اقرار کیا کہ ہاں اس کے ساتھ ایک شخص نے برا فعل کیا ہے لہذا وہ شخص اپنی عورت کو رکھنا نہیں چاہتا اور اس کو طلاق دینا چاہتا ہے ایسی صورت میں عورت کو مہر دینا

اس شخص پر واجب ہے یا نہیں؟ اور اس عورت نے یہ کہا کہ میرے ساتھ برا فعل زبردستی کیا گیا ہے، اور اب وہ شخص کسی حالت میں بھی اس عورت کو اپنے ساتھ رکھنا نہیں چاہتا، اس عورت کی گود میں ایک آٹھ ماہ کا بچہ ہے اور اس عورت کو طلاق دینا چاہتا ہے تو طلاق ہو سکتی ہے یا نہیں؟ فقط ایک سائل

۷۸۶ الجواب: عیاذ باللہ عورت کی بد چلنی سے نکاح نہیں جاتا، شوہر کو اختیار ہے کہ اسے اپنے ساتھ رکھے یا چھوڑ دے البتہ اگر چھوڑے گا یعنی طلاق دے گا تو عورت پورے مہر کی حقدار ہوگی مہر تو عقد نکاح سے ہی واجب ہو جاتا ہے اور وطی یا خلوت صحیحہ یا کسی ایک کی موت سے موکد، بہر حال عورت پر طلاق پڑ جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ شعبان المعظم ۱۳۸۷ھ

کوئی صاحب حق اپنا حق معاف کرنا چاہے تو جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: منکہ نور زمان ولد سعید احمد ساکن سٹلائٹ ٹاؤن میر پور خاص ضلع تھر پارکر جو کہ مورخہ ۱۳ جولائی ۱۹۶۳ء بمطابق صفر المظفر ۱۳۸۴ھ حج بالعوض مبلغ ایک ہزار روپے سکہ رائج الوقت مسماۃ گیتی آرا بیگم بنت وزیر الدین سے میرا عقد نکاح ہوا تھا لیکن اس تھوڑے عرصے میں ہمارے حالات حد سے زیادہ ناخوش گوار ہو چکے ایسی صورت میں بحالت رضا مندی اور بمطالعہ، گیتی آرا بیگم کو طلاق دینے پر تیار ہوں، باہمی مصالحت اس طرح طے پایا ہے کہ میرا لڑکا جو کہ گیتی آرا بیگم کے شکم سے پیدا ہوا ہے جس کی عمر تقریباً تین ماہ ہے۔ میں بچے سے دستبردار ہوتا ہوں اور مہر ایک ہزار روپیہ گیتی آرا بیگم معاف کرتی ہے اس میں تاحیات میں یا میرے عزیز واقارب اس بچے سے دستبردار رہیں گے اور کسی قسم کے مطالبات پرائیویٹ یا عدالتی کارروائی سے قاصر رہیں گے اس طرح گیتی آرا بیگم مہر، مندرجہ بالا پرائیویٹ طور پر بذریعہ عدالت وصول کرنے کی حقدار نہیں رہے گی، میں یہ چند کلمات بہ ہوش و حواس تحریر کر کے اپنی منکوحہ بیوی گیتی آرا بیگم کو طلاق دیتا ہوں اور اس بچے سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دستبردار ہوتا ہوں اور یہ چند کلمات بطور تین طلاق نامہ کے تحریر کرتا ہوں تاکہ سند رہے اور وقت ضرورت کام آوے۔ فقط ایک سائل انگشت گیتی آرا بیگم، مورخہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۶۷ء

۷۸۶ الجواب: قاعدہ کلیہ ہے کہ جن امور میں شرع نے اپنے حق کے لئے کوئی حکم نہ فرمایا بلکہ جو ممانعت ہے وہ بندے کے حق کے سبب ہے ان میں اگر صاحب حق راضی ہو جائے تو ممانعت نہ رہے گی، صورت مسئلہ میں باہمی رضا مندی سے جو معاملہ طے ہوا وہ جائز ہے لڑکی جب کہ بالغ ہے اور کسی دباؤ کے بغیر اپنا حق مہر، بخوشی اس نے معاف کر دیا معاف ہو گیا، اور اگر کوئی شخص جبر کر کے معاف کراتا ہے معاف نہیں ہوگا یوں بچہ ۷ سال کی عمر تک اپنی ماں کے پاس رہتا ۷ سال کے بعد باپ کی پرورش میں آتا یہ اس کا حق تھا شوہر اپنا حق معاف کرتا ہے یہ بھی جائز ہے لیکن یہ بچہ بدستور اپنے باپ کا ہے یعنی باپ کے انتقال کرنے کے بعد، اپنے باپ کے مال میں حصہ پائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ ربیع الآخر ۱۳۸۷ھ

مطلقہ کی عدت فوری شروع

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: مسکی انور خان ولد نے خان نے اپنی بیوی مسماٹ منی بیگم بنت محمد شیخ کو عرضہ تقریباً دو سال کا ہو، اور بروگواہان شرعی، طلاق زبانی دے دی تھی جس کی تشہیر خود اس نے لوگوں میں کر دی، اور آج بتاریخ ۲۳ دسمبر ۱۹۶۷ء مطابق ۱۸ جمادی الثانی ۱۳۸۷ھ بروز ہفتہ اقرار نامہ تحریر کیا ہے اور اس میں زبانی طلاق شرعی جو تین مرتبہ رو بروگواہان شرعی دی تھی اس کی تصدیق کر دی ہے، لیکن مسکی انور خان ولد نے خان دوبارہ مسماٹ منی بیگم بنت محمد شیخ سے زن و شوہر کے تعلقات کرنا چاہتا ہے، ایسی صورت میں شرعی حکم کیا ہے کیا بعد حلالہ کے نکاح کر سکتا ہے۔ یا بغیر حلالہ کے ہی شوہر پر حلال ہے؟ منی بیگم بنت محمد شیخ، سکنہ کوٹرا ۹۲، یونٹ ۷، لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: صورت مذکورہ میں مسماٹ منی بیگم پر تین طلاقیں اسی وقت پڑ گئیں جب مسکی انور خان نے دی تھیں اور جبکہ اس واقعہ کو تقریباً دو سال کا عرصہ گزر چکا ہے تو ان طلاقوں کی عدت بھی گزر چکی، مسماٹ مذکورہ کو اختیار ہے کہ جس مسلمان کے ساتھ نکاح کرے البتہ مسکی انور خان اسے اس وقت تک اپنے نکاح میں نہیں لاسکتا جب تک حلالہ نہ ہو جائے، قال اللہ تعالیٰ: فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرًا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ جمادی الاول ۱۳۸۷ھ

طلاق بائن کی ایک صورت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک شخص کی شادی ایک لڑکی سے ہوئی اور اس کے بعد وہ فرار ہو کر گھر سے چلا گیا اور چھ سال غائب رہنے کے بعد جب تلاش کثیر کے بعد مل گیا تو اس نے دو گواہوں کے سامنے یہ کلمات اپنے منہ سے کہے کہ میری یہ منکوحہ میری ماں بہن کی طرح ہے اور جب تک یہ میرے گھر میں موجود ہے میں ہرگز اپنے گھر نہیں جاؤں گا اور ان کلمات کے استعمال کے بعد پھر غائب ہو گیا اور تخمین پانچ سال غائب رہنے کے بعد سے مجبور ہو کر ۱۱ سال انتظار کے بعد عدالت سول جج بہادر حیدر آباد سے رجوع کیا گیا چنانچہ عدالت نے لڑکی کو خود مختار قرار دے کر عقد ثانی کی اجازت مرحمت فرما کر فیصلہ صادر فرمایا اور والی صاحب سوات، نے اس عدالتی فیصلے کی توثیق کر دی، اب از روئے شرع سے لڑکی کو نکاح ثانی کی اجازت ہے یا نہیں؟ فقط ایک سائل

۷۸۶ جواب: عورت کے متعلق یہ کہنا کہ یہ "منکوحہ میری ماں بہن کی طرح ہے" اس پر کسی حکم شرعی کا دار و مدار نیت پر ہے، اگر اعزاز کے لئے کہا تو کچھ نہیں اور اگر طلاق کی نیت پر ہے تو طلاق واقعی ہو گئی اور ظہار کی نیت ہے تو ظہار ہے اور کچھ نیت نہ ہو تو کچھ نہیں۔ (جوہرہ نیرہ، بہار شریعت) لیکن شوہر یہ الفاظ کہہ کر غائب ہو گیا اور پھر دوبارہ آیا پھر یہی الفاظ بلکہ اس کے ساتھ یہ بھی کہ "جب تک یہ میرے گھر میں ہے میں ہرگز اپنے گھر نہیں جاؤں گا" اس کی نیت طلاق کا اظہار کرتے ہیں اس لئے فتیہ بکہمہ تعالیٰ یہ فتویٰ دیتا ہے کہ عورت پر طلاق بائن پڑ چکی اور اس کی عدت بھی ختم ہو چکی اب رت خود مختار ہے کہ جہاں

چاہے نکاح ثانی کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں قادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۸ھ

میاں بیوی میں تفرقہ ڈالنے والا

سوال: عالی جناب مولانا مفتی صاحب، دارالعلوم احسن البرکات، حیدرآباد، السلام علیکم، گزارش عرض یہ ہے کہ کمترین قادریہ سلسلہ کا ایک فرد ہے مذہب سے واقف ہے اور گورنمنٹ کا ایک ملازم ہے۔ ۱۹۶۳ء میں میرا ایک واقعہ رجعی طلاق کے سلسلے میں ہو گیا تھا لیکن میں نے دوران عدت ہی میں رجوع کر لیا تھا تو یہ واقعہ رجعی چند اشخاص حنیف تار غیر وغیرہ کی سازش سے رونما ہو گیا تھا۔ واقعہ کی تفصیل کا نوشتہ جس کا مفہوم صرف ایک رجعی طلاق تھا حنیف ہی کے قبضہ میں رہا اور اس نے کسی سازش کے تحت دو سال تک اس کو پوشیدہ رکھا، اس کے بعد اس نوشتہ کے تحت مجھ پر ناجائز دباؤ ڈال کر کچھ ایٹھنا چاہا لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکا اس کے بعد اس نے وہ نوشتہ معزز لوگوں اور علما وغیرہ کو دکھا کر میری تذلیل کرنے کی کوشش کی لیکن اس میں بھی وہ کامیاب نہ ہو سکا کیونکہ اس نے اصل واقعہ میں کوئی ترمیم نہیں کی۔ پر وہ سازش سوچتا رہا۔ جو عورت میرے نکاح میں ہے اس کے پہلے خاوند کا لڑکا بدرالدین عرف بدو نابالغ عبدالشکور سائیکل والے کے پاس میرے نکاح سے قبل سے کام کرتا تھا اور جب وہ نابالغ تھا، عبدالشکور نے اپنی فطرت اور عیب بازی سے اس لڑکے کے علاوہ سارے گھر کے لوگوں پر اقتدار حاصل کر رکھا تھا۔ میں نے نکاح کے بعد جب یہ لڑکے، بچے، نابالغ ہی تھے اپنے گھر کے اس ناجائز ماحول پر قابو کرنے کی کوشش کی لیکن عبدالشکور کی عیاری اور مکاری سے میں کامیاب نہ ہو سکا اور عبدالشکور میرا دشمن بن گیا۔ حنیف نے اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ نوشتہ عبدالشکور کے ہاتھ فروخت کر دیا اب عبدالشکور کے ہاتھ یہ سنہری موقع آ گیا اور اس نے نوشتہ میں تین کا حرف اضافہ کیا یہ فرضی کاروائی کی اور میری طرف سے ایک فرضی درخواست میرے نام سے لکھی اور جعلی دستخط کر کے آپ سے فتویٰ حاصل کر لیا اور اس کے ذریعے میرے لڑکے (سوتیلے) مذکور کو درغلا کر اور اشتعال دلا کر گھر میں کہرام مچوایا ہے کہ یہ حرام کاری ہو رہی ہے اور اس طرح ہم لوگوں کی تذلیل کی جا رہی ہے اور آپس میں تفرقہ ڈلوادیے ہیں۔ مذکورہ کاروائی کا صحیح نوشتہ جو حنیف نے معزز آدمیوں کو دکھایا تھا ان کی تصدیق ہمراہ درخواست ہے۔ عبدالشکور کو مذکورہ لڑکے سے کیا لالچ ہے جس کے تحت اس نے اپنے اغراض کیلئے خدا سے بے خوف ہو کر یہ کاروائی کی۔ برائے مہربانی ایسی تحریر مرحمت فرمادیں کہ عبدالشکور کو عبرت حاصل ہو اور اس کی مکاری اور عیاری سے میرے گھر والے واقف ہو کر مجھ سے مطمئن ہوں۔

فقط کمترین، سید نور زمان شاہ

۷۸۶ جواب: اگر بیان مذکورہ صحیح ہے اور واقعی شوہر نے بیوی کو صرف ایک ہی طلاق دی تھی جیسا کہ ان فتاویٰ سے ظاہر ہے جو انہیں ایام میں حاصل کئے گئے تو شوہر کا اپنی بیوی کو اپنے ساتھ رکھنا اس وقت بھی جائز تھا اور اب بھی جائز ہے اب جو لوگ اس میں رخنہ اندازی ڈال کر فتنہ فساد پھیلانا چاہتے ہیں اس لئے بھی قابل قبول نہیں کہ اب تک وہ کیوں خاموش رہے،

حنیف اس تحریر کو کیوں چھپائے رہا اور کس غرض کے ماتحت اس نے وہ تحریر عبدالشکور کے ہاتھ فروخت کی ظاہر ہے کہ اس کا منشا شوہر مذکور سے کچھ رقم ناجائز طور پر اینٹھنا تھا اور جب وہ اس میں کامیاب نہ ہوا تو اس نے یہ تحریر شوہر مذکور کے ایک مخالف کو فروخت کر دی اور یہ مخالف اپنی مخالفت میں اندھا ہو کر میاں بیوی میں تفرقہ ڈال رہا ہے، حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ لیس منا من حجب امرأة علی ذوجها یعنی ”جو کسی عورت کو اس کے شوہر سے بگاڑ دے وہ ہمارے گروہ سے نہیں“ کیا کوئی مسلمان کسی ایسے کام کی جرأت کر سکتا ہے جس کے باعث وہ حضور اکرم ﷺ کے گروہ سے نکل جائے دوسرے مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اس معاملہ میں مظلوم شوہر کا ساتھ دیں اور ظالم کو ایسی ناشائستہ حرکات سے بزور بازو باز رکھیں قال اللہ تعالیٰ وَتَعَاوُنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالشَّقْوَى (مائدہ: 2)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۸ھ

دو طلاق رجعی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زید کے منہ سے انتہائی اشتعال کی حالت میں دو مرتبہ یہ الفاظ نکل گئے کہ ”مایا جا میں نے تجھے طلاق دی!“ بیوی پاس ہی بیٹھی ہوئی تھی۔ غصہ فرو ہو جانے کے بعد بہت پچھتایا اور اب رجوع کرنا چاہتا ہے مہربانی فرما کر فتویٰ دیجئے کہ آیا رجوع کر سکتا ہے۔ نیز طریقہ کار سے بھی آگاہ فرمائیے کہ کس طرح اور کیا کہہ کر رجوع کر لے؟ مہربانی فرما کر اپنے مدرسہ کی مہربانی ثابت فرمادیں۔ فقط ایک سائل

۷۸۶ جواب: سائل کا بیان ہے کہ مذکورہ بالا الفاظ شوہر نے صرف دو مرتبہ کہے اگر واقعہ بھی یہی ہے کہ زید نے صرف دو ہی مرتبہ اپنی بیوی سے کہا کہ ”جا میں نے تجھے طلاق دی“ تو اس صورت میں عورت پر دو طلاقیں رجعی واقع ہو گئیں لیکن شوہر کو اختیار ہے کہ عدت کے اندر اس سے دوبارہ تعلقات قائم کرے نکاح جدید کی بھی ضرورت نہیں اور عدت گزر جائے تو اس سے دوبارہ نکاح کرے حلالہ کی ضرورت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ رجب المرجب ۱۳۸۸ھ

ارادہ طلاق، طلاق نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: میں عبدالغفار ولد عبدالرزاق حیدر آباد میں اپنی بیوی، بچے اور والدہ کے ساتھ رہتا ہوں۔ ایک دن میری بیوی اور والدہ صاحبہ لڑ رہی تھیں اس وقت میرے ہاتھ میں قرآن پاک تھا۔ میں نے ڈرانے کے واسطے اپنی بیوی سے یہ کہہ دیا کہ میں تم کو طلاق دے دوں گا! طلاق دے دوں گا! طلاق دے دوں گا! بیوی جو کہ حاملہ تھی اس کے کچھ دن بعد وہ چلی گئی اور اب فراغت ہوئے دو ماہ ہو چکے ہیں اور اس نے یہ افواہ اڑا رکھی ہے کہ طلاق ہو گئی ہے حقیقت سے آگاہ فرمائیں کہ کیا واقعی طلاق ہو گئی۔ یا کوئی کفارہ یا صدقہ وغیرہ ادا کرنا ہوگا۔ ہم میاں بیوی ساتھ رہ سکتے ہیں یا نہیں؟

عبدالغفار ولد عبدالرزاق، یونٹ نمبر ۸، سی بلاک، لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: اگر بیان مذکورہ واقعہ کے مطابق ہے اور شوہر نے واقعی وہ ہی الفاظ کہے جو سوال میں مذکور ہیں تو ان الفاظ سے عورت پر کوئی طلاق نہیں پڑی۔ وہ دونوں حسب سابق شوہر و بیوی ہیں۔ الفاظ مذکورہ بالا میرے صرف ارادہ و قصد طلاق ہے اور ارادہ طلاق، طلاق نہیں اور اس صورت میں کوئی کفارہ وغیرہ بھی نہیں ہاں اس شکر یہ میں کہ اللہ نے گھر کو بگڑنے سے بچالیا جو چاہیں بطور خیرات غرباء کو دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ رجب المرجب ۱۳۸۸ھ

اشامپ پر ایک طلاق لکھ کر دستخط کر دے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید نے گھریلو تنازع کے تحت اپنے اور اپنے بیوی اور رشتہ داروں کے دباؤ میں آ کر ایک اشامپ پر جس میں ایک مرتبہ ”طلاق دی“ کے الفاظ ہیں، اشامپ کے الفاظ ہیں ”میں نے مسات مذکورہ کو بخوشی طلاق دی“ اس اشامپ پر زید نے دستخط ضرور کیئے ہیں مگر زبان سے کچھ نہیں بولا، رطلاق کے لئے کوئی بندہ بھی راضی نہیں ایسی صورت میں رجوع کرنے کے لئے حکم شرعی کیا ہے اور کیا صورت کی جائے۔ تفصیل سے جواب مرحمت فرمادیں۔ فقط ایک سائل

۷۸۶ جواب: صورت مسئلہ میں عورت پر بظاہر ایک طلاق رجعی پڑی اور شوہر مذکور کو اختیار ہے کہ عدت کے ایام میں اس سے رجوع کر لے جسے رجعت کہتے ہیں اور اس کی صورت یہ ہے کہ شوہر عورت سے کہے کہ میں نے تجھ سے رجعت کی یا میں نے تجھے روک لیا اور اس پر دو آدمی پرہیزگار نیک گواہ کر لے۔ (جوہرہ نیرہ وغیرہ)

لیکن زید کے اشامپ میں لکھے ہوئے بعض الفاظ سے پتا چلتا ہے کہ عورت مذکورہ پر طلاق بائن پڑی ہے لہذا مسکی مذکور رجوع کی بجائے اس عورت سے نکاح ثانی کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ محرم الحرام ۱۳۸۸ھ

باپ نے نابالغ لڑکوں کی طرف سے طلاق دی تو نہ ہوئی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ممتاز احمد ولد منیر احمد عمر ۱۳ سال، گلزار احمد ولد میر احمد عمر ۱۰ سال کا نکاح علی الترتیب زینب بانو بنت عمر عالم، کنیر بنت محمد عالم کے ساتھ ہوا لڑکیوں کی طرف سے ان کے والد نے ایجاب و قبول کیا اور لڑکوں نے خود، مجمع میں اور لوگ بھی موجود تھے اس کے بعد ہی لڑکے اور لڑکیوں کے والدین میں باہمی جھگڑے شروع ہوئے جس کی بناء پر لڑکیوں کے دوسرے رشتے داروں نے لڑکوں کے والد سے طلاق کا مطالبہ کیا اور انہیں مجبور کیا کہ وہ لڑکیوں کو طلاق دے دیں چنانچہ انہوں نے لڑکوں کی طرف سے دونوں لڑکیوں کو طلاق دے دی۔ اب ان میں مصالحت ہو گئی ہے اور لڑکی والے لڑکیوں کو لڑکوں کے یہاں بھیجنے کو تیار ہیں۔ براہ کرم حکم شرعی بیان کیا جائے کہ وہ طلاقیں ہوں یا نہیں۔ اور اب لڑکیاں شوہروں کے پاس جاسکتی

ہیں یا نہیں؟ محمد صدیق، کھائی روڈ شہداد پوری پاڑہ، حیدرآباد

۷۸۶ جواب: اللہ عزوجل نے نکاح کی گرہ شوہر کے ہاتھ میں رکھی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ بَيِّدَ عُقْدَةَ النِّكَاحِ (بقرہ: 237) اور طلاق دینے کے لئے شرط یہ ہے کہ شوہر عاقل بالغ ہو، نابالغ یا مجنون نہ خود طلاق دے سکتا اور نہ اس کی طرف سے اس کا ولی۔ (در مختار، عالمگیری وغیرہ) لہذا نہ ان لڑکیوں پر وہ طلاقیں پڑیں نہ وہ نکاح سے باہر ہوئیں وہ بدستور ان لڑکوں کے نکاح میں ہیں اور بے دھڑک اپنے شوہروں کے پاس آ سکتی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۸ھ

غصہ کی حالت میں بھی طلاق ہو جاتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک شخص ناپاکی کی حالت میں اپنی بیوی منکوحہ کو یہ لکھ کر دیتا ہے کہ میں نے دو گواہ کے روبرو شرعی محمد یہ بموجب، تجھے طلاق دی اور جہاں تک مجھے خیال ہے میں نے لفظ طلاق تین بار استعمال کیا ہے مگر میں غصے کی حالت میں تھا اور میرا گواہ کہتا ہے کہ تم نے تین دفعہ لفظ طلاق کہا تھا اور پھر تحریر بھی لکھ دی تھی۔ اس تحریر و دستخط کو عرصہ دس ماہ گزر گیا ہے۔ اب دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ مطلقہ بیوی کو اب پھر واپس گھر لانا چاہتا ہے۔ کیا رجوع ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اور کیا بغیر حلالہ نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟ اور حلالہ کی کیا صورت ہوگی؟

فقط ایک سائل۔ مبارک حسین، میرپور خاص، بتاریخ ۲۵ جولائی ۱۹۶۸ء

۷۸۶ جواب: شوہر جبکہ خود اقراری ہے کہ اس نے تین بار اپنی منکوحہ کو طلاق دی اور گواہ بھی یہی کہتا ہے تو مسماۃ پر تین ہی طلاقیں واقع ہوئیں اب تا وقتیکہ حلالہ نہ ہو لے شوہر مذکور کو اس عورت سے نکاح کرنا جائز نہیں اگر شوہر مذکور نے لوگوں کے کہنے سننے میں آکر دوبارہ اس عورت کو اپنے پاس رکھ لیا اگرچہ نام نکاح کے بعد رکھا تب بھی یہ دونوں زانی و زانیہ میں شمار کئے جائیں گے۔ یہ حکم شرعی ہے اور قرآن کا فیصلہ قطعی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۸ھ

معاذ اللہ سالی کے ساتھ دانستہ زنا کیا تو نکاح پر اثر نہ پڑا / اگر شبہ سے جماع کیا تو عدت تک

منکوحہ حرام ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: دو بھائیوں کے گھر میں دو سگی بہنیں ہیں۔ چھوٹا بھائی نامرد ہے۔ بڑے بھائی نے چھوٹے بھائی کی بیوی جو کہ اس کی سالی ہے اس سے زنا کیا جس سے اس کی بیوی کی سگی بہن کو حمل ہو گیا ہے۔ اب دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ کیا جس شخص نے اپنی بیوی کی بہن کے ساتھ زنا کیا ہے اس کے اپنے نکاح پر کوئی اثر پڑا ہے یا نہیں؟ اور یہ کہ اس کی اصلی بیوی یعنی مزنیہ کی بہن اس پر حرام ہوگی یا نہیں؟ بعد میں ان کے لئے کیا حکم ہے کیا زانی کی بیوی بغیر طلاق دئے مطلقہ ہو جائے گی یا لغارہ وغیرہ ادا کر کے یہ آپس میں میاں بیوی کی حیثیت سے

رہ سکتے ہیں یا نہیں؟ اور چھوٹے بھائی کی بیوی کو حمل ہو گیا ہے اس بچے کا نسب کس سے ہوگا؟ منیر خان، ۲۵ جولائی ۱۹۶۸ء

۷۸۶ جواب: زنا تو ہر حال میں حرام ہی ہے مگر سالی سے زنا کرنے سے زوجہ کے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا نہ سالی سے زنا کے سبب زوجہ سے صحبت حرام ہو۔ درمختار میں ہے فی الخلاصة وطی اخت امراته لا تحرم علیہ امراته، اگر دیدہ دانستہ زنا کیا، اور اگر دھوکے اور شبہ سے جماع واقع ہوا تو اب زوجہ سے جماع حرام ہے جب تک کہ اس جماع شبہ کے سبب سالی پر جو عدت لازم آئی ہے ختم نہ ہو جائے اور یہاں اس کی مدت وضع حمل ہے۔ (کمانی رد المحتار ہکذا فی الفتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

حدیث شریف میں ہے کہ بچہ اس کے لئے جس کا فراش ہے یعنی عورت جس کی منکوحہ ہے اور زانی کے لئے پتھر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۸ھ

شوہر نے تین طلاقیں دیں اور پنچ کہیں کہ یہ تین نہیں ہیں تو پنچ کا حکم نہ مانا جائے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: مجھ سمات رشیدہ بیگم کو میرا شوہر مسکی عنایت احمد ۴ جون ۱۹۶۸ء سے قبل زبانی تین طلاقیں، یکے بعد دیگرے، بنگلہ کرنل صاحب، روبرو محمد ہاشم اور دیگر اصحاب کے دے کر چلا گیا اور بچہ کی عمر ۵ سال ہے جو کہ میرے پاس چھوڑ گیا۔ بس قریب قریب دو پہر کے بنگلہ جناب ایس پی صاحب، چوہدری صاحب روبرو دو افراد اور تین مستورات مکرر تین طلاقیں وقفہ کے ساتھ دیں اور کہا کہ زبانی تین طلاقیں دو مرتبہ دے کر آزاد کرتا ہوں اگر تحریری طلاق مطلوب ہوگی تو تحریر بھی دے دوں گا اور اگر چیئر مین صاحب تحریری طلاق چاہیں گے تو مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا تحریر بھی دے دوں گا۔ قریب قریب ایک ماہ بعد مورخہ ۴ جون ۱۹۶۸ء کو اہل برادران و پنچ صاحبان اور سر پنچ محمد ابراہیم کو تحریری تین طلاقیں قطعی دے کر مجھے آزاد کامل کر دیا گیا۔ اور تحریر طلاق بطور امانت سر پنچ محمد ابراہیم کی تحویل میں رہی ہے۔ اس دوران ۵ ماہ کوئی خبر چیئر مین صاحب سے موصول نہیں ہوئی۔ تو میرے گھر والوں نے اہل برادران اور سر پنچ سے باز پرس کی تو انہوں نے محض قانون کی زد سے بچنے کی غرض سے طلاق تحریری تین مرتبہ والے کو ناجائز قرار دے دیا کہ یہ طلاق، طلاق نہیں ہے۔ کیا مجھے شریعت کی رو سے طلاق ہوگئی۔ سر پنچ اور پنچان نے جو خلاف قانون اور خلاف شریعت میرے ایام عدت کو برباد کرایا ہے کیا ان پر کوئی کفارہ عائد ہوتا ہے یا کہ نہیں؟ فقط السلام، رشیدہ بیگم

۷۸۶ جواب: گریہ واقعی ہے کہ مسکی عنایت احمد نے اپنی منکوحہ سمات رشیدہ بیگم کو تین طلاقیں زبانی یا تحریری دیں ہیں جیسا کہ گواہوں کا بیان ہے تو رشیدہ پر تین طلاقیں پڑ گئیں اور سمات عنایت احمد کے نکاح سے نکل کر مسکی عنایت احمد پر ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی اب تا وقتیکہ حلال نہ ہو جائے مسکی عنایت احمد کا اسے اپنے پاس رکھنا تو درکنار وہ اس سے نکاح بھی نہیں کر سکتا۔ اگر اس نے نکاح کر بھی لیا تو یہ نام نکاح اس حرام کو حلال نہ کرے گا بلکہ دونوں ہی حرام کاری کے مرتکب اور زانی و

زانیہ قرار پائیں گے۔ اللہ عزوجل مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ احکام شرعیہ پر عمل کریں اور خدا اور رسول کے فرمانبردار بنیں۔ آمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

العبد محمد خلیل خاں قادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ شعبان المعظم ۱۳۸۸ھ

شوہر طلاق کا انکار کرے اور باپ کہے کہ طلاق دی ہے تو دعویٰ قابل قبول نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ہم زن و شوہر کے والدین کے درمیان تکرار پیدا ہو گئی۔ میرے والدین نے مجھے شوہر کے پاس جانے سے روک لیا۔ اس مسئلہ میں کچھ پنچائتیں وغیرہ بھی کی گئیں۔ مجھ کو میرے والدین نے بتایا کہ تمہارے شوہر نے طلاق دے دی ہے لیکن شوہر سے جب تحقیق کی گئی تو نہ اس نے تحریری و زبانی طلاق دی ہے اور نہ ہم زن شوہر طلاق لینا دینا پسند کرتے ہیں۔ کیا اپنے والد جو کہ فوت ہو چکے ہیں ان کی بات کو صحیح جان کر طلاق تسلیم کر لوں۔ کیا اس طرح غائبانہ طلاق واقع ہو جاتی ہے؟ شرع کتاب و سنت کی روشنی میں مفصل جواب عنایت فرمایا جائے۔

فقط، مسماۃ رضیہ بیگم دختر امین الدین، شباب خان ولد بابو خان

۷۸۶ جواب: جبکہ شوہر نے تحریری یا زبانی کسی طرح بھی طلاق نہیں دی تو عورت بدستور اس کے نکاح میں باقی ہے۔ اور جدید نکاح کی بھی ضرورت نہیں اور جس طرح پہلے زن و شوہر کی طرح زندگی گزارتے تھے اب بھی اسی طرح زندگی گزاریں۔
العبد محمد خلیل خاں قادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ صفر المظفر ۱۳۸۸ھ

شادی شدہ لڑکے پر یہ شرط لگانا بیجا ہے کہ وہ والدین کے ساتھ نہ رہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زید اور اس کی بیوی میں کچھ عرصے سے ناچاقی چلی آ رہی ہے اسی بناء پر لڑکی اپنے والدین کے گھر پر رہی اور شوہر کے گھر نہیں آتی جاتی۔ لڑکی کے والدین لڑکی کے بھیجنے پر راضی ہیں لیکن ان کی ایک شرط ہے کہ لڑکا اپنی والدہ سے علیحدہ رہے جبکہ لڑکے کی والدہ بیمار اور بیوہ ہے تو کیا اس ضرورت کی بناء پر لڑکا اپنی والدہ سے علیحدہ ہو سکتا ہے یا کہ نہیں؟ فقط عرض دار۔ عبدالستار، حیدرآباد، مؤرخہ ۶ مارچ ۱۹۶۸ء

۷۸۶ جواب: قرآن کریم و احادیث کریمہ میں مسلمانوں کو جا بجا حکم دیا گیا ہے کہ نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔ یہاں تک کہ دو مسلمانوں میں صلح کرانے کے لئے اگر کوئی بات خلاف واقع کہی جائے تو شرعاً اسے جھوٹ قرار نہیں دیا گیا۔ (بخاری و مسلم) لیکن اس کے ساتھ یہ بھی لازم ہے کہ ایک سے صلح کرانے میں دوسرا مسلمان نہ چھوٹنے پائے اور والدین کا حق تو اولاد پر اتنا کہ رب عزوجل نے والدین کا حق اپنے حقوق عظیم کے ساتھ گنا ہے۔ اَنِ اشْكُمْنِي وَلِوَالِدَيْكَ (لقمان: ۱۴)۔ حق ماں میرا اور اپنے والدین کا۔ بلکہ احادیث کریمہ میں وارد ہے ماں کا حق والد سے تین درجہ زائد ہے بلکہ ماں کا حق باپ کے حق پر مقدم ہے۔ ترمذی و ابن ماجہ سے روایت ہے کہ ایک شخص ابو درداء رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ میری ماں مجھے یہ حکم دیتی ہے کہ میں اپنی عورت کو طلاق دے دوں۔ مجھے کیا کرنا چاہئے؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول

اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ والدہ جنت کے دروازوں میں سے بچ کا دروازہ ہے اب یہ تیری خوشی ہے کہ تو دروازے کی حفاظت کرے یا ضائع کر دے۔ علماء کرام فرماتے ہیں کہ اگر ماں باپ حق پر ہوں تو عورت کو طلاق دینا واجب ہے اور اگر بیوی حق پر ہو تو جب بھی والدین کی رضا مندی کے لئے طلاق دینا جائز ہے۔ معلوم ہوا کہ ماں کی خاطر عورت کو چھوڑا جاسکتا ہے لیکن عورت کی خاطر ماں کو چھوڑنا ہرگز ہرگز درست نہیں اور یہ بھی نہ ہونا چاہئے کہ اپنی بات منوانے کے لئے شوہر اور اس کی بیوی میں جدائی کر دی جائے۔ رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ جو کسی عورت کو اس کے شوہر سے بگاڑ دے وہ ہمارے گروہ سے نہیں۔ اس لئے مصالحت اس طور پر کی جائے کہ گھر بھی نہ بگڑے اور بیوہ ماں بھی نہ چھوٹے۔ اسی میں بھلائی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ اذی الحجہ ۱۳۸۸ھ

متعدد طلاقیں دے کر شوہر منکر ہو گیا اور عورت کو اپنے ساتھ رکھا ہے کیا حکم ہے؟

سوال: معظم محترم جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، مندرجہ ذیل مسئلہ میں فتویٰ صادر فرما کر مشکور فرمائیں۔

ایک شخص نظام الدین ولد قمر الدین نے اپنی زوجہ مسماۃ حمیدہ کو اپنی خوش دامن کے قرض کی ادائیگی کے مطالبہ پر برہم ہو کر اپنی زوجہ حمیدہ سے جو کہ موقع پر موجود تھی کہا کہ جا میں نے تجھے طلاق دی اور یہی الفاظ متعدد بار دہرائے جس کے کئی گواہ موجود ہیں جو کہ بے غرض مذہبی گواہی دے دیتے ہیں نیز نظام الدین نے بھی اقرار کیا ہے میں نے خوش دامن سے کہا تھا کہ جا تجھے طلاق وہ روئے سخن اپنی زوجہ کی طرف کر کے طلاق! طلاق! طلاق! کہتا ہی رہا لیکن کچھ عرصے بعد اس سے رجوع ہو گیا اور اپنے اقرار سے پھر گیا۔ مندرجہ بالا واقعات کی روشنی میں مندرجہ ذیل نکات شریعت محمدی سے عنایت فرمائیں۔

۱۔ مسماۃ حمیدہ پر تین طلاقیں واقع ہو کر طلاق مغلطہ ہو گئی۔ کیا نظام الدین اپنی مطلقہ بیوی سے بغیر حلالہ رجوع کر سکتا ہے؟

۲۔ کیا مسکی نظام الدین کا اپنے اقرار سے پھر کر مسماۃ حمیدہ سے رجوع کرنا زنا کا ارتکاب ہے یا نہیں؟

فقط محمد ابراہیم ولد عبد الرزاق، نڈو آدم

۸۶۷ جواب: قال اللہ تعالیٰ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَہَا (بقرہ: 230) ”پھر اگر

تیسری طلاق دے دی اس تیسری طلاق کے بعد وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک وہ عورت دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرے اور ہم بستری نہ ہو۔“ آیت کریمہ کا صریح ارشاد ہے تین طلاقیں عورت کو دی گئیں تو وہ فوراً اس کے نکاح سے نکل گئی۔ اب وہ شخص اس وقت تک اس عورت سے نکاح نہیں کر سکتا جب تک حلالہ نہ ہو جائے۔ فرض کر لیجئے کہ اس نے عورت کو طلاق نہیں دی مگر لوگوں سے کہتا ہے کہ میں طلاق دے آیا تو بھی طلاق پڑ جائے گی بعد میں اگر ایک طلاق دے دی اور لوگوں سے کہتا ہے کہ میں نے تین طلاق دی ہیں تو تین طلاقیں مانی جائیں گی اگرچہ کہے کہ میں نے جھوٹ کہا تھا۔ (فتاویٰ خیریہ) لہذا نظام الدین ولد قمر الدین نے جب کہ اپنی بیوی کو متعدد طلاقیں دیں اور اس کے عینی گواہ بھی موجود ہیں تو مسماۃ حمیدہ پر تین طلاقیں فوراً پڑ گئیں اور نکاح جاتا رہا اور عورت اس پر حرام ہو گئی اب جب تک حلالہ نہ ہو جائے یہ حمیدہ سے نکاح

نہیں کر سکتا اگر یہ دونوں اب بھی زن و شوہر کے تعلقات پر قائم ہیں تو دونوں زنا کے مرتکب ہیں اگر یہ دونوں اپنی حرکت سے باز نہ آئیں اور حکم شرعی پر گردن نہ جھکائیں تو ایمان والے مردوں اور ایمان والی بیویوں پر فرض ہے کہ انہیں اپنی صحبت سے نکال دیں۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَقْعُدُوا بَعْدَ الذِّكْرِی مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِیْنَ ⑤ (انعام) یاد آنے پر ظالموں کے پاس مت بیٹھو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ محرم الحرام ۱۳۸۸ھ

قسم کے ساتھ طلاق بائن دینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک شخص نے اپنے خط میں جس کے اوپر طلاق نامہ تحریر ہے یہ الفاظ تحریر کئے اب میری طرف سے آخری فیصلہ ہے کہ ”اب نہ میں اس کا شوہر اور نہ وہ میری بیوی“ اور اب میں حلف کی رو سے اس کو طلاق دے چکا، قسم قرآن کی کہ اب میں نے اس کو طلاق دی، یہ میرا آخری فیصلہ ہے۔ کیا طلاق واقعی ہوگئی یا نہیں؟ شریعت کے مطابق فیصلہ صادر فرمائیں۔ فقط، خدا بخش، چوڑی گلی، حیدرآباد

۸۶ جواب: سوال میں جو الفاظ مذکور ہیں ان کی رو سے شرعاً عورت پر طلاق بائن پڑگئی اور عورت بغیر نکاح مسمی مذکور کے لئے حلال نہ رہی البتہ نکاح دوبارہ کر کے اپنے ساتھ رکھنا جائز ہے۔ یہاں حلالہ کی ضرورت نہیں۔ درمختار، ردالمحتار وغیرہ عامہ کتب میں ہے وینکح مبانته بحدون الثلاث فی العدة وبعدھا یعنی جس عورت کو تین سے کم طلاق بائن دی ہے اس سے عدت میں بھی نکاح کر سکتا ہے اور بعد عدت کے بھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۸ھ

حاملہ کی عدت بچہ کی ولادت پر ختم ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: محمد صدیق کا انتقال یکم ستمبر ۱۹۶۸ء کو ہو گیا اور انتقال کے بعد متوفی کی زوجہ کے حمل وضع ہوا۔ یعنی لڑکا پیدا ہوا ہے۔ کیا ایسی صورت میں بیوہ پر عدت شرعی واجب ہے؟ عند اللہ شرعی جواب سے مستفید فرما کر ماجرہ ہوں۔ خادم۔ سید روشن علی، ریشم گلی، حیدرآباد

۸۶ جواب: عورت حاملہ ہے تو عدت وضع حمل ہے اور اس کے لئے کوئی خاص وقت مقرر نہیں۔ عدت طلاق کی ہو یا موت کی۔ موت یا طلاق کے بعد جس وقت بچہ پیدا ہو عدت ختم ہو جائے گی اگرچہ ایک منٹ بعد۔ (درمختار، عالمگیری، جوہرہ نیرہ وغیرہ) اور یہی قرآنی فیصلہ ہے ارشاد فرمایا گیا وَأُولَاتُ الْأَحْصَالِ (طلاق: ۴) (الایہ) یعنی حمل والیوں کی عدت یہ ہے کہ یہ اپنا حمل جن لیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۸ھ

شوہر معذور یا محتاج ہو جائے تو کیا عورت کو نکاح ثانی کا اختیار ہے؟

سوال: علماء دین و مفتیان شرع اس مسئلہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ: مسماں جمیلہ بیگم دختر عبدالرحمن کا عقد ہمر

۱۵ سال بتاریخ ۱۶ مئی ۱۹۵۶ء ہمراہ نصیر الدین ولد نظام الدین بالعوض مہر ایک ہزار روپیہ ہوا۔ شادی کے سات سال بعد نصیر الدین دماغ کے عارضہ میں مبتلا ہو گیا۔ بسلسلہ علاج شوہر جناح ہسپتال کراچی میں داخل ہوا۔ مئی ۱۹۶۵ء میں جناح ہسپتال کراچی میں شوہر کے دماغ کا آپریشن ہوا۔ دماغ میں سے ٹیومر جیسی شکل برآمد ہوئی۔ آپریشن کے چند سال بعد ہسپتال ہی میں دوران علاج جب شوہر ہوش میں آئے تو قوت شناخت جاتی رہی۔ ڈاکٹروں نے قوت شناخت واپس لانے کا علاج کیا کچھ ماہ بعد قوت شناخت واپس لانے میں کامیاب ہو گئے اور قوت شناخت قائم ہو گئی تو ہاتھ پیر سارا جسم اپانچ ہو گیا۔ باوجود کوشش کے اپانچ شوہر کے جسم میں اب تک ہے۔ باوجود علاج معالجوں کے مئی ۱۹۶۵ء سے ۱۲ جون ۱۹۶۸ء تک جسمانی کیفیت یہ ہے کہ میرا خاوند بہ شکل انسان ایک گوشت انسانی بن کر رہ گئے ہیں۔ میں اپنے اپانچ خاوند کی صحت یابی کی امید پر ہمہ اقسام کے دکھ سکھ برداشت کرتے ہوئے زندگی کے ایام گزارتی رہی۔ تین سال میں میرے خاوند کی صحت یابی میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ اب میں مجبور ہو گئی ہوں اپنے خاوند کی طرف سے ذریعہ معاش بھی ختم ہو چکا ہے۔ یہ وقت مہنگائی کا ہے علاوہ اریں خاوند کی ملکیت میں نہ کوئی جائیداد ہے اور نہ زیورات اور نہ کوئی نقد روپیہ۔ اور اس وقت میرے اور خاوند کے کھانے کے لئے ایک روٹی بھی نہیں ہے۔ میری عمر تقریباً ۲۵ سال ہے اور اس اپانچ زندہ خاوند سے تین بچے ہیں۔ ایک لڑکی ۵ سال کی ہے دوسری لڑکی ۶ سال کی ہے اور تیسرا لڑکا ۳ سال ہے۔ نیز اپنے خاوند کے ساتھ یہ میری پہلی شادی ہے میرے خاوند کے والدین ضعیف العمر ہیں اور میرے خاوند کے تین بھائی شادی شدہ ہیں اور ایک بہن بچوں والی یہ سب موجود ہیں۔ خاوند کی ذات خاص کی طرف سے ذریعہ معاش تو مئی ۱۹۶۵ء ہی سے ختم ہو چکا تھا۔ مئی ۱۹۶۵ء تا ۱۵ مئی ۱۹۶۸ء تک میرے اور میرے بچوں کے اخراجات میرے والدین باوجود غریب ہونے کے برداشت کرتے رہے ہیں۔ اس صورت میں کہ سال میں چار پانچ مہینے اپنے والدین کے گھر رہتی پھر وہاں سے خاوند کے گھر چلی جاتی۔ اس طریقہ پر تین سال مسلسل گزارا کرتی رہی خاوند کے جملہ اخراجات علاج وغیرہ خاوند کے والدین اور بھائی ہی کرتے رہے اور آج بھی کر رہے ہیں تین سال سے خاوند کے یہاں سے جو میرے اخراجات پیدا ہوتے ہیں یہ خاوند کے والدین اور تینوں بھائی کی امداد کے ذریعے ہوئے اب ان لوگوں کے رویے میں فرق آ گیا ہے۔ مجھے ان کے رویے سے روحانی تکلیف ہوتی ہے اور خاوند کی طرف سے اپنے بچوں کی پرورش کے لئے ذریعہ معاش نہیں رہا۔ بامر مجبوری اپنی عمر کو دیکھتے ہوئے اور بچوں کے مستقبل کا خیال کرتے ہوئے اپنے اپانچ خاوند سے طلاق حاصل کر لوں۔ سوال درپیش ہے کہ جبکہ خاوند کا دماغی توازن، جسمانی توازن بیکار ہے اور اٹھتے بیٹھنے تک کی قوت نہیں رہی یہاں تک کہ آب دست خود نہیں لے سکتے، کھانا خود نہیں کھا سکتے جیتک دوسرا آدمی کھانا نہیں کھلائے۔ ایسی صورت میں طلاق نامے پر کس کے دستخط لوں؟ آیا خاوند کے والد یا والدہ کے یا خاوند کے بھائیوں میں کسی بھائی یا خاوند کی بہن کے۔ بڑی الجھن میں مبتلا ہوں اور خداوند کریم سے ڈرتی ہوں کہ میرا کوئی قدم طلاق کے سلسلے میں ایسا نہ اٹھ جائے جو شریعت محمدی کے خلاف ہو۔ اب آپ برائے کرم اس سلسلے میں میری مدد فرمائیں میں کسی نافرمانی کی شکار نہ ہو جاؤں اور میری آخرت خراب نہ ہو جائے۔ کیا عدالت سے کہ جس میں مسلمان حج ہو تہنیک نکاح کر سکتی ہوں۔ خاوند کی تندرستی کے زمانے میں میرا خاوند سے کوئی جھگڑا وغیرہ نہیں ہوا اور

بڑی محبت اور خلق کے تحت وقت گزرا تھا۔ میرا ضمیر اب بھی یہی کہتا ہے کہ بقیہ زندگی ایسے ہی اس خاوند کیلئے اسی حالت میں گزار دوں۔ مگر مجبور ہوں کہ خاوند کی ملک میں نہ تو کوئی جائیداد ہے اور نہ کوئی زیور وغیرہ جس سے میں اپنے بچوں کی پرورش کر سکوں طلاق ہو جانے کے بعد مجھے سب سے بڑی الجھن اور پریشانی یہ ہے کہ میرے بچے جو کس ہیں ان کا حق کس کو پہنچتا ہے؟ بچوں کے باپ کی کیفیت تو مندرجہ بالا ہے۔ بچوں کے چچاؤں کا حق ہوتا ہے۔ یاد ادا ددی کے لئے۔ یا بچوں کی ماں کو۔ بچوں کو پالتی ہوں تو بچوں کے اخراجات برداشت کرنے کے لئے عقد ثانی کی ضرورت لازمی ہے چار سال یا کچھ سال گزر جانے کے بعد یا پہلے بچوں کے چچاؤں کو بچوں کا حق پہنچتا ہے تو اگر میں مرجاؤں گی اس لئے معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ پہلے اللہ کا حکم معلوم کر لوں کیا ہے پھر میں یہ قدم اٹھاؤں؟ اب میں اپنے خاوند اور ان کے بھائیوں کے یہاں سے اور ان کے روئے سے بیزار و مجبور ہو کر اپنے تینوں بچوں کو لے کر ٹنڈو آدم اپنے والدین کے یہاں آ گئی ہوں۔ میرے والدین خود بہت غریب ہیں اور بال بچے دار بھی ہیں۔ پھر بھی میرے والدین میری مصیبت کو دیکھتے ہوئے میرے لئے اور میرے بچوں کے لئے روپیہ خرچ کر رہے ہیں۔ خاوند سے ہر معاملے کی بات کرتے ہیں تو خاوند کی زبان سے یہ جواب نکلتا ہے کہ اللہ مالک ہے سب ٹھیک کر دے گا۔ سونے کا کام کر لوں گا۔ اس کے سوا کچھ جواب نہیں ملتے؟ فقط ایک سائلہ، حمیدہ بیگم دختر عبدالرحمن

۷۸۶ الجواب: اللہ عزوجل قبول حق کی توفیق دے اور اپنی رضا کے طلب میں دنیا سے اٹھائے اور آخرت میں منہ اجالا کرے بے شک حق وہی ہے۔ جو آپ کے ضمیر کی آواز ہے کہ بقیہ زندگی شوہر کی خدمت میں گزاری جائے تا آنکہ شریعت مطہرہ کوئی راہ بتائے اور یہاں راہ وہی ہے کہ تا قتیکہ شوہر طلاق نہ دے یا اس کی موت واقع نہ ہو جائے عورت کو نکاح ثانی کا کوئی حق نہیں اگر علیحدگی کے سوا کوئی چارہ نہیں تو آپ کو چاہئے کہ شوہر سے کسی طرح بھی طلاق حاصل کر لیں۔ شرعاً طلاق کے لئے تحریر کی ضرورت نہیں کم از کم دو گواہ درکار ہیں حالانکہ قانوناً اس کی ضرورت پیش ہوتی ہے طلاق نامہ پر دستخط صرف شوہر کے چاہئیں۔ گواہ خواہ کوئی بھی ہو۔ اولاد کے بارے میں آپ کے خدشے صحیح ہیں بچوں کے خرچ کا سارا ذمہ ان کے دادا پر ہے۔ (رد المحتار وغیرہ)۔
العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۸ھ

طلاق کا حق شوہر کو ہے

سوال: جناب مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، عرض یہ ہے کہ میری شادی مسماں زادی بنت فتح محمد لغاری سے ۱۹ دسمبر ۱۹۶۸ء کو ہوئی اور ۱۱ فروری ۱۹۶۹ء میرے بھائی غلام سرور ولد رئیس رسول بخش خان لغاری نے مجھ سے شرارت کر کے ایک طلاق نامہ لکھ کر میرے نام سے میری بیوی کو بھجوا دیا۔ جس پر میرے ہاتھ سے کوئی دستخط وغیرہ نہیں تھے اس نے جعلی دستخط کر کے وہ طلاق نامہ بنایا حالانکہ نہ میں نے وہ طلاق نامہ لکھوایا ہے اور نہ لکھا ہے نہ میں نے اپنی بیوی کو غصے میں آ کر طلاق دی ہے اور نہ میں نے اپنی زبان سے طلاق کا لفظ کہا ہے۔ نہ میری بیوی سے میرا کوئی جھگڑا ہے۔ میں اپنی بیوی کے ساتھ میاں اور بیوی کی حیثیت سے رہنا چاہتا ہوں۔ اس

لئے مہربانی فرما کر قرآن و سنت کی روشنی میں بتائیں کہ یہ طلاق ہوئی یا نہیں۔ میں اپنی بیوی کے ساتھ اپنی ازدواجی زندگی گزار سکتا ہوں یا کہ نہیں؟

نوٹ:- (یہ سوال سندھی میں لکھا ہوا تھا جس کا ترجمہ مدرس مدرسہ ہذا نے کیا)

فقط السائل، عبدالمجید ولد رسول بخش لغاری، گوٹھ میر خان لغاری تعلقہ سکر ند، ضلع نواب شاہ، بتاریخ ۱۴ فروری ۱۹۶۹ء

۸۶ جواب: اللہ عزوجل نے نکاح کی گرہ مرد کے ہاتھ میں رکھی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ بَيِّدَ عُقْدَةَ النِّكَاحِ (بقرہ: 237) اس لئے جب تک یہ گرہ شوہر خود نہ کھول دے نکاح قائم رہتا ہے۔ اگر ایسا ہو کہ دوسرا شخص کسی اور کی جانب سے کسی بھی بناء پر کسی دوسرے کی بیوی کو طلاق دے اور وہ طلاق عند اللہ وعند القاضي معتبر بھی ہو جائے تو یہ سارا نظام درہم برہم ہو جائے اور مفاسد کثیرہ کا دروازہ کھل جائے اس لئے عبدالمجید ولد رسول بخش لغاری نے جبکہ تحریراً یا تقریراً کوئی طلاق اپنی منکوحہ امام زادی کو نہیں دی، نہ اس کا غرض شوہر نے دستخط کئے، نہ وہ طلاق دینا چاہتا ہے، نہ اس کے معاملات اسکی منکوحہ سے خراب ہیں تو اپنی جانب سے دوسرے شخص کی یہ تحریر ہرگز مقبول نہیں۔ مسماں امام زادی بدستور عبدالمجید کے نکاح میں ہے اور جو لوگ ایسی شرارت کرتے اور مسلمانوں کے گھروں کو بگاڑنا چاہتے ہیں وہ سخت سزا کے مستحق ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۸ھ

طلاق میں عورت کا قبول کرنا شرط نہیں ہے

سوال: علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ

زید نے اپنی بیوی کو میکے روانہ کر کے مذکورہ نوٹس بھیج دیا جس میں لکھا کہ

۱۔ مسماں مریم بنت اسلم نے اپنی نافرمانی اور غیر ہمدردانہ طریقہ سے مجھے دھوکہ دیا ہے اور غیر معتبر ثابت کیا ہے اور اب میرے لئے اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں کہ میں اس کو علیحدہ کر دوں اور اس لئے میں نے تین مرتبہ طلاق دہرایا اور اس کا اعلان گواہان کی موجودگی میں کیا۔ گواہان میں افضل، اکرم، رشید و دیگر افراد شامل ہیں۔ طلاق کے اعلان کے وقت تاریخ ۱۸ جون ۱۹۶۸ء کو مسماں مریم بنت اسلم بابا جگت رائے لین سرے گھاٹ، حیدرآباد شوہر کے گھر رہ رہی تھی۔ قابل توجہ نوٹ۔ لفظ تین طلاق دہرایا کا جملہ صرف ایک مرتبہ اور ایک ہی جگہ پر استعمال لیا گیا ہے اور مسماں مریم بنت اسلم تاریخ ۱۸ جون ۱۹۶۸ء کے طلاق کے وقت اپنے شوہر کے گھر پر موجود نہیں تھی کیوں کہ تاریخ ۱۸ جون ۱۹۶۸ء سے قبل زید نے مسماں مریم کو اس کے بھائی و والدہ کے گھر پہنچا دیا تھا۔ مسماں مریم کے علم میں طلاق کی کوئی بات نہیں ہے اور مندرجہ گواہان بھی وقت طلاق موجود نہیں تھے۔ جیسا کہ معلوم ہوا ہے کہ زید نے جس وقت مسماں مریم کو اس کے بھائی و والدہ کے پہنچا دیا تھا اس وقت مسماں مریم پانچ یا چھ ماہ کی حاملہ تھی۔ اور یہ بات زید کے علم میں تھی۔

۲۔ زید نے یہ تحریر کیا ہے کہ مہر کی رقم بعد از شادی ادا کر دی ہے مختلف طریقہ سے جبکہ مسماں مریم یہ کہتی ہے کہ مجھے مہر کی رقم

ایک پائی وروپیہ وغیرہ دیگر کسی شکل میں ادا نہیں کیا ہے۔ اس طرح سے مسات مریم کے بھائی، والدہ، چچا، وانا وغیرہ دیگر عزیز واقارب سب ہی کہتے ہیں کہ زید نے مہر کی رقم ادا نہیں کی اور نہ ہی کسی کو دی ہے۔

۳۔ زید نے کسی وقت اپنے چند رشتے داروں کے سامنے یہ جملہ ادا کیا تھا کہ میں نے مسات مریم کو طلاق دے دی ہے۔

۴۔ زید نے پانچ آدمیوں کی موجودگی میں یہ جملہ ادا کئے ہیں کہ اس نے عائلی قانون کے تحت نوٹس دیا ہے طلاق نہیں دیا ہے۔

۵۔ مسات مریم کے بھائی بکرو لدہ اسلم کے علم یہ بات میں تاریخ ۲۷ دسمبر ۱۹۶۸ء کو آئی کہ زید نے عائلی قانون کے تحت نوٹس دیا ہے۔ نوٹس پر تاریخ ۳۰ جولائی ۱۹۶۸ء درج ہے۔ فقط ایک سائل

۸۶۷ جواب: طلاق میں عورت کی جانب سے کوئی شرط نہیں۔ حاملہ ہو یا غیر حاملہ، موجود ہو یا غیر موجود، اسے معلوم ہو یا نہ معلوم ہو بہر حال طلاق واقع ہو جائے گی اور جب کہ شوہر نے اپنی منکوہہ کیلئے لفظ تین مرتبہ دہرایا لہذا اس پر تین طلاق اسی وقت اور اسی روز ہو گئیں جس وقت اور جس روز دی گئیں بلکہ اگر اس نے واقعی طلاق نہ دی تھی مگر لوگوں سے کہتا ہے کہ میں طلاق دے آیا تو طلاق مانی جائے گی بلکہ اگر ایک طلاق دی ہے اور لوگوں سے کہتا ہے کہ تین طلاقیں دی ہیں تو تین ہی مانی جائیں گی۔ (فتاویٰ خیر یہ، عالمگیری وغیرہ) شوہر کا لوگوں سے یہ کہنے کے بعد کہ ”میں نے طلاق دے دی ہے“ یہ کہنا کہ ”میں نے نوٹس دیا ہے طلاق نہیں دی ہے“ معتبر نہ ہوگا نہ یہاں اس کی نیت پوچھی جائے گی کہ طلاق صریح لفظوں میں دی ہے نیت کے کیا معنی۔ مہر اگر واقعی ادا نہیں کیا ہے تو شوہر پر دین ہے اور عورت کو حق ہے کہ وہ جس طرح چاہے وصول کر سکتی ہے اور معاف کرنا چاہے تو معاف کر سکتی ہے مگر اس کے لئے جبر نہیں کیا جاسکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ شعبان المعظم ۱۳۸۸ھ

عورت کے زنا سے، نکاح نہیں ٹوٹتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میں فضل الرحمن بن خلیل الرحمن عرصہ ڈیڑھ سال بغرض ملازمت باہر گیا ہوا تھا کہ اس درمیان میری بیوی حاملہ ہو گئی۔ معلوم کرنے پر معلوم ہوا کہ اس نے غیر آدمی سے تعلقات قائم کر لئے اور حاملہ ہوئی اور اس دوران میں خرچہ برابر روانہ کرتا رہا اور میری بیوی سے پہلے چار بچے موجود ہیں جو کہ میرے نطفے سے ہیں۔ مہربانی فرما کر قرآن وحدیث کی روشنی میں فتویٰ عنایت فرمائیں کہ مجھے کیا کرنا چاہئے؟

۸۶۷ جواب: فضل الرحمن کی زوجہ بدستور اس کے نکاح میں ہے۔ زنا اگر ثابت ہے خواہ عورت کے اقرار سے تب بھی زنا کے سبب اس کے نکاح میں خلل نہیں آیا۔ العیاذ باللہ عورت کے فسق و فجور سے نکاح نہیں جاتا۔ قال اللہ تعالیٰ یَا نَبِیْنَ الْفَاحِشَةُ مِنْ نِسَاءِ بَکْمِ (النساء: 15) (الآیہ) مفسرین اس آیت میں فاحشہ سے مراد زنا لیتے ہیں مطلب یہ ہے کہ تمہاری بیویاں جو بدکار ہوں یعنی زنا کا ان سے وقوع ہو۔ تو زنا سرزد ہو جانے کے بعد (بھی اللہ تعالیٰ نے) ان عورتوں کو بیویاں فرمایا بہر حال نکاح باقی ہے اگر شوہر طلاق دینا چاہے تو طلاق دے سکتا ہے اور رکھنا چاہے تو رکھ سکتا ہے۔ (خواہ مہر معاف کر لیا یا کچھ لے کر یا بغیر لے

دیئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۱۸ شعبان ۱۳۸۸ھ

شادی شدہ عورت سے زبردستی نکاح

سوال: کیا فرماتے علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ ایک شخص بنام گلشن ولد حاجی محمد کا نکاح شرع محمدی بموجب مسماۃ حیات خاتون دختر محمد سلطان کے ساتھ ہوا۔ اندازاً چھٹے سال گلشن ولد حاجی محمد کو اسی عورت سے دو بچے ہوئے ایک لڑکا اور ایک لڑکی۔ مذکورہ مسماۃ حیات خاتون کو تقریباً ایک سال سے شمس الدین اغوا کر کے دونوں بچوں سمیت لے گیا ہے۔ عورت مالیت دو ہزار کے قریب اپنے ساتھ چھپا کر لے گئی ہے اس کے بعد اس نے کورٹ میں غلط بیان دے کر دوسرا نکاح شمس الدین کے ساتھ کیا ہے اور کورٹ میں اس نے بیان دیا ہے کہ پہلے خاوند نے مجھے طلاق دی ہے رو برو گواہان کے۔ جبکہ گواہان کا بیان ہے جو کہ مسماۃ حیات خاتون کے حقیقی چچا ہیں۔

۱۔ سلیمان ولد شاہ علی، ۲۔ عمران ولد حاجی۔ ان گواہوں کا حلفیہ بیان ہے کہ ہم نے کبھی بھی نہیں کہا کہ ہماری بھتیجی مسماۃ حیات خاتون کو ان کے خاوند گلشن ولد حاجی محمد نے طلاق دی ہے ہماری بھتیجی نے جھوٹ بول کر کورٹ سے اجازت لے کر نکاح فسخ کیا ہے اور اجازت حاصل کرنے کے بعد اپنا دوسرا نکاح شمس الدین کے ساتھ کیا ہے۔ اب علماء کرام تحریری فتویٰ دیں کہ پہلا نکاح شرع میں فسخ ہوا کہ نہیں؟ اور دوسرا نکاح جو کہ کورٹ کی اجازت سے ہوا ہے وہ صحیح ہے کہ نہیں؟ فقط ایک سائل

۷۸۶ جواب: جب کہ صورت واقعی یہ ہے کہ مسکمی گلشن ولد حاجی محمد نے اپنی زوجہ مسماۃ حیات خاتون کو طلاق نہیں دی اور دوسرا سے اغوا کر کے لے گیا ہے اور وہاں جا کر جعلی طلاق نامہ کورٹ میں داخل کر کے مسماۃ سے نکاح کر لیا ہے تو ہرگز ہرگز یہ نکاح جائز نہیں اگر کر بھی لیا تو دونوں ہی مبتلائے زنا ہوں گے یو ہیں اس بے معنی نکاح کے بعد بھی زانی و زانیہ رہیں گے اور یہ جھوٹا نام نکاح کچھ مفید نہ ہوگا۔ قال اللہ تعالیٰ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ۔ عورت اب جس کے پاس ہے اس پر فرض ہے کہ عورت کو اپنے پاس سے جدا کر دے اور نکال دے اور عورت پر فرض قطعی ہے کہ اس سے جدا ہو جائے اور اپنے خاوند گلشن ولد حاجی محمد کے پاس جائے۔ دونوں اللہ تعالیٰ کے غضب و عذاب سے ڈر کر اپنے ان کبیرہ گناہوں سے توبہ کریں۔ اور اگر ایسا نہ کریں تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ انہیں یک لخت چھوڑ دیں نہ ان کے پاس بیٹھیں اور نہ انہیں اپنے پاس بیٹھنے دیں۔ اور یہ ہی حکم قرآنی ہے وَ اِمَّا يُنَسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ (انعام: 68) النحر۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ شعبان ۱۳۸۸ھ

حیض میں بھی طلاق ہو جاتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میں نے بعض واقعات کے ماتحت اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں ہیں۔ برائے کرم ان واقعات کی روشنی میں فتویٰ عنایت فرمائیں۔ تمام واقعات صحیح تحریر کئے گئے ہیں؟

نوٹ:- حلف نامہ تحریر نہیں کیا گیا۔ فقط السائل بقلم خود عبد الغفار ہاشم، حیدرآباد

۷۸۶ جواب: سائل کی تحریر سے واضح ہے کہ اس نے اپنی منکوحہ کو یکے بعد دیگرے تین طلاقیں شدید غصے کے عالم میں دے دی ہیں اور جبکہ یہ واقعی ہے تو عورت پر تین طلاقیں پڑ گئیں اور وہ عبدالغفار ہاشم کے نکاح سے نکل گئی اور اس پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئی اور جب تک حلالہ نہ ہو جائے شوہر مذکور اس سے دوبارہ نکاح بھی نہیں کر سکتا۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّىٰ تَكْفِرَ بِزَوْجِهَا غَيْرَ ۚ (بقرہ: 230) اور یہ عذر کہ عورت حالت حیض میں تھی طلاق کو نہیں روک سکتا۔ طلاق تو پڑ ہی جاتی ہے مگر اس پر گناہ زائد ہوتا ہے اور چونکہ تین طلاقیں دی ہیں لہذا رجعت کا بھی کوئی محل نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ صفر المظفر ۱۳۸۹ھ

تحریر سے طلاق میں شوہر کا اقرار ضروری ہے

سوال: مکرّمی جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

ایک مسئلہ آپ کی خدمت میں ارسال کر رہا ہوں جواب مع دستخط و مہر عنایت فرمائیں۔

ولی محمد ولد فتح محمد نے ہندوستان سے ایک طلاق نامہ اپنی بیوی زبیدہ کے پاس پاکستان بھیجا۔ جس میں اس نے اپنی بیوی زبیدہ کو طلاق دے دی تھی۔ جب ہم نے اس طلاق نامہ کو فوٹو اسٹیٹ کرا کے ولی محمد کو بھیجی اور لکھا کہ آپ نے زبیدہ کو طلاق کیوں دی تو اس نے ایک تحریر مع ۲ گواہوں کی تصدیق کے ساتھ روانہ کیا اور لکھتا ہے کہ یہ طلاق نامہ غلط ہے یہ طلاق نامہ میں نے تحریر نہیں کیا۔ ہم نے ماہرین تحریر سے رجوع کیا تو وہ بھی کہتے ہیں کہ سابقہ طلاق نامہ موجودہ تحریر سے نہیں ملتا لہذا یہ طلاق نامہ ولی محمد کا لکھا ہوا نہیں ہے۔ لہذا جناب عالی کی خدمت میں طلاق نامہ اور تحریر جو کہ بعد میں موصول ہوئی ہے پیش کی جا رہی ہے۔ آپ اس طلاق پر فتویٰ عنایت صادر فرمائیں کیا اس طرح طلاق ہو جاتی ہے یا کہ نہیں؟

منجانب: احقر محمد سلیمان و محمد داؤد

۷۸۶ جواب: تحریر سے طلاق کے ثبوت میں یہ ضروری ہے کہ شوہر اقرار کرے کہ میں نے لکھوائی یا لکھی یا عورت اس پر گواہ پیش کرے۔ محض اس کے خط سے مشابہ ہونا کافی نہیں۔ اور صورت مسئلہ میں جب کہ ولی محمد اس تحریر سے انکار کرتا ہے اور عورت کے پاس کوئی گواہ نہیں تو ولی محمد کا قول معتبر ہے لہذا مسماں زبیدہ ولی محمد کے نکاح میں ہے تا وقتیکہ طلاق کا ثبوت نہ ہو جائے وہ کسی اور سے نکاح بھی نہیں کر سکتی۔ (خانیہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ صفر المظفر ۱۳۸۹ھ

بغیر اجازت بیوی شوہر کے گھر سے گئی تو نفقہ نہ پائے گی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: زبیدہ کی بیوی بغیر اجازت شوہر کے گھر سے جب چاہتی ہے چلی جاتی ہے اور شوہر کے منع کرنے پر اس سے لڑتی جھگڑتی ہے آخر ایک روز بمع اپنے ساز و سامان اپنے والدین کے یہاں جا بیٹھی۔ زبیدہ جب لینے گیا تو لڑکی کے والدین نے بھیجنے سے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ اپنے بچوں کو لے جاؤ اور ہماری

لڑکی کو طلاق دے دو۔ چنانچہ زید نے تین مرتبہ یہ کہا کہ ”میری طرف سے اسے طلاق ہے“ اور اپنے لڑکے کو لے کر چلا آیا۔ اس کے بعد زید کئی مرتبہ یہ الفاظ دہرا چکا ہے کہ میں نے اس کو تین بار طلاق دے دی۔ آیا یہ طلاقیں واقع ہوئیں یا نہیں؟ اور عورت ایام عدت کے نان و نفقہ اور مہر کی مستحق ہے یا نہیں؟

عبد المجید خاں، لطیف آباد یونٹ نمبر ۷۔ ڈی، حیدر آباد سندھ

۷۸۶ جواب: زید نے اپنی منکوحہ کو جو صاحب اولاد بھی ہے جبکہ تین طلاقیں دے دیں تو اس پر یہ تین طلاقیں واقع ہو گئیں اور عورت نکاح سے فوراً خارج ہو گئی اور اب بغیر حلالہ زید اس سے نکاح بھی نہیں کر سکتا۔ قال اللہ تعالیٰ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ یعنی اگر شوہر نے تیسری طلاق دے دی تو اس کے بعد وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک کہ دوسرے شوہر سے نکاح نہ کر لے اور عورت جبکہ شوہر کے یہاں سے ناحق چلی گئی تو نفقہ بھی نہیں پائے گی۔ عالمگیری میں ہے کہ ”جو عورت بے اجازت شوہر کے گھر سے چلی جایا کرتی ہے اس بناء پر اسے طلاق دے دی تو عورت عدت کا نفقہ نہیں پائے گی۔“ رہا مسئلہ حق مہر کا، تو شوہر پر دین ہے اور عورت کو اس کے مطالبہ کا حق ہمیشہ حاصل ہے۔ (عامہ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ ربیع الاول شریف ۱۳۸۹ھ

نقل کنندہ: احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید

مجسٹریٹ کی دی ہوئی طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: کسی عورت کی طلاق شوہر کے دیے بغیر بذریعہ عدالت مجسٹریٹ کے حکم سے ہوئی ہو تو اس صورت میں شریعت محمدی ﷺ کی رو سے عورت کتنے دن کی عدت پوری کرنے پر نکاح کر سکتی ہے؟ فقط ایک سائل

۷۸۶ جواب: اللہ عزوجل نے نکاح کی گرہ مرد کے ہاتھ میں رکھی ہے تو جب تک شوہر یا اس کا وکیل طلاق نہ دے نکاح باقی رہتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ بَيِّنَةٌ عَشَدَّةُ النِّكَاحِ اور جب تک نکاح باقی ہے عدت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۹ھ

عدت طلاق

سوال: شوہر اپنی مرضی سے اپنی بیوی کے والدین کے ہاں، اپنی بیوی کو طلاق دے آئے تو اس صورت میں عورت کتنے دن کی عدت پوری کرنے کے بعد نکاح کر سکتی ہے؟ فقط ایک سائل

۷۸۶ جواب: حیض والی عورت کی عدت تین حیض ہے اور حاملہ کی عدت وضع حمل ہے کہ جب تین حیض گزر جائیں یا حاملہ کے بچہ ہو جائے تو عدت پوری ہوگی۔ (عامہ کتب)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۹ھ

عدتِ وفات

سوال: عورت کا شوہر فوت ہو جائے تو اس صورت میں عورت کتنے دن کی عدت گزارے گی؟ فقط ایک سائل

۷۸۶ جواب: اگر عورت حاملہ نہیں تو وفات کی عدت چار ماہ دس دن ہیں اگر چاند کی پہلی یا آخری کو انتقال ہو تو چار ماہ اور دس دن شمار کریں گے اور درمیان ماہ میں انتقال ہو تو ایک سو تیس ۱۳۰ دن شمار کریں گے اور عورت حاملہ ہے تو اس کی عدت وضع حمل ہے۔ (عامہ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۹ھ

حلالہ کے معنی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص زمان حسین نے اپنی بیوی نیسمہ کو تحریری طلاق کے طور پر تین طلاقیں لکھ کر روانہ کر دیں یہ طلاق ہوئیں یا نہیں؟ اور اس میں شوہر پھر رجوع کر سکتا ہے یا کہ نہیں؟ فقط ایک سائل

۷۸۶ جواب: جب کہ شوہر نے یہ طلاق نامہ لکھوایا یا خود لکھا اور شوہر کو اس کا اقرار بھی ہے تو جس وقت یہ تحریر لکھی گئی عورت پر اسی وقت تین طلاقیں پڑ گئیں اور نکاح ٹوٹ گیا۔ اب جب تک حلالہ نہ ہو لے شوہر کو اس عورت سے رجعت کرنا در نکاح بھی حرام ہے۔ ہاں حلالہ ہو جائے اور یہ دوبارہ نکاح کرنا چاہے تو ہو سکتا ہے اور یہ حکم قرآن کریم کا حکم ہے فرمایا کہ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرًا یعنی اگر تیسری طلاق شوہر نے دے دی تو اب وہ عورت اس کے لئے حلال نہیں جب تک کہ وہ عورت کسی اور مرد سے نکاح نہ کرے اور ہم بستی نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ ربیع الآخر ۱۳۸۹ھ

حاملہ کو بھی طلاق ہو جاتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک شخص عبدالغفار ولد عبدالستار نے اپنی بیوی مسماۃ فیروزہ بیگم کو تین طلاقیں دے دیں اور اس کی بیوی حاملہ بھی ہے۔ کیا ایسی صورت میں طلاق واقع ہوگی یا کہ نہیں؟

فقط ایک سائل عبدالستار، حیدرآباد

۷۸۶ جواب: طلاق واقع ہونے میں عورت کی جانب سے کوئی شرط نہیں لہذا عورت اگر حاملہ ہے اور اسے طلاق دی گئی تو وہ طلاق عورت پر پڑ جائے گی۔ صورت مسئلہ میں چونکہ مسماۃ فیروزہ بیگم کو اس کے شوہر عبدالغفار نے تین طلاقیں دی ہیں اس لئے یہ تینوں طلاقیں اس پر پڑ گئیں اور نکاح ٹوٹ گیا۔ اب تا وقتیکہ حلالہ نہ ہو جائے عبدالغفار مسماۃ مذکورہ سے نکاح بھی نہیں کر سکتا۔ (در مختار، رد المحتار، عامہ کتب)

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ ذی قعدہ ۱۳۸۹ھ

شوہر کے ساتھ گزارا نہ ہو تو

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زید اور اس کی بیوی اسلام بی بی میں ناچاتی رہتی ہے۔ اسلام بی بی کے والدین اور وہ خود طلاق لینا چاہتے ہیں تو مہر کے بارے میں کیا حکم ہے۔ اسلام بی بی سے ایک بچہ بھی ہے جو اس کے والدین کے گھر پیدا ہوا اور زید کے بہت کچھ بلانے کے باوجود اسلام بی بی زید کے گھر نہ آئی اور والدین کے یہاں رہی تو یہ مصارف کس پر واجب ہوتے ہیں؟ قرآن حکیم کے مطابق جواب دیں۔ فقط ایک سائل

۷۸۶ جواب: جب کہ صورت حال یہ ہے کہ زوج و زوجہ میں موافقت کی کوئی صورت نظر نہیں آتی تو چارہ کار یہی ہے کہ مسامحت اسلام بی بی اپنے شوہر سے طلاق حاصل کرے خواہ اس طلاق کے عوض اسے اپنے مہر کا کل حصہ یا بعض حصہ معاف کرنا پڑے یا کسی اور چیز پر مصالحت ہو جائے اور جب زید طلاق دے دے تو اسلام بی بی تین حیض کا مل گزارنے کے بعد جس مرد سے چاہے نکاح کر لے۔ قال اللہ تعالیٰ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ (بقرہ: 229) و قال اللہ تعالیٰ وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۹ھ

غیر مدخولہ کو ایک ساتھ تین طلاقیں دیں تو حلالہ شرط ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زید نے اپنی بیوی کو ایک ساتھ ایک ہی لفظ سے تین طلاق دیں جبکہ زوجہ اپنے والد کے گھر میں ہی ہے اور لڑکی نابالغہ ہے اور غیر مدخولہ ہے۔ باقی طلاق گھریلو معاملات کے باعث ہوئی ہے کہ والدین لڑکی کو رخصتی بھی نہیں دیتے۔ اب کیا دوبارہ رجوع کر سکتا ہے؟

الداعی حافظ عبداللطیف قریشی اشرفی، یونٹ نمبر ۱۱، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: صورت مسئلہ میں عورت اگرچہ غیر مدخولہ ہے لیکن جب اسے تین طلاقیں یک دم دی گئیں تو تینوں پڑ گئیں اور اب بغیر حلالہ اس سے نکاح بھی حرام ہے اور ناجائز بھی۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرًا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ

شوہر کی جانب سے بیوی کو طلاق کا اختیار

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ”میں نے غصے کی حالت میں اپنی بیوی کو طلاق نامہ لکھ کر اس کے باپ کے پاس روانہ کر دیا جس میں یہ الفاظ تحریر کئے تھے کہ ”اگر میری بیوی کی خواہش ہو تو اس کو میری طرف سے یہ طلاق نامہ دے دیں۔“ یہ خط ۱۲ جون ۱۹۶۹ء کو روانہ کیا گیا۔ اس کے بعد ۲۲ جون کو مجھے ٹنڈوالہیار بلایا گیا اور وہاں مجھے ایک دستاویز دی گئی اور کہا گیا کہ اس پر دستخط کر دو۔ اس میں وہ تمام الفاظ تھے جو میں نے پہلے اپنے سر کو لکھے تھے صرف یہ بات نہ تھی کہ

”اگر بیوی کی خواہش ہے تو اس کے مطابق طلاق دیتا ہوں“ بہر حال مجھے بہت غصہ آیا اور میں نے اسی حالت میں اس پر دستخط کر دیئے۔ اب شرعی نقطہ نظر سے ہمیں بتائیں کہ عورت پر طلاق پڑی یا کہ نہیں؟ فقط ایک سائل

۷۸۶ الجواب: سائل نے جو طلاق نامہ اپنے خسر کو بھیجا اس میں خسر کو یہ الفاظ کہے کہ اگر میری بیوی کی خواہش ہو تو اس کو میری طرف سے یہ طلاق نامہ دے دیں۔ یہ الفاظ بتا رہے ہیں کہ شوہر اپنی بیوی کو طلاق کا اختیار دے رہا ہے لہذا اس طلاق نامہ سے طلاق کا واقع ہونا عورت کی مرضی پر موقوف تھا اور جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ عورت طلاق چاہتی ہے اس طلاق نامہ پر کوئی حکم وقوع طلاق کا نہیں دیا جاسکتا لیکن اس کے کچھ روز بعد ہی سائل نے ایک دستاویز پر دستخط کر دیئے جس میں طلاق دینا تحریر تھا۔ اب اس دستاویز پر دستخط کرنے کے بعد وہ تحریر سائل کی قرار پائے گی خصوصاً جبکہ اس نے اسے پڑھا اور پڑھ کر دستخط کئے۔ اب اگر اس دستاویز میں تین طلاقیں دیا جانا تحریر ہے۔ تو عورت پر تین طلاقیں پڑ گئیں اور عورت شوہر پر حرام ہو گئی اب تا وقتیکہ حلالہ نہ ہو جائے اس سے نکاح بھی جائز نہیں اور اگر اس دستاویز پر صرف یہ تحریر ہے کہ ”میں نے اپنی منکوحہ کو طلاق دی اور میرا اس سے کوئی واسطہ نہیں۔“ جیسا کہ سائل کا زبانی بیان ہے۔ تو اس صورت میں عورت پر صرف ایک طلاق پڑی اور یہ طلاق بائن مانی جائے گی اور طلاق بائن میں شوہر کو یہ حق حاصل ہے کہ اس عورت سے دوبارہ نکاح کر کے اپنی زوجیت میں رکھے۔ خواہ عدت میں یا عدت کے بعد۔ (در مختار وغیرہ۔) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ ربیع الآخر ۱۳۸۹ھ

تین طلاق، حق پرورش

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زید اور اس کی بیوی میں خانگی امور کے باعث شدید اختلافات رونما ہوئے۔ شوہر نے اس سے اپنا قطع تعلق کر لیا اور اس بناء پر لڑکی اپنے ماں باپ کے پاس چلی گئی جس کو عرصہ تقریباً سو سال ہو چکا۔ اس سے پہلے شوہر متعدد بار یہ کہہ چکا کہ میں اس سے قطع تعلق کر چکا میں دوسری شادی کروں گا مجھے یہ عورت نہیں چاہئے یہاں تک کہ ایک موقع پر غصے میں آ کر کچھ لوگوں کے روبرو یہ الفاظ کہے کہ میں نے میری بیوی کو طلاق دی! طلاق دی! طلاق دی! وہ میری ماں ہے! ماں ہے! ماں ہے! وہ میری بہن ہے! میری بہن ہے! میری بہن ہے! اب سوال یہ ہے کہ ۱۔ مسات مذکورہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ ۲۔ کیا وہ نان و نفقہ پائے گی یا نہیں؟ ۳۔ ایک بچی جس کی عمر تقریباً پانچ سال کی ہے اس کی پرورش کا حق کس کے ذمے ہے۔ یہ بچی اگر اپنی ماں کے پاس رہے تو کفالت کا مطالبہ شوہر سے کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ بقلم خود قاضی غلام مصطفیٰ عفی عنہ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: یہاں مسات مذکورہ پر تین طلاقیں پڑ گئیں اور وہ عورت اس شخص کے نکاح سے نکل گئی اور حرام ہو گئی اور اب بغیر حلالہ اس کے لئے حلال بھی نہ رہی۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّىٰ تَكْفِيَ نِكَاحًا وَجَارًا عَذْرَاءً۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۲۔ عورت شوہر کے ہاں سے ناحق چلی گئی تو نفقہ نہیں پائے گی جب تک واپس نہ آ جائے اور چونکہ عورت حسب بیان شوہر

اس کی نافرمانی پر تلی رہتی ہے اور اس کی اطاعت نہیں کرتی تو ایام عدت کا نفقہ بھی نہیں پائے گی۔ (شامی، عالمگیری وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ بچے کی پرورش کا حق ماں کو ہے اور لڑکی اس وقت تک اس کی پرورش میں رہے گی کہ حد شہوت کو پہنچ جائے اور اس کی مقدار نو برس کی عمر ہے۔ (عالمگیری، خانہ بحر الرائق، وغیرہ) ہاں اگر بچہ کی ماں نے بچے کے غیر محرم سے نکاح کر لیا تو اب اسے پرورش کا حق نہیں رہا۔ (عالمگیری، درمختار وغیرہ) یوہیں اگر ماں کسی ایسی عادت قبیح میں مبتلا ہے جس کی وجہ سے بچہ کی تربیت میں فرق آئے تو بچہ سمجھدار ہوتے ہی ماں سے علیحدہ کر لیا جائے گا تاکہ بچہ ماں کی خراب عادتیں اختیار نہ کرنے پائے۔ (عالمگیری وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ ربیع الآخر ۱۳۸۹ھ

تین طلاق (طلاق، دی، دی، دی کہا)

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: مسی عبد الوہاب ولد پیر حسین بخش، مسلمان عمر ۲۹ سال بالغ نے، مسامت شہزادی دختر دلاور مسلمان عمر ۲۶ سال کو تقریباً تین ماہ پہلے رشتہ داران زن و شوہر کی ناچاقی اور بد مزگی کے باعث طلاق دے دی جس میں لفظ طلاق صرف ایک مرتبہ اور تین مرتبہ ”دی دی“ کہا اور اس وقت ایک عورت دومرد موجود تھے اس کے دو تین روز کے بعد مہر کی رقم بتیس روپے اس نے ادا کر دی۔ ابھی تک ایام عدت پورے ہونے میں دن باقی ہیں۔ اور اب وہ دونوں پھر زن و شوہر کی طرح رہنا چاہتے ہیں۔ کیا شرع محمدی ﷺ اس کی اجازت عطا فرماتی ہے۔

عبد الوہاب ولد پیر حسین بخش، ۱۱ اگست ۱۹۶۹ء، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: صورت مذکورہ بالا میں مسامت شہزادی پر تین طلاقیں واقع ہو گئیں اور وہ مسامت عبد الوہاب پر حرام ہو گئی۔ اب تا وقتیکہ حلالہ نہ ہو لے مسامت شہزادی اس کے نکاح میں نہیں آ سکتی مسامت عبد الوہاب نے رقم مہر جو طلاق کے بعد ادا کر دی، یہ خود بتاتا ہے کہ اس نے مسامت شہزادی سے اپنا رشتہ بالکل منقطع کر لیا شریعت اسی ظاہر پر حکم دے گی اور کسی کی کوئی ہیر پھیر نہ سنی جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ ربیع الآخر ۱۳۸۹ھ

دل میں طلاق دینے کا حکم۔ زبان سے کتنی آواز معتبر ہے؟

سوال: اس مسئلہ میں علماء دین و مفتیان شرع متین کیا فرماتے ہیں کہ: زید نے اپنی زوجہ کو طلاق دی اور تین بار کہا لیکن وہاں پر کوئی سننے والا نہیں تھا اور نہ ہی بیوی نے سنا تو طلاق ہوئی یا نہیں؟ کتاب و سنت کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ اکیلے میں طلاق دی گواہوں کے سامنے طلاق نہیں دی فقط کہنے والا ہی سننے اور بولنے والا تھا۔

فقط والسلام محمد سلیم الدین، نواب شاہ، سندھ

۷۸۶ جواب: طلاق کے لئے زوجہ، خواہ کسی دوسرے کا سننا ضروری نہیں۔ جبکہ شوہر نے اپنی زبان سے الفاظ طلاق ایسی آواز سے کہے جو اس کے کان میں پہنچے، یا نہ پہنچے مگر پہنچنے کے قابل تھے اور کسی شور و غل کے سبب نہ پہنچے تو عند اللہ طلاق

ہوگئی۔ عورت کو خبر ہو تو وہ بھی اپنے آپ کو مطلقہ جانے۔ ہاں اگر صرف دل میں طلاق دی تو بالاجماع نہ ہوگی۔ یا زبان سے لفظ تو کہے مگر ایسے کہ صرف زبان کو جنبش ہوئی، آواز اپنے کان تک آنے کے قابل نہ تھی تو مذہب اصح میں یوں بھی نہ ہوگی۔ (فتاویٰ رضویہ، درمختار)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم ذی قعد ۱۴۰۱ھ

”طلاق دے دوں گا“ طلاق نہیں ہے

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب، علماء دین و شرع متین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ: زید نے اپنی بیوی کو دو مرتبہ یہ کہا کہ (میں تجھے طلاق دے دوں گا، اچھا میں طلاق دے دوں گا)۔ اب اس کے لئے شرع کے مطابق ہدایت دیں تاکہ اس پر عمل کیا جائے۔ چونکہ ایک لڑکی جو ان ہے اور تین بچے چھوٹے ہیں اور چار بچے بڑے ہیں اور اس وقت تین ماہ کا حمل بھی ہے لہذا شریعت کے مطابق جو ہدایت ہو اس کا جواب دیا جائے تاکہ اس پر عمل کیا جائے اور یہ حلفیہ بیان زید کا ہے۔

فقط والسلام السائل، مہراں کالونی لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: (طلاق دے دوں گا، اچھا میں طلاق دے دوں گا) یہ الفاظ طلاق نہیں۔ ارادہ طلاق ہے اور ارادہ طلاق، طلاق نہیں۔ (عامہ کتب) لہذا صورت مسئلہ میں ان دونوں میں میاں بیوی کا رشتہ قائم ہے۔ کسی نکاح کی ضرورت بھی نہیں۔ جیسے پہلے وہ میاں و بیوی تھے اب بھی میاں بیوی ہیں اور جھوٹ سچ کا حال اللہ جانتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ ذی قعد ۱۴۰۱ھ

حاملہ کو طلاق۔ مہر معاف کرنا۔ جہیز کس کی ملکیت ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص کی بیوی ایک سال دو ماہ تک اپنے میکے میں شوہر سے دور رہی اور شوہر بھی اس کے قریب نہ گیا لیکن ۱۴ ماہ بعد جب وہ اپنے شوہر کے پاس آئی تو وہ حاملہ ہے، اب شوہر اسے طلاق دینا چاہتا ہے، کیا اس حالت میں طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ دوران حمل طلاق نہیں ہوتی۔

فقط السائل شیخ محمد عثمان، مجاہد کالونی لطیف آباد، حیدر آباد، ۱۵ اگست ۱۹۸۰ء

۷۸۶ جواب: یہ غلط ہے کہ دوران حمل طلاق نہیں ہوگی۔ طلاق واقع ہونے کے لئے عورت کی طرف سے کوئی شرط نہیں۔ بالغ ہو یا نابالغ ہو۔ حاملہ ہو یا حاملہ نہ ہو۔ جب اسے طلاق دی جائے گی طلاق پڑ جائے گی۔ البتہ اس کی عدت وضع حمل ہے یعنی بچہ پیدا ہوتے ہی اس کی عدت ختم ہو جائے گی۔ (عامہ کتب) سائل ایک تحریر پیش کرتا ہے کہ عورت خود ہی طلاق کا مطالبہ کر رہی ہے اور اپنا مہر بھی معاف کرتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو بے شک مہر عورت کا حق ہے وہ اپنا مہر معاف کر سکتی ہے۔ اب شوہر سے اس کا مطالبہ نہ ہوگا۔ اور سائل زبانی سوال کرتا ہے کہ اس کے جہیز کے لئے شرعاً کیا حکم ہے توفیقہ کی کتابوں میں مذکور ہے کہ جہیز خاص ملک زوجہ ہوتا ہے جس میں شوہر کا کوئی حق نہیں۔ طلاق ہوئی تو کل لے گی اور مرگئی تو اس کے ورثہ پر

تقسیم ہوگا۔ (رد المحتار رو غیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ شوال المکرم ۱۴۰۱ھ

ایک طلاق دے کر عورت کو ماں بہن کہنے کا حکم

سوال: میں گل رحمان ولد فیروز خان باہوش و حواس قائم اپنی بیوی شمیم ولد خان محمد کو درج ذیل گواہوں کے رو برو طلاق دیتا ہوں اور یہ طلاق بغیر کسی شرط کے لینے دینے کے ہے۔ میں آج سے شمیم کو اپنی بہن یا ماں تصور کرتا ہوں۔

گواہ ۱۔ اکمل خان ولد حادل خان، ۲۔ طاؤس خان ولد فیروز خان، ۳۔ ممتاز خان ولد احمد نبی، ۴۔ حافظ قادر بخش

فقط السائل محمد داؤد، جام شورو

۷۸۶ جواب: شوہر کا کہنا کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہوں یا ان الفاظ کو بیوی کے نام کی طرف نسبت کرنا، جیسا کہ سوال میں ہے کہ (میں اپنی بیوی شمیم بنت خان محمد کو طلاق دیتا ہوں) تو ان الفاظ سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی۔ مگر عدت میں رجعت، اور عدت کے بعد نکاح ثانی کا، بغیر حلالہ اسے اختیار ہے۔ لیکن اس نے یہ الفاظ بھی کہے کہ (میں شمیم کو اپنی ماں یا بہن تصور کرتا ہوں) ظاہر ان الفاظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسے طلاق بائن دے کر، اس سے قطعی علیحدگی کا خواہاں ہے۔ تو حکم اس پر دیا جائے گا کہ وہ عورت اس پر حرام ہوگئی اور چونکہ عدت گزر چکی ہے جیسا کہ سائل زبانی بیان کرتا ہے تو بات صاف ہے کہ اب وہ عورت اس کے نکاح میں نہ رہی اور پہلی ہی طلاق کے بعد جب کہ اس نے رجوع نہ کیا تا آنکہ عدت گزر گئی تو وہ اس کے لئے بلا نکاح ثانی حلال نہ رہی۔ قال اللہ تعالیٰ الطَّلَاقُ مَرْثُیٌّ (بقرہ: 229)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ شوال المکرم ۱۴۰۱ھ

طلاق کی نیت کے بغیر طلاق دی کہنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے غصہ کی حالت میں اپنی بیوی کو یہ الفاظ کہے کہ میں نے طلاق دی! طلاق دی! اور نیت بھی طلاق کی نہیں ہے۔ کیا اس سے مغلطہ طلاق ہوئی۔ یا اور کوئی طلاق۔ یا طلاق واقع نہیں ہوئی؟ برائے کرم اس مسئلہ کو فقہ کے مطابق حل فرما کر شکر یہ کا موقع دیں۔

فقط والسلام السائل عبد المجید، لطیف آباد نمبر ۱۲، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: طلاق عموماً غصے کی حالت میں ہی دی جاتی ہے اور عموماً غصہ ہی طلاق کا باعث ہوتا ہے تو غصہ وقوع طلاق کو مانع نہیں اور طلاق ایسی حالت میں بھی پڑ جاتی ہے۔ یوں سمجھنا چاہئے کہ نکاح شیشہ ہے اور طلاق پتھر۔ شیشہ پر پتھر خواہ کسی طرح پڑے شیشہ ہر طرح ٹوٹ جائے گا۔ لہذا صورت مسئلہ میں جبکہ شوہر نے اپنی بیوی کے لئے یہ الفاظ کہے کہ میں نے طلاق دی! طلاق دی! تو یہ تین طلاقیں ہوئیں اور تینوں عورت پر پڑ گئیں۔ دونوں کے مابین نکاح ٹوٹ گیا۔ اب بغیر حلالہ، یہ دونوں باہمی رضا مندی یا کسی کے اکراہ و جبر سے نکاح بھی نہیں کر سکتے۔ چارہ کار حلالہ ہے۔

قال الله تعالى: فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهَا اور حدیث شریف میں ہے لا حتی تدوقی عسیلته الحدیث۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ اشوال المکرم ۱۴۰۱ھ

طلاق دینے کا مسنون طریقہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ہندہ کی شادی زید کے ساتھ ہوئی۔ دونوں میاں بیوی بہت خوش ہیں لیکن ہندہ کے والد اور زید کے والد میں کسی بات پر نا اتفاقی ہو گئی۔ اب ہندہ کے والد نے اس کو خاوند کے گھر جانے سے روک دیا اور اس بات پر ضد کر رہا ہے کہ طلاق دو۔ کسی کے بھی سمجھانے پر نہیں مانتا اب معلوم یہ کرنا ہے کہ اس طرح دی گئی طلاق ہو جاتی ہے یا نہیں؟ محمد نعیم، پوسٹ آفس، حیدر آباد، سندھ، ۳ شعبان ۱۴۰۱ھ

۸۶۷ جواب: ضد، خواہ کسی کے دباؤ میں آ کر، شوہر طلاق دے گا تو عورت پر طلاق پڑ جائے گی کہ نکاح شیشہ ہے اور طلاق پتھر۔ شیشہ پر پتھر خواہ کسی طرح پڑے اس میں کم از کم بال پڑ جانا یا پھر ٹوٹ جانا ظاہر ہے۔ لڑکی خواہ لڑکے کے ماں باپ، جوان دونوں میں جدائی ڈالنا چاہتے ہیں یہ سمجھ لیں کہ یہ شیطانی فعل ہے اور حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص شوہر اور اس کی بیوی میں جدائی ڈالے وہ ہم میں سے نہیں۔ بنانا ہر کام کا مشکل ہوتا ہے بگاڑنا نہایت آسان۔ جب وہ دونوں آپس میں خوش ہیں تو اپنی ناک کی خاطر، دوسرے کے گھر کو برباد کرنا، اپنی بربادی ہے۔ جو آج نہیں کل سامنے آئے گی اور حالات ایسے ہی ہو جائیں گے تو شوہر ہوش سے کام لے۔ صرف ایک طلاق دے، عدت کے دوران ان کے غصے ٹھنڈے پڑ جائیں گے اور عقل آئے گی تو معاملہ آسانی سے سلجھ جائے گا۔ صرف رجعت درکار ہوگی۔ اس سے بھی کام نہ چلے تو پہلی عدت کے بعد، جب عدت گزرنے پر آئے تو ایک اور دے دے۔ اب بھی رجعت سے کام چل جائے گا۔ البتہ تیسری طلاق کے بعد حلالہ ضروری ہوگا اور بغیر حلالہ یہ دونوں آپس میں نکاح نہیں کر سکیں گے۔

قال الله تعالى: فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهَا اور طلاق تو ایسی حالت میں بھی ہو جاتی ہے جو سوال میں مذکور ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ شعبان المعظم ۱۴۰۱ھ

طلاق کے بعد انکار کا حکم

سوال: بخدمت جناب قبلہ مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسماٹ یاسمین کی شادی عمر دین ولد حکیم الدین کے ہمراہ ہوئی۔ اب تقریباً عرصہ ایک سال کا ہوا ہے کہ اس نے اپنی بیوی یاسمین کو طلاق دے کر اپنے گھر سے باہر نکال دیا جس کے دو گواہ بھی موجود ہیں۔ اب وہ یہ کہتا پھرتا ہے کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق نہیں دی ہے کیا از روئے شریعت طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ بینوا، تو جروا۔ مسماٹ علیما بی بی، لطیف آباد، حیدر آباد، ۵ اشوال المکرم ۱۴۰۱ھ

۷۸۶ جواب: جھوٹ سچ کا حال تو اللہ تعالیٰ پر روشن ہے وہی خوب جانتا ہے کہ عمر دین نے اپنی بیوی کو طلاق دی یا نہیں۔ شوہر کو انکار ہے تو اب طلاق کا ثبوت شرعی گواہوں سے ہوگا یعنی دو مرد یا، ایک مرد، دو عورتیں ثقہ، متقی، دیندار کہ جھوٹ نہ بولتے ہوں اور لوگوں کو ان کی بات پر اعتبار ہو، گواہی دیں کہ ہمارے سامنے فلاں شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور ہم نے اپنے کانوں سے اس کی آواز سنی۔ لیکن یہ گواہ بھی موجود نہیں کہ گواہی کا نصاب پورا ہو اور ایک مرد اور ایک عورت جو گواہی دیتے ہیں وہ یہ نہیں بتاتے کہ شوہر نے کتنی مرتبہ طلاق دی ہے۔ تو جب تک گواہ پورے نہ ہوں اور صاف صاف گواہی نہ دیں حکم شرعی کس طرح بیان کیا جاسکے۔ بہر حال بحالت موجودہ طلاق ثابت نہیں بلکہ ایک یا دو بار طلاق دی بھی ہے تب بھی شوہر کو عدت میں رجعت کا حق حاصل ہے اور عدت گزرنے پر نکاح کر سکتا ہے۔ حلالہ کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر تین بار طلاق واقع میں دے چکا اور جھوٹ بول کر انکار کرتا ہے تو اس کا وبال اور سخت عذاب اس شوہر پر ہے۔ یہ حلال و حرام اور قبر و حشر اور اولاد حرامی حلالی ہونے کا معاملہ ہے۔ بناوٹ سے حرام، حلال نہ ہو جائے گا اور نہ اللہ کے یہاں بناوٹ کام دے گی جو دلوں کی چھپی باتیں خوب جانتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ شوال المکرم ۱۴۱۰ھ

بیماری میں عقل زائل ہوگئی پھر طلاق دی تو کیا حکم ہے؟

سوال: زید عرصے تین سال سے بلڈ پریشر کا مرض تھا۔ اس کے بعد اچانک اسے بلڈ یوریا کا مرض لاحق ہو گیا۔ جس کا علاج ابھی چل رہا تھا۔ بلڈ یوریا میں کئی ایک دفعہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے دماغ ماؤف ہو گیا ہو یعنی کئی ایک دفعہ بجائے صحیح سمجھنے کے غلط تصور ہونے لگتا تھا۔ اسی طرح زید کا اس بیماری میں دماغ ماؤف ہو گیا اور اس نے صحیح بات کو غلط تصور کیا اور بیوی کو طلاق (ایک وقت میں) تین بار لکھ دی۔ اس کے بعد تقریباً دو ماہ سے پہلے اس نے اپنے سرال والوں کو اس کیفیت سے آگاہ کیا۔ جس پر انھوں (سرال نے) زید کی بیوی کو بھیجنے پر رضا مندی ظاہر کی لیکن کیوں کہ زید کے پاس کوئی صحیح دینی معلومات نہ تھیں۔ اس لئے وہ فتویٰ کی تلاش میں ہے۔ جو قرآن و سنت کی روشنی میں صادر فرمایا جائے۔ طلاق کے عرصے کو تقریباً گیارہ ماہ ہونے کو ہیں۔ طلاق کے دو ماہ بعد لڑکا ہوا ہے۔ طلاق کے ایک ماہ پہلے سے ڈاکٹر علی محمد کا علاج جاری تھا اور علاج تقریباً ایک ماہ جاری رہا اور پرہیز دو تین ماہ رہا۔ مرض اب قابو میں ہے۔ گزشتہ رمضان کے ماہ میں مرض لاحق ہوا۔ خدشہ تھا کہ اس رمضان میں بھی بیماری حملہ آور ہو لیکن اللہ جل شانہ نے بڑا فضل کیا اور زید نے تمام روزے مکمل رکھے۔ اب افاقہ ہے۔ مندرجہ بالا بیان خدا کو حاضر و ناظر جان کر لکھا گیا ہے اور کسی قسم کی مبالغہ آرائی سے کام نہیں لیا گیا۔

منجانب پیر نذیر احمد، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: اللہ تعالیٰ عالم الغیب و الشهادة ہے وہ ہر ایک کے دل کی بات جانتا ہے۔ اگر فی الواقع ایسا ہی ہے کہ وہ بیماری اس شدت پر تھی کہ عقل بالکل زائل ہو گئی تھی اور اسے معلوم نہ تھا کہ وہ کیا کہتا ہے اور کیا مونہہ سے نکلتا ہے اور وہ اپنے اس دعویٰ پر گواہ پیش کرتا ہے یا دوسروں میں اس کی اس حالت کا عام چرچا اور اس کی یہ حالت معبود و معروف ہے لوگ

اس کی اس حالت سے واقف ہیں۔ غرض یہ ثابت ہو جائے کہ جس وقت اس نے طلاق کی وہ تحریر لکھ کر دی تھی اس وقت وہ اپنے ہوش و حواس میں نہ تھا، عقل جاتی رہی تھی تو بے شک طلاق واقع نہ ہوئی اگرچہ وہ لاکھ بار لکھ کر دیتا۔ جیسا کہ سرسام، برسام وغیرہ بیماریوں میں طلاق کا حکم ہے کہ وہ واقع نہیں ہوتی۔ (درمختار، ردالمحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ ذی قعد ۱۴۰۱ھ

گواہوں سے طلاق کا ثبوت نہ ہو اور عورت سچی ہو تو کیا کرے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک عورت ہے۔ اس کے شوہر نے کسی بات پر رات کے دو بجے تین مرتبہ اسے طلاق دی۔ پھر پڑوسیوں نے کہا کہ اس طرح طلاق نہیں ہوئی ہے۔ لہذا تم کچھ دن کی مہلت دو پھر بات کرنا پھر اس نے دوسرے دن بھی یہی الفاظ کلمہ پڑھ کر دہرایے کہ میں نے اس کو طلاق دی، اب بالکل رکھنا نہیں چاہتا، اس وقت وہاں پر چار افراد موجود تھے ان کے نام یہ ہیں۔ اختر علی، امانت علی، صغیر حسین، دادا بھائی۔ یہ چار افراد گواہ ہیں جن کے سامنے یہ الفاظ کہے۔ اس کے بعد پڑوسیوں نے یہ بات کہی کہ تم آٹھ روز تک انتظار کرو اس کے بعد اگر تم دونوں میں نہیں بنی تو ہم طلاق دلوائیں گے۔ اس کے بعد آٹھ دن گزرے کہ اس نے انکار کر دیا کہ میں نے طلاق نہیں دی ہے۔ براہ کرم اس کا جواب عنایت فرمائیں کہ طلاق ہوئی یا نہیں؟

افروز جہاں، جھگی کچی مارکیٹ مجاہد کالونی، لطیف آباد نمبر ۱۰، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: جو لوگ اپنے سامنے تین طلاقیں دینے کی شہادت دیتے ہیں اگر قابل اعتماد، اور خدا ترس ہیں اور قابل قبول شرع ہیں تو شوہر کے انکار کا کوئی اعتبار نہیں۔ اب گواہ کہتے ہیں کہ اس نے تین بار طلاقیں ہمارے روبرو دی ہیں تو بے شک تین طلاقیں پڑ گئیں۔ ان دونوں کے مابین نکاح ٹوٹ گیا اور حلالہ کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں۔ اور فرض کر لیا جائے کہ ان لوگوں میں دو گواہ بھی قابل قبول شرع نہیں تو اب شوہر سے قسم لی جائے اگر وہ قسم کھالے تو قسم معتبر ہوگی۔ پھر بھی اگر ہندہ اپنے ذاتی یقینی علم سے جانتی ہے کہ اس کے شوہر نے اسے تین طلاقیں دی ہیں تو اسے جائز نہ ہوگا کہ وہ زید کے ساتھ رہے۔ ناچار اپنا مہر یا مال دے کر جس طرح ممکن ہو طلاق بائن لے اور یہ بھی ممکن نہ ہو تو زید سے دور بھاگے اور حتی الامکان اسے اپنے پر قابو نہ دے اور ہرگز اس کے ساتھ گزر بسر پر راضی نہ ہو۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ شعبان المعظم ۱۴۰۱ھ

طلاق پر صرف عورت کا دعویٰ معتبر نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین بیچ مندرجہ ذیل مسائل میں کہ

۱۔ زید نے جو کہ شادی شدہ ہے اور بال بچے دار ہے خود کو کنوارا ظاہر کر کے ایک ایسی عورت سے شادی (نکاح) کر لی جو خود بھی شادی شدہ ہے اور بچے بھی ہیں۔ خود کو کنوارا بتا کر نکاح کر لیا۔ جبکہ ایک دوسرے کی حقیقت بھی جانتے ہیں کہ کنوارے نہیں ہیں اور مرد کی بیوی اور عورت کا شوہر موجود ہیں۔

۲۔ متذکرہ عورت کا شوہر بھی ہے۔ جس کے لئے وہ کہتی ہے کہ میرے شوہر نے مجھے طلاق دے دی ہے جبکہ شوہر کہتا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی اور شوہر بیوی کے گھر آتا جاتا بھی ہے اور اخراجات بھی برداشت کرتا ہے اور ملتا بھی ہے۔ بقول عورت کہ طلاق اس کی موجودگی میں دی ہے جبکہ ایک شخص (جس سے اس نے اب نکاح کر لیا ہے) موجود تھا۔

ان ہر دو متذکرہ صورتوں میں نکاح ہوا یا نہیں؟ اور طلاق ہوئی یا نہیں؟ اور مذکورہ نکاح اگر باطل قرار دیا جاتا ہے تو اگر مذکورہ رشتہ ختم کرنا مقصود ہو تو کیا طلاق زبانی یا تحریری دینے کی ضرورت ہے یا نہیں؟

ازراہ کرم شرعی حیثیت اور شرع شریف کی روشنی میں تسلی بخش جواب عنایت فرمائیں۔

فقط والسلام السائل، حکیم قاضی شاہد علی خان وارثی، نکاح رجسٹر اور نکاح خواں، لطیف آباد نمبر ۷، حیدر آباد
۸۶۷ جواب: صورت مسئلہ میں عورت کا قول شرعاً قابل اعتبار نہیں۔ وہ مدعی طلاق ہے اس پر لازم کہ کم از کم دو مرد یا ایک مرد، دو عورتیں کہ شرعاً ان کی گواہی قبول ہو، بطور گواہ پیش کرے اور اسے میسر نہیں۔ اور اس کی بات بالفرض مان بھی لی جائے تو بھی ان الفاظ سے کہ (میرے شوہر نے مجھے طلاق دے دی ہے) شرعاً ایک طلاق رجعی کا حکم دیا جائے گا۔ جس میں شوہر کو حق رجعت حاصل ہے اگرچہ عورت راضی نہ ہو۔ اگرچہ وہ کسی فعل کے ذریعہ وقوع میں آئے مثلاً شوہر نے عورت کا ہوسہ لیا یا اس سے ہم بستر ہوا اور عورت خود اس کی معترف ہے کہ شوہر اس کے گھر آتا۔ اس کے اخراجات برداشت کرتا اور اس سے ملتا بھی ہے۔ تو طلاق بالفرض ہوئی بھی، تو رجعت کے بعد، ان میں علاقہ زوجیت پھر قائم ہو گیا۔ اب تا وقتیکہ یہ اسے طلاق بائن دے کر الگ نہ ہو جائے یہ عورت بدستور اس کی زوجہ ہے اور وہ اس کا شوہر ہے اور شوہر والی عورت دوسرے مرد پر حرام۔ اگرچہ نکاح کے پردے میں ہو کہ جھوٹا نام نکاح کا، اس حرام کو حلال اور ناجائز کو جائز نہیں کر سکتا۔ قال اللہ تعالیٰ وَ الْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ

نکاح سے انکار کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسمی ظہیر الدین کی شادی ۹ سال کی عمر میں بولایت والدین مسماں فاطمہ بیگم بنت محمد سے ہوئی۔ جوان ہونے پر ظہیر الدین کے سر نے اپنی دختر کی رخصتی پر اصرار کیا تو ظہیر الدین نے کہا کہ میرا نکاح ہی نہیں ہوا۔ اس کے یہ کہنے سے کیا فاطمہ بیگم کو طلاق ہو گئی یا نہیں؟ فقط السائل شیخ نظام الدین
۸۶۷ جواب: حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے یہ الفاظ بطور اخبار کہے۔ نہ اس کی نیت طلاق کا واقع کرنا ہے اور نہ وہ طلاق دینا چاہتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس نے آنکھوں دیکھی کبھی نگلی اور نکاح کہ جس کا ہونا سب پر روشن ہے اس کا انکار کر دیا تو یہ صریح جھوٹ ہوا۔ بہر حال نکاح باقی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ ربیع الآخر ۱۴۰۱ھ

وقفہ وقفہ سے تین طلاق دینا۔ کفارہ طلاق کچھ نہیں ہے

سوال: ایک شخص نے اپنی بیوی کو جھگڑا کرنے کے بعد تین مرتبہ طلاق دے دی، جس کی شہادت کے لئے اس شخص مذکور کی جوان لڑکی بھی اس وقت موجود تھی اور جب پڑوس کی عورتیں جمع ہو گئیں تب بھی شخص مذکور نے یہ الفاظ دہرائے کہ اب تو قصہ ختم ہو گیا میں اسے طلاق دے چکا ہوں۔ اس طرح اور عورتیں یا عورت بھی شاہد ہو گئی۔ نیز یہ شخص پہلے بھی لڑ بھڑ کر کئی مرتبہ دودو طلاقیں دے کر خاموش ہو جاتا تھا اور پھر بغیر کوئی کفارہ ادا کئے رجوع بھی کر چکا ہے۔ متذکرہ حالات کے تحت کیا طلاق واقع ہو گئی۔ یا ابھی کوئی گنجائش ہے جس کے بعد کفارہ ادا کر کے مذکورہ شخص اپنا گھر آباد کر سکے؟ السائل محمد دلاور خان

۸۶۷ جواب: صورت مسئلہ میں اگر واقعی مرد نے اپنی زوجہ کو تین طلاقیں دے دیں، خواہ ایک وقت خواہ متفرق اوقات میں، کہ ایک دی پھر خاموش ہو گیا، پھر دی اور سکوت اختیار کیا یہاں تک کہ تین طلاقیں، اس نے دے دیں تو دونوں صورتوں میں، عورت بخرمت مغلظہ اس پر حرام ہو گئی۔ دونوں کے مابین نکاح ٹوٹ گیا۔ اب حلالہ کے علاوہ کوئی اور چارہ کار نہیں۔ نہ تین طلاقوں کا کوئی کفارہ ہے۔ بلکہ کفارہ تو طلاق میں ہے ہی نہیں۔ بایں معنی کہ طلاق دے کر وہ کفارہ ادا کر دے اور طلاق شرعاً معتبر نہ رہے۔ اور شوہر کا یہ کہنا کہ اس نے یہ الفاظ بطور مذاق کہے تھے محض بناءً ہے اور شرعاً ناقابل اعتبار۔ قرآن کریم کا صریح ارشاد ہے فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَہَا اور حدیث شریف میں فرمایا لَا حَتَّى تَذَوَّقَ عَسِيلَتَہ (الحدیث) لہذا حلالہ کے بغیر اگر یہ دونوں باہم نکاح بھی کر لیں تب بھی یہ نام نکاح، اس حرام کو حلال اور ناجائز کو جائز نہ کر دے گا بلکہ محبت حرام ہوگی اور محبت سے اولاد، ولد الزنا اور یہ دونوں خود زانی و زانیہ اور ان کے ان احوال پر مطلع ہونے کے باوجود، اس پر راضی یا کم از کم خاموش رہنے والے بھی سخت گناہگار۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ شعبان المعظم ۱۴۰۱ھ

ایک ساتھ پچاس ۵۰ طلاق دینے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسات طاہرہ دختر عظیم اللہ اور اس کے شوہر مسکی محمد افضل کے درمیان ایک طویل عرصہ سے نا اتفاقی ہے۔ اس نا اتفاقی کو ختم کرانے کے لئے مسات طاہرہ کے شوہر مسکی محمد افضل کے مکان پر مسکی محمد حسین و طفیل محمد اور محمد عاشق و دیگر اشخاص گئے تھے۔ وہاں ان حضرات نے محمد افضل سے تنازع ختم کر کے مسات طاہرہ کو اپنے گھر لے جانے کے لئے کہا لیکن طاہرہ کے شوہر مسکی محمد افضل نے کہا کہ میں نے طاہرہ کو طلاق دے دی ہے، میں اس کو اپنے گھر نہیں لاؤں گا لیکن محمد حسین صاحب نے کہا بیٹا طلاق کا نام بہت برا ہے اس کو زبان پر نہ ڈال، تو اس پر محمد افضل نے کہا کہ میں کہہ چکا ہوں کہ میں نے طلاق دی طلاق دی پچاس بار کہتا ہوں کہ طلاق دی۔ اب میرا چیخا چھوڑ دیں۔ لہذا علماء کرام سے عرض ہے کہ اس صورت میں جو مندرجہ بالا تحریر کی گئی ہے کیا مسات طاہرہ کو طلاق ہو گئی یا نہیں۔ اگر ہو گئی ہے تو کونسی طلاق شمار ہوگی۔ تفصیل سے شرعی حکم سے آگاہ فرمائیں۔

گواہ جن کے رو برو تحریر ہذا کے الفاظ لکھے گئے ہیں

۱۔ محمد حسین ولد پیر بخش ۲۔ محمد طفیل ولد جان محمد ۳۔ محمد عاشق ولد محمد یامین

فقط والسلام السائل محمد طفیل ولد جان محمد

۸۶ جواب: امام مالک موطاء میں روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو سو (۱۰۰) طلاقیں دے دی ہیں۔ آپ کیا حکم دیتے ہیں۔ فرمایا کہ ”تیری عورت تین طلاق سے بائن ہوگئی اور ستانو۔ (۹۷) طلاق کے ساتھ تو نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں سے ٹھٹھا کیا۔“ تو طلاقیں تو یہاں بھی تین پڑ گئیں۔ باقی کا وبال اس نے اپنے سر لیا۔ اب حلالہ کے سوا کوئی اور چارہ کار نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرًا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۱ھ

مضمون پڑھے بغیر طلاق نامہ پر دستخط کا حکم

سوال: جناب محترم مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، بعد سلام عرض ہے کہ آپ کی خدمت میں ایک مسئلہ پیش کر رہے ہیں جس کا آپ فتویٰ دیں، مہربانی ہوگی۔ مسئلہ یہ ہے کہ: میں نے کچھ عرصے پہلے شادی کی تھی۔ جس کی مخالفت میری برادری والوں نے کی تھی اور کہا تھا کہ تم اس کو طلاق دے دو لیکن میں نے طلاق دینے سے سختی سے منع کر دیا تو ان لوگوں نے دھوکہ سے مجھ سے ایک کاغذ پر دستخط کرائے اور کافی دن کے بعد بتایا کہ ہم نے تم سے طلاق نامہ پر دستخط کر دئے ہیں اور اب تم اس سے نہیں ملو لیکن ہم دونوں برابر میاں بیوی کی طرح سے رہ رہے ہیں تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم تم کو پولیس سے پکڑوا دیں گے۔ جب کہ میں نے طلاق نہیں دی ہے اور نہ ہی زبان سے لفظ طلاق کہا ہے لہذا آپ سے درخواست ہے کہ آپ اس مسئلہ کا جواب شرع کے مطابق دے دیں۔ فقط عبدالعزیز، کھاتہ چوک

۸۶ جواب: اگر واقعہ شوہر نے طلاق نامہ کے مضمون پر آگاہ ہوئے بغیر دستخط کر دئے اور زبان سے بھی الفاظ طلاق ادا نہ کئے تو طلاق واقع نہ ہوئی اور وہ عورت بدستور اس کے نکاح میں ہے۔ (کافی ردالمحتار، فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ شوال المکرم ۱۴۰۱ھ

دو طلاق کا مسئلہ

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

گزارش یہ ہے کہ: فدوی نے اپنی بیوی کو گھریلو جھگڑے کی بناء پر دو مرتبہ طلاق دی جس پر وہ اپنے والدین کے یہاں چلی گئی۔ اب فدوی اور لڑکی کے والدین رضامند ہیں لہذا شرعی رو سے مطلع فرمائیں کہ طلاق ہوئی یا نہیں؟ اور لڑکی حاملہ بھی ہے۔ اور اگر طلاق ہوگئی تو اب ہم کس طریقہ سے رکھ سکتے ہیں؟ فقط عبدالجید ولد وزیر علی، لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: اگر واقعاً شوہر نے اپنی بیوی کو دوبارہ صریح لفظوں میں ”میں تمہیں طلاق دیتا ہوں“ سے دو طلاقیں دیں اور صراحۃً یا اشارۃً تیسری طلاق کا نام نہ لیا، تو یہ دونوں طلاقیں عورت پر پڑ گئیں لیکن نکاح قائم ہے اور اسے اختیار ہے کہ مدت کے اندر اس سے رجعت کر لے یا عدت کے بعد اس سے دوبارہ نکاح کرے۔ حلالہ کی ضرورت نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ الطَّلَاقُ مَثْرُثٌ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ ذی قعد ۱۴۰۱ھ

بیوی نے بغیر طلاق لئے دوسرے سے نکاح کر لیا تو پہلا نکاح باقی ہے

سوال: مندرجہ ذیل مسئلہ میں علمائے اہل سنت والجماعت کیا فرماتے ہیں کہ: ۱۹۶۵ء میں بتول بیگم اپنے شوہر محمد حنیف کی بلا اجازت، اسکی عدم موجودگی میں انڈیا چلی گئی۔ نہ بتول بیگم نے طلاق طلب کی، نہ محمد حنیف نے طلاق دی۔ بتول بیگم نے انڈیا پہنچ کر مسی رشید سے یہ کہہ کر نکاح کر لیا کہ میرے پاکستانی شوہر محمد حنیف نے مجھے طلاق دے دی ہے۔ ایک سال ہوا کہ محمد حنیف انڈیا جا کر رشید سے بتول بیگم کو طلاق دلوا کر اپنے ہمراہ پاکستان لے آیا۔ ایک سال سے برابر میاں بیوی کی طرح رہتے ہیں۔ ۱۵-۱۶ سال تخمیناً بتول بیگم رشید کے نکاح میں انڈیا میں رہی۔ ان دونوں میں فعل مباشرت صحیح ہے یا زنا اور بدکاری کیوں کہ بتول بیگم مطلقہ نہ تھی اس نے رشید سے فریب کیا بتول بیگم کے ساتھ فعل مباشرت زنا تھا تو ایسی صورت میں بتول بیگم اور محمد حنیف پاکستانی پہلے شوہر کا نکاح فسخ ہو گیا یا باقی رہا۔ اگر نکاح ٹوٹ گیا تو محمد حنیف دوبارہ نکاح کرے یا بلا نکاح بیوی بنا کر رکھ سکتا ہے؟ فقط محمد حنیف ولد ظفر الدین، نائن کا پڑ، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئلہ میں جبکہ مسی رشید نے اپنی منکوہہ بتول بیگم کو طلاق نہ دی، بتول بیگم بدستور اس کے نکاح میں ہے۔ کسی بھی شخص کو اس سے نکاح حلال نہیں اور وہ جو سمات نے ہندوستان جا کر، دوسرے سے نکاح کر لیا تب بھی اس کے پہلے نکاح پر کوئی اثر نہ پڑا۔ بدستور میاں بیوی ہیں۔ اس جھوٹے نکاح نے حرام کو حلال اور ناجائز کو جائز نہ کیا۔ دونوں اتنے عرصہ تک، بتائے حرام و زنا رہے۔ دونوں پر تو بہ فرض ہے۔ عیاذ باللہ عورت کے فسق و فجور اور بد چلنی سے نکاح نہیں جاتا۔ اگرچہ بطور فریب نام نکاح کی آڑ بنالی جائے۔ قال اللہ تعالیٰ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ (تم پر حرام کی گئیں شوہر والی عورتیں)۔ المختصرہ پہلا نکاح اس عورت کا کہ محمد حنیف کے ساتھ ہوا تھا باقی ہے اور وہ دونوں زن و شوہر ہیں۔ کسی نئے نکاح کی حاجت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ شوال المکرم ۱۴۰۱ھ

طلاق رجعی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زید شادی شدہ اور ایک بچے کا باپ ہے اور دوسرا بچہ ہفتہ عشرے میں متوقع ہے۔ زید جس گھر میں رہتا ہے وہیں اس کی والدہ اور دو بہنیں رہتی ہیں۔ زید کی ایک بہن طلاق شدہ ہے جبکہ دوسری بیوہ ہے اور ان کی کفالت زید اور اس کا بڑا بھائی کرتا ہے مع زید کے۔ دونوں بہنیں نامعلوم

وجوہات کی بناء پر زید کی بیوی سے کشیدہ رہتی ہیں۔ زید اپنے بیوی بچوں کے ساتھ اپنی زندگی اچھے ماحول میں گزارتا رہا ہے۔ عید الاضحیٰ کے دوسرے دن زید نے اپنی بیوی سے کہا کہ تم تیار ہو جاؤ تمہارے میکے چلنا ہے اور زید اپنی والدہ کے پاس اپنے سرال جانے کی اجازت طلب کرنے لگا۔ زید کی والدہ نے زید کو جواب دیا تم جانو تمہارا کام جانے۔ اس وقت زید کی دونوں بہنیں موجود تھیں زید کی بیوہ بہن نے مخالفت کی اور کہا کہ تم سرال نہیں جاؤ گے۔ اس کشمکش میں چاروں بہن بھائی والدہ میں تلخ کلامی ہوئی۔ آخر میں زید نے جذبات غصہ کی حالت میں اپنی ماں اور بہن سے کہا کہ اگر تم نہیں چاہتیں تو میں اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہوں اور زید اپنے کمرے میں جہاں اس کی بیوی تھی آیا اور کہا کہ میں تمہیں طلاق دیتا ہوں۔ یہ جملہ زید نے صرف ایک مرتبہ کہا۔ زید کا جب غصہ ٹھنڈا ہوا تو زید نے اپنی غلطی تسلیم کی اور اپنے بڑے بھائی اور بھانج وغیرہ بمعہ اس کی بیوی کے سب سے معافی مانگی اور چوبیس گھنٹے کے اندر اندر زید نے اپنی بیوی سے خوشگوار تعلقات کر لئے لیکن زید کی بیوہ بہن زید کو مجبور کر رہی تھی کہ طلاق ہوگئی ہے تم اپنی بیوی کو علیحدہ کر دو۔ لہذا آپ سے التماس ہے کہ آپ شریعت کی روشنی میں واضح فرمائیں کہ طلاق ہوئی یا نہیں؟ تاکہ شرعی فتوے پر عمل کیا جائے۔

السائل محمد تقی قادری رضوی، غوثیہ جنرل اسٹور بیراج کالونی، جام شورو

۷۸۶ جواب: اگر واقعاً شوہر نے اپنی بیوی سے صرف ایک ہی مرتبہ یہ الفاظ کہے کہ ”میں تمہیں طلاق دیتا ہوں“ تو طلاق تو ان الفاظ سے بھی پڑگئی لیکن شرعاً یہ طلاق رجعی کہلاتی ہے اور طلاق رجعی میں نکاح نہیں ٹوٹتا بلکہ شوہر کو حق رجعت حاصل ہوتا ہے یعنی یہ کہ وہ اسے دوبارہ اپنے ساتھ رکھے اور اس کے لئے نہ نکاح ثانی کی ضرورت ہے نہ حلالہ وغیرہ کی۔ قرآن عظیم کا ارشاد ہے **الطَّلَاقُ مَوْثِنٌ قَامَسَاکَ بِمَعْرُوفٍ اَوْ تَسْوِیَّتٍ بِاِحْسَانٍ**۔ البتہ اگر اس طلاق کی عدت گزر جائے اور شوہر نے رجعت نہ کی ہو تو اب دوبارہ نکاح کی ضرورت ہوگی حلالہ اب بھی درکار نہ ہوگا۔ زید کی بہن وغیرہ جو زید کو مجبور کر رہی ہے کہ ”طلاق ہوگئی! تم اپنی بیوی کو علیحدہ کر دو“ یہ ان کی سراسر زیادتی اور بھائی بھانج پر صریح ظلم ہے۔ انہیں خدا سے اور روز قیامت سے ڈرنا چاہئے۔ حدیث شریف میں ہے ”جو شوہر اور اس کی بیوی میں جدائی ڈالے وہ ہم میں سے نہیں“۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں قادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ

غیر عالم کو فیصلہ کا حق دینا، جرمانہ کا فیصلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء اس بارے میں کہ: جیسا کہ حسینہ نے دو فتوے لئے ہیں۔ جس میں حسینہ کا بیان اور دو گواہوں کا بیان اور حسینہ کے والد عبدالحکیم کا بیان تحریر ہے۔ دونوں کی فوٹو کاپیاں بھی حاضر خدمت ہیں۔ اس سلسلہ میں سات مرتبہ خاندان کے لوگ جمع ہوئے اور پنچائتیں ہوئیں لیکن فتویٰ کے جواب کے مطابق اور گواہوں کے حلفیہ بیان کے مطابق سب لوگوں نے انکار کر دیا کہ طلاق ہو چکی ہے اور جو فتوے کا فیصلہ ہے وہی فیصلہ ہے۔ گیارہ ماہ بعد پھر ایک پنچائیت ہوئی اور سب لوگ جمع ہوئے اس پنچائیت میں حاجی لال محمد صاحب نے سب لوگوں سے اجازت چاہی کہ یہ فیصلہ کرنے کی مجھے اجازت دیجئے۔ سب نے حاجی لال محمد صاحب کو اجازت دے دی۔ تب حاجی لال محمد صاحب نے یہ فیصلہ کیا کہ حسینہ کے والد

عبدالرحیم سے گیارہ روپے جرمانہ لے کر حسینہ کو بشیر کے گھر بھیج دیا جائے۔ سب نے یہ فیصلہ منظور کیا اور گیارہ روپے جرمانہ لے کر حسینہ کو بشیر کے گھر بھیج دیا گیا۔ حسینہ گیارہ ماہ اپنے والدین کے گھر رہی اور بچے اپنے والدین کے پاس رہے۔ گیارہ ماہ بعد یہ فیصلہ کیا گیا۔ کیا یہ فیصلہ احکام شریعت کے مطابق صحیح ہے۔ اگر صحیح نہیں تو حسینہ اور اس کے والد عبدالرحیم اور بشیر اور حاجی لال محمد صاحب اور جن لوگوں نے یہ فیصلہ تسلیم کیا ان پر احکام شریعت کیا ہیں۔ مہربانی فرما کر جواب تحریر فرما کر مشکور فرمائیں؟

فقط والسلام السائل محمد ولد عظیم بخش

۷۸۶ جواب: شوہر اگر تین طلاق دینے کا اقرار کرتا ہے تو اب کسی گواہ کی گواہی کی ضرورت نہیں۔ وہ تینوں طلاقیں پڑ گئیں اور دونوں کے مابین نکاح ٹوٹ گیا۔ اب حلالہ کے بغیر وہ ایک دوسرے کے لئے حلال نہیں۔ بغیر حلالہ اسے رکھنا زنا ہے خالص ہے فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجاً غیرہ اور اگر شوہر طلاق دینے کا اقرار نہیں کرتا بلکہ منکر ہے تو اب دو گواہ ثقہ عادل متقی، دیندار، اپنے سامنے تین طلاقیں دینے کی شہادت دیتے ہوں جب بھی تین طلاقیں ہو گئیں اور اگر دونوں سے کوئی بات نہیں یعنی ۱۔ نہ شوہر تین طلاق کا اقرار کرتا ہو، ۲۔ نہ دو ثقہ عادل گواہ موجود ہوں تو شرعاً طلاق کا ثبوت نہ ہوگا۔ حاجی لال محمد صاحب کو شرعی فیصلہ کا حق دینا ہی مہمل بات ہے۔ ہاں اگر وہ فتاویٰ کی روشنی میں فیصلہ کرتے تو درست ہوگا۔ پھر بھی جرمانہ کی رقم کا فیصلہ کسی طور صحیح نہیں۔ پھر اگر شرعاً تین طلاقیں کا ثبوت ہو جائے تو حسینہ اور بشیر کا میاں بیوی کی طرح مل بیٹھنا بغیر حلالہ کب حلال ہوگا۔ شریعت کیا حاجی لال محمد کے فیصلہ کا نام ہے۔ اس صورت میں اس فیصلہ میں شریک ہونے والے، بلکہ اس پر راضی رہنے والے بھی گناہگار ہوئے۔ سب پر توبہ لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم ذی الحجۃ ۱۴۰۱ھ

جب طلاق کی اضافت نہ ہو تو طلاق کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنی بیوی کو لڑائی جھگڑے کے دوران بھائی کے کہنے پر یہ الفاظ کہے کہ تو اگر کہتا ہے تو جا طلاق طلاق طلاق کئی بار کہا جو کہ مجھے یاد نہیں۔ آیا یہ طلاق واقع ہو گئی یا کچھ گنجائش باقی ہے؟ جواب سے نوازیں مہربانی ہوگی۔ فقط عبدالعزیز، بکرامنڈی، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: جب کہ شوہر کے کلام میں عورت کی طرف، طلاق کی نسبت اصلاً نہ تھی کہ تجھ کو یا فلاں کو یا اپنی زوجہ کو فلاں کی بیٹی کو طلاق اور نہ طلاق دینے ہی کا کوئی ذکر زبان پر آیا کہ میں نے ایک، دو، تین طلاق دیں اور نہ ہی عورت کی جانب سے کوئی ایسی بات تھی جس کے جواب میں شوہر کے یہ الفاظ طلاق سمجھے جائیں مثلاً وہ کہتی، کہ میں طلاق چاہتی ہوں اور یہ جواب میں وہ الفاظ کہتا۔ غرض صورت مسئلہ میں نہ صراحۃً طلاق کی نسبت عورت کی جانب ہے اور نہ ایسے قرائن پائے جاتے ہیں جن سے طلاق دینا سمجھا جائے۔ تو اب سارا دار و مدار شوہر کی قسم پر رہا اور شوہر قسم کھا کر بیان کرتا ہے کہ اس کی نیت ہرگز طلاق کی نہ تھی تو اب طلاق کا حکم نہیں ہو سکتا۔ عورت بدستور اپنے شوہر کے نکاح میں ہے۔ ہاں اگر واقعی اس نے نیت کی اور ظاہر نہ کی تو اس کا

وبال اور اپنے اور عورت دونوں کے زنا کا عذاب، شوہر پر ہوگا۔ عورت پر الزام نہیں۔ ہند یہ میں محیط سے ہے لا یقع فی جنس الا ضافۃ اذالم ینو لعدم الا ضافۃ الیہا۔ (فتاویٰ رضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ رجب المرجب ۱۴۰۱ھ

اکراہ شرعی کے معنی

سوال: فقہ کے چاروں اماموں کے مسلک کے مطابق مندرجہ ذیل مسئلہ کا جواب تحریر فرمائیں۔

- ۱۔ شرعاً جبر کی تعریف کیا ہے؟
- ۲۔ کیا جبراً یعنی مار پیٹ قتل کرنے کی دھمکی دے کر یا جانی و مالی نقصان پہنچانے کی دھمکی دے کر، طلاق کا خلع حاصل کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

۳۔ اگر شرعاً طلاق یا خلع حاصل کرنا جائز ہو تو چند مستند حوالے بھی تحریر فرمائیں؟

۴۔ طلاق رجعی کتنی مرتبہ طلاق دینے کو کہتے ہیں؟

۵۔ جن صحابی رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طلاق رجعی کے بعد عدت کے اندر اپنی بیوی سے حق زوجیت ادا کیا ہے ان کے چند حوالے بمع کتب تحریر فرمائیں؟

۸۶۷ جواب: اکراہ، جسے لوگ جبر کرنا بھی بولتے ہیں اس کے شرعی معنی یہ ہیں کہ کسی کے ساتھ ناحق ایسا فعل کرنا کہ وہ شخص ایسا کام کرے جس کو وہ کرنا نہیں چاہتا۔ مار ڈالنے، عضو کاٹنے یا ضرب شدید، دھمکی، یا ناقابل برداشت جانی و مالی نقصان پہنچانے کی دھمکی، یہ سب اکراہ کی صورتیں ہیں۔ (عامہء کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ نکاح و طلاق پر اکراہ ہو، یعنی دھمکی دے کر ایجاب قبول کر لیا یا طلاق کے الفاظ زبان سے کہلوائے تو نکاح بھی صحیح ہے اور طلاق بھی۔ ہاں زبان سے الفاظ طلاق نہ کہے صرف تحریر پر دستخط کر دے تو طلاق معتبر نہیں۔ (در مختار) واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ تنویر الابصار میں ہے ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل ولو مکرھا۔ اور در مختار میں بحر الرائق سے منقول کہ ان المراد الا کراہ علی تلفظ بالطلاق۔ فلو اکرہ علی ان یکتب طلاق امراتہ فکتب لا تطلق۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ اَلطَّلَاقُ مَرَّتَیْنِ یعنی طلاق رجعی صرف دو بار تک ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۵۔ اس سلسلہ میں کسی اور عالم دین سے مراجعت فرمائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ صفر المظفر ۱۴۰۱ھ

ایک طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیاں شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسی عبد الرشید ولد محمد صدیق نے گھریلو جھگڑے میں غصہ میں آ کر اپنی بیوی مسما ت سلمہ کو ایک طلاق دے دی۔ ان الفاظ کو اس طرح ادا کیا ”گھر میں کٹ کٹ ہوتی ہے میں

نے طلاق دے دی۔“ چند افراد گھر کے وہاں موجود تھے۔ جن سے شہادت لی گئی ان کے نام یہ ہیں۔ بسم اللہ، مسکین، عبدالواحد، عبدالکریم اور مسکی عبدالرشید سے بھی حلفیہ بیان لیا گیا تو اس نے مذکورہ الفاظ کو ہی بیان کیا۔ اب مسئلہ درپیش ہے کہ طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟ کیا دوبارہ میاں بیوی میں رجوع ہو سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا، توجروا

سائل عبدالوحید، جٹیا پاڑہ اقبال آباد، پھلیلی پار

۷۸۶ الجواب: مسکی عبدالرشید نے اگر واقعی یہی الفاظ کہے ہیں اور لفظ طلاق ایک ہی بار اپنی بیوی کے حق میں ادا کیا تو اس سے ایک ہی طلاق صریح رجعی واقع ہوئی، شوہر کو رجعت کا حق حاصل ہے۔ قال اللہ تعالیٰ الطَّلَاقُ مَرَّتَيْنِ فَاَمْسَاكَ بِمَعْرُوفٍ اَوْ تَسْرِيحٍ بِاِحْسَانٍ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ ربیع الاول شریف ۱۴۰۱ھ

اکراہ شرعی کی حیثیت

سوال: محترمی مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم
میں نے مجھے اور میری بیوی کو جان سے مار دینے کی دھمکی کے خوف اور ڈر کی بناء پر ایک اسٹامپ پر دستخط کر دیئے۔ جس کی تحریر سندھی میں لکھی گئی تھی جو میں پڑھ نہ سکا۔ معلوم ہوا کہ طلاق کی تھی پھر مجھے کہا کہ میرے ساتھ گھر چل کر اپنی بیوی کو تین سکے الگ الگ کہہ کر دو۔ میں نے گھر چلنے سے انکار کر دیا۔ ان تینوں سکوں کو ایک مرتبہ طلاق دے کر ٹیبل پر رکھ دیا۔ اس طرح ان لوگوں نے (میرے رشتے داروں) میرے گھر جا کر میری بیوی سے بھی دستخط کروا کر تینوں سکے اس کو دیئے اور کہا کہ طلاق ہوگئی۔ میری بیوی حمل سے بھی ہے۔ فتویٰ دیں کہ آیا طلاق اس طرح ہو جاتی ہے یا نہیں؟ ہم دونوں میاں بیوی ایک دوسرے کو بے پناہ چاہتے ہیں۔ صالح محمد بلوچ، جی. او. آر کالونی، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: اگر واقعہ صورت یہی ہے تو یہ اکراہ شرعی ہے جس کے نفاذ پر یہ، ان لوگوں کو قادر بھی جانتا ہے اور اکراہ شرعی کی صورت میں اگر طلاق نامہ پر دستخط کر دیئے اور الفاظ طلاق ادا نہ کئے تو طلاق نہ پڑے گی اور زبان سے الفاظ طلاق بیوی کے لئے ادا کر دیئے تو بے شک طلاق ہوگئی اگرچہ کیسے ہی جبر و اکراہ سے ہو۔ (تنویر الابصار) عورت کا حاملہ ہونا طلاق کو نہیں روک سکتا اور سکوں والی بات فقیر کی سمجھ میں نہ آئی کہ کیا راز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ شوال المکرم ۱۴۰۱ھ

غیر مدخولہ آدھا مہر پائے گی

سوال: میرا نکاح مسماٹ نسرین اختر بنت وزیر محمد سے ۲۰ اپریل ۱۹۷۳ء کو ہوا تھا۔ نکاح کے بعد آج تک میری منکوحہ مسماٹ نسرین اختر بنت وزیر محمد کی رخصتی ان کے والدین نے نہیں کی اور کئی طرح کے الزامات مجھ پر لگائے اور خود ہی طلاق کا مطالبہ کیا۔ میں اور میرے والدین اور دیگر اقرباء میری منکوحہ نسرین اختر کو لینے کے لئے گئے لیکن انھوں نے بیچنے سے صاف

انکار کر دیا اور کہا کہ طلاق دے دو۔ میری منکوحہ کے والد وزیر محمد نے کونسلر صاحب حلقہ ۴۴ کو ایک درخواست دی کہ میں اپنی لڑکی نسرین اختر کی طلاق لینا چاہتا ہوں۔ لہذا ان کے کہنے اور معاملات کے سنگین ہونے کی وجہ سے میں نسرین اختر بنت وزیر محمد کو بخوشی ہوش و حواس خمسہ طلاق دیتا ہوں۔ آج سے میرا اور نسرین کا کوئی واسطہ نہیں رہا اور مہر وزیر جو کہ دو عدد پازیب چاندی کے اور مسما ت نسرین اختر کی سونے کی دو عدد کان کی بالی، ایک عدد انگٹھی یہ وزیر محمد سے مجھ کو دلوا یا جائے۔ نسرین اختر نکاح کے بعد آج تک سسرال نہیں آئی ہے۔ مہر کس صورت میں ادا کیا جائے۔ براہ مہربانی فرمائیں کہ علماء دین قرآن و حدیث سے کیا فرماتے ہیں۔ عین نوازش ہوگی۔ فقط السائل، مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۸۱ء

۸۶ جواب: صورت مسئلہ میں نسرین پر طلاق پڑ گئی دونوں کے مابین نکاح ٹوٹ گیا اور چونکہ خلوت صحیحہ یعنی رخصتی اور یکجائی عمل میں نہ آئی اس سے نسرین صرف آدھے مہر کی مستحق ہے جس کی ادائیگی شوہر پر لازم ہے۔ قال اللہ تعالیٰ فنصف ما فرضتم۔ واللہ تعالیٰ علم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۱ھ

گھبراہٹ یا دماغ کی گرمی کا نام جنون نہیں

سوال: ایک شخص عبد الجبار نے اپنی بیوی حاملہ جو کہ دو ماہ کے بعد بچے کی ماں بننے والی تھی صرف معمولی سی بات پر طلاق لکھ کر دی۔ قصور بیوی کا صرف اتنا تھا کہ وہ بچے کو جو کہ تین سال کا تھا مارے جا رہی تھی۔ عبد الجبار بیمار تھا بلڈ یوریا کا مریض اور بعد میں بلڈ پریشر بھی ہو گیا تھا۔ طلاق تین بار لکھی اور ہوش و حواس کے الفاظ بھی لکھے تھے لیکن یہ سب کچھ بلڈ پریشر کی وجہ سے غصہ میں ہوا۔ عبد الجبار نے اس کی تشریح طلاق کے بہت تھوڑے عرصے بعد کر دی تھی، ایک ماہ سے بھی پہلے۔ اب وہ دوسرے بچے کی ماں بن چکی ہے۔ بچہ تقریباً چار ماہ کا ہے۔ طلاق کو تقریباً چھ ماہ ہو گئے ہیں۔ عبد الجبار نے ایک ماہ سے پہلے ہی اس کے روکنے کے لئے کوشش شروع کر دی۔ اب فتویٰ کا انتظار ہے۔ عبد الجبار کے کلمات یہ ہیں کہ میں نے ذکیہ کو طلاق دی! طلاق دی! طلاق دی! اور میں ہوش و حواس میں ہوں۔ فقط السائل

۸۶ جواب: فقط گھبراہٹ یا دماغ کی گرمی کا نام جنون نہیں اور نہ غصہ، طلاق پڑنے سے مانع اور نہ عورت کا حاملہ ہونا، طلاق کو روک سکتا ہے۔ عورت حاملہ ہو یا نہ ہو، طلاق غصہ میں دی جائے یا پیار میں ہر حال میں پڑ جاتی ہے اور از انجا کہ شوہر نے تین بار الفاظ طلاق لکھے تو یقیناً وہ تینوں طلاقیں پڑ گئیں۔ ان دونوں کے مابین نکاح ٹوٹ گیا بلکہ بچہ کی پیدائش کے بعد اس کی عدت بھی گزر چکی۔ اب تا وقتیکہ حلالہ نہ ہو یہ دونوں آپس میں ہرگز، خود، یا خواہ کسی کے دباؤ میں آ کر نکاح نہیں کر سکتے۔ یہ حکم قرآن کریم کا ہے۔ یہ فرمان رسول اللہ ﷺ کا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدِ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ (بقرہ: ۲۳۰)

(230) و قال النبی ﷺ لا حتی تذوقی عسیلته (الحديث)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ

حاملہ کی طلاق، عدت حاملہ، جہیز کی ملکیت کس کے لئے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ

۱۔ اگر عورت حاملہ ہو اور شوہر اس کو تین طلاقیں دے دے تو کیا تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں یا نہیں؟

۲۔ حاملہ کی عدت کتنی ہے۔ کیا عدت کے دوران شوہر نان و نفقہ دینے کا پابند ہے یا نہیں؟

۳۔ وضع حمل کے بعد جو بچی، بچہ ہوگا اگر دودھ پلانے کی مدت تک ماں کے پاس رہے تو عورت کچھ لینے کی حقدار ہے یا کہ نہیں؟

۴۔ اگر کسی لڑکی کی شادی آج سے دس (۱۰) سال پہلے ہوئی ہو اور اس کا حق مہر کل ۳۶۰۰ روپے مقرر ہوا ہو جس میں

سے مبلغ گیارہ سو روپیہ بصورت زیورات جو پانچ تولہ سونا اور بیس تولہ چاندی کی مقدار ہے۔ اس وقت اس کے بھاء کے مطابق

مبلغ ۱۱۰۰ روپے بنا کر یہ لکھ کر دے دیا ہو کہ یہ ادا کر دئے گئے ہیں۔ اب صرف ۲۵۰۰ روپے بقایا رہے ہیں۔ اب شوہر

نے طلاق دیتے وقت لڑکی کو صرف ۲۵۰۰ روپے کا ہی چیک دیا ہے۔ باقی جو سامان لڑکی کو والدین کی طرف سے بصورت جہیز

یا زیورات دیئے گئے تھے، وہ اور نکاح کے وقت جو پانچ تولہ سونا اور بیس تولہ چاندی جس کی رقم ۱۱۰۰ روپے بنا کر مہر کی شکل

میں ادا کر دی گئی تھی۔ یہ سب کے سب زیورات ضبط کر لئے گئے ہیں۔ جب لڑکے سے زیورات کا مطالبہ کیا گیا تو اس نے یہ

کہا کہ میں صرف ۱۱۰۰ روپے ہی دوں گا اور کچھ نہیں دوں گا۔ لڑکی نے کہا کہ پانچ تولہ سونا اور بیس تولہ چاندی یہ مہر کی شکل میں

ہے یہ میرا ہی حق ہے میں ضرور لوں گی۔ دوسرا والدین نے جو مجھے جہیز اور زیورات دیئے تھے وہ بھی میرا ہی حق ہے۔ اب جبکہ

سونا اور چاندی کا بھاء بہت تیز ہے اس لئے لڑکا زیورات دینے سے کتراتا ہے۔ آپ سے عرض ہے کہ از روئے شریعت اس

مسئلہ کے بارے میں جواب دے کر عند اللہ ماجور ہوں۔ بینوا، توجروا سائل محمد یوسف ولد علی محمد، نڈو آدم

۸۶۷ جواب: وقوع طلاق میں عورت کی جانب سے کوئی شرط نہیں۔ حاملہ ہو یا نہ ہو۔ جب طلاق دی جائے گی پڑ جائے

گی اور جب تین دی جائیں گے تین واقع ہوں گی۔ (در مختار) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ عورت حاملہ ہو تو اس کی عدت وضع حمل ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وَ اُولَاتُ الْاَحْصَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ

(طلاق: ۴)۔ موت خواہ طلاق کے بعد، جس وقت بچہ پیدا ہوگا عدت ختم ہو جائے گی اگرچہ ایک منٹ بعد۔ (جوہرہ نیرہ) اور

جس عورت کو طلاق دی گئی ہے بہر حال عدت کے اندر نفقہ پائے گی۔ (خانیہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ ماں کی پرورش میں بچہ ہو اور شرعاً اسے حق پرورش بھی حاصل ہو تو حق پرورش پائے گی اور دودھ پلانے کی اجرت اور

عورت کا نفقہ بھی۔ (در مختار وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ جہیز کہ لڑکی کے والدین اسے دیتے ہیں اور زیورات بھی اس میں شامل ہیں وہ خاص زوجہ کی ملک ہوتا ہے۔ جس میں

شوہر کا کوئی حق نہیں۔ طلاق ہوئی تو وہ کل لے گی اور مرگئی تو اس کے ورثہ میں تقسیم ہوگا۔ (در مختار، رد المحتار) یو ہیں مہر خاص

عورت کا حق ہے۔ خواہ نقد کی شکل میں مقرر کیا گیا ہو یا زیورات کی شکل میں ادا کیا لہذا اگر پانچ تولہ سونا اور بیس تولہ چاندی مہر

کی رقم میں ادا کر دئے گئے تھے تو وہ عورت کی ملک ہیں۔ شوہر کا اس میں کوئی حق نہیں۔ اگر وہ روکے گا تو ظالم قرار پائے گا اور خدا اور رسول کا مجرم۔ عورت اپنا یہ حق بذریعہ کچہری حاصل کر سکتی ہے۔ (در مختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ

طلاق کے جھوٹے اقرار سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے

سوال: ایک شخص اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے اور پانچ چھ سال بعد یہ عیاں ہو جاتی ہے۔ جب اس نے طلاق دی تھی۔ تو وہ دونوں میاں بیوی تھے۔ اس وقت کوئی گواہ نہ تھا۔ پھر یہ راز کھلا۔ تو اس کے تقریباً بیس گواہ ہو گئے اور وہ شخص کہنے لگا کہ میں نے طلاق دی ہے اور عورت بھی کہنے لگی ہاں انہوں نے طلاق دی ہے اور وہ کہتا تھا کہ وہ حاملہ تھی۔ تو وہ کہتی ہے کہ حاملہ تھی اس لئے طلاق نہیں ہوئی۔ پھر بیس آدمی جمع کر کے اس نے کہا کہ اچھا میں طلاق دیتا ہوں اور وہ عورت اپنے کسی عزیز کے گھر میں عدت گزارنے لگی۔ پھر ڈیڑھ ماہ عدت کرنے کے بعد پھر وہ عورت اپنے شوہر کے گھر چلی گئی اور اس نے رکھ لیا۔ اب وہ یہ کہتا ہے کہ جس طرح نکاح قبول کیا جاتا ہے کہ فلانی کو تم نے عقد میں قبول کیا۔ اسی طرح میں نے اس کا نام لے کر یہ طلاق نہیں دی تھی اس لئے طلاق نہیں ہوئی۔ لہذا اب آپ اس کا فتویٰ دیں کہ طلاق ہو گئی یا نہیں؟

تاج محمد، لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: فرض کر لیں کہ اس نے طلاق نہیں دی تب بھی دس بیس لوگوں کے سامنے اس کا جھوٹا اقرار کہ میں نے طلاق دی ہے۔ خود طلاق ہے۔ لہذا اس وقت اگر طلاق نہ پڑی تھی اور اب لوگوں سے جھوٹ کہتا ہے کہ میں نے طلاق دی تو اب طلاق کا حکم دیا جائے گا۔ (در مختار وغیرہ) پھر جب اس نے طلاق نہیں دی تھی تو عورت کس چیز کی عدت گزار رہی تھی۔ عدت تو طلاق کی ہوتی ہے یا موت کی۔ بہر حال یہ ثابت ہو جائے کہ اس نے ایک یا دو طلاقیں دی تھیں تو اسے عدت کے اندر رجعت کا اور عدت گزارنے پر نکاح ثانی کا اختیار تھا اور ہے۔ اگر اس نے ایسا کیا تو اس پر کوئی الزام نہیں اور اگر عدت گزار گئی پھر بغیر نکاح رکھ لیا تو وہ گناہ ہوا۔ اب دوبارہ نکاح چڑھا دیں۔ ہاں اگر گواہوں سے تین طلاقیں کا ثبوت ہو جائے تو اب حلالہ کے بغیر وہ عورت اس کے لئے حلال نہ ہوگی۔ قرآن وحدیث کا یہی حکم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ ذی قعدہ ۱۴۰۱ھ

شوہر کی طرف سے جو زیورات آئے اس کا مالک کون ہے! لڑکا یا لڑکی؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک لڑکی کی شادی کے موقع پر اس کے سسرال والوں نے لڑکی کو کچھ زیورات رواج کے مطابق پہنائے تھے نیز یہ زیورات نہ تو حق مہر میں ہیں، نہ ہی بخشے گئے اور نہ ہی مالکانہ حقوق کے تحت پہنائے گئے تھے۔ اب اختلاف کی وجہ سے مذکورہ لڑکی کو اس کے خاوند نے طلاق دے دی ہے۔ اب مذکورہ زیورات لڑکی کو ملنے چاہئیں۔ یا ان کے سسرال والوں کو ملنے چاہئیں؟

نوٹ:- لڑکی کا قصور نہیں بلا قصور طلاق دی ہے۔ لڑکی اور سسرال والے اور والدین تینوں فریق رضا مند نہیں تھے۔

بقلم خود سید غلام محمد قمیص شاہ، مراد آباد شریف، ملتان

۷۸۶ جواب: جو زیور محض شادی کے موقع پر لہن کو پہنایا جاتا ہے وہ شادی کے بعد سسرالی اپنے قبضے میں لے لیتے ہیں اور لہن سے واپس لے لیتے ہیں چونکہ متنازعہ فیہ زیورات مسلسل پانچ سال تک لہن کے پاس رہے جو اس عرصے میں واپس نہیں کئے گئے۔ جو اس بات کا قرینہ ہیں کہ وہ زیورات لڑکی کی ملک میں دیئے گئے تھے جب تک اس کا واضح ثبوت نہ ہو کہ محض رواجاً غیر مالکانہ حقوق کے ساتھ وہ زیورات دئے گئے تھے وہ لڑکی ہی کی ملک قرار پائیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مفتی غلام مصطفیٰ رضوی، ملتان

۷۸۶ جواب: عورت کو جو کچھ کپڑا شوہر کے یہاں سے گیا تھا اس میں رواج دیکھا جائے گا اگر رواج یہ ہو کہ عورت ہی اس کی مالک سمجھی جاتی ہے تو وہ عورت کا ملک ہو گیا، جیسے وہ زیور کپڑا برتن وغیرہ جو عورت کو جہیز میں ملا تھا اس کی ملک خاص عورت ہے اور اگر مالک نہیں سمجھی جاتی ہے تو وہ جس نے چڑھایا تھا وہ اس کا مالک ہے۔ خواہ شوہر کا والد، خود شوہر اور سوال سے بھی یہی صورت ظاہر ہے لہذا سائل کے اس بیان رواج کے مطابق عورت اس زیور کی مالک نہیں اس کی واپسی ضروری ہے۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۰ھ

نکاح ختم کرنے کا اختیار صرف شوہر کو ہے

سوال: بخدمت جناب محترم حضرت قبلہ، مولانا مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

ایک عورت جو کہ پانچ وقت کی نماز پڑھتی ہے اور قرآن مجید کی تلاوت کرتی ہے اور سنی بہشتی زیور اپنے مطالعہ میں رکھتی ہے اور اس کے مسائل کے مطابق اپنی زندگی گزارنا چاہتی ہے۔ مذکورہ عورت کا والد صحیح العقیدہ سنی ہے اور امامت کرتا ہے اور ضروریات مسائل سے واقف ہے وہ بھی یہی چاہتا ہے کہ میری بیٹی شریعت کے مطابق زندگی بسر کرے مگر بد قسمتی سے عورت مذکورہ کا نکاح ایک ایسے شخص سے کر دیا ہے کہ جو بالکل جاہل ہے کہ کلمہ طیبہ بھی صحیح طرح سے نہیں پڑھ سکتا اور نماز وغیرہ باقی ضروریات کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اپنی جہالت کی وجہ سے بہت سی باتیں ایسی کرتا ہے جو کفری کلمات پر مشتمل ہوتی ہیں۔ نہایت ہی ظالم ہے عورت کی بلا وجہ ہی مار پیٹ کرتا ہے۔ سگریٹ اتنے استعمال کرتا ہے کہ ہر وقت اس کے منہ سے بد بو نکلتی رہتی ہے۔ ان باتوں سے نفرت کی بناء پر عورت ایک سال سے اپنے والدین کے گھر پر رہتی ہے اور اپنے خاوند کے پاس بالکل جانے کو تیار نہیں ہے اور نہ ہی اس کے والدین چاہتے ہیں کہ ہم ایسے شخص کے ساتھ اپنی بیٹی کو آباد کریں اور عورت کا خاوند کسی قیمت پر طلاق دیتے کو تیار نہیں اور نہ ہی اس کے والدین اس پر رضا مند ہوتے ہیں۔ یہ مختصر باتیں بیان کی گئی ہیں ان کے علاوہ بہت سی باتیں قابل نفرت ہیں مثلاً خاوند کے گھر کے تمام افراد ہی خلاف شرع معاشرے پر عمل کرتے ہیں۔ اب

دریافت کرنے کی باتیں یہ ہیں۔

۱۔ عورت کے والدین عورت مذکورہ کو اپنے پاس رکھنے کی وجہ سے گناہ گار تو نہیں ہو رہے؟

۲۔ ایسے خاوند کے ساتھ آباد نہ ہونا عورت کے لئے باعث گناہ ہے یا نہیں؟

۳۔ ایسی حالت میں جو خاوند مذکورہ بالا کی بیان ہوئی ہے عورت کا نکاح باقی ہے یا نہیں؟

۴۔ ایسے خاوند سے طلاق کا مطالبہ کرنا شرعاً جرم ہے یا نہیں؟

۵۔ اگر خاوند طلاق نہ دے تو اس سے زبردستی طلاق لی جائے یہ طلاق ہوگی یا نہیں؟

۶۔ طلاق نہ دینے کی صورت میں عورت عدالت میں تنسیخ نکاح کا مقدمہ کر کے نکاح تڑوا لے تو یہ جائز ہے یا نہیں؟ عدالت کا

توڑا ہوا نکاح شریعت میں بھی ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

۷۔ بالفرض محال عورت کے والدین یا عورت ایسے خاوند کے ساتھ زندگی گزارنے پر رضامند ہو جاتے ہیں اور عورت خاوند

کے پاس چلی جاتی ہے تو عورت اور اس کے والدین پر گناہ ہوگا یا نہیں؟

براہ مہربانی شریعت مطہرہ کے مطابق جو صحیح حکم ہو وہ تحریر فرمادیں تاکہ آپ کے فتویٰ کے مطابق عمل کیا جائے۔

چونکہ عورت کے والدین کو برادری کے لوگ مجبور کرتے ہیں کہ تم اپنی بیٹی کو آباد کرو تم کو گناہ ملتا ہے اور عورت کے والدین کہتے

ہیں کہ ہم شریعت کے فیصلے کو قبول کریں گے۔ برادری کی خلاف شریعت باتوں پر ہم عمل نہیں کرتے۔

السائل محمد اسحاق نعیمی نقشبندی گجراتی، امام مسجد ضلع وہاڑی

۸۶ جواب: قرآن کریم کا فیصلہ ہے کہ **بَيِّدَ عُقْدَةَ النِّكَاحِ** یعنی نکاح کی گرہ شوہر کے ہاتھ میں ہے۔ تو جب تک وہ

طلاق نہ دے یا اس کی موت واقع نہ ہو، عورت ہنوز اس کے نکاح میں ہے۔ ہاں عورت اگر سمجھتی ہے کہ شوہر کے ساتھ بحالات

موجودہ نباہ نہیں ہو سکتا تو اپنا مہر معاف کر کے یا اپنے پاس سے کچھ مال دے کر اس سے طلاق حاصل کرے۔ اور کسی طرح وہ

طلاق نہ دے تو جبراً اس سے طلاق حاصل کی جائے۔ یوں کہ وہ اپنی زبان سے الفاظ طلاق ادا کرے اور کم از کم دو چار مسلمان

ان الفاظ کو اپنے کانوں سے سن لیں۔ ساتھ ہی طلاق نامہ پر دستخط کرالیں تاکہ فتنہ کی جڑ کٹ جائے یا پھر کسی دیندار حاکم وقت

کی طرف رجوع ہوں کہ وہ حاکم، شوہر پر جبر کرے کہ عورت کو طلاق دے۔ بہر حال جب تک وہ طلاق نہ دے۔ عورت اس کے

نکاح میں ہے اور کسی اور کے لئے اس سے نکاح حلال نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ **وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ**۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ ذی قعد ۱۴۱۵ھ

مطلقہ دوسرا نکاح کب کر سکتی ہے؟

سوال: میری بیوی مسات رانی نے دوسرا نکاح بنام اصغر علی ولد غلام احمد قوم قریشی عمر اندازاً ۵۵ سال سے کیا۔ اب میرا

مسات رانی دختر جلال سے کسی بھی قسم کا کوئی واسطہ نہیں۔ اب میں پھر شریعت محمدی کے مطابق مسات رانی دختر جلال کو طلاق!

طلاق! طلاق! دیتا ہوں۔ اب مسماں رانی آزاد ہے۔ میں آج کے بعد مسماں رانی اور اصغر علی ولد غلام احمد کے ساتھ کسی بھی قسم کا کوئی جھگڑا فساد نہیں کروں گا اور نہ وہ مجھ سے کریں گے۔ اگر ہم دونوں فریقین میں سے کسی بھی فریق نے جھگڑا فساد کیا تو رد ہوگا اور رد سمجھا جائے گا۔ تینوں بچوں کے ساتھ ان کی ماں رانی اور اصغر علی کا کوئی بھی واسطہ نہیں اور نہ ہوگا باقی مسماں رانی اور اصغر علی شہر پانویوں میں آ کر بچوں سے ملاقات کریں گے جس کے لئے میں کوئی رکاوٹ نہیں کروں گا۔ مسماں رانی میرے گھر سے تین کپڑوں کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں لے کر گئی۔ یہ بچوں والا فیصلہ شہر پانویوں کے کونسلر رئیس علی نواز خاں مری اور خیام عبدالستار ولد حسن دین وکاندارٹویوں نے کیا ہے جو ہم دونوں پارٹیوں کو منظور ہے جو کچھ اور لکھا گیا ہے ہم دونوں پارٹیوں کو منظور ہے۔ فقط السائل، اللہ بخش ولد فیض محمد، پانویوں

۷۸۶ جواب: شوہر نے جس تاریخ کو طلاق دی ہے اس تاریخ کے بعد جب عورت پر تین حیض گزر جائیں تو اب اس کے لئے جائز ہے کہ کسی بھی مومن مرد مسلمان سے نکاح کر لے۔ لانہ لامانع حیثند من النکاح۔ واللہ تعالیٰ اعلم
العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۱ھ

طلاق غصے میں ہی ہوتی ہے

سوال: جناب مفتی صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید اور اس کی بیوی کے درمیان بچوں کے معاملے میں کچھ شکر رنجی ہوئی اور زید نے جذبات سے بے قابو ہو کر اپنی زبان سے یہ الفاظ ادا کئے کہ میں نے تجھے طلاق دی! طلاق دی! طلاق دی! یعنی جو الفاظ اوپر ذکر کئے گئے ہیں یہی اصل الفاظ ہیں لہذا مذکورہ الفاظ کی روشنی میں از روئے شرع شریف صحیح فیصلے سے آگاہ فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ موقع واردات پر زید کا بہنوئی اور زید کا بیٹا موجود تھا۔

السائل محمد سراج الدین واحدی، ۲۲ جمادی الاولیٰ شریف ۱۴۰۱ھ

۷۸۶ جواب: طلاق کا باعث عام طور پر یہی غصہ میں جذبات سے مغلوب ہو جانا ہی ہوتا ہے اور غصہ کی طلاق معتبر اور نافذ ہے۔ نکاح شیشہ ہے اور طلاق پتھر۔ شیشے پر پتھر جان بوجھ کے مارا جائے یا بلا قصد اس پر پڑ جائے، شیشے کا ٹوٹ جانا یقینی ہے۔ یہی حکم طلاق کا ہے کہ راضی خوشی دی جائے تو طلاق اور غصہ و غضب میں دی جائے تو طلاق۔ لہذا صورت مذکورہ میں عورت پر تین طلاقیں پڑ گئیں اور طلاقیں جب تین تک پہنچ جائیں تو حلالہ کے سوا کوئی چارہ کار نہیں۔ عورت اس طلاق کی عدت گزارے۔ عدت گزارنے پر پھر کسی اور مرد بالغ سے نکاح کرے اور وہ اس سے ہم بستر بھی ہو۔ پھر وہ طلاق دے یا مرنے والے تو اس کی عدت گزار کر، اب پہلے شوہر سے نکاح کر سکتی ہے ورنہ ہرگز نہیں۔ یہی حکم قرآنی ہے کہ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرًا۔ یہی حکم حدیث نبوی ﷺ ہے کہ لَا حَتَّىٰ تَذَوَّقِيَ عَسِيلَتَهُ (الحديث)۔ واللہ تعالیٰ اعلم
العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ

شوہر طلاق کی تحریر کا اقرار کرتا ہے تو طلاق واقع ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

مسماں نور جہاں بنت حسن ساکن لیاقت اشرف کالونی، حیدرآباد

۱۔ یہ کہ تمہاری شادی میرے ساتھ ۱۹.۵.۱۹۷۳ء کو ہوئی اور بعد شادی میں نے تمہیں اچھی طرح رکھا اور کسی شکایت کا موقع اپنی طرف سے نہ دیا۔

۲۔ یہ کہ تم اور تمہارے والدین عادتاً تمہیں اپنے گھر رکھتے رہے اور یہ چاہا کہ میں گھر داماد بن کر رہوں جیسا کہ میرے والد سراج الدین ولد کریم بخش سے کہا جو کہ تمہارے والدین کے ساتھ رہتے ہیں۔

۳۔ یہ کہ گزشتہ عید پر میں عید کی نماز پڑھنے گیا تو تم میرے تین بچوں کے ساتھ اپنے والدین کے گھر چلی گئیں اور میرے بھائی چاند خان کے ساتھ واپس نہیں آئیں۔

۴۔ یہ کہ تمہارے والدین نے تمہیں استعمال کیا خلاف شرع اور دور تر مقصد کے لئے۔

۵۔ یہ کہ یہ پہلی بار ایسا نہیں ہوا بلکہ کئی بار تم ایسا کر چکی اور بڑی مشکلات رہیں تمہیں واپس لانے کے لئے۔

۶۔ یہ کہ جون ۱۹۷۶ء میں بھی تمہارے والدین نے کوشش کی کہ تمہیں میری مرضی کے خلاف اپنے گھر لے جائیں۔ جیسا کہ تم نے اپنے والدین کے گھر سے ۱۵.۶.۱۹۷۶ء دستاویز بھیجی جو کہ پانچویں ایکسٹرا جوائنٹ سول جج اور پی. سی. ایم حیدرآباد سے مصدقہ ہوئی ۱۶.۶.۱۹۷۶ء۔

۷۔ یہ کہ کپڑے دیگر سامان اور ۵۰۰ روپیہ کی رقم تمہارے والدین کی طرف ہے جیسا کہ ۱۵.۶.۱۹۷۶ء کی تحریر میں درج ہے۔

۸۔ یہ کہ میرے تین بچے جو کہ آپ لے گئیں اب تک آپ کے پاس ہیں اور باوجود میری کئی مرتبہ درخواست کے ان بچوں کو واپس نہیں کیا گیا۔

۹۔ یہ کہ تم اپنے والدین کے ہاتھوں میں کھلونا بنی ہوئی ہو وہ جیسا چاہتے ہیں تم ویسا ہی کرتی ہو میری مرضی کے خلاف اور میرے بچوں کی زندگی تباہ کر رہی ہو۔

۱۰۔ یہ کہ میں واضح کرتا ہوں کہ تمہارے (ڈیکلریشن) وضاحت کا ذکر ہے، جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے اور جو مصدقہ ہے پانچویں ایکسٹرا جوائنٹ سول جج حیدرآباد سے، تم میرے بچوں کی زندگی سے کھیل رہی ہو۔ لہذا میں سمجھتا ہوں کہ تمہیں طلاق دینے کے علاوہ دوسرا کوئی راستہ موجود نہیں موجودہ صورت حال کے تحت اس لئے میں یہاں تمہیں تین بار طلاق کا اعلان کرتا ہوں اور کہتا ہوں میرے تین بچوں کو جو تمہاری سپردگی میں ہیں واپس کر دو۔ جملہ اسباب کپڑے۔ اس اطلاع کی وصولیابی کے تین دن کے اندر اندر۔

تمہارا وفادار، محمد قاسم

۷۸۶ جواب: شوہر نے جو کچھ لکھا اس سے اسے انکار نہیں بلکہ اقرار ہے کہ ہاں وہ میری تحریر ہے بلکہ دوسروں لوگوں اور اپنی نئی سسرال والوں سے اس نے کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق نامہ دے دیا ہے اور یہ خود بھی اپنی جگہ طلاق دینے کا اقرار کرتا ہے۔ بلکہ اگر وہ طلاق نہ دیتا اور لوگوں سے جھوٹ موٹ کہتا کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے تب بھی وہ طلاق شرعاً واقع ہو جاتی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ) لہذا صورت مسئلہ میں جبکہ شوہر اپنی بیوی کو تین طلاق دینے کا اعلان کر رہا ہے تو عورت پر تین طلاقیں پڑ گئیں اور عورت بحرمت مغلطہ اپنے شوہر پر حرام ہو گئی۔ ایسی کہ بغیر حلالہ، محض نکاح سے بھی، اس کی زوجیت میں نہیں آ سکتی۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ (بقرہ: 230) و قال النبی ﷺ لَا حَتَّىٰ تَذَوَّقِيَ عَسِيلَتَهُ (الحديث)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ رجب المرجب ۱۴۰۱ھ

”طلاق دے رہا ہوں“ سے تو طلاق ہو جائے گی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنی بیوی کو جن الفاظ میں تحریراً طلاق دی ہے۔ یہ تحریر طلاق نامہ داتا دربار لاہور کے جامع مسجد کے خطیب و امام صاحب کو دکھایا گیا۔ جس پر آپ نے زبانی ارشاد فرمایا کہ جب تک تم اپنی بیوی کے سامنے تین بار طلاق زبان سے نہ دو گے اس وقت تک طلاق نہیں ہوتی۔ یاد رہے کہ زید نے یہ طلاق نامہ اپنی بیوی کی غیہ و جودگی میں دیا۔ یعنی یہ ایک گھر میں تھے اور بیوی دوسرے گھر میں تھی۔ لے جانے والے نے طلاق نامہ زید کی بیوی کو دیا۔ زید کی بیوی برابر والے گھر میں موجود تھی وہاں سے فوراً ہی تحریراً جواب دیا زید نے جواب پڑھے بغیر ہی واپس حیدرآباد آنے کا پروگرام بنالیا اور آتے وقت داتا دربار میں حاضری کے غرض سے گئے اور وہاں کے امام و خطیب مسجد سے یہ مسئلہ حل کرنے کی درخواست کی مگر آپ نے زبانی فتویٰ دیا کہ طلاق اس طرح نہیں ہوتی۔ وجہ معلوم کی گئی تو فرمایا کہ زید نے تحریر کیا ہے کہ ”طلاق دے رہا ہوں“ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ طلاق ہو گئی اور کچھ کہتے ہیں کہ نہیں ہوئی۔

مہربانی فرما کر اس مسئلہ کو حل فرما کر ہمیں صحیح راستے پر چلنے کی ہدایت فرمائیں امید ہے کہ اس مسئلہ کو قرآن و حدیث سے حل فرمائیں گے۔ فقط آپ کا خدمت گزار، عبدالوہاب بریلوی اہلسنت والجماعت، امریکن کواٹر، حیدرآباد

۷۸۶ جواب: شوہر نے خود فقیر کے روبرو یہ اقرار کیا ہے کہ یہ تحریر میری ہی ہے اور میرا منشاء بیوی کو طلاق دینا ہی تھا اس لئے کہ میں غصے کی حالت میں تھا۔ لہذا صورت مسئلہ میں وہ لفظ کہ میں ”طلاق دے رہا ہوں“ بمعنی ”طلاق دیتا ہوں“ ہے اور ان الفاظ سے ایک طلاق رجعی پڑ جاتی ہے۔ عدت کے دوران، شوہر کو رجعت کا حق حاصل ہے اور عدت گزر جانے پر نکاح ثانی کا۔ بشرطیکہ اس نے کوئی اور لفظ طلاق کا مونہہ سے نہ نکالا ہو۔ قال اللہ تعالیٰ اَلطَّلَاقُ مَرَّتَيْنِ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ شعبان المعظم ۱۴۰۱ھ

ایک طلاق کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسکی عبدالغنی ولد مولا بخش نے اپنی دختر مسماٹ حلیمہ کا نکاح نابالغ عمری میں مسکی عبدالکحیم ولد محمد یامین کے ساتھ کر دیا تھا۔ لڑکی کے بالغ ہونے تک دونوں فریقین میں اختلافات پیدا ہو گئے اور نوبت طلاق تک پہنچی۔ دونوں فریقین نے (لڑکے اور لڑکی کے والدین) گواہوں کی موجودگی میں فیصلہ کر کے لکھ لیا جس کی نقل منسلک ہے۔ فیصلہ کے وقت لڑکا عبدالکحیم موجود نہیں تھا وہ اس وقت اپنی دوکان پر تھا۔ لڑکے کے بڑے بھائی نے دوکان پر جا کر عبدالکحیم سے طلاق نامہ لکھوا کر لا کر دے دیا۔ اس وقت موجود لوگوں میں سے کسی نے بھی اس بات پر غور نہیں کیا کہ لڑکے نے کیا لکھا ہے تمام حاضرین اس خوش فہمی میں مبتلا رہے کہ طلاق نامہ لکھا گیا ہے اور طلاق ہو گئی۔ بعد میں لڑکی کے والد نے چند رشتہ داروں کو طلاق نامہ دکھایا تو ان کا کہنا ہے کہ طلاق تین نہیں ہوئی کیوں کہ طلاق نامہ میں ایک طلاق دینے کا ذکر کا ہے تین دفعہ نہیں۔ بعد ازیں لڑکے کے والدین سے رجوع کیا گیا تو ان کا کہنا ہے کہ ہمیں جو کچھ لکھ کر دینا تھا وہ ہم نے دے دیا۔ مزید کچھ لکھ کر دینے کے لئے تیار نہیں۔ علاوہ ازیں طلاق نامہ پر لفظ طلاق کو تین مرتبہ لکھ کر دینے کے لئے لڑکے کا والد چند شرائط رکھتا ہے جو لڑکی قبول نہیں کرتی۔ براہ کرم طلاق نامہ اور فیصلہ پر غور فرما کر صحیح صورت اور حکم شرعی سے آگاہ فرمائیں۔

فقط بقلم خود عبدالغنی ولد مولا بخش

۷۸۶ جواب: ایک طلاق بھی طلاق ہے بلکہ عند الشریع یہی مطلوب و سنت کے مطابق ہے۔ البتہ اس میں حلالہ کی ضرورت نہیں۔ عدت کے اندر رجعت اور بعد عدت نکاح کے بعد دونوں زن و شوہر کی مانند رہ سکتے ہیں۔ صورت مذکورہ میں عدت گزرنے پر دونوں نکاح کر سکتے ہیں اور عدت کے اندر رجعت۔ قال اللہ تعالیٰ قَامَسَاكِ بِمَعْرُوفٍ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ

تحریری طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسکی نور محمد نے اپنی زوجہ کے باپ کو خط میں یہ لکھا ہے کہ میری طرف سے آپ کی لڑکی شکیلہ بی بی کو طلاق ہے۔ کیا اس تحریر کی رو سے مسکی نور محمد کی زوجہ شکیلہ بی بی کو طلاق ہو گئی یا نہیں؟

سائل نور محمد، پولیس لائن، حیدر آباد، سندھ

۷۸۶ جواب: سوال کے ساتھ شوہر کا جو خط منسلک ہے اس میں صاف صاف تحریر ہے کہ ”میری طرف سے آپ کی لڑکی شکیلہ بی بی کو طلاق“۔ یہ الفاظ تین بار لکھے گئے ہیں اور شک نہیں کہ جب طلاق تین تک پہنچ جائے تو عورت اپنے شوہر پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی ہے جب تک حلالہ نہ ہو اور حلالہ کے بعد اس سے دوبارہ نکاح جائز ہے۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَہَا، و قال النبی ﷺ لَا حَتَّىٰ تَذَوَّقَ عَسِيلَتَہ (الحديث)۔ حلالہ کی صورت یہ ہے کہ عورت اس طلاق کی عدت گزرنے پر کسی اور سے نکاح کرے اور وہ دوسرا مرد اس سے ہم بستر ہو۔ پھر وہ طلاق دے یا

مر جائے پھر بہر حال اس کی عدت گزارے۔ اب عدت گزار جانے پر، یہ عورت پہلے شوہر سے نکاح کر سکتی ہے ورنہ ہرگز نہیں، خواہ ہنسی خوشی اور باہمی رضا مندی سے، یا کسی کے جبر اکراہ اور باؤ دھونس سے بہر صورت دوبارہ نکاح، حلالہ کے بغیر حلال نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ

تحریری طلاق کب موثر ہوتی ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: جبکہ شوہر نے طلاق نہیں دی بلکہ چند آدمیوں نے زوجہ کی طرف سے طلاق کا بیان لکھ کر، اپنے دستخط ثبت کئے اور مشہور کر دیا کہ فلاں نے فلاں کو طلاق دے دی۔ علاوہ زوجہ کے شوہر کے نہ تو دستخط ہیں اور نہ انگشت نشان، امید ہے کہ شریعت مطہرہ کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں گے۔

فقط لال شاہ ولد ولی شاہ، مہاجر کالونی

۷۸۶ جواب: صورت مسئلہ میں دو باتوں میں سے ایک کا پایا جانا ضروری ہے، یا تو شوہر اس بات کا اقرار کرے کہ یہ تحریر میں نے لکھی ہے یا لکھوائی اور اسے سن کر اس پر دستخط کئے یا نشان انگوٹھا ثبت کیا۔ غرضیکہ وہ اقرار طلاق کرے۔ یا پھر شوہر انکار کرتا ہے تو شرعی گواہ پیش کئے جائیں اور وہ گواہی دیں۔ اگر ان گواہوں میں دو مرد، یا ایک مرد، دو عورتیں ثقہ، عادل، دیندار، نماز روزہ کے پابند اور سچے ہوں اور وہ یہ گواہی دیں کہ شوہر نے ہمارے سامنے اپنی بیوی کو طلاق دی اور ہم نے اپنے کانوں سے الفاظ طلاق سنے تو طلاق کا حکم دیا جائے گا اور شوہر کا انکار معتبر نہ ہوگا۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ

طلاق بائن کے بعد تجدید نکاح کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص بنام غلام حیدر نے اپنی بیوی رخسانہ کو کچھ باہمی تنازعہ کی بناء پر اپنے گھر سے یہ کہہ کر نکال دیا تھا کہ اب میرا تمہارے سے کوئی واسطہ نہیں۔ نیز غلام حیدر نے اپنے کچھ دوستوں کو جو کہ اس کو سمجھانے گئے تھے ان کے سامنے بھی یہی الفاظ ادا کئے تھے مگر اس نے دونوں دفعہ لفظ طلاق استعمال نہیں کیا تھا۔ لہذا اب ہمیں از روئے شریعت بتایا جائے کہ ایسی صورت میں عورت مذکورہ کو طلاق واقع ہوئی ہے یا نہیں؟

فقط عبد الکریم ولد محمود خان، لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: اس صورت میں طلاق بائن ہوتی ہے۔ حلالہ کی ضرورت نہیں۔ دوبارہ ساتھ رہنا چاہیں تو تجدید نکاح ہوگا اور مہر دوبارہ مقرر ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ

وقوع طلاق میں عورت کی جانب کوئی شرط نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنی بیوی کے مطالبہ سے تنگ آ کر

اسے تین طلاقیں دے دیں۔ طلاق کے بعد معلوم ہوا کہ عورت حاملہ تھی۔ آیا حمل کی صورت میں طلاق پڑتی ہے یا نہیں؟ اب بیوی دوبارہ اپنے شوہر کے پاس آنا چاہتی ہے وہ آسکتی ہے یا نہیں؟ بیٹو! تو جروا خدا بخش، لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: جب طلاقیں تین تک پہنچ جائیں تو عورت سابق شوہر کے لئے، بے حلالہ کسی طرح حلال نہیں ہو سکتی۔ حکم قرآنی ہے فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ اور وقوع طلاق میں، عورت کی جانب سے کوئی شرط نہیں۔ بالغہ ہو یا نابالغہ، حاملہ ہو یا غیر حاملہ، جب اسے طلاق دی جائے گی واقع ہو جائے گی اور صورت مذکورہ میں چونکہ شوہر نے تین طلاقیں دی ہیں اس لئے رجعت کا یا دونوں کامیاں بیوی کی طرح رہنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ خواہ لڑکی اصرار کرے یا برادری والے دباؤ ڈالیں۔ وہ تو حرام ہو چکی، اب حلالہ کے بغیر اس کے لئے حلال نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ صفر المظفر ۱۴۰۲ھ

نشہ میں طلاق ہو جاتی ہے/ عورت کو تین طلاق کا یقین ہو اور شوہر منکر ہو تو عورت کیا کرے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنی زوجہ کو نشہ کی حالت میں تین طلاقیں دیں جبکہ زید کی تمام رات نشہ کی حالت میں گزری اور صبح نشہ ختم ہو گیا اور ہوش میں آیا تو زید نے اپنی بیوی کو خرچ کے لئے پیسے دینا چاہے تو بیوی نے انکار کر دیا اور کہا کہ رات کو آپ نے مجھے تین مرتبہ طلاق دے دی۔ میں نے اس بات کو سن کر یہ کہا کہ میں نے طلاق نہیں دی مگر اس نے پھر کہا کہ تم نشہ میں تھے اور نشہ کی حالت میں تین طلاقیں دی ہیں۔ میں نے قسم کھا کر کہا کہ میں نے تمہیں طلاق نہیں دی تو پھر اس نے مجھ سے خرچ کے پیسے لے لئے۔ آیا! اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

سائل محمد عاشق، حسین آباد، گدو، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: اس میں کوئی شک نہیں کہ نشہ والے نے، حالت نشہ میں طلاق دی تو طلاق واقع ہو جائے گی کہ یہ عاقل کے حکم میں ہے۔ اب یہ نشہ خواہ شراب کا ہو یا بھنگ، افیون، چرس، کسی نشہ آور شے کا (در مختار، عالمگیری) لیکن یہ حکم اس وقت ہے جبکہ شوہر خود اس کا اقرار کرے یا کم از کم دوشرعی گواہوں سے یہ بات ثابت ہو جائے کہ شوہر نے طلاق دی ہے۔ تنہا عورت کا قول یہاں معتبر نہیں۔ گواہ درکار ہیں اور وہ یہاں موجود نہیں تو طلاق کا حکم بھی نہیں دیا جائے گا۔ البتہ عورت کو اگر یقین ہے کہ اس نے مجھے طلاقیں دی ہیں تو اس پر فرض ہے کہ جس طرح بن پڑے اس سے بھاگے۔ اپنے پر اسے قابو نہ دے۔ یا پھر اعلانیہ طلاق حاصل کرے۔ اگرچہ اپنا مہر یا کچھ اور مال اپنے پاس سے دے کر۔ طلاق لئے بغیر اسے کہیں اور نکاح کا حق نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم کہ وہی حقیقت حال سے واقف ہے۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ شعبان المعظم ۱۴۰۲ھ

حاملہ عورت کو طلاق ہو جاتی ہے

سوال: جناب مولانا مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

جناب عالی گزارش عرض یہ ہے کہ: لڑکا اپنی بیوی کو مار کر یہ کہتا ہوا چلا گیا کہ جا طلاق دی! طلاق دی! یہ الفاظ کہتا ہوا چلا گیا۔ اب علماء سے یہ التماس ہے کہ اس مسئلے کو سامنے رکھتے ہوئے غور کیا جائے اور لڑکے کی بیوی تقریباً تین چار ماہ کی حاملہ ہے اور میں یہ بیان حلفیہ دے رہا ہوں اور ایک گواہ موجود تھا وہ یہ کہتا ہے کہ دو دفعہ طلاق کا نام لے کر چلا گیا۔

عمر دین ولد لال محمد، نواب شاہ

۸۶ء الجواب: نہ شوہر کو تین طلاقیں کا اقرار ہے، نہ کسی گواہ کی گواہی سے تین طلاقیں کا ثبوت ملتا ہے اور جو بات ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ شوہر نے دو مرتبہ طلاق کے الفاظ ادا کئے۔ تو حکم شرعی انہیں الفاظ پر دیا جائے گا کہ دو طلاقیں رجعی عورت پر پڑ گئیں۔ لہذا شوہر کو عدت میں رجعت کا اور عدت کے بعد نکاح ثانی کا اختیار ہے۔ حلالہ کی یہاں حاجت نہیں اور عورت کا حاملہ ہونا وقوع طلاق سے نہیں روکتا۔ طلاق بہر حال واقع ہو جاتی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ الطَّلَاقُ مَرَّتَيْنِ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ شعبان المعظم ۱۴۰۲ھ

غیر مدخولہ مطلقہ دوسری شادی فوراً کر سکتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید کی شادی تو ہو گئی لیکن رخصتی نہیں ہوئی اور جب رخصتی نہیں ہوئی تو ہم بستی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ زید کی عمر تقریباً سترہ اٹھارہ سال ہے زید نے اپنی سسرال خط لکھا، جس کا مضمون مندرجہ ذیل ہے کہ

”خالہ السلام علیکم

آپ بدچلن ہیں تو یقیناً آپ کی بیٹی بھی بدچلن ہوگی اس لئے مجھے یہ رشتہ نامنظور ہے میں اسے طلاق دیتا ہوں، تین دفعہ طلاق دیتا ہوں برائے مہربانی آپ بھی طلاق دے دیں اگر آپ نے طلاق نہیں دی تو میں بہت برا پیش آؤں گا میں آگے بھی جیلوں کا مونہہ دیکھ چکا ہوں اگر آپ نے تھوڑا بھی قدم اٹھایا تو دیوار بن کے کھڑا ہو جاؤں گا۔ میں تمہیں دس دن دے رہا ہوں دس دن کے اندر اندر میری بہن کو طلاق دے دی جائے اور دس دن کے اندر اندر مجھے مل جانا چاہئے ورنہ تم اپنے بیٹے کا آسرا چھوڑ دو، دس دن کے بعد میں لاڑکانہ آؤں گا پھر مجھ سے جو ہو گا وہ کروں گا۔“

یہ زید کے خط کا مضمون ہے۔ لڑکے کے وارث یعنی بھائی اور باپ نے سنا تو زید کو ڈانٹا اور دھمکایا اور منت کی تو زید نے کہا اگر میرے خط سے قرآن و حدیث کی روشنی میں طلاق نہیں ہوئی تو رخصتی کر کے لے آؤں گا اور اپنے گھر میں رکھوں گا اس بات کو مد نظر رکھا جائے کہ زید نے دلی نہیں کی ہے لہذا آپ سے گزارش ہے کہ قرآن و حدیث و فقہ کی رو سے بتائیں کہ زید کی بیوی کو اس طرح سے طلاق ہوگئی یا نہیں؟

بقلم خود محمد یوسف

۸۶ء الجواب: زید جبکہ اپنی منکوحہ کو کسی ہیر پھیر کے بغیر تین طلاقیں دے چکا تو تینوں طلاقیں عورت پر پڑ گئیں۔ ان دونوں کے مابین زوجیت کے تعلقات ختم ہو گئے۔ اب حلالہ کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں اور چونکہ رخصتی نہیں ہوئی اور خلوت صحیح

وقع میں نہیں آئی لہذا ان طلاقوں کی عدت عورت پر نہیں وہ جب چاہے دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ، و قال اللہ تعالیٰ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ (احزاب: 49)۔ واللہ تعالیٰ اعلم
العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ ربیع الاول شریف ۱۴۰۲ھ

طلاق نامہ پر دستخط کر دئے طلاق ہو گئی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنی بیوی کو مجبوری کے تحت کاغذ پر لکھ کر بھیجا کہ میری طلاق تجھے ہو! میری طلاق تجھے ہو! گواہوں کے سامنے مگر جس وقت تحریر شدہ طلاق نامہ عورت کے پاس پہنچا عورت نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ کیا اس عورت کو طلاق واقع ہو گئی یا نہیں۔ اس خاوند کے پاس رہ سکتی ہے یا نہیں؟ بینوا، توجروا السائل۔ یار محمد، مدار چند گوٹھ تالاب نمبر ۳، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: طلاق نامہ لکھ لیا گیا۔ شوہر نے خود لکھا اور لکھ کر اس پر دستخط کئے۔ پھر گواہوں نے اپنے دستخط ثبت کر دئے تو اب عورت کے رد کرنے سے کیا ہوتا ہے۔ وہ لاکھ رد کرے طلاقیں پڑ گئیں اور چونکہ تین طلاقیں دی گئی ہیں اس لئے حلالہ کے بغیر، یہ عورت اب اس شوہر کے لئے حلال نہ ہوگی۔ اگرچہ کسی کے دباؤ میں آ کر، یا باہمی رضامندی سے یہ دوسرا نکاح بھی آپس میں کر لیں۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ ربیع الاول شریف ۱۴۰۲ھ

مضمون طلاق پر واقف ہوا اور دستخط کر دئے، طلاق ہو گئی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسمی محمد یونس نے اپنی بیوی کو بذریعہ ڈاک طلاق بھیجی ہے۔ طلاق میں ایک ہی وقت میں تین مرتبہ طلاق کا لفظ دہرایا ہے اور بیچ میں کوئی وقفہ نہیں چھوڑا۔ کیا طلاق مکمل ہو گئی۔ یا ابھی بھی کوئی گنجائش باقی ہے۔ تین طلاقوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟ غلام نبی، شاہ لطیف آباد نمبر ۹، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: اگر طلاق نامہ مسمی محمد یونس نے لکھوایا، اور پھر خود اس لکھے ہوئے کو سن کر یا پڑھ کر، غرض اس کے مضمون سے واقف ہو کر دستخط کر دئے یا خود لکھا اور اس پر دستخط کئے اور اسے اس کا اقرار بھی ہے تو بے شک تینوں طلاقیں پڑ گئیں اور اب بغیر حلالہ وہ عورت اس کے لئے حلال نہ رہی۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ۔ واللہ تعالیٰ اعلم
العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ ربیع الاول شریف ۱۴۰۲ھ

حلالہ کی تکمیل کے بعد شوہر اول سے نکاح جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک بالغ عورت جو کہ چار بچوں کی ماں بھی ہے۔ اس نے اپنے والدین کے کہنے میں آ کر اپنے شوہر سے طلاق طلب کی، جس پر اس کے شوہر نے اسے تین بار لفظ طلاق استعمال کرتے ہوئے طلاق دے دی مگر کچھ عرصہ گزرنے کے بعد اس عورت کو اپنی غلطی کا احساس ہوا تو اس عورت نے اپنے سابقہ شوہر سے

دوبارہ شادی کے لئے، دوسرے شخص سے شادی بغرض حلالہ کر لی اور اس دوسرے شخص نے حلالہ کی حد مکمل کرنے کے بعد اسے طلاق دے دی اور وہ عورت اپنے سابقہ شوہر سے شادی کرنا چاہتی ہے۔ اس لئے جناب والا سے عرض ہے کہ از روئے شریعت ہمیں یہ تحریری طور پر بتایا جائے کہ اس عورت کا یہ فعل کیا از روئے شریعت جائز ہے یا نہیں؟

محمد حسنین، رشی گھاٹ، حیدر آباد

۸۶۷ جواب: شوہر اول کے طلاق دینے کے بعد عورت نے عدت گزار کر، دوسرے مرد سے نکاح کیا اور اس مرد نے اس سے ہم بستری بھی کی پھر اس نے طلاق دے دی اور اس طلاق کی بھی عدت گزار گئی تو بے شک عورت اب پہلے شوہر سے دوبارہ نکاح کر سکتی ہے کہ تین طلاقوں کے بعد، حلالہ ضروری تھا وہ عمل میں آچکا تو نکاح کرنا بھی حلال ہو گیا۔ (عامہ و کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ ربیع الآخر ۱۴۰۲ھ

طلاق دیتا ہوں! صریح طلاق ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

بیان مسکی عبدالحق ولد عبد القادر

عرصہ چھ سال ہوا۔ میرا نکاح مسماۃ آمنہ بنت بشیر احمد سے ہوا تھا۔ اس چھ سال کے عرصہ میں مسماۃ آمنہ کا رویہ قطعی درست نہ رہا اور اس طرح ہمارے تعلقات ابھی تک کشیدہ ہیں۔ ہماری کوئی اولاد بھی نہیں۔ مسماۃ آمنہ اپنی مرضی سے اپنے گھر چلی جاتی ہے۔ تقریباً اڑھائی سال قبل وہ بغیر میری اور میری ماں کی اجازت کے چلی گئی اور پھر نہ آئی اور نہ ہی میں اسے بلانا چاہتا ہوں چونکہ مسماۃ آمنہ کے والد مسکی بشیر احمد اپنی بیٹی کو طلاق دلوانا چاہتے ہیں تو میں بھی مسماۃ آمنہ کو طلاق دیتا ہوں۔ مندرجہ بالا بیان مجھے پڑھ کر سنایا گیا، سمجھایا گیا اور ان بیانات کی تصدیق کرتے ہوئے بلا جبر و تشدد نشان انگوٹھا لگاتا ہوں اور دستخط عبدالحق۔

گواہ: ۱۔ مسماۃ زبیدہ بیوہ عبد القادر ۲۔ محمد جمیل شیخ ۳۔ محمد اقبال ۴۔ نظام الدین

۸۶۷ جواب: مذکورہ بالا الفاظ کہ ”میں بھی مسماۃ آمنہ کو طلاق دیتا ہوں“ صریح طلاق کے الفاظ ہیں اور چونکہ اس کے ساتھ کوئی عدد مذکور نہیں لہذا اس سے ایک طلاق رجعی پڑگئی۔ عدت کے دوران، شوہر کو رجعت یعنی اسے اپنے نکاح میں باقی رکھنے کا اختیار ہے اور طلاق کی عدت یعنی تین حیض گزر جائیں تو دوبارہ نکاح کرنا ہوگا۔ حلالہ کی ضرورت نہیں۔ قرآن عظیم میں ہے الطَّلَاقُ مَرْثَن (الایہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ ربیع الاول شریف ۱۴۰۲ھ

نان و نفقہ کا اسٹامپ سمجھ کر طلاق نامہ پر دستخط کر دئے تو کیا حکم ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید کی شادی مسماۃ زاہدہ سے عرصہ سات ماہ قبل ہوئی۔ مسماۃ زاہدہ

اپنے شوہر کے ہمراہ تین چار یوم بعد رخصتی رہی اور کچھ عرصہ بعد تین چار یوم دوبارہ رہی بعدہ، اس کے والدین نے مسماۃ کو اپنے پاس روک لیا اور اس کے شوہر کے بار بار اصرار کرنے کے باوجود بھی نہیں بھیجا۔ زید جاہل ہے اور لکھنا پڑھنا قطعی نہیں جانتا۔ مسماۃ کے والدین نے زید سے کہا کہ نان و نفقہ کا کاغذ لکھ کر دو تب ہم لڑکی کو تمہارے ساتھ بھیج دیں گے اور زید نے نان و نفقہ کے کاغذ پر جو اسٹامپ پر تھا دستخط کر دئے۔ اب لڑکی کے والدین کہتے ہیں کہ لڑکی کو طلاق ہو گئی ہے جبکہ زید نے اس کو طلاق نہیں دی۔ محمد سعید ولد محمد منیر مرحوم، گجراتی پاڑہ، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: سچ اور جھوٹ کا حال اللہ خوب جانتا ہے۔ یہ حلال و حرام اور قبر و حشر کا معاملہ ہے بناوٹ سے نہ حلال حرام ہوگا نہ حرام حلال ہو جائے گا۔ نہ اللہ کے یہاں بناوٹ کام دے گی۔ جو دلوں کی چھپی باتیں جانتا ہے۔ اگر واقع میں زید نے کوئی طلاق نہیں دی۔ نہ زبان سے الفاظ طلاق ادا کئے اور نہ اسے یہ بات معلوم ہوئی کہ اس کاغذ میں کیا لکھا ہوا ہے اور نان و نفقہ کا کاغذ سمجھ کر دستخط کر دئے تو طلاق واقع نہ ہوئی۔ وہ بدستور اس کے نکاح میں ہے۔ کسی اور کو اس سے نکاح حلال نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ ربیع الاول شریف ۱۴۰۲ھ

مہر معاف کرنے کا مسئلہ

سوال: میں مسمی خورشید عالم ولد عبداللطیف اپنی بیوی رخسانہ بیگم ولد علاؤ الدین کو آپس میں نا اتفاقی کی وجہ اور گھریلو حالات کی بناء پر آج مورخہ ۱۲۔۱۹۸۱ء کو طلاق دیتا ہوں! طلاق دیتا ہوں! اور طلاق کے بعد رخسانہ بیگم میری کسی چیز کی حقدار نہ ہوگی اور نہ ہی وہ کسی قسم کا کوئی دھوئی کرے گی، یہ کاروائی ہم دونوں آپس میں طے کر چکے ہیں کہ مہر کی رقم کے بدلے اپنے دو بچے رخسانہ بیگم کے حوالے کرتا ہوں لیکن یہ طے پا چکا ہے کہ اگر رخسانہ بیگم دوسری شادی کرے گی تو اس صورت میں یہ دونوں بچے مجھے واپس کر دے گی۔ بچے کی واپسی کی صورت میں نہ تو کسی قسم کی رقم طلب کی جائے گی اور نہ ہی کسی قسم کا کوئی ڈیمانڈ قابل قبول ہوگا اور نہ ہی مہر کی رقم طلب کر سکتی ہے اور میں خورشید عالم اپنے ہوش و حواس کی برقراری میں اس کاغذ پر دستخط کر رہا ہوں۔ خورشید عالم

۷۸۶ جواب: طلاق دینے میں شوہر مختار ہے اور وہ اپنے اختیار کو کام میں لا کر، اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے چکا تو عورت اس پر بحرمت مغلفہ حرام ہو چکی۔ اب بغیر حلالہ اس کے لئے حلال نہ ہوگی۔ یہی حکم ہے قرآن و حدیث کا کہ فَلَا تَجِلُّ لَهُ مِن بَعْدِ حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرًا اور لَا حَتَّىٰ تَذُوقِيَ عَسِيلَتَهُ۔ اور مہر خالص عورت کا حق تھا جسے وہ معاف کر چکی تو شوہر اس سے بری الذمہ ہوا اور عورت، بچہ کے غیر محرم سے نکاح کرے تو حق پرورش یوں بھی ختم ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ صفر المظفر ۱۴۰۲ھ

خلع کی تعریف، عدت میں نکاح حرام

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ کیا جبراً خلع لینا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

۲۔ کیا بکر کی بیوی کا یہ دوسرا نکاح شرعاً جائز تصور کیا جائے گا۔ جبکہ بکر نے عدت کے اندر اندر جبراً خلع کو کینسل کرانے کا کیس عدالت عالیہ میں داخل کر دیا ہو اور عدالت عالیہ نے بکر کے جبراً خلع کے کیس کا فیصلہ بھی نہ کیا ہو اور بکر کی بیوی نے اپنا دوسرا نکاح کر لیا ہو؟

۳۔ کیا بکر کی بیوی شرعاً زنا کی مرتکب ہوتی ہے یا نہیں ہوتی ہے؟ جبکہ بکر کی بیوی کا دوسرا نکاح شرعاً ناجائز تصور کیا جائے؟

ڈاکٹر نجم الدین، لطیف آباد، حیدر آباد

۸۶۷ جواب: مرد کا اپنی منکوحہ سے کچھ مال لے کر، اس مال کے عوض نکاح زائل کرنے یا طلاق دے دینے کا نام خلع ہے۔ اگر ایسا ہی وقوع میں آیا کہ شوہر نے مال کے بدلے میں عورت کو طلاق دے دی تو بے شک طلاق واقع ہوگئی اگرچہ الفاظ طلاق کی زبان سے ادائیگی پر اس مرد کو مجبور کیا گیا ہو۔ (درمختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ عدت میں نکاح حرام قطعی ہے بلکہ نکاح تو بڑی چیز ہے، قرآن عظیم نے عدت میں نکاح کے صریح پیام کو بھی حرام فرمایا۔ بلکہ عدت گزرنے پر نکاح کر لینے کے وعدہ کو بھی حرام فرمایا۔ صاف ارشاد فرمایا وَلَا تَعْزِمُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ (بقرہ: 235)۔ یعنی (جب تک عدت پوری نہ ہو نکاح کا قصد بھی نہ کرو) علماء کرام فرماتے ہیں کہ اگر نکاح کرنے والے کو وقت نکاح معلوم تھا کہ عورت ہنوز عدت میں ہے۔ یہ جان بھی کر اس سے نکاح کر لیا وہ زنائے محض ہے۔ مولیٰ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے۔ (فتاویٰ رضویہ) یہ دونوں فوراً ایک دوسرے سے، عذاب آخرت سے ڈر کر جدا ہو جائیں اور خود جدا نہ ہوں تو با اثر دیندار مسلمان انہیں ایک دوسرے سے علیحدگی پر مجبور کریں اور ان سے قطع تعلق کر لیں۔ ورنہ اسی پر راضی رہنا، عذاب الہی کو دعوت دینا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۲ھ

جہیز۔ مہر۔ نفقہ۔ پرورش

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

میری لڑکی کو عرصہ تین ماہ طلاق دے ہوئے ہو گئے مگر اب تک اس کا حق مہر، اور جہیز اور دو تولہ سونا ۵۰۰ روپیہ حق مہر، تین ماہ جو عدت میں گزرا، اس کا خرچہ اور ڈیڑھ سال کی لڑکی جو اس کے پاس ہے اس کے خرچہ کا قرآن اور سنت کی روشنی میں یہ فیصلہ کر کے بتایا جائے کہ لڑکی کن کن چیزوں کی حقدار ہے۔ جو کہ خدائی فیصلہ ہے اور آپ برائے نوازش خداوند قدوس کی طرف سے ان حالات و دنیاوی ضرورتوں کی رہنمائی اور سچ و حق و باطل کا فیصلہ کرنے پر مقرر ہیں جو جو ابداری خداوند کریم کی طرف سے آپ کو سونپی گئی ہے تو مہربانی فرما کر اپنا فیصلہ دیں گے تو ہم بہت شکر گزار ہوں گے۔

فقط السائل: محمد عمر قادری ولد محمد منیر، معرفت مولانا سید محمد علی رضوی، نور مسجد و منبرہ پول، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: وہ زیور و اسباب اور سامان جہیز جو کہ عورت اپنے جہیز میں لائی، خاص عورت کی ملکیت ہے۔ جس میں شوہر یا اس کے سرال والوں کا کچھ حق نہیں۔ طلاق ہوئی، کُل لے گی اور مرگئی تو اس کے ورثہ پر تقسیم ہوگا۔ ردالمحتار میں ہے کل احد يعلم ان الجهاز للمرءة اذا طلقها تاخذہ کله و اذامات یورث عنها۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ جتنا مہر ذمہ شوہر ثابت ہے، طلاق کی صورت میں (جبکہ رخصتی عمل میں آچکی اور زن و شوہر باہم یکجا ہو چکے)، عورت اپنا پورا پورا مہر پائے گی۔ خواہ وہ نقد رقم کی صورت میں ہو یا چاندی سونے کی شکل میں اور سونا چاندی مہر میں دینا قرار پایا تھا اور شوہر اس کی قیمت دینا چاہے تو اسی روز کا بازاری نرخ معتبر ہوگا جس دن ادا کرے۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ جس عورت کو طلاق دی گئی ہے بہر حال عدت کے اندر نفقہ پائے گی لیکن جو عورت بے اجازت شوہر، گھر سے چلی جایا کرتی ہے اس بناء پر اسے طلاق دی تو عدت کا نفقہ نہیں پائے گی۔ ہاں اگر بعد طلاق شوہر کے گھر میں رہی اور باہر جانا چھوڑ دیا تو پائے گی (عالمگیری)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ بچہ ماں کی پرورش میں ہے لیکن عورت نہ اس کے باپ کے نکاح میں ہے، نہ عدت میں، تو حق پرورش بھی لے سکتی ہے اور دودھ پلانے کی اجرت اور بچہ کا نان و نفقہ بھی۔ اگر بچہ کا مال نہ ہو تو اس کے باپ دادا وغیرہ یہ سب اخراجات برداشت کریں گے۔ (ردالمحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ ربیع الآخر ۱۴۰۲ھ

صریح الفاظ طلاق میں نیت کا اعتبار نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میں مسمی عبد الصمد ولد الحاج عبد الواحد شیخ، مندرجہ بالا حقائق حلفیہ بیان کرتا ہوں۔ برائے مہربانی قرآن و حدیث کی روشنی میں فتویٰ صادر فرمائیں۔

میری والدہ اور میری بیوی اکثر و بیشتر ایک دوسرے کی شکایت کرتی رہتی ہیں جبکہ میں اپنی ڈیوٹی سے تھکا ہوا آتا تھا۔ اس لئے میں نے دونوں سے کئی بار کہا کہ اپنے مسائل خود ہی حل کرو اور مجھ سے ایک دوسرے کی شکایت نہ کیا کرو لیکن یہ نہیں مانتی تھیں۔ اسی طرح ایک دن میری والدہ نے مجھ سے میری بیوی کی شکایت کی جو کہ حاملہ تھی اور میکے گئی ہوئی تھی۔ اس وجہ سے میں والدہ پر کافی ناراض ہوا میں نے سوچا والدہ کو ایسی بات کہوں کہ جس سے وہ نصیحت لیں اور اس خوف سے آئندہ میری بیوی کی شکایت نہ کریں کہ کہیں میں کوئی سخت قدم نہ اٹھاؤں۔ میں نے غصے میں کہا کہ میں قصہ ہی پاک کئے دیتا ہوں میں نے افشاں کو طلاق دی! میں نے اسے طلاق دی! میں نے طلاق دی! میرا بیوی سے کوئی اختلاف نہیں تھا۔ ہم دونوں ایک دوسرے سے مطمئن تھے۔ میں اس کے بعد بھی اس سے تنہائی میں متاثر ہاگوں ازدواجی تعلقات اس خوف سے قائم نہ کئے کہ کہیں وہ میرے نکاح سے نکل نہ گئی ہو۔ اور مجھے علم نہیں تھا کہ اس بات کے نتائج میری بیوی کے لئے خطرناک نکل سکتے ہیں یا اس طرح ہم ایک دوسرے سے الگ بھی ہو سکتے ہیں۔ اور میں بیوی سے ناراض نہیں تھا، نہ ہی اسے طلاق دینے کا ارادہ تھا اور

نہ ہی خیال تھا کہ اس طرح تین طلاقیں پڑ سکتی ہیں۔ مقصد والدہ کو تنبیہ کرنا تھا کہ وہ آئندہ اس کی شکایت نہ کریں۔ اور بیوی حاملہ تھی اور میکے میں تھی سامنے موجود نہ تھی اس واقعہ کے چار ماہ بعد بچی تولد ہوئی۔ اور میں شدید غصہ کی حالت میں تھا اور ان الفاظ کی ادائیگی کے وقت بیٹھے سے کھڑا ہو گیا تھا۔ اور مخاطب میری والدہ تھیں اور کمرہ میں کوئی دوسرا موجود نہیں تھا لیکن بعد میں وہ بتانے سے قاصر رہیں کہ میں نے طلاق کے الفاظ کتنی بار استعمال کئے۔ براہ مہربانی قرآن وحدیث کی روشنی میں جلد از جلد فتویٰ صادر فرمائیں کہ طلاق ہو گئی یا نہیں؟ فقط عبدالصمد ولد عبدالواحد، شاہی بازار کوٹری، ضلع دادو، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: صورت مذکورہ میں تین طلاقیں ہو گئیں کہ صریح الفاظ میں نیت معتبر نہیں۔ اب عورت بے حلالہ اس کے نکاح میں نہیں آ سکتی۔ قال اللہ تعالیٰ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرًا۔ اور غصہ مانع طلاق نہیں بلکہ اکثر وہی طلاق پر آمادہ کرتا ہے۔ یوں ہی عورت کا حاملہ ہونا وقوع طلاق کو مانع نہیں اور نہ ہی یہ ضروری ہے کہ عورت وہاں موجود ہو۔ بلکہ اگر تنہائی میں طلاق دی اور شوہر کو اس کا اقرار ہے تب بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ (عالمگیری، درمختار، فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم
العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم صفر المظفر ۱۴۰۲ھ

طلاق کے لئے عورت کا سامنے ہونا ضروری نہیں ہے

سوال: ایک شخص نے بحالت غصہ بوقت جھگڑا اپنی منکوحہ سے درج ذیل الفاظ کہے (بغیر نام لئے اپنی بیوی کا) کہ طلاق دی! طلاق دی! اب دی میں نے تجھے طلاق! لہذا براہ کرم فتویٰ صادر فرمائیں کہ طلاق ہوئی یا نہیں؟
اصغر افضل حسین، عقب پولیس اسٹیشن پھلیلی، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: طلاق کے لئے نہ عورت کا وہاں موجود ہونا ضروری، نہ عورت کا نام لے کر طلاق دینا لازم۔ نہ زبان سے یہ کہنا ضروری کہ میں نے اپنی زوجہ کو یا دختر فلاں کو طلاق دی۔ بلکہ قرآن وحالات بتاتے ہوں کہ اس کا مقصد اپنی بیوی کو طلاق دینا تھا تو اگرچہ نسبت و اضافت نہ ہو، عورت پر طلاق پڑ جائے گی۔ لہذا صورت مسئلہ میں عورت پر تین طلاقیں پڑ گئیں اور عورت اپنے شوہر پر حرام ہو گئی۔ اب بغیر حلالہ، نہ یہ دونوں، میاں بیوی کی طرح رہ سکتے ہیں اور نہ نکاح جدید کے بعد شوہر اس کو اپنے ساتھ رکھ سکتا ہے۔ حلالہ شرط ہے اور صاف صاف قرآن کا حکم۔ قال اللہ تعالیٰ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرًا، وقال النبی ﷺ لا حتی تذوقی عسملتہ (الحدیث) واللہ تعالیٰ اعلم
۷ سوال المکرم ۱۴۰۲ھ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

نکاح ثانی کب درست ہے؟

سوال: زید نے اپنی بیوی کو گواہوں کے روبرو ۱۹۸۲ء ۱۴۰۳ھ کو طلاق دے دی۔ زید کی بیوی کے ماں باپ نے بکر کے ساتھ نکاح کی تاریخ ۱۹۸۲ء ۲۸ھ طے کر دی مگر عین وقت پر مقامی قاضی نے نکاح پڑھانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ طلاق کی عدت پوری نہیں ہوئی اور یہ نکاح نہیں ہو سکتا مگر زید کی بیوی کے ماں باپ نے بکر کو اور دوسرے لوگوں کو دوسرے شہر لے

جا کر ۲۸.۶.۸۲ء ہی کی رات کو بکر سے نکاح کروادیا۔ آیا! یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟ اور کیا فرماتے ہیں علماء دین بکر اور اس کے نکاح کے شرکاء کے بارے میں؟ فقط السائل، عبدالکریم

۷۸۶ جواب: طلاق و نکاح ثانی کی درمیانی مدت میں اگر عورت کو تین حیض آ گئے تو نکاح ثانی جائز و درست ہوا اور اگر وہ حاملہ تھی یا اسے تین حیض نہ آئے تھے تو یہ نکاح حرام ہوا۔ ان دونوں پر لازم ہے کہ فوراً ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں اور آخرت کے عذاب سے ڈریں۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ وَاللّٰهُ طَلَّقْتُ يَتَرَبِّضْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ یعنی (طلاق والی عورتیں اپنے آپ کو تین حیض تک روکے رہیں) یعنی اس دوران میں نکاح کر لینا انھیں حلال نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۱۹ رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ

طلاق رجعی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص عبدالقیوم ولد بہادر نے اپنی زوجہ مسماۃ زریہہ حاملہ کو ایک شخص حافظ عبدالرحمن ولد عبدالرحیم کی موجودگی میں یہ کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی اور اس کے روبرو لکھ کر بھی طلاق دی جس میں ایک لفظ طلاق کا موجود ہے اور اس معاملہ میں دوسرا بھی ایک شاہد عبدالرحمن بن محمد ہے، جس کا بھی یہی بیان ہے۔ براہ کرم اس مسئلہ میں یہ بتائیں کہ یہ عورت اس کے نکاح میں آ سکتی ہے یا نہیں؟ اگر آتی ہے تو کس صورت میں؟ فقط السائل، عبدالقیوم

۷۸۶ جواب: اگر واقعہ تیسری طلاق دینے کی نوبت نہیں آئی بلکہ شوہر نے ایک بلکہ دو مرتبہ صاف صریح الفاظ میں اپنی بیوی کو طلاق دے دی تو یہ طلاق، طلاق رجعی ہے۔ جس میں شوہر کو رجعت کا حق حاصل ہے۔ قال اللہ تعالیٰ الطَّلَاقُ مَرَّتَيْنِ فَإِنْ سَاكَ بِمَعْرُوفٍ (بقرہ: 229)۔ دونوں کے مابین نکاح باقی ہے بشرطیکہ عدت نہ گزری ہو اور عدت گزر چکی ہو تو اب دوبارہ نکاح ضروری ہے۔ حلالہ کی البتہ حاجت نہیں۔ (عامہ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ صفر المظفر ۱۴۰۲ھ

تجھے طلاق دے دوں گا! سے طلاق نہیں ہوتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنی بیوی کو یہ کہہ کر کہ اگر تو میری اجازت کے بغیر اپنے والدین کے یہاں گئی تو تجھے طلاق دوں گا! اور تجھے طلاق دوں گا! صرف طلاق کا لفظ اس نے دو مرتبہ کہا ہے۔ اس کے بعد اس کی بیوی اس کی اجازت کے بغیر اپنے والدین کے یہاں چلی گئی تو اس کے کہنے سے کوئی طلاق واقع ہوئی۔ اس واقعہ کو سترہ سال گزر چکے ہیں اور لڑکی حاملہ تھی۔ براہ کرم اس مسئلہ کو حل فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔

منجانب: عبدالقادر، لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: ”تجھے طلاق دوں گا“ یہ ارادۃ طلاق ہے۔ طلاق نہیں۔ خواہ دس مرتبہ کہے یا دو تین مرتبہ۔ ہاں اگر اس کے بعد ایسا لفظ کہا جس سے کہ فی الفور طلاق واقع ہو جاتی ہے تو ان الفاظ پر حکم شرعی دیا جائے گا۔ بہر حال ابھی عورت اس کے

نکاح میں باقی ہے۔ اسے گھرا کر، میاں بیوی کی طرح پیار و محبت سے رہیں اور عورت کی اچھی عادتوں پر نظر رکھیں۔ صرف برائیاں نہ دیکھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ صفر المظفر ۱۴۰۲ھ

کسی کے اصرار پر طلاق، اکراہ شرعی نہیں

سوال: بخدمت جناب محترم مولانا مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، جناب عالی گذارش عرض یہ ہے کہ ایک عدد سرکاری اسٹامپ پر جس میں طلاق نامہ تحریر کروایا گیا تھا میں نے خوف و ڈر کی وجہ سے اس پر اپنے دستخط کر دیئے۔ آپ سے التجا کرتا ہوں کہ براہ کرم اس پر روشنی ڈالیں کہ آیا اس طرح طلاق ہو سکتی ہے یا نہیں؟ میں بہت سخت پریشان ہوں۔ خدارا مجھے اس پریشانی سے نجات دلائیں مجھے اپنی بیوی سے بہت محبت ہے۔ امید ہے کہ آپ مجھے اس پریشانی سے نجات دلائیں گے۔ فقط السائل، عبدالرحمن ملک

۷۸۶ الجواب: محض کسی کے اصرار یا دباؤ کو مجبوری نہیں کہا جاتا۔ ہاں اگر جبر و اکراہ شرعی ہو مثلاً طلاق نامہ پر دستخط لینے والے نے اسے قتل کرنے یا کسی عضو کے کاٹ دینے یا ہاتھ پاؤں وغیرہ توڑ ڈالنے کی دھمکی دی اور یہ شخص جانتا ہے کہ اگر میں نے اس کی بات نہ مانی تو وہ جو کہہ رہا ہے کر بیٹھے گا اور اس کی زندگی دو بھر کر دے گا تو یہ ضرور شرعی جبر و اکراہ کی صورت ہے اور ایسی صورت میں طلاق کے الفاظ اگر زبان سے کہہ دیئے تو کیسا ہی جبر و اکراہ ہو، جب زبان سے طلاق دے دی طلاق پڑ جائے گی۔ اور اگر ایسے جبر و اکراہ کی صورت نہ تھی اور طلاق نامہ کے مضمون پر واقف ہو کر، محض معمولی دھمکی یا دباؤ میں آ کر دستخط کر دئے تب بھی طلاق پڑ گئی۔ بالجملہ اکراہ شرعی کی صورت میں اگر زبان سے طلاق نہ دی صرف طلاق نامہ پر دستخط کر دئے تو طلاق نہ پڑی ورنہ پڑ گئی۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ

لکھی ہوئی طلاق پر دستخط کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ تم میری بیوی کو طلاق نامہ لکھ دو چنانچہ اس نے اس کے کہنے کے بموجب طلاق نامہ لکھ دیا۔ اس طلاق نامہ کو پڑھ کر شوہر نے اس پر دستخط کر دئے۔ اب دوسرے لوگوں نے اس شوہر کو سمجھایا کہ تم اپنی زبان سے ابھی کوئی لفظ طلاق کا ادا نہ کرو۔ طلاق نامہ اگر وہ لوگ لے لیں تو دونوں کے گواہوں کے سامنے طلاق کا لفظ ادا کر دینا۔ ورنہ دوسری صورت دیکھی جائے گی۔ اب اس طلاق نامہ کو لے کر دونوں گواہ اس شخص کی بیوی کے پاس گئے اور اس کو طلاق نامہ دیا اور کہا کہ تمہیں شوہر نے طلاق دے دی ہے لیکن بیوی نے کہا کہ طلاق اس صورت میں نہیں ہوتی اور طلاق نامہ لینے سے انکار کر دیا۔ دریافت یہ ہے کہ عورت کو طلاق ہوئی یا نہیں؟

نقطہ طارق محمود، لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: طلاق خود تحریر کرنا یا دوسرے کے لکھے ہوئے کو پڑھ کر یا سن کر اپنے دستخط کر دینا ایک ہے۔ اصل چیز مضمون پر مطلع ہونا ہے بلکہ جب شوہر نے کاتب سے کہا کہ دستبرداری کی تحریر لکھ دو اور اس نے تین طلاقیں لکھ دیں اور شوہر نے اسے پڑھ کر عورت کے پاس بھیج دیا۔ اپنی زبان سے الفاظ طلاق ادا نہ کئے، تب بھی تین طلاقیں پڑ گئیں اور عورت کا طلاق نامہ قبول نہ کرنا، طلاق کو واقع ہونے سے نہیں روک سکتا۔ وہ لاکھ انکار کرے، طلاقیں تو پڑ گئیں۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں قادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ صفر المظفر ۱۴۰۲ھ

رجوع کا طریقہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مجھے راستے میں چند دوستوں نے شراب پلائی اس کے بعد میں گھر پہنچا تو دیکھا کہ میری بیوی کا ہمسایوں سے بچوں کے بارے میں جھگڑا ہو رہا ہے تو اس پر میں نے اپنی بیوی کو ڈانٹا اور کہا کہ مت رُو، اس نے مجھ سے کہا کہ تم خاموش رہو اور بچوں کے بارے میں کچھ نہ بولو، بچوں پر میرا حق ہے میں بولوں گی۔ اس بات پر مجھے غصہ آیا اور میں نے دو مرتبہ اپنی بیوی سے یہ الفاظ کہے تجھے طلاق! طلاق! اور یہ الفاظ کہتے وقت میں کچھ ہوش میں نہ تھا اور محلہ کی عورتیں بھی اس پر گواہ ہیں کہ میں نے یہ الفاظ دو مرتبہ ہی ادا کئے ہیں۔ آیا ان الفاظ سے طلاق ہو گئی ہے یا نہیں؟ اور اگر ہو گئی تو مجھے کیا کرنا چاہئے؟ شرعی فیصلہ سے آگاہ فرمائیں۔

السائل مظہر علی، پرانا پاور ہاؤس، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: سچ اور جھوٹ کا حال اللہ جانتا ہے۔ یہ حلال و حرام و قبر و حشر کا معاملہ ہے۔ بناوٹ سے حرام طلال نہ ہو جائے گا۔ نہ اللہ تعالیٰ کے یہاں بناوٹ کام دے گی جو دلوں کی چھپی باتیں جانتا ہے۔ اگر واقع میں اس نے تین طلاقیں نہیں دیں اور نہ شوہر کو تین طلاقوں کا اقرار ہے اور نہ کوئی اور گواہ تیسری طلاق دینے کا بیان کرتا ہے تو یہ شوہر اس عورت سے رجعت کر سکتا ہے یعنی لوگوں کے روبرو اتنا کہہ دے کہ میں نے تجھے اپنے نکاح میں واپس لیا۔ اب وہ بدستور اس کی زوجہ رہے گی اگر پہلے کبھی ایک طلاق نہ دے چکا ہو۔ ورنہ ایک وہ اور دو یہ مل کر تین ہو گئیں۔ عورت نکاح سے نکل گئی۔ حلالہ کی ضرورت ہوگی۔ یوں ہی اگر پہلے طلاق نہ دی تھی یہ دودی ہیں تو آئندہ جب کبھی ایک طلاق دے گا، عورت حلالہ کے بغیر اس کے نکاح میں نہ آسکے گی۔ (عامہ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں قادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ

کیا صرف آواز پر گواہی معتبر ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین درمیان اس مسئلہ کہ: میاں کہتا ہے اپنے سر پر قرآن اٹھا کر کہ میں نے اپنی بی بی کو طلاق نہیں دی۔ بی بی کہتی ہے کہ مجھے طلاق دی ہے۔ ایسی صورت میں برادری کے لوگوں نے چار ثالث مقرر کئے اور میاں بیوی جہاں پر مقیم تھے وہاں جائے واردات پر ثالث گئے اور وہاں کے لوگوں سے تحقیقات کی اور معلومات کی ان کے ہمسایوں سے جو کہ چٹائیوں کی جھونپڑی میں مقیم ہیں۔ ان کے ایک پڑوسی صاحب نے کہا کہ ہم نے اپنی جھگی جو کہ چٹائی سے بنی ہوئی ہے

وہاں سے لڑکے کی آواز سنی اور یہ الفاظ سنے کہ طلاق دی! تین دفعہ اندر سے آواز سنی طلاق دے دی! دو دفعہ باہر سے آواز سنی طلاق دے دی! اسی قسم کا بیان مذکورہ شخص کی بیوی کا ہے۔ یہ صرف دو گواہ ہیں ایک مرد اور ایک عورت ہے۔ جھگڑے کے بعد پندرہ دنوں تک دونوں میاں بیوی اپنی جھگی میں ساتھ رہے۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں فتویٰ دے کر شکر یہ کا موقع دیں۔ فقط السائل امام الدین

۷۸۶ الجواب: صورت مسئلہ میں جن لوگوں کو بطور گواہ پیش کیا جا رہا ہے شرعاً ان کی گواہی معتبر نہیں۔ اولاً کہ نصاب شہادت کامل نہیں یعنی دو ثقہ قابل اعتبار، پابند شرع، مرد گواہی نہیں دے سکے۔ پھر ان کی گواہی محض شناخت آواز پر ہے۔ شوہر اپنے گھر میں اور یہ اپنے گھر میں اور محض شناخت آواز پر شہادت نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ) اب نہ رہی مگر شوہر اور بیوی کی قسم۔ تو ایسے حالات میں مرد کی قسم معتبر ہے۔ عورت کی قسم فضول ہے۔ لہذا جب گواہ موجود نہیں کہ ان کی گواہی شرعاً مقبول ہوتی ہے اور مرد کو اقرار نہیں، تو طلاق ہرگز ثابت نہ ہوگی۔ ہاں اگر واقعی میں طلاق دے دی ہے اور جھوٹ بول کر انکار کرتا ہے تو اس کا وبال اور سخت عذاب اس پر ہے اور عورت اگر خوب جانتی ہے کہ اس نے طلاق دے دی تھی تو اگر وہ ایک یا دو دفعہ صاف و صریح الفاظ میں دی تھی تو وہ طلاق رجعی ہے اور شوہر کو رجعت کا حق حاصل ہے اور اگر بائن دی تھی یعنی ایسے الفاظ جو طلاق کے لئے مخصوص نہیں لیکن اس نے بہ نیت طلاق کہے تو عورت کو اس سے کہنا چاہئے کہ اگر تو نے طلاق نہیں دی، تو نہ سہی۔ از سر نو نکاح میں کیا حرج ہے اور مرد کو چاہئے کہ دوبارہ نکاح کرے اور اگر عورت کو یقین ہے کہ وہ تین طلاقیں دے چکا ہے تو جس طرح ممکن ہو اس سے نجات حاصل کرے۔ اپنا مہر وغیرہ چھوڑنے کے بدلے اس سے طلاق مل سکے تو یوں لے اور یہ بات ممکن نہ ہو تو عذاب اس پر رہے گا۔ جب تک یہ خود اس کے پاس جانے کی رغبت نہ کرے گی۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ صفر المظفر ۱۴۰۲ھ

طلاق کے متنازعہ الفاظ پر حکم

سوال: جناب منترم مفتی صاحب عرض یہ ہے کہ

۱۔ میں نے غمے میں ایک مرتبہ رات کو اور دو مرتبہ دن میں اپنی بیوی کو کہا تھا کہ میں تمہیں طلاق دے دوں گا۔ برعکس اس کے میری بیوی کہتی ہے کہ ایک مرتبہ رات اور دو مرتبہ دن میں کہا تھا کہ میں تمہیں طلاق دیتا ہوں جبکہ مجھے کامل یقین ہے اور اس میں کسی شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں کہ میں نے اس کو کہا تھا کہ میں تمہیں طلاق دے دوں گا۔ لہذا براے مہربانی فتویٰ جاری کیا جائے کہ آیا! طلاق ہوئی یا نہیں؟

۲۔ جب میں تیسرے دن اپنی بیوی سے ملنے گیا تو وہاں میرے سر صاحب نے مجھے اپنی بیوی سے ملنے نہیں دیا اور کہا کہ میں نے سنا ہے کہ تم نے میری بیٹی کو طلاقیں دے دی ہیں۔ کیوں کہ اس وقت میں شک میں تھا آیا! طلاق ہوئی یا نہیں۔ اس لئے میں نے کہا کہ "آپ نے جو کچھ سنا صحیح سنا" اب میری ساس صاحبہ فرماتی ہیں کہ اگر تم نے اس وقت طلاق نہیں دی تھی، تو پھر

اس وقت طلاق ہوگئی تھی جب تم نے کہا تھا کہ آپ نے جو کچھ سنا صحیح سنا۔ لہذا آپ سے مودبانہ گزارش ہے کہ اس سلسلے میں فتویٰ جاری کیا جائے۔ عین نوازش ہوگی۔ شکریہ محمد صلاح الدین انصاری

۷۸۶ الجواب: ”میں طلاق دے دوں گا“ یہ الفاظ طلاق پر نہیں، ارادہ طلاق پر دلالت صریحہ کرتے ہیں اور ارادہ طلاق، طلاق نہیں اور تنہا عورت کا قول معتبر نہیں۔ تو دونوں کے مابین نکاح باقی ہے۔ البتہ شوہر کا بعد میں اپنے خسر سے یہ کہنا کہ ”آپ نے جو کچھ سنا صحیح سنا“ قابل غور ہے کہ اس سے طلاق پڑی یا نہیں۔ لیکن غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ قول، اقرار طلاق نہیں جبکہ شوہر کو یقین ہے کہ اس نے طلاق نہیں دی۔ صرف یہ کہا تھا کہ ”طلاق دے دوں گا“ ہاں اگر ان الفاظ کی ادائیگی کے وقت اس نے طلاق کی نیت کر لی تو اب وقوع طلاق میں کوئی شبہہ نہیں اور عورت کو اگر یقین ہے کہ شوہر نے اسے تین طلاقیں دے دی ہیں تو جس طرح بن پڑے اسے اپنے اوپر قابو نہ دے۔ اپنا مہر وغیرہ چھوڑنے کے بدلے اس سے طلاق مل سکے تو یوں طلاق لے لے اور یہ ممکن نہ ہو تو عذاب اس شوہر پر رہے گا جب تک یہ خود اس کے پاس جانے کی رغبت نہ کرے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ صفر المظفر ۱۴۰۲ھ

طلاق حالت حیض میں، گناہ ہے مگر ہو جاتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسمی سید ضامن علی حسنی نے اپنی زوجہ کی ایذا رسانی سے تنگ آ کر تین طلاق تحریری خود اپنے دستخط طلاق نامہ پر ثبت کر کے اور گواہان کی گواہی کر کے ایک گواہ کو وکیل بنا کر اپنی زوجہ تک پہنچا دی۔ اس وقت زوجہ اپنے والد کے مکان پر گئی ہوئی تھی۔ زبانی طلاق دینے کے الفاظ ادا نہیں کئے اور تحریری پر چہ بھیجتے وقت یہ الفاظ بھی ادا کئے کہ یہ طلاق مشروط ہے، اس امر پر کہ یہ طلاق نامہ جب بیوی تک پہنچے گا اور وکیل عورت کے جذبات کا رد عمل میرے سامنے ظاہر کرے گا، اس وقت زبان سے لفظ طلاق ادا کروں گا۔ اس صورت حال پر اس سے بیشتر علمائے کرام سے فتویٰ لیا گیا کہ کیا ایسی صورت میں طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟ علمائے کرام کا بالاتفاق یہ فیصلہ ملا کہ طلاق واقع ہو چکی ہے۔ اس پر طلاق دہندہ آمنا و صدقاً کہنے پر دل سے تیار ہے مگر زوجہ کے خاندان نے اس امر کا انکشاف کیا کہ یہ طلاق حیض کے ایام میں دی گئی ہے اور قابل رجعت ہے۔ اب امر در یافت یہ ہے کہ

۱۔ طلاق قابل رجعت کس کو کہتے ہیں؟ اس کی وضاحت فرمادیں۔

۲۔ قابل رجعت طلاق میں رجوع کس طرح کیا جائے گا؟ کیا نکاح کی بکر ضرورت ہوگی؟

۳۔ حیض کے ایام میں طلاق دینے کا شوہر کو بھی اعتراف ہے کیا طلاق ہو جاتی ہے؟ تفصیلی فتویٰ عطا فرما کر مشکور فرمائیں۔

نیاز مند سید ساجد علی حسن، ہیر آباد، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: ۱۔ طلاق رجعی یعنی صحت الفاظ میں ایک یا دو بار طلاق، قابل رجعت ہے۔ شوہر کو نکاح جدید کئے بغیر، اپنی زوجیت میں لانے کا حق ہے۔ (عامہ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ اپنے قول سے کہ میں نے اپنی بیوی کو اپنے نکاح میں واپس لیا، یا فعل سے مثلاً اس سے صحبت وغیرہ، قول سے رجعت مسنون ہے۔ البتہ اس پر گواہ بنالینا چاہئے۔ ورنہ رجعت مکروہ: دگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ حالت حیض میں طلاق دینا حرام ہے کہ کلام الہی فَطَلَّقُوهُنَّ لِعَدَّتِهِنَّ (طلاق: 1) کی نافرمانی ہے۔ مگر دے گا تو ضرور ہو جائے گی اور یہ گناہ: رہے گا۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ صفر المظفر ۱۴۰۲ھ

طلاق رجعی

سوال: منیر خاں ولد محبوب خان نے اپنے ہوش و حواس میں اپنی بیوی مسماۃ شمشاد بیگم کو طلاق دے دی اور گواہ محمد فاروق، توصیف خان، اور محمد مناف کے سامنے طلاق کا اقرار کیا ہے۔ فقط السائل، منیر خاں

۸۶۷ جواب: شوہر کو اگر اس تحریر کا اقرار ہے تو تحریر کی رو سے عورت پر صریح ایک طلاق رجعی پڑی۔ شوہر کو عدت کے دوران رجعت کا، اور عدت کے بعد دوبارہ نکاح کرنے کا اختیار ہے۔ قال اللہ تعالیٰ الطَّلَاقُ مَرَّتَيْنِ ۛ فَاَمْسَاكَ بِمَعْرُوفٍ۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ شعبان المعظم ۱۴۰۲ھ

طلاق کا شرعی طریقہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ:

۱۔ حکم کی نافرمان بیوی، ۲۔ حکم کی نافرمان اولاد، ۳۔ لڑکے اور لڑکیاں۔

میری شادی عرصہ انیس سال ہو ا ہوئی تھی مگر میری بیوی ہمیشہ میرے حکم کی نافرمانی اور ضد کی بناء پر کسی عزیز رشتہ دار سے ماننا پسند نہیں کرتی اور ہمیشہ لڑائی اور جھگڑے کو ترجیح دیتی ہے اور اسی بناء پر میری دختر صاحبان نہیں ملنا چاہتی ہیں۔ اللہ و رسول ﷺ کے حکم کے مطابق تحریر فرمائیں کہ مجھ کو کیا کرنا چاہئے؟ فقط والسلام السائل عبدالرشید انصاری، کوٹری

۸۶۷ جواب: جہاں تک بن پڑے عورت کے ساتھ نیک برتاؤ کرو۔ اور اس کی دلجوئی اور اسے خوش کر کے اپنی اطاعت و فرمانبرداری پر لانا اور اس کی کم خلقی اور بری عادتوں پر صبر کرنا چاہئے اور اصلاح ناممکن ہو تو عورت کو طلاق دے سکتا ہے مگر ایک طلاق رجعی سے زیادہ دینا گناہ ہے۔ فقط ایک بار اس سے کہے کہ میں نے تجھے طلاق دی۔ اس میں دونوں کا بھلا ہے۔ اب بھی عورت راہ راست پر نہ آئے تو پھر عدت کے دوران ایک طلاق دے پھر بھی بات نہ بنے تو اب تیسری کا دروازہ کھلا ہے اور امید کہ پہلی، دوسری بار طلاق میں عورت راہ راست پر آ جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ

طلاق رجعی، گھر میں تصویر کا حکم

سوال: ۱۔ کوئی شوہر بیوی کو ایک مرتبہ طلاق دے اور اس کے دل میں یہ ہو کہ طلاق تین دفعہ دینے سے ہوتی ہے اور وہ ایک

مرتبہ طلاق دے کر بعد میں یہ سوچے کہ طلاق نہیں ہوئی ہے۔ اس کے لئے کیا حکم شرعی ہے؟

۲۔ تصویر گھر پر لگانا ٹھیک ہے یا نہیں؟ ہاں گھر میں رکھنا بھی ٹھیک ہے یا نہیں اس کے لئے کیا حکم ہے؟ فقط السائل

۸۶۷ الجواب: اگر شوہر نے ایک طلاق دی ہے تو یہ رجعی ہوئی اس کا یہ حکم ہے کہ جب چاہے اپنی بیوی سے رجوع کر سکتا ہے نکاح جدید یا حلالہ کی یہاں ضرورت نہیں۔ (عامہ، کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

اور تصویر کا گھر میں رکھنا اگر ضرورتاً ہو تو رکھ سکتا ہے اگر محض شوقیہ ہو تو اس میں ضروری ہے کہ تکریم سے نہ رکھے کہ یہ تصویر کا اعزاز ہو گا ہاں کہیں گھر میں پڑی ہیں حرج نہیں۔ رہا تصویر بنانا و بنوانا وہ بہر حال حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ

مضمون طلاق پر دستخط

سوال: طلاق نامہ کے اسٹامپ پر دستخط کرنے سے طلاق ہوئی یا نہیں؟ صرف طلاق کہہ دینے سے طلاق بغیر نام لئے ہوئی ہے یا کہ نہیں؟ غیر موجودگی میں بھی ہوتی ہے؟ سائل صالح محمد بلوچ

۸۶۷ الجواب: اسٹامپ پڑھ کر یا سن کر یا اس کے مضمون پر واقف ہو کر دستخط کر دئے یا انگوٹھا لگا دیا تو وہ ایسا ہی ہے جیسا خود لکھا چنانچہ طلاق نامہ کے مضمون پر واقف ہو کر دستخط کر دئے تو یہ شرعاً معتبر ہیں اور طلاق عورت پر واقع، اس کے مضمون کے مطابق خواہ ایک یا زیادہ۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

اگر کسی طور پر یہ نہ سمجھا جاسکے کہ طلاق کسے دی جا رہی ہے تو بے شک عورت پر طلاق نہ پڑے گی اور اگر نام لئے بغیر اس کی طرف اشارہ کر کے طلاق دی یا قرائن و حالات بتاتے ہیں کہ عورت یعنی زوجہ ہی مراد ہے تو بے شک طلاق پڑ جائے گی۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ رجب المرجب ۱۴۰۲ھ

طلاق کے بارے میں تحقیق ضروری ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک لڑکی جس کو طلاق دئے ہوئے تقریباً چار سال چھ مہینے کا عرصہ ہوا۔ طلاق لڑکے نے تحریری طور پر نہیں دی تھی بلکہ زبانی طور پر دی تھی جس کے گواہ موجود ہیں۔ لڑکی کا والد نہایت غریب ہے اور لڑکے کے خاص رشتہ دار ہیں۔ لڑکی کا والد عرصہ چار سال سے اسی مذکورہ لڑکے پر زور دیتا رہا ہے کہ لڑکی کو لے جاؤ یا ہمیں تحریر لکھ دو لیکن لڑکے والوں نے کچھ توجہ نہیں دی لڑکی کے والد نے اب کونسلر پنچائیت کو درخواست دی کہ میری لڑکی کا کوئی فیصلہ کیا جائے۔ قصہ مختصر یہ ہے کہ کونسلر نے صلح و صفائی کے نام پر لڑکے پر زور دیا کہ لڑکی کو واپس لے جاؤ۔ لڑکا طوعاً و کرہاً لڑکی کو واپس اپنے گھر لے آیا ایک رات اپنے پاس رکھا اور صبح کو وہ لڑکی کو کراچی لے جانا چاہتا تھا کہ لڑکی نے صاف انکار کر دیا کراچی جانے سے۔ اس لئے کہ پنچائیت اور کونسلر اور لڑکی کے والد نے شرط لازم کی تھی کہ لڑکی میری پور خاص میں رہے گی۔ لڑکا

جہاں چاہے رکھے لیکن کراچی نہیں لے جائے گا۔ جب لڑکا دوسرے دن لڑکی کو زبردستی کراچی لے جانے لگا تو لڑکی کو شبہ ہوا کہ یہ اغوا کر کے بیچنا چاہتا ہے۔ اس لئے لڑکی نے جانے سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد لڑکے نے تحریری طور پر طلاق لکھ دی۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ لڑکی مذکورہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟ یا عدت گزارنا ضروری ہے؟ قرآن و سنت کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

عرض گزار: حاجی محمد اویس سلیمانی، میرپور خاص

۷۸۶ جواب: جو لوگ شوہر کا لڑکی کو زبانی طلاق دینا بیان کرتے ہیں وہ بتائیں کہ شوہر نے کن الفاظ میں عورت کو طلاق دی۔ اور الفاظ کتنی بار ادا کئے۔ شوہر زبانی طلاق کا اقرار کرتا ہے۔ یا اس سے منکر ہے۔ گواہان طلاق معتبر اور قابل اعتماد ہیں یا لا پرواہ اور احکام شرع سے غافل؟ ان باتوں کا جواب آئے تو شرعی فتویٰ دیا جاسکے گا۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ ذی قعد ۱۴۰۲ھ

نابالغ لڑکے اور نابالغہ لڑکی کا نکاح

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنی نابالغ لڑکی کا نکاح نابالغ لڑکے کے ساتھ کر دیا تھا۔ لڑکے کا باپ اور لڑکی کا باپ دونوں راضی تھے۔ اب دونوں میں اختلاف ہو گیا ہے لڑکی بالغ ہونے سے پہلے ہوش والی ہوئی تو انکار کرنے لگی، بالغ ہوئی تو انکار کرتی ہے۔ لڑکی نے کہا میرے باپ نے جو نکاح کیا تھا وہ غلط ہے۔ میں خود کشی کروں گی لیکن میں اس گھر میں جانا نہیں چاہتی۔ لڑکا طلاق نہیں دیتا کیا وہ نکاح تصور کیا جائے گا؟ یا دوسرا نکاح کر سکتی ہے؟ جواب عنایت ہو۔

حافظ عبدالرشید، ٹنڈوالہ یار

۷۸۶ جواب: نابالغ لڑکے اور لڑکی کے نکاح پر ولی کو ولایت اجبار حاصل ہے یعنی یہ اگر نہ بھی چاہیں تو ولی نے جب نکاح کر دیا ہو گیا۔ پھر جب یہ نکاح باپ یا دادا نے کیا تو اب یہ لازم ہو گیا اور ان کو بالغ ہونے کے بعد اس نکاح کے توڑنے کا اختیار نہیں۔ (در مختار وغیرہ) لہذا اس صورت میں چارہ کار یہی ہے کہ عورت جس طرح چاہے شوہر سے طلاق حاصل کر لے جب تک شوہر طلاق نہ دے گا اس وقت تک نکاح ثانی جائز و حلال نہیں۔ قرآن کریم فرماتا ہے وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ ذی قعد ۱۴۰۲ھ

عدت میں نکاح حرام ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک لڑکی کو طلاق ہوئی۔ عدت کے بعد لڑکی نے دوسرے شخص سے نکاح کر لیا۔ اس نے بھی طلاق دوسرے دن ہی دے دی۔ طلاق کے بعد عدت گزار رہی ہے۔ عدت کے دوران اس کا پہلے شوہر اس کے گھر آتا جاتا رہا۔ اس کے تعلقات بھی تھے۔ عدت ختم ہونے کے بعد لڑکی کے رشتہ داروں نے لڑکی کا نکاح پہلے شوہر سے جس نے پہلی دفعہ طلاق دی تھی کر دیا۔ نکاح کے وقت لڑکی اور لڑکے کے خاص رشتہ دار وکیل گواہ وغیرہ سب موجود تھے اور برادری کے آدمی بھی جمع تھے۔ نکاح ہونے کے دو تین دن بعد یہ بات سامنے آئی کہ لڑکی حاملہ تھی۔ دو تین مہینے کا حامل

تھا۔ حمل بھی اس لڑکے کا ہے جس کے ساتھ دوبارہ نکاح ہوا، نکاح خواں کو نکاح سے پہلے حمل کے بارے میں قطعی کوئی علم نہ تھا، اس لئے نکاح خواں نے نکاح پڑھا دیا۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ آیا! اب راز کھلنے کے بعد کیا نکاح خواں پر بھی کوئی حد لازم ہوتی ہے۔ اور اس کا بھی تو نکاح خطرے میں نہیں۔ اس کا جواب قرآن و سنت کی روشنی میں دیا جائے عین نوازش ہوگی۔ نکاح خواں بہت پریشان ہے۔ عرض دار محمد اولیس، میر پور خاص

۷۸۶ الجواب: سوال سے ظاہر ہے کہ عورت نکاح ثانی کے وقت، جو اول شوہر سے عمل میں آیا حاملہ تھی اور سوال ہی میں مذکور ہے کہ عورت نے عدت ختم کرنے کے بعد شوہر اول سے نکاح کیا۔ یہ بات واضح نہیں ہوتی کہ اگر وہ لڑکی شوہر ثانی سے حاملہ تھی، اور اسی حالت میں شوہر ثانی نے طلاق دے دی، اور یہ حمل بھی اسی کا تھا تو عدت کیسے گزرنا مان لیا گیا کہ حاملہ کی عدت تو وضع حمل ہے۔ حمل کی حالت میں حیض نہیں آتا تو عدت کے ایام کس طرح شمار میں لائے گئے۔ یہ ہیرا پھیری کی بات ہے اور مسئلہ عمر بھر کے حلال و حرام کا۔ بہر حال اگر نکاح خواں یا دوسرے شرکاء مجلس نکاح کو وقت نکاح، عورت کا عدت میں ہونا معلوم نہ تھا اور نکاح پڑھا دیا تو شرعاً ان پر الزام نہیں اگرچہ وہ نکاح نہ ہوا کہ عورت ہنوز عدت طلاق میں ہے اور حاملہ ہے جس کی عدت وضع حمل کے بعد ختم ہوگی تو ان دونوں پر لازم ہے کہ وہ فوراً ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں اور توبہ کریں اس کے بعد عورت عدت پوری کرے عدت کے بعد جس سے چاہے نکاح کرے۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ ذی قعد ۱۴۰۲ھ

طلاق میں افواہ معتبر نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: میں نے اپنی بیوی کو کہا کہ اگر تو میری اجازت کے بغیر اپنے والدین کے یہاں جائے گی تو میں تجھے طلاق دے دوں گا۔ اس کے بعد میری بیوی میری اجازت کے بغیر چلی گئی اور پھر اس کے بعد میں نے کچھ بھی نہیں کہا ہے یعنی طلاق نہیں دی ہے۔ آیا! اس صورت میں بیوی مطلقہ ہوگئی یا نہیں؟ جبکہ اور لوگوں نے یہ مشہور کر دیا ہے کہ میں نے طلاق دے دی ہے۔ برائے کرم اس مسئلہ کو حل فرما کر میری مدد فرمائیں۔

سائل ولی محمد ولد نذر محمد، لطیف آباد نمبر ۴، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: دل کا حال اللہ خوب جانتا ہے۔ اگر واقعی شوہر نے وہی الفاظ استعمال کئے تھے کہ میں تجھے ”طلاق دے دوں گا“ تو ان الفاظ سے طلاق نہیں پڑے گی کہ ”دے دوں گا“ ارادۃ طلاق ہے اور ارادۃ طلاق، طلاق نہیں۔ اور جب طلاق نہیں تو عورت بدستور اس کے نکاح میں باقی ہے۔ ہاں اگر شوہر نے طلاق نہیں دی مگر لوگوں سے کہتا ہے کہ میں نے طلاق دے دی، تو یہ اقرار طلاق ہے اور اقرار طلاق، طلاق ہے۔ اگر ایسا ہوا ہے تو لوگوں میں شہرت بلا وجہ نہیں۔ اور خواہ مخواہ شہرت ہے۔ گواہ اس کا کوئی نہیں تو بازاری افواہ معتبر نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ شعبان المعظم ۱۴۰۲ھ

عدت میں پیام نکاح دینا، حرام ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: محمد رفیق سے ایک فراڈ شدہ اسٹامپ پر بالجبر چند غنڈوں کے ذریعہ سے دستخط حاصل کر لئے گئے۔ جس کے خلاف محمد رفیق نے عدالت عالیہ میں مقدمہ داخل کر رکھا ہے جو فراڈ شدہ دستاویز کی منسوخی سے متعلق ہے۔ ابھی تک عدالت عالیہ نے اس مقدمہ کا کوئی فیصلہ نہیں کیا تھا کہ مسماۃ صالحہ خاتون زوجہ محمد رفیق نے نکاح ثانی کر لیا۔ صالحہ خاتون کا یہ نکاح ثانی شرعاً جائز تصور کیا جائے یا ناجائز تصور کیا جائے؟ سید اسلام علی

۷۸۶ جواب: سچ اور جھوٹ کا حال اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ یہ حلال و حرام اور قبر و حشر کا معاملہ ہے۔ بناوٹ سے حلال حرام نہ ہو جائے گا نہ اللہ کے یہاں بناوٹ کام دے گی جو دلوں کے حال جانتا ہے۔ اگر واقعی مسکمی محمد رفیق نے غنڈوں کے خوف سے طلاق نامہ پر دستخط کر دئے اور زبان سے کوئی لفظ طلاق دینے سے متعلق نہ کہا تو طلاق واقع نہ ہوئی۔ اس کی بیوی ہنوز اس کے نکاح میں ہے اور کسی کو اس سے نکاح جائز نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ وَ الْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ تم پر حرام کی گئیں شوہر والی عورتیں۔ البتہ اگر طلاق زبان سے دے دی تو کیسے ہی جبر و اکراہ سے دی ہو، واقع ہو جائے گی اور عدت گزرنے پر عورت کو نکاح ثانی حلال ہوگا اور عدت میں نکاح تو نکاح، نکاح کا پیغام دینا بھی جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ

طلاق رجعی میں عدت کے اندر، رجوع کا حق ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنی بیوی کو مندرجہ ذیل کلمات لکھ کر دئے کہ: اصغر خاں عرف مناہوش حواس میں اپنی بیوی شمشاد بیگم کو میں نے طلاق دے دی۔ گواہ تو صیف خان، محمد فاروق، محمد مناف کے سامنے اقرار کیا ہے۔ (دستخط مشکور خان) گواہوں میں سے تین کے دستخط موجود ہیں۔ کیا اس صورت میں طلاق واقع ہوگئی یا نہیں۔ اور ہوئی تو کونسی؟ سائل محبوب شاہ خاں

۷۸۶ جواب: یہاں الفاظ طلاق میں کسی عدد کا ذکر نہیں اور طلاق بھی صریح الفاظ میں دی ہے۔ تو ایک طلاق رجعی مانی جائے گی۔ شوہر کو عدت کے دوران رجعت کا حق حاصل ہے یعنی وہ دو چار مسلمانوں کے رو برو یہ کہہ دے کہ میں نے اپنی بیوی شمشاد بیگم کو اپنے نکاح میں واپس لیا، پھر اپنے ساتھ رکھے۔ البتہ اس کے بعد اگر دو طلاقیں کبھی دے دیں تو ایک یہ اور دو وہ مکمل ہو کر تین طلاقیں ہو جائیں گی اور پھر حلالہ کے بغیر چارہ کار نہ ہوگا۔ قرآن کریم فرماتا ہے الطَّلَاقُ مَرَّتَيْنِ (الآیہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عورت سے اچھا برتاؤ کرے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید کی بیوی اور اولاد زید کی سخت نافرمان ہے۔ زید اپنی بیوی اور اولاد سے کہتا ہے کہ نماز پڑھو اور روزہ رکھو تو زید کی بیوی اور بچے جو کہ بالغ ہیں کہتے ہیں کہ تم ہماری قبر میں نہیں آؤ گے اور بار بار زید

کے کہنے پر اور سختی کرنے پر یہ لوگ زید کو دست درازی کرتے ہیں۔ زبان درازی کرتے ہیں اور مغالطات لکھتے ہیں اور زید کو زید کے ذاتی گھر جس کا زید بلا شرکت غیرے مالک ہے نکال دیتے ہیں۔ مزید یہ واقعہ زید کے ساتھ عموماً ہوتا رہتا ہے۔ زید کی اولاد میں ایک لڑکا نہایت نافرمان اور گستاخ ہے جو باوجود اہل محلہ کے منع کرنے کے متعدد بار زید کو گھر سے نکال چکا ہے اور دست درازی کا مرتکب ہوا ہے زید کے کئی بار منع کرنے کے باوجود زید کی بیوی بے پردہ رہتی ہے۔ منع کرنے کی صورت میں زبان درازی اور دست درازی تک آ جاتی ہے۔ لہذا ایسی صورت میں زید از روئے شریعت کونسا قدم اٹھائے؟ لہذا مفتیان شرع متین سے ملتمس ہوں کہ مضمون مذکورہ بالا جو صحیح ہے اس کی رو سے از روئے شریعت فتویٰ صادر فرمایا جائے۔ تو موجب احسن ہوگا۔ فقط السائل، زید بن بکر، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: حدیث شریف میں ارشاد ہوا کہ ”عورت ٹیڑھی پسلی سے بنائی گئی ہے۔ ٹیڑھی ہی چلے گی اور اگر تو اس سے فائدہ لینا چاہے تو اسی حال میں اس سے نفع اٹھا اور سیدھی کرنا چاہے تو ٹوٹ جائے گی اور اس کا توڑنا اسے طلاق دینا ہے“ دوسری حدیث میں ارشاد ہوا کہ ”مسلمان عورت سے اچھا برتاؤ رکھو کہ اگر تمہیں اس کی ایک عادت ناپسند ہوگی تو دوسری پسند ہوگی“ اور اللہ عز و جل فرماتا ہے فَعَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَیَجْعَلَ اللَّهُ فِیْهِ خَیْرًا كَثِیْرًا ۝ (النساء)۔ (قریب ہے کہ تم ایک بات کو مکروہ جانو گے اور اللہ عز و جل اس میں بہت بھلائی دے گا) اور اگر عورت کو طلاق دے کر پھر کبھی نکاح نہ چاہے تو خیر۔ ورنہ کیا معلوم کہ دوسری اس سے بھی بری ملے۔ اس لئے حتیٰ الامکان عورت کے ساتھ نیک برتاؤ کرو، اور اس کی دلجوئی اور اسے خوش کر کے اپنی اطاعت پر لانا اور اس کی کم خلقی پر صبر کرنا چاہئے اور اصلاح ناممکن ہو تو طلاق دے سکتا ہے مگر بیک وقت ایک طلاق رجعی سے زیادہ دینا گناہ ہے اور اس میں زن و شوہر دونوں کا فائدہ ہے اور عورت اگر شریف ہے اپنی اصلاح کر لے گی اور شوہر کے دل میں اس کو رکھنے کی آئی تو رجعت کر سکتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ) رہا اولاد کا معاملہ تو آدمی کو اختیار ہے کہ جو چاہے وہ کرے اور چاہے تو اپنی جائیداد اور اموال کو مستحق و فرمانبردار وارثوں میں تقسیم کر دے۔ مگر کسی مستحق کو محروم نہ کرے کہ گناہ ہے (در مختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ

طلاق رجعی میں رجوع

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنی بیوی کو دو طلاقیں دی ہیں (طلاق یکمشت دے چکا ہے) طلاق کے بعد تقریباً دس ماہ گزر چکے ہیں۔ اب اس کے لئے کیا حکم ہے۔ براہ کرم اس مسئلہ کو حل فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔ فقط غلام نبی، لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: دلوں کا حال اللہ خوب جانتا ہے۔ اس سے کچھ پوشیدہ نہیں۔ لہذا اگر واقعی اس شخص نے اپنی بیوی کو صرف دو ہی طلاقیں دیں اور اشارۃً کنایہ کوئی ایسی بات زبان سے نہ نکالی اور کوئی ایسی حرکت نہ کی جس سے کہ تین طلاقیں کا ہونا

سمجھا جائے تو عورت اس پر بلا حلالہ، نکاح ثانی کے بعد حلال ہے۔ ظاہر ہے کہ ان دس ماہ میں اس کی عدت گزر چکی اور عدت گزر جائے تو طلاق رجعی کی صورت میں یعنی جبکہ صریح الفاظ میں ایک یا دو طلاقیں دیں، شوہر کو نکاح ثانی کا اختیار ہے اور دونوں باہمی رضامندی سے نکاح کر کے زندگی نبھا سکتے ہیں تو بے شک وہ آپس میں دوبارہ نکاح کر لیں۔ حلالہ کی یہاں ضرورت نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ الطَّلَاقُ مَرَّتَيْنِ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ شوال المکرم ۱۴۰۲ھ

تین طلاق کی گنتی کتنے ہی سالوں میں پوری ہو، عورت حرام ہو جائے گی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنی بیوی ہندہ کو ایک طلاق دی تھی اور اس کے فوراً بعد رجوع کر لیا اس کے تقریباً ڈیڑھ ماہ بعد دونوں میں جھگڑے کے دوران زید نے غصہ میں آ کر ہندہ کو کہا کہ تجھے طلاق ہے! طلاق! تو کیا یہ طلاق ہوگئی یا نہیں؟ فقط عبد الغفار ولد عبد الغنی

۷۸۶ الجواب: شریعت کا حکم یہ ہے کہ جس شخص نے اپنی عورت کو تین طلاقیں دی ہوں ایک دفعہ ہوں، خواہ برسوں میں، مثلاً کبھی ایک دی اور رجعت کر لی۔ پھر دوسری دی اور رجعت کر لی، اب تیسری دے دی، تو دونوں صورتوں میں عورت اس پر بغیر حلالہ حرام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ صفر المظفر ۱۴۰۲ھ

گواہوں سے نکاح ثابت ہو تو عورت و مرد کا انکار معتبر نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک عورت نے کسی مرد سے شادی کی۔ اس سے اولاد بھی ہے لیکن دو گواہ معتبر قرآن پاک پر گواہی دیتے ہیں کہ اس عورت کا پہلے ایک خاوند سے نکاح تھا نکاح فسخ کرائے بغیر نکاح علی النکاح کیا ہے۔ مذکورہ عورت اور مذکورہ پہلا خاوند نکاح سے انکار کرتا ہے کسی لالچ وغیرہ کی بناء پر۔ اب شریعت محمدی ﷺ کیا حکم صادر فرماتی ہے؟ سائل ثار احمد، شذوذ محمد خان

۷۸۶ الجواب: جبکہ دو شرعی گواہ کہ عادل و راست باز اور قابل اعتبار ہیں اور نماز روزہ وغیرہ احکام شریعت پر عامل، اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اس عورت کا نکاح فلاں مرد سے ہوا تھا اور وہ دونوں اس سے انکار کرتے ہیں تو ان کا یہ اعتبار معتبر نہ ہوگا کہ اس کے ضمن میں عورت اپنے موجودہ نام نہاد شوہر کی زوجیت میں رہنا چاہتی ہے اور مرد کوئی اور دنیاوی فائدہ حاصل کرنا چاہتا ہے۔ غرض اس عورت کا نکاح اس مرد سے ثابت ہو جائے تو یہ عورت بدستور اس کے نکاح میں باقی ہے اور کسی کو ہرگز اس سے نکاح حلال نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ ان دونوں پر فرض ہے کہ فوراً ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں اور اللہ عزوجل کے غضب سے ڈر کر اپنے ان کبیرہ گناہوں سے صدق دل سے توبہ کریں۔ پھر عورت اپنے شوہر کے ساتھ رہنا نہ چاہے یا وہ مرد رکھنا نہ چاہے تو مرد، عورت کو طلاق دے دے یا عورت اس سے طلاق حاصل کر لے خواہ کسی قدر مال کے عوض۔

جب وہ شوہر اس عورت کو طلاق دے دے تو اب عدت گزار کر اس عورت کے لئے حلال ہوگا کہ اس دوسرے مرد سے جسے وہ اپنے شوہر بنائے ہوئے ہے، خواہ کسی اور مرد سے نکاح ثانی کر لے۔ قال اللہ تعالیٰ وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ (بقرہ: 228) (الآیہ)۔ بستی کے عام اور صاحب ثروت مسلمان ان دونوں کو جدائی پر مجبور کریں۔ اگر یہ دونوں ایک دوسرے سے بحکم شرعی علیحدہ ہو جائیں فیہا اور اگر نہ مانیں اور اپنی بات پر اڑے رہیں تو ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں انہیں یک لخت چھوڑ دیں۔ نہ اپنے پاس بیٹھنے دیں نہ خود ان کے پاس بیٹھیں۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَقْعُدُوا بَعْدَ الذِّكْرِ مَعَ الْقَوَّهِ الظَّالِمِينَ ۝ (انعام)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ رجب المرجب ۱۴۰۲ھ

پاگل کی طلاق واقع نہ ہوگی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید کی شادی ہندہ کے ساتھ تقریباً آٹھ سال قبل ہوئی تھی۔ بعد میں زید دماغی طور پر پاگل ہو گیا کچھ روز پرائیوٹ ڈاکٹروں کا علاج ہوتا رہا۔ اسی دوران میونسپل کونسلر نے جو کہ پنچائیت کمیٹی کے چیئرمین بھی ہیں زید کو اپنے دفتر میں بلا کر ڈرا دھمکا کر زید سے ہندہ کو طلاق دلوا دی اس کے بعد ہندہ کے والد نے یہ بات عام کر دی کہ زید نے میری بیٹی ہندہ کو طلاق دے دی۔ زید کی جب حالت زیاہ خراب ہو گئی تو اس کو حسین آباد (گدو) کے پاگل خانے میں داخل کر دیا۔ کچھ دن کے بعد زید کے لواحقین اس سے پاگل خانے میں کیلئے گئے تو زید نے اپنے گھر والوں سے معلوم کیا کہ میری بیوی منیرہ کیوں نہیں آئی تو گھر والوں نے کہا کہ تو نے اپنی بیوی منیرہ کو طلاق دے دی ہے، اس لئے وہ نہیں آئی۔ اس پر زید نے کہا کہ میں نے اس کو طلاق نہیں دی۔ ایسی صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں؟ جواب دے کر عند اللہ ماجور ہوں۔ فقط عبد القادر، محمد ابراہیم

۷۸۶ جواب: شوہر اگر پاگل ہو گیا تو وہ لاکھ دفعہ بھی طلاق دے۔ ہرگز طلاق نہ ہوگی کہ مجنون کی طلاق باطل ہے بلکہ اس کی طرف سے اس کا ولی بھی طلاق نہیں دے سکتا۔ (درمختار وغیرہ) تو اس پر جبر کر کے اس کی عورت کو طلاق دلوانا شرعاً معتبر نہیں۔ لہذا عورت کو دوسرے مرد سے نکاح کرنا جائز نہیں کہ وہ شوہر والی ہے اور شوہر والی عورت، دوسرے مرد پر حرام ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ یہ معاملہ حلال اور اولاد کی حلالی و حرامی ہونے کا ہے۔ عورت اور اس کے ماں باپ کو آخرت کے عذاب سے ڈرنا چاہئے کہ لَا تَزْنُوا زُمَّةً وَزُمَّةً تَهْتَدُونَ (النجم)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ

نشہ میں طلاق ہو جاتی ہے

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، گزارش یہ ہے کہ میری بیٹی اور اس کے خاوند کے درمیان ان کے لڑکے کے بارے میں جھگڑا ہو گیا اور آپس میں بہت تلخ کلامی

ہوئی۔ اس کا خاوند اس وقت شراب کے نشے میں بدست تھا۔ اس نے نشے کے عالم میں اپنی بیوی کو تین دفعہ یہ الفاظ بولے ہیں کہ آج سے میں تجھے طلاق دیتا ہوں! وہ نشے کا بہت زیادہ عادی ہے اس بات کے وقت ان میاں بیوی کے علاوہ کوئی تیسرا فریق موجود نہ تھا۔ یہ بات دوسرے دن اس کی بیوی نے سب کو بتائی کہ اس نے نشے کی حالت میں مجھے طلاق دے دی ہے اب میں کیا کروں۔ میں بچوں کی ماں ہوں۔ جب ہم نے لڑکی کے خاوند سے پوچھا کہ تم نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے۔ تو وہ کہنے لگا مجھے معلوم نہیں میں نشے میں تھا۔ لہذا مہربانی فرما کر اس پر فتویٰ دیں کہ طلاق ہوئی گی یا نہیں؟ فضل محمد

۷۸۶ الجواب: سائل بات کو چبا کر بیان کر رہا ہے۔ جب وہ نشے میں بدست تھا تو بیوی سے تلخ کلامی کیسے کرتا رہا۔ دیوانے تو دیواروں سے سر پھوڑتے ہیں یا بدستی میں خاموش پڑے رہتے ہیں۔ بہر حال جب یہ بات ثابت ہو جائے کہ اس نے نشے میں طلاق دی ہے تو بھی بے شک طلاق پڑ جاتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ شعبان المعظم ۱۴۰۲ھ

شوہر عورت سے خوش خلقی سے پیش آئے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میری شادی مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۷۸ء کو ہوئی تھی۔ شادی کے بعد معلوم ہوا کہ میری اور میری بیوی کی عمر میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ میں نے اس عرصے کے دوران اپنے دل کو اپنی بیوی کے ساتھ لگانے کی کافی کوشش کی۔ مگر بے سود ثابت ہوا اور نہ ہی کوئی اولاد ہوئی۔ آخر کار میں نے یہ فیصلہ کیا کہ دوسری شادی کر لی جائے مگر بیوی بضد ہے کہ جہاں میری نوکری ہے وہاں ساتھ رکھا جائے۔ اگر میں نے ساتھ رکھا تو ہو سکتا ہے کہ غصہ میں آ کر طلاق دے دوں کیوں کہ مجھے بیوی بالکل پسند نہیں۔ وہ بے گناہ ہے اس لئے میں طلاق دینا نہیں چاہتا۔ دوسرا میرے خاندان میں طلاق کو بہت برا سمجھا جاتا ہے۔ کبھی کبھی میری بیوی اس بات کو خود بھی محسوس کرتی ہے کہ عمر میں کافی فرق ہے مگر صبر کرو۔ پھر بولتی ہے کہ دوسری شادی کر لو۔ مگر تحریری اجازت نامہ دینے سے انکار کرتی ہے۔ دوسری بات یہ کہ شادی سے پہلے میرے سسرال والوں نے میرے گھر والوں کو میری بیوی کی عمر کم بتائی تھی اور میری بیوی کا نام دوسرا بتایا گیا کیوں کہ ان کی بڑی لڑکی کا نام حنیفاں تھا اور انہوں نے کہا کہ حنیفاں مرگئی ہے اور اس کا نام شمشاد تھا۔ جب نکاح ہوا تو حنیفاں کہا گیا تو میں نے کہا کہ یہ کیا ہے تو انھوں نے کہا کہ حنیفاں عرف شمشاد تھا۔ حالانکہ یہ سب میرے سسرال والوں نے فراڈ کیا اگر وہ صاف بات بتا دیتے تو میں شادی نہیں کرتا مگر انھوں نے دھوکے میں رکھا۔ میں نے اس عرصہ کے دوران بیوی سے دل لگانے کی بہت کوشش کی مگر الٹی نفرت بڑھی۔ لہذا جناب سے استدعا ہے کہ اس مسئلہ کا فیصلہ کریں کہ میں طلاق دوں یا نہیں؟ دوسری شادی کر لوں یا نہیں؟ اس کے متعلق آپ کے فیصلہ کی ضرورت ہے؟ دوسری شادی کے لئے تحریری اجازت نامہ ملنا مشکل ہے۔ میری عمر اور میری بیوی کی عمر میں اندازاً ۱۲ سے ۱۵ سال کا فرق ہے۔

۷۸۶ الجواب: صحیح شریف میں ارشاد ہوا کہ (عورت ٹیڑھی پسلی سے بنائی گئی ہے ٹیڑھی ہی چلے گی) اور اگر فائدہ لینا

چاہے تو اسی حالت میں اس سے نفع اٹھا اور سیدھی کرنا چاہے تو ٹوٹ جائے گی اور اس کا توڑنا اسے طلاق دینا ہے۔ دوسری حدیث میں ارشاد ہوا کہ (مسلمان عورت سے اچھا برتاؤ رکھو کہ اگر تمہیں اس کی ایک عادت ناپسند ہوئی تو دوسری عادت پسند ہوگی اور اللہ عزوجل فرماتا ہے **فَعَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَیَجْعَلَ اللّٰهُ فِیْهِ خَیْرًا کَثِیْرًا** ① (النساء) (قریب ہے کہ تم ایک بات کو مکروہ جانو گے اور اللہ عزوجل اس میں بہت بھلائی رکھے گا) اور اگر عورت کو طلاق دے کر پھر کبھی نکاح نہ کرنا چاہے تو خیر۔ ورنہ کیا معلوم کہ دوسرے اس سے بھی بری ملے۔ اس لئے حتی الامکان عورت کے ساتھ نیک برتاؤ کرو اس کی دل جوئی اور اسے خوش کر کے اپنی اطاعت پر لانا اور اس کی کج خلقی پر صبر کرنا چاہئے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ نیک برتاؤ کے باعث تحریری طور پر دوسرے نکاح کی اجازت دے دے اور سائل کا مقصود حاصل ہو جائے۔ ہاں اگر نبھاؤ ممکن ہی نہ ہو تو طلاق دے سکتا ہے مگر ایک طلاق رجعی دے اور کہہ دے کہ میں نے تجھے طلاق دی! اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ عدت کے اندر اس کے رکھنے کا خیال آیا تو زبان سے کہہ دے کہ میں نے تجھے اپنے نکاح میں پھیر لیا اور اس پر گواہ بنالے کہ لوگ خواہ مخواہ باتیں نہ بنائیں۔ وہ بدستور اس کے نکاح میں رہے گی۔ ورنہ اس سے الگ رہے عدت گزرنے پر وہ اس کے نکاح سے نکل جائے گی اور عورت کا توہر سے عمر میں بڑا ہونا خواہ مخواہی، طلاق کا موجب نہیں۔ بالخصوص سندھ میں ایسی ہزار ہا مثالیں موجود ہیں کہ عورت عمر میں بڑی ہے اور دونوں ہنسی خوشی زندگی گزار رہے ہیں اور شرعاً نکاح ثانی، پہلی بیوی کی اجازت پر موقوف بھی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ رجب المرجب ۱۴۰۲ھ

مہر عورت کا حق ہے، کسی دوسرے کو اسے معاف کرنے کا اختیار نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: میری زوجہ نے اپنی زندگی میں نہ میرا حق مہر بخشا اور نہ نقد لئے۔ اب اس کا انتقال ہو گیا ہے۔ آپ شریعت کے مطابق حکم فرمائیں کہ مجھے اب کیا کرنا چاہئے مہر کے معاملہ میں؟ فقط السائل عبد المجید خان، ساکن لطیف آباد ۸، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: مہر عورت کا خالص حق ہے یہاں تک کہ باپ کو بھی اپنی بیٹی کا مہر معاف کرنے کا اختیار نہیں۔ نہ ہرگز اس کے معاف کئے معاف ہو سکے۔ لہذا عورت مر جائے تو دوسرے اموال متروکہ کے ساتھ اس کے ورثہ، مہر کی رقم کے بھی حقدار ہو جاتے ہیں اور ان ورثہ میں خود یہ شوہر بھی ہے۔ اس کی اولاد کی موجودگی میں ایک چوتھائی مہر کا، اور اولاد موجود نہ ہو تو نصف مہر کا، خود شوہر مالک ہے۔ اسے وضع کر کے باقی رقم اس کے دوسرے ورثہ کو دیدے اور ورثہ بھی جو بالغ ہوں وہ اپنا حق معاف کر دیں تو یہ بھی معاف۔ ہاں نابالغوں کے معاف کرنے سے معافی نہ ہوگی۔ بلکہ حق علیٰ حالہ باقی رہے گا۔ (عامہ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ ربیع الاول شریف ۱۴۰۳ھ

طلاق ایک بھی ہو تو پڑ جاتی ہے

سوال: جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید نے غصے میں آ کر اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔ آیا! طلاق ایک مرتبہ دینے سے ہو جائے گی؟ طلاق دینے والا کہتا ہے کہ ہم نے ایک مرتبہ دی۔ گواہ کہتے ہیں کہ ایک سے زائد دی۔ اب زید کے والدین زید کو اس بات پر مجبور کرتے ہیں کہ تو بیوی بے علیحدہ نہیں ہو سکتا۔ کیا اس صورت میں والدین کا حکم مانا جائے گا؟ یا طلاق یافتہ کو چھوڑ دے۔ اگر اس سے صحبت کرے تو طلاق دینے کے بعد بیوی اگر اپنے پاس رکھے تو اس کا عذاب یا گناہ پڑوسیوں پر ہو گا یا وہ خود ذمہ دار ہو گا؟ مہربانی فرما کر شرعی مسئلے سے آگاہ کیجئے۔ فقط والسلام عنایت علی

۷۸۶ الجواب: طلاق اگرچہ ایک باردی جائے عورت پر ضرور پڑ جاتی ہے لیکن صریح لفظوں میں ایک یا دوبار ہو کہ ”میں نے..... کو طلاق دی“ تو شوہر کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اس سے رجعت کرے۔ البتہ طلاقیں جب تین تک پہنچ جائیں تو عورت بحرمت مغلظہ شوہر پر حرام ہو جاتی ہے۔ یعنی ایسی حرام کہ بغیر حلالہ کسی طرح شوہر پر حلال نہیں۔ اگر یہ دوبارہ اس سے نکاح کر لے تو بھی یہ نکاح ثانی بے معنی ہے۔ جب تک حلالہ نہ ہو اس کے نکاح میں نہیں آ سکتی۔ پھر طلاق کے مختلف الفاظ ہیں اور ان کے جداگانہ احکام ہیں اور سوال میں الفاظ طلاق مذکور نہیں نہ گواہوں کا شافی جواب مذکور ہے، نہ عورت کا کوئی بیان اور جب تک تمام باتیں صاف صاف نہ ہوں حکم شرعی بھی واضح طور پر بیان نہیں کیا جاسکتا۔ لہذا شوہر الفاظ طلاق لکھے۔ گواہوں کی گواہی قلم بند کرے عورت اگر وہاں موجود تھی تو اس کا بیان تحریر کرے پھر جواب دیا جائے گا۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ ذی قعد ۱۴۰۳ھ

غیر مدخولہ کی عدت نہیں

سوال: بخدمت شریف جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، بعد آداب گزارش یہ ہے کہ میری دختر شمیم فاطمہ سلمہ کا عقد عرصہ ۵ سال ہوئے ہوا تھا مگر ابھی تک رخصتی نہیں ہوئی ہے۔ رخصتی کے سلسلہ میں کچھ اختلافات کی وجہ سے مجبور ہو کر لڑکے نے ایک طلاق نامہ لکھ کر جس میں تین آدمیوں کے دستخط ہیں دے دیا۔ اب از روئے شریعت حکم صادر فرمائیں کہ اب اس لڑکی کے لئے عدت ہے کہ نہیں اگر ہے تو کتنے ایام، تاکہ عمل کیا جائے؟

فقط آپ کی دعا کا طالب، وحی احمد خان، لطیف آباد نمبر ۱۲، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: شوہر نے جبکہ طلاق دے دی تو عورت پر طلاق پڑ گئی جس کے سبب وہ زید کے نکاح سے نکل گئی اور از انجا کہ هنوز خلوت نہ ہوئی تھی تو عدت کی بھی حاجت نہیں۔ فی مجمع الانہر طلق غیر المدخول بها بئنت لالی عدۃ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

طلاق غصے میں ہو جاتی ہے

سوال: حضرت قبلہ مفتی اعظم کی خدمت میں عرض، السلام علیکم کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: نور محمد ولد کریم اللہ خان نے اپنی بیوی شمیم اختر کو کہا اگر تم نے ایسا کیا تو میں تمہیں

طلاق دے دوں گا۔ پھر کہا اگر تم نہیں مانتی تو تمہیں طلاق دے دوں گا۔ میں نے دو مرتبہ کہا۔ پھر کہا اگر تم نہیں مانتی تو تمہیں طلاق دے دوں گا۔ اب اس صورت میں یہ شخص نور محمد اس عورت کو چاہتا ہے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے اور یہ شخص اس وقت بحالت غصہ تھا؟ نور محمد ولد کریم اللہ خان، چھاؤلی، حیدرآباد

۷۸۶ جواب: ”میں تمہیں طلاق دے دوں گا“ ارادہ طلاق ہے طلاق نہیں۔ لیکن شوہر کا یہ کہنا کہ ”تمہیں طلاق ہے“ یہ ضرور طلاق ہے اور اس سے ایک طلاق رجعی پڑتی لیکن اس سے معاً متصل شوہر نے کہا کہ ”چلی جاؤ“ یہ الفاظ کنایات سے ہے اور اس سے ایک طلاق بائن پڑ گئی۔ تو دونوں کے مابین نکاح ٹوٹ گیا۔ البتہ شوہر کو اختیار ہے کہ وہ دوران عدت، یا عدت گزر جانے پر اس سے نکاح ثانی کرے۔ حلالہ کی یہاں حاجت نہیں اور یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ غصہ میں طلاق نہیں پڑتی یہ غلط ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ ربیع الاول شریف ۱۴۰۳ھ

زور، اور دھونس سے طلاق نامہ پر دستخط کرائے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زید کی اپنی سالی سے کسی بات پر تکرار ہو گئی۔ جس پر زید کی سالی نے اپنی بہن کو بہلا پھسلا کر زید کے خلاف کر دیا اور زن و شوہر کے درمیان کشیدگی پیدا کر دی اور ایک سوچی سمجھی اسکیم کے تحت زن و شوہر کے علم میں لائے بغیر طلاق نامہ و قبولیت نامہ تیار کر کے بزور، دھونس ڈپٹ سے طلاق نامہ پر زید سے دستخط کرائے جب کہ وہ طلاق دینے پر قطعی راضی نہ تھا اور نہ ہی اس نے الفاظ طلاق زبان سے ادا کئے۔ اسی طرح زید کی سالی نے اپنی بہن کو اس طلاق کو قبول کرانے کی خاطر اس کے دامن میں قرآن پاک ڈال کر دستخط کرائے پر مجبور کر کے دستخط کرائے جبکہ یہ زن و شوہر طلاق دینے اور لینے پر قطعی راضی نہ تھے اور یہ سب کچھ ہونے کے چوبیس گھنٹے کے بعد سے زن و شوہر آج تک ایک ساتھ ہی رہ رہے ہیں۔ طلاق نامہ و قبولیت نامہ کے گواہان بھی اس بات کے حلفاً اقرار ہی ہیں کہ یہ زن و شوہر نہ تو طلاق دینے اور قبول کرنے پر راضی تھے، نہ ہی زبان سے طلاق دی گئی اور قبول کی گئی ہے بلکہ جبراً مجبور کر کے زن و شوہر سے دستخط لئے گئے ہیں لہذا مذکورہ بالا حالات کی روشنی میں بروئے شرع آگاہ فرمائیں کہ یہ طلاق کیا طلاق مغلطہ ہو گئی۔ اور زن و شوہر کا ایک ساتھ رہنا کیسا ہے۔ جبکہ زید کی بیوی حاملہ بھی ہے۔ جناب والا کی عین نوازش ہوگی؟

خادم الفقراء، غلام حسین مصطفائی، ٹنڈو میر محمود، حیدرآباد

۷۸۶ جواب: سوال میں دو جگہ الگ الگ جملے ہیں۔

۱۔ بزور دھونس ڈپٹ سے طلاق نامہ پر دستخط کرائے۔

۲۔ مجبور کر کے زن و شوہر سے دستخط کرائے گئے۔

سائل ان دونوں جملوں کی وضاحت کرے تو جواب دیا جائے گا۔ بظاہر دونوں میں بڑا فرق ہے۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ ربیع الآخر ۱۴۰۳ھ

جبر و اکراہ میں زبان سے طلاق ہو جاتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید کی اپنی سالی سے کسی بات پر تکرار ہو گئی تھی۔ جس پر زید کی سالی نے اپنی بہن کو ورغلا کر زید کے خلاف کر دیا اور زن و شوہر کے درمیان کشیدگی پیدا کرادی اور اپنی بہن کو اس بات پر مجبور کیا کہ وہ طلاق لے لے کیوں کہ تیری شادی بدلے میں ہوئی تھی اور زید کی بہن بیوہ ہونے کی وجہ سے ہمارے گھر سے آزاد ہو چکی ہے۔ انکار کی صورت میں زید کی سالی نے اس بات کو اپنی انا کا مسئلہ بنا کر جھگڑے فساد کا سلسلہ شروع کر دیا۔ جس پر تقریباً نصف شب کے قریب زید کے ساتھ مار پیٹ کی اور گھر سے نکال کر باہر کر دیا اور طلاق نہ دینے کی صورت میں مزید جانی و مالی نقصان سے دوچار ہونے کی دھمکی دی گئی اور اپنی بہن کو یہ کہہ کر مجبور کیا گیا کہ تو نے زید سے طلاق نہ لی تو میں اپنی جان دے دوں گی مگر یہ زن و شوہر طلاق دینے اور لینے پر قطعی تیار نہ ہوئے تو زید کی سالی نے چند لوگوں کی مدد سے زن و شوہر کو طلاق نامہ و قبولیت نامہ پر دستخط کرنے پر مجبور کیا جس پر زن و شوہر نے انکار کر دیا تو نوبت ہاتھ پائی تک پہنچ گئی۔ جس پر گواہان و دیگر حاضرین نے بہتر یہی سمجھا کہ طلاق نامہ اور قبولیت نامہ پر دستخط کرا کے ہی اس تنازعہ کو ختم کر دیا جائے۔ جس پر زید کی بیوی نے دستخط کرنے سے انکار کر دیا تو زید کی سالی نے اپنی بہن کی گود میں قرآن پاک رکھ دیا اور کہا کہ تجھے ہر حال میں زید سے طلاق لینا ہے ورنہ میں زہر کھالوں گی۔ ادھر زید کو دھمکی دی گئی کہ اگر تم نے طلاق نہ دی تو تمہیں اپنی جان سے ہاتھ دھونا پڑیگا جس پر زن و شوہر نے دستخط کر کے اپنی جان چھڑائی اور ۲۴ گھنٹے بعد سے ہی ایک ساتھ رہ رہے ہیں گواہان طلاق نامہ و قبولیت نامہ بھی حلفاً یہی اقرار کرتے ہیں کہ یہ طلاق نامہ مار پیٹ دھونس ڈانٹ ڈپٹ کے ساتھ مجبور کر کے لکھایا گیا ہے جبکہ یہ زن و شوہر طلاق دینے اور لینے پر قطعی رضامند نہ تھے لہذا حکم شرع سے آگاہ فرمائیں کہ یہ طلاق کیسی ہے۔ اور ان کا ایک ساتھ رہنا شرع کے مطابق کیسا ہے۔ بصورت دیگر انھیں کفارہ ادا کرنا ہے یا کہ حلالہ؟ حکم شرعی سے آگاہ فرمائیں عین نوازش ہوگی۔

فقط خادم الفقرا، غلام حسین مصطفائی، ٹنڈو میر محمود، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: صورت مسئلہ میں عورت کے قبول کرنے یا نہ کرنے پر، طلاق کے وقوع کا دار و مدار نہیں۔ عورت انکار کرے یا اقرار، شوہر جب طلاق دے گا، طلاق پڑ جائے گی۔ البتہ اگر یہ بات صحیح ہے کہ زید کو جانی و مالی نقصان، مثلاً اسے جان سے مار ڈالنے یا ہاتھ پیر توڑ دینے کی دھمکی دی گئی اور زید جانتا ہے کہ اگر میں نے ان کے کہنے پر عمل نہ کیا تو جو کچھ یہ کہتے ہیں، کر گزریں گے اور اسے واقعی ناقابل برداشت نقصان اٹھانا پڑے گا اور یہ سوچ کر اس طلاق نامہ پر دستخط کر دیے اور زبان سے الفاظ طلاق نہ کہے تو طلاق نہ پڑے گی اور طلاق اگر زبان سے دے دی تو کیسے ہی جبر و اکراہ سے ہو، ہو جائے گی۔ (در مختار، رد المحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۴ ربیع الاول شریف ۱۴۰۳ھ

العبید محمد ظلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

حالات سے اندازہ ہو کہ طلاق بیوی کو دی ہے تو طلاق مانی جائے گی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: میرے سرال والے مجھ سے بار بار اپنی لڑکی کی طلاق مانگتے تھے۔ جس پر میں نے دوسری جگہ جا کر کہا کہ جب دیکھو تھوڑی تھوڑی سی بات پر طلاق مانگتے ہیں۔ ایک دفعہ سو دفعہ جب دیکھو طلاق ہی مانگتے ہیں کیا وجہ ہے۔ ان جملوں کو میرے سرال والے کہتے ہیں کہ طلاق ہوگئی؟ جو کچھ میں نے اوپر تحریر کیا ہے خدا کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں کہ سچ ہے۔

سائل محمد رمضان ولد اکرام الدین

۸۶ء جواب: دلوں کا حال اللہ عزوجل خوب جانتا ہے کوئی اس سے پوشیدہ نہیں۔ طلاق کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ جسے طلاق دیتا ہے یا اس کا نام لے کر، یا وہ سامنے موجود ہو تو اس کی طرف اشارہ کر کے کہے کہ ”میں نے اسے طلاق دی“۔ یا حالات بتاتے ہوں کہ وہ طلاق دے رہا ہے اور اپنی بیوی کو دے رہا ہے۔ اس کے علاوہ محض زبان سے یہ کہتے رہنا کہ طلاق طلاق۔ شرعاً کوئی حکم نہیں رکھتا اور صورت مسئولہ میں تو ان میں سے کوئی بھی صورت نہیں۔ شوہر صرف کہتا ہے کہ ”میرے سرال والے بار بار طلاق مانگتے ہیں آخر معلوم تو ہو کہ کیا وجہ ہے“ اور ان الفاظ سے ہرگز ہرگز عورت پر کوئی طلاق نہیں پڑتی۔ وہ بدستور اپنے شوہر کے نکاح و زوجیت میں ہے۔ ان جملوں کو بنیاد بنا کر، اگر عورت کے ماں باپ اس کا نکاح کہیں اور کریں گے تو وہ نکاح نہ ہوگا محض حرام کاری ہوگی۔ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ اس پر دلیل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں قادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ ربیع الآخر ۱۴۰۳ھ

وقوع طلاق کے لئے عورت کو علم ہونا ضروری نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک عورت کہتی ہے کہ مجھ کو میرے شوہر نے کہا دے دی طلاق تجھ کو، دے دی طلاق۔ دو مرتبہ طلاق دی میں قسمیہ کہتی ہوں کہ میرے شوہر نے مجھ کو دو مرتبہ طلاق دی ہے۔ جس کا مجھ کو یقین ہے۔ اس کے بعد اس کے شوہر سے معلوم کیا تو اس نے کہ میں قسمیہ کہتا ہوں کہ فی الحال میں نے دو طلاق نہیں دیں۔ میرے ہاتھ پر قرآن شریف رکھ دو۔ ہاں البتہ جب میں فقیر کے پڑ میں رہتا تھا اس وقت میں نے ایک مرتبہ طلاق دی تھی اور اس طلاق کے لئے گواہان کے نام بھی بتائے۔ جب ان گواہان سے معلوم کیا تو انہوں نے کہا کہ ہم کو اس کا علم نہیں۔ لہذا عرض ہے کہ دو طلاقیں کے لئے تو عورت اور اس کا شوہر دونوں قسمیہ کہتے ہیں۔ عورت کہتی ہے کہ طلاقیں دے دیں اور شوہر کہتا ہے کہ دو طلاقیں نہیں دیں۔ پہلی طلاق کا علم بعد میں ہوا ہے۔ عرض ہے کہ اب آپ از روئے شرع شریف فرمائیے کہ طلاق ہوئی یا نہیں؟ اور اس عورت کو اب اپنے شوہر کے ساتھ کیسا روئے اختیار کرنا چاہئے؟

خادم حافظ محمد حنیف نقشبندی الوری، حیدرآباد

۸۶ء جواب: شوہر کو ایک طلاق کا اقرار ہے تو یہ یقیناً عورت پر واقع۔ عورت کو اس کا علم ہونا ضروری نہیں اور جبکہ یہ طلاق صریح الفاظ میں دی گئی تو رجعی ہوئی۔ پھر شوہر نے اس عورت سے ازدواجی تعلقات برقرار رکھے تو یہ رجعت ہوگئی۔ اب

عورت دو طلاقوں کا دینا بیان کرتی ہے لیکن گواہ اس کے پاس کوئی نہیں۔ تو سارا دار و مدار اس کے شوہر کی قسم پر رہا۔ عورت اپنے دعویٰ پر قسم بھی کھائے تو وہ محض نامعتبر ہے کہ وہ مدعیہ ہے۔ مدعی کا حلف نہیں سنا جاتا۔ اور شوہر اگر ان دونوں طلاقوں کا جھوٹ انکار کرتا ہے تو اس کا وبال و عذاب اس پر سخت تر ہے۔ مختصر یہ کہ عورت کا بیان قابل قبول نہیں اور شوہر نے پہلی طلاق کے بعد رجعت کر لی تھی تو ان میں رشتہ زوجیت ہنوز قائم ہے۔ ہاں عورت اس کے پاس رہنا ہی نہ چاہے تو جس طرح بھی بن پڑے طلاق حاصل کرے۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ ربیع الآخر ۱۴۰۳ھ

مضمون طلاق پر دستخط سے طلاق ہو جائے گی

سوال: میں دستخط کنندہ ذیل محمد بخش ولد محمد یاسین جس کی کہ تم بیوی ہو بذریعہ نوٹس ہذا مطلع کرتا ہوں کہ تمہاری شادی مجھ سے تقریباً ۹ سال قبل ہوئی تھی۔ ہم دونوں نے اپنا وقت اچھی طرح گزارا۔ تمہارا رویہ اور چلن شریفانہ رہا لیکن بعض معاملوں کی وجہ سے ضروری ہو گیا تھا کہ ہم خدا اور رسول کے بتائے ہوئے راستہ کو اختیار کرتے ہوئے اس رشتہ کو ختم کر دیں جس پر تمہاری رضامندی بھی تھی لہذا میں تمہیں طلاق دیتا ہوں! طلاق دیتا ہوں! اب میرا تمہارا کوئی رشتہ نہیں رہا تمہیں حق ہے شریعت کے مطابق جو بھی راستہ اختیار کرو؟ فقط محمد بخش ولد محمد یاسین، بخمدت مفتی صاحب براہ کرم رقعہ کے متعلق فتویٰ جاری فرمائیں۔

۷۸۶ جواب: شوہر نے اگر طلاق کے مضمون پر واقف ہو کر اس پر دستخط کئے یا مہر لگادی یا اس کا اقرار کیا تو عورت پر بے شک تین طلاقیں پڑ گئیں اور وہ عورت بحرمت مغلطہ اس پر حرام ہو گئی اور ایسی حرام ہوئی کہ بغیر حلالہ اس کے لئے حلال نہ ہوئی۔ اگرچہ کسی جبر و اکراہ سے ان دونوں کو مصالحت پر آمادہ کر لیا جائے۔ یا وہ دونوں خود باہمی رضامندی سے، ساتھ رہنے پر آمادہ ہو جائیں۔ بہر حال اب حلالہ کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّىٰ تَكُونُوا جَا غَيْرًا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ ربیع الاول شریف ۱۴۰۳ھ

غصہ کی حد جنون تک ہو تو طلاق نہیں ہوگی

سوال: غصہ میں طلاق ہوئی یا نہیں ہوئی۔ جبکہ وہ جنون کو پہنچا ہوا ہو؟ سائل، محمد عمر خان، ایم اے جناح روڈ، کراچی

۷۸۶ جواب: غصہ اگر واقعی اس درجہ شدت پر ہو کہ حد جنون تک پہنچا دے تو طلاق نہ ہوگی اور یہ بات کہ واقعی غضب اس شدت پر تھا، یا تو گواہان عادل سے ثابت ہوگی، اور ایسے گواہ وقت پر موجود نہ ہوں تو ضروری ہے کہ شوہر اس کا دعویٰ کرے کہ میرا غصہ اسی حالت کو پہنچا ہوا تھا اور اس کی یہ عادت جانی پہچانی، مشہور و معروف ہو، تو قسم کے ساتھ اس کی بات مان لیں گے اور حکم طلاق نہ دیں گے، اگر جھوٹا حلف کرے گا، وبال اس پر ہوگا۔ (فتاویٰ رضویہ، بحوالہ خیر یہ ورد المحتار) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ شعبان المعظم ۱۴۰۳ھ

کئی بار طلاق دی، تو کیا حکم ہے؟

سوال: جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

مفتی صاحب عرض یہ ہے کہ: مجھ کو کچھ کھلا پلا دیا گیا تھا یعنی جادو وغیرہ۔ مجھ کو اپنی بیوی سے ضد ہو گئی تھی تو میں نے طیش میں کر یہ الفاظ کہہ دیئے تھے کہ میں تم کو طلاق دیتا ہوں! میرا تم سے کوئی واسطہ نہیں اور جب کبھی بھی ضد ہو جایا کرتی تھی تو میں یہ الفاظ کہا کرتا تھا کہ میں تو تم کو طلاق دے چکا ہوں میرا تم سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ یہ الفاظ میں نے چار پانچ دفعہ سے زیادہ کہے ہیں۔ میں نے مولوی مقبول صاحب سے دریافت کیا تو انھوں نے کہا تھا کہ اسلام میں طلاق ہو چکی ہے اور تم مفتی خلیل صاحب سے دریافت کر لو۔ مفتی صاحب میں آپ کے سامنے اس لئے نہیں آیا کہ مجھ کو آپ کے سامنے آتے ہوئے شرم آتی ہے۔ آپ فتویٰ تحریر کر دیجئے گا میں آپ کا بہت بہت شکر گزار رہوں گا اور مفتی صاحب جب سے میں نے یہ الفاظ نکلے ہیں اس دن سے صحبت نہیں کی ہے؟ محمد سلیم، لطیف آباد نمبر ۱۰، حیدر آباد

۷۸ جواب: حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا کہ میں نے اپنی عورت کو سو (۱۰۰) طلاقیں دی ہیں، آپ کیا حکم دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تیری عورت تین (۳) طلاقوں سے بائن ہو گئی اور باقی سنانوے (۹۷) کے ساتھ تو نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں سے مذاق کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ شوہر نے جب پہلی مرتبہ ایک یا دو طلاقیں دیں اور کچھ عرصہ بعد پھر دو ایک طلاقیں دی تو تین طلاقوں کے بعد عورت تو نکاح سے نکل ہی گئی، اس پر اس بیہودہ حرکت کا وبال الگ رہا کہ طلاق پر طلاق دیتا رہا اور پھر اس سے تعلق زوجیت بھی باقی رہا، ایک اور گناہ زنا کا، مرد و عورت دونوں پر ہوا۔ دونوں پر تو بہ فرض ہے اور طلاقیں جب تین تک پہنچ جائیں خواہ بیک وقت ہوں یا وقفہ وقفہ سے، عورت شوہر پر ایسی حرام ہو جاتی ہے کہ بغیر حلالہ اس کے لئے حلال نہیں ہوتی۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَہَا اور حدیث میں ہے کہ لَا حَتَّى تَذَوَّقَ عَسَلِیْتَهُ (الحدیث)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

طلاق وقت تحریر سے پڑ جاتی ہے

سوال: محترم جناب حضرت علامہ مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، بعد سلام ایک مسئلہ درپیش ہے کہ ایک شخص نے کسی آدمی کو طلاق لکھ کر دی کہ جادو میری بیوی کو دے آؤ مگر وہ طلاق اس تک نہ پہنچی دوبارہ اسی آدمی کو مل گئی، جس نے لکھی تھی۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد اس نے طلاق پھاڑ دی۔ اب تقریباً پانچ ماہ ہو گئے ہیں اس کو طلاق پھاڑے ہوئے اس وقت اس کو یاد نہیں آیا کہ میں نے ایک طلاق لکھی تھی یا تین۔ معمولی سا خیال ایک کی طرف جاتا ہے لیکن یقین نہیں کہ ایک لکھی تھی یا تین۔ مہربانی فرما کر جواب تحریر فرمائیں کہ اس کا دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟ آپ کی مہربانی ہوگی۔

محمد ایوب، مدرسہ جامعہ صدیقیہ رضویہ انوار القرآن، محلہ طارق آباد، گجرات

۷۸۶ جواب: اپنی عورت کے متعلق اس نے یہ الفاظ لکھے یا زبان سے کہے اسی وقت عورت پر ایک طلاق پڑ گئی اور اسی وقت سے عدت کا شمار ہوگا کہ الفاظ طلاق میں کوئی شرط نہ تھی لہذا عورت کو یہ تحریر اگرچہ نہ پہنچی مگر اس کا لکھنا ہی موجب ہو گیا مگر از انجا کہ اسے طلاق میں شک ہے کہ کتنی دی تھیں تو ایک ہی سمجھی جائے گی۔ درمختار وغیرہ میں ہے شک طلاق واحدہ او الا کثر بینی علی الاقل اور جبکہ عدت گزر گئی تو برضائے عورت از سر نو نکاح کر سکتا ہے، حلالہ کی حاجت نہیں (خانہ) واللہ تعالیٰ اعلم
العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳۰ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

حلالہ شرعیہ کا بیان

سوال: بخدمت جناب مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، گزارش عرض یہ ہے کہ

پہلی مرتبہ عمر دین عرف بندو سے مسماۃ رئیسہ کا نکاح ہوا تھا اور رنجش کی وجہ سے عمر دین نے اپنی بیوی رئیسہ کو تحریری طلاق دے دی۔ رئیسہ نے بعد مدت عدت محمود علی سے نکاح پڑھ لیا اور محمود علی نے بھی مسماۃ رئیسہ کو مورخہ ۳۱ مارچ کو تین طلاقیں دے دیں اور ایام عدت کا میعاد تجاوز کر دیا۔ علماء دین کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ اگر رئیسہ اپنے سابق شوہر عمر دین عرف بندو سے نکاح کرنا چاہتی ہے تو نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟ بموجب شریعت قانونی دلیل سے فتویٰ دیا جائے۔

عبد المجید ولد محمد اسماعیل، نواب شاہ

۷۸۶ جواب: مسماۃ رئیسہ نے پہلی تین طلاقیں کی عدت گزار کر، مستحی عمر دین سے نکاح کر لیا تو یہ نکاح صحیح و نافذ ہے۔ اور اس شوہر ثانی نے اس عورت سے ہم بستری کے بعد، طلاق دے دی اور اس طلاق کی عدت بھی گزر گئی تو اب مسماۃ رئیسہ اپنے پہلے شوہر کے لئے حلال ہو گئی اور اگر شوہر ثانی نے نکاح کے بعد اس سے صحبت نہیں کی تو یہ نکاح ثانی عمر دین سے صحیح نہ ہوگا کہ اس سے نکاح ثانی کے لئے حلالہ شرط ہے اور حلالہ میں صحبت شرط ہے۔ کما فی الحدیث۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ شوال المکرم ۱۴۰۳ھ

بیوی کو جواب میں ایسا لفظ کہا، جس سے طلاق پائی جائے، تو طلاق ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص اپنی بیوی کو مذاق میں پانچ دفعہ اس طرح طلاق! طلاق! طلاق! طلاق! کہتا ہے اور یہ بات اس کی بیوی بھی جانتی ہے کہ مذاق کیا گیا ہے اور ان الفاظ کی ادائیگی کے وقت کوئی تیسرا شخص موجود نہیں تھا اور شوہر خود قبول کرتا ہے کہ میں نے یہ الفاظ مذاق میں ادا کئے تھے لیکن بیوی کی زبان سے یہی الفاظ نکلے کہ مجھے اب طلاق ہو گئی ہے۔ یہ جو طلاق کے الفاظ ادا کئے گئے ہیں وہ یوں ہیں کہ شوہر پلنگ پر لیٹا ہوا تھا۔ بیوی ساتھ بیٹھی ہوئی تھی کہ آپ مجھے چھالیہ کے لئے پیسے نہیں دیتے ہو، شوہر یہ کہتا ہے کہ میں تمہاری چھالیہ سے تنگ آ گیا ہوں اور میں تمہارا فیصلہ کرتا ہوں اور بیوی نے کہا کرد و اور اسی وقت اس کے شوہر نے پانچ دفعہ یہ الفاظ ادا کئے اور بیوی کا کہنا ہے کہ مجھے طلاق ہو گئی ہے۔ شوہر کہتا ہے کہ میں نے یہ بات مذاق میں کہی تھی آیا طلاق کے بعد شوہر اپنی بیوی کو جو کہ عدت

گزار رہی ہے، اس کو خرچہ وغیرہ دے سکتا ہے یا نہیں۔ شوہر کہتا ہے کہ میں چھالیہ سے اس لئے منع کرتا تھا کہ یہ پوری ثابت چھالیہ چبا جاتی تھی، اس لئے اس کی صحت پر برا اثر پڑتا تھا۔

نوٹ:- بیوی اس وقت حمل سے ہے کسی قسم کی رعایت شرع میں موجود ہو تو مطلع فرمائیں؟

فقط: محمد اویس ولد جیون خان، سبحانی مسجد، سٹلائیٹ ٹاؤن، میرپور خاص

۷۸۶ جواب: بیوی نے اپنی ضرورت کیلئے پیسے طلب کئے۔ جواب میں شوہر نے کہا کہ (میں تمہاری چھالیہ سے تنگ آ گیا ہوں اور میں تمہارا فیصلہ کرتا ہوں) بیوی نے کہا کہ (کردو) اس کے جواب میں شوہر نے پانچ مرتبہ طلاق کے الفاظ ادا کر دیئے، تو یہ کون سے مذاق کی تنگ ہے کہ اسے مذاق کرنا کہا جائے۔ اور چلے اسے مذاق ہی مان لیا جائے تو طلاق تو وہ پتھر ہے جو شیشہ نکاح کو توڑ ہی دیتا ہے۔ یہ پتھر مذاق میں پھینکا جائے یا کسی اور طرح۔ حدیث شریف میں طلاق کے بارے میں فرمایا گیا کہ حقیقۃً دی جائے تب بھی طلاق اور مذاق میں دی جائے تب بھی طلاق۔ اب آدمی سر پیٹے۔ عورت پر تین طلاقیں ہو گئیں اور اپنے شوہر پر ایسی حرام ہو گئی کہ بغیر حلالہ اس پر حلال نہ ہوگی۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ شوال المکرم ۱۴۰۳ھ

رجعی طلاق میں عدت کے اندر رجوع کرے

سوال: میں حلفیہ بیان کر رہا ہوں کہ: جھگڑے میں، میں نے دو دفعہ اپنی بیوی کو طلاق کہا، جس کو میری ساس نے بھی سنا۔ اب میں اپنی بیوی کو رکھنا چاہتا ہوں۔ آئندہ انشاء اللہ غلطی نہیں ہوگی؟ سہیل اختر ولد اختر حسین

۷۸۶ جواب: حقیقت حال کا علم اللہ عز و جل کو ہے کہ وہی دل کی چھپی جانتا ہے۔ اگر واقعہ شوہر نے بیوی کو صرف دو ہی مرتبہ طلاق دی ہے تو یہ دونوں طلاقیں رجعی ہیں اور طلاق رجعی کا حکم یہ ہے کہ شوہر عدت کے دوران، بلا نکاح کے، اور عدت گزر جانے پر بعد نکاح کے، اپنے نکاح میں لاسکتا ہے۔ حلالہ کی اس میں کوئی ضرورت نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ الطَّلَاقُ مَرَّتَيْنِ (الآیۃ)۔ ہاں اس کے بعد اگر کبھی ایک بھی طلاق دے دی تو عورت ہمیشہ کے لئے اس پر حرام ہو جائے گی بلا حلالہ حلال نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ صفر المظفر ۱۴۰۳ھ

غیر عورت کو طلاق دینا لغوبات ہے

سوال: بخدمت جناب مولانا محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، جناب عالی گزارش عرض یہ ہے کہ

محمد گلزار خان سے کچھ گھریلو بات پر غلطی ہوئی ہے۔ جس میں جناب سے فتویٰ چاہتا ہوں۔ حالات و واقعات یہ ہیں کہ میں مکان میں اوپر چھت پر رہتا ہوں اور نیچے مالک مکان رہتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ چھت پر پٹر پھیلانے پر میری منکوحہ سے معمولی سے منہ ماری ہوئی۔ جس بناء پر میری منکوحہ مکان میں نیچے چلی گئی اور اس وقت میری منکوحہ کے بھائی

میرے پاس موجود تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد مالک مکان اور اس کے ساتھ اس کی رشتہ میں بہنیں لگتی ہیں وہ اوپر میرے پاس آئیں اور اٹنے سیدھے سوال کئے، جس پر میں برہم ہوا۔ وہ کہنے لگیں کہ تم لڑائی لڑتے ہو تو فیصلہ دے دو، جس پر میں نے ان سے کہا کہ میری منکوحہ سے تو میری کوئی لڑائی نہیں اگر تمہیں ضرورت ہے تو تمہیں طلاق دیتا ہوں طلاق دیتا ہوں اور یہ کئی بار کہا۔ اس پر میری بیوی کے بھائی نے کہا کہ کیا کر رہے ہو اگر اپنی بیوی کو دے رہے ہو تو اسے بلاؤ، جس پر میں نے کہا کہ اس سے تو کوئی واسطہ نہیں، یہ تو ان لوگوں سے بات ہو رہی ہے۔ لہذا وہاں پر موجود کچھ غیر لوگ ہیں کہتے ہیں کہ طلاق ہو گئی۔ لہذا جناب سے فتویٰ چاہتا ہوں۔ جو کچھ میں نے اس میں لکھا ہے اور لکھوایا ہے حلفیہ اقرار کرتا ہوں کہ ایک ایک لفظ بالکل درست ہے۔ السائل۔ محمد گلزار خان، گواہ محمد علی

۷۸۶ جواب: کسی غیر عورت کو طلاق دینا، ایسا ہی ہے جیسے درود یوار کو طلاق دینا۔ یعنی ایک مہمل اور لغو بات۔ اس پر شرعاً کوئی حکم نہیں۔ ہاں دلوں کا چھپا حال اللہ خوب جانتا ہے۔ اس سے کوئی بات پوشیدہ نہیں اور قیامت قریب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ صفر المظفر ۱۴۰۳ھ

”طلاق دے دوں گا“ اور ”طلاق دی“ کا الگ الگ حکم ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنی بیوی کے سامنے علیحدہ کمرے میں یہ الفاظ کہہ دیئے کہ میں طلاق دے دوں گا! میں نے طلاق دی! یہ الفاظ تین چار مرتبہ کہلائے ہیں۔ کیا اس صورت میں زید کی بیوی اس کے نکاح میں رہی یا طلاق ہو گئی؟ عبدالحسین صدیقی، یونٹ نمبر ۷، لطیف آباد

۷۸۶ جواب: ”میں طلاق دے دوں گا“ ارادۃ طلاق ہے اور ارادۃ طلاق، طلاق نہیں۔ اگر قائل صرف اتنے ہی الفاظ کہتا اگرچہ متعدد، تب بھی طلاق واقع نہ ہوتی۔ لیکن اس نے معا بعد اپنے ارادہ کی تکمیل میں تین چار مرتبہ یہ کہا کہ میں نے طلاق دی اور سامنے ہی اس کی منکوحہ موجود ہے جسے وہ طلاق دینا چاہتا ہے تو اب وقوع طلاق میں کہاں شبہ رہا۔ تین طلاقیں پڑ گئیں اور جب طلاقیں تین تک پہنچ جائیں تو عورت اپنے شوہر پر اس طرح حرام ہو جاتی ہے کہ بغیر حلالہ، اس کے لئے حلال نہیں رہتی۔ اگرچہ دوبارہ نکاح پڑھ لیں۔ حلالہ ضروری ہے۔ قال اللہ تعالیٰ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرًا، و قال النبی ﷺ لا حتى تذاق عسلیتہ (الحديث)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ

مہر عورت کا حق ہے، مال دے کر یا مہر معاف کر کے طلاق لے سکتی ہے

سوال: بخد مت جناب مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، گزارش عرض یہ ہے کہ میرا آدمی ہے وہ میرے مطلب کا نہیں ہے۔ میں اس سے طلاق لے رہی ہوں۔ اب وہ طلاق دینے کو تیار ہے۔ اب علماء دین فرمائیں اور فتویٰ دیں کہ میں اس سے اپنا مہر عند الطلب مبلغ ۵۰۰۰ روپیہ لے سکتی ہوں یا نہیں؟ آپ اس

بارے میں فتویٰ دیں۔ عین نوازش ہوگی۔ فیروزہ بی بی، پختہ قلعہ، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: عورت شوہر سے کچھ مال دے بغیر، طلاق حاصل کر سکتی ہے تو حاصل کر لے۔ اس صورت میں مہر اس کا حق ہے جسے وہ وصول کر سکتی ہے۔ لیکن شوہر کچھ مال لئے بغیر، یا کم از کم کل یا بعض مہر معاف کر ائے بغیر طلاق نہ دینا چاہیے تو آپ ہی مہر معاف کرنا ہوگا۔ عورت مہر معاف کرے، شوہر طلاق دے دے۔ اب یہ عورت عدت گزار کر کسی اور سے نکاح ثانی کر سکتی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يَاقِيَا حُدُودَ اللَّهِ وَاللَّهُ تَعَالَىٰ أَعْلَمُ

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ صفر المظفر ۱۴۰۳ ھ

بغیر وجہ شرعی خلع لینا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: کوئی عورت اپنے شوہر سے کن وجوہات سے خلع لے سکتی ہے؟ صورت کیا ہے۔ اگر بغیر عذر شرعی چاہے تو کس شرط پر شوہر اسے آزاد کر سکتا ہے؟ ایک سال بھی نہ گزرا ہو اور عورت کہے کہ مجھے شوہر ناپسند ہے اور میں اب نہیں جاؤں گی اور اگر اس قسم کا کوئی مطالبہ ہو تو اس کے بارے میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے اور کیا شرائط ہیں؟ جواب با صواب مدلل و مفصل دے کر عند اللہ ماجور ہوں۔ فقط السائل رشید احمد خان

۷۸۶ الجواب: حدیث شریف میں ہے کہ جو عورت بغیر کسی حرج کے شوہر سے طلاق کا سوال کرے اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے اور قرآن کریم کا ارشاد فرماتا ہے کہ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يَاقِيَا حُدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ (اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ دونوں میاں بیوی اللہ کی حدیں قائم نہ رکھ سکیں گے تو ان پر کچھ گناہ نہیں، اس میں کہ عورت چھٹی (طلاق) لے کچھ بدلہ دے کر) اسی طریقہ کو یعنی مال کے بدلے میں نکاح زائل کرنے کو خلع کہتے ہیں۔ علماء کرام فرماتے ہیں کہ زوج زوجہ میں نا اتفاقی رہتی ہو اور یہ اندیشہ ہو کہ وہ احکام شرعیہ کی پابندی اور ایک دوسرے کے ساتھ نباہ نہ کر سکیں گے تو خلع میں مضاائقہ نہیں۔ عورت خواہ اپنا مہر، کل یا بعض معاف کرے یا اپنے پاس سے کچھ اور مال دے اور شوہر اس کے بدلے، طلاق دے دے تو جائز و روا ہے اور باہم جو شرطیں، جائز طے پائیں ان کی پابندی لازم ہوگی۔ البتہ شرط عورت کی جانب سے یہ ہے کہ وہ مال دینا قبول کرے اور مرد کی جانب سے یہ ہے کہ وہ عاقل و بالغ ہو۔ (در مختار عالمگیری وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ شوال المکرم ۱۴۰۳ ھ

طلاق کی گواہی عورت دے، تو کب مانی جائے گی؟

سوال: بخدمت جناب مولانا محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، جناب عالی مودبانہ گزارش یہ ہے کہ میں آپ سے عرض کرنا چاہتی ہوں کہ: میں نے آج سے تقریباً دس سال پہلے محمد وکیل سے شادی کی تھی۔ شادی سے پہلے اس نے کہا تھا کہ میں کنوارہ ہوں لیکن وہ شادی شدہ تھا۔ ہم دو تین سال انڈیا میں رہے۔ اسی دوران ایک دن کاغذ پر طلاق نامہ لکھا اور مجھے کہا کہ اس پر دستخط کر دو۔ میں نے کاغذ لے کر پوچھا کہ بتاؤ اس میں میری کیا خطا ہے کہ تم ایسا کر رہے ہو؟ اس نے کہا کہ میں

مذاق کر رہا تھا پھر کاغذ مجھ سے چھین کر پھاڑ دیا اس کے بعد ہم لوگ افغانستان آ گئے۔ وہاں مجھے معلوم ہوا کہ محمد وکیل پہلے سے شادی شدہ ہے۔ مجھے بہت برا لگا اور ہمارا جھگڑا ہونے لگا۔ میرے پاس میری بھانجی جسے میری بہن نے گود دے دیا تھا ساتھ رہتی تھی جواب بھی میرے پاس ہی ہے۔ ہمارا جھگڑا تو ہوتا ہی رہتا تھا۔ ایک دن ہمارا جھگڑا ہوا اس نے مجھے بہت برا بھلا کہا اور قرآن پاک اٹھا کر میرے اوپر پھینکا اور کہا کہ تم میرے گھر سے نکل جاؤ۔ میں تم کو رکھنا نہیں چاہتا تم میرے قابل نہیں ہو۔ میں تم کو چھوڑ سکتا ہوں لیکن اپنی بیوی کو نہیں چھوڑ سکتا۔ تب میں نے روز روز کے جھگڑوں سے تنگ آ کر ایک روز شوہر سے کہا کہ اس سے تو تم مجھے طلاق ہی دے دو۔ اس نے کہا کہ ٹھیک ہے میں تمہیں نہیں رکھنا چاہتا تم صبح ہونے سے پہلے چلی جاؤ۔ میں پٹھان ہوں رات کے اندھیرے میں جب چاہو میرا گھر چھوڑ دینا اور جو تیری بھانجی ہے۔ اسے چھوڑ جانا کیوں کہ وہ بھانجی کو بیچ کر روپے کمانا چاہتا تھا۔ میں اس ڈر سے، دوسرا وہ مجھے پہلے کہہ چکا تھا۔ ہم افغانستان سے مہاجر بن کر پاکستان آئے۔ افغانستان میں میرا کوئی نہیں تھا۔ جس کے پاس میں چلی جاتی مجبور تھی۔ یہاں مجھے موقع ملا اور میں نکل کر سیدھی لاہور آئی۔ وہاں ایک خدا کی بندی سے جو داتا دربار میں انچارج ہے ملاقات ہوئی۔ اس نے مجھے پاسپورٹ بنا کر دیا اور شناختی کارڈ بنایا اور میں پاکستانی ہو گئی۔ پاکستان سے ماں باپ کو ملنے انڈیا گئی وہاں رہنے کی بہت کوشش کی لیکن میں پاکستانی ہو چکی تھی۔ اس لئے مجھے واپس پاکستان آنا پڑا۔ اب میں ماموں زاد بھائیوں کے پاس یہیں حیدر آباد میں رہتی ہوں۔ بہت پریشان ہوں، مجبور ہوں، کیا کروں۔ آگے کوئی قدم بھی نہیں اٹھا سکتی۔ آپ کی خدمت میں درخواست ہے کہ اس پر غور فرما کر اپنے خیالات سے مستفید فرمائیں اور خطوی جاری فرما کر مجھے آگے قدم اٹھانے کا موقع عنایت فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔ شکریہ

فقط السائلہ شکیلہ عرف نجمہ

۷۸۶ جواب: اس میں کوئی شک نہیں کہ مذکورہ بالا صورتوں میں عورت اپنے دعویٰ و بیان کے ثبوت میں کم از کم دو عادل، متقی، پرہیزگار، قابل اعتماد اور معتبر گواہوں کو پیش کر سکے تو شرعاً کسی تردد و تاہل کے بغیر، حکم طلاق دے دیا جائے اور ایام عدت گزر جانے پر، عورت کو نکاح ثانی کا اختیار بھی مل جائے لیکن از انجا کہ عورت کامل و وثوق سے خدا اور رسول کو گواہ بنا کر یہ واقعات بیان کرتی ہے اور شوہر کا پتہ نہیں کہ اس کے اقرار کا پتہ چل سکے تو ایسی صورت میں حکم شرعی یہ ہے کہ جو شخص اس عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے اسے بلا کم و کاست، ان واقعات سے آگاہ کیا جائے اور وہ شخص ان حالات کی روشنی میں اپنے دل میں غور کرے۔ اگر اس کے دل پر عورت کا بیان جتنا ہو وہ سچی اور اس کا بیان قابل قبول ہے اور اس میں کوئی بات فریب کی نہیں، تو اسے اختیار ہے کہ اس عورت سے نکاح کرے، ورنہ باز رہے۔ فی الہندیۃ عن الذمیرۃ لولو ان امرأۃ قالت لرجل زوجی طلقنی لثفا وانقضت عدتی فان کانت عادلة وصادقة یتزو جها وان کانت فاسقة تحری و عمل با وقع تحریرۃ علیہ۔ اس کی ضرورت اس لئے کہ آج کل عادل شخص کا ملنا دشوار ہے۔ ورنہ عادلہ کا صرف اتنا بیان ہی کہ مجھے طلاق ہو گئی ہے، جواز نکاح کے لئے کافی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ

مطلقہ مغلظہ کو بغیر حلالہ رکھنا، حرام کاری ہے

سوال: ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک ہی وقت میں اپنی والدہ اور نانی کی موجودگی میں تین سے زائد مرتبہ طلاق دی اور جب ہمارے علم میں لایا گیا تو ہم لڑکی کو لینے گئے۔ وہاں بھی متعلقہ شخص نے کہا کہ آپ اسے لے جاؤ میں نے اسے طلاق دے دی ہے۔ برائے مہربانی قرآن و سنت کی روشنی میں ہماری راہ نمائی فرمائیں؟ السائل محمد سعید، الیاس آباد، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: ایک بار، خواہ متفرق اوقات میں، جس شخص نے اپنی عورت کو تین طلاقیں دی ہوں، دونوں صورتوں میں عورت پر تین طلاقیں پڑ گئیں اور عورت اس کے نکاح سے ایسی خارج ہوگئی کہ اب بے حلالہ، ہرگز اس کے نکاح میں نہیں آسکتی۔ اگر یوں ہی رجعت کر لی اور گھر میں رکھ کر ازدواجی تعلقات قائم کر لئے، یا بلا حلالہ، نکاح جدید باہم کر لیا تو دونوں بتلائے حرام کاری ہوں گے اور عمر بھر حرام کاری کریں گے۔ ایسی صورت میں عورت بھی ہاتھ سے گئی اور گناہ بے لذت بھی نامہ اعمال میں لکھا گیا اور شوہر گناہ گار بھی ہوا کہ ایک ساتھ تین طلاقیں دینا گناہ ہے۔ اگرچہ طلاقیں تینوں پڑ جائیں گی۔ وہابیہ غیر مقلدین کہ اب اس مسئلہ میں خلاف اٹھا رہے ہیں گمراہ بددین ہیں۔ دوسروں کو بھی گمراہ کر رہے ہیں۔ سنی مسلمانوں کو ان کی تقلید حلال نہیں۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ اب وہ عورت اس شوہر کے لئے حلالہ کے بعد حلال ہوگی۔ بغیر حلالہ حلال نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرًا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ شوال المکرم ۱۴۰۳ھ

”تو گھر میں رہنے کے قابل نہیں“ سے طلاق نہیں ہوتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: کچھ وقت سے میری والدہ اور میری بیوی کے درمیان نا اتفاقی چلی آرہی تھی۔ باوجود کافی کوشش کے ان میں اتفاق نہ ہو سکا۔ بالآخر تنگ آ کر میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تو میرے ساتھ رہنا چاہتی ہے تو تجھے بھی صبر سے کام لینا ہوگا اور میری والدہ سے تلخ کلامی سے کنارہ کشی کرنا ہوگی ورنہ میرے نزدیک اس معاملے کا حل یہ ہے کہ تجھ سے علیحدگی اختیار کر لوں یعنی میں تجھے طلاق دے دوں گا۔ مگر کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکلا۔ کچھ دن ہوئے میرے سامنے دونوں میں کسی بات پر تلخ کلامی شروع ہوگئی۔ میں نے اپنی بیوی کو خاموش رہنے کی تلقین کی لیکن باوجود میرے بار بار کہنے کے وہ خاموش نہ ہوئی تو مجھے غصہ آ گیا اور میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ اگر تو خاموش نہیں ہوتی تو پھر چل میں تجھے تیرے والدین کے گھر چھوڑ آتا ہوں اب تو اس گھر میں رہنے کے قابل نہیں۔ میری والدہ نے میرے ہاتھ سے اس کا ہاتھ چھڑاتے ہوئے کہا نہیں یہ اسی گھر میں رہے گی اور اسے نکالنا نہیں ہے۔ میں نے انتہائی غصے کی حالت میں کہا کہ اب میں اسے گھر میں بٹھاؤں تو اس کا بیٹا لگوں۔ پھر بھی میری ماں نے اسے زبردستی گھر میں بٹھال ہی لیا۔ تھوڑی دیر کے بعد میری بیوی میرے پاس آئی اور کہا کہ اس بار میری غلطی معاف کر دو آئندہ ایسی غلطی نہیں کروں گی۔ میں اب بھی غصہ کی حالت میں تھا اور میں نے اسے کہا کہ خدا کی قسم میں نے تو تجھے طلاق دینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ میری زبان سے

ایسے سخت الفاظ سنتے ہی میری بیوی نے جا کر وضو کیا اور گھر میں رکھا ہوا قرآن مجید اٹھایا اور کہنے لگی کہ اس پاک کلام کے واسطے مجھے کر دو۔ میں نے اسے تو معاف کر دیا لیکن میرے لئے یہ پریشان کن مسئلہ بن گیا کہ میں نے غصے میں طلاق دینے کی قسمیں کھالی ہیں۔ اب مجھے کیا قسم اٹھانا چاہئے۔ برائے مہربانی مندرجہ بالا بیان کی روشنی میں آپ ہماری راہ نمائی فرمائیں؟

السائل داؤد خان، ٹنڈوالیہار

۷۸۶ جواب: شوہر کے اس بیان میں کہیں ایسے الفاظ نہیں پائے جاتے جن کی بنیاد پر عورت کو طلاق کا حکم دیا جاسکے۔ پہلا جملہ کہ ”اب تو میرے گھر میں رہنے کے قابل نہیں“، یوں تیسرا جملہ کہ میں نے ”تجھے طلاق دینے کا فیصلہ کر لیا ہے“ شوہر کی انتہائی خفگی کا پتہ دیتے ہیں، ایقاع طلاق کے قائم مقام نہیں۔ علیٰ ہذا اس کا یہ کہنا کہ ”اگر میں اسے گھر میں بٹھاؤں تو اس کا بیٹا لگوں“ ایقاع طلاق میں محض نامعتبر ہے۔ فی الہندیۃ لو قال ان وطنتک وطنت امی فلاشی علیہ۔ لہذا نکاح قائم ہے البتہ شوہر پر لازم ہے کہ ایسے الفاظ کے استعمال سے پرہیز کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳ ذی قعد ۱۴۰۳ھ

جبر واکراہ کے ساتھ طلاق زبان سے دی تو ہو جائے گی

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب، السلام علیکم، جناب عالی مودبانہ گزارش عرض ہے کہ

میں دو لڑکوں بنام کاشف عمر ۳ سال اور آصف ۱ سال کا والد ہوں اور میری بیوی کا نام نورین عرف قمر النساء ہے۔ جبکہ چند دشمن اور شورہ پشت لوگوں اور محمد شور و ساکن شہاب سینما حیدر آباد نے چند یوم قبل میرے اور میرے بڑے لڑکے کاشف کے اوپر چاقو رکھ کر اور جان سے مارنے کی دھمکی دے کر مجھ سے کاغذات پر زبردستی دستخط لے لئے ہیں اور اب معلوم ہوا ہے کہ وہ طلاق نامہ تھا جس پر دستخط کئے ہیں۔ جبکہ میں نے اپنی بیوی مسماۃ نورین عرف قمر النساء کو طلاق نہیں دی ہے اور نہ ہی زبانی دی ہے اور مجھ سے دھوکا ہوا ہے اور میں غریب آدمی ہوں۔ لہذا جناب والا سے مودبانہ گزارش ہے کہ جناب والا مہربانی فرما کر مجھے سرٹیفکیٹ اس امر کا مرحمت فرمائیں کہ آیا اس طرح سنت رسول اور قرآن کی رو سے طلاق واقع ہو گئی یا نہیں؟

فقط والسلام، محمد اقبال ولد حاجی محمد وزیر، لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: طلاق اگر زبان سے دے تو کیسے ہی جبر واکراہ سے ہو، ہو جائے گی اور عند الشرع معتبر ہوگی اور اگر کسی تحریر پر، مضمون پر واقف ہوئے بغیر، یا جبر واکراہ شرعی کی صورت میں، دستخط کر دئے مگر زبان سے کوئی لفظ طلاق کا ادا نہ کیا، تو ایسی صورت میں طلاق کا حکم نہ دیا جائے گا۔ (کذا فی الفتاویٰ الشامیہ) اور جب شرعاً، ایسی صورت میں حکم طلاق نہ کیا جائے گا تو ظاہر ہے کہ ان دونوں میں رشتہ زوجیت برقرار ہے۔ شوہر، دیندار با اثر مسلمانوں یا پھر حکام وقت کی طرف رجوع کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ شوال المکرم ۱۴۰۳ھ

غصہ میں طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے میں کہ: میں غلام علی شاہ ولد نواز علی شاہ پرائمری ٹیچر سٹلائیٹ ٹاؤن، میرپور خاص آج سے تقریباً چار ماہ قبل جب میں اپنی بیوی سے گھر پر آیا تو میری بڑی بیوی جمیلہ بیگم اور میری چھوٹی بیوی فاخرہ بیگم دونوں میں کسی بات پر جھگڑا ہوا تھا۔ اس لئے دونوں علیحدہ علیحدہ کمروں میں بحالت غصہ پڑی ہوئی تھیں۔ جھگڑا میری عدم موجودگی میں ہوا تھا۔ لہذا میں نے اپنی بڑی بیوی جمیلہ بیگم سے پوچھا کیا بات ہے۔ تو میری بڑی بیوی نے جواب دیا کہ اپنی چھوٹی بیوی سے پوچھو۔ پھر میں نے اپنی چھوٹی بیوی فاخرہ بیگم سے پوچھا کہ کیا بات ہے۔ کیا جھگڑا ہے۔ تو میری چھوٹی بیوی نے بھی یہی جواب دیا کہ اپنی بڑی بیوی جمیلہ بیگم سے پوچھو۔ جب میری دونوں بیویوں نے بار بار یہی جواب دیا تو میں نے جھنجھلاہٹ میں اپنی چھوٹی بیگم کو ڈانٹا کہ مجھے بتاؤ کہ کیا بات ہے؟ تو میری چھوٹی بیوی نے برجستہ یہ جواب دیا کہ تم مجھے طلاق دو اور بار بار یہی کہتی رہی تو مجھے اس بات پر غصہ آیا اور میں نے اپنی چھوٹی بیوی سے کہا کہ اگر تم نے طلاق لینے کا فیصلہ کر لیا ہے تو اپنے ماں باپ کو یہاں میرپور خاص بلوالو۔ اگر تمہارے ماں باپ اور تم نے مشترکہ مطالبہ طلاق کیا ہے تو پھر میں اپنے رشتے داروں سے مشورہ کر کے طلاق دے دوں گا۔ پھر اس واقعہ کے تقریباً ایک ماہ بعد فاخرہ بیگم کے والد شمشاد علی، ماں فاطمہ بیگم اور فاخرہ بیگم کی بھابی بعد مغرب ۱۱ مئی ۱۹۸۳ء کو میرے گھر آئے اور مجھ سے کہا کہ لڑکی یعنی فاخرہ بیگم کو کچھ دنوں کے لئے ہم گھر لے جا رہے ہیں، بعد میں لڑکی کو واپس میرپور خاص بھیج دیں گے۔ میں نے کہا بیشک لے جائے، چونکہ گفتگو دوستانہ ماحول میں ہوئی تھی اس لئے میں نے اجازت دے دی چنانچہ میرے سر شمشاد علی اپنی بیٹی فاخرہ بیگم کو ۱۲ مئی ۱۹۸۳ء کو اپنے ساتھ اپنے گھر حیدر آباد لے گئے۔ تقریباً تین ماہ بعد میرے پاس دو فتویٰ کی نقل ۷ اگست ۱۹۸۳ء کو ملیں۔ جس میں میرے سر شمشاد علی نے یہ بیان کیا ہے کہ تم نے میری لڑکی فاخرہ بیگم کو تین مرتبہ طلاق دی ہے، اس لئے طلاق ہو گئی اور اب لڑکی تمہارے گھر ان دونوں فتویٰ کی رو سے نہیں جاسکتی۔ جب کہ میں غلام علی شاہ نے اپنی بیوی فاخرہ بیگم کو طلاق نہیں دیا ہے۔ لہذا از روئے قرآن و سنت اور شریعت کی رو سے جواب عنایت کیا جائے کہ آیا یہ طلاق ہوئی یا نہیں؟

فقط السائل غلام علی شاہ ولد نواز علی شاہ، سٹلائیٹ ٹاؤن، میرپور خاص

۷۸۶ جواب: یہ سوال کچھ عرصہ قبل بھی یہاں آیا تھا۔ اس میں صاف تحریر تھا کہ ”شوہر کو تین طلاقیں کا اقرار ہے مگر وہ کہتا ہے کہ غصہ میں طلاق نہیں پڑتی“ اسی اقرار کی بنیاد پر فتویٰ دیا گیا تھا کہ طلاق ہو گئی اور یہ خیال غلط ہے کہ ”غصہ میں طلاق نہیں ہوتی“ اب یہ سوال خود شوہر کی جانب سے ہے اور اس میں تصریح ہے کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق نہیں دی البتہ بیوی کے مطالبہ طلاق پر، یہ کہا تھا کہ ”تم نے اور تمہارے والدین نے مشترکہ طور پر اور طلاق کا مطالبہ کیا تو مشورہ کر کے طلاق دے دوں گا“ اگر واقعہ یہی ہے کہ شوہر نے کوئی طلاق نہیں دی اور نہ کسی کے سامنے اقرار طلاق کیا ”جبکہ طلاق کا جھوٹا اقرار بھی طلاق شمار ہوتا ہے“ تو اب وقوع طلاق کا حکم، کس بنیاد پر کیا جاسکتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہاں عورت اس کا دعویٰ کر سکتی ہے۔ تو

عورت اگر اپنے دعویٰ پر قابل اعتماد گواہ پیش کر دے۔ ایسے کہ ان کی گواہی شرعاً قبول کی جاسکے، تو بیشک اس کا دعویٰ قبول کیا جائے گا اور اس شہادت کی بنیاد پر حکم طلاق دیا جائے گا اور ان گواہوں کی موجودگی میں، شوہر کے انکار کو رد کیا جائے گا اور اگر عورت کے پاس گواہ نہیں تو تنہا عورت کا قول یہاں قبول نہیں۔ خلاصہ یہ کہ شوہر کے اس بیان کی روشنی میں، ہنوز ان دونوں میں رشتہ زوجیت قائم ہے۔ ہاں عورت اس کے ساتھ نباہ نہ کر سکے تو اسے اختیار ہے کہ شوہر سے مال کے عوض طلاق حاصل کرے اور عدت گزارے۔ عدت گزار جائے تو اسے نکاح ثانی کا اختیار ہوگا۔ شوہر طلاق نہ دے تو وہ اس کی زوجہ رہے گی۔ (فتاویٰ رضویہ۔ درمختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ شوال المکرم ۱۴۰۳ھ

چاروں ائمہ کے نزدیک تین طلاق ایک ساتھ ہوں، تب بھی تین ہی ہیں، غیر مقلدین کا رد

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس کے بارے میں بمطابق فقہ حنفیہ کہ: زید اپنی بیوی سے ملنے اس کے میکے کراچی گیا۔ جہاں اس نے اپنی بیوی سے کسی معاملے میں استفسار کیا جس کے جواب میں مسئلہ معاملے سے متعلق اس کی بیوی نے کذب بیانی سے کام لیا۔ زید نے اس معاملے سے متعلق اپنی معلومات کی صحت پر اصرار کیا جبکہ اس کی بیوی اس تردید پر بضد رہی اور بات بحث و تکرار کی صورت اختیار کر گئی جس کے نتیجے میں زید مشتعل ہو گیا اور اس نے غصے کی حالت میں اپنی منکوحہ بیوی سے مخاطب ہو کر تین بار علیحدہ علیحدہ طلاق دے دی اور گھر سے نکل آیا۔ اس موقع پر تقریباً دو افراد بھی موجود تھے جنہوں نے طلاق دہی کے جملوں کو سنا۔ شوہر نے طلاق کے الفاظ اس طرح ادا کئے کہ طلاق دی! طلاق دی! طلاق دی!

۱۔ کیا مذکورہ صورت حال میں فقہ حنفی کے مطابق طلاق ہوگئی؟

بعد ازاں زید اور اس کی بیوی دونوں اپنے کئے پر پشیمان و نادم ہیں نیز ان کے متعلقین نئی صورت حال سے پریشان ہیں اور جو یاں ہیں کہ ہر دو فریقین کے زن و شوہر کی حیثیت سے زندگی گزارنے کے لئے کوئی گنجائش فقہ حنفی کے مطابق موجود ہے یا نہیں؟ اس جستجو میں الحمد للہ (غیر مقلد) کے ایک سند یافتہ عالم سے سابقہ پڑا ہے جس کا کہنا ہے کہ مذکورہ صورتحال میں طلاق واقع نہیں ہوئی کیوں کہ طلاق ایک ہی وقت ایک ہی موقع پر تین بار دی گئی ہے جو قرآن حکیم و احادیث مبارکہ کی روشنی میں اس کے نزدیک غلط طریقہ ہے جبکہ طلاق تین ماہ میں مہینے کے وقفے سے دی جانی چاہئے۔ عالم مذکورہ کا کہنا ہے کہ ہر دو فریقین اپنی ازدواجی زندگی سب سابق گزار سکتے ہیں کہ وہ بدستور رشتہ ازدواج میں منسلک ہیں۔ اس ضمن میں کسی بھی قسم کا عذاب وہ عالم اپنے ذمہ لینے کو تیار ہے لہذا ارشاد فرمائیں کہ

۲۔ آیا مذکورہ عالم کے قول کے مطابق کہ شافعی مسلک کے اعتبار سے طلاق واقع نہیں ہوئی۔ درست ہے؟

۳۔ آیا شافعی مسلک کے اعتبار سے طلاق مؤثر نہیں ہوئی تو زید اس معاملے میں مذکورہ مسلک کو اختیار کر سکتا ہے؟

۴۔ کیا اس مخصوص معاملے میں شافعی مسلک اختیار کرنے سے زید دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا یا نہیں؟

السائل ثاقب علی خان، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ جواب: ایک بار تین طلاقیں دینے سے، نہ صرف حنفیہ بلکہ چاروں مذاہب اہلسنت کے ائمہ ملت کے اجماع سے تین مغلطہ ہو جاتی ہے۔ امام شافعی، امام مالک، امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم ائمہ مجتہدین و متبرعین میں سے کوئی امام، اس باب میں اصلاً مخالف نہیں۔ صورت مستفسرہ میں اس کی عورت پر تین طلاقیں ہو گئیں۔ ایک ساتھ تین طلاقیں دینا گناہ ہے۔ زید گناہ گار ہوا۔ مگر عورت اس کے نکاح سے ایسے خارج ہو گئی کہ اب بے حلالہ ہرگز اس کے نکاح میں نہیں آ سکتی۔ اگر یوں ہی رجعت کر لی، یا بلا حلالہ، نکاح جدید باہم کر لیا، خود اپنی رضا مندی سے، یا کسی کے دباؤ میں آ کر، یا کسی نام نہاد مفتی کے جال میں پھنس کر، تو دونوں بتلائے حرام کاری ہوں گے اور عمر بھر حرام کاری کریں گے۔ یہاں تک کہ ائمہ دین نے فرمایا کہ اگر قاضی شرع، حاکم اسلام ایسے مسئلہ میں ایک طلاق پڑنے کا حکم دے تو وہ حکم باطل و مردود ہے۔ وہابیہ غیر مقلدین کہ اب اس مسئلہ میں خلاف اٹھا رہے ہیں مگر بد دین ہیں۔ ان کی تقلید، اور ان کے فتویٰ پر عمل، بلا تصدیق حلال نہیں۔ وہ بدنصیب، تمام مسلمانوں سے کٹ کر، اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنانے کی پاداش میں کل بتلائے عذاب ہوگا۔ خود اپنے آپ کو نہ بچا سکے گا، دوسرے کا بوجھ کیا اٹھائے گا۔ بہر حال اس کا یہ کہنا کہ وہ بدستور رشتہ ازدواج میں منسلک ہیں، غلط صریح اور باطل اور قطعاً خدا اور رسول کریم ﷺ کے احکام کے خلاف ہے۔ اس قول پر تو اس نے ایک بھی طلاق نہ مانی اور شوہر کے اس قول کو بالکل مبہمل ٹھہرا دیا۔ فتح القدیر میں ہے ذہب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعد هم من ائمة المسلمين الى انه يقع ثلث الخ اور اسی سے ثابت ہوا کہ جب وہ امام شافعی کا مذہب ہی نہیں تو مسئلہ خاص کی خاطر، اپنے مذہب کو چھوڑنا کہ یوہیں ناجائز و گناہ ہے، کیسے جائز و صحیح ہوگا۔ یہ تو صرف اور صرف اپنی خواہش نفس کا اتباع ہوا اور شرعاً حرام و ناجائز ہے۔ الحاصل وہ عورت، اس مرد پر بلا حلالہ حلال نہیں۔ قال الله تعالى 'فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ' (بقرہ: 230) و قال النبي ﷺ لا حتى تذاق عسيلته (الحديث)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ ذی قعد ۱۴۰۳ھ

گھبراہٹ اور جھنجھلاہٹ کا نام جنون نہیں ہے، ایسی حالت میں طلاق ہو جاتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مورخہ ۱۸ جولائی ۱۹۸۳ء بروز پیر میں علی الصبح روزگار کی تلاش میں اپنے گھر سے نکلا کیوں کہ میرے پاس اتنے پیسے بھی نہیں تھے کہ میں دور دراز جانے کے لئے بس وغیرہ میں سفر کر سکوں۔ اس لئے پیدل چلتا رہا اور جا مشور و تک جا نکلا لیکن روزگار نہ ملا اور مایوسی کی حالت میں بھوک و پیاس کی صعوبتیں برداشت کرتا ہوا پیدل رات ۱۱ بجے گھر پہنچا تو بجائے اس کے کہ مجھ سے گھر سے دیر تک باہر رہنے کی وجہ معلوم کی جاتی۔ میری بیوی نے مجھ سے تکرار شروع کر دی ہتک آمیز لہجہ استعمال کیا۔ جس نے میرے دل و دماغ پر گہرا اثر کیا اور میں بے قابو ہو گیا اور اسی غصہ و دیوانگی کی حالت میں اپنے ہوش و حواس قائم نہ رکھ سکا اور اپنی بیوی کو جانے کتنی بار طلاق دینے کے الفاظ کہہ گیا۔ دوسرے دن صبح مورخہ ۱۹ جولائی ۱۹۸۳ء بروز منگل کو سو کر اٹھا تو اہل خانہ نے مجھے بتایا کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے۔ جس کا

مجھے کافی احساس ہوا اور از حد پریشان ہوں کہ یہ مجھ سے کیا ہو گیا۔ جبکہ میری بیوی اس وقت حاملہ بھی ہے اور بچے بھی ہیں اور مجھے علم نہیں کہ میں نے ایسا کہا۔ اس لئے آپ سے گزارش ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ کے احکام کی روشنی میں بتایا جائے کہ مذکورہ بالا حالات و واقعات کی روشنی میں آیا میری بیوی کو طلاق ہو گئی یا نہیں؟

خیر طلب، محمد صدیق ولد عبداللہ خان عباسی، ٹنڈو میر محمود، حیدر آباد
۷۸۶ جواب: گھبراہٹ جھنجھلاہٹ اور پریشان عالی اور دماغ پر گرمی ایسی چیز نہیں جسے شرعاً پاگل پن یا جنون کا نام دیا جاسکے اور جب یہ جنون نہیں تو ایسی حالت میں جو طلاق دی گئی وہ واقع ہو گئی اور چونکہ شوہر کو تین بار سے زیادہ طلاقیں دینے کا اقرار بھی ہے تو عورت پر تین طلاقیں پڑ گئیں اور عورت اپنے شوہر پر ایسی حرام ہو گئی کہ بغیر حلالہ، اس پر حلال نہ ہوگی۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے **فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرًا** اور عورت کا حاملہ ہونا، وقوع طلاق سے مانع نہیں۔ طلاق حاملہ پر بھی پڑ جاتی ہے۔ غرض چارہ کار حلالہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ شوال المکرم ۱۴۰۳ھ

عمدت طلاق قبول نہ کرے جب بھی طلاق ہو جاتی ہے

سوال: مکرمی جناب مفتی صاحب، السلام علیکم، کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: میں، میری بیویوں اور بچے چند دنوں پیشتر انڈیا گئے۔ میری بیوی کو مجھ پر شک تھا کہ میں کسی اور عورت سے محبت کرتا ہوں۔ میں نے ہندوستان میں اپنی بیوی سے قسم کھا کر کہا کہ میرا کسی عورت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ تکرار برابر اس بنیاد پر ہوتی رہی حتیٰ کہ ہم لوگ ہندوستان سے پاکستان آ گئے۔ میں نے اپنی عورت مسماۃ اقبال النساء بنت محمد یوسف سے کہا کہ جو بھی تکرار یا لڑائی جھگڑا انڈیا میں ہوا وہ یہیں ختم کر دو اور ہندوستان میں رہنے والے عزیزوں سے خط لکھ کر معافی مانگ لو۔ اس پر عورت نے کہا کہ بڑوں سے معافی مانگ لوں گی، چھوٹوں سے نہیں۔ نتیجتاً جھگڑا بڑھتا چلا گیا دونوں میاں بیوی انتہائی غصہ کی حالت میں ایک دوسرے سے لڑتے رہے۔ انتہا یہاں تک کہ میں نے پانچ یا چھ بار عورت کو طلاق کہہ کر جملہ استعمال کئے۔ اس پر عورت نے کہا کہ مجھے طلاق نہیں دے سکتے اور نہ ہی طلاق مجھے ہو سکتی ہے اس لئے کہ میں حاملہ ہوں اور نہ ہی مجھے طلاق لینا ہے اور مجھے طلاق منظور نہیں۔ میرے بڑے بھائی گھر پر موجود تھے۔ دوسرے دن میرے بیوی کو اپنے گھر لے گئے۔ اب اس مندرجہ بالا واقعات کی روشنی میں طلاق ہوئی یا نہیں۔ اپنے فیصلے سے تحریری طور پر آگاہ فرمائیں تاکہ شرعی طور پر وہ عمل کریں جو کہ اللہ اور رسول کریم ﷺ کے حکم کے مطابق ہو۔ میرے بچوں کی تعداد چار ہے اور ان کی عمریں ۸ سال، ۶ سال، ۳ سال، ۲ سال اور موجودہ وقت میں عورت حاملہ ہے؟ فقط محمد رفیق ولد محمد ابراہیم، حیدر آباد، سندھ

۷۸۶ جواب: شوہر کو اقرار ہے کہ اس نے اپنی بیوی کے لئے پانچ چھ مرتبہ طلاق کے الفاظ استعمال کئے۔ جبکہ عورت کہتی ہے کہ ”مجھے طلاق منظور نہیں اور نہ مجھے طلاق ہو سکتی ہے اس لئے کہ میں حاملہ ہوں“ حالانکہ طلاق کا واقع ہونا، یا واقع نہ ہونا،

عورت کے قبول کرنے یا نہ کرنے پر موقوف نہیں۔ عورت لاکھ کہے کہ میں طلاق نہیں چاہتی یا مجھے طلاق منظور نہیں، لیکن جب شوہر اسے طلاق دے گا، طلاق پڑ جائے گی۔ یوہیں عورت کا حاملہ ہونا بھی وقوع طلاق سے مانع نہیں۔ عورت خواہ بالغ ہو یا نابالغ۔ حاملہ ہو غیر حاملہ، ہر حال میں اس پر طلاق پڑ جاتی ہے۔ لہذا صورت مسئلہ میں عورت اپنے شوہر پر حرمت مغلطہ حرام ہو گئی اور ایسی حرام ہوئی کہ تا وقتیکہ حلالہ نہ ہو، یہ نکاح ثانی سے بھی اس کے لئے حلال نہیں ہو سکتی۔ یہ فیصلہ قرآن و حدیث کا فیصلہ ہے۔ جسے ماننا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ قال اللہ تعالیٰ: فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ (بقرہ: 230) وقال النبی ﷺ لا حتی تذوقی عسیلتہ ویذوق من عسیلتک (الحدیث)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۱۳ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ

طلاق نامہ پر دستخط

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ

- ۱۔ نام شوہر۔ طاہر الدین ولد وزیر الدین۔ مسلم۔ بالغ۔ نزدا کبری مسجد۔ پکا قلعہ، حیدر آباد
- ۲۔ نام زوجہ۔ نور جہاں بنت محمد مجید پہلوان۔ مسلم۔ بالغ۔ لطیف آباد، حیدر آباد

۱۔ میری شادی بمطابق اسلامی شریعت فقہ حنفیہ مسماں خاتون نور جہاں سے ہوئی ہے۔ میں نے ہمیشہ اس کو راضی و خوش رکھا اور دلجوئی کی لیکن اس کے والدین نے میری خودداری اور حسن سلوک کو ٹھکرایا۔ ہاں گھریلو معاملات میں تو کبھی شکر رنجی ہوتی جو جلد دفع ہوتی تھی۔

۲۔ اس معاملہ میں خدا کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے کبھی اپنی منکوحہ کو طلاق دینے کا خیال تک نہیں کیا اور نہ اس نے فسخ نکاح کا ذکر کیا۔

۳۔ اس ہفتے میں چند افراد میرے مکان پر آئے جبکہ میں تھکا ہوا تھا اور کچھ دیر نیند کا غلبہ ہو گیا تھا۔ مجھے اٹھا کر کہا کہ اگر تمہارا راضی نامہ ہو جائے تو اچھا ہے۔ تحریر شدہ کاغذ کے زیریں حصے پر میرا نشان انگوٹھا لیا اور یہ کہا کہ اپنی منکوحہ کو ہمیشہ خوش رکھا کرو۔ ۴۔ دو دن بعد مجھے تحریر کی نقل بھجوا دی۔ وہ پندرہ روپیہ والے اشامپ پر طلاق نامہ تھا۔ میری جانب سے تحریر کیا گیا تھا۔ یہ کاروائی ایک سو چھ منسوبہ کے تحت کی گئی۔ اس کا مجھے افسوس ہے۔

۵۔ طلاق کے الفاظ نہ تو میں نے زبان سے کہے۔ نہ مجھ کو خبر کی گئی کہ یہ طلاق نامہ ہے۔

۶۔ اشامپ کے کاغذ کی تحریر میری رضامندی کی نہیں ہے۔ کیوں کہ میں طلاق کیوں دے دوں۔

۷۔ اشامپ کے کاغذ پر حاشیئے کے گواہ معتبر نہیں ہیں۔

۸۔ اشامپ پر گواہوں کے دستخط میرے سامنے نہیں ہوئے وہ میری منکوحہ کے طرفدار ہو کر یہ کاروائی کر گئے۔

۹۔ یہ دھوکا اور فریب سے کاروائی کی گئی اور طلاق نامہ تحریر ہوا ہے۔ اوتھ کمشنر نے میرے نشان انگوٹھا کی تصدیق غلط کی جبکہ میں

تو ان صاحب کے سامنے ہی نہیں گیا نہ میں نے امر طلاق کا اقرار کیا۔ میں طاہر الدین بیان دیتا ہوں کہ جو کچھ استفسار مسئلہ طلاق میں تحریر کیا گیا ہے وہ صحیح و درست ہے۔ براہ کرم استفسار مسئلہ طلاق میں از روئے شریعت فتویٰ دے کر مشکور فرمائیں۔

منجانب طاہر الدین ولد وزیر الدین

۷۸۶ جواب: سچ اور حقیقت حال کا علم اللہ عز و جل کو ہے کہ وہ کھلی چھپی دل کی تمام باتیں جانتا ہے۔ اگر یہ واقعہ ہے کہ طاہر الدین ولد وزیر الدین نے کسی طور نہ اپنی منکوحہ کو طلاق دی، ۲۔ نہ اس کے حکم و ایما اور مرضی پر طلاق نامہ لکھا گیا، ۳۔ اور نہ اسے کسی طور اس طلاق نامہ کے مضمون پر واقفیت ہوئی۔ بلکہ اسے ”راضی نامہ“ بتا کر اس سے نشان اٹکوٹھا لیا گیا، تو ایسی صورت میں وہ عورت بدستور طاہر الدین کی زوجیت میں ہے اور کسی مرد کو اس سے نکاح کرنا جائز نہیں۔ نکاح کی گرہ، قرآن عظیم نے شوہر کے ہاتھ میں رکھی **بَيِّنَةُ عُقْدَةِ النِّكَاحِ** (بقرہ: 237) تو جب تک شوہر براہ راست یا کسی قابل قبول ذریعہ سے طلاق نہ دے وہ بدستور سابق اس کی زوجہ رہے گی۔ ہاں اگر شوہر طلاق دے کر منکر ہو جائے تو اب طلاق کا ثبوت کم از کم دو گواہان شرعی سے ہوگا ایسے کہ ان کا ظاہر حال شرع کے مطابق ہو۔ ان پر کبھی جھوٹ کا تجربہ نہ ہوا ہو، خدا ترس ہوں کہ دو دمڑی کے لئے اپنی گواہیاں نہ فروخت کرتے پھر میں اور عذاب الہی سے ڈرتے ہوں جب ایسے دو گواہ یہ گواہی دیں کہ ہمارے رو برو، فلاں شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور الفاظ طلاق کو ہم نے اپنے کانوں سے سنا اور طلاق دیتے اسے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ یا یہ کہ طلاق نامہ کے مضمون پر واقف ہو کر شوہر نے اس پر دستخط کئے، یا نشان اٹکوٹھا ثبت کیا اور ہمارے سامنے اس طلاق نامہ کو تسلیم کیا اور ہم اس کے گواہ ہیں، تو البتہ شوہر کا انکار قابل قبول نہ ہوگا اور طلاق پڑ جائے گی۔ لیکن جیسا کہ سوال سے ظاہر ہے کہ یہ سب فراڈ ہے اور یہ ساری کارروائی جھوٹ و فریب ہے اور گواہ معتبر نہیں تو اس کارروائی کا سارا وبال انہیں نام نہاد گواہوں پر ہے جو مسلمانوں کو فریب دے کر میاں بیوی میں جدائی ڈال رہے ہیں۔ حدیث شریف میں فرمایا کہ ”وہ شخص ہم مسلمانوں میں سے نہیں جو کسی کی بیوی کو اس کے شوہر سے توڑ دے“ اور یہاں تو شوہر نے اس رشتہ کو توڑا بھی نہیں تو وبال و گناہ، اور شدید تر ہوا۔ دوسری حدیث میں ہے کہ ”جھوٹے گواہ، اپنی گواہی دے کر، ہٹ بھی نہیں پاتے کے ان کا نام جہنمیوں میں لکھ دیا جاتا ہے“ والعیاذ باللہ۔ بہر حال صورت مسئلہ میں عورت پر طلاق نہیں پڑی وہ بدستور اپنے شوہر کی زوجیت میں ہے اور کسی کو اس سے نکاح حلال نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ

شوہر سے پوچھے بغیر بیوی، چلی جائے، تو طلاق نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص کی بیوی اپنے شوہر کی غیر موجودگی میں اس سے بغیر پوچھے اپنے والدین کے گھر چلی گئی اور اپنے شوہر کے نام ایک پرچہ جس کا مضمون یہ ہے کہ میں آپ کی اجازت سے اپنی والدین کے گھر جا رہی ہوں۔ میں سمجھتی ہوں کہ میں کوئی غلطی نہیں کر رہی، میرے والدین کے دروازے آپ کے

لئے کھلے ہیں اللہ مجھے معاف فرمائے۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین و صوفیاء کرام قرآن و حدیث کی روشنی میں کہ طلاق بائن ہوگئی؟ یا بیوی نکاح میں ہے؟ فقط السائل

۷۸۶ جواب: صرف اتنی بات سے کہ عورت، شوہر سے پوچھے بغیر اپنے والدین کے یہاں چلی گئی اور ایک پرچہ (جس کا مضمون سوال میں مذکور ہے) لکھ کر بھیج دیا، یہ تو کوئی وجہ طلاق نہیں۔ وہ دونوں ہنوز میاں بیوی ہیں اور اگر کوئی اور بات ہے تو بیان کیا جائے تاکہ حکم شرعی دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ شوال المکرم ۱۴۰۳ھ

عورت طلاق مانے یا نہ مانے طلاق ہوگئی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسمیٰ محمد جمیل ولد فیض محمد کا عقد شرعی ہمراہ مسماں جمیلہ بیگم دختر سلیمان سے عرصہ تقریباً آٹھ سال پیشتر ہوا تھا۔ تقریباً چار سال زن و شوہر یکجا رہے اور کوئی تنازعہ نہیں تھا۔ بعدہ مسمیٰ محمد جمیل بغرض تلاش معاش سعودی عرب چلا گیا اور چار سال تک وہاں مقیم رہا عرصہ تقریباً ایک سال پیشتر مسمیٰ جمیل نے غلط فہمی اور لوگوں کی جھوٹی شکایتوں سے مشتعل ہو کر اپنی زوجہ کو اس کی عدم موجودگی میں تین طلاق لکھ کر بھیج دی بعدہ مسمیٰ جمیل جب سعودی عرب سے واپس آیا تو اس کو معلوم ہوا کہ شر پسندوں نے ناجائز اور غلط اطلاعات اور شرانگیزی کر کے طلاق دلوادی ہے۔ مسمیٰ جمیل طلاق دینا نہیں چاہتا اور نہ ہی مسماں جمیلہ طلاق لینے پر آمادہ ہے اور لڑکے کو طلاق نامہ کا اقرار بھی ہے۔

فقط جمیل ولد فیض محمد، ڈگری ضلع، میرپور خاص

۷۸۶ جواب: عورت لاکھ طلاق لینے پر آمادہ نہ ہو اور شوہر خود بھی طلاق دینا نہ چاہے لیکن جب طلاق دے دی اور طلاق کا اقرار بھی ہے تو ضرور طلاق پڑگئی اور صورت مسئلہ میں مسماں جمیلہ تو اپنے اس شوہر پر ایسی حرام ہوگئی کہ بغیر حلالہ، اس کے لئے حلال نہ ہوگی اور نہ بغیر حلالہ ان کے مابین نکاح ثانی شرعاً معتبر ہوگا۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرًا۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ شوال المکرم ۱۴۰۳ھ

وقفہ سے طلاق دی، تین سے زیادہ ہو گئیں، پھر بھی طلاق تین ہو چکیں

سوال: از روئے شریعت کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص عبدالغفار ولد عبداللہ اجمیری عاقل بالغ ساکن میرپور خاص نے جس کی شادی خورشید بنت عبدالغفور پکا قلعہ سے ہوئی۔ جس سے ایک لڑکا بھی پیدا ہوا ہے اور اس کی بہن کی شادی بھی عبدالغفور پکا قلعہ کے لڑکے منیر احمد سے ہوئی تھی اور ابھی قائم ہے اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ قائم رکھے۔ الغرض عبدالغفار ولد عبداللہ میرپور خاص سے جب حیدر آباد آتا تو بغیر کسی وجہ کے اپنی بہن کا جہیز طلب کرتا اور لڑتا جھگڑتا اور کہا کرتا کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دے دوں گا اور یہ بھی کہتا کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی، یہ الفاظ کئی مرتبہ ادا کئے گئے اور آخری مرتبہ جب ۸ مئی ۱۹۸۳ء کو آیا تو حسب سابق وہی لڑائی جھگڑا اور پھر وہی الفاظ ادا کئے کہ میں نے

طلاق دے دی ہے تم کس طرح مانو گے کہو تو کورٹ میں چل کر اسٹامپ پر لکھ دوں اس آخری مرتبہ میں اور پہلے دو مرتبہ میں جو لوگ موجود تھے ان کے حلفیہ بیان اس پرچہ کے ساتھ منسلک ہیں اور مذکورہ شخص کی بیوی کا بیان بھی منسلک ہے جس نے یہ الفاظ اپنے کانوں سے سنے ہیں۔ دیگر یہ کہ مذکورہ شخص عبدالغفار ولد عبداللہ، ۱۵ اگست ۱۹۸۳ء کو سید شوکت علی ولد حبیب علی سے کہتا ہے کہ میں نے صرف دو مرتبہ طلاق دی ہے اور اگر آپ چاہیں تو مجھے کسی مفتی کے پاس لے چلو میں مفتی صاحب کے سامنے قرآن ہاتھ میں لے کر کہہ سکتا ہوں کہ میں طلاق صرف دو مرتبہ دی ہے۔ اس پرچہ کے ساتھ مندرجہ ذیل حضرات کے بیانات منسلک ہیں۔

۱۔ خورشید بنت عبدالغفور، ۲۔ مسما ت چھوٹی زوجہ عبدالغفور، ۳۔ عبدالغفور ولد جان محمد، ۴۔ فقیر جان محمد، ۵۔ ظہور احمد ولد عبدالغفور، ۶۔ مسما ت سائرہ زوجہ عیدو، ۷۔ عبدالغفار، پرچون والے، ۸۔ محمد بخش ولد غفور بخش، ۹۔ پیر محمد ولد تھو خان، ۱۰۔ نثار احمد ولد منیر احمد

۱۔ خورشید بنت عبدالغفور کا بیان

میں اپنا بیان حلفیہ اللہ اور رسول ﷺ کو حاضر ناظر جان کر دیتی ہوں کہ ۱۱ مئی ۱۹۸۳ء کو میرا شوہر عبدالغفار ولد عبداللہ میر پور خاص سے پکے قلعہ میرے والد کے پاس آیا اور میں برابر کے کمرے میں بیٹھی ہوئی تھی۔ میرا شوہر اس تاریخ سے پہلے دو مرتبہ آیا اور دو تین دفعہ میرے حق میں طلاق کے الفاظ اپنی زبان سے کہے اور خود میں نے سنا ہے اور اپنی بہن کا جہیز مانگنے لگا اور جھگڑا فساد کرنے لگا۔ اس وقت فقیر محمد اور محمد بخش اور میرے والد عبدالغفور موجود تھے۔ پھر تیسری مرتبہ ۸ مئی ۱۹۸۳ء کو میرا شوہر میرے والد کے مکان پر پھر آیا اور محمد بخش نثار احمد اور میرے والد صاحب کی موجودگی میں دو تین مرتبہ طلاق کے الفاظ کہے۔ عبدالغفار ولد عبداللہ نے کہا کہ اس طلاق کو آپ نہیں مانتے ہو تو کورٹ میں چل کر لکھ دوں۔

فقط۔ مسما ت خورشید بنت عبدالغفور، مورخہ ۲۸ اگست ۱۹۸۳ء

۲۔ چھوٹی زوجہ عبدالغفور کا بیان

میں اپنا بیان حلفیہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو حاضر ناظر جان کر دیتی ہوں کہ ۸ مئی ۱۹۸۳ء کو میرا داماد غفار ولد عبداللہ میر پور خاص سے آیا۔ اس تاریخ سے پہلے دو مرتبہ آیا اور دو تین مرتبہ طلاق کے الفاظ ادا کر کے اور جھگڑا فساد کر کے اور جھگڑا فساد کر کے چلا گیا۔ پھر تیسری مرتبہ ۸ مئی ۱۹۸۳ء کو آیا اس وقت میرا شوہر اور محمد بخش نثار احمد، ظہور احمد ان کی موجودگی میں دو تین مرتبہ طلاق دے دی پھر یہ دونوں اشخاص میرے داماد کو لے کر چلے گئے۔ ۱۵ اگست ۱۹۸۳ء کو چوتھی مرتبہ پھر آیا پکے قلعہ پر میرے شوہر سے بات کی میرے شوہر کی زبانی مجھے معلوم ہوا کہ عبدالغفار کو لے کر احمد بخش کے مکان پر گئے۔

فقط۔ مسما ت چھوٹی زوجہ ولد جان محمد، مورخہ ۲۸ اگست ۱۹۸۳ء

۳۔ عبدالغفور ولد جان محمد کا بیان

میں اپنا حلفیہ بیان اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو حاضر ناظر جان کر دیتا ہوں کہ ۸ مئی ۱۹۸۳ء سے پہلے دو مرتبہ

ایک ماہ اور دو ماہ کے وقفے سے غفار ولد عبد اللہ میر پور خاص سے میرے مکان پر آیا۔ اور اپنی زوجہ کی موجودگی اور اہل خانہ کی موجودگی میں اپنی زوجہ کے حق میں دو تین مرتبہ اپنی زبان سے لفظ طلاق ادا کئے کہ میں نے طلاق دے دی ہے اگر تم نہیں مانتے ہو تو میں کورٹ میں چل کر اسٹامپ پر لکھ دوں اس وقت محمد بخش اور میرا بھائی فقیر محمد موجود تھے۔ ۱۸ مئی ۱۹۸۳ء کو تیسری مرتبہ عبد الغفار ولد عبد اللہ میرے مکان کا قلعہ پر آیا اس وقت میں خود تھا اور ثار احمد اور محمد بخش ظہور احمد میرا لڑکا غفار پر چون والا موجود تھے۔ ان سب کی موجودگی میں غفار ولد عبد اللہ نے لفظ طلاق دو تین مرتبہ اپنی زبان سے کہے کہ میں نے طلاق دے دی ہے۔ فقط۔ عبد الغفور ولد جان محمد، مورخہ ۲۸ اگست ۱۹۸۳ء

۴۔ فقیر محمد ولد جان محمد

میں اپنا بیان حلفیہ اللہ و رسول ﷺ کو حاضر و ناظر جان کر تحریر کر رہا ہوں ۸ مئی ۱۹۸۳ء سے پہلے دو مرتبہ ایک ماہ اور ماہ کے وقفے سے عبد الغفار حیدر آباد آیا۔ غفار جھگڑے پر آمادہ ہوا کہ میری بہن کا جہیز دے دو، اپنی زوجہ اور اہل خانہ کی موجودگی میں اپنی زوجہ کے حق میں دو تین مرتبہ لفظ طلاق اپنی زبان سے کہے کہ اگر نہیں مانتے ہو تو کورٹ میں چل کر اسٹامپ پر لکھ دوں اس وقت میں خود موجود تھا۔ ۸ مئی ۱۹۸۳ء کو میرے بھائی عبد الغفور کے مکان پر تیسری مرتبہ آیا اس وقت میں لاہور گیا ہوا تھا۔ لاہور سے آنے پر مجھے معلوم ہوا کہ پہلے کی طرح تیسری مرتبہ عبد الغفار ولد عبد اللہ آیا لفظ طلاق کے کہے، قلعہ پر اس وقت ثار احمد، محمد بخش، ظہور احمد اور میرا بھائی اور دو محلے کے آدمی موجود تھے۔ محمد بخش ثار احمد کو لے کر دال میل پر گئے لیاقت کالونی۔ وہاں پر سات آدمیوں کی موجودگی میں وہی لفظ طلاق کے اپنی زبان سے کہے۔ چوتھی مرتبہ ۱۵ اگست ۱۹۸۳ء کو عبد الغفار پھر آیا۔ میرا بھائی، عبد الغفار کو لے کر احمد بخش ولد مولا بخش کے مکان پر گئے۔

بقلم خود۔ فقیر محمد ولد جان محمد، ۲۹ اگست ۱۹۸۳ء

۵۔ ظہور احمد ولد عبد الغفور

میں اپنا بیان حلفیہ اللہ اور رسول ﷺ کو حاضر و ناظر جان کر تحریر کرتا ہوں کہ ۸ مئی ۱۹۸۳ء عبد الغفار ولد عبد اللہ میر پور خاص سے ہمارے مکان پکے قلعہ پر آیا میرے بہنوئی نے، میری بہن خورشید کے حق میں دو تین مرتبہ طلاق اپنی زبان سے کہے کہ میں نے طلاق دے دی ہے اور لڑائی جھگڑے پر آمادہ ہو گیا تو ثار احمد اور محمد بخش نے بیچ بچاؤ کروایا۔ غفار ولد عبد اللہ کو ثار احمد اور محمد بخش گھر سے لے گئے۔ فقط۔ ظہور احمد ولد عبد الغفور، ۲۹ اگست ۱۹۸۳ء

۶۔ مسامت سائرہ زوجہ عیدو

میں اپنا حلفیہ بیان اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو حاضر و ناظر جان کر بیان کرتی ہوں کہ ۸ مئی ۱۹۸۳ء سے پہلے دو مرتبہ میری نند خورشید کا شوہر عبد الغفار ولد عبد اللہ میر پور خاص سے گھر پر آیا۔ پکے قلعہ پر میرے شوہر اور میرا چچا سسر اور محمد بخش کی موجودگی میں میری نند کے شوہر نے دو تین مرتبہ طلاق کے لفظ کہے اور طلاق دے دی ہے۔ عبد الغفار ولد عبد اللہ نے کہا کہ اگر تم نہیں مانتے ہو تو اسٹامپ پر طلاق لکھ دوں۔ ۸ مئی ۱۹۸۳ء کو تیسری مرتبہ پھر آیا عبد الغفار میری نند کا شوہر۔ اس وقت

میرے سرشار احمد، محمد بخش، پرچون والا غفار بھی موجود تھا۔ اس وقت بھی دو تین مرتبہ ان کی موجودگی میں عبدالغفار ولد عبداللہ نے دو تین مرتبہ طلاق کے الفاظ کہے کہ میں نے طلاق دے دی ہے۔

فقط۔ مسماں سائرہ زوجہ عیدو، مورخہ ۲۸ اگست ۱۹۸۳ء

۷۔ عبدالغفار پرچون والے

میں اپنا حلفیہ بیان اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو حاضر و ناظر جان کر دیتا ہوں کہ ۸ مئی ۱۹۸۳ء کو عبدالغفور بھائی کا داماد میر پور خاص سے پکے قلعہ حیدر آباد آیا۔ میری موجودگی میں دو تین مرتبہ طلاق کے لفظ کہے اور جہیز بھی مانگا اپنی بہن کا اور لڑنے کو آمادہ بھی ہو گیا میں نے اس کو کافی سمجھایا۔ میری موجودگی میں ان کی برادری کے دو آدمی آئے وہ اس کو سمجھا کر اپنے ساتھ لے گئے۔ عبدالغفار بھائی پرچون کی دوکان والے

۸۔ محمد بخش ولد غفور بخش

میں اپنا بیان حلفیہ اللہ اور رسول ﷺ کو حاضر و ناظر جان کر تحریر کر رہا ہوں کہ ۸ مئی ۱۹۸۳ء سے پہلے دو تین مرتبہ ایک ماہ اور دو ماہ کے وقفہ سے عبدالغفار ولد عبداللہ میر پور خاص سے برمکان اپنے سر عبدالغفور کے پاس آیا اور اپنی زوجہ کی موجودگی اور اہل خانہ کی موجودگی میں اپنی زوجہ کے حق میں دو تین مرتبہ لفظ طلاق اپنی زبان سے ادا کئے اگر نہیں مانتے ہو تو کورٹ میں چل کر اسٹامپ پر لکھ دوں۔ ۸ مئی ۱۹۸۳ء کو تیسری مرتبہ عبدالغفار آیا اس وقت یہ لوگ موجود تھے۔ عبدالغفور، ثار احمد، محمد بخش، ظہور احمد، اور محلہ کے دو آدمی ان سب کی موجودگی میں عبدالغفار نے لفظ طلاق تین مرتبہ اپنی زبان سے ادا کئے کہ میں نے طلاق دے دی ہے اور اسی تاریخ ۸ مئی ۱۹۸۳ء کو دال میل واقع لیاقت کالونی حیدر آباد میں عبدالغفار ولد عبداللہ نے لفظ طلاق دو تین مرتبہ ادا کئے۔ پیر محمد، ثار احمد، محمد بخش، محمد عثمان، محمد فاروق، حاجی ریاض الدین، قمر الدین سات شخص کی موجودگی میں طلاق دی۔

فقط۔ محمد بخش ولد غفور بخش، مورخہ ۲۸ اگست ۱۹۸۳ء

۹۔ پیر محمد ولد نقو خان

میں اپنا حلفیہ بیان اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو حاضر و ناظر جان کر دیتا ہوں کہ میں مارکیٹ واپس آ رہا تھا تو چھوٹی گئی پر جناب محمد دادا صاحب نے مجھے چلتے ہوئے ہوئے پکڑا اور ان کے ساتھ ثار احمد اور عبدالغفار میر پور خاص والے بھی ساتھ موجود تھے۔ مجھے اپنے ساتھ چلنے کے لئے کہا میں ان کے ساتھ چل دیا اور وہ عبدالغفار کو لے کر مرحوم حاجی عبدالغنی صاحب کی مل پر گئے۔ چھوٹی گئی سے لے کر لیاقت کالونی مل تک عبدالغفار نے راستے میں چھ سات مرتبہ لفظ ”میں نے طلاق دی“ دہرائے اور مل پر بھی عبدالغفار ولد عبداللہ نے یہی الفاظ ”میں نے طلاق دی“ دو تین مرتبہ دہرائے۔

یہ حضرات بھی اس وقت موجود تھے جناب محمد دادا صاحب، جناب ثار احمد صاحب، جناب محمد عثمان صاحب، جناب حاجی ریاض صاحب اور جناب قمر الدین صاحب

بقلم خود۔ پیر محمد ولد نقو خان، ۲۸ اگست ۱۹۸۳ء

۱۰۔ ثار احمد ولد منیر احمد

میں اپنا حلیہ بیان اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو حاضر و ناظر جان کر تحریر کر رہا ہوں کہ جناب محمد بخش صاحب آئے اور کہنے لگے کہ میرپور سے عبدالغفار آیا ہے اور وہ جھگڑا کر رہا ہے اس کو چل کر سمجھاؤ جب میں وہاں پہنچا تو وہاں پر گھر میں غفور بھائی ان کی بیوی اور عیدو کی بیوی اور ظہور کی بیوی اور خیرن کی لڑکی بی بی اور خود عبدالغفار کی بیوی دیوار کے پیچھے موجود تھے۔ اس وقت عبدالغفار نے کہا کہ طلاق دی! میں نے طلاق دی! میں نے طلاق دی! اس طرح تین سے زیادہ مرتبہ کہتا چلا گیا اس کے بعد واپسی آتے ہوئے راستہ میں پھر کہا کہ طلاق دی اس طرح کئی مرتبہ جملہ ادا کئے اور یہ بھی کہا کہ تم کہو تو کورٹ چلوں اور اسٹامپ پر لکھ دوں۔ بقلم خود۔ ثار احمد ولد منیر احمد

اب آپ سے التماس ہے کہ مندرجہ بالا بیانات کی روشنی میں یہ مسئلہ حل فرمائیں۔ آپ کی عین نوازش ہوگی

فقط فقیر محمد ولد جان محمد، لطیف آباد یونٹ نمبر ۱۱، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: صورت مسئلہ میں میں، عورت کے دعویٰ اور گواہوں کے بیانات سے یہ بات روشن ہے کہ عبدالغفار نے ۸ مئی ۱۹۸۳ء سے پہلے بھی اپنی بیوی کو دو تین مرتبہ طلاق دی اور پھر ۸ مئی کو بھی دو تین مرتبہ اپنی منکوحہ کے لئے طلاق کے الفاظ استعمال کئے۔ جس سے نتیجہ یہ نکلا کہ شوہر اپنی منکوحہ کو طلاق دیتا رہا اور ان کی تعداد تین سے بھی زیادہ تجاوز کر گئی اور طلاقیں جب تین تک پہنچ جائیں تو عورت بطلاق مغلظہ اپنے شوہر پر ایسی حرام ہو جاتی ہے کہ بے حلالہ، حلال نہیں ہوتی۔ اگرچہ حلالہ کے بغیر رجعت کر لی یا باہمی رضا مندی سے یا کسی کے دباؤ میں آ کر دوبارہ نکاح کر لیا، تاہم عورت اس کے لئے حلال نہ ہوگی۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ اور اتنے گواہوں کے حلیہ بیانات کی موجودگی میں، شوہر کے انکار اور صرف دو طلاقوں کے اقرار کا کوئی اعتبار نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ اشوال المکرم ۱۴۰۳ھ

طلاق تین ہو جائیں، تو حلالہ شرط ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق مغلظہ دی اور پھر اس نے بغیر حلالہ کے اپنی سابقہ بیوی سے نکاح کر لیا اس کے بعد پھر اس نے طلاق دی اور پھر بغیر نکاح کے اس کو رکھ لیا ہے۔ اب اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اس کو تحریر فرما کر ثواب دارین حاصل کریں فقط السائل شہاب الدین، اسلام آباد، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: سائل بتائے کہ طلاق مغلظہ سے اس کا مطلب کیا ہے تاکہ جواب دیا جاسکے۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

۷۸۶ جواب: سائل نے زبانی بتایا ہے کہ اس نے پہلے تین طلاقیں دی تھیں، پھر حلالہ کے بغیر نکاح کیا اور پھر تین طلاقیں دیں۔ اب پھر اپنے گھر میں رکھنا چاہتا ہے۔ طلاقیں ایک ساتھ ہوں یا متفرق، جب تین تک پہنچ جائیں تو وہ عورت، اس مرد کے

لئے حلال نہیں رہتی۔ تین طلاقیں سے عورت اس پر ایسی حرام ہوگئی کہ بغیر حلالہ اس کے لئے مال نہیں ہو سکتی یہاں تک کہ باہمی رضامندی سے، خواہ کسی طور پر، دوبارہ نکاح، بے حلالہ کر لیں اور دونوں ہم بستر ہوں تو صحبت زنا ہوگی اور اگر اسے وہ مسئلہ معلوم ہے تو یہ زانی اور شرعاً سزائے زنا کا مستحق ہے۔ اس صحبت سے جو اولاد پیدا ہوگی وہ ولد الزنا اور ترکہ پدری سے محروم ہوگی۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ اِنْ دُونِیْ فَرَضُہُ ہے کہ فوراً ایک دوسرے سے علیحدہ ہو جائیں۔ پھر عورت دوسرے مرد سے نکاح کرے اور وہ مرد اس سے ہم بستر ہو کر اسے طلاق دے دے یا وفات پا جائے تو اب اس عورت کیساتھ پہلے شوہر کو نکاح حلال ہوگا۔ ورنہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ ذی القعد ۱۴۰۳ھ

گواہوں کی موجودگی میں شوہر کا انکار، ناقابل قبول ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین حسب ذیل مسئلہ میں کہ: ہندہ کا نکاح زید سے جب وہ بھارت گیا تھا ہوا تھا۔ لیکن کچھ عرصے کے بعد زید نے ہندہ کو وہیں بھارت میں پاکستان آنے سے قبل تین طلاقیں چند معزز لوگوں کی موجودگی میں دی اور ہندہ نے شرعی طور پر ایام عدت گزارے۔ بعد ازاں عمر و کچھ عرصے بعد پاکستان سے گیا اور اس مطلقہ ہندہ سے عقد کر لیا کہ جس کا نکاح نامہ بدستور موجود ہے اور اب ہندہ پاکستان بذریعہ بھارتی پاسپورٹ آئی ہوئی ہے اور موجود شوہر عمر و کے پاس رہ رہی ہے۔ اب زید کا دعویٰ ہے کہ ہندہ میری زوجہ ہے۔ ہندہ اور عمر و کو قانونی طور پر پریشان کیا جا رہا ہے۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ زید نے جیسا کہ معزز گواہان کی موجودگی میں ہندہ کو طلاق دی اور بوقت نکاح ہمراہ کوئی دعویٰ اپنے شوہر ہونے کا نہ کیا تو کیا ایسی صورت میں طلاق واقع ہوگئی۔ امید ہے کہ جو بھی حکم شرع شریف ہو، سے آگاہ فرمائیے گا اگر حوالہ کتب سے ہو تو زیادہ بہتر ہے۔

المستفتی انوار حسین ولد انور حسین، ۳۰ جولائی ۱۹۸۳ء

۷۸۶ جواب: زید نے معزز مسلمانوں کے روبرو اپنی زوجہ ہندہ کو تین مرتبہ طلاق دے دی اور اس واقعہ کی وہ معزز و قابل اعتماد و لائق اعتبار مسلمان شہادت دیتے ہیں کہ ہمارے سامنے زید نے اپنی منکوحہ ہندہ کو تین طلاقیں دی ہیں تو اب نہ تو زید کا، انکار، قابل قبول شرع ہے، اور نہ اس کا دعویٰ زوجیت شرعاً مسموع و معتبر و قابل قبول شرع ہے، اور نہ قابل التفات، اور جبکہ شرعاً زید کے طلاق دینے اور عدت گزار جانے پر ہندہ نے عمر و سے نکاح کر لیا تو اب ہندہ عمر و کی زوجہ ہے اور تا وقتیکہ ان میں شرعاً جدائی نہ ہو جائے، ہندہ بدستور عمر و کے رشتہ زوجیت میں رہے گی اور جب تک ہندہ و عمر و میں زوجیت کا رشتہ قائم ہے کسی بھی مسلمان کو اس سے نکاح کر لینا جائز نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ تَمَّ بِحُرَامِہِہِ کُنَّ شَوٰہِرَ وَاٰلِی عُوْرَتِہِیْنَ۔ اس صاف صریح روشن حکم قرآنی کے بعد بھی کوئی اپنی ضد پر اڑا رہا ہے یا ناحق مسلمانوں کو پریشان کرے، انہیں اذیت میں ڈالے، وہ سخت گناہگار ہے۔ اگر راہ راست پر نہ آئے تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس سے ترک تعلق کریں۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَقْعُدُوْا عَنْ اَللّٰہِ لَمَّا کُنْتُمْ یٰۤاٰمِنُوْنَ ۝۱۰۱ (انعام)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ شوال المکرم ۱۴۰۳ھ

جب حلالہ لازم ہو جائے تو صلح کی کوشش بغیر حلالہ کے حرام ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: اس طلاق نامہ کی رو سے کہ جس کی پشت پر سائل نے اپنا سوال درج کیا ہے اور جس کی فوٹو اسٹیٹ نقل سرکاری متعلقہ اداروں کو ارسال کی جا چکی ہے اور ایک نقل بیوی کو بھی بذریعہ رجسٹری ارسال کی گئی ہو مگر بیوی نے رجسٹری وصول کرنے سے انکار کرتے ہوئے واپس کر دی ہو جو شوہر کو وصول ہو گئی مگر بیوی کے علم میں دوسرے لوگوں کی زبانی یہ بات آ گئی ہو کہ مجھے کسی بھی وقت طلاق ہو سکتی ہے اور رجسٹری واپس کرنے کے بعد اس نے اقرار بھی کیا ہو کہ لوگ کہتے ہیں کہ طلاق ہو چکی ہے! طلاق دے دی گئی ہے۔

۱۔ مندرجہ بالا سطور کے تحت کیا طلاق مطلق عمل میں آ چکی ہے؟

۲۔ کیا بیوی کا رجسٹری وصول کرنا ضروری تھا؟

۳۔ کیا شرعی طور پر عورت طلاق کو چیلنج کر سکتی ہے؟ سائل محمد حسن ولد محمد عمر جمالی، میر گارڈن، حیدر آباد، سندھ

۸۶۷ جواب: جب طلاقیں تین تک پہنچ جائیں پھر وہ عورت اس مرد کے لئے کسی طرح حلال نہیں ہو سکتی اور ایک جلسہ میں تین طلاقیں ہو جانے پر جمہور صحابہ و تابعین و ائمہ اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اجماع ہے اور عورت ہرگز ہرگز، بے حلالہ اس کے نکاح میں نہیں آ سکتی۔ قال اللہ تعالیٰ 'فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرًا'۔ اور عورت کو طلاق دیئے جانے کی خبر مل جانا، شرط طلاق نہیں۔ یوہیں عورت کے رجسٹری واپس کر دینے سے طلاق واپس نہ ہوگی کہ بلا شرط تھی۔ لہذا صورت مسئلہ میں رحمت بانو، اپنے شوہر پر حرام ہو گئی اور ایسی حرام ہوئی کہ نہ کسی کی دھمکی اور دباؤ کا رگر ہے نہ مصالحت کرانے والوں کی کوششیں بار آور ہیں اور نہ خود ان دونوں کی باہمی رضامندی اس حرام کو حلال کر سکتی ہے۔ چارہ کار وہی حلالہ ہے۔ یعنی اس طلاق کی عدت گزرے۔ پھر عورت دوسرے سے نکاح کرے اور اس سے ہم بستر بھی ہو۔ پھر وہ اسے طلاق دے دے یا مرجائے اور عدت گزر جائے اس کے بعد اس عورت کو اس سے نکاح جائز۔ ورنہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳ ربیع الآخر ۱۴۰۳ھ

اگر بالغ شوہر طلاق کا اقرار کرے تو گواہ کی ضرورت نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنی لڑکی کا نکاح بکر کے لڑکے سے نابالغی کی حالت میں کیا۔ لڑکی کی عمر نکاح کے وقت چار سال تھی۔ نکاح کے تقریباً چار سال کے بعد ہمارا تنازعہ لڑکے والے کے رشتہ داروں سے ہوا اس لڑکے نے اپنے رشتہ داروں کی وجہ سے ہماری لڑکی کو طلاق دے دی ہے۔ یہ طلاق لڑکی والوں کو لکھ کر نہیں دی۔ اس نے تین آدمیوں کے سامنے اقرار کیا کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے۔ ان آدمیوں نے لڑکے سے کہا کہ آپ نے طلاق کس وجہ سے دی ہے۔ تو لڑکے نے کہا کہ میری پھوپھی کو میرے سسرال والوں نے طلاق دی تھی۔ اس لئے میں نے بھی ان کی لڑکی کو طلاق دے دی ہے۔ لہذا قوم ابھی تک یہ فیصلہ نہیں کر سکی ہے۔ اس سلسلے میں چار آدمی طلاق کا پرچہ ساتھ لے کر

آئے تھے۔ ان چار آدمیوں نے حلفیہ بیان قوم کے سامنے دیئے ہیں کہ وہ پرچہ ہم نے پڑھا ہے جس میں طلاق لکھی تھی۔ وہ طلاق لڑکا خود لے کر ان کے پاس پہنچا تھا۔ اس کے بعد لڑکے نے وہ پرچہ غائب کر دیا۔ براہ کرم قرآن و حدیث کے مطابق جواب عنایت فرمایا جائے کہ زبانی کہنے سے طلاق ہوئی یا نہیں؟ فقیر محمد ولد عیدو، پریٹ آباد، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: طلاق کے لئے تحریر ہونا ضروری نہیں اور نہ اس کے لئے گواہوں کا موجود ہونا شرط ہے۔ اگر شوہر بالغ ہے (کم از کم پندرہ سال کامل ہو چکا) اور وہ طلاق دینے کا اقرار کرتا ہے تو اقرار طلاق بھی طلاق ہے۔ ہاں اگر وہ انکار کرتا ہے اور طلاق پر معتبر و قابل اعتماد گواہ موجود ہیں تو اس کے انکار کا کوئی اعتبار نہیں۔ کم از کم دو شرعی گواہ ہوں یا ایک مرد، دو عورتیں، تو بھی ان کی گواہی پر حکم طلاق دیا جائے گا اور عورت پر طلاق پڑ جائے گی۔ (عامہ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ رمضان المبارک ۱۴۰۳ھ

عورت طلاق کی مدعیہ ہے اور شوہر منکر

سوال: مکرمی جناب مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، جناب گزارش یہ ہے کہ

پنجایت ہذا میں ایک لڑکی نے سرٹیفکیٹ برائے توثیق طلاق کی درخواست دی ہے۔ طلاق کی کوئی تحریر نہیں ہے۔ لڑکی نے طلاق کی تاریخ مورخہ ۱۲.۲.۱۹۸۲ء تحریر کی ہے۔ مگر لڑکا اس بات سے انکاری ہے اور کہتا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی۔ لڑکی نے اپنی درخواست میں جن دو گواہوں کا نام تحریر کیا ہے اس میں ایک اس کا چھوٹا بھائی ہے اور دوسرا غیر مرد ہے۔ جو اس کیس میں مشکوک ہے۔ لڑکی نے ایک حلف نامہ بھی پیش کیا ہے۔ جس میں صرف طلاق کے لئے تحریر ہے اور طلاق کی مذکورہ تاریخ درج ہے۔ جناب سے گزارش ہے کہ اس کی روشنی میں شرعی نقطہ نظر سے فتویٰ دیں۔ عین نوازش ہوگی۔

حاجی عبدالرحمن، میونسپل کونسلر و جسٹس آف پیس، لطیف آباد نمبر ۱۱، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: عورت طلاق کی مدعی ہے اور شوہر اس سے انکاری۔ تو عورت پر لازم ہے کہ وہ اپنے دعویٰ پر گواہ پیش کرے اور جن لوگوں کو وہ بطور گواہ پیش کر رہی ہے اگر ان میں دو مرد، یا ایک مرد، دو عورتیں نمازی پر ہیزگار، قابل اعتماد، لائق اعتبار، کہ قابل قبول شرع ہوں اور شرعی گواہی دیں کہ ہمارے روبرو فلاں نے اپنی زوجہ کو طلاق دی اور ہم دونوں نے بیک وقت اس کے منہ سے الفاظ طلاق سنے تو بیشک وقوع طلاق کا حکم دیا جائے گا اور شوہر کا انکار قابل قبول نہیں ہوگا اور اگر یہ گواہ قابل اعتبار نہ ہوں اور شرعاً ان کی گواہی معتبر نہ ہو تو اس عورت کا دعویٰ نہ سنا جائے گا اور وہ بدستور اس کی زوجیت میں رہے گی۔ ہاں اگر عورت بالیقین جانتی ہے کہ شوہر تین طلاقیں دے چکا ہے تو جس طرح ممکن ہو اس سے بھاگے۔ نجات حاصل کرے۔ اپنا مہر وغیرہ چھوڑنے کے بدلے اس سے طلاق مل سکے تو یوں لے اور یہ ممکن نہ ہو تو عذاب اس پر رہے گا جب تک یہ خود اس کے پاس جانے کی رغبت نہ کرے گی۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۲۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ

طلاق نامہ پر شوہر کا انگوٹھا بھی ہے اور معزز مسلمان گواہ بھی ہیں تو اب شوہر کا انکار کام نہ آئے گا
سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب، السلام علیکم، جناب عالی گزارش یہ ہے کہ

میری لڑکی نور جہاں کا نکاح مسکی طاہر الدین ولد وزیر الدین کے ساتھ ۱۳ ستمبر ۱۹۸۲ء کو بالعوض مہر مبلغ (۱۰،۰۰۰) دس ہزار روپیہ ہوا تھا، لیکن چند ناگزیر وجوہات کی بنا پر بوجہ کوشش مصالحت کے بھی معاملہ ٹھیک نہیں ہو سکا اور معززین نے قرآن و سنت کی روشنی میں یہ فیصلہ کیا کہ لڑکی مہر معاف کر دے تو لڑکا طلاق دے دے گا لہذا ۱۱ اکتوبر کو معززین کے روبرو طاہر الدین نے لڑکی کو طلاق دے دی اور اپنا تمام طلائی، نفری و پارچہ جات واپس لے لیا اور ہماری جانب سے جو جہیز دیا گیا تھا وہ واپس کر دیا، اس ساری کارروائی کو ۱۵ روپیہ کے اسٹامپ پیپر پر لکھا گیا اور اس طلاق نامہ کی نقل ہم نے حلقہ کے کونسلر صاحب کو سرٹیفکیٹ کے طور پر دے دی ہے لیکن اب ہم نے سنا ہے کہ لڑکے والے اب کوئی نیا فساد کھڑا کرنا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ طلاق نہیں دی گئی۔ موجودہ طلاق نامہ کی تحریر معہ گواہان کے پیش خدمت ہے۔ قانوناً تو طلاق ہو چکی ہے۔ اب آپ سے التماس ہے کہ شرعاً فتویٰ فرمادیں کہ طلاق ہو گئی یا نہیں؟ فقط مسامحت زیتون بیگم زوجہ مجید پہلوان، لطیف آباد نمبر ۲، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: شوہر نے جبکہ شہر کے معزز مسلمانوں کے روبرو طلاق دی ہے اور جو طلاق نامہ لکھا گیا اس پر اس کا نشان انگوٹھا بھی ثبت ہے تو اب شوہر لاکھ انکار کرے اس کا انکار معتبر نہ ہوگا۔ نکاح ٹوٹ چکا اور دونوں کے مابین رشتہ زوجیت ختم ہو چکا۔ قرآن و حدیث کا یہی فیصلہ ہے کہ جب طلاقیں تین تک پہنچ جائیں تو رشتہ زوجیت ختم ہو جاتا ہے اور عورت اس پر بحرمت مغلطہ حرام ہو جاتی ہے۔ اب حلالہ کے بغیر یہ عورت اس کے لئے حلال نہ ہوگی۔ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرًا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ

ایک طلاق کے اقرار پر، حکم طلاق

سوال: جناب محترم مفتی صاحب، السلام علیکم

جناب عالی میرا ایک مسئلہ حل طلب ہے جس کے لئے آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ برائے مہربانی حدیث و سنت کی روشنی میں فیصلہ فرمائیں۔

میرا مسئلہ یوں ہے کہ: میری زوجہ پروین بیگم نے مجھ سے اپنی امی کے ہاں جانے کے لئے کہا۔ اس وقت میری طبیعت خراب تھی۔ میں نے اسے منع کر دیا کہ ابھی مت جاؤ جناب عالی! ہم دونوں ایک دوسرے سے بے حد پیار و محبت کرتے ہیں لیکن اس نے ضد پکڑ لی اس پر مجھے غصہ آ گیا اور اس وقت میں نے سخت غصہ کی حالت میں جو الفاظ کہے وہ یہ ہیں کہ میں تجھے طلاق دے دوں گا! طلاق دے دوں گا! طلاق دے دوں گا! اور اس وقت کمرے میں ہم دونوں کے علاوہ کوئی اور نہ تھا جبکہ

اس کو چھ ماہ کا حمل بھی ہے اور پھر اس کے بعد میں نے اپنی ساس کو بلوایا اور ان سے کہا کہ وہ اپنی بیٹی کو یہاں سے لے جائیں۔ میں نے اسے طلاق دے دی ہے! جناب مفتی صاحب آپ سے التماس ہے کہ آپ برائے مہربانی اپنے صحیح فیصلے سے آگاہ کریں کہ آیا طلاق ہوگئی یا نہیں۔ میں آپ کا بیحد ممنون و مشکور ہوں گا۔ شکریہ فقط السائل، شفیق احمد خاں ولد شبیر احمد خان

۷۸۶ الجواب: جھوٹ سچ کا حال خدا جانے۔ وہی دلوں کی چھپی جانتا ہے۔ یہ معاملہ قبر و حشر، حلال و حرام اور اولاد کے حلالی، حرامی ہونے کا ہے۔ جھوٹ بول کر آدمی اپنی عاقبت خراب کرے گا۔ بہر حال شوہر کے اس کہنے سے کہ ”میں طلاق دے دوں گا“ طلاق نہیں پڑتی۔ لیکن شوہر نے اپنی ساس سے کہا اپنی بیٹی کو لے جاؤ۔ میں نے اسے طلاق دے دی ہے۔ یہ الفاظ ضرور اقرار طلاق کے ہیں۔ اور ان الفاظ سے ایک طلاق رجعی پڑگئی اور طلاق رجعی میں نہ نکاح ثانی کی ضرورت ہے۔ نہ حلالہ کی حاجت۔ شوہر چند لوگوں کے سامنے صرف اتنا کہہ دے کہ ”میں نے اسے اپنے نکاح میں واپس لیا“ پھر دونوں میاں بیوی کی طرح رہ سکتے ہیں۔ یہ حکم سوال کے مطابق ہے، جس میں صرف ایک طلاق کے اقرار کا ذکر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ رمضان المبارک ۱۴۰۳ھ

نشہ کی طلاق واقع ہوگئی

سوال: جناب مولانا مفتی خلیل صاحب، السلام علیکم

جناب والا! مندرجہ ذیل حالات کی روشنی میں ہمارے مسئلہ کے لئے فتویٰ درکار ہے کہ: میں نشہ کی حالت میں گھر پر روٹی کھانے کے لئے داخل ہوا اور میں نے اپنی بیوی سے پکوڑے لانے کے لئے پیسے لئے اور پکوڑے لا کر روٹی کھانے کے لئے بیٹھا۔ میری بہن نے پنکھا اپنی طرف کر لیا۔ جس پر میری اور میری بہن کی ضد بحث ہوئی تو میں نے اپنی بہن کو مارا۔ جس پر میری والدہ نے بھی مجھے گالیاں وغیرہ دیں تو پھر میں نے اپنی والدہ کو گالیاں برابر سے دیں۔ اتفاقاً میرا چھوٹا بھائی باہر سے آیا تو اس نے کہا کہ تو والدہ کو گالیاں کیوں بک رہا ہے، اس پر میں نے اس کو بھی گالیاں دیں، تو اس نے کہا تو روزیہ لڑائی جھگڑا کرتا ہے اور نہ ہی اپنی بیوی کو سمجھاتا ہے کہ یہ بھی گھر میں لڑائی جھگڑا کرتی رہتی ہے۔ نہ ہی بہن کم ہے اور نہ ہی تیری بیوی کم ہے۔ تو میں نے والدہ سے کہا کہ پھر میں اس کو طلاق دے دوں، جب اس کو نہیں رکھ سکتی ہو۔ اس طرح میں نے والدہ کی طرف مونہہ کر کے نشہ کی حالت میں کہہ دیا کہ میں نے طلاق دی! میں نے طلاق دی! تو اس پر والدہ نے کہا کہ تو اس کو ایسا کیوں کہہ رہا ہے تو میں نے اپنی بیوی کو اٹھا کر اس کے گھر چھوڑ آیا۔ یہ حالات تھے جناب جو میں نے پیش کئے ہیں ان حالات میں جو فیصلہ ہو سکتا ہے یا جو فتویٰ ہو صادر فرمادیں۔ بہت فحاش ہوگئی۔ میں نے سسرال میں بھی کہہ دیا ہے کہ میں نے اس کو طلاق دے دی ہے؟ فقط السائل امان الحق ولد اکرام الحق، لطیف آباد نمبر ۲، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: نشہ کرنے والے کو آخرت میں جو سزا ملے گی وہ تو الگ رہی، دنیا میں اس کی سزا یہ ہے کہ نشہ کی حالت میں اگر بیوی کو طلاق دی تو واقع ہو جائے گی کہ یہ عاقل کے حکم میں ہے۔ اب یہ نشہ خواہ شراب پینے سے ہو یا بھنگ وغیرہ کسی اور چیز

سے بلکہ ایون کی پیگ میں طلاق دے دی جب بھی ہو جائے گی۔ (درمختار۔ عالمگیری وغیرہ) اور ماں کو گالیاں دینا، اپنے ہاتھوں اپنی دنیا اور آخرت کو خراب کرنا ہے۔ بیوی الگ چھوٹی بلکہ ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی کہ شوہر نے الفاظ طلاق تین مرتبہ ادا کئے ہیں۔ تو بغیر حلالہ، یہ اس مرد کے لئے حلال نہ ہوگی۔ قال اللہ تعالیٰ: فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرًا مَوْلًیٰ عَزَاجِلِ مُسْلِمَانٍ کی آنکھیں کھولے۔ شخص مذکور کو چاہئے کہ اپنی والدہ سے معافی مانگے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرے تاکہ اس وبال سے نجات ملے۔ بیوی تو اب بغیر حلالہ، حلال نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ شوال المکرم ۱۴۰۳ھ

شوہر تحریر کا منکر ہے تو اس پر حکم شرعی نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: کسی نے لڑکی والوں کے گھر ایک پرچہ دیا کہ فلاں نے اپنی بیوی کو طلاق دی! طلاق دی! جبکہ اس پرچہ پر کسی کے دستخط نہیں ہیں اور جب لڑکے سے پوچھا گیا تو اس نے حلفیہ بیان دیا کہ اس پرچے سے میرا کوئی تعلق نہیں، نہ میں پڑھا ہوا ہوں جو کچھ لکھتا۔ ایسی صورت میں کیا طلاق ہوگئی یا نہیں؟ فتویٰ عنایت فرما کر مد فرمائیں۔ السائل۔ فقیر محمد ایوب شاہ

۷۸۶ الجواب: شوہر نے جبکہ یہ تحریر خود نہیں لکھی۔ نہ کسی سے لکھوائی۔ محض کسی فتنہ پرور نے فتنہ انگیزی کے لئے یہ جہالت کی۔ تو اس پر کوئی حکم شرعی نہیں عورت پر کوئی طلاق نہیں پڑی۔ وہ بدستور اس کی زوجیت میں ہے۔ البتہ جس نے یہ حرکت کی وہ ضرور شرعاً مجرم ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ”جو کسی عورت کو اس کے شوہر سے توڑے، وہ ہم میں سے نہیں“ ہاں اگر واقعہ شوہر نے یہ تحریر کسی سے لکھوائی اور اب کسی بناء پر اس سے انکار کرتا ہے تو اللہ عزوجل دلوں کے احوال سے واقف ہے۔ اس سے کچھ پوشیدہ نہیں۔ یہ حرام و حلال اور اولاد کے حرام اور حلالی ہونے کا معاملہ ہے۔ آدمی کو سخت احتیاط کی ضرورت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم شعبان المعظم ۱۴۰۳ھ

تین طلاق کے بعد حلالہ ضروری ہے

سوال: بخدمت جناب مفتی خلیل صاحب، دارالعلوم احسن البرکات، ٹرسٹ حیدر آباد، السلام علیکم

جناب عالی کے حضور مندرجہ ذیل مسئلے پر گزارش عرض ہے کہ اس کا جواب عنایت فرمائیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ میرے سالے لال شاہ ولد محمد نے عرصہ تیرہ سال پہلے اپنی بیوی مسات بسم اللہ کو طلاق دے دی تھی جبکہ دونوں کے چھ بچے تھے۔ طلاق دینے کے کچھ عرصے بعد دوسری عورت سے نکاح کر لیا اور جس عورت سے نکاح کیا وہ بارہ سال تک اپنے شوہر لال شاہ کے ساتھ رہی جس سے چار بچے ہوئے۔ لیکن دوسری عورت اپنے چاروں بچوں کو چھوڑ کر بھاگ گئی۔ جب دوسری عورت بھاگ گئی تو میرے سالے لال شاہ نے اپنی پہلی بیوی سے پھر تعلقات قائم کر لئے۔ جبکہ اس کی پہلی بیوی نے طلاق ملنے کے بعد کسی دوسرے شخص سے نکاح بھی نہیں کیا تھا پھر بھی میرا سالہ اسے اپنے پاس رکھے ہوئے ہے۔ اب میرے سالے

کو اس بات کا احساس ہو رہا ہے کہ شریعت کے مطابق نکاح کیا جائے۔ لہذا جناب شریعت کی روشنی میں ہدایت فرمائیں کہ میرے سالے کی بیوی اور سالے لال شاہ کو کیا کرنا چاہئے۔ اور کن لوگوں سے یا قریبی عزیزوں سے نکاح کرے۔ لہذا جناب شریعت کے مطابق فتویٰ دیں۔ فقط عبدالرزاق، کامیری باغ، کوٹری سندھ

۷۸۶ الجواب: مستی لال شاہ نے اگر اپنی منکوحہ کو تین طلاقیں دیں تھیں تو اب دوبارہ نکاح کے لئے حلالہ ضروری ہے۔ بغیر حلالہ کے وہ مطلقہ عورت، لال شاہ پر حلال نہیں۔ یہی قرآن کا فیصلہ ہے کہ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ اور یہی فرمان رسول ﷺ ہے کہ لَا حَتَّى تَذَوَّقِيَ عَسِيلَتَهُ اس لئے حلالہ کے بغیر زوجیت کے تعلقات قائم کر لینا گناہ گناہ اور ہم بستری زنا زنا اور اس سے جو اولاد ہوگی وہ ولد الزنا ولد الزنا ولد الزنا۔ اگر اسے یہ مسئلہ معلوم ہے اور اگر سابق میں ایک دو طلاقیں دی تھیں تو اب دوبارہ نکاح کرنا ضروری ہے۔ حلالہ کی البتہ حاجت نہیں۔

قال الله تعالى الطَّلَاقُ مَرَّتَيْنِ (الآیۃ) جو صورت ہو اس پر عمل کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ شعبان المعظم ۱۴۰۳ھ

شدت غضب میں عقل زائل ہو جائے تو طلاق نہ ہوگی

سوال: سلیم نے اپنی بیوی سلمہ کو بہت ہی شدید غصہ کی حالت میں جبکہ اس کو اپنے ارد گرد کا بھی احساس نہیں تھا۔ غصہ کی انتہائی جنونی کیفیت کا اس وقت یہ عالم تھا کہ جو بھی سامنے آئے، ہتھ مار کرے، یا سامنا کرے، اس کو قتل کر دے، یا آگ لگا کر سب کو بھسم کر دے اور خود بھی ختم ہو جائے۔ سلیم نے اپنی بیوی سلمہ کو طلاق دے دی اور تین بار طلاق کا لفظ استعمال کیا۔ کیا ایسی جنونی صورت میں طلاق واقع ہو جائے گی؟ برائے مہربانی فتویٰ صادر فرمائیں۔

فقط السائل، حافظ محمد عمر خان، مختار ملک طر، کراچی

۷۸۶ الجواب: فقط گھبراہٹ یا دماغ پر گرمی کا نام جنون نہیں۔ ہاں اگر شدت غیظ و جوش و غضب اس حد تک پہنچ جائے کہ اس سے عقل زائل ہو جائے، خبر نہ رہے کہ کیا کہتا ہوں، زبان سے کیا نکلتا ہے تو بیشک ایسی حالت کی طلاق ہرگز واقع نہ ہوگی۔ رہا اس کا ثبوت کہ غضب اس شدت پر تھا یا نہیں۔ تو یہ بات یا تو گواہان عادل سے ثابت ہوگی کہ واقعی اس وقت اس کی یہی کیفیت تھی۔ یا وہ خود اقرار کرے اور اس کی یہ عادت معروف و معبود ہو تو قسم کے ساتھ اس کا قول مان لیں گے ورنہ مجرد دعویٰ معتبر نہیں۔ یوں تو ہر شخص اس کا اذکار کرے گا اور غصہ کی طلاق واقع ہی نہ ہوگی حالانکہ طلاق نہیں دی جاتی مگر بحالت غضب۔ (فتاویٰ رضویہ بحوالہ رد المحتار) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ شعبان المعظم ۱۴۰۳ھ

اگر مدعیہ شرعی گواہ نہ لاسکی، تو شوہر پر قسم ہے

سوال: زاہد کی تیس ۳۰ سال قبل زاہدہ سے شادی ہوئی۔ زاہدہ کی ماں بہنیں سوتیلی تھیں۔ ماں اور بہن شروع ہی سے اس

شادی کے خلاف تھیں اور نہیں چاہتی تھیں کہ یہ شادی ہو۔ مگر زائدہ کے والد نے یہ رشتہ کر دیا۔ شادی ہو جانے کے بعد زائدہ کی سوتیلی ماں بہنیں زائدہ کو بیوی کے خلاف اور زائدہ کو شوہر کے خلاف مختلف طور طریقوں سے بھڑکاتیں، اکساتیں اور بہکاتیں رہتیں، غرض دونوں میاں بیوی کے درمیان رنجشیں پیدا کراتی رہتیں۔ جب اس پر بھی ان کی چالیں کامیاب نہ ہو سکیں تو زائدہ کی ماں بہنوں نے خاندان میں پروپیگنڈا شروع کر دیا کہ زائدہ نے اپنی بیوی زائدہ کو طلاق دے دی ہے۔ جبکہ دونوں میاں بیوی طلاق کا انکار کر رہے ہیں اور تعجب کر رہے ہیں۔ پروپیگنڈا کرنے والے چونکہ خاندان میں بااثر اور صاحب حیثیت ہیں، لہذا خاندان میں چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔ زائدہ کے والد جنھوں نے یہ رشتہ اور شادی کی تھی۔ بہت بااثر صاحب حیثیت اور خاندان میں بڑے تھے۔ ان کا انتقال ہو چکا ہے۔ زائدہ اور زائدہ نے اپنی سوتیلی ماں بہنوں سے کہا کہ آپ لوگ قرآن کی قسم کھا کر کہہ دیں کہ طلاق دی گئی ہے۔ تو سوتیلی ماں بہنیں قرآن پاک کی قسم بھی نہیں کھاتیں اور یقین دہانی بھی خاندان میں کراتی ہیں۔ تو کیا ان حالات، واقعات اور اس انداز میں طلاق واقع ہو گئی؟ اہل خاندان اور اولاد جو کہ تمام کی تمام بالغ ہے۔ شش و پنج اور پریشانی میں مبتلا ہیں۔ افراد خاندان، میاں، بیوی اور اولاد کے درمیان بہت بے چینی اور پریشانی ہے۔ اس قسم کے حالات پیدا کر کر اولاد کو ماں باپ کے خلاف بھڑکا کر اپنے اپنے انتقام زائدہ اور زائدہ ہی سے نہیں بلکہ اولاد سے بھی لے رہی ہیں۔ بعض خواتین کی یہ عادت ہوتی ہے۔

لہذا جناب سے مودبانہ گزارش ہے کہ اس سلسلہ میں روشنی ڈال کر ممنون فرمائیں کہ آیا طلاق ہوئی یا نہیں؟

فقط السائل حافظ محمد عمر خان قادری برکاتی، مختار ملک ملز، کراچی

۸۶ جواب: جو لوگ مدعی طلاق ہیں وہ اپنے دعویٰ پر گواہ پیش کریں۔ اگر دو مرد یا ایک مرد، دو عورتیں، نمازی، پرہیزگار، ثقہ عادل، شرعاً گواہی کے قابل، شرعی گواہی دیں گے تو بیشک طلاق کا ثبوت دیا جائے گا اور شوہر کا انکار نہ سنا جائے گا اور اگر ایسے گواہ پیش نہ کر سکیں تو شرعی فیصلہ کا دار و مدار شوہر کی قسم پر ہوگا۔ اگر اس نے قسم کھانے سے انکار کر دیا جب بھی طلاق کا ثبوت ہو جائے گا۔ (عامہ کتب) اور یہاں کہ شوہر کو بھی طلاق کا انکار ہے، عورت بھی اس سے منکر ہے اور گواہ کوئی موجود نہیں تو محض لڑکی کی سوتیلی ماں اور بہنوں کے کہنے سے ہرگز ہرگز طلاق کا ثبوت نہ ہوگا اور ان دونوں میں زوجیت کا علاقہ بدستور قائم رہے گا۔ بلکہ مخالفین اگر کوئی تحریر بھی پیش کریں اور دعویٰ طلاق کریں اور گواہ پیش نہ کریں۔ تب بھی وہ تحریر قابل اعتبار نہ ہوگی جب تک شوہر اس کا اقرار نہ کرے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ”وہ شخص ہم میں سے نہیں جو کسی عورت کو اس کے شوہر سے جدا کر دے“ قرآن عظیم نے اسے شیطانی فعل فرمایا ہے۔ اس لئے ان افواہ پھیلانے والوں پر فرض ہے کہ وہ اپنی اس حرکت سے باز آئیں، اور عذاب آخرت کا خوف دل میں لائیں، اور دوسرے مسلمانوں پر لازم ہے کہ بلا ثبوت شرعی ایسے فتنہ انگیزوں کی بات نہ سنیں۔ ان کی بات پر کان نہ دھریں۔ ورنہ جتنے لوگ اس افواہ میں خواہ مخواہ ان کا ساتھ دیں گے، وہ بھی ان کے ساتھ اسی عذاب کی رسی میں باندھے جائیں گے۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں قادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ شعبان المعظم ۱۴۰۳ھ

کنایہ کے الفاظ میں شوہر سے قسم لی جائے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ

۱۔ زید شادی شدہ اور کئی بچوں کا باپ ہے۔ زوجین میں بھی باہمی محبت اور اتفاق ہے لیکن زید کے سرال والوں کا کہنا ہے کہ زید ہماری لڑکی سے اچھا سلوک نہیں کرتا۔ اس پر زید نے سرال والوں کو ایسی باتوں سے باز رکھنے کے لئے کہا کہ ”آپ لڑکی واپس لے جاؤ اور کسی اچھی جگہ پر اس کو دے دو“ یہ کہنے سے زید کی نیت قطعی طور پر طلاق کی نہ تھی اور نہ ہی زوجین ایسا چاہتے ہیں۔ جناب ارشاد فرمائیں کہ زید کے ایسا کہنے یا لکھنے سے اس کی بیوی کو طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟

۲۔ کیا یہ الفاظ بوقت ضرورت سرال والوں کو اپنے غلط رویہ سے باز رکھنے کے لئے ادا کئے جاسکتے ہیں؟

جوابات سے نوازیں عین نوازش ہوگی۔ شکریہ حافظ محمد فاضل اظہر، بغدادی مسجد، حیدر آباد، ۱۹۸۳ء۔ ۲۹۔۵

۸۶۷ جواب: شوہر اگر بہ قسم کہے کہ میری نیت ان الفاظ سے طلاق کی نہ تھی تو اس کا قول قبول کریں گے اور وقوع طلاق کا حکم نہ دیں گے۔ عالمگیری میں عنایہ سے نقل کیا کہ ”لَوْ قَالَ تَزَوَّجْتَنِي وَنَوَيْتُ الطَّلَاقَ أَوْ الثَّلَاثَ صَحَّ وَإِنْ لَمْ يَنْوِشْنِيَا لَمْ يَقْعْ۔ لِهَذَا هُوَ دُونَ بَدَسْتُور رَشْتَه زَوْجِيَّتْ مِثْلُكَ هِيَ أَوْ اس قِسْمَ كَ الْفَظِ كِي اِدَائِيَّتِي مِثْلُ بَرِي اَحْتِيَاظُ چاہئے کہ ذرا سے فرق سے حکم بدل جاتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ شعبان المعظم ۱۴۰۳ھ

جنون شوہر کے باعث تفریق نہ کرائی جائے گی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسامت مقولاً زوجہ ظہور کا عرصہ تقریباً ۱۶ سال بیشتر ظہور سے عقد ہوا تھا۔ شخص مذکور سے مسامت کی دو دختر ہیں جن کی عمر ۶، ۷ سال ہے۔ عرصہ تقریباً سات سال سے مستی ظہور پاگل ہو گیا اور ہوش حواس سے بیگانہ ہے۔ بیوی بچوں کی کفالت سے معذور ہے۔ حقوق زوجیت ادا کرنے کے قابل نہیں ہے کوئی دیگر شخص کفالت کے لئے موجود نہیں ہے۔ مسامت مقولاً عورت ہے اور نفس ہر ذی روح کے ساتھ ہے۔ بچوں کی کفالت اور نفس کی تسکین کے لئے مرد کی ضرورت ہے۔ ایسی صورت میں کیا مسامت عقد ثانی کر سکتی ہے۔ مذکور شوہر کے پاگل پن کی گواہان سے تصدیق کی جاسکتی ہے؟ فقط ایک سالہ، مسامت مقولاً دختر پنگال خان، متصل اکبری مسجد، حیدر آباد، ۱۹۸۳ء۔ ۳۰۔۵

۸۶۷ جواب: نکاح و طلاق ہم مسلمانوں کے دینی و مذہبی معاملات ہیں۔ جن میں ہماری شریعت کے تمام احکام کی رعایت کے بغیر چارہ نہیں۔ زن شوہر دار کو، جب تک شوہر طلاق نہ دے یا بروجہ شرعی تفریق واقع نہ ہو، ہرگز جائز نہیں کہ وہ اپنی جوانی و ضرورت کو بہانہ بنا کر، کسی اور سے نکاح کر لے۔ وہ ہنوز اپنے شوہر ہی کی زوجیت میں ہے۔ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ، جن کے ہم مقلد ہیں، ان کے نزدیک، جنون شوہر کے باعث، عورت کو ہرگز تفریق کرانے کا اختیار نہیں۔ اسی کو علماء و فقہا نے اپنی کتابوں میں اختیار کیا۔ اسی پر فتویٰ دیا اور اسی کو مقدم رکھا۔ وفا شعار بی بیوں، ایسی حالتوں میں اپنی عزتوں کو اپنی جان

کے برابر رکھتی اور اپنے معاش کا جائز انتظام کر کے اپنی زندگی، شوہر پر نثار کر دیتی ہیں۔ پھر مذکورہ بالا تحریر سے مرد کا مجنون ہونا ظاہر بھی نہیں ہوتا۔ اگر وہ پاگل و مجنون ہوتا تو اس کا مقام، پاگل خانہ ہوتا نہ کہ با اہل خانہ۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ شعبان المعظم ۱۴۰۳ھ

جنون کی صورت میں تفریق کا طریقہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: مسامت مقولاً زوجہ ظہور کا عقد شرعی عرصہ تقریباً ۱۶ سال بیشتر ہوا تھا شخص مذکور سے مسامت کی دو دختران بقید حیات ہیں۔ عرصہ تقریباً سات سال گزرے مسامت مذکور کا شوہر پاگل ہو گیا اور مسامت کی کفالت سے قاصر ہے ہنوز پاگل ہے اور کسی طور پر زوجہ خود و دختران کی کفالت نہیں کر سکتا مسامت مذکورہ علیحدہ ہو کر نکاح ثانی کرنا چاہتی ہے کیوں کہ پاگل شوہر حقوق شوہری ادا نہیں کر سکتا اور مسامت و دختران کو اپنی جان کا خطرہ ہے۔ فقط بذریعہ امام الدین پھوپھا خود

۷۸۶ جواب: مذہب حنفی میں جنون کی وجہ سے ہرگز تفریق نہیں ہو سکتی اور نہ شرعاً حاکم کو یہ اختیار ہے کہ وہ عورت جو جنون شوہر کی مدعی ہو یا واقعہ وہ مجنون ہو گیا تو عورت کی درخواست پر فوراً اسے نکاح ثانی کی اجازت دے دے۔ بلکہ جب جنون حادث و نو پیدا ہو یعنی شوہر پیش از نکاح مجنون نہ تھا، بعد کو پیدا ہوا، تو لازم ہے کہ عورت جس روز اپنا مقدمہ کورٹ میں پیش کرے، اس روز سے مرد کو سال بھر کامل کی مہلت دے۔ اگر اس مدت میں وہ اچھا ہو گیا تو اب ہرگز ان دونوں میں تفریق جائز نہیں اور اگر اچھا نہ ہوا اور سال پورا ہونے پر عورت نے پھر دعویٰ نہ کیا تب بھی بدستور اس کی زوجہ ہے اور اگر عورت دوبارہ حاکم کی طرف رجوع ہوئی اور حاکم کو ثابت ہوا کہ شوہر ہنوز مجنون ہے تو اب وہ عورت کو اختیار دے گا کہ چاہے اپنے شوہر کو اختیار کرے یا اپنے نفس کو۔ اگر مجلس بدلنے سے پہلے عورت نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا تو اب حاکم تفریق کر دے گا۔ اس روز سے عورت طلاق کی عدت بیٹھے۔ بعدہ جس سے چاہے نکاح کرے۔ ہاں اگر حاکم کو ثابت ہو جائے کہ واقعی مدتہائے دراز گزر گئیں کہ یہ شخص مجنون ہے اور آرام نہیں ہوتا اور یہ جنون اس کا پیچھا نہیں چھوڑتا تو اب سال کی مہلت نہ دے گا بلکہ فی الفور عورت کو اختیار دے گا کہ چاہے تو شوہر کو اختیار کرے یا اپنے نفس کو۔ بہر حال یہ تفریق اور دونوں میں علیحدگی حاکم شرعی کے حکم کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ چارہ کار یہی ہے کہ عورت حاکم اسلام کی طرف رجوع ہو۔ موجودہ کوئی کورٹ کچہری اس زمرے میں، حاکم اسلام کی طرح نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

طلاق غصہ ہی میں دی جاتی ہے

سوال: گزارش یہ ہے کہ: عبدالنعیم نے بحالت غصہ یہ کہہ کر اپنی بیوی کو طلاق دے دی کہ میں نے اس کو تین مرتبہ طلاق دی اور کہا۔ اس کو اس کے والدین کے یہاں چھوڑ آؤ۔ اس سے میرا کوئی واسطہ نہیں۔ کیا ایسی حالت میں طلاق ہو گئی؟ اس

معاملہ میں علماء دین کیا فرماتے ہیں۔ واضح فرمادیں۔ محمد اسماعیل ولد امام الدین، تاریخ ۹۸۳ھ ۵۵۔
۷۸۶ جواب: طلاق پر باعث تو عموماً غصہ ہی ہوتا ہے لہذا یہ سمجھنا کہ غصہ میں طلاق نہیں ہوتی غلط اور ناواقفیت پر مبنی ہے اور
 طلاقیں جب تین تک پہنچ جائیں تو عورت اپنے شوہر پر ایسی حرام ہو جاتی ہے کہ بغیر حلالہ، اس کے لئے حلال نہیں ہوتی۔ یہاں
 تک کہ حلالہ کے بغیر کسی کے دباؤ یا مروت میں آکر، یا باہمی رضامندی سے دوبارہ نکاح کر لیں تب بھی عورت حرام ہی رہے
 گی۔ حلالہ شرط ہے۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّىٰ تَكُونُوا جَائِزَةً۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں
 القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

رجعی طلاق میں حلالہ کی ضرورت نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: سائل نے اپنی بیوی کو اس کے مطالبے پر تقریباً دو سال قبل ایک طلاق
 دی تھی اور دو سال سے وہ اپنے والدین کے پاس بیٹھی ہے۔ ایک بچہ بھی ہے جو کہ میرے پاس ہے۔ اب میری بیوی نے
 واپس میرے پاس آنے کی پیش کش کی ہے لہذا فدوی کو فتویٰ عنایت کیا جائے کہ آیا بغیر حلالہ کے میں اسے رکھ سکتا ہے ہوں یا
 نہیں؟ اور نکاح دوبارہ ہو سکتا ہے یا نہیں؟ السائل عبدالقیوم معرفت حاکم علی خان، محلہ جانی پورہ، شہداد پور
۷۸۶ جواب: ایسی صورت میں کہ شوہر نے اپنی زوجہ کو تین طلاقیں نہیں دیں بلکہ ایک یا دو۔ رجعی یا بائن طلاقیں دیں تو
 حلالہ کی حاجت نہیں۔ البتہ عدت گزر جانے پر نکاح ثانی ضروری ہے۔ قال اللہ تعالیٰ الطَّلَاقُ مَوْثِقٌ قَامُصَاتٌ
 بِمَعْرُوفٍ (الآیۃ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

ایک بار تین طلاق، چاروں ائمہ کے نزدیک تین طلاق ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے غصہ کی حالت میں بیوی کی نافرمانی کی بنا پر تین طلاقیں
 دے دیں۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ غصہ اور ناراضگی میں آکر اگر کوئی آدمی اپنی بیوی کو تین طلاقیں ایک ہی وقت میں دے
 دے تو کیا طلاق ہوگئی یا نہیں؟ اور رجوع کر سکتا ہے یا نہیں؟ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ایک طلاق ہوگی اگر تین ایک ساتھ دیں کیا یہ
 صحیح ہے یا غلط؟ السائل حافظ محمد اقبال، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ جواب: ایک بار تین طلاقیں دینے سے نہ صرف حنفیہ، بلکہ چاروں ائمہ، مجتہدین کے اجماع سے تین طلاقیں مغلطہ
 ہو جاتی ہیں۔ خواہ یہ طلاقیں غصہ میں دی ہوں یا امن و سکون کی حالت میں۔ کوئی امام اس باب میں اصلاً مخالف نہیں۔ صورت
 مستفسرہ میں تین طلاقیں ہو گئیں اور عورت اس کے نکاح سے ایسی خارج ہوئی کہ اب حلالہ کے بغیر ہرگز اس کے نکاح میں نہیں
 آ سکتی۔ اگر یو ہیں رجعت کر لی یا کسی کی باتوں میں آکر بلا حلالہ، نکاح جدید کر لیا تو دونوں بتلائے حرام کاری ہوں گے۔
 وہابیہ غیر مقلدین کہ اب اس مسئلہ میں خلاف اٹھارہ ہیں گمراہ بدین ہیں ان کی تقلید حلال نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ بحوالہ فتح

القدر (واللہ تعالیٰ اعلم) العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

شوہر نے طلاق نامہ پر دستخط کر دئے اور گواہ نے اس کو پھاڑ دیا، طلاق ہو جائے گی

سوال: میں صابر حسین ولد نور محمد، ذات شیخ صدیقی، عمر ۳۱ سال ساکن نواب شاہ۔ حلفیہ بیان دیتا ہوں کہ میں نے ایک عدد اسٹامپ پیپر پر طلاق نامہ اپنی زوجہ گلشن آرا کے نام ٹائپ کروایا اور اس پر دستخط کر دیئے اور ایک گواہ کے دستخط کرائے۔ گواہ نے بغیر پڑھے کاغذ پر دستخط کر دیئے۔ میرے ایک عزیز نے اس کاغذ کو پڑھا اور پھاڑ دیا اور کہا کہ اس طرح طلاق نہیں ہوتی۔ میں نے صرف ایک عدد طلاق دی تھی۔ میں نے اوپر جو کچھ لکھا ہے وہ اپنے ہوش و حواس میں لکھوایا ہے اور اپنے دستخط کر دیئے ہیں؟ فقط صابر حسین ولد نور محمد، منو آباد، نواب شاہ

۷۸۶ جواب: طلاق نامہ دوسرے شخص سے ٹائپ کرایا اور پھر شوہر نے اس کے مضمون سے واقف ہوتے ہوئے دستخط کر دیئے۔ تو یقیناً شوہر نے اس طلاق نامہ پر دستخط کئے جو اس نے دوسرے سے لکھوایا اور طلاق نامہ میں معمول و مروج تین طلاقیں ہیں۔ اس لئے یہی سمجھا جائے گا اور یہی معتبر ہوگا کہ شوہر نے عورت کو تین طلاقیں لکھوائیں اور پھر اس کے مضمون پر واقف ہوتے ہوئے دستخط کر دئے تو شرعاً تین طلاقوں کا دینا ہی سمجھا جائے گا۔ ورنہ وہ ثبوت پیش کرے کہ اس کے کہنے پر کہ ایک طلاق یاد لکھ دو، کاتب نے ایک یا دو طلاقیں ہی لکھیں اور اس تمام مذاق کا سارا وبال ان صاحب پر ہے جنہوں نے وہ تحریر پھاڑ دی۔ وہ بتائیں اور حلفیہ بتائیں کہ اس میں کیا لکھا تھا۔ حیلے بہانے سے یہ حکم شرعی کو کھیل نہ بنائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۳ھ

اسٹامپ کے مضمون سے واقف ہوئے بغیر دستخط کئے تو حکم طلاق نہ ہوگا

سوال: میں منشی محمد رمضان ولد تاج محمد۔ میں ڈرائیور ہوں اور صبح گھر سے نکلتا ہوں اور رات کو گھر آتا ہوں۔ (ان پڑھ ہوں) تقریباً دو ماہ ہوئے میری بیوی جو کہ ایک بچی کی ماں ہے میکے گئی ہوئی تھی۔ میں جب رات آٹھ بجے اپنے کام سے واپس آیا تو میرے والد تاج محمد نے ایک اسٹامپ کاغذ پر دستخط کر دئے چوں کہ میں ان پڑھ ہونے کی وجہ سے پڑھ نہیں سکتا تھا۔ جب میں نے اصرار کیا کہ یہ کیسا کاغذ ہے تو والد صاحب نے فرمایا ”میں تمہارا باپ ہوں تمہارے فائدے کا کاغذ ہے میں نے اس کاغذ پر دستخط کر دئے اور غیر جانب دار دو شخصوں سے بھی دستخط کرائے“ تقریباً بیس دن ہوئے جب میں اپنی بیوی کو لینے اس کے میکے گیا تو میرے سر صاحب نے وہ اسٹامپ دکھایا جس پر، میرے والد صاحب نے مجھ سے دستخط کروائے تھے جو کہ میری بیوی کا طلاق نامہ تھا۔ جب میں نے اپنے والد صاحب سے شکایت کی کہ آپ نے یہ کیا کیا۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے جو کچھ کیا اچھا کیا۔ جبکہ میں، میری بیوی اور میری خوش دامن کا خیال ہے کہ یہ طلاق نہیں ہوئی اور میرے والد اور میرے سر کا خیال ہے کہ طلاق ہو گئی۔ لہذا آپ یہ بتائیں کہ شرعی نقطہ سے وہ میری بیوی ہے یا کہ نہیں؟ نیاز مند محمد رمضان ولد تاج محمد

۷۸۶ جواب: ایسی صورت میں کہ شوہر نے اس اسٹامپ کے مضمون پر واقف ہوئے بغیر اور بغیر یہ جانے کہ اس میں کیا

لکھا ہے، اس پر دستخط کر دئے تو اس سے طلاق نہ پڑی۔ دونوں میں رشتہ زوجیت ہنوز برقرار ہے۔ کسی کے خیال سے تو کچھ نہیں ہوتا البتہ حاکم، حکم شرعی ہے اور وہ اس صورت میں یہ ہے کہ طلاق واقع نہ ہوئی۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

غصہ، دماغی گرمی، یا گھبراہٹ طلاق کو نہ روکے گا

سوال: بخدمت جناب مفتی خلیل خاں صاحب، دارالعلوم احسن البرکات، حیدر آباد، السلام علیکم

میں مستی شفیق خان ولد شبیر خان حلفیہ بیان خدا اور رسول کو حاضر ناظر جان کر دیتا ہوں کہ: میں ٹھٹھے کی بھٹی پر کام کر رہا تھا کہ اچانک میرے سینہ میں شدید درد ہوا تو اس پر میرے والد صاحب نے دریافت کیا کہ کیا بات ہے۔ اس پر میں نے والد صاحب کو بتایا کہ میرے سینہ میں شدید درد ہو رہا ہے، جو ناقابل برداشت ہے۔ اس پر میرے والد صاحب نے کہا کہ تم اوپر جا کر آرام کرو اور میری اہلیہ نے اصرار کیا کہ مجھ کو اپنی نانی صاحبہ کے یہاں چھوڑ آؤ۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ نانی صاحبہ کو انتقال ہو گیا تھا اور یہ دونوں کی نانی تھیں۔ اس پر میں نے کہا کہ دیکھو اس وقت میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے اور میرے شدید درد ہے۔ میں اس وقت اس قابل نہیں کہ تم کو ابھی اور اس وقت تمہاری نانی صاحبہ کے گھر چھوڑ کر آؤں اور میں شدید درد کی وجہ سے اور بھی پریشان تھا اور ایسی صورت میں میری منکوحہ بیوی میرے پیچھے لگنے لگی۔ جس پر میں نے غصہ میں یہ کہہ دیا کہ دیکھو میں تمہیں چھوڑ دوں گا۔ جس پر وہ بھی شدت میں آ گئی اور کسی طرح بھی بات ماننے کو تیار نہیں تھی۔ آخر مجبور ہو کر غصہ میں تکلیف کی وجہ سے اس کو میں نے تین بار طلاق کہا اور میری اہلیہ کو پانچ کا حمل بھی ہے اور ایک لڑکی سال کی بھی ہے۔ یہ تمام واقعہ نانی صاحبہ کے انتقال کی وجہ سے ہوا، اس لئے کہ یہ دونوں کی نانی تھیں اور انتقال کی وجہ سے مسامت مذکورہ اس قدر شدت سے جانے کے لئے بچپن تھی لیکن میں اس وقت بہت مجبور تھا کہ میری طبیعت بالکل ٹھیک نہیں تھی۔ پھر بھی میں نے اپنی بیوی سے کہا تھا کہ جیسے ہی تکلیف کم ہوگی میں تم کو پہنچا دوں گا لیکن وہ کسی بات پر بھی راضی نہیں تھی جس کی وجہ سے مجبوراً اتنا سخت قدم اٹھانا پڑا۔ اب آخر میں جناب والا سے میری یہ درخواست ہے کہ مجھ کو اپنی غلطی کا احساس ہے اور آپ مہربانی فرما کر شریعت کے مطابق جو بھی فتویٰ ہو صادر فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی؟

فقط فدوی شفیق خان ولد شبیر خان

۷۸۶ جواب: ایسا غصہ اور دماغی گرمی یا گھبراہٹ، طلاق کو نہیں روک سکتی اور نہ عورت کا حاملہ ہونا، طلاق کو روک سکتا ہے۔ لہذا صورت مسئلہ میں عورت پر تین طلاقیں ہو گئیں۔ اب یہ عورت بلا حلالہ، اپنے شوہر کے لئے حلال نہیں ہو سکتی۔ یہی قرآن وحدیث کا حکم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ رمضان المبارک ۱۴۰۳ھ

طلاق دینے کے تمام طریقے پورے کئے گئے، انگوٹھا بھی لگا دیا، اب انکار قابل قبول نہیں ہے

سوال: علماء دین کیا کہتے ہیں اس مسئلہ میں کہ: شوہر نے اپنی بیوی کو طلاق دی۔ اس بناء پر کہ چھ سال کے عرصے میں اس

کی اولاد نہیں ہوئی۔ لڑکی والوں نے شوہر کو بہت سمجھایا کہ طلاق نہیں دو۔ ہم تمہیں دوسری شادی کی اجازت دے دیں گے۔ لڑکی والوں نے کہا کہ لڑکی عمر بھر ہمارے گھر میں رہے گی اور ہم خرچہ طلب نہیں کریں گے۔ اس پر بھی لڑکا رضا مند نہیں ہوا۔ لہذا لڑکی اور لڑکے کے عزیز واقارب اشامپ لکھوانے گئے اور اشامپ لکھنے والے نے کہا کہ کہوتین مرتبہ کہ میں نے طلاق دی! اس پر لڑکے نے کہا کہ مجھے سب کے سامنے شرم محسوس ہو رہی ہے لہذا لڑکے نے ایک گواہ کے سامنے لفظ طلاق دی تین مرتبہ کہا پھر دو گواہوں کے سامنے لڑکی نے اپنا مہر معاف کر دیا اور لڑکی کا سارا جہیز اور زیور واپس کر دیا گیا اور اب لڑکی عدت میں بیٹھی ہوئی ہے۔ لہذا اب لڑکا دو ماہ کا عرصہ گزرنے کے بعد کہہ رہا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی ہے۔ اب علماء دین اس مسئلہ پر کیا کہتے ہیں؟ فقط حسین رضا، فردوس کالونی، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: سوال سے ظاہر ہے کہ لڑکا اپنی بیوی کو طلاق پر آمادہ ہوتا ہے۔ لڑکی کے اعزاء واقارب اسے ہر طرح سمجھاتے اور اسے اس فعل سے باز رہنے کی حتی الامکان کوشش کرتے ہیں لیکن شوہر اپنی ضد پر اڑا رہا اور کسی طور پر لڑکی کو اپنے ساتھ رکھنے پر آمادہ نہ ہوا۔ حتیٰ کہ دوسروں کے ہمراہ، اشامپ لکھوانے گیا، بلکہ اشامپ لکھ لیا گیا اور اس پر اپنا نشان اگلوٹھا بھی ثبت کر دیا۔ حتیٰ کہ لڑکی کا سارا جہیز اور زیور واپس کر دیا۔ حتیٰ کہ لڑکی سے مہر بھی معاف کر لیا۔ تو ان حقائق کے ہوتے ہوئے اس کا انکار شرعاً ہرگز قابل قبول نہیں۔ لڑکی پر تین طلاقیں پڑ چکیں۔ وہ عدت گزار کر، اس بات کی مختار ہے کہ جس سے چاہے اپنا نکاح کرے۔ مرد کو اس پر کوئی اختیار نہیں۔ البتہ لڑکی اگر اسی شوہر سے نکاح کرنا چاہے تو اس کے لئے حلالہ شرط ہے۔ بغیر حلالہ اس کے لئے حلال نہ ہوگی۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرًا۔ طلاق تو وہ چیز ہے کہ مذاق میں دی جائے تب بھی واقع ہو جاتی ہے۔ یہ گڑباز کا گھر نہیں کہ جب چاہو توڑ دو اور جب چاہو بنا لو۔ الغرض لڑکے کی بات ہرگز ہرگز نہیں سنی جائے گی اور نہ اس پر توجہ دی جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکات النوری عفی عنہ ۲۶ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

تیسری طلاق سے قبل منہ بند کر دیا تو کونسی طلاق ہوگی؟

سوال: میں مسکی محمد شفیع ولد محمد سعید خان نے اپنی بیوی مسماۃ رحیمہ بیگم بنت ظہور احمد کو مورخہ ۱۹۸۳ء کو آپس میں تکرار کی بناء پر دو طلاقیں دیں اور تیسری سے پہلے میرے لڑکے محمد اقبال نے میرے منہ پر ہاتھ رکھ دیا تھا اور میں تیسری طلاق نہیں دے سکا۔ آپ سے گزارش ہے کہ کیا میں اپنی بیوی سے رجوع کر سکتا ہوں؟ فقط محمد شفیع ولد محمد سعید خان، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: اللہ تعالیٰ عالم الغیب والشہادۃ ہے وہ ہر ایک کے دل کی بات جانتا ہے اور سوال سے ظاہر ہے کہ شوہر نے تیسری طلاق نہ دی اور جو گواہ ہے اس کی گواہی شرعاً مقبول نہیں لاجرم فیصلہ شوہر ہی کے حلف پر ہوگا اور شوہر حلفیہ بیان کرتا ہے کہ تیسری طلاق سے پہلے اس کے بیٹے نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ یعنی تیسری طلاق کی نوبت نہ آئی۔ تو واقع میں صرف دو طلاقیں کا دینا ثابت ہوا اور چونکہ یہ دونوں طلاقیں صریح الفاظ میں دی گئیں۔ اس لئے عورت جب تک عدت میں ہے

شوہر، اس سے رجعت کر سکتا ہے یعنی اتنا کہہ دے کہ میں نے تجھے اپنے نکاح میں لیا۔ وہ بدستور اس کی زوجہ رہے گی۔ بہتر ہے کہ اس رجعت پر دو چار آدمیوں کو گواہ کر لے۔ حلالہ کی یہاں ضرورت نہیں۔ (عائلیگیری وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

غصہ میں تین طلاق لکھ دیں، پھر بغیر حلالہ رکھا تو حرام ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میں ابو ظہبی میں نوکری کرتا ہوں اور میری بیوی پاکستان میں رہتی ہے۔ پاکستان سے کسی نے دشمنی کی بناء پر ایک گمنام خط میرے نام لکھا۔ جس میں لکھا ہوا تھا کہ تمہاری بیوی غلط لائن کی ہے۔ یہ خط میں نے پوری طرح پڑھا بھی نہیں تھا کہ اسے پھاڑ دیا اور اسی وقت میں نے ایک خط گھر لکھا۔ جس میں میں نے غصہ میں آ کر تین طلاقیں لکھ دیں۔ بعد میں جب میں نے سوچا کہ میں نے غلطی کی ہے۔ پھر میں نے دوسرا خط اسی وقت لکھا کہ جو خط میں نے لکھا ہے اس پر کوئی عمل نہ کرنا۔ گھر میں وہ طلاق والا خط پہلے ملا اور دوسرا خط بعد میں۔ اب سرال والے فتویٰ مانگتے ہیں۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں فتویٰ دیں کہ وہ طلاق ہو گئی یا نہیں۔ میری عورت کو بچہ ہونے والا ہے وہ خط جو میں نے لکھا تھا اور میں نے کہا تھا کہ وہ خط ظاہر نہ کرنا اور وہ خط انہوں نے ظاہر نہ کیا اور میں اپنی غلطی کا اعتراف بھی کر چکا ہوں۔ آپ مہربانی کر کے قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

۷۸۶ جواب: غصہ میں آنے اور اسی حالت میں گھر والی کو تین طلاقیں لکھ دینے کا باعث، خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو، غلطی خود اسی شوہر کی ہے وہ پھر تو شیشہ پر پڑ گیا یعنی عورت پر طلاقیں تو واقع ہو گئیں۔ مرد پر لازم تھا کہ وہ ہوش و حواس کو قائم رکھتا اور اصل معاملہ کی تحقیق کرتا کہ وہ خبر صحیح ہے یا نہیں؟ جب اس نے ضبط کا دامن چھوڑ دیا تو طلاق دینے پر طلاقیں پڑنا ہی ہیں۔ اب وہ عورت اس پر بحرمت مغلظہ حرام ہو گئی کہ بغیر حلالہ حلال نہ ہوگی۔ قال اللہ تعالیٰ 'فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّىٰ تَكْتُمُ حَرْزَ وُجَا غَيْبًا'۔ قرآن وحدیث کے اس صاف صریح حکم کے بعد بھی، اگر کسی حیلے بہانے سے ان دونوں کو یک جا کرنے کی کوشش کی گئی تو یہ محض حرام کاری کے لئے کوشش ہوگی اور کوئی کوشش اس حرام کو حلال نہ کر سکے گی۔ حلالہ شرط ہے اس کے بغیر عورت حلال نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ ربیع الاول شریف ۱۴۰۳ھ

عورت کی بدکلامی پر تین طلاق

سوال: میں خدا اور خدا کے رسول ﷺ کو حاضر و ناظر جان کر حلفیہ بیان دیتا ہوں کہ: میں صبح ناشتہ کر رہا تھا۔ تو میری بیوی مجھ سے بدکلامی سے پیش آئی۔ میں غصہ میں یہ کہتا ہوا نکلا کہ میں نے طلاق دی! طلاق دی! طلاق دی! شباب الذین جو کہ میرے بڑے بھائی ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ میں نے اس کو طلاق دے دی ہے۔ اس کو اس کے باپ کے گھر چھوڑ آئیں۔ قند دماغ کمزور، بھوا و لد پشیمان

۷۸۶ جواب: عورت خواہ کچھ کہے اور کچھ کرے اور گواہ بھی موجود ہوں یا موجود نہ ہوں، جب کہ شوہر کو تین طلاقوں کا اقرار ہے تو یقیناً اس کے اقرار کے بموجب، اس کی عورت پر تین طلاقیں پڑ گئیں اور عورت اپنے شوہر پر ایسی حرام ہو گئی کہ بغیر حلالہ حلال نہ ہوگی۔ قال اللہ تعالیٰ 'فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ'۔ اس شوہر کے بارے میں لوگ، پہلے بھی فتویٰ حاصل کر چکے ہیں لیکن اس سوال میں جو صورت مذکور تھی وہ اس صورت حال کے قطعاً برخلاف ہے جو اس اقرار میں مذکور ہے۔ بہر حال دونوں کا حال خدا جانتا ہے اور جو لوگ واقعات کو توڑ مروڑ کر اپنی مرضی کے مطابق حکم شرعی حاصل کر لیتے ہیں وہ اپنی عاقبت خراب کرتے ہیں۔ انہیں اس فعل سے توبہ کرنا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

عورت طلاق کی مدعی ہے اور گواہ عورت کے اہل خانہ ہیں

سوال: محترم جناب مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

- ۱۔ واقعہ یہ ہے کہ میرا نکاح شرعی طور پر ایک شخص کے ساتھ مورخہ ۱۹۸۰ء ۱۲۵ کو ہوا تھا۔
- ۲۔ اس شخص نے مورخہ ۱۹۸۲ء ۱۲۲ کو مجھے مخاطب کر کے تین بار یہ الفاظ میرے سامنے دہرائے کہ میں تمہیں طلاق دیتا ہوں! میں تمہیں طلاق دیتا ہوں! میں تمہیں طلاق دیتا ہوں! اور آج سے تم میری زوجیت سے شرعی طور پر آزاد ہو۔
- ۳۔ اس شخص نے یہ الفاظ میرے روبرو، میرے اہل خانہ اور ایک دوسرے شخص کی موجودگی میں ادا کئے اور جن کو میں نے باقائم ہوش و حواس اپنے کانوں سے سنا۔

۴۔ تقریباً تیرہ ماہ کا عرصہ گزر جانے کے بعد وہ شخص مجھے طلاق دینے کے عمل سے انکاری ہے۔

ازراہ کرم اس مسئلہ کا شرعی فتویٰ عنایت فرمائیں کہ کیا مجھے طلاق ہو چکی ہے یا نہیں؟ میں نے عدت کی شرعی مدت بھی پوری کر لی ہے اور طلاق کی تاریخ مورخہ ۱۹۸۲ء ۱۲۲ سے آج تک میرا اس شخص سے قطعی کوئی واسطہ نہ رہا۔

فقط السائلہ ناہید انور بنت عبدالقادر

۷۸۶ جواب: عورت دعویٰ کرتی ہے کہ اس کے شوہر نے اسے تین بار طلاق دی اور گواہی میں اپنے اہل خانہ اور ایک اور شخص کو پیش کرتی ہے۔ اہل خانہ سے مراد اگر ماں باپ ہیں تو ماں باپ کی گواہی اولاد کے حق میں معتبر نہیں اور اگر اس سے مراد بھائی ہیں تو بیشک یہ گواہی معتبر ہوگی اور اس پر شرعی فیصلہ کیا جائے گا بشرطیہ وہ گواہ شرعی گواہ ہوں یعنی کم از کم نماز روزے کے پابند، قابل اعتماد، لائق اعتبار، دو مرد یا ایک مرد، دو عورتیں اور اگر وہ ایسے نہ ہوں تو ان کی گواہی معتبر نہیں۔ ایسی حالت میں اگر عورت کو یقین ہے کہ اس کے شوہر نے تین طلاقیں دی ہیں اور اب وہ جھوٹ بول رہا ہے تو جس طرح بن پڑے اس سے پیچھا چھڑائے۔ اپنے اوپر اسے قابو نہ دے۔ عورت کے لئے یہ جائز نہیں کہ اس کے ساتھ رہے۔ ناچار اپنا مہر دے کر یا کسی اور مال کے بدلے میں، یا جیسے اس سے ممکن ہو اس سے طلاق لے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو اس سے دور بھاگے اور یہ بھی ممکن نہ ہو تو وبال

شوہر پر ہے جب تک یہ خود راضی نہ ہو۔ (در مختار فتاویٰ رضویہ۔) واللہ تعالیٰ اعلم
 العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

طلاق نامہ کے بارے میں شوہر کا حلف معتبر ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: ایک عورت مسماں نجمہ کو تین طلاقوں پر مشتمل ایک طلاق نامہ ملا جو اس کے شوہر عبدالرزاق ولد محمد اقبال کی طرف سے تھا لیکن عبدالرزاق کا بیان یہ ہے کہ اسے اس طلاق نامہ کا کوئی علم نہیں۔ نہ اس نے اسے پڑھا اور نہ کسی سے سنا اور نہ اس پر دستخط کئے اور نجمہ کی ابھی رخصتی بھی نہیں ہوئی۔ اس صورت میں شریعت کا حکم کیا ہے؟
 فقط والسلام مقبول احمد انصاری، رشی گھاٹ انصار کالونی، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: شوہر حلفیہ بیان دیتا ہے کہ اسے اس طلاق نامہ کے بارے میں کوئی علم نہیں۔ نہ اس نے لکھا نہ کسی سے لکھایا اور نہ کسی سے اس کے بارے میں کچھ کہا سنا۔ نہ اس پر دستخط کئے۔ تو ظاہر ہے کہ اس صورت میں شرعاً کسی طلاق کا کوئی حکم نہیں دیا جاسکتا۔ مسماں نجمہ بنت عبدالرزاق بدستور اس کے نکاح میں ہے اور جب تک وہ طلاق نہ دے وہ یقیناً اس کی زوجہ ہے اور مسماں نجمہ کو اس حالت میں کسی اور سے نکاح کر لینا ہرگز ہرگز جائز نہیں۔ نجمہ کے ورثاء کو چاہئے کہ وہ اسے رخصت کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ ربیع الآخر ۱۴۰۳ھ

عورت کتنی بری کیوں نہ ہو، مہر ساقط نہ ہوگا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: شوہر بیوی کے میکے والوں کو پسند نہیں کرتا جس کی وجہ سے وہ اپنی سسرال آتا جاتا نہیں۔ دیگر بیوی کے میکے والوں کے لئے اس کے گھر میں آنے جانے اور بیوی سے ملنے جلنے پر کوئی پابندی نہیں اور نہ بیوی پر اس کے میکے آنے جانے پر پابندی ہے۔ دیگر یہ ہے کہ بیوی خود اپنے میکے والوں کے ساتھ اپنے میکے جائے اور خود ہی واپس آ جائے۔ شوہر خود اسے لینے نہیں آئے گا چنانچہ یہ سلسلہ اسی طرح جاری تھا کہ ایک بار بیوی اپنے حقیقی بھائی کے ساتھ شوہر کی رضامندی سے صرف اور صرف ایک دن کے لئے از خود واپس آنے کا کہہ گئی۔ جس کی تائید اس کے بھائی نے بھی کی۔ مگر وہ واپس نہ آئی اور کہلا بھیجا کہ میری واپسی کی شرط یہ ہے کہ مجھے لینے میرا شوہر اور میرے شوہر کا باپ خود آئیں۔ بیوی کے اس رویے پر شوہر نے اپنی ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ جس کے جواب میں بیوی اور بی کے گھر والوں نے اپنی شرط منوانے اور شوہر کو نیچا دکھانے کے لئے شوہر کے اہل خانہ کی ناموس پر کچڑا چھالنے، بہتان اور بے بنیاد الزامات لگانے، برادری میں بدنام کرنے کی دھمکی دے کر بلیک میل کرنے کی کوشش شروع کر دی جس کی وجہ سے شوہر اپنی بیوی سے متفکر ہو کر آمادۂ طلاق ہو گیا۔ مگر شوہر کے والد نے رشتہ داروں کے ذریعہ بیٹی کی بیوی کو از خود واپس آنے کی تلقین کی اور آگاہ بھی کیا کہ آ جاؤ، ورنہ اس کا شوہر اسے طلاق دے دے گا اور متعدد بار دنوں کا تعین بھی کیا کہ فلاں وقت تک یا فلاں دن تک واپس آ جاؤ ورنہ ممکن ہے اس کا شوہر اسے طلاق دے دے۔ رشتہ داروں نے اس کے

بھائیوں کو اور اسے سمجھانے کی کوشش کی مگر بیوی اور اس کے گھر والے اپنی ضد پر قائم رہے اور اس خوش فہمی کا برملا اظہار بھی کرتے رہے کہ شوہر طلاق دے ہی نہیں سکتا۔ اتمام حجت کے لئے شوہر کے باپ نے شوہر کے دو بھائیوں کو بھی بھیجا کہ جنہوں نے اپنے بھائی کی بیوی سے براہ راست رو برو اس کے میکے میں جا کر اسے متنبہ کیا کہ وہ ایک دن کی اجازت لے کر خود واپس آنے کی پابند ہوگئی تھی چنانچہ وہ اب بھی واپس آ جائے ورنہ اس کا شوہر اسے طلاق دے دے گا اور یہ بھی کہا کہ یہ آخری موقع ہے۔ مگر بیوی بدستور اپنی بیجا ضد اور ہٹ دھرمی پر قائم رہی اور بڑے تلخ لہجے کے ساتھ اپنی شرائط پر اصرار کیا۔ بالآخر شوہر نے ایک جلسہ میں اپنی بیوی کو تین طلاق دے دیں اور فتویٰ کی رو سے طلاق مطلق وقوع پذیر ہو چکیں۔ اب آپ براہ کرم وضاحت فرمائیں کہ ان حالات میں جبکہ شوہر نے اپنی بیوی کو بلا اجازت شوہر اپنے گھر سے باہر رہنے، حکم عدولی اور نافرمانی، بلیک میلنگ کی پاداش میں طلاق دی تو کیا ایسی صورت میں بھی شوہر پر نان و نفقہ اور حق مہر واجب ہے؟

السائل محمد حسن ولد محمد عمر جمالی، میر گارڈن، حیدر آباد، سندھ

۷۸۶ جواب: عورت کیسی ہی بُری کیوں نہ ہو، اس کی برائیوں کی وجہ سے اس کا مہر ساقط نہ ہوگا۔ خلوت صحیحہ ہو جائے تو پورا مہر، اور قبل از رخصتی طلاق دی جائے تو نصف مہر واجب ہوگا اور وہ خود ہی اپنے میکے چلی جائے اور بلانے کے باوجود واپس نہ آئے اور شوہر طلاق دے دے تو نان نفقہ، شوہر پر واجب نہیں۔ لانہا ناشرقة ولا نفقة للناشرقة البتہ وہ مال تمام و کمال کہ لڑکی اپنے ساتھ اپنے جہیز میں لائی اور اس کے میکے سے اسے جہیز میں ملا، خاص ملک عورت ہے۔ اگر وہ واپسی کا مطالبہ کرے تو واپس کرنا پڑے گا۔ رد المحتار وغیرہ میں ہے کل احد يعلم ان الجهاز ملك المرأة وانہ اذا طلقها تاحذه كله۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ

شوہر نے بغیر اضافت ”میں نے طلاق دی“ کہا تو اگر حلفیہ کہہ دے کہ بیوی مراد نہیں حلف معتبر ہے

سوال: بخدمت جناب قبلہ و محترم مفتی محمد خلیل خاں صاحب، مہتمم دارالعلوم احسن البرکات، السلام علیکم

جناب عالی آداب کے بعد خدمت فیض اقدس و بابرکت میں بعد ادب عرض ہے کہ

مسمی نظام عرف بھولو جس کا دماغی توازن درست نہیں ہے اور اس کی حالت دیوانوں جیسی ہے۔ وہ منہ سے دیوانوں کی طرح غلط سلسلہ الفاظ بکتا رہتا ہے اور کوئی چیز کھاتا پیتا ہوتا ہے تو دیوانگی میں وہ بھی پھینک دیتا ہے اور مارنے بھی دوڑتا ہے اور دیوانگی میں بڑبڑایا بھی کرتا ہے۔ اسی دیوانگی کی حالت میں اس نے اپنے مکان کے صحن میں اپنی زبان سے یہ الفاظ ادا کئے کہ میں طلاق دیتا ہوں! اس نے نہ الفاظ بیوی کہہ کر، اور نہ بیوی کو کسی کنایہ اشارہ سے مخاطب کر کے، لفظ طلاق زبان سے ادا کئے اور نہ سلیمان نام لے کر زبان سے لفظ طلاق ادا کیا۔ اس کے ان الفاظ سے یہ پتا نہیں چل سکا کہ وہ کس شے کے متعلق طلاق کے الفاظ استعمال کر رہا ہے کیوں کہ اس وقت اس کے پاس اس کی بیوی مسات سلیمان بھی موجود نہیں تھی۔ وہ اس وقت کمرے میں تھی اس کی بیوی نے یہ الفاظ بھی نہیں سنے۔ مسات سلیمان کہتی ہے کہ مجھے میرے شوہر نے طلاق نہیں دی

ہے کیوں کہ ہمیشہ سے ہمارے تعلقات خوش گوار چلے آ رہے ہیں جبکہ عورت کے بطن سے بچے بھی موجود ہیں اور ہنوز تین ماہ کی حاملہ بھی ہے۔ مسکی نظام عرف بھولو کہتا ہے کہ میں نے اپنی بیوی سلیمہ کو طلاق نہیں دی ہے اور نہ بیوی کا نام لے کر طلاق دی ہے۔ جس وقت نظام عرف بھولو نے طلاق کا لفظ ادا کیا اس وقت وہ مکان کے صحن میں تھا اور مسکی بشیر احمد اپنے مکان کے باورچی خانے میں چائے پی رہا تھا اور ایک محلہ کی عورت مسما سیداً بھی موجود تھی اور مسکی شہاب الدین بیت الخلاء میں تھا۔ پہلا شخص مسکی بشیر کہتا ہے کہ میں نے تین مرتبہ صرف یہی الفاظ سنے ہیں کہ طلاق دیتا ہوں! یہ نہیں معلوم کہ وہ یہ الفاظ کس کے لئے یا کس کو مخاطب کر کے کہہ رہا تھا جب کہ اس کے سامنے اس کی عورت بھی موجود نہ تھی۔ دیگر شخص مسکی شہاب الدین جو کہ بیت الخلاء میں تھا۔ وہ یہ کہتا ہے کہ میں نے بیت الخلاء میں صرف دو مرتبہ یہ الفاظ سنے ہیں کہ طلاق دیتا ہوں! میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ الفاظ کس کے لئے ادا کئے گئے تھے۔ تیسری عورت مسما سیداً یہ کہتی ہے کہ میں نے بھی صرف تین مرتبہ یہی سنا ہے کہ طلاق دیتا ہوں! لیکن یہ نہیں معلوم کہ نظام عرف بھولو نے یہ الفاظ کس کے لئے ادا کئے ہیں یا اس کا اشارہ کس کی طرف ہے۔ کیا ایسی صورت میں طلاق ہو جانا سمجھا جائے؟

ائمہ دین شرع مبین اس مسئلہ میں کیا فتویٰ صادر فرماتے ہیں مہربانی فرما کر مطلع فرمائیں۔

فقط السائل بابو چائے والا، پنجرہ پول، حیدر آباد

۸۶۷ جواب: سائل اپنے سوال میں یہ ظاہر کرتا ہے کہ شوہر نے ان الفاظ کو کہ ”میں طلاق دیتا ہوں“ اپنی زبان سے ادا کیا اور کوئی لفظ عورت کی طرف نسبت کر کے نہ کہا۔ نہ نام، نہ نسب، نہ وصف، نہ لقب، نہ اشارہ، نہ کنایہ مثلاً فلاں عورت یا فلاں کی بیٹی، یا اپنی زوجہ کو، نہ اس کو، وغیرہ۔ کوئی لفظ اس قسم کا نہ تھا۔ نہ کلام کسی سوال کے جواب میں تھا جس سے اضافت و نسبت پیدا ہو۔ بلکہ ابتداء یہی الفاظ، اس نے دوبار یا بقول بشیر احمد تین بار کہے (حالانکہ بشیر اپنے گھر کے باورچی خانہ میں تھا اور شوہر کی صرف آواز کو سنا تھا۔ اسے کہتے اس نے نہ دیکھا) تو اس صورت میں شوہر سے قسم لی جائے۔ اگر وہ حلف کرے کہ ان الفاظ سے اپنی زوجہ مراد نہ تھی تو حکم طلاق نہ دیا جائے گا۔ عورت بدستور اس کے نکاح میں ہے اور اسی کی زوجیت سمجھی جائے گی اور اگر واقع میں اس نے نیت کی اور اس نے ظاہر نہ کی تو اس کا وبال اور اپنے اور عورت، دونوں کے زنا کا عذاب شوہر پر ہوگا اگر تین مرتبہ کہنا مانا جائے۔ عورت پر وبال نہیں کہ دونوں کا مالک اللہ ہے اور بہتر یہ ہے کہ جبکہ صورت مذکورہ بالا میں تین طلاقیں کا ثبوت شرعی نہیں صرف دو طلاقیں کا ذکر ملتا ہے اور وہ بھی شرعاً ثبوت نہیں۔ تو صرف لوگوں کی زبان بندی کے لئے شوہر رجعت کر لے یعنی یہ کہہ دے کہ (میں نے مسما فلاں کو اپنے نکاح میں واپس لیا۔) پھر دونوں بطور زن و شوہر کے رہیں اور اگر عذت گزر چکی ہے تو دوبارہ نکاح کرالیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ

وقوع طلاق کے لئے عورت کی جانب سے کوئی شرط نہیں۔ جہیز، مہر، پرورش

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ ایک شخص نے اپنی منکوحہ بیوی کو بذریعہ خط مندرجہ ذیل الفاظ میں طلاق تحریر کر کے بھیجی۔ طلاق کے الفاظ کہ میں تم کو طلاق دیتا ہوں! میں تم کو طلاق دیتا ہوں! لیکن جس کو بذریعہ خط طلاق دی گئی تھی وہ حاملہ ہے تقریباً تین، چار ماہ کی حاملہ ہے اور اس کی گود میں تقریباً ۱۱ ماہ کی پہلی بچی پرورش کے لئے موجود ہے اور طلاق دیتے وقت مہر بھی نہیں دیا۔

۲۔ منکوحہ کو نکاح کے وقت والدین نے یاد دلوانے جو سامان دیا اور بصورت جہیز یا زیور کپڑا وغیرہ دیا گیا ہے، وہ طلاق دینے والے کے گھر پر ہے دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ حمل کی حالت میں جو طلاق دی گئی وہ واقع ہوئی یا نہیں۔ اگر طلاق ہو گئی تو عدت کتنی ہے۔ اور طلاق شدہ عورت کی گود میں ۱۱ ماہ کی پرورش کے لئے جو بچی ہے اس کی پرورش کا نان و نفقہ کس کا ذمہ ہے؟ اور کب تک ہے؟

۳۔ طلاق دینے والے شخص کے پاس لڑکی کا جہیز اور دیگر دیا ہوا جو سامان ہے وہ کس کی ملکیت ہے جو شادی کے موقع پر دولہا نے زیور یا دیگر سامان دیا اس کا مالک کون ہے۔ عورت وہ سامان لے سکتی ہے یا نہیں؟ نوٹ۔ عائلی قانون کے تحت حکام کو طلاق کی اطلاع بھی نہیں دی گئی؟

فقط السائل۔ نواب عبدالحمید ولد شمس دار خاں، محلہ پریم نگر، ٹنڈوالہ یار، ضلع حیدر آباد، سندھ، ۱۹۸۳ء۔ ۲۶/۳

۸۶۷ جواب: وقوع طلاق کے لئے عورت کی جانب سے کوئی شرط نہیں۔ حاملہ ہو خواہ غیر حاملہ، بالغ ہو یا نابالغ جب اسے طلاق دی جائے گی طلاق واقع ہو جائے گی۔ البتہ حاملہ کی عدت وضع حمل ہے یعنی بچہ پیدا ہوتے ہی اس کی عدت ختم ہو جائے گی۔ قال اللہ تعالیٰ وَأُولَاتُ الْأَحْصَالِ أَجَلُهُنَّ (طلاق: ۴)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ مہر عورت کا خالص حق ہے اور اس صورت میں وہ پورے مہر کی حقدار ہے۔ شوہر کو دینا ہوگا۔ (عامہ کتب)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ جہیز یعنی جو کچھ زیور کپڑا برتن وغیرہ عورت کو ماں باپ کے یہاں سے ملا تھا اس کی مالک خاص عورت ہے۔ جس میں شوہر کا کچھ حق نہیں۔ طلاق ہوئی تو کل لے گی اور مرگئی تو اس کے ورثاء میں تقسیم ہوگا اور جو کچھ چڑھاوا شوہر کے یہاں سے گیا تھا اس میں رواج دیکھا جائے گا۔ اگر رواج یہ ہو کہ عورت ہی اس کی مالک سمجھی جاتی ہے تو وہ بھی عورت کی ملک ہو گیا اور اگر عورت مالک نہیں سمجھی جاتی بلکہ اسے صرف استعمال کا حق دیا جاتا ہے تو وہ جس نے چڑھایا اسی کی ملک ہے۔ (در مختار۔ فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ جب تک بچہ ماں کی پرورش میں رہے گا۔ وقوع طلاق کے بعد بچہ کا نان و نفقہ اس کے باپ وغیرہ پر ہے۔ بلکہ ماں حق پرورش بھی لے سکتی ہے اور اگر ماں نے بچہ کے غیر محرم سے نکاح کر لیا تو اب حق پرورش نہ رہا۔ یوہیں اگر ماں پوری توجہ اس کی

پرورش پر نہ دے یا بداخلاق و بدقماش ہو تو جیسے ہی بچہ سمجھدار ہوگا ماں کا حق پرورش جاتا رہے گا۔ (عالمگیر۔ درمختار وغیرہ)۔
واللہ تعالیٰ اعلم
العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۳ھ

عقائد خراب ہوں تو نکاح ہی نہ ہوا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک لڑکی شمع افروز کی شادی محمد شریف سے ۱۱ جنوری ۱۹۸۲ء کو ہوئی تھی۔ وداع ہو کر جب لڑکی سسرال گئی تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کا شوہر خطی قسم کا آدمی ہے اور انتہائی جھوٹ بولتا ہے اور کہتا ہے کہ میری ملاقات اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ سے ہوتی ہے ایک دن کہا کہ ابھی ابھی میری ملاقات اللہ تعالیٰ اور رسول کریم سے ہوئی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم تمہاری بیوی کا گھر جنت میں بنانا چاہتے ہیں اس لئے تم اپنی بیوی سے مہر معاف کر کے لاؤ اور یہ کہہ کر میرے ہاتھ میں ایک اسٹامپ دے دیا۔ تب اس نے انکار کر دیا۔ ایک مرتبہ میرے دیور نے مجھ سے دست درازی کرنے کی کوشش کی۔ میں نے تمام گھر والوں سے شکایت کی تو میرے شوہر نے کہا کہ میں نے ابھی ابھی رسول کریم ﷺ سے پوچھا ہے۔ تو انہوں نے کہا ہے کہ اس میں اعتراض کی کوئی بات نہیں تم چاہو تو وقتی طور پر متعہ کر سکتی ہو۔ اسلام میں جائز ہے۔ ویسے بھی دیور آدھا شوہر ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ متعدد بار غیر مردوں کے سامنے بے پردہ کرنے کی کوشش کی۔ میرے انکار پر مجھے زد و کوب کیا گیا۔ جس کے سب گواہ ہیں۔ تنگ آ کر لڑکی اپنے والدین کے گھر آ گئی تو اسی قسم کے خطوط شوہر نے لکھنا شروع کر دیے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ تم سے سخت ناراض ہیں اور تم مجھے جواب لکھو تا کہ میں ان کو دکھا سکوں۔ اس کے علاوہ دیور اقبال نے بھی تہذیب سے گرے ہوئے خطوط لکھنا شروع کر دیے۔ لڑکی نے مجبوراً حصول طلاق کا دعویٰ (مقدمہ) دائر کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد دونوں فریق نے مجھے اختیار دیا کہ میں باہمی فیصلہ کر دوں۔ دونوں فریق نے اپنا اپنا نمائندہ دیا۔ جنہوں نے مجھے اپنی اپنی رائے اور واقعات بتائے اور یہ تمام کارروائی تحریری ہوئی۔ تو میں نے دونوں فریق کو بلایا۔ تب لڑکے کے محمد شریف نے قریب ۱۶۱۵۔ افراد کی موجودگی میں اعتراف کیا کہ میری ملاقات اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ سے ہوتی ہے اور یہ کہ دیور آدھا شوہر ہوتا ہے نیز عورت کو پردے میں رکھنے کے معنی یہ ہیں کہ اس کو چار دیواری میں قید کر دیا جو کہ اسلام میں جائز نہیں۔ مورخہ ۱۸ مئی ۱۹۸۳ء کو لڑکا اور لڑکی کے والدین، رشتہ دار اور دو مقامی کونسلرز کے سامنے لڑکی نے کہا کہ اگر میرا شوہر یہ دعویٰ کرے کہ وہ جھوٹ نہیں بولے گا تو میں اپنے فیصلے پر نظر ثانی کر سکتی ہوں اور یہ کہ میں دو سوال پوچھتی ہوں۔ اگر جواب جھوٹ نہ ہو تو میں سمجھ لوں گی کہ میرا شوہر جھوٹ چھوڑ سکتا ہے۔ سوالوں کی حقیقت سے سب لوگ واقف ہیں۔ لڑکی کے سوالوں کا جواب جھوٹ ملا تو لڑکی نے یہ کہا کہ میں اپنے شوہر پر لعنت بھیجتی ہوں اور اپنے شوہر کے منہ پر تھوک دیا اور یہ کہہ کر وہاں سے چلی گئی کہ مجھے اب اس شخص سے نفرت ہے۔ اس پر فریقین میں تلخی ہو گئی۔ اس بات چیت کا ٹیپ بھی موجود ہے۔ لڑکا اور اس کے والدین یہ کہہ کر چلے گئے کہ لڑکی نہ ہمارے گھر جائے گی اور نہ ہم اسے لے جاسکتے ہیں۔ دوسرے دن یعنی ۱۹ مئی ۱۹۸۳ء کو لڑکا اور اس کے والدین اپنے ساتھ اپنے دو گواہ جن میں ایک ان کا میزبان مشتاق صاحب اور دوسرا

اسی علاقے کا کنسلر جناب ملک اللہ دین پہلوان آئے اور مجھے ایک اسٹامپ پر لکھا ہوا طلاق نامہ دیا۔ جس میں لڑکے محمد شریف کی طرف سے تین بار طلاق لکھی ہوئی تھی اور اس کے اور مذکورہ بالا دونوں گواہان کے دستخط تھے۔ میرے معلوم کرنے پر لڑکے نے پھر سے تین مرتبہ طلاق دے دی۔ اس وقت میرے پاس تقریباً ۱۰۹۱۔ افراد موجود تھے۔ محمد شریف کی خواہش پر میں نے لڑکی کے والد کو بلایا۔ اس کے بعد فریقین میں سامان کی واپسی پر بات چیت ہوئی۔ دونوں نے اپنی اپنی فہرست تیار کی، جس پر فریقین نے دستخط کئے اور طے ہوا کہ شرعی فتویٰ لیا جائے گا اس کے تحت جو بھی مہر بنتا یا بناوہ ادا کیا جائے گا۔ اس کے بعد لڑکا مع اپنے والدین کے کراچی چلا گیا لیکن اس کے تین یوم کے بعد کراچی سے لڑکے کا ٹیلیگرام آیا کہ میں نے اپنی جان کے خوف سے طلاق دی ہے۔ جس پر اس کے میزبان مشتاق احمد جو کہ طلاق کے گواہ ہیں۔ انہوں نے لڑکے کے والد کو خط لکھا کہ طلاق تو میرے گھر پر تحریری اور زبانی دی ہے جہاں لڑکی سے متعلق کوئی فرد نہیں تھا؟

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: مذکورہ بالا وجوہات کی بناء پر اور مندرجہ بالا طریقہ سے طلاق ہوگئی اور

یہ کہ حق مہر کیا بنتا ہے؟ فقط شیخ سراج الدین، میرپور خاص، سندھ

۸۶۱ جواب: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ ﷺ شوہر کے متعلق جو باتیں ذکر کی گئیں یہ تو اس کے گمراہ بدین بلکہ بے دین اور خارج از اسلام ہونے کا پتہ دیتی ہیں۔ اگر بوقت نکاح بھی، اس کے یہی اقوال، یہی اعمال، یہی دعوے تھے تو اس کا نکاح ہی منعقد نہ ہوا اور ہم بستر کی گناہ و زنا۔ مولائے کریم اپنی پناہ میں رکھے۔ لڑکی پر فرض ہے کہ وہ ہرگز اس کے پاس نہ جائے اگرچہ اس پر جبر کیا جائے اور لڑکی کے والدین پر فرض ہے کہ اسے ہرگز اس کے شوہر سے نہ ملنے دیں۔ اسے شیطان کے کچے دھاگے کی نگام ڈالے، گمراہی و ضلالت کی اندھیروں میں کھینچ رہا ہے۔ اسے دین و ایمان سے صرف برائے نام علاقہ ہے۔ ورنہ وہ اللہ کی رشتی کو توڑ کر، شیطان سے رشتہ جوڑ چکا۔ غرض یہ نکاح، شرعاً نکاح نہ ہوا۔ طلاق کی حاجت ہی نہ رہی کہ طلاق کا مکمل ہی نہیں۔ طلاق تو جب ہو کہ نکاح درست و صحیح ہوا ہو۔ نکاح ہی سرے سے نہ ہوا تو نہ طلاق کی حاجت۔ نہ عدت کی ضرورت کہ زنا کے لئے عدت نہیں۔ بلا طلاق و بلا عدت جس مسلمان سے چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ لڑکی کو جو سامان جہیز ماں باپ کے یہاں سے ملا۔ وہ لڑکی ہی کی ملکیت ہے۔ تمام و کمال واپس لیا جائے۔ کسی دوسرے کا اس میں کوئی حق نہیں اور مہر کے نام پر اگر کوئی رقم شوہر دیتا ہے تو عورت لے سکتی ہے۔ (درمختار وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ رمضان المبارک شریف ۱۴۰۳ھ

طلاق نامہ جان کر دستخط کر دئے، تو انکار کا اعتبار نہ ہوگا

سوال:

To,

The Mufti Khalil Khan Shaib

Darul Uloom Ahsan-ul-Barakaat

Near Home Staed Hall

Hydrabad, Sindh.

Subject:- REQUEST FOR ISSUE OF CERTIFICATE FOR SECOND MARRIAGE OF MRS YASMINE ALI d/o MOHAMMAD USMAN MEMON

Respectect Sir,

It is respectfully submitted that my husband namely Ali Muhammad S/o. Muhammad Ramzan by caste Khas Khaeli R/o. House No. 108/A-109, Baban Shah Colony, near G.O.R. Colony, Hyderabad has awarded khulla to me on 7th March 1983, such khulla Nama is appended herewith for your Honour's perusal.

That there is no any dispute between the parties and the said khulla has been mutually agreed between the parties.

That my said husband has given me three Talaqas.

It is, therefore, requested that you may very kindly be pleased to accept this khulla and to kindly issue me such certificate so as to enable to enjoy second marriage in the interest of isutiee.

Yours obediently, (Mst. Yasmeen Ali) d/o Muhammad Usman Memon,
R/o. House No. 450, Baban Shah Bukhari Colony Hyderabad, Sindh. Dated:

24-03-1983

۷۸۶ جواب: شوہر نے جو تحریر طلاق دوسرے سے لکھوائی اس پر اس کے دستخط بھی موجود ہیں اور جن گواہوں کے روبرو طلاق دی یا طلاق نامہ پر دستخط کئے، ان کے دستخط بھی اس اسٹامپ پر موجود ہیں اور اس طلاق نامہ میں صاف تحریر ہے کہ (فریق اول نے فریق دوم یا سمین دختر محمد عثمان کو تین بار طلاق دی) اور مسئلہ شرعیہ یہ ہے کہ خود لکھنا یا دوسرے کے لکھے ہوئے کو سن کر، یا اس کے مضمون پر واقف ہو کر، اس پر دستخط کر دینا یکساں ہے۔ اب وہ کوئی عذر کرے تو مقبول نہ ہوگا اور طلاقیں جب تین تک پہنچ جائیں پھر وہ عورت، اس مرد کے لئے کسی طرح حلال نہیں ہو سکتی جب تک حلالہ نہ ہو۔ حلالہ کے بغیر، دونوں باہمی رضامندی سے، یا کسی کے جبر و اکراہ سے، یا کسی اور طرح کسی دباؤ کے تحت، نکاح ثانی بھی کر لیں تو یہ جھوٹا نام نکاح کا، اس حرام کو حلال، ناجائز کو جائز نہ کر دے گا۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے **فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرًا** اور حدیث میں فرمایا **لاحتی تذوقی عسلیتہ (الحدیث) واللہ تعالیٰ اعلم**

۱۷ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۳ھ

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

طلاق میں اضافت اور نسبت ضروری ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: کوئی آدمی اپنی بیوی کو مذاقاً پانچ مرتبہ طلاق! طلاق! طلاق! طلاق! کہتا ہے اور یہ بات اس کی بیوی بھی جانتی ہے کہ اس کا شوہر مذاق کر رہا ہے۔ جب کہ بیوی سات ماہ کی حاملہ ہے۔ طلاق کے یہ الفاظ قصداً ادا نہیں کیے اور نہ ہی شوہر نے بیوی کا نام لیا، نہ ہی اس کی طرف کوئی اشارہ کیا۔ جب کہ اس مذاق کا آغاز اس طرح ہوا کہ بیوی نے شوہر سے چھالیہ منگوائی اور شوہر چھالیہ لایا بھی تھا لیکن شوہر نے مذاق میں بیوی سے کہا کہ میں چھالیہ نہیں لایا۔ اس وقت بیوی شوہر کے پینے کے لئے پانی لینے کمرے سے باہر نکل رہی تھی اور اس طرح بیوی کا منہ شوہر کے منہ کے مخالف سمت تھا کہ شوہر نے مذاق میں یہ الفاظ ادا کئے آیا کہ طلاق ہوئی یا نہیں۔ اور اگر طلاق ہوئی ہے تو اس کا کیا کفارہ ہے۔

فقط ایم اقبال عادل، سیٹلائٹ ٹاؤن، میرپور خاص

۷۸۶ جواب: حقیقت حال اللہ عزوجل کو معلوم ہے وہ ہر ایک کے دل کی بات جانتا ہے۔ اگر واقعہ اس سے الفاظ طلاق! طلاق! طلاق! طلاق! یوں ہی ادا کئے کہ عورت کی طرف طلاق کی نسبت نہ کی۔ نہ نام لے کر، نہ اشارہ وغیرہ سے اور نہ اس کی نیت طلاق دینے کی تھی اور نہ کوئی اور قرینہ طلاق دینے پر پایا جاتا ہے تو قطعاً طلاق واقع نہ ہوئی وہ ہنوز اس عورت کا شوہر اور عورت اس کی منکوحہ ہے مگر جان بے ادب طلاق بچوں کا کھیل نہیں ہے اس میں سخت احتیاط کی ضرورت ہے ورنہ گھرا جڑ جائے گا اور چڑیا اڑ جائے گی۔ (عامہ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد غلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ صفر المظفر ۱۴۰۴ھ

اقرار طلاق سے طلاق واقع ہوگئی

سوال: بخد مت عالی جناب مفتی محمد غلیل خاں برکاتی صاحب، السلام علیکم، جناب عالی گزارش یہ ہے کہ میری بیٹی جس کی شادی آٹھ سال قبل الطاف صاحب سے ہوئی تھی اور آٹھ سال کے دوران جناب الطاف صاحب اور ان کے گھر والوں کی زیادتیوں کی وجہ سے تین دفعہ جھگڑے ہو چکے ہیں۔ مگر رشتہ داروں اور محلہ داروں کے درمیان میں آجانے سے ہر دفعہ معاملہ رفع دفع ہو گیا مگر اس دفعہ معاملہ ایسا درپیش ہے کہ آپ سے فتویٰ لینا بہت ضروری ہو گیا ہے۔

عالی جناب! میری بیٹی کو ماں باپ سے ملنے سے روک دیا گیا تھا اور یہ پابندی ایک سال سے لاگو کر رکھی تھی مگر ۹ محرم کو صبح اچانک میری بیٹی میرے گھر پر آگئی تھی میں گھر پر ہی موجود تھا۔ اس وقت حالات کا علم مجھ کو میری بیٹی کی زبانی ہوا کہ میرے داماد صاحب نے میری بیٹی کو آج سے ۹۸ ماہ پہلے طلاق دے دی تھی مگر میری بیٹی کے سر نے میری بیٹی کو زبردستی رکوا لیا تھا اور خود ہی بات گھر میں درگزر کرادی تھی۔ بقول میری بیٹی کے کہ الطاف نے مجھ کو پہلے مارا، پیٹا، برا، بھلا کہا اور اس کے بعد دوکان پر چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد آئے اور ایک پرچہ میرے منہ پر دے مارا اور کہا کہ یہ تمہارا طلاق نامہ ہے، میں نے تمہیں طلاق دے دی ہے۔ میری لڑکی پڑھی لکھی نہیں ہے۔ پھر بقول میری بیٹی کے کہ وہ پرچہ لے کر روتی ہوئی کرائے دار کی

طرف گئی اس وقت کرائے دار جناب منظور صاحب گھر پر موجود تھے۔ ان سے کہا خالو ذرا دیکھنا یہ کیا ہے۔ اور وہ ایسا ایسا کہہ کر گئے ہیں۔ میری بیٹی نے بتایا کہ خالو جناب منظور احمد صاحب نے پرچہ میں لکھی طلاق پڑھ کر سنائی۔ جس میں لکھا تھا کہ میں نے تمہیں طلاق دی! میں نے تمہیں طلاق دی! میں نے تمہیں طلاق دی! مجھ کو یہ تحریر سنانے کے بعد خالو الطاف صاحب کے والد کے پاس گئے۔ جو اپنے کمرے میں سو رہے تھے ان کو وہ پرچہ سنایا گیا اس پر وہ بہت برہم ہوئے اور پرچہ کرائے دار خالو سے لے کر پھاڑ دیا اور مجھ کو زبردستی روک لیا مگر ۹ محرم کی صبح الطاف نے مجھ کو پھر مارا اور کہا کہ جب میں طلاق دے چکا ہوں تو پھر کیوں رہ رہی ہے۔ نکل جا میرے گھر سے اس وقت میں اپنے ماں باپ کے پاس آ گئی۔

جناب عالی یہ تھے وہ تمام حالات۔ اس کے بعد میں نے اپنی بیٹی کے مسئلہ کو محلہ کمیٹی کے صدر عطاء الرحمن صاحب، محلہ کمیٹی کے نائب صدر جناب جمیل احمد صاحب، محلہ کمیٹی کے جنرل سیکرٹری جناب شمشاد احمد صاحب اور محلہ کمیٹی کے ممبر جناب رفیق آرائیں صاحب کے سامنے رکھا ان لوگوں نے جناب الطاف صاحب کو ان کے والد بزرگوار کو اور جناب منظور احمد صاحب کو بلایا اور تصدیق چاہی قرآن پاک کی رو سے جناب منظور احمد صاحب سے کہ کیا واقعی اس پرچہ میں تین دفعہ طلاق دی گئی تھی۔ جس کی جناب منظور احمد صاحب نے قرآن کی رو سے تصدیق کر دی کہ ہاں پرچہ میں نے پڑھ کر سنایا تھا۔ دونوں لڑکی کو بھی اور لڑکے کے باپ کو بھی کہ اس پر تین دفعہ طلاق لکھی ہوئی تھی۔

جناب عالی! اب آپ فتویٰ دیجئے کہ میری بیٹی کو طلاق ہو گئی یا نہیں۔ امید کرتا ہوں کہ جناب اپنے فتویٰ سے میری پریشانی کو ضرور بہ ضرور دور فرمائیں گے؟ فقط عبد السبحان ولد عبد القادر، لطیف آباد یونٹ نمبر ۸، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: شوہر اگر اقرار کرتا ہے کہ اس نے عورت کو تین طلاقیں تحریر میں دیں یا یہ کہہ کر گھر سے نکال دیا کہ ”جب میں طلاق دے چکا ہوں تو گھر میں کیوں رہ رہی ہے۔“ تو اس اقرار کے بعد عورت پر ضرور تین طلاقیں پڑ گئیں اور دونوں کے مابین نکاح ٹوٹ گیا اور عورت اپنے شوہر پر ایسی حرام ہو گئی کہ اب وہ بلا حلالہ، اس کے لئے حلال نہ ہوگی۔ قال اللہ تعالیٰ: فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدِ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرًا اور اگر شوہر اس کا اقرار نہیں کرتا تو پھر عورت ایسے دو مردوں یا ایک مرد، دو عورتوں کو بطور گواہ پیش کرے، جن کی گواہی شرعاً مقبول ہو اور وہ اس بات کی گواہی دیں کہ ہمارے سامنے شوہر نے طلاق دینے کا اقرار کیا۔ اس گواہی کے بعد طلاق کا حکم دیا جائے گا اور اگر یہ بھی میسر نہ آئے تو تنہا ایک عورت کی بات پر حکم شرعی وقوع طلاق کا نہیں دیا جاسکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ ربیع الاول شریف ۱۴۰۴ھ

شوہر انکار کرے تو، گواہان سے طلاق کا ثبوت ضروری ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنی منکوحہ ہندہ کو معتبر حضرات کی موجودگی میں طلاق دے دی اور لفظ طلاق اپنی زبان سے تین مرتبہ ادا کیا۔ یہ طلاق تحریری اور زبانی دونوں طریقوں سے دی گئی۔ تحریر پر

دو ۲ معتبر اشخاص کے دستخط موجود ہیں۔ اب زید یہ کہتا ہے کہ میں نے طلاق صرف تنبیہ کے لئے دی ہے۔ لہذا آپ شرعی حیثیت سے آگاہ فرمائیں کہ آیا! طلاق ہوگئی یا نہیں؟ جبکہ مطلقہ نے اپنی عدت کے دن گزار لئے ہیں۔ ایسی حالت میں وہ عقد ثانی کر سکتی ہے یا نہیں؟ جبکہ مطلقہ کا کوئی ایسا سرپرست نہیں ہے کہ جو اس کو ایک وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلا سکے۔

السائل محمد رفیق، مکھی باغ، حیدر آباد

۸۶ جواب: شوہر اگر طلاق دینے کا انکار بھی کرے مگر قابل اعتماد گواہوں سے طلاق دینا ثابت ہو تب بھی اس کا انکار نہیں سنا جائے گا اور گواہوں کی گواہی سے عورت کو مطلقہ ٹھہرایا جاتا ہے۔ یوہیں جب شوہر طلاق کا اقرار کرے مگر یہ کہے کہ دھمکی مقصود تھی یا میں نے تنبیہ کے لئے دی تھی، جیسا کہ صورت مسئلہ میں ہے، تب بھی طلاق واقع ہو جائے گی کہ صریح الفاظ طلاق کے خصوصاً جب تحریر میں آجائیں اور شوہر تحریر کا اقرار کرے تو یہ الفاظ نیت کے محتاج نہیں ہوتے۔ ان سے طلاق کی نیت کرے یا نہ کرے طلاق ہو جاتی ہے۔ لہذا مذکورہ بالا صورت میں عورت پر طلاقیں پڑ گئیں۔ شوہر کا اب اس سے کوئی تعلق نہ رہا۔ عدت گزر جانے کے بعد عورت کو اختیار ہے کہ جس مرد سے چاہے نکاح کر لے۔ طلاق گزریوں کا کھیل نہیں جدھر چاہے موڑ لے۔ یہ حکم شریعت ہے اور قرآن وحدیث اس کی سند۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ ربیع الاول شریف ۱۴۰۴ھ

طلاق کے لئے شوہر کا بالغ ہونا شرط ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: زید کو ایک شخص نے مجبور کیا قسم کھاؤ کہ میری ہونے والی بیوی کو طلاق ہے۔ زید نے قسم کھائی کہ میری ہونے والی بیوی کو طلاق ہے! طلاق ہے! طلاق ہے! زید غیر شادی شدہ، نوجوان، چودہ سال عمر، بوقت حلف تھا۔ لہذا اس کے لئے حکم شرعی کیا ہے؟ فقط سید محمد اعجاز علی، لطیف آباد نمبر ۱۱، حیدر آباد

۸۶ جواب: طلاق کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ شوہر بالغ ہو۔ نابالغ نہ خود طلاق دے سکتا ہے نہ اس کی طرف سے اس کا کوئی ولی۔ اور شرعاً بالغ وہ ہے جسے نوتے یا جاگتے میں انزال ہو۔ یا پھر وہ پندرہ برس کامل کا ہو جائے اگرچہ بلوغ کے دوسرے آثار ظاہر نہ ہوں۔ لہذا اگر اسے انزال نہ ہوا تو ہنوز وہ نابالغ ہے اور نابالغ کی طلاق، طلاق نہیں۔ (درمختار وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ صفر المظفر ۱۴۰۴ھ

غلط بات کہہ کر فتویٰ لینا بے سود ہے

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، دارالعلوم احسن البرکات، السلام علیکم جناب عالی گزارش یہ ہے کہ: میری اپنی بیوی سے کسی بات پر ناراضگی کی وجہ سے، اسے میں نے یہ کہہ دیا تھا کہ اگر تم نے میری یہ بات نہ مانی تو میں تمہیں طلاق دے دوں گا۔ اس لئے وہ اپنے والدین کے گھر چلی گئی ہے اب مجھ کو یہ بتایا جائے کہ طلاق ہوگئی یا نہیں؟ جبکہ میں نے طلاق نہیں دی؟ السائل عبد الجبار ولد محمد سلمان، لطیف آباد نمبر ۲، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: شوہر نے واقعی اگر اپنی بیوی سے وہی الفاظ کہے کہ ”میں تمہیں طلاق دے دوں گا“ اور ہنوز طلاق دینے کی نوبت نہیں آئی، تو طلاق نہیں پڑے گی۔ دونوں میں نکاح بدستور باقی ہے اور غلط بات کہہ کر فتویٰ حاصل کرنا، بے سود ہے۔ خدا سب کچھ جانتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ صفر المظفر ۱۴۰۴ھ

مطلقہ، شوہر کی وارث نہیں ہو سکتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مرحوم خمیسو خان ولد احمد خان نے اپنی حیات میں اپنی زوجہ مسماں پھاپو کو زبانی اور دستاویزی طلاق نامہ اسٹامپ نمبر ۸۸۷ مورخہ ۱۸ اپریل ۱۹۷۷ء مصدقہ نوٹری پبلک علی نواز ایڈوکیٹ حیدر آباد مورخہ ۵ ستمبر ۱۹۷۷ء گواہان انگشت شدہ جس کا عکس موجود ہے۔ تین طلاقیں دی تھیں اور دستاویزی طلاق نامہ گاؤں پیر بن جاگیر میری موجودگی میں بدست اپنی چھوٹی بھانجی مسماں پھاپو زوجہ علی کے ذریعہ اپنی مطلقہ مسماں پھاپو کو دے دیا تھا۔ لیکن اب مستی علی جائیداد اور زمین وغیرہ کے بٹوارے کے سلسلے میں کہتا ہے کہ خمیسو خان نے مسماں پھاپو کو طلاق نہیں دی۔ لہذا مستی علی نے مرحوم خمیسو خان کی زمین کی تبدیلی، کھاتہ، رجسٹر داخل و خارج میں مطلقہ مسماں پھاپو کا نام بھی تحریر کر دیا ہے لہذا اس علی کے بارے میں براہ کرم فرمائیں کہ

- ۱۔ مسماں پھاپو کو طلاق ہو گئی ہے یا نہیں بمطابق قانون اسلام؟
- ۲۔ مسماں پھاپو کا کوئی حصہ مرحوم خمیسو خان کی ملکیت میں ہے یا نہیں؟

فقط ناہید بیوہ خمیسو خان مرحوم، لطیف آباد نمبر ۴، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: لاق نامہ میں مسماں پھاپو کو تین بار طلاق دینے کا صاف اقرار موجود ہے۔ طلاق دہندہ یعنی خمیسو خان کے دستخط بھی اس پر ثبت ہیں۔ تین گواہوں کا نشان انگوٹھا بھی نقش ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اسٹامپ تصدیق شدہ ہے۔ ایسے حالات میں اگر خود خمیسو خان بھی طلاق دینے سے انکار کرتا تو اس کا انکار قابل قبول نہ ہوتا کہ گواہوں کی موجودگی میں شوہر کا انکار معتبر نہیں۔ (رد المحتار وغیرہ) پھر خمیسو خان کے انتقال کے بعد کسی اور شخص کا اس طلاق سے انکار کرنا ہرگز نہ سنا جائے گا۔ بلکہ مسماں پھاپو کو مطلقہ ہی قرار دیا جائے گا اور ایسی مطلقہ عورت، جس کے شوہر کا اتنے طویل عرصے بعد انتقال ہوا ہو، شوہر کی وارث نہیں ہو سکتی۔ (عامہ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ ربیع الاول شریف ۱۴۰۴ھ

رجوع کا طریقہ

سوال: بخدمت جناب مفتی خلیل خان صاحب، السلام علیکم، جناب عالی عرض ہے کہ: میری اہلیہ عرصہ دراز سے میری کسی قسم کی خدمت نہیں کرتی ہے۔ انتہائی غیر ذمہ دار، ضدی، زبان دراز ہے اور عرصہ دراز سے پریشانی کی زندگی گزار رہا

ہوں۔ میں عقد ثانی کرنا چاہتا ہوں۔ جناب سے گزارش ہے کہ فتویٰ تحریر فرمایا جائے؟

عرض دار۔ عبد العظیم ولد حبیب احمد خان مرحوم، مورخہ ۱۶-۲-۱۹۸۲ء

۷۸۶ جواب: حتی الامکان عورت کے ساتھ نیک برتاؤ اور اس کی دل جوئی اور اسے خوش کر کے اپنی اطاعت پر لانا اور اس کی بدخلقی پر صبر کرنا چاہئے اور اصلاح ناممکن ہو تو طلاق دے سکتا ہے مگر ایک طلاق رجعی سے زیادہ دینا گناہ ہے۔ فقط ایک بار اس سے کہہ دے کہ ”میں نے تجھے طلاق دی“ پھر عدت کے اندر دل میں اسے رکھنے کی آئے تو زبان سے کہہ دے کہ میں نے تجھے اپنے نکاح میں واپس لیا۔ وہ بدستور اس کے نکاح میں رہے گی۔ (فتاویٰ رضویہ) اور قانون شرع میں نکاح ثانی کے لئے پہلی بیوی سے اجازت لینا ضروری نہیں مگر حقوق دونوں کے ادا کرنا ہوں گے اور جدائی و طلاق کا آدمی کو ہمہ وقت اختیار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ رجب المرجب ۱۴۰۲ھ

اقرار طلاق

سوال: میں ستمی محمد بخش ولد حاجی صاحب کی شادی مسماٹ غلام فاطمہ دختر محمد حسین کے ساتھ ہوئی ہے۔ میں بیماری کی وجہ سے اپنا علاج کروانے جا رہا ہوں۔ ذوالحج کے مہینے میں نہ آنے کی صورت میں شریعت محمدی کے مطابق میں اپنی بیوی مسماٹ غلام فاطمہ کو مندرجہ ذیل شرائط کے تحت مندرجہ ذیل گواہوں کی موجودگی میں ربیع الاول شریف کی پہلی تاریخ اور انگریزی مہینہ کے مطابق مورخہ ۱-۱-۱۹۸۳ء تک واپس نہ آنے کی صورت میں شریعت محمدی کے مطابق میری طرف سے مسماٹ غلام فاطمہ کو طلاق ہے! طلاق ہے! طلاق ہے!۔

گواہوں کے نام یہ ہیں۔ ۱۔ عبد البجبار ولد علی بخش بروہی ۲۔ عبدالغفور ولد حاجی دین محمد ۳۔ علی خان ولد جمعہ خان محمد بخش ولد حاجی صاحب، ضلع نواب شاہ، حیدرآباد

۷۸۶ جواب: شوہر یہ اقرار کرتا ہے کہ ہاں یہ تحریر اس نے لکھی۔ گواہ بھی اس پر موجود ہیں اور اس میں صاف مذکور ہے کہ ”اگر میں ۱-۱-۱۹۸۳ء تک واپس نہ آؤں تو تو میری طرف سے مسماٹ غلام فاطمہ کو طلاق ہے! طلاق ہے! طلاق ہے!“ اور وہ اپنے مقرر کردہ وقت پر واپس نہ آیا تو تحریر کی رو، سے غلام فاطمہ پر تین طلاقیں پڑ گئیں اور وہ اپنے شوہر پر ایسی حرام ہو گئی کہ حلالہ کے بغیر اس کے لئے حلال نہ ہوگی۔

قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدِ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ لَهَذَا اب و ہ عورت کو واپس اپنے ساتھ رکھنا بھی چاہے تو بھی نہیں رکھ سکتا کہ اب وہ اس کے لئے نہ صرف اجتنبیہ بلکہ بغیر حلالہ، اس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئی۔ اس پر مہر کی ادائیگی لازم ہے اور عورت جو کچھ جہیز میں لائی اس کو واپس کرنا بھی ضروری ہے۔ (کافی در مختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ اشعبان المعظم ۱۴۰۲ھ

تو شرعاً غیر معتبر طریقہ پر، صریح الفاظ طلاق سے عورت پر طلاق نہیں پڑتی تو شوہر کے مذکورہ بالا الفاظ سے کیسے طلاق کا حکم دیا جاسکتا ہے۔ لہذا دونوں میں علاقہ زوجیت باقی ہے۔ دونوں کو چاہئے کہ ایک دوسرے کے حقوق ادا کریں اور ایک دوسرے سے نبھائیں۔ اِنْ يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا (النساء: 35) یہ دونوں میل ملاپ چاہیں گے تو اللہ ان میں موافقت پیدا فرمادے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳ شعبان المعظم ۱۴۰۲ھ

اقرار طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور ایک کاغذ پر یہ الفاظ لکھے کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور پھر اس پر دستخط اور تاریخ لکھ دی۔ اس صورت میں حکم شرعی سے مطلع فرمائیں؟

السائل عبد الحمید، چھوٹکی گٹی، شاہی بازار، حیدرآباد

۷۸۶ جواب: شوہر اگر اس تحریر کا اقرار کرتا ہے تو مذکورہ بالا صورت میں، عورت پر ایک طلاق رجعی پڑ گئی اور طلاق رجعی ہو تو عورت نکاح سے نہیں نکلتی۔ عدت کے اندر اگر شوہر رجعت کر لے وہ بدستور اس وقت اس کی زوجہ رہے گی۔ ہاں عدت گزر جائے مثلاً وہ حاملہ ہے تو بچہ پیدا ہو جائے، تو وہ نکاح سے نکل جائے گی پھر باہمی رضامندی سے دوبارہ نکاح کر سکتے ہیں۔ حلالہ کی البتہ یہاں ضرورت نہیں اور عورت اس سے نکاح پر دوبارہ راضی نہ ہو تو اس پر جبر نہیں۔ اپنا تمام جہیز اور حق مہر کا مطالبہ کر سکتی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ الطَّلَاقُ مَرْثَنٌ فَمَا مَسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيٍّ بِإِحْسَانٍ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۲ھ

عورت کتنی ہی مدت شوہر سے دور رہے جب طلاق ہو گئی، تو عدت لازم ہے

سوال: محترم جناب مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، جناب عالی گزارش یہ ہے کہ

اسامپ پر ایک عورت کو طلاق ہو گئی ہے۔ بتاریخ ۲۷-۱۲-۱۹۸۳ء کو۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ آیا! یہ عورت بانجھ ہے۔ اور دو سال کے عرصے سے اپنے میکے میں بیٹھی ہوئی ہے اور یہ عورت عدت میں بالکل نہیں بیٹھی ہے۔ آیا! طلاق کے بعد کب تک دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔ اس مسئلہ میں علماء کرام کیا فرماتے ہیں۔ فقط السائل

۷۸۶ جواب: عورت کا دو برس، خواہ دس برس، شوہر سے جدا، اپنے میکے خواہ کہیں اور، رہنا عدت ساقط نہیں کرتا لہذا جس تاریخ کو شوہر نے طلاق دی، اسی وقت سے وہ تین حیض کامل، عدت میں بیٹھیگی۔ جب یہ مدت گزر جائے تو اسے اختیار ہے کہ جس سے چاہے نکاح کرے۔ لا طلاق قولہ تعالیٰ وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ ربیع الآخر ۱۴۰۲ھ

حیض سے حیض تک کتنے دن کے فاصلے ہوتے ہیں؟

سوال: اگر کسی عورت کو ایک ہی وقت میں تین طلاقیں ہو جانے کے بعد دوسرے دن پہلا حیض شروع ہو جائے اور پیٹ کی کسی قسم کی بیماری کی وجہ سے پندرہ دن کے بعد دوسرا حیض ہو جائے تو اس کی عدت کب ختم ہوگی۔ برائے کرم فتویٰ لکھ دیجئے؟

فقط، نظیر احمد، پرانا مچھی ہٹ، حیدرآباد

۷۸۶ جواب: دو حیضوں کے درمیان کم از کم پندرہ دن کا فاصلہ ضروری ہے۔ تو اگر ایک حیض کو پورے پندرہ دن گزر گئے تھے کہ اور حیض آ گیا تو یہ دوسرا حیض شمار ہوگا اور اس حیض کے بعد ایک حیض اور آ جائے تو عدت ختم ہو جائے گی۔ اس لئے کہ غیر حاملہ جبکہ اس سے ہم بستری ہو چکی ہے اس کی عدت طلاق صرف تین حیض ہے۔ ایام کا اس میں دخل نہیں۔ (عامہ کتب) البتہ عدت وفات شوہر میں ایام معتبر ہیں۔ حیض کا اعتبار نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

وعدہ طلاق، طلاق نہیں ہے

سوال: محترم جناب مفتی محمد خلیل خان برکاتی صاحب، السلام علیکم

گزارش یہ ہے کہ مندرجہ ذیل مسئلہ پر آپ کا فتویٰ درکار ہے مسئلہ یہ ہے کہ: تقریباً دو روز قبل میرے لڑکے نے اپنی بیوی کو عام گھریلو جھگڑے کے بعد یہ الفاظ کہے کہ میں تجھے طلاق دے دوں گا! یہ الفاظ لگا تار تین بار کہے گئے ہیں۔ آیا یہ لکھے ہوئے الفاظ کہنے سے طلاق ہوگئی یا نہیں؟ فقط، غلام نبی، بابو ہوٹل، نزد زینت الاسلام اسکول، پھلیلی روڈ حیدرآباد

۷۸۶ جواب: جھوٹ سچ کا حال اللہ عزوجل خوب جانتا ہے کہ وہ دلوں کی چھپی ہوئی باتوں سے بھی واقف ہے۔ اگر شوہر نے واقعی وہی الفاظ کہے کہ ”میں تجھے طلاق دے دوں گا!“ اور اس کے بعد صراحتاً یا اشارتاً کوئی ایسی بات نہ پائی گئی جس سے طلاق ہونا سمجھا جائے تو بیشک عورت پر طلاق نہ پڑی کہ یہ وعدہ طلاق ہے اور وعدہ طلاق، طلاق نہیں۔ (کمانی در مختار و رد المحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد مفتی محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۳ھ

طلاق کے ثبوت کے بغیر، عورت دوسرا نکاح نہیں کر سکتی

سوال: بخدمت جناب مفتی خلیل خاں صاحب، دارالعلوم احسن البرکات، حیدرآباد، السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید کی بیوی نے ایک جعلی طلاق دستاویز پر جعلی طلاق نامہ بنا کر یہ اعلان کر دیا کہ میرے شوہر نے مجھے طلاق دے دی ہے اور جن گواہان نے اس جعلی طلاق نامہ پر دستخط کئے ہیں ان کا کوئی اتہ پتہ نہیں اور وہ پہلے سے زید کے مخالف اشخاص ہیں، جن کا زید جین کی رشتہ داری یا برادری سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی زید کو اس

طلاق نامہ کا کوئی علم ہے جبکہ زید کہتا ہے کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق نہیں دی ہے اور وہ یہ بات حلفاً کہتا ہے۔ کیا اس صورت میں طلاق ہوگئی یا نہیں۔ از روئے شریعت آگاہ فرمائیں۔ نوازش ہوگی۔ فقط، سلمان ولد بشیر، لطیف آباد نمبر ۱۱، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: تحریری طلاق، بذریعہ رجسٹری ہی کیوں نہ ہو، اس کا ثبوت شوہر کے اقرار، یا دیندار، خدا پرست، خدا ترس گواہوں کی گواہی پر موقوف ہے۔ یعنی شوہر اگر انکار کر دے تو ثبوت کے لئے شرعی گواہوں کی ضرورت ہوگی۔ عورت اگر ایسے گواہ رکھتی ہے جیسے کہ شرعاً درکار ہیں تو پیش کرے اور جب تک اس شوہر کے اقرار، یا عادل گواہوں سے طلاق کا ثبوت نہ ہو جائے، عورت کو ہرگز حلال نہیں کہ اپنے آپ کو مطلقہ سمجھ کر، بعد عدت نکاح ثانی کر لے۔ قال اللہ تعالیٰ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ ربیع الآخر ۱۴۰۴ھ

دو طلاق میں حلالہ نہیں

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

جناب عالی گزارش پیش خدمت ہے اور میں خدا کو حاضر ناظر جان کر بیان دیتا ہوں جو میں نے الفاظ کہے ہیں۔ میری والدہ سے میرا کسی بات پر جھگڑا ہو رہا تھا۔ اوپر کی منزل میں میری بیوی بیٹھی ہوئی تھی۔ جب میں اوپر گیا تو اس کو دیکھ کر مجھ کو غصہ آ گیا اور میں نے دو مرتبہ اپنی عورت سے کہا کہ میں تم کو طلاق دیتا ہوں! تیسری مرتبہ میں کہنے لگا لیکن میری بہن نے میرے منہ پر ہاتھ رکھ دیا، طلاق نہیں کہنے دی۔ اب مجھ کو یہ بتایا جائے کہ طلاق ہوئی یا نہیں۔ میری بیوی حاملہ بھی تھی اور اب بچہ پیدا ہو گیا ہے اور اس کا انتقال بھی ہو گیا۔ فقط: فدوی لیاقت ولد محبوب علی، پھلیلی نازکا اسٹینڈ، حیدر آباد، مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب: حقیقت کا حال خدا بہتر جانتا ہے۔ شوہر نے اگر واقعی دو ہی مرتبہ طلاق دی تھی، تیسری مرتبہ کہنے کی نوبت نہ آئی تو عورت پر دو طلاق پڑیں اور چونکہ وہ حاملہ تھی اور اس کے بچہ ہوا تو وہ عدت بھی گزر گئی جو عورت پر لازم تھی۔ البتہ شرع نے مرد کو یہ اختیار دیا ہے کہ اب وہ دوبارہ اس عورت سے، بلا حلالہ، نکاح ثانی کر سکتا ہے۔ حلالہ کی یہاں ضرورت نہیں۔

قال اللہ تعالیٰ الطَّلَاقُ مَرَّتَيْنِ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ رجب المرجب ۱۴۰۴ھ

مختلف عدت کی تفصیل

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مطلقہ عورت کی عدت کتنے ماہ اور دن ہوتی ہے۔ اس عدت کو پورا کرنے کے بعد عورت نکاح ثانی کر سکتی ہے یا نہیں؟ سائل محمد فہیم الدین، فوجداری روڈ، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: طلاق کی صورت میں اگر عورت حاملہ نہ ہو اور وہ حیض والی ہو، تو اس کی عدت پورے تین حیض ہے اور اگر عورت کو حیض نہیں آتا کہ ابھی ایسے سن کو نہیں پہنچی یا سن ایسا کو پہنچ چکی ہے کہ اب حیض آنے کی کوئی توقع نہیں تو عدت تین ماہ ہے یعنی جبکہ دخول ہو چکا ہو، یا خلوت ہوئی ہو اور عورت اگر حاملہ ہے تو عدت وضع حمل ہے۔ اس کے لئے کوئی خاص وقت مقرر

نہیں۔ پھر اگر طلاق پہلی تاریخ کو ہو، تو چاند کے حساب سے تین مہینے۔ ورنہ ہر مہینہ تیس دن کا قرار دیا جائے گا یعنی عورت کے کل دن تقریباً (۹۰) نوے ہوں گے۔ البتہ حیض کی حالت میں طلاق دی تو یہ حیض عدت میں شمار نہ ہوگا۔ (در مختار وغیرہ، عامہ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۴ھ

بلا اجازت نکلنے پر طلاق کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میاں بیوی کے درمیان لانے لے جانے پر عرصہ دس سال سے تازہ چل رہا تھا۔ بیوی میاں کے بغیر اجازت گھر سے چلی جاتی تھی۔ پھر کسی قسم کی خوشی وغنی میں میاں کے گھر واپس نہیں آتی تھی۔ یہاں تک کہ بھائی کی شادی اور میاں کی والدہ کی فوتگی پر بھی نہیں آئی۔ واپس لانے اور بلانے پر بھائی اور والدین کا بار بار کہنا کہ سپریم پاؤر آپ رکھتے ہو یعنی (میاں کو) چھوڑ دو یا طلاق دے دو مرضی ہو وہ کرو۔ میاں نے صبر سے کام لیتے ہوئے طلاق نہیں دی۔ کئی مرتبہ معزز اشخاص کے بھجوانے پر میاں بیوی کو گھر لاتا رہا۔ بیوی کو سمجھاتا رہا کہ طلاق بری چیز ہے کسی کے کہنے پر طلاق نہیں دوں گا۔ بیوی ہر دفعہ آنے کے بعد نہ جانے کا وعدہ کرتی مگر یہ سلسلہ جاری رہا۔ آخر دس سال کے بعد شوہر نے تنگ آ کر اپنی بیوی کو کہا اگر گھر والوں کا ساتھ دیتے ہوئے نہیں رہنا چاہتی ہو تو تیری مرضی میں مجبور ہوں ورنہ میرے بلانے پر آ جاؤ اور میرے بغیر پوچھے نہ جاؤ اگر نہیں جاؤ گی تو تمہارے حق میں اچھا ہے۔ آج کے بعد گھر سے میرے بغیر پوچھے گئی تو اسی دن سے میری طرف سے تجھ پر (تین طلاق) ہوگی۔ ایک دن رات کے ۱۲ بجے کے قریب میاں سے بغیر پوچھے گھر سے چلی گئی۔ فوراً معلوم ہونے پر میاں اس کو پکڑ لایا۔ بیوی کے والد اور بھائی کو بلوایا۔ انہوں نے اپنی لڑکی کو برا بھلا کہا اور بھائی یہ کہہ کر آپ نے روکا تو اچھا کیا، اب جائے تو مت روکنا اور والد یہ کہہ کر کہ یہ نہیں رہے گی، جھگڑا کر اڑے گی، خیر رہے تو ٹھیک ہے ورنہ میں صبح اس کو لے جاؤں گا اور کبھی نہیں بھیجوں گا اور وہ دونوں چلے گئے۔ صبح اس کا والد آ کر بیع زیور اور کپڑوں کے یہ کہہ کر کہ شام کو میں اور میرا لڑکا آئیں گے اور آپ کو لکھ کر دے جائیں گے اور لڑکی لے گیا اور وہ کافی عرصے سے اپنے والدین کے پاس رہ رہی ہے۔

۱۔ کیا اس کی بیوی کو تین طلاق ہوئیں یا نہیں؟ ۲۔ طلاق لڑکی نے خود لی یا لڑکے نے دی قصور کس کا ہے؟

فقط لیاقت علی ولد مقارب علی خان، میرواہ روڈ، ٹنڈوالہ یار، ضلع حیدر آباد

۷۸۶ جواب: صورت مسئلہ میں شوہر نے، بلا اجازت گھر سے عورت کے نکلنے پر، تین طلاقیں معلق کیں اور بقضائے الہی، شامت کی ماری، وہ عورت اس کے گھر سے بلا اجازت نکل بھی گئی تو اب اس امر میں کیا شبہ رہا کہ وہ عورت، اس مرد کے حوالہ نکاح سے نکل گئی اور اس پر ایسی حرام ہوگئی کہ تجدید نکاح سے کہ دونوں باہمی رضامندی سے، یا کسی مصالحت کنندہ کی کوشش سے، باہم کر لیں، عورت اس پر حلال نہ ہوگی اور یہ نام نکاح اس حرام کو حلال، ناجائز کو جائز نہ کر دے گا۔ تحلیل لازم ہے یعنی حلالہ کہ عورت عدت گزار کر کسی اور مرد سے نکاح کرے، وہ مرد اس سے ہم بستر ہو۔ پھر اسے طلاق دے دے۔ اب

اس طلاق کی عدت گزر جائے تو یہ دونوں دوبارہ نکاح کر سکتے ہیں۔ اس کے بغیر نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ 'فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرًا'۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ قصور خواہ کسی کا بھی ہو طلاق ہوگئی۔ شوہر پر مہر ادا کرنا لازم ہو گیا یا پھر عورت معاف کر دے اور جہیز کا تمام سامان عورت کا ہے وہ واپس لے سکتی ہے۔ (در مختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ ربیع الآخر ۱۴۰۲ھ

مرد و عورت میں طلاق کی تعداد پر اختلاف ہو، تو حکم

سوال: جناب مفتی محمد خلیل خاں برکاتی صاحب، السلام علیکم

جناب عالی ایک سلسلہ میں آپ کا فتویٰ درکار ہے مسئلہ یہ ہے کہ: ایک شخص بشیر احمد نے اپنی بیوی کو دس مہینے پہلے طلاق دی تھی۔ ”طلاق دی“ دو دفعہ کہا اور تیسری بار کہنے والا تھا کہ ایک اور شخص اسلم نے اس کو روکا اور بات رفع دفع ہوگئی۔ پھر اس کے بعد بشیر عرف بھورا نے مورخہ ۲۷-۳-۱۹۸۴ء کو بھی دو مرتبہ طلاق! طلاق! کہا اور دو مرتبہ کا اقرار کرتا ہے اور پہلے دس مہینے والے دو مرتبہ کا اقرار نہیں کر رہا ہے مگر گواہ اسلم کہتا ہے کہ اس نے دو دفعہ دس مہینے پہلے طلاق! طلاق! کہا تھا۔ اور لڑکی رخسار بنت احمد کا حلیہ بیان یہ ہے کہ میں نے اپنے سابق شوہر بشیر عرف بھورا سے کہا کہ پڑوس میں وی۔سی۔ آر پر فلم چل رہی ہے۔ آپ مجھے وہاں لے چلیں۔ اس بات پر بشیر مشتعل ہو گیا اور اس نے مجھے خوب مارا پیٹا۔ اس پر میں نے کہا کہ آپ مجھے پندرہ دن کے بعد فلم دکھانے لے جاتے ہیں۔ اس بات پر مجھے اس نے مزید مارا پیٹا۔ نیچے کمرے میں میرے سر موجود تھے اور انہوں نے کوئی مداخلت نہیں کی تقریباً ایک بجے رات کو میرا چھوٹا دیور آیا مگر اس نے بھی کوئی مداخلت نہیں کی۔ اس طرح ساری رات کشمکش میں نکل گئی اور صبح بشیر نے میری ساس آمنہ اور پھوپھی بھوری کے سامنے تین دفعہ طلاق! طلاق! طلاق! دی کہا۔ طلاق کے فوراً بعد میری پھوپھی بھوری مجھے اپنے ساتھ گھر لے گئیں اور اس سے دس مہینے پہلے بھی وہ مجھے دو دفعہ طلاق دی! طلاق دی! کہا تھا۔ مگر اسلم نے مداخلت کر کے بات ختم کرادی تھی لہذا میں حلیہ ذکر پر بیان دے رہی ہوں۔ جن لوگوں کے سامنے رخسانہ بنت احمد نے حلیہ بیان دیا ان کے نام مندرجہ ذیل ہیں، محمد حنیف، سعید، نصیر احمد، نظام الدین، غلام حسین کے لڑکے، بشیر احمد عرف بھورا کے والد نے بھوری سے جا کر کہا کہ میں نے رخسانہ کو طلاق دلا دی ہے اور میں اپنے لڑکے کی چھ ۶ شادی کروں گا اور آپ لوگوں سے جو ہوتا ہے وہ کریں۔ اس کے بعد قوم کی کمیٹی کے سامنے بھی، بشیر عرف بھورا کے والد نے کہا کہ کورٹ میں مہر دیں گے۔

جناب قبلہ مفتی صاحب آپ ان سب تفصیل کو پڑھنے کے بعد قرآن و سنت کی روشنی میں فتویٰ دیں۔ مہربانی ہوگی کیوں کہ کورٹ میں جا کر، بشیر طلاق کا انکار کرتا ہے۔ امید ہے کہ آپ تفصیل سے قرآن و سنت کی روشنی میں فتویٰ دیں گے کہ آیا طلاق ہوگئی یا نہیں؟ فقط ممبران کمیٹی پنچاست جمعیت القریش، سی۔ پی۔ یو۔ پی، ساگر کانونی، پھلیلی روڈ، حیدرآباد

۷۸۶ جواب: اختلاف کی صورت میں کہ عورت تین طلاقوں کا دعویٰ کرتی ہے اور شوہر صرف دو مرتبہ طلاق دینے کا اقرار کرتا ہے، حکم شرعی یہ ہے کہ اگر دو مرد یا ایک مرد، دو عورتیں نمازی پر ہیزگار، قابل اعتبار، جن کی گواہی شرع میں مقبول ہے، شرعی گواہی دیں گے کہ ہمارے سامنے فلاں نے اپنی بیوی کو تین بار طلاق دی ہے یا اس نے ہمارے سامنے تین طلاقوں کا اقرار کیا، تو تین طلاقیں ثابت ہو جائیں گی اور شوہر کا انکار نہ سنا جائے گا اور اگر ایسے گواہ نہیں جیسا کہ سوال سے ظاہر ہے تو شوہر سے قسم لی جائے گی۔ اگر اس نے قسم کھانے سے انکار کر دیا جب بھی تین طلاقیں ثابت ہو جائیں گی اور اگر قسم کھالے گا کہ میں نے صرف دو ہی طلاقیں دی ہیں تیسری نہ دی، نہ اب، نہ اس سے پہلے، تو دو ہی طلاقیں ثابت ہوں گی۔ پھر اگر جھوٹی قسم کھالی تو اس کا وبال شوہر پر ہوگا۔ عورت پر الزام نہیں اور اگر عورت کو یقین ہے کہ شوہر تین طلاقیں دے چکا ہے تو جس طرح ممکن ہو اس سے بھاگے، نجات حاصل کرے۔ اپنا مہر وغیرہ چھوڑنے کے بدلے میں اس سے تیسری طلاق حاصل کرے اور ایسا نہ کر سکے تو عذاب شوہر پر ہوگا جب تک یہ خود اس کے پاس جانے کی رغبت نہ کرے۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ رجب المرجب ۱۴۰۴ھ

صحبت کے بعد مہر لازم ہے

سوال: جناب مسئلہ یہ ہے کہ: مورخہ ۲۳-۳-۱۹۸۳ء کو لڑکی کی جانب سے یعنی رخسانہ بنت احمد اس کے بھائی ریاض نے ایک درخواست جنرل کمیٹی پنچاست کو دی کہ میری بہن رخسانہ کو بشیر عرف بھورا ولد نٹا نے طلاق دے دی ہے۔ اس پر بھورا اور اس کے والد کو پنچاست نے طلب کیا اور ان سے حلفیہ بیان لیا۔ جس پر اس نے اقرار کیا کہ میں نے یعنی بھورانے رخسانہ کو طلاق دے دی ہے۔ جس پر ممبران پنچاست نے کہا کہ لڑکی کا مہر (۱۰۰۰۰) روپے ادا کریں اور اس کا جہیز بھی واپس کریں۔ مدت عدت کا خرچہ بھی ادا کریں، اس پر بھورانے جواب دیا کہ میرے پاس تو کھانے کے پیسے بھی نہیں ہیں، میں کہاں سے دوں۔ اس پر اس کے باپ نٹا سے کہا کہ آپ اس کا انتظام کرو۔ اس نے جواب دیا کہ یہ رقم میں کورٹ میں ادا کروں گا اور کمیٹی کو دھمکی آمیز جملے ادا کئے اور کمیٹی سے اٹھ کر چلے گئے۔ پنچاست نے پھر ان کو سات یوم کا تحریری وقت دیا اور نوٹس بھی دیا کہ آپ سات یوم کے اندر کمیٹی کے سامنے دوبارہ پیش ہوں اور اس رقم مہر کا انتظام کریں۔ وقت کے مطابق سات یوم میں کمیٹی کا اجلاس ہوا تو اس کو طلب کیا لیکن اس نے حاضر ہونے سے انکار کر دیا۔ اس دوران اپنے چھوٹے بھائی رمضان سے جھوٹی رپورٹ پولیس میں درج کرا دی۔ لڑکی والوں کو پولیس سے پریشان کرنے کی کوشش کی جبکہ یہ برادری کا معاملہ تھا۔ اس پنچاست کی کمیٹی کی بھی توہین کی اس پر کمیٹی نے اپنے فیصلہ میں ان کو برادری سے علیحدہ کر دیا۔ تادمّت لڑکی کا مہر ادا نہ کر دے۔ یہ عہد بیچ نامہ ہم حلفیہ طور سے تمام ممبران تحریر کرتے ہیں کہ لڑکی اور اس کا بھائی بے قصور ہیں اور ہم لوگوں نے تحقیق کی کہ لڑکا اور اس کے والد جھوٹ بولنے کے عادی ہیں۔ کمیٹی حلفیہ طور پر شرعی عدالت سے درخواست کرتی ہے کہ لڑکی کا حق مہر دلایا جائے۔ لڑکے نے جو کورٹ میں قسم کھائی ہے وہ سراسر جھوٹ بول رہا ہے۔ لہذا شرعی عدالت سے یہ کمیٹی

درخواست کرتی ہے کہ لڑکی کا حق مہر جو کہ شرعی رو سے لڑکے پر ادا کرنا فرض ہے اس کو دلایا جائے؟

فقط ممبران کمیٹی پنچایت جمعیت القریش، سی پی۔ یو پی ساگر کالونی، پھلیلی روڈ، حیدرآباد

۷۸۶ جواب: شوہر طلاق ایک بار دے، خواہ دوبار، خواہ تین بار۔ جب عورت اس کے نکاح میں آچکی اور وہ اس سے ہم بستری بھی کر چکا تو عورت کا مہر جتنا بھی ملے ہوا تھا اس کا ادا کرنا اس پر لازم ہو گیا۔ بے ادا کئے ہوئے شوہر بری الذمہ نہ ہوگا۔ یا پھر عورت معاف کر دے۔ صورت مسئلہ سے متعلق ایک سوال پہلے بھی آچکا ہے مگر اس میں شوہر صرف دو طلاق کا اقرار کرتا ہے جبکہ پنچایت میں صاف طور پر تین طلاق دینے کا مقرر ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جھوٹا بھی ہے۔ بہر حال عورت کا مہر اس پر لازم ہے، جسے وصول کرنا چاہیے تو عورت ہر طریقہ استعمال کر سکتی ہے۔ پنچایت کے ذریعے بھی اور کورٹ کے ذریعہ سے بھی اور اگر شوہر کا ولی مثلاً باپ، عورت کے مہر کا ضامن بن چکا ہے تو عورت کو اختیار ہے جس سے چاہے مطالبہ کرے۔ شوہر سے یا اس کے ضامن سے۔ (عالمگیری، درمختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

بلا وجہ طلاق ماننا اور زوجین میں تفریق کرنا، گناہ کبیرہ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ہم میاں بیوی میں جھگڑا ہوا۔ جھگڑے کے دو چار دن کے بعد میری بیوی کو اس کے میکے بھجوا دیا گیا یعنی والدہ نے چھوٹے بھائی کے ساتھ اس کو اس کے گھر بھجوا دیا۔ چار دن کے بعد میں بھی سسرال گیا، اور دو ماہ وہاں رہا، اس دوران کرائے کے مکان میں بھی رہا۔ دو ماہ بعد میرا بڑا بھائی آیا اور کہا تو نے طلاق دی ہے اور تمہاری بیوی کو طلاق ہو چکی ہے، میں نے کہا کہ کیسے؟ تو بتایا کہ ہم بڑوں نے طلاق کا فیصلہ کر لیا ہے جبکہ میں نے نہ تو طلاق دی اور نہ طلاق لکھوائی۔ کیا اس طرح طلاق واقع ہو گئی؟ السائل رفیق الزماں، لطیف آباد، حیدرآباد، ۱۳ اپریل ۱۹۸۴ء

۷۸۶ جواب: قرآن کریم نے نکاح کی گرہ شوہر کے ہاتھ میں رکھی ہے **يَبْدُو عَقْدَ النِّكَاحِ** تو جب تک وہ خود اس گرہ کو نہ کھولے، کسی اور کو اس کے کھولنے کا اختیار نہیں اور نکاح کی گرہ کھولنا، بیوی کو طلاق دینا ہے۔ تو جب تک شوہر طلاق نہ دے، کسی اور کے فیصلہ طلاق سے عورت پر طلاق نہیں پڑتی۔ لہذا صورت مسئلہ میں جبکہ شوہر نے نہ عورت کو صریح الفاظ میں طلاق دی اور نہ کوئی ایسا قول و فعل اس سے سرزد ہوا جس سے عورت کو طلاق دینا سمجھا جائے تو محض اوروں کے کہنے سے کہ ہم نے طلاق کا فیصلہ کر لیا ہے، عورت پر طلاق نہ پڑی۔ وہ ہنوز اس کی بیوی ہے اور اس کے نکاح میں ہے۔ ان دونوں میں بلا وجہ شرعی رخنہ ڈالنا، اور ایک کو دوسرے سے جدا کر دینا شیطانی کام ہے اور گناہ کبیرہ جو ایسا کرنا چاہتے ہیں وہ دل میں خوف خدا لائیں اور عذاب جہنم کا وبال اپنے ہاتھوں نہ کمائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳۰ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۳ھ

تحریر سے طلاق کا ثبوت

سوال: بخدمت جناب مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، دیگر احوال یہ ہے کہ: لڑکی کے والد کو یہ خط ملا ہے میں سردار بھائی صاحب کے گھر ایک عدت تحریری لفافہ دے کر آیا تھا۔ اس میں ارادہ طلاق ظاہر کیا تھا لیکن آپ اس تحریری لفافہ کو سمجھ نہ سکے اور اس کے بعد ہی آپ میرے پور خاص آدمیوں کو بھیجتے رہے بہر حال میں آپ کو واضح طور پر طلاق نامہ بھیج رہا ہوں اپنی چہیتی بیٹی کو سنا دینا۔ میں نے کشور جہاں کو طلاق دی! طلاق دی! طلاق دی! فقط، غلام محمد

اب کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ یہ طلاق نامہ لڑکی والوں کو بذریعہ ڈاک موصول ہوا۔ جبکہ لڑکی کے کو اس طلاق نامہ کا کسی قسم کا علم نہیں اور وہ اس تحریر سے انکار کرتا ہے کہ نہ تو یہ میری تحریر ہے، اور نہ ہی میں نے کسی سے لکھوائی ہے، اگر ضرورت پڑی تو میں پنچائت کے سامنے حلف اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔ فقط کمال الدین

۷۸۶ جواب: ایسے خطوط سے طلاق کا ثبوت، دو چیزوں پر موقوف ہے یا شوہر اقرار کرے کہ واقعی میں نے یہ خط لکھایا لکھوایا یا دو مرد، خواہ ایک مرد یا دو عورتیں، متقی پرہیزگار، قابل اعتبار، اس بات کی شرعی گواہی دیں کہ ہمارے سامنے خط لکھایا لکھوایا، یا اپنی بیوی کو طلاق تحریری بھیجنے کا اقرار کیا اور صورت مسئلہ میں ان میں سے کوئی امر موجود نہیں بلکہ شوہر طلاق سے انکار کرتا ہے تو طلاق کا حکم نہ دیا جائے گا اور نہ یہ خط معتبر ہوگا کہ خط، خط سے مشابہ ہوتا ہے۔ ہاں فی الواقع اگر زید اس انکار میں جھوٹا ہے تو اس کا حساب لینے والا خدا ہے۔ عورت اس وبال سے پاک و جدا ہے۔ شوہر خدا سے ڈرے اور حق ظاہر کرے۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

تنہا عورت کا بیان قبول نہیں

سوال: محترمی جناب مفتی خلیل خاں صاحب، دارالعلوم احسن البرکات، حیدرآباد، السلام علیکم جناب عالی میں بہت پریشان ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔

اب کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میری لڑکی کی شادی کو آٹھ سال ہو چکے ہیں۔ وہ سرال والوں کی زیادتیوں سے تنگ آ چکی ہے۔ اس دوران اس کا شوہر اس کو کئی بار طلاق دے چکا ہے۔ لڑکے کے باپ نے لڑکی سے زبردستی طلاق نامہ لے کر پھاڑ دیا ہے اور لڑکی کو دھمکایا ہے کہ اگر تم نے طلاق والی بات کسی سے کہی تو پس کر رکھ دیں گے۔ میں لڑکی کو ۹ محرم کو اپنے گھر لے آیا۔ گھر آنے کے بعد لڑکی نے اپنی ماں کو تفصیلی بات بتائی اور کہا کہ ۷-۸ ماہ پہلے شوہر نے مجھ کو طلاق دے دی ہے۔ براہ کرم آپ مہربانی فرما کر اس مسئلہ پر غور کریں اور پھر اپنے فیصلے سے آگاہ کر کے مہری پریشانی دور فرمائیں؟

عرض دار محمد عبد السبحان ولد محمد عبد القادر، لطیف آباد پونٹ نمبر ۸، حیدرآباد

۷۸۶ جواب: شوہر نے کئی بار طلاق دی ہے تو اس کے گواہان معتبر بھی ہوں گے۔ وہ گواہی دیں اور شرعاً ان کی گواہی

قابل قبول ہو، تو بیشک طلاق کا حکم دیا جائے گا۔ ورنہ تنہا عورت کا بیان مقبول نہیں۔ البتہ اگر اسے یقین ہے کہ شوہر نے تین طلاقیں دے دی ہیں تو جس طرح بن پڑے اس سے دور رہے۔ مگر نکاح ثانی نہیں کر سکتی جب تک طلاق کا شرعی ثبوت نہ ہو جائے۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ صفر المظفر ۱۴۰۳ھ

طلاق کا ثبوت اقرار یا گواہوں سے ہوتا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میں اپنی بیوی کو لانے کے لئے حیدرآباد سے نواب شاہ اپنے سرال گیا۔ میں جب اپنے سرال پہنچا تو میرے سر، ساس اور میرے سالے کی بیوی مسات خیر النساء گھر پر موجود تھیں۔ میں نے اپنی بیوی کو بھیجنے کا کہا تو میرے سر صاحب نے انکار کر دیا۔ پھر میں نے مزید اصرار کیا تو میرے سر ناراض ہو کر مجھے نازیبا الفاظ کہتے ہوئے گھر سے باہر چلے گئے۔ میں نے اپنی ساس کو کہا کہ میں اپنی بیوی کو ابھی لے کر جاؤں گا۔ اس نے بھی بھیجنے سے انکار کر دیا تو میں نے کہا کہ میری طرف سے طلاق! ہے۔ ہمارے گھر آ کر فیصلہ کر لینا۔ یہ الفاظ میں نے ایک دفعہ کہے۔ یہ کہہ کر میں رات وہیں اپنے ماموں کے گھر چلا گیا۔ جب میرے ماموں نے مجھ سے پوچھا تو میں نے ان کو بھی یہ بتلا دیا کہ میں ایک دفعہ طلاق! دے کر آیا ہوں، انہوں نے مزید اصرار کیا تو میں نے ان کو بھی یہ مندرجہ بالا بات بتادی۔ از روئے شریعت صحیح جواب دے کر ثواب دارین حاصل کریں۔

۱۔ حلفیہ بیان محمد یسین قریشی

میں اپنے گھر پر سویا ہوا تھا۔ وہ رات کو تقریباً ایک بجے آیا جب میں نے اس سے معلوم کیا کہ آج تم اپنے سرال والوں سے کوئی تکرار وغیرہ کر کے آئے ہو۔ لڑکے لیاقت نے کہا کہ میں ایک دفعہ تین طلاق دے کر آیا ہوں۔ یہ بات میں نے تین بار اس سے دھرائی لیکن لڑکے نے یہی کہا۔ میں یہ بیان بغیر کسی زبردستی، بغیر کسی نشے کے حلفیہ لکھ کر گواہی دے رہا ہوں۔ جو میں نے لڑکے کی زبانی سنا۔ محمد یسین قریشی، مورخہ ۲۹-۳-۱۹۸۴ء

نوٹ۔ یہ محمد یسین لیاقت علی کی والدہ کا تایا زاد بھائی ہے اور اسی ناطے سے لیاقت علی کا رشتہ کا ماموں ہے۔ (لیاقت علی کا سر نہیں)

حلفیہ بیان مسات حلیمہ۔ یہ مسات لیاقت علی کی ساس ہیں۔

حلفیہ بیان مسات خیر النساء۔ یہ مسات لیاقت علی کے سالے کی بیوی ہے۔

۱۔ میں مسات خیر النساء زوجہ محمد سلیم قریشی

۲۔ میں مسات حلیمہ زوجہ محمد یسین قریشی

ہم خدا اور اس کے رسول ﷺ کو حاضر ناظر جان کہتی ہیں کہ ہمارے روبرو لیاقت علی ہمارے گھر پر آیا اور کہنے لگا

کہ میری بیوی کو میرے ساتھ حیدرآباد بھیجو۔ میں اسے ابھی لے کر جاؤں گا۔ ہم نے کہا کہ لڑکی بیمار ہے۔ ابھی جانے کے قابل نہیں۔ لہذا لڑکے لیاقت علی خان نے کہا کہ اگر تم نہیں بھیجتے ہو تو میری طرف سے تمہاری لڑکی کو ایک دفعہ تین طلاق دیتا ہوں۔ یہ گواہی ہم دونوں حلفیہ بیان کے ساتھ باہوش و حواس دیتے ہیں۔

خیر النساء زوجہ محمد سلیم قریشی، مزآباد، نواب شاہ، حلیمہ زوجہ محمد یسین قریشی، مزآباد، نواب شاہ، فقط السائل
۷۸۶ الجواب ہوالموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں شوہر ایک طلاق کا اقرار کرتا ہے، جبکہ دوسرے تین طلاق کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ان میں سے جو بھی تین طلاق کا دعویٰ کرتا ہے اس پر لازم ہے کہ وہ اپنے دعویٰ پر دو مرد یا ایک مرد، دو عورتیں نمازی، پرہیزگار، ثقہ عادل، قابل قبول شرع، گواہ پیش کرے تو پھر تین طلاق کا حکم دیا جائے گا اور شوہر کا انکار نہ سنا جائے گا اور اگر مدعی اپنے دعویٰ پر گواہ ثقہ عادل، نمازی، پرہیزگار، پیش نہ کر سکے تو طلاق مغلطہ ہرگز ثابت نہ ہوگی لہذا عدت کے اندر شوہر بے نکاح اس سے رجوع کر سکتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید بتاریخ ۳-۳-۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۳ رمضان المبارک ۱۴۰۴ھ

حلالہ کے بغیر عورت کو ساتھ رکھے تو اس سے قطع تعلق لازمی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء راشدین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنے بچے کو مارا پیٹا وہ زخمی ہو گیا بری طرح سے۔ بچے کی حمایت میں اس کی ماں بولی تو اس شخص نے یہ کہا کہ اے محلّے والو! تم سب گواہ رہنا میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی! میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی! میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی! اس کے بعد ہسپتال سے علاج کرا کے بچے کی صحت یابی کے بعد میلا دشریف پڑھوایا اور کچھ فقیروں کو کھانا کھلایا اور محلّہ میں ظاہر کر دیا کہ میں نے طلاق کا کفارہ ادا کر دیا ہے اور اس بیوی کو اپنے پاس پھر واپس رکھ لیا۔ کیا شریعت میں وہ دوبارہ اپنی بیوی کو اپنے ساتھ رکھ سکتا ہے یا کہ نہیں؟

از طرف انصار خان

۷۸۶ الجواب: مذکورہ بالا صورت میں اس کی بیوی پر تین طلاقیں پڑ گئیں دونوں کے مابین نکاح ٹوٹ گیا اور عورت بحرمت مغلطہ اس پر حرام ہو گئی۔ اب تا وقتیکہ حلالہ نہ ہو لے یہ دونوں باہمی رضامندی سے نکاح بھی نہیں کر سکتے۔ ان دونوں کا اب میاں بیوی کی طرح رہنا سخت حرام ہے۔ اہل محلّہ پر لازم ہے کہ ان دونوں کو علیحدہ کر دیں اور یہ نہ مانیں تو ان دونوں سے قطع تعلق کر لیں ورنہ سب گناہ میں شریک مانے جائیں گے۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَقْعُدُوا بَعْدَ الذِّكْرِی مَعَ الْقَوَّامِ الظَّالِمِیْنَ ① (انعام)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۵ھ

مسئلہ تین طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: آج بتاریخ ۲۹ دسمبر ۱۹۶۹ء کو میری شادی مسات لیلیٰ بیگم ولد عبد الجلیل خان سے ہوئی تھی۔ تقریباً پونے دو سال ہوئے میری بی بی اور میرے درمیان نا اتفاقی ہے اس سلسلے میں محلے کے لوگوں نے میرے اور میری بیگم کے درمیان راضی نامہ کرایا اس کے باوجود کشیدگی باقی رہی۔ اب مسات لیلیٰ بیگم میرے ساتھ رہنا نہیں چاہتی ہے اور طلاق لینا چاہتی ہے اور اب جب کہ میری بیوی میرے ساتھ رہنا نہیں چاہتی تو گواہوں کے روبرو میں مسات لیلیٰ بیگم کو جو میری بی بی ہے اس کو طلاق دے رہا ہوں ایک طلاق! دو طلاق! تین طلاق!

عبد المناف ولد عزیز الرحمن، بنگالی کالونی، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئلہ میں مسات لیلیٰ بیگم بنت عبد الجلیل خان پر تین طلاقیں پڑ گئیں۔ مسات لیلیٰ بیگم کا مسمی عبد المناف سے رشتہ زوجیت ختم ہو گیا اور وہ قطعاً اس نکاح سے نکل گئی۔ اب تا وقتیکہ حلالہ نہ ہو جائے عبد المناف مسات مذکورہ کو نہ اپنے ساتھ رکھ سکتا ہے اور نہ اس سے نکاح کر سکتا ہے۔ قرآن کریم و حدیث محمدی کا بھی یہی حکم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ محرم الحرام ۱۳۹۰ھ

طلاق دینے والا مبہم باتیں کرے تو تحقیق حال ضروری ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: عبد الحمید ولد دین محمد عمر ۱۹ سال آج سے چار سال قبل 'مجھ پر اثر تھا' اس دوران میں مجھے یاد نہیں کہ میرے منہ سے کوئی طلاق کے الفاظ ادا ہوئے ہیں یا نہیں لوگ کہتے ہیں کہ تم نے اپنی عورت کو طلاق دے دی ہے۔ میں نہیں جانتا کہ میں نے اس قسم کے الفاظ ادا کئے یا نہیں۔ اس بات سے میرے سر اور میرے والد کے درمیان اختلافات پیدا ہوئے لوگوں کے کہنے سے، میرا ارادہ طلاق دینے کا نہیں ہے اب شرع کیا کہتی ہے؟ اس مسئلہ کو واضح طور پر بیان فرمائیں اور عند اللہ ماجور ہوں؟

گواہان: ہم تصدیق کرتے ہیں کہ "لڑکے کا دماغی توازن ٹھیک نہیں تھا"۔ گواہان دستخط، منشی علی، نور علی

فقط السائل، عبد الحمید ولد دین محمد

۷۸۶ الجواب: سوال میں مذکور ہے کہ شوہر کہتا ہے کہ "مجھ پر اثر تھا" اور گواہوں کا بیان ہے کہ "لڑکے کا دماغی توازن ٹھیک نہیں تھا" اور یہ دونوں باتیں مبہم غیر واضح ہیں۔ سائل صاف صاف بیان کرے کہ اصل واقعہ کیا ہے تاکہ جواب صاف صاف دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ محرم الحرام ۱۳۹۰ھ

منکوحہ غیر کا نکاح باطل ہے اگرچہ گواہان موجود ہوں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بیچ میں کہ

۱۔ مسکی ابراہیم ولد نامعلوم سکنہ ہارون آباد، پاکستان

۲۔ مسمی نے اپنی لڑکی شیم اختر کے مصنوعی کاغذات طلاق پیش کئے۔

۳۔ یہ کہ دیگر ایک شخص مسمی شاہ ولد علی محمد نے ان مصنوعی کاغذات کی تصدیق کے لئے ایک مصنوعی دستاویز پیش کی اور دیگر دو اشخاص نے کاغذات طلاق کے لئے قسم کھائی کہ لڑکی مسما شیم اختر کو طلاق ہو گئی جن کے نام یہ ہیں۔

مسمی نواب علی شاہ ولد دینا شاہ، ۲۔ مسمی شمس الدین ولد نامعلوم

ان کاغذات اور دو اشخاص کی تصدیق پر نکاح خواں نے روبرو وکیل مسمی نور شاہ و گواہ محمد صدیق و گواہ عبدالغفور ولد نامعلوم کے روبرو لڑکی سے حلف لے کر سابقہ خاوند مسمی تاج محمد نے مجھے تین طلاقیں دی ہیں۔ اس پر نکاح خواں نے نکاح پڑھا دیا مگر بعد میں معلومات کرنے پر پتا چلا کہ مسمی ابراہیم نے جو حلف اٹھایا ہے وہ غلط ہے لڑکی کی طلاق نہیں ہوئی ہے اس حالت میں نکاح خواں پر کیا کفارہ عائد ہوتا ہے؟ عرض کنندہ، نکاح خواں محمد صادق ولد برکت علی

۸۶۷ جواب: جبکہ صورت واقع یہ ہے کہ ایک شوہر والی لڑکی کا نکاح دوسرے جھوٹے کاغذات اور جھوٹے گواہوں کی جھوٹی گواہی سے کر دیا گیا تو یہ نکاح ثانی محض باطل ہوگا اور زوجہ ثانی سے وطی زنا ہوگی جتنے لوگ اس سخت کبیرہ عظیمہ میں اس حال سے آگاہ ہو کر شریک ہوں گے تو سب سخت گناہگار و مستحق عذاب ہوئے اور ان میں سے عذاب دوزخ کا استحقاق جھوٹے گواہوں کو ہوگا جن کی جھوٹی گواہی سے ایسی ناپاک فاحشہ بات کی تکمیل ہوئی۔ رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ لیس منا من خبب امرأۃ علی زوجها او عبدًا علی سیدہ جو کسی عورت کو اس کے شوہر سے بگاڑ دے وہ ہمارے گروہ سے نہیں ہے (احمد، حاکم، ابوداؤد ص ۲۹۶ ج ۱) جب کسی کی عورت کو شوہر سے بگاڑنے پر یہ حکم ہے تو معاذ اللہ عورت کو شوہر سے توڑ کر دوسرے کے نکاح میں کر دینا کیسا سخت ظلم ہے۔ نیز حدیث شریف میں ہے کہ ہرگز جھوٹے گواہ کے پاؤں جگہ سے ہٹنے نہ پائیں گے اللہ تعالیٰ ان کے لئے جہنم واجب کر دے گا (ابن ماجہ) جبکہ مطلقاً جھوٹی شہادت کا یہ وبال ہے تو جس نے پیسے دو پیسے مال پر جھوٹی گواہی دی تو جھوٹی گواہی سے کسی کی عزت و ناموں کو برباد کرنا کس قدر موجب غضب الہی ہوگا۔ اب اگر نکاح خواں کو وقت نکاح معلوم نہ تھا کہ یہ ایک فریب ہے تو شرعاً اس پر کوئی گرفت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۰ھ

مسئلہ تین طلاق

سوال: جناب مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

زید اور ہندہ دونوں میاں بیوی ہیں۔ ہندہ تین ماہ کے حمل سے ہے۔ زید اپنے گھر پر ہے اور ہندہ اپنے میکے میں ہے۔ زید کو کچھ باتیں چند افراد نے ہندہ کے خلاف کہیں جس پر زید نے ایک لیٹر پوسٹ ہندہ کو بھیجا جس میں چند الفاظ اپنے افسوس کے ساتھ ظاہر کئے ہیں اور آخری الفاظ میں طلاق لکھ دی ہے۔ خط کی پہلی عبارت یہ ہے کہ مجھے یہ بات افسوس کے ساتھ کہنی پڑ رہی ہے کہ میں تمہیں چھوڑ رہا ہوں۔

آخری عبارت یہ ہے کہ

زید بن فلاں۔ ہندہ بنت فلاں کو طلاق دیتا ہوں

زید بن فلاں۔ ہندہ بنت فلاں کو طلاق دیتا ہوں

زید بن فلاں۔ ہندہ بنت فلاں کو طلاق دیتا ہوں

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس تحریر میں کہ طلاق کا لفظ غیروں کے کہنے پر افسوس کے ساتھ ہے کیا اس لیٹر سے ہندہ کو طلاق ہوگئی یا کہ نہیں؟ جواب قرآن وحدیث سے تحریر فرمائیں۔ ماسٹر محمد اسماعیل، پریٹ آباد پھلیلی، حیدر آباد، سندھ

۷۸۶ جواب: اس صورت میں عورت پر طلاق مغلظہ واقع ہو چکی۔ پس بغیر حلالہ اب یہ عورت اپنے شوہر پر حلال نہیں۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرًا۔ یعنی اگر شوہر نے تیسری طلاق دے دی تو اب وہ عورت اس کے لئے حلال نہ رہی جب تک کسی اور سے نکاح نہ کر لے اور ہم بستری ہو کر طلاق یا موت نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ محرم الحرام ۱۳۹۰ھ

”طلاق دے دوں گا“ ارادہ طلاق کا اظہار ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنی منکوحہ کو دو مرتبہ یہ الفاظ کہے کہ میں تجھے طلاق دوں گا اور زید حلفیہ بیان دیتا ہے کہ میرے اور میری بیوی کے مابین جھگڑا ہو رہا تھا اور وہاں دو گواہ عدنان خان اور عبد الجلیل صاحبان موجود تھے اور ان کا بیان بھی وہی ہے جو زید نے دیا ہے۔ ہندہ خان جس نے زید کی منکوحہ سے بیان لیا تو اس نے بھی یہی کہا کہ زید نے دو مرتبہ یہی الفاظ کہے کہ میں تجھے طلاق دوں گا؟

فقط السائل

دستخط عدنان خان، دستخط ہندہ خان، دستخط زوجہ

۷۸۶ جواب: اگر امر واقع یہی ہے کہ زید نے اپنی بیوی سے صرف ۲ مرتبہ یہ الفاظ کہے کہ ”میں تجھے طلاق دے دوں گا“ تو یہ ارادہ طلاق کا اظہار ہے۔ طلاق دینا نہیں اور ارادہ طلاق، طلاق نہیں اگرچہ وہ ۳ مرتبہ یا اس سے زیادہ یہی الفاظ دہراتا۔ فتاویٰ حامد یہ میں ہے صیغۃ المضارع لا یقع به الطلاق الا اذا غلب فی الحال۔ لیکن یہ حکم اس وقت ہے کہ ان الفاظ کی ادائیگی کے بعد اس سے کوئی قول یا فعل ایسا سرزد نہیں ہوا جس سے فی الحال طلاق دینا سمجھا جاتا ہو۔ ورنہ طلاق پڑ جائے گی یہاں تک کہ اگر اس نے لوگوں سے یہ کہا کہ ”میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے“ حالانکہ اس نے طلاق نہیں دی تب بھی طلاق پڑ جائے گی۔ (درمختار وغیرہ)۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ ابھی ان دونوں میں نکاح باقی ہے کسی جدید نکاح کی ضرورت نہیں جبکہ صرف یہ الفاظ کہے کہ ”میں تجھے طلاق دے دوں گا۔“ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم ذی قعد ۱۳۹۶ھ

طلاق کے لئے تنہا عورت کا قول معتبر نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بیچ میں کہ: ایک شخص نے اپنی عورت کو غصہ میں آ کر پہلے تو مار پیٹ کی پھر چند عورتوں کے سامنے طلاق تین بار یہ کہہ کر دے دی ہے کہ جا میں تجھے طلاق دیتا ہوں اور وہ عورتیں جو وقت پر موجود ہیں وہ حلفیہ بیان دیتی ہیں ایسی حالت میں طلاق ہوگی یا نہیں؟ ۲۔ پھر وہ عدت کے دن پورے کر کے دوسری جگہ عقد ثانی کر سکتی ہے یا نہیں؟ ۳۔ کتنی عورتوں کی شہادت قابل قبول ہوتی ہے؟ فقط السائل

۷۸۶ جواب: جبکہ شوہر نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں تو وہ عورت اس مرد پر ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی دونوں کے مابین نکاح ٹوٹ گیا اب دونوں زن و شوہر کی طرح نہیں رہ سکتے یہ قرآنی فیصلہ ہے عدت کے بعد عورت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے اور ایسے معاملات میں تنہا عورتوں کا قول معتبر نہیں۔ (عالمگیری وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ شوال المکرم ۱۳۹۶ھ

نشے میں طلاق کا بیان، جہیز، مہر، حصہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: الف نے شادی کے وقت سے لے کر اب تک اپنی بیوی کو، کوئی سکون دینا تو کجا نان و نفقہ بھی ادا نہ کیا جبکہ بیوی خود محنت مزدوری کر کے اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پالتی رہی شوہر سرکاری ملازم ہے اور تقریباً سات سو روپے ماہانہ آمدنی ہے مگر چونکہ دفتر سے اکثر غیر حاضر رہتا ہے اس لئے شاید ہی کسی مہینے تنخواہ پوری ملتی ہو۔ الف نے بیوی کو ہر طرح سے تنگ کیا اور ہر وقت مار پیٹ کرتا رہتا ہے۔ یہ صاحب ایک جنونی طبیعت کے آدمی ہیں اور اکثر جنون میں الٹی سیدھی حرکتیں کرتے رہتے ہیں اس دوران بچوں کو مارنا، بیوی کو مارنا بھی ہوتا ہے۔ شادی کے کچھ عرصے بعد انہوں نے بیوی کو طلاق دے دی مگر علماء کے فتوے کے مطابق طلاق شرعاً نہیں ہوئی اس لئے میاں بیوی کی طرح دوبارہ رہنے لگے۔

۱۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ الف نے کسی معمولی بات پر مشتعل ہو کر بیوی کو دوسرے کے گھر میں جا کر یہ کہا ہے کہ میں نے اس کو طلاق دی! طلاق دی! طلاق دی! اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ جبکہ اس وقت موجود تین آدمیوں نے اس کو روکنے اور سمجھانے کی بہت کوشش کی مگر تین بار کہہ کر دم لیا۔ اب جبکہ لڑکی کے رشتے دار پہنچے تو کہتا ہے کہ میں نے نشہ آور گولی کھا رکھی تھی اس لئے جو کچھ بھی ہوا وہ میں نے دانستہ نہیں کیا۔ طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

۲۔ اگر طلاق واقع ہوگئی تو دوسری صورت میں عدت کے اخراجات مہر کی ادائیگی اور جو جہیز لڑکی کو ملا تھا تو اس کا شوہر ذمے دار ہے یا نہیں کہ یہ سب ادا کرے؟

۳۔ آٹھ بچے، جن کی عمریں بڑا لڑکا ۱۵ سال، لڑکی ۱۳ سال، بالترتیب تین لڑکے ۱۱، ۹، ۷، ۵، ۲ سال ہیں ان کی پرورش کا اور اخراجات کا ذمہ دار کون ہوگا؟ اور بچے کس کے پاس رہنا چاہئیں؟

۴۔ جس مکان میں یہ لوگ رہتے ہیں وہ لڑکی کے بھائی نے اپنے پیسوں سے لے کر دیا تھا مگر شوہر نے اس کا الاٹ منٹ اپنے نام سے کرایا اب کہتا ہے کہ اس کا گھر تو میں ہرگز نہیں چھوڑوں گا کیوں کہ یہ میری زندگی بھر کی کمائی ہے شرعی طور پر اس مکان کا جائز وارث کون ہوگا؟

امید ہے کہ شریعت کی روشنی میں مندرجہ بالا مسائل کا جو کسی کی زندگی کے لئے ایک بہت بڑا المیہ ہے بالکل صحیح صحیح جواب عنایت فرما کر مشکور فرمائیں گے۔
سائل۔ تراب علی

۸۶۱ جواب: طلاق کے لئے شرط یہ ہے کہ شوہر عاقل بالغ ہو اور نشہ والا، عاقل کے حکم میں ہے لہذا اس کی طلاق بھی ہو جائے گی اور نشہ خواہ شراب پینے سے ہو یا بھنگ وغیرہ کسی اور چیز سے اور چونکہ صورت مسئلہ میں شوہر نے تین طلاقیں دی ہیں اس لئے عورت پر تین طلاقیں پڑ گئیں اور عورت بحرمت مغلطہ اپنے شوہر پر حرام ہو گئی۔ اب تا وقتیکہ حلالہ نہ ہو لے یہ دونوں آپس میں نکاح بھی نہیں کر سکتے۔ میاں بیوی کی طرح رہنا تو درکنار۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدِ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرًا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ جہیز جو عورت کو ماں باپ کے یہاں سے ملتا ہے خالص عورت کی ملکیت ہے کسی کا اس میں کوئی حق نہیں اور عورت طلاق کے بعد جب چاہے اپنا حق مہر حاصل کر سکتی ہے کہ نکاح ہی باقی نہ رہا تو مہر کی ادائیگی شوہر پر لازم ہو گئی۔ ہاں اگر عورت معاف کر دے تو معاف ہو جائے گا۔ رد المحتار میں ہے کل احد يعلم ان الجہاز ملک المراء فلا حق لاحد فیہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم
۳۔ جس عورت کو طلاق دی گئی ہے بہر حال عدت کے اندر نفقہ پائے گی اور عدت گزر جانے کے بعد نفقہ ساقط ہو جاتا ہے جبکہ اس کا دعویٰ نہ کیا ہو۔ (خانیہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ مکان جب لڑکی کے بھائی نے خرید کر، اس لڑکی کے شوہر کو کر دیا اور اس نے اس پر قبضہ کر لیا یہاں تک کہ اس کا الاٹ منٹ بھی اپنے نام کر لیا تو وہ اس کا ہو گیا اور اگر بہن کے لئے دیا تو بہن اس کی مالک ہے۔ بہن واپس لے سکتی ہے۔ اس کی تعمیر کے مصارف شوہر نے کئے ہیں تو یہ رقم واپس کرنا ہوگی ورنہ رقم نہیں لے سکتا۔ (عالمگیری وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم
العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ صفر المظفر ۱۳۹۶ھ

اقرار شوہر کے بعد طلاق کے لئے گواہ کی ضرورت نہیں ہے

سوال: بخد مت جناب مفتی مولانا محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

عرض ہے کہ طلاق کے متعلق میرے پاس ایک فیصلہ طلب معاملہ آیا ہوا ہے۔ میں خود ان دونوں فریق کا رشتہ دار ہوتا ہوں ان دونوں فریق نے فیصلہ مانگا ہے کہ جو حق کا فیصلہ ہو وہ دیں۔ میں نے زرینہ کے شوہر یعنی خاوند کا بیان حلفیہ لیا ہے اور نو دس افراد کے سامنے بیان لیا ناصر نے حلفیہ کہا کہ میں نے غصہ کی حالت میں اپنی بیوی زرینہ کو دومرتبہ طلاق دی! اس طرح جملہ کہے وہ جملے یہ ہیں طلاق دی! طلاق دی! مجھے جب یہ خبر ملی کہ طلاق دے دی ہے تو پانچ چھ یوم کے بعد لڑکے ناصر

کے مکان پر جا کر معلومات کیں اور بیان لیا۔ اس کے بعد دوسرے دن لڑکی زریںہ کا بیان لیا اس کے والدین کے گھر پر جا کر لیا زریںہ جو کہ ناصر کی بیوی تھی اس نے اپنے بیان میں کہا کہ میرے شوہر ناصر نے مجھے غصے کی حالت میں تین بار طلاق دی۔ الفاظ یہ تھے طلاق دی! طلاق دی! طلاق دی! جناب مفتی صاحب یہ دونوں بیان علیحدہ علیحدہ ہیں اب آپ ہی فتویٰ دیں کیوں کہ شریعت کا مجھے علم نہیں ہے۔ میرے لئے بڑی پریشانی ہے کہ میں کیا فیصلہ دوں لہذا آپ کو یہ معاملہ ظاہر کرنا تھا آپ عالم ہیں اور اس کے متعلق جو بھی شریعت کا قانون ہو فتویٰ صادر فرمادیں۔ عین نوازش ہوگی۔ زریںہ حاملہ بھی ہے اور ناصر کا بیان یہ ہے کہ دو بار طلاق! طلاق! کے جملے ادا کئے اور غصہ کی حالت میں کہے اور لڑکی زریںہ تین بار کے لئے کہتی ہے کہ یہ جملے ادا کئے طلاق دی! طلاق دی! طلاق دی!

خادم محمد بشیر خان، پختہ قلعہ، حیدر آباد

۸۶۷ الجواب: ناصر یا اس کی بیوی جو بھی اپنے قول کی تائید میں گواہ رکھتے ہیں وہ پیش کریں تاکہ جواب دیا جائے۔ واللہ

تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ شوال المکرم ۱۳۹۶ھ

وضاحت: بخدمت جناب قبلہ مفتی خلیل صاحب، السلام علیکم، عرض یہ ہے کہ:

مورخہ ۲۵ ستمبر ۱۹۷۶ء کو میری غیر موجودگی میں میرے داماد یعنی ناصر حسین ولد حامد حسین نے میری لڑکی کو تین مرتبہ طلاق دی کالفظ استعمال کیا جس کی گواہ برابر والے مکان کی ایک عورت ہے اور دوسری گواہ لڑکی کی والدہ ہے۔ لڑکے نے خود اقرار کیا ہے کہ میں نے غصے کی حالت میں دو مرتبہ گھر میں اور ایک مرتبہ باہر نکلتے وقت طلاق دی کالفظ ادا کیا۔ تین (۳) یوم کے بعد ناصر حسین کے دو بھائی میرے پاس آئے اور مجھ سے خود کہا ہے کہ ناصر حسین قرآن نہیں اٹھائے گا اس نے تین مرتبہ طلاق دینی ہے۔ قبلہ اگر ناصر حسین قرآن پاک اٹھا کر طلاق کے بارے میں وضاحت کرے تو جیسا بھی آپ کا فیصلہ ہو گا وہ مجھ کو منظور ہوگا ۱۰ آدمیوں کے بیچ میں بھی اس نے خود دو مرتبہ بھی کہا اور تین مرتبہ بھی کہا۔ برائے مہربانی شریعت کے مطابق فیصلہ سے آگاہ فرمائیے گا۔ اس بارے میں لڑکی بھی حلف اٹھانے کے لئے تیار ہے؟ نیازالدین، امریکن کواٹر، حیدر آباد، سندھ

۸۶۷ الجواب: جبکہ ناصر حسین کو اس کا اقرار ہے کہ اس نے پہلے دو مرتبہ اور پھر آخر میں ایک مرتبہ اور طلاق دی تو مل کر تین طلاقیں ہو گئیں۔ شوہر کے اقرار کے بعد نہ کسی حلف کی ضرورت نہ گواہ کی حاجت۔ ناصر اور اس کی بیوی میں اس کے بعد نکاح ٹوٹ گیا۔ دونوں ایک دوسرے پر حرام ہو گئے۔ قرآنی فیصلہ ہے کہ **فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَتَزَكَّى وَجَاءَ غَيْرُكَ**۔ تیسری طلاق کے بعد عورت اس مرد کے لئے حلال نہیں رہی جب تک کسی اور سے نکاح و صحبت نہ کرے۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ شوال ۱۳۹۶ھ

ارادہ طلاق، طلاق نہیں ہے

سوال: بخدمت جناب محترم مفتی محمد خلیل خاں صاحب، منتظم دارالعلوم احسن البرکات، حیدر آباد، السلام علیکم کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنے والد کے مارنے پر کہا کہ اگر تم مجھے مارتے

رہے تو میں اپنی بیوی کو طلاق دے دوں گا اور وہ اپنے والد کے مارنے پر یہ الفاظ بار بار دہراتا رہا کہ اگر تم مجھے مارو گے تو میں اپنی بیوی کو طلاق دے دوں گا۔ مندرجہ بالا سوال کے متعلق عرض ہے کہ اس طرح کے الفاظ بار بار دہرانے والے شخص کی بیوی کو طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

السائل احمد بخش ولد نظام الدین، عبدالقادر پارک، نواب شاہ

۷۸۶ جواب: ”میں اپنی بیوی کو طلاق دے دوں گا“ ایقاع طلاق نہیں۔ ارادۃ طلاق ہے اور ارادۃ طلاق، طلاق نہیں لہذا صورت مسئلہ میں اس شخص کی بیوی پر طلاق واقع نہ ہوئی۔ وہ دونوں بدستور زن و شوہر ہیں۔ فتاویٰ حامد یہ میں ہے صیغۃ المضارع لا یقع بہ طلاق الا اذا غلب فی الحال کما صرح بہ الکمال بن الہمام۔ یہی مضمون فتاویٰ شامی میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ رجب المرجب ۱۳۹۶ھ

طلاق رجعی، خبر طلاق اور رجعت کا طریقہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

- ۱۔ ایک شخص نے کچھ لوگوں کے سامنے اپنے والد صاحب کے کہنے سے اپنی بیوی کو غصے میں ایک مرتبہ طلاق دے دی۔
- ۲۔ اس کے بعد وہ کچھ کہنا چاہتا تھا کہ دوسرے آدمی نے اپنے ہاتھ سے اس کا منہ بند کر دیا۔ ہمیں معلوم نہیں اس نے منہ بند کئے ہوئے اپنی بیوی کو دوسری یا تیسری طلاق دی یا نہیں۔ اس کو وہ جانے یا خدا جانے۔ بہر حال دوسرے لوگ کچھ نہ سن سکے۔
- ۳۔ اسی شخص نے اس طلاق کا ذکر اپنے ملنے والوں سے بھی کیا ہے۔
- ۴۔ اس شخص نے میعاد عدت میں اپنی بیوی کو رجوع کرنے کی اطلاع نہیں دی۔
- ۵۔ کیا لڑکی کے والدین کو مندرجہ بالا سوالات کے بارے میں اس لڑکے سے وضاحت یا معلومات حاصل کرنے کا حق ہے کہ اولاً اس نے اپنی بیوی کو منہ بند کئے ہوئے دوسری طلاق تو نہیں دی۔ ثانیاً یہ کہ اس نے طلاق کا ذکر جو اپنے ملنے والوں سے کیا ہے تو اس سے اس کا مقصد اسی واقعہ کو دہرانا تھا یا مزید طلاق دینا تھا۔ ثالثاً یہ کہ کیا اس نے اپنی بیوی سے روبرو گواہان رجوع کیا ہے؟

براہ کرم شرعی فتویٰ صادر فرما کر شکریہ کا موقع مرحمت فرمائیں۔ خادم حافظ محمد حنیف نقشبندی، حیدر آباد، سندھ

۷۸۶ جواب: شوہر نے ایک بار طلاق دے دی تو یہ طلاق رجعی ہوئی شوہر کو اس میں رجعت کا حق ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے الطَّلَاقُ مَرَّتَيْنِ طلاق (جس کے بعد رجعت ہو سکے) دو بار تک ہے پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا نکوئی کے ساتھ چھوڑ دینا۔ بالفرض شوہر اگر دوسری طلاق بھی صریح لفظوں میں دے دیتا تو اسے قرآنی حکم کی رو سے رجوع و صحبت کا حق ہے اور طلاق دے کر اس کا ذکر کسی سے کیا جائے تو یہ اسی پہلی طلاق کی خبر ہوگی نہ کہ مزید طلاق دینا۔ پھر رجعت کے لئے یہی ضروری نہیں کہ شوہر خود الفاظ رجعت اپنی زبان سے ادا کرے بلکہ کسی اور نے رجعت کے الفاظ کہے اور شوہر نے جائز کر دیا

رجعت ہوگئی (ردالمحتار) رجعت کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ کسی لفظ سے رجعت کرے اور رجعت پر دو عادل شخصوں کو گواہ کرے اور عورت کو بھی اس کی خبر کر دے لیکن اگر قول سے رجعت کی مگر کسی کو گواہ نہ بنایا یا گواہ بھی کئے مگر عورت کو خبر نہ کی تو مکروہ و خلاف سنت ہے مگر رجعت ہو جائے گی (جو ہرہ نیرہ وغیرہ) ان احکام کے بعد سوالات مذکورہ بالا کے جوابات واضح ہو گئے اور معلوم ہوا کہ اگر

۱۔ شوہر اس عورت سے رجوع کرنا چاہتا ہے تو دوسروں کو آڑے نہیں آنا چاہئے۔

۲۔ نہ اس بات کی کنکاش کرنا چاہئے کہ شوہر نے منہ بند ہونے کی حالت میں کچھ کہا بھی ہوگا تو وہ خود اس نے سنا ہوگا نہ کسی اور نے تو شرعاً اس پر کیا حکم دیا جاسکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳۰ محرم الحرام ۱۳۹۸ھ

طلاق ثلاثہ

سوال: میں محمد شفیع ولد محمد شریف۔ باقائم ہوش و حواس آج مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۷۷ء کو اپنی زوجہ مسامت نوشاد بیگم ولد محمد عمر خان کو درج ذیل گواہان کی موجودگی میں طلاق دے کر اپنے نکاح سے آزاد کرتا ہوں اور اعادہ کرتا ہوں کہ میں نے مسامت نوشاد بیگم کو طلاق دی! طلاق دی! طلاق دی! میرا آج کے بعد مسامت نوشاد بیگم سے کوئی رشتہ باقی نہیں رہتا ہے۔

گواہ۔ ۱۔ سید فرید حسن ولد حافظ وزیر حسن ۲۔ اسلام الدین قریشی ولد امیر الدین قریشی

اس تحریر کو مسلم فیملی لا (Muslim family law) کے تحت میں مسامت نوشاد بیگم کو اس کے والد کے گھر پر اطلاع کے لئے روانہ کر رہا ہوں اور اس کی اطلاع جناب چیئر مین / ایڈمنسٹریٹر یونین کمیٹی نمبر ۵۔ وارڈ بی حیدر آباد سندھ کو بھی ارسال کرتا ہوں تاکہ قانون کے مطابق طلاق کی توثیق کی جائے؟ فقط السائل محمد شفیع ولد محمد شریف

۷۸۶ الجواب ہو الموفق للصواب صورت مسئول عنہا میں مسامت نوشاد بیگم پر تین طلاقیں مغلظہ واقع ہو گئیں اب بغیر حلالہ کے یہ اپنے سابق شوہر محمد شفیع کے لئے حرام ہے۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدِ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرًا واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۹۷۸ء ۳۰ ۷۸۶

۷۸۶ الجواب صحیح و صواب واللہ تعالیٰ اعلم وعنده ام الكتاب۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۷ ربیع الآخر ۱۳۹۸ھ

وعده طلاق کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید ایک پرچہ اس طرح لکھ کر جو ذیل میں درج ہے اپنے سرال دے آیا۔ میں باہوش و حواس غوثیہ بیگم کو طلاق دے دوں گا! طلاق دے دوں گا! طلاق دے دوں گا! اور یہ برائے مہربانی اپنا سامان اٹھا کر لے جائیں۔ کیا طلاق واقع ہوگئی۔ خادم عنایت حسین، امریکن کواٹر، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: شوہر کا کہنا کہ ”میں طلاق دے دوں گا“ وعدہ طلاق ہے اور وعدہ طلاق، طلاق نہیں۔ ہاں ان الفاظ کے علاوہ شوہر نے کچھ اور الفاظ اس قسم کے ادا کئے جن سے طلاق دینا سمجھا جاتا ہے تو بیان کئے جائیں تاکہ حکم شرعی بیان کیا جائے۔ (عامہ کتب) اللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں قادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ ربیع الاول شریف ۱۳۹۸ھ

عورت شوہر سے دور بھاگ جائے تو نکاح نہیں ٹوٹتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص مسمی محمد خلیل نے میری زوجہ مسماۃ بسم اللہ کو ورغلا کر تقریباً ایک سال کے لئے اپنے قبضہ میں کر لیا۔ بعد میں مسماۃ مذکورہ کو اس کے پیدا کردہ سحری اثرات سے نجات حاصل ہو گئی ہے۔ مسماۃ اپنے گھر میں بہ قانچی ہوش و حواس اور رضا و رغبت کے واپس رہنا چاہتی ہے۔ اس کے لئے شرعی حکم کیا ہے؟ فقط آپ کا خادم شمس الدین، پختہ قلعہ نزد مدینہ مسجد، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: عورت کسی کے ورغلانے یا معاذ اللہ، خود اپنی خواہشات کی باندی ہو کر بدچلن ہو جائے تب بھی شوہر جب تک طلاق نہ دے اس کا نکاح باقی رہتا ہے۔ عورت اپنی اصلاح کر کے، تائب ہو کر اپنے شوہر کے پاس واپس آنا چاہے تو آ سکتی ہے اور اپنے شوہر کے ساتھ بحیثیت بیوی رہ سکتی ہے۔ یہاں کسی نکاح کی بھی ضرورت نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ وَ اَلَّتِیْ یَاْتِیَنَّ الْفَاحِشَةُ مِنْ نِّسَاءِکُمْ (النساء: 15) سماعن مع ذلک نساء ہم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں قادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ ربیع الاول شریف ۱۳۹۸ھ

طلاق رجعی کا حکم، عدت کے بعد تجدید کا طریقہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ۲۳ جنوری ۱۹۷۷ء کو مسمی لیاقت علی ولد محمد شریف نے اپنی بیوی کو اپنے سر کے کہنے پر مسماۃ کلثوم بنت مولانا نور محمد کو تین گواہ کے سامنے دو دفعہ طلاق دے دی کیا مسماۃ کلثوم کو طلاق ہو گئی اس طلاق کو دے ہوئے تقریباً دس ماہ کا عرصہ ہو گیا ہے۔

گواہ۔ ۱۔ عبد الغنی ولد پیر شاہ ۲۔ محمد اسماعیل ولد دین شاہ ۳۔ عبدالرزاق ولد رفیق شاہ
لیاقت علی نے ان گواہوں کے سامنے دو مرتبہ طلاق دی ہے۔

فقط السائل حکیم سید عبد المجید قادری، دواخانہ فیض عام پھلیلی روڈ، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: صورت مسئلہ میں مسماۃ کلثوم کو دو طلاقیں رجعی واقع ہو گئیں، عدت میں رجوع کر سکتا ہے اور بعد عدت تجدید نکاح کافی ہے، حلالہ کی ضرورت نہیں ہے، قال اللہ تعالیٰ اَلطَّلَاقُ مَرَّتَیْنِ فَاَمْسَاکَ بِمَعْرُوفٍ اَوْ تَسْرِیْکَ بِاِخْسَانٍ طَلَاقٌ (جس کے بعد رجعت ہے) دو بار تک ہے پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا نکوئی کے ساتھ چھوڑ دینا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں قادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ محرم الحرام ۱۳۹۸ھ

غیر مدخولہ ایک طلاق سے نکاح سے باہر

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: آج سے تقریباً آٹھ سال پہلے شادی ہوئی تھی اس وقت لڑکے کی عمر نو سال تھی اور لڑکی کی عمر چھ سال تھی۔ اب لڑکی کی عمر چودہ سال ہے اور لڑکے کی عمر سترہ سال ہے۔ لڑکی سرال نہیں گئی۔ خاوند سے ہم بستر نہیں ہوئی ہے لیکن خاوند نے آج سے نو مہینے پہلے لفظ طلاق اپنی بیوی کو کہہ دیا ہے اور تحریری لکھ کر بھی ظاہر کر دیا ہے مگر اب دوبارہ اپنی عورت کو لانے پر رضامند ہو گیا ہے۔ کیا اس صورت میں طلاق ہو گئی؟ اور اگر نہیں ہوئی تو کیا دوبارہ نکاح پڑھایا جائے۔ جواب سے آگاہ فرمائیں۔

مجاہد اللہ نور ولد الہی بخش شیخ، پریٹ آباد، حیدر آباد سندھ

۷۸۶ جواب: صورت مسئول عنہا میں جیسا کہ سوال سے ظاہر ہے شوہر نے اپنی بیوی کو لفظ طلاق کہا اور عورت غیر مدخولہ ہے، لہذا ایک طلاق واقع ہو گئی ایک طلاق دینے سے عورت نکاح سے باہر ہو جاتی ہے، دوبارہ نکاح کر سکتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۹۷۸ء ۱۱/۱۰/۲۰

۷۸۶ الجواب صحیح و صواب۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

طلاق کے بعد پانچ ماہ کا بچہ کس کے پاس رہے گا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: مسکی سرفراز ولد چھمی خان نے اپنی بیوی مسات ثریا بانو بنت قاضی شبیر حسین مرحوم کو تین طلاقیں تحریر کر لکھ دی ہیں۔ حکم شرعی سے مطلع فرمائیں۔ نیز مسات مذکورہ کا چھوٹا لڑکا عمر پانچ ماہ ہے وہ کس کے پاس رہے گا۔ مطلع فرما کر ممنون و مشکور فرمائیں۔

فقط ثریا بانو، ریشم گلی، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: صورت مسئول عنہا میں ثریا بانو کو تین طلاقیں مغلظہ واقع ہو گئیں اور اب یہ عورت اپنے سابقہ شوہر کے لئے حرام قطعی ہو گئی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ 'فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدِ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ' عورت کو چاہئے کہ وہ گھر میں بیٹھ کر اپنی عدت پوری کرے اور پانچ ماہ کا بچہ سمجھدار ہونے تک ماں کے پاس رہے گا اور اس دوران کا نان نفقہ بچے کے لئے شوہر یعنی بچے کا باپ برداشت کرے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۹۷۸ء ۱۱/۱۰/۲۰

۷۸۶ الجواب صحیح و صواب۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

طلاق معلق کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: فیض احمد نے اپنی زوجہ کو ۱۹۷۷ء کو خط لکھا۔ نومبر کے مہینے تک گھر آجائیں ورنہ نکاح سے باہر۔ زوجہ فیض احمد کی ابھی تک شوہر فیض احمد کے گھر نہیں گئی اور اب عدت کا زمانہ بھی گزر گیا۔ اب دریافت طلب یہ مسئلہ ہے کہ اس خط سے طلاق ہو گئی یا نہیں۔ اور طلاق رجعی ہوئی یا طلاق بائن۔ اور اب عورت بغیر نکاح کے فیض احمد کے گھر جاسکتی ہے یا نہیں؟ اور شوہر اس کو جبراً گھر لے جاسکتا ہے یا نہیں؟ برائے کرم شرعی حکم سے مطلع فرمائیں۔

نقطہ، محمد الیاس

۷۸۶ جواب: خط میں مسمیٰ فیض احمد نے طلاق کو، اس مضمون پر معلق کیا کہ ”تم نومبر تک میرے گھر آ جاؤ ورنہ میرے نکاح سے باہر“ اور نومبر ۱۹۷۷ء گزر جانے سے پہلے اس کی بیوی اس کے گھر نہ آئی تو عورت بے شک اس کے نکاح سے باہر ہو گئی۔ اب اگرچہ عدت گزر چکی جیسا کہ سوال میں مذکور ہے تب بھی چونکہ یہ صورت، طلاق بائن کی ہو گئی اس لئے ان دونوں کے لئے حلالہ کے بغیر باہمی رضامندی سے نکاح تجدید کرنا جائز ہے۔ حلالہ کا یہ محل نہیں اور چونکہ فیض احمد اس کا شوہر نہ رہا اس لئے وہ عورت بھی اس کے لئے احتیہ ہو گئی۔ اسے جبراً گھر لے جانا ایسا ہی ہے جیسے کسی شریف عورت کو اغواء کرنا۔ اس میں جتنے لوگ شریک ہوں گے سب گناہگار ہوں گے۔ کتب فقہ میں جا بجا یہ بات مذکور ہے کہ طلاق جس شرط پر معلق ہو وہ شرط پائی جائے تو طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ ربیع الآخر ۱۳۹۸ھ

شہر کو بتائے بغیر طلاق لکھوا کر بھجوانے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسمیٰ عبدالعزیز کے والد جہانگیر نے ایک شخص کو بلا کر عبدالعزیز کے مشورہ کے بغیر عبدالعزیز کی طرف سے عبدالعزیز کی بیوی مسماٹ شکوری کو طلاق نامہ لکھوایا اور عبدالعزیز کو اپنے سے تین چار گز کے فاصلے پر رکھا۔ وہ اس فاصلے سے سن نہیں سکا کہ یہ کیا کاغذ لکھوایا جا رہا ہے۔ پورا کاغذ لکھنے کے بعد جہانگیر نے اپنے بیٹے عبدالعزیز کو اپنے پاس بلا کر کہا کہ اس کاغذ پر انگوٹھا لگا دے۔ عبدالعزیز نے اپنے باپ کے کہنے سے اس کاغذ پر انگوٹھا لگا دیا۔ اسے نہیں معلوم کہ اس کاغذ میں کیا لکھا گیا ہے۔ اس کے بعد عبدالعزیز کے والد جہانگیر نے اپنے بیٹے عبدالعزیز کے سر کو بلا کر کہا کہ تیری بیٹی شکوری کو طلاق ہو گئی ہے۔ اسے لے جاؤ۔ لڑکی کا والد اپنی بیٹی کو اپنے گھر لے آیا۔ جب عبدالعزیز کو طلاق کا معلوم ہوا تو وہ رونے لگا اور اس نے کہا کہ میں نے طلاق نہیں دی ہے۔ شکوری اب ی میری شہری اور قانونی بیوی ہے لہذا حکم شرعی سے فتویٰ عنایت فرمائیں کہ ایسے حالات میں طلاق ہوئی یا نہیں؟ المستفتی سید گوہر علی شاہ

۷۸۶ جواب: اگر واقعہ ایسا ہی ہوا ہے کہ اس تحریر کے متعلق عبدالعزیز کو پتہ نہ چلا کہ یہ کیا لکھوایا جا رہا ہے اور نہ کاغذ پر انگوٹھا لگاتے وقت اسے طلاق نامہ کا علم ہوا اور محض اپنے والد کے کہنے پر اس تحریر پر انگوٹھا لگا دیا تو بلاشبہ اس تحریر سے عبدالعزیز کی بیوی پر کوئی طلاق نہ پڑی کہ نہ قصد طلاق پایا گیا نہ، تصدیق طلاق، و اقرار طلاق۔ ہاں اگر دو دیندار مسلمان یہ گواہی دیں کہ عبدالعزیز نے ہی اپنی بیوی کو طلاق دی اور اب یہ مکر رہا ہے تو اب اس کا وادیا، وقوع طلاق سے نہیں روک سکتا۔ پھر نیت اور دل کی مخفی باتوں کا علم اس علیم و خبیر کو ضرور ہے۔ مختصر یہ کہ سائل کی تحریر کی روشنی میں عبدالعزیز اور اس کی بیوی میں طلاق نہیں ہوئی۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ صفر المظفر ۱۳۹۸ھ

حاملہ کی عدت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میری لڑکی مسماٹ مسرت بیگم جس کا عقد مسمیٰ ارشاد

علی سے ہوا جس کو تقریباً عرصہ ڈیڑھ سال کا ہو گیا ہے ابتداء ہی سے ان دونوں کے درمیان ازدواجی زندگی ناخوشگوار رہی فریقین نے مصالحت کی بہت کوشش کی مگر ناکام رہی جس پر فریقین کے درمیان یہ طے پایا کہ لڑکی کو طلاق دے دی جائے۔ لہذا ۷ ستمبر ۱۹۷۸ء بروز جمعہ شریف دو گواہوں کے روبرو رضا و رغبت تین مرتبہ طلاق دے دی گئی جو کہ بذریعہ اسٹامپ تحریری موجود ہے لیکن اس وقت لڑکی حاملہ تھی۔ سوال یہ ہے کہ ایسی صورت میں کیا لڑکی کو طلاق ہو گئی۔ ازراہ کرم از روئے شرع، جواب سے مطلع فرما کر مشکور فرمائیں۔ عبدالحکیم، سرفراز کالونی، نزد جامع مسجد، حیدرآباد

۷۸۶ جواب: صورت مسئول عنہا میں عورت پر تین طلاق مغلظہ واقع ہو گئیں اور اب یہ عورت اپنے شوہر کے لئے حرام ہو گئی تا وقتیکہ حلالہ نہ ہو جائے۔ قرآن کریم میں ہے حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَكَ عورت کے حاملہ ہونے سے طلاق پر کوئی اثر نہیں پڑے گا اور حاملہ کی عدت وضع حمل ہے۔ قرآن کریم میں ہے وَأُولَاتُ الْأَحْصَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ (درمختار، عالمگیری وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۹۸۷ء ۱۱/۱۱/۲۸

۷۸۶ جواب صحیح و صواب۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

عدت کا وقت

سوال: مسات افروز جہاں کو اس کے شوہر مد علی نے باہمی تصفیہ کے بعد تین بار طلاق لکھ کر دے دی ہے۔ مسات مذکورہ نے بھی اپنے حقوق سے دستبرداری کر لی ہے۔ طلاق مذکورہ ۱۹۷۸ء ۵.۵.۱۵ء کو دی ہے۔ لہذا مسات مذکورہ فی الحال نکاح کرنا چاہتی ہے حکم شرعی سے مطلع فرمائیں۔ فقط السائل، احمد حسین

۷۸۶ جواب: عورت کو طلاق دی گئی اور اس وقت حمل نہ ہو اور عورت کو حیض آتا ہو تو عدت پورے تین حیض ہے، صورت مسئول عنہا میں مسات افروز جہاں نے اگر اپنی عدت بموجب حکم مذکورہ پوری کر لی ہے تو سوائے سابق شوہر کے، اب جہاں جا ہے نکاح کر سکتی ہے (عامہ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۹۷۸ء ۱۰/۹/۱۰

۷۸۶ جواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۷ شوال المکرم ۱۳۹۸ھ

خلع کا طریقہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید کی بیوی نے کورٹ میں طلاق کے سلسلہ میں کیس درج کیا اس کے بعد کورٹ نے زید اور اس کی بیوی کے بیانات سننے کے بعد خلع دیدیا ہے۔ اس کو تین سال کا عرصہ ہو گیا ہے۔ اب زید اپنی بیوی کو دوبارہ رکھنا چاہتا ہے اور بیوی اس کے پاس جانا نہیں چاہتی۔ اس کی شرعی حیثیت کیا ہے۔ اور کورٹ نے جو خلع کرایا اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ فقط السائل محمد اسلم

۷۸۶ جواب: مال کے بدلے میں نکاح زائل کرنے کو خلع کہتے ہیں اگر زوج و زوجہ میں نا اتفاقی رہتی ہو اور یہ اندیشہ ہو کہ احکام شرعیہ کی پابندی نہ کر سکیں گے تو خلع میں مضائقہ نہیں اور جب خلع کر لیں تو طلاق بائن واقع ہو جائے گی اور جو مال

ٹھہرا ہے عورت پر اس کا دینا لازم ہے۔ (ہدایہ وغیرہ) اب کہ شوہر نے مال کے بدلے خواہ مہر و جہیز کے بدلے خلع قبول کر لیا تو یقیناً طلاق بائن واقع ہو گئی اور دونوں کے مابین نکاح ٹوٹ گیا اور دونوں ایک دوسرے کے لئے اجنبی ہو گئے ظاہر ہے کہ اب شوہر سابق کو اس عورت پر کوئی حق نہ رہا۔ عورت مختار اور اپنی مرضی کی مالک ہے۔ جس مرد مسلمان سے چاہے اپنی خوشی و رضا سے نکاح کر لے اور زندگی بسر کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ رمضان المبارک ۱۳۹۸ھ

تین طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق دی لڑکی چھ ماہ یا ایک سال اپنے والدین کے گھر پر رہنے کے بعد پھر اسی اپنے شوہر کے گھر چلی گئی۔ اپنے والدین کی مرضی سے یا نہ مرضی سے تو اب علماء دین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں۔ اور والدین کے لئے کیا حکم ہے؟ جواب سے مشکور فرمائیں۔ فقط السائل

۷۸۶ الجواب: تین طلاقیں کے بعد عورت اپنے شوہر پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی ہے اور تا وقتیکہ حلالہ نہ ہو یہ دونوں آپس میں کسی طرح بھی نکاح نہیں کر سکتے۔ حلالہ کے بغیر عورت کا اپنے اس سابق شوہر کے پاس آ جانا خود اپنی خوشی سے یا کسی بھی طور پر حرام حرام ہے، اور زنائے خالص ہے۔ جو لوگ جان بوجھ کا اس کا ساتھ دیں گے خواہ ماں باپ خواہ کوئی اور، وہ سب زنا کے دلال قرار پائیں گے۔ اللہ اپنی پناہ میں رکھے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ جب تک وہ شرعی طور پر حلالہ کے بعد نکاح نہ کر لیں اس وقت تک ان سے قطع تعلق رکھیں بلکہ جو لوگ ان دونوں کا ساتھ دیں ان سے بھی تعلقات ختم کر دیں۔ یہی قرآن کریم کا ارشاد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ شعبان المعظم ۱۳۹۸ھ

طلاق کا حق بالغ شوہر کو ہے۔ بلوغت کی نشانی کیا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: ظہور احمد ولد نور احمد، مسماۃ عشرت بنت اللہ دین۔ ۱۹۷۱ء میں ظہور احمد، مسماۃ عشرت مذکورہ کا عقد مسنونہ ہوا تھا۔ بوقت عقد ظہور احمد کی عمر ۹ سال اور مسماۃ عشرت کی عمر ۶ سال تھی۔ ۱۹۷۶ء میں مسکی ظہور احمد نے طلاق دے دی۔ جملہ عزیزان کے سامنے اور سب کے سامنے کہہ دیا کہ اب اگر آپ لوگوں یعنی (ساس سر) اگر میرے ماں باپ کے ساتھ میرے گھر بھیج دیا تو وہ میری بہن ہوگی اور اسی طرح رکھوں گا۔ یہ تمام کاروائی زبانی ہوئی تھی۔ بوقت عقد اور بوقت طلاق زن و شوہر نابالغ تھے کیا ایسی صورت میں طلاق جائز ہو گئی یا طلاق نہیں ہوئی؟

منجانب ظہور احمد ولد نور احمد، حالی روڈ نزد کبری مسجد، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: طلاق کے لئے شرط یہ ہے کہ شوہر عاقل بالغ ہو۔ نابالغ نہ خود طلاق دے سکتا ہے نہ اس کی طرف سے اس کا ولی۔ (فتاویٰ رضویہ) تو ۱۹۷۶ء میں اگر ظہور احمد پورے ۱۵ سال کا ہو چکا جیسا کہ ظاہر ہے یا اسے احتلام و انزال ہوا تو وہ

بالغ ہے، اور اس کی طلاق معتبر و نافذ، اور اسلامی احکام میں اسلامی سال و ماہ معتبر ہوتے ہیں نہ کہ عیسوی۔ واللہ تعالیٰ اعلم
العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ شعبان المعظم ۱۳۹۸ھ

تین طلاق کے بعد حلالہ لازمی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: حامد رشید نے اپنی زوجہ مسات شیم دختر فرزند علی کو باقائم ہوش و حواس تین بار طلاق دے دی ہے۔ لہذا از روئے شریعت فتویٰ صادر فرمایا جائے۔ عین نوازش ہوگی؟

محمد طفیل ولد محمد چانڈیو، کچہ قلعہ مکی شاہ، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: صورت مسئلہ میں جبکہ شوہر نے اپنی منکوحہ کو تین بار طلاق دے دی تو یہ تینوں طلاقیں اس کی بیوی پر واقع ہو گئیں۔ دونوں ایک دوسرے پر حرام ہو گئے۔ اب یہ دونوں باہمی رضا مندی یا کسی کے مجبور کرنے یا نام نہاد مصالحت کے ماتحت آپس میں نکاح بھی نہیں کر سکتے چارہ کار حلالہ ہے اور صرف حلالہ۔ قرآن کریم کا صاف و صریح ارشاد ہے کہ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرًا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ رمضان المبارک ۱۳۹۸ھ

طلاق کے وقوع کے لئے عورت کا سننا ضروری نہیں ہے

سوال: مفتیان شرع متین و علماء کرام کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ: زید نے ہندہ کو جبکہ وہ دو پہر کی گرمی کی شدت اور گھبراہٹ میں اپنے گھر پر آیا اور طعام تیار نہ تھا، اس وجہ سے زید نے ہندہ کو یہ الفاظ کہے کہ ”اسی حالت میں“ میں تم کو تین طلاق دوں گا، یہ الفاظ سن کر اس کی بیوی بے ہوش ہو گئی اور وہ حاملہ بھی ہے۔ اس کے بعد اس کے شوہر نے بطور تنبیہ پھر کہا کہ میں تمہیں طلاق دوں گا اس وقت اس کی بیوی بے ہوشی کی حالت میں تھی اور الفاظ نہیں سن سکتی تھی۔ اسی طرح بطور تنبیہ تیسری مرتبہ یہی کہا کہ میں تم کو طلاق دوں گا جس کا بیوی کو کوئی علم نہیں تھا اور ہندہ کو ایک لڑکا اور ایک لڑکی موجود ہے اور حاملہ بھی ہے۔ ایسی صورت میں علماء دین کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ کیا غصہ اور گھبراہٹ میں زید کے صرف اس جملے پر کہ میں تم کو طلاق دوں گا طلاق ہو گئی یا نہیں۔ برائے مہربانی شرعی فتویٰ صادر فرمائیں۔ فقط السائل، اسلام الدین

۷۸۶ جواب: وقوع طلاق کے لئے، الفاظ طلاق کو عورت کا سن لینا، بلکہ وہاں عورت کا موجود ہونا، ضروری نہیں۔ عورت الفاظ طلاق سنے خواہ نہ سنے اور طلاق جہنم جلاہٹ میں دی جائے یا اطمینان و سکون کی حالت میں بہر حال طلاق پڑ جائے گی۔ ہاں اگر واقعہ طلاق نہیں دی صرف یہ کہا کہ ”طلاق دے دوں گا“ جیسا کہ سوال میں مذکور ہے تو یہ ارادہ طلاق کا اظہار ہے اور ارادہ طلاق، طلاق نہیں۔ لہذا ہر تقدیر صدق سائل، عورت کا نکاح بنوز موجود ہے۔ نکاح سے باہر نہ ہوئی۔ (عامہ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ رجب المرجب ۱۳۹۸ھ

طلاق مذاق نہیں، جھوٹ بول کر غلط فتویٰ لینا، نقصان آخرت کا موجب ہے

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، بعد سلام عرض ہے کہ: میں سرفراز خاں نے اپنی زوجہ ثریا بانو دختر شبیر قاضی کو ایک طلاق جھوٹی لکھ کر دی۔ جس میں گواہ کے دستخط بھی میں نے خود کئے تھے، صرف اس لئے کہ وہ خوف کھا کر گھر چلی آئے۔ یہ طلاق میں نے ۲۲.۶.۱۹۷۸ء کو نقلی بنائی تھی اور پھر میں نے بیوی سے لے کر پھاڑ دی۔ لہذا مجھے اس کا فتویٰ مرحمت فرمایا جائے کہ یہ طلاق جھوٹی تھی اور میں از روئے قرآن یہ بیان دیتا ہوں کہ گواہ بھی جھوٹے تھے مجھ سے غلطی ہو گئی۔ جس کی معافی میں نے اپنی زوجہ ثریا بانو سے مانگ لی ہے۔ عین نوازش ہوگی گھر کو تباہ ہونے سے بچائیے؟

بقلم خود سرفراز علی خان ولد چھتمی خان، لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: طلاق گڑیا کڈے کا کھیل نہیں کہ بنایا اور بگاڑ دیا۔ الفاظ طلاق غلط طور پر بگاڑ کر ادا کئے جائیں یا ہنسی مذاق دل لگی میں کہے جائیں یا بغیر کسی نیت طلاق کے بولے جائیں یا لکھے جائیں کہ حروف ممتاز ہوں تو بہر حال طلاق واقع ہو جائے گی اور قاضی اسلام کوئی عذر قبول نہ کرے گا۔ (در مختار، رد المحتار، فتاویٰ عالمگیری) لہذا کاغذ پر جتنی طلاقیں لکھ کر بیوی کو دیں یا نہ دیں صرف لکھ کر رکھ لیا تو اتنی بار بیوی کو طلاقیں پڑ گئیں۔ اب کچھ بداد ممکن نہیں۔ اس سلسلہ میں آپ ایک فتویٰ اس سے پہلے بھی حاصل کر چکے ہیں۔ اس قدر غلط بیانی سے فتویٰ لینا، دین و دنیا میں خسران کا موجب ہے اور وہ بھی اس اقرار کے ساتھ کہ گواہوں کے دستخط بھی جھوٹے کر لئے۔ اللہ اپنی پناہ میں رکھے۔ مختصر یہ کہ صورت مسئلہ میں بھی بیوی پر طلاق پڑ گئی اگرچہ وہ نہ چاہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ رجب المرجب ۱۳۹۸ھ

بالجبر طلاق کی صورت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میرے فرزند رفیق الدین ولد نظام الدین شیخ کو اس کے سسرال والوں نے سسرال میں ایک کمرے میں ایک رات اور ایک دن تک بند رکھا اور پھر اس کے سسرال دیگر سسرال والوں نے میرے لڑکے سے کہا کہ تمہیں اپنی بیوی سعیدہ پروین بنت عبدالعزیز کو طلاق دینا ہوگی۔ ورنہ یاد رکھو! تم یہاں سے زندہ نہ نکلو گے اور کہا کہ یہ طلاق نامہ ہے اس پر دستخط کرو، میرے لڑکے نے طلاق دینے سے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ میں طلاق ہرگز نہ دوں گا اور مجھ کو میری بیوی سے صرف دو منٹ کے لئے ملنے کی اجازت دے دو۔ اس کے سسرال نے اس کو بیوی سے ملنے کی اجازت تو نہ دی بلکہ اس کو خوب مارا پیٹا، اور کہا کہ اگر تم نے اپنی بیوی کو طلاق نہ دی تو ہم مارشل لاء میں دے دیں گے اور تم کو چودہ سال کی سزا کروا دیں گے۔ میرے لڑکے رفیق الدین کا رشتہ دار اس وقت کوئی نہ تھا۔ جب میرے لڑکے رفیق الدین پر خوف و ہراس اور دہشت طاری ہو گئی اور اس کو اپنی زندگی خطرے میں نظر آئی تو اس نے طلاق دے دی اور اس طلاق نامہ پر دستخط کر دئے حالانکہ وہ طلاق نامہ نہیں تھا بلکہ ایک کورا کاغذ تھا اس کے علاوہ اس کے سسرال نے مزید کہا کہ تم اس پر انگوٹھا نشان

دو، اس پر بھی میرے لڑکے نے خوف و دہشت اور دباؤ کے تحت انگوٹھے کی نشانی دی۔ پھر میرے لڑکے کو گھر سے نکال دیا اور کہا کہ اگر یہاں قدم رکھا تو زندہ نہ بچو گے۔ اس جگہ پر میرے لڑکے کا کوئی رشتہ دار نہ تھا بس صرف جبراً دباؤ، خوف و دہشت اور زندگی کو خطرے میں دیکھ کر کورے کاغذ پر دستخط اور انگوٹھے کی نشانی دی ہے۔ کیا اس صورت میں میرے لڑکے رفیق الدین ولد نظام الدین کی بیوی کو طلاق ہوگئی یا نہیں؟

رفیق الدین ولد نظام الدین، بالوشاہی پاڑہ گردنگر، حیدرآباد

۸۶ جواب: یہ صورت بالجبر طلاق کی ہے اور سوال میں مذکور ہے کہ شوہر نے دہشت میں آکر طلاق دے دی اور دستخط کر دئے اور حکم شرعی یہ ہے کہ اگر طلاق پر اکراہ ہوا یعنی دھمکی دے کر طلاق کے الفاظ زبان سے کہلوائے تو طلاق واقع ہو جائے گی۔ (درمختار) لہذا صورت مسئلہ میں عورت پر طلاق واقع ہوگئی اور تین مرتبہ الفاظ طلاق کہے تو حلالہ کے بغیر یہ عورت اب شوہر کے لئے حلال بھی نہ ہوگی۔ اور اگر شوہر نے زبان سے کچھ نہ کہا، صرف جان کے خوف سے تحریر پر دستخط کر دئے تو طلاق نہ ہوئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ شوال المکرم ۱۳۹۸ھ

لڑکی نہ چاہے تو بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میں (محمود علی ولد حاجی محمد شفیع) ایک شادی شدہ آدمی ہوں۔ میری بیوی کی صحت اکثر خراب رہتی ہے اور جنسی طور پر میں اس سے مطمئن نہیں ہوتا تھا۔ میں اپنی شیطانی ہوس کو پورا کرنے کے لئے اکثر گناہ کا کام کرتا تھا۔ پھر فیصلہ کیا کہ گناہ سے توبہ کر کے کیوں نہ جائز طریقے سے کسی شریف لڑکی سے دوسری شادی کر لوں۔ بہر حال میں نے اپنے گھر والوں اور بیوی سے پوچھے بغیر نکاح شریعت کے مطابق گواہان کی موجودگی میں کر لیا۔ جب یہ اطلاع میرے گھر والوں اور بیوی کو ملی تو ان کو نہایت دکھ و صدمہ ہوا۔ بعد میں بیوی نے اپنی رضامندی ظاہر کر دی۔ لیکن والدہ اور بڑے بھائی نے نہایت شدید قسم کا دباؤ ڈالا مثلاً والدہ نے دو روز تک کھانا نہیں کھایا اور مجھے کہا کہ میں تمہارا دودھ نہیں بخشوں گی اور قیامت کے دن دامن گیر ہوں گی۔ میں اس گھر میں نہیں رہوں گی اور تم مجھے ختم کر دو۔ میرے حلق اور پیٹ میں چاقو اتار دو اگر ایسا نہیں کر سکتے تو دوسری بیوی کو فوراً طلاق دے دو۔ بڑے بھائی نے مجھے تمام کاروبار سے ہاتھ دھونے کی دھمکی دی۔ مجھ سے رقم وغیرہ بھی لے لی اور مارنے مرنے کی دھمکی دی۔ بہر حال میں نے گھر کی حالت کو مد نظر رکھتے ہوئے پانچ گواہان کے سامنے تین بار لڑکی کا نام اور والدہ کا نام لے کر طلاق دے دی۔ میں نے اور گواہان نے طلاق سے قبل کلمہ طیبہ پڑھا اور آپ سب گواہ ہیں کہ میں طلاق دے چکا ہوں اور گواہان کی موجودگی ہی میں لڑکی کو عدت وغیرہ کا پورا خرچہ گواہان کے ذریعہ بھیج دیا۔ لڑکی اور اس کے وارث کہتے ہیں کہ یہ طلاق نہیں ہوئی اور میں آج بھی آپ کی بیوی ہوں اور آپ کے ساتھ زندگی گزارنا چاہتی ہوں۔ لہذا جناب سے التماس ہے قرآن و حدیث کی روشنی میں صحیح فتویٰ دے کر مجھے مطمئن کریں کہ لڑکی میرے لئے حرام ہے یا جائز۔ یعنی وہ میری بیوی ہے یا نہیں؟ فتویٰ دے کر شکر یہ کاموقع دیں؟

بقلم خود محمود علی انصاری

۷۸۶ جواب: لڑکی کے چاہنے یا نہ چاہنے یا اس کے والدین کے رد کرنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ جب شوہر نے تین بار طلاق دے دی جس کا اب تک اقرار ہے اور اس پر گواہ بھی موجود ہیں تو یقیناً وہ تینوں طلاقیں عورت پر پڑ گئیں اور عورت بحرمت مغلطہ اس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی اب تاوقتیکہ حلالہ نہ ہو یہ دونوں باہمی رضامندی سے نکاح جدید کرنے کے باوجود میاں بیوی کی طرح نہیں رہ سکتے۔ اب ان دونوں میں باہمی مصالحت کرنا اور ان دونوں کو زن و شوہر کی طرح رہنے پر آمادہ بلکہ مجبور کرنا، زنا کا دروازہ کھولنا اور دنیا و آخرت دونوں میں اپنی رسوائی کا سامان تیار کرنا ہے۔ قرآن کریم کا صریح حکم ہے

فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدِ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرًا: جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ ”تیسری طلاق کے بعد عورت اپنے شوہر کے لئے حلال نہیں رہی جب تک عدت گزار کر، کسی شوہر سے نکاح (وطی) واقع نہ ہو جائے۔“ اس حکم کے بعد بھی جو کہے کہ یہ طلاق واقع نہیں ہوئی نئی شریعت گڑھتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ ربیع الآخر ۱۳۹۸ھ

ظہار کا کفارہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: غلام عباس نے اپنی بیوی سے کہا کہ تو چلی جا تو میرے اوپر ایسے ہے جیسے تو میری ماں بہن ہے۔ عورت اپنے خاوند کے گھر سے چلی گئی۔ کافی عرصہ ہو گیا تقریباً گیارہ سال ہو گئے ہیں۔ غلام عباس صاحب نے اب تک اپنی بیوی کو نہیں بلایا ہے کیا عورت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ یا کہ پہلے خاوند کے نکاح میں ہے۔ برائے مہربانی اس مسئلہ کا جواب عنایت فرمائیں؟ فقط والسلام عبدالرزاق، مکی شاہ روڈ ریلوے لائن، حیدرآباد

۷۸۶ جواب: صورت مسئول عنہا میں اگر غلام عباس نے اپنی بیوی سے مذکورہ الفاظ بہ نیت طلاق کہے تو ایک طلاق بائن ہوگئی اور عورت نکاح سے نکل گئی اور بہ نیت ظہار یا تحریم کہا یعنی یہ مراد ہے کہ مثل ماں بہن کے مجھ پر حرام ہے تو ظہار ہو گیا اب جب تک کفارہ نہ دے عورت سے جماع کرنا وغیرہ سب حرام ہو گیا، اس کا کفارہ یہ ہے کہ جماع سے پہلے لگا تار دو ماہ کے روزے رکھے، اس کی قوت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو صدقہ فطر کی طرح اناج یا کھانا دے اور اگر ان میں سے کوئی نیت نہ تھی تو یہ لفظ بھی لغو و مہمل ہے۔ جس سے طلاق یا کفارہ وغیرہ کچھ لازم نہ آئے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۹۷۸ء ۱۰/۲۲

۷۸۶ جواب صحیح و صواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

حاملہ کی عدت وضع حمل ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسمیٰ محمد اسمعیل ولد عمر نے اپنی بیوی مسماۃ زینب دختر اسمعیل کو طلاق نامہ ارسال کیا ہے۔ جس میں تمام باتیں طلاق وغیرہ کا ذکر ہے۔ مسماۃ زینب مذکورہ اس وقت جب طلاق دی حاملہ تھی۔ احکام عدت بھی مختصر تحریر فرمائیں۔ لہذا شرعاً علماء کرام فیصلہ فرمائیں کہ طلاق ہوگئی یا نہیں؟ بیوا، تو جروا

فقط، اسمعیل ولد قاسم، سہوانی گلی، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: شوہر نے طلاق نامہ میں صاف صریح الفاظ میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں لکھ کر دی ہیں تو اب قرآن کریم کے احکام کی روشنی میں تینوں طلاقیں عورت پر پڑ گئیں۔ دونوں کے مابین رشتہ زوجیت قطعاً ختم ہو چکا۔ اب حلالہ کے بغیر یہ دونوں آپس میں نکاح بھی نہیں کر سکتے۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ اور عورت کا حاملہ ہونا، وقوع طلاق کو نہیں روک سکتا۔ البتہ اس کی عدت وضع حمل ہے۔ وضع حمل کے بعد ہی اس کی عدت ختم ہوگی خواہ اس میں ایک دو گھنٹہ گزریں یا مہینوں گزر جائیں۔ قال اللہ تعالیٰ وَأُولَاتُ الْأَحْصَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ (طلاق: 4) اور عدت میں عورت کو بناؤ سنگھار بھی حرام اور گھر سے باہر نکلنا بھی ناجائز۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۱۸ صفر المظفر ۱۳۹۸ھ

طلاق ثلاثہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسکی عبدالرشید خان ولد عبدالشکور نے اپنی زوجہ کو بذریعہ رجسٹری، طلاق نامہ اسٹامپ مصدقہ اوتھ کمشنر کراچی ارسال کیا تھا جس میں تحریر تھا کہ میں مسکی عبدالرشید ولد عبدالشکور خان اپنی زوجہ مسات زیب النساء دختر جمیل خان کو خاندانی ناچاقی کی وجہ سے طلاق دیتا ہوں۔ تین بار طلاق! طلاق! طلاق! آج مورخہ ۱۹۷۸ء سے میرا اور اس کا کوئی تعلق نہیں۔ یہ تحریر لکھی ہے کہ تاکہ سند رہے اور وقت ضرورت کام آئے۔ کیا ایسی صورت میں الفاظ مندرجہ بالا کی رو سے طلاق ہوگئی؟

امید ہے کہ حکم شرع شریف محمدی ﷺ سے آگاہ فرمائیں گے اگر حوالہ کتب سے ہو تو زیادہ بہتر ہے۔

فقط المستفتی، سید محمد حیات علی چشتی، عرائض نویسی، کورٹ کمپاؤنڈ، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: ہوا الموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں مسکی عبدالرشید خان نے صراحتہ تین بار طلاق دی، لہذا عورت پر تین طلاقیں مغلطہ واقع ہو گئیں۔ اب یہ عورت بغیر حلالہ کے عبدالرشید کے لئے حرام ہے۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ (بہار شریعت بحوالہ عالمگیری) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۹۷۸ء ۱۰/۲۲

۷۸۶ جواب صحیح و صواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

قاضی شرع کو بھی اختیار نہیں کہ وہ تین طلاق کے بعد بغیر حلالہ نکاح کرا دے

سوال: میں مسکی محمد اقبال ولد محمد یامین نے اپنی بیوی رضیہ بنت حاجی اللہ دتا کو مورخہ ۱۹۷۸ء ۲۰/۹ کو حاجی اللہ دتا کے گھر جا کر تین طلاقیں دے دیں۔ اس کا حق مہر اور تمام سامان بوجہ کپڑے زیورات بھی اسی وقت دے دیے۔ طلاق دیتے وقت میری بیوی کے والد حاجی اللہ دتا اور بھائی عبدالرشید، پھوپھی جن رحیم، ان کی بہو انیسہ بی بی، ان کی بیوی تین مرتبہ طلاق

طلاق! طلاق! دے دی اور مہر بھی دیگر سامان کے ساتھ انہیں دے دیا۔ اس کے بعد مورخہ ۲۴ فروری ۱۹۷۸ء کو ہمارے سرال والوں نے سلطانی پنچاست کرائی۔ جس میں اس طلاق کی توثیق کردی اور تمام پنچوں نے ایک اسٹیپ پر تمام معاملات طے کر کے طلاق کی توثیق کردی۔ نان و نفقہ میں ادا کرنا چاہتا تھا اور پنچوں نے بھی کہا تھا کہ نان و نفقہ ادا کرو اور ایک بچی کی پرورش کے اخراجات وغیرہ بھی، مگر میرے سائلے عبدالرشید اور سر حاجی اللہ دثا نے بیک زبان ہو کر تمام پنچاست سے عرض کیا کہ ہمیں باخوشی نان و نفقہ نہیں چاہیے ہم معاف کرتے ہیں اور نہ ہی بچی کی پرورش کے اخراجات کے لئے کچھ چاہئے ہم معاف کرتے ہیں اور بچی سے لا تعلقی لکھ کر دے دو۔ اس بچی پر اس کے باپ کا آئندہ کوئی حق نہیں ہوگا۔ ہمیں اس کی تحریر اسٹیپ پر لکھ کر دے دیں۔ جو میں نے لکھ کر دے دی۔ لیکن اس کے بعد میرے سر اور سائلے پولیس کے ذریعے اور دوسرے لوگوں کے ذریعے مجھ پر زور ڈال رہے ہیں کہ یہ طلاق نہیں ہوئی اور تم اس لڑکی کو بیوی بنا کر رکھو۔ میں انتہائی ادب کے ساتھ یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ کہ قرآن اور سنت کی روشنی میں یہ طلاق ہوگئی یا نہیں۔ میرے سر اور تمام برادری والوں کا حنفی مسلک ہے۔ برائے مہربانی مجھے قرآن و سنت کی روشنی میں حکم فرمایا جائے کہ طلاق ہوئی یا نہیں۔ عین نوازش ہوگی؟

فقط والسلام، محمد اقبال ولد محمد یامین، میر پور خاص، سندھ

۷۸۶ جواب: شریعت مطہرہ کا حکم یہ ہے کہ جس شخص نے اپنی عورت کو تین طلاقیں دی ہوں، عورت بغیر حلالہ اس پر حرام ہو جاتی ہے۔ اگر یہ دونوں باہمی رضا مندی سے یا پنچایت وغیرہ کے دباؤ میں آ کر بلا حلالہ، نکاح جدید بھی کر لیں تب بھی دونوں میں قربت جائز نہ ہوگی۔ یہ نام نکاح، اس حرام کو حلال اور ناجائز کو جائز نہ کر دے گا۔ دونوں بتلائے حرام ہوں گے اور عمر بھر حرام کاری کے گناہ میں ملوث رہیں گے۔ یہاں تک کہ ائمہ دین نے فرمایا کہ اگر قاضی شرع، حاکم اسلام ایسے مسئلہ میں ایک طلاق پڑنے کا حکم دے تو وہ حکم و فیصلہ باطل و مردود ہے کمافی فتح القدیر۔ حیرت ہے کہ قرآن کریم کے اس حکم صریح کے بعد کہ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ مسلمان مردوں اور عورتوں کو یہ کہنے کی جرأت کیسے ہو جاتی ہے؟ کہ (یہ طلاق نہیں ہوئی) ان فرض اب مسمی محمد اقبال اور مسات رضیہ ہرگز ہرگز میاں بیوی کی طرح نہیں رہ سکتے۔ یو ہیں ان کے مابین بغیر حلالہ ہرگز ہرگز نکاح نہیں ہو سکتا۔ جو لوگ اس میں کوشاں ہوں گے وہ ایک حرام فعل اور عمر بھر کی حرام کاری کے لئے کوشاں ہوں گے۔ مولائے کریم اپنی پناہ میں رکھے اور مسلمانوں کو قبول حق کی توفیق عطا فرمائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم ربیع الآخر ۱۳۹۸ھ

طلاق ثلاثہ، مہر فاطمی کیا ہے؟

سوال: جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، گزارش یہ ہے کہ

میری بھتیجی مسات فاطمہ بیگم دختر لعل محمد (مرحوم) کا عقد بنام انوار حسین ولد بندو شیخ سے ہوا تھا جس کا مہر بتیس روپیہ آٹھ آنے تھا۔ یہ عقد مورخہ ۶ دسمبر ۱۹۷۷ء کو ہوا تھا۔ شادی کے تقریباً چھ ماہ گزرنے کے بعد بھتیجی کی طبیعت

ناساز ہو گئی جس پر راجہ پوتا نہ ہسپتال میں اس کا علاج ہوا۔ علاج کے ہونے کے بعد ہسپتال سے رخصتی کے ساتھ اس کی سوتیلی ساس اور سوتیلے ماموں نے بھتیجی پر جھوٹے الزامات عائد کئے اور خوف و دھمکی دی گئی کیوں کہ یہ خاندانی چپقلش تھی جس کے نتیجے میں میری بھتیجی پر انتقام کی صورت میں حملہ کیا گیا۔ اس پر میری بھتیجی خوف و ہراس میں ہسپتال سے پولیس والے کی مدد سے میرے گھر چلی آئی کیوں کہ میرے علاوہ اس کا یہاں دنیا میں سگا کوئی نہیں البتہ بھائی ہیں مگر وہ بھی سوتیلے ہیں۔ میں نے اس بچی کو واپس اس کے سرال بھیجنے کی تین مرتبہ کوشش کی میں خود گیا اس کے بعد میرے پڑوسی جناب شفیع محمد صاحب کو پہنچایا کہ آ کر صلح صفائی کر کے لے جائیں مگر سوائے دلا سے کے ہم آئیں گے، ہم آئیں گے وغیرہ۔ اس طرح سے کچھ ماہ گزر گئے اتفاق سے ایک دن بھتیجی کے سرال والوں کی طرف سے ایک رجسٹری موصول ہوئی جس میں طلاق نامہ تھا اور ایک منی آرڈر جو کہ بتیس روپے آٹھ آنے پر مشتمل تھا ملا۔ لہذا آپ جناب سے استدعا ہے کہ مندرجہ ذیل سوال کو قرآن و سنت شرعی طریقے سے حل کر کے ہمیں آگاہ فرمائیں تاکہ بچی کے مستقبل کو جو سسرالیوں کی جانب سے تاریک کرنے کی کوشش ہے بچایا جائے۔ میری یہ قطعی مرضی نہیں کہ اس کو طلاق دی جائے۔ میرے علاوہ اس بچی کا کون ہے۔ جیسا کہ عام حالات میں گھروں میں لڑائی جھگڑے ہوتے ہیں مگر صلح صفائی سے وہ درست بھی کئے جاتے ہیں۔ اس طرح یہ مسئلہ بھی حل ہو سکتا تھا یکدم یک طرفہ فیصلہ کر کے ہم ظلم کیوں ڈھائیں۔

- ۱۔ جبکہ قرآن و سنت کی رو سے طلاق میں تین مرتبہ زبانی یا لکھ کر وقفہ وقفہ سے دینے پر طلاق ہو جاتی ہے لیکن اس طلاق نامہ پر صرف دو مرتبہ طلاق! طلاق! لکھا ہوا ہے کیا یہ صحیح ہے؟
 - ۲۔ جیسا کہ انہوں نے طلاق نامہ میں گزارہ ایام عدت کے لئے جو کچھ لکھا ہے کہ جو زیورات طلائی پارچہ جات گھڑی بالیاں وغیرہ، کیا شرعی اعتبار سے یہ درست ہے کہ اس سے لڑکی گزارہ کر سکے گی؟
 - ۳۔ جبکہ لڑکی طلاق لینے پر راضی نہیں ہے۔ اس فیصلہ طلاق کو قطعی نہیں مانتی لیکن اگر طلاق بھی دی جائے تب دونوں فریقین کا اس طلاق کے بارے میں رائے لینا ضروری ہے یا یک طرفہ طلاق کو قابل قبول تصور کیا جائے؟
- آپ جناب سے استدعا ہے کہ میری راہ نمائی کر کے دینی روشنی میں مجھے آگاہ کریں کہ کیا جائے؟

فقط نذیر احمد ولد کریم بخش، نزد بال مسجد لطیف آباد نمبر ۱۱، حیدر آباد

۸۶۔ الجواب ہو الموفق للصواب: سائل نے استفتاء کے ساتھ جو طلاق نامہ منسلک کیا ہے، اس میں صراحۃً طلاق کا ذکر تین مرتبہ ہے کہ میں ”تم کو شرعی طور پر تین طلاق! طلاق! طلاق! دے کر قطع تعلق کرتا ہوں“ لہذا صورت مسئول عنہا میں عورت پر تین طلاقیں مغلظہ واقع ہو گئیں اور اب یہ عورت انور حسین کے لئے حرام ہو گئی تا وقتیکہ حلالہ شرعی نہ ہو جائے۔ قرآن کریم میں ہے فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدِ حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرًا

- ۲۔ آج کل یہ بات عام ہو گئی ہے کہ ”مہر فاطمی“ کے نام سے اس قدر کم مہر رکھتے ہیں کہ جو نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے۔ دراصل ”مہر فاطمی“ خاص رقم نہیں ہے بلکہ عورت کا ایام عدت کا خرچہ ہے جو مہر بنا کر احتیاطاً مقرر کر لیا جاتا ہے اور اس وقت

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جو مہر مقرر ہوا تھا وہ یقیناً اس وقت کے لئے کافی تھا لیکن مہنگائی کے اس دور میں ”مہر فاطمی“ کا تعین اس دور سے کیا جائے گا لیکن چونکہ صورت مسئول عنہا میں مہر مقرر تھا لہذا عورت اسی مہر مقرر کی حقدار ہوگی، اس سے زائد کا مطالبہ نہیں کر سکتی۔

۳۔ لڑکی کے طلاق قبول نہ کرنے سے طلاق پر کوئی اثر نہ پڑے گا۔ طلاق کا حق شوہر کو ہے اور شرع نے نکاح کی گرہ شوہر کے ہاتھوں میں دی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۹۷۸ء ۱۰/۱۰/۳۱

۷۸۶ الجواب صحیح وصواب۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

نفقہ کتنا لازم ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسکمی محمد حنیف ولد محمد یوسف نے اپنی بیوی مسماۃ شمینہ بیگم بنت لعل محمد کو تین طلاقیں دیں اور اس کا فتویٰ دارالعلوم ہذا سے حاصل کیا۔ اب عرض یہ ہے کہ مطلقہ مذکورہ کو مدت عدت کا خرچ کتنا ادا کرنا چاہئے گا۔ ہم غریب آدمی ہیں مناسب خرچ جو ہم برداشت کر سکیں اور جو شرعاً بنتا ہے بتا دیا جائے؟ نوازش ہوگی۔

فقط محمد یونس

۷۸۶ الجواب: قرآن کریم کا فرمان ہے کہ لِيُنْفِقْ ذُو سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهِ (طلاق: 7) یعنی ”مالدار شخص اپنی وسعت کے لائق خرچ کرے اور جس کی روزی تنگ ہے وہ اس میں سے خرچ کرے جو اسے خدا نے دیا ہے اور اللہ کسی کو تکلیف نہیں دیتا مگر اتنی ہی جتنی اسے طاقت دی ہے۔“ لہذا صورت مسئلہ میں جبکہ دونوں محتاج و غریب ہیں غریبوں کا سا نفقہ دیا جائے گا۔

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۸ھ

عورت بے اجازت گھر سے نکل جائے تو نکاح قائم ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک لڑکی مسماۃ منت بنت اللہ دین اپنے شوہر سے تنگ آ کر چلی گئی کیوں کہ اس کا شوہر اس کا نان و نفقہ نہیں دیتا تھا بلکہ وہ کما کر اپنے شوہر کو کھلاتی تھی اب اس کے ماں باپ نے لڑکی کو تلاش کر لیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ لڑکی کا شوہر اگر اس کو لے جانا چاہتا ہے تو وہ اس کو اپنے گھر کی چار دیواری میں رکھے گا اور اس کو کھلائے گا اور اگر ایسا نہیں کر سکتا تو اس کو طلاق دے دے۔ آیا یہ مطالبہ صحیح ہے یا کہ نہیں؟ اور لڑکی کے جانے سے نکاح قائم رہا یا ختم ہو گیا؟

فیظ السائل اللہ دین، اسلام آباد، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: ہوا لم یبق لاصواب: صورت مسئول عنہا میں، عورت بدستور اپنے شوہر کے نکاح میں ہے اور یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ عورت بے اجازت شوہر کے گھر سے چلی جائے تو نکاح سے نکل جاتی ہے محض غلط ہے، قال اللہ تعالیٰ وَالَّتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ (النساء: 34) ”اور جن عورتوں کا بلا اجازت باہر نکلنا تم جانتے ہو تو انہیں سمجھاؤ“ اللہ عزوجل نے نکاح کی گرہ مرد کے ہاتھ میں رکھی ہے بَيِّدَ عُقْدَةِ النِّكَاحِ (نکاح کی گرہ شوہر کے ہاتھ میں ہے) تو جب تک شوہر نے اپنی

بیوی مسماۃ منت کو طلاق نہ دی، بدستور اس کے نکاح میں ہے، تاہم شوہر پر اپنی بیوی کا نان و نفقہ واجب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۹۷۸ء ۱۹۷۸ء
 ۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۸ھ

حاملہ کو بھی طلاق ہو جاتی ہے

سوال: جناب مفتی صاحب، السلام علیکم، عرض یہ ہے کہ

میں نے اپنی بیوی کو گواہوں کے سامنے تین طلاق دی تھیں اور وہ امید سے تھی۔ مجھے معلوم نہیں تھا اور نہ ہی اسے معلوم تھا۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ طلاق نہیں ہوئی تو میں اسے اپنے گھر لے آیا اور اب وہ لوگ کہتے ہیں کہ طلاق ہو گئی ہے۔ ہم بہت پریشان ہیں۔ اس واقعہ کو ایک سال ہو گیا ہے۔ آپ برائے مہربانی فتویٰ صادر فرمائیں؟ فقط عبدالغفار
 ۷۸۶ الجواب ہوا الموفق للصواب: صورت مسئلہ میں مسماۃ منت پر تین طلاقیں مغلطہ واقع ہو گئیں، بیوی کے حاملہ ہونے سے طلاق پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اب وضع حمل کے بعد جب تک عورت مذکورہ شخص کے علاوہ دوسرے سے نکاح نہ کرے اور صحبت نہ ہو اور وہ طلاق نہ دے، اس وقت تک خدیجہ اس شخص مسمیٰ عبدالغفار کے لئے قطعی حرام ہے، اگر اپنے پاس رکھا تو وہ بھی حرام ہوا۔ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ وَاللَّهُ تَعَالَىٰ اعْلَم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۹۷۸ء ۱۳۷۸ھ

۷۸۶ الجواب صحیح وصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

طلاق نامہ نہ پہنچے تو بھی وقت تحریر سے طلاق واقع ہے

سوال: میں مسمیٰ محمد عظیم ولد محمد صدیق تمہیں (رضیہ بنت محمد یعقوب) کو تمہاری اپنی ایما پر چھوڑ رہا ہوں کیوں کہ تم کسی بھی طریقے سے میرے ساتھ نہیں رہنا چاہتیں جس کا اظہار تم نے میرے سامنے کئی بار کیا ہے اور اس کا اظہار تم نے اپنے والدین کے علاوہ دوسرے لوگوں کے سامنے بھی کیا اور جبکہ تم میرے ساتھ رہنا نہیں چاہتیں تو میں تمہارے مطالبے پر تمہیں طلاق دے رہا ہوں۔ اب تم کسی قسم کا دعویٰ نہیں کر سکتیں۔

میں مسمیٰ محمد عظیم ولد محمد صدیق اپنی زوجہ رضیہ بنت محمد یعقوب کو باقائمی ہوش و حواس طلاق دیتا ہوں۔

میں مسمیٰ محمد عظیم ولد محمد صدیق اپنی زوجہ رضیہ بنت محمد یعقوب کو باقائمی ہوش و حواس طلاق دیتا ہوں۔

میں مسمیٰ محمد عظیم ولد محمد صدیق اپنی زوجہ رضیہ بنت محمد یعقوب کو باقائمی ہوش و حواس طلاق دیتا ہوں۔

گواہ۔ عبدالکریم، عبدالکریم ولد محمد ایوب، محمد اسحاق ولد محمد ایوب

نوٹ۔ یہ طلاق نامہ یا اس کی نقل یا اس کی اطلاع لڑکی کو ابھی تک نہیں پہنچی ہے۔ فقط محمد عظیم ولد محمد صدیق

۷۸۶ الجواب ہوا الموفق للصواب: صورت مسئلہ میں مسمیٰ محمد عظیم کی زوجہ رضیہ بیگم پر تین طلاقیں مغلطہ واقع

ہو گئیں۔ اب یہ عورت محمد عظیم کے لئے لاجنبیہ اور حرام ہو گئی۔ قال اللہ تعالیٰ 'فَلَا تَحِلُّ لَكَ مِنْ بَعْدِ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ' سائل کا کہنا کہ "اب تک لڑکی کو یہ طلاق نامہ نہیں پہنچا" طلاق واقع ہونے میں مانع نہ ہوگا۔ درمختار میں ہے "الفاظ طلاق کا غرض وغیرہ پر طلاق کی نیت سے لکھے تو ہو جائے گی" اگر نہ بھی بھیجے ہوں تو بھی ہو جائے گی اور یہ طلاق لکھتے وقت پڑے گی اور اس وقت سے عدت شمار ہوگی۔ (بہار شریعت بحوالہ درمختار، عالمگیری وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۹۷۸ء ۱۰/۲۵

۷۸۶ الجواب صحیح و صواب۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

گواہان شرع کی موجودگی میں شوہر کا انکار معتبر نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: آج سے تقریباً پانچ ماہ پہلے لڑکے والوں اور لڑکی والوں میں کچھ نا اتفاقی ہو گئی تھی۔ اسی دوران لڑکے کا والد لڑکی کو لینے گیا تو لڑکی والوں نے منع کر دیا کہ ہم نہیں بھیجتے اسی بات پر بعد میں معاماً طول پکڑ گیا تو لڑکے نے کہا کہ یا تو انا جی آپ لڑکی کو بھیج دو ورنہ میں طلاق دے دوں گا۔ لڑکی کی ماں نے جواب دیا کہ میں لڑکی کو اس طرح نہیں بھیجوں گی۔ پھر لڑکے نے لڑکی سے کہا کہ تو چلتی ہے یا نہیں۔ لڑکی اس بات پر آمادہ ہو گئی کہ میں نیتا ہوں۔ اس پر ماں باپ نے لڑکی کو پھر ڈانٹ دیا تو نہیں جاسکتی اس وقت موقع پر غلام رسول موجود تھا، لڑکی والوں نے غلام رسول سے کہا کہ آپ اپنی ذمہ داری پر بھیج دو تو غلام رسول نے کہا کہ میں اتنی بڑی ذمہ داری نہیں لے سکتا۔ پھر لڑکی والوں نے کہا کہ تم اپنے محلے کے پانچ آدمی لے آؤ اور میں اپنے محلے کے پانچ آدمی لے آتا ہوں تو اس کا جواب لڑکے والے نے یہ دیا کہ جس وقت شادی ہوئی تھی اس وقت بھی درمیان میں نہیں لایا تھا اب بھی نہیں چاہتا اس جواب پر لڑکی والوں نے جواب دیا کہ اس طرح ہم لڑکی نہیں بھیج سکتے۔ پھر لڑکے نے لڑکی سے کہا کہ تو چلتی ہے یا نہیں؟ تو لڑکی چھت سے نیچے آ گئی اور کہنے لگی کہ میں چلنے کے لئے تیار ہوں پھر لڑکی والے نے کہا کہ میں نہیں بھیج سکتا۔ اس کے بعد دونوں فریقوں میں گالم گلوچ شروع ہو گئی اس کے بعد لڑکا، لڑکی کو تین طلاق کہتے ہوئے چلا گیا کہ یعنی طلاق! طلاق! طلاق! کہتے ہوئے چلا گیا۔ اس پر لڑکے کا باپ لڑکے کو مارتا پیٹتا باہر لے گیا۔ اس وقت موجود گواہ محمد حسین، غلام رسول گھر میں موجود تھے، حمید گھر کے باہر دروازے کے پاس موجود تھا اس کا بھی یہی بیان ہے۔ ان کے علاوہ عبد الحمید ولد مولا بخش کا بھی یہ بیان ہے کہ اس مکان کے دروازے کے پاس یعنی باہر کے دروازے کے پاس موجود تھا اور میرے کانوں میں طلاق! طلاق! طلاق! کے الفاظ آئے اور یہ الفاظ اس لڑکے نے ادا کئے۔ تیسرے گواہ محمد حسین کا بھی یہی بیان ہے کہ میں اس وقت موجود تھا اور میں نے بھی طلاق! طلاق! طلاق! کے الفاظ اپنے کانوں سے سنے تھے۔ فقط السائل

۷۸۶ الجواب: صورت مسئول عنہا میں تین گواہوں کے بیانات اس امر پر ہی متفق ہیں کہ لڑکے نے طلاق! طلاق!

طلاق! کے الفاظ کہے، اور ان گواہوں میں شہادت کی شرائط تخل و شرائط ادائیگی جاری ہیں، لہذا ان تین گواہوں کی شہادت کا

اعتبار کیا جائے گا اور لڑکے کے انکار کا اعتبار نہ ہوگا۔ لہذا صورت مسئول عنہا میں لڑکی پر تین طلاق مغلظہ واقع ہو گئیں۔ (عالمگیری در مختار وغیرہ)۔ اور اب یہ لڑکی، لڑکے (سابق شوہر) کے لئے حرام اور احببہ ہو گئی، جب تک حلالہ نہ ہو جائے یہ اس لڑکے کے لئے حرام رہے گی۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید، ۱۹۷۸ء، ۱۰، ۲۸

۷۸۶ الجواب صحیح و صواب۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

حاملہ کو طلاق ہو جاتی ہے، رجوع کا طریقہ

سوال: میں سرفراز علی خاں نے اپنی زوجہ ثریا بانو دختر قاضی شبیر حسین کو ایک طلاق رجعی مورخہ ۱۹۷۷ء کو رجوع کرنے کے لئے دی تھی جبکہ میری زوجہ تین ماہ کی حاملہ بھی تھی اور اس کے بعد تقریباً ایک ماہ گزرا ہوگا۔ تو ہم میاں بیوی کی حیثیت سے چار مرتبہ آپس میں ملے اور صحبت کی۔ لہذا مجھے اس کا فتویٰ مرحمت فرمائیں کہ ایک طلاق ہوئی یا ایک بھی نہیں ہوئی؟ سرفراز علی خاں ولد چھمی خاں

۷۸۶ الجواب: بیوی کے حاملہ ہونے کا کوئی اثر وقوع طلاق پر نہیں پڑتا حاملہ کو جو طلاق دی جائے گی طلاق پڑ جائیگی البتہ سوال میں مذکور ہے اور خود سائل کا زبانی بیان بھی ہے کہ اس نے اپنی بیوی کو ایک طلاق رجعی دی تھی اور رجعت کی نیت سے دی تھی تو اس صورت میں مسماۃ ثریا بانو پر ایک طلاق رجعی پڑی اور قرآن کریم کا فیصلہ ہے وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ لِعَنِی ”مطلقات رجعیہ کے شوہروں کو عدت میں واپس لینے کا حق ہے۔“ شریعت کی زبان میں اسی واپس لینے اور پہلے نکاح پر باقی رکھنے کا نام ”رجعت“ ہے اور رجعت کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ کسی لفظ سے رجعت کرے اور رجعت پر دو عادل گواہوں کو گواہ کر دے اور اگر فعل سے رجعت کی مثلاً اس سے وطی کی جیسا کہ صورت مسئلہ میں واقع ہوا یا شہوت سے بوسہ لیا تو بھی رجعت ہو گئی مگر وہ مکروہ ہے۔ اس لئے مسمی سرفراز علی خاں کو چاہئے کہ پھر گواہوں کے سامنے رجعت کے الفاظ کہے۔ (جوہرہ، نیرہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ ربیع الآخر ۱۳۹۸ھ

نشہ میں طلاق ہو جاتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید اپنی بیوی سے لڑائی کر کے باہر چلا گیا جہاں پر اس کا ایک دوست نشہ والی سگریٹ پی رہا تھا اور زید نے بھی یہ سگریٹ اپنے دوست سے لے کر پی لی اور پھر گھر آ گیا اور اس کو چکر آنے لگے اور بے ہوش ہو گیا دریں اثنا، زید کی بیوی اپنے والدین کے گھر چلی گئی جبکہ دوسرے دن زید کو ہوش آیا تو زید نے اپنی بیوی کو گھر میں نہ پایا اور معلومات کے بعد اس کے ماں باپ کے ہاں گیا اور اپنی بیوی سے کہا کہ گھر چلو تو اس نے کہا کہ تم مجھے تین طلاق دے چکے ہو اب میں کیسے چل سکتی ہوں اور زید حلفیہ طور پر بولتا ہے کہ میں نے کوئی طلاق وغیرہ نہیں دی بیوی نے بولا کہ تم اس وقت نشہ میں تھے۔ بیان فرمائیں کہ آیا! یہ دونوں میاں بیوی رہے یا طلاق واقع ہو گئی؟ بینو اتوجروا سائل بشیر بیگ

۷۸۶ جواب: جو شخص نشہ میں ہو اور اسی حالت میں بیوی کو طلاق دے بیٹھے تو بیوی پر طلاق واقع ہو جائے گی کہ یہ شخص ایسا ہی ہے جیسے کوئی عقل و ہوش والا اور نشہ خواہ شراب پینے سے ہو یا بھنگ چرس وغیرہ کسی اور چیز سے بلکہ افیون کھائی اور اسی کی پیگ میں بیوی کو طلاق دے دی جب بھی واقع ہو جائے گی۔ (در مختار، رد المحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم جمادی الاخریٰ ۱۳۹۸ھ

تین طلاق

سوال: فدوی نے اپنی زوجہ مسماٹ وکیلہ بیگم کو از روئے شرع شریف طلاق دی ہے۔ اخبار میں بھی اس کا ذکر آچکا ہے۔ فدوی نے اپنی زوجیت سے علیحدہ کرتے ہوئے تین مرتبہ اپنی زبان سے طلاق دی ہے لہذا شرعاً حکم سے مطلع فرمائیں کہ آیا موجودہ صورت میں فدوی اپنی بیوی کو اپنے ساتھ رکھ سکتا ہے یا نہیں؟ فقط چراغ الدین ولد اسلام الدین

۷۸۶ جواب: صورت مسئلہ میں مسماٹ وکیلہ بیگم پر تین طلاقیں پڑ گئیں اور مسماٹ مذکورہ اپنے شوہر مسمیٰ چراغ دین پر بحرمت مغلظہ حرام ہو گئی۔ اب میاں بیوی کے بطور رہنادر کنار، یہ دونوں باہمی رضامندی سے حلالہ کے بغیر نکاح بھی نہیں کر سکتے۔ چارہ کار حلالہ ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے **فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَتَّكِفَ زَوْجًا غَيْرًا** یعنی شوہر نے تیسری طلاق دے دی تو اب وہ عورت اس مرد کے لئے حلال نہ رہی تا وقتیکہ حلالہ نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۸ھ

حاملہ کو بھی طلاق ہو جاتی ہے

سوال: میں نے اپنی بیوی کو جو کہ حاملہ ہے ہوش و حواس میں رہتے ہوئے صرف اس بات پر طلاق دی کہ میرے والدین نے مجھ سے ناراض ہو کے میری بیوی کے لئے یہ کہا تھا کہ اس پر تیرا کوئی حق نہیں۔ اس معاملہ میں یہ واضح کر دوں کہ ہم دونوں میاں بیوی میں جب سے شادی ہوئی ہے، کبھی کسی بات پر مفاہمت نہیں ہوئی ہے اور نہ ہم دونوں کے خیالات آپس میں ملتے ہیں۔ ہمیشہ کسی نہ کسی بات پر لڑائی جھگڑا ہوتا رہتا ہے۔ اس روز مرہ کے جھگڑے سے تنگ آ کر میں بہت پہلے فیصلہ کر چکا تھا کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دے دوں گا۔ آج جب بات زیادہ بڑھی اور میرے والدین نے بھی مجھ سے کہا کہ تیرا اس پر (یعنی میری بیوی پر) کوئی حق نہیں ہے تو میں نے باقائم ہوش و حواس اپنے بھائی، اپنی بھالی اور والدین کے سامنے تین مرتبہ طلاق دے دی۔ میری بیوی حاملہ ہے۔ برائے مہربانی مجھے اس کے متعلق بتائیں کہ آیا میری بیوی کو طلاق ہوئی یا نہیں؟ فقط رب نواز

۷۸۶ جواب: صورت مسئلہ میں یقیناً عورت پر تین طلاقیں پڑ گئیں اور عورت اپنے شوہر پر بحرمت مغلظہ حرام ہو گئی۔ اب تا وقتیکہ حلالہ نہ ہو یہ دونوں باہمی رضامندی سے نکاح ثانی کے بعد بھی نہیں رہ سکتے۔ قرآن کا فیصلہ ہے کہ **فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَتَّكِفَ زَوْجًا غَيْرًا** یعنی تیسری طلاق کے بعد عورت اپنے شوہر کے لئے حلال نہیں رہی جب تک کہ اس کا نکاح (حلالہ) نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۸ھ

طلاق ہونے کے لئے گواہ شرط نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنی بیوی کو تنہائی میں تین مرتبہ طلاق دے کر حق مہر کی رقم ادا کر کے رات کی تنہائی میں گھر سے باہر نکال دیا۔ مطلقہ گھر کے باہر آدھی رات کے قریب اپنے مستقبل کے بارے میں سوچ رہی تھی کہ اس کے شوہر کے چچیرے بھائی نے اپنی بھابی کو گھر سے باہر کھڑے دیکھ کر معلوم کیا تو مطلقہ نے اسے بتایا کہ تمہارے بھائی نے مجھے طلاق دے دی ہے اور مہر بھی ادا کر دیا ہے۔ مطلقہ کا دیور اسے اپنے بھائی کے پاس لے کر گیا اور اپنے گھر میں رکھنے کو کہا مگر اس نے اپنے گھر میں رکھنے سے انکار کر دیا کہ میں اسے طلاق دے چکا ہوں میں اسے گھر میں نہیں رکھ سکتا اس کے بعد مطلقہ کے چچا سر و پھو پھاسر کے بھانے سے بوقت میعاد عدت تک گھر میں رکھ لیا اور بعد گزرنے عدت کے مطلقہ کو اس کے وندین کے سپرد کر دیا۔ اب وہ یہ کہتا ہے کہ جس طلاق کا کوئی عینی شاہد گواہ نہ ہو وہ طلاق، طلاق مغلطہ نہیں ہو سکتی جبکہ مطلقہ نے جب اپنی طلاق کا اعلان کیا تو اس کے شوہر نے اس امر کا کئی افراد کے سامنے اقرار کیا کہ واقعی وہ اپنی بیوی کو طلاق مغلطہ دے چکا ہے لہذا مہر بانی فرما کر شرع کی رو سے مطلع فرمایا جائے۔ عین نوازش ہوگی؟

فقط خادم الفقراء غلام حسین مصطفائی

۷۸۶ جواب: صورت مسئول عنہا میں جبکہ شوہر نے اپنی بیوی کو تین بار طلاق دے دی اور اسے اس کا اقرار بھی ہے تو بلاشبہ عورت پر تین طلاقیں پڑ گئیں ان دونوں کے مابین نکاح فی الفور ٹوٹ گیا اور وہ عورت اپنے شوہر پر بحرمت مغلطہ حرام ہو گئی۔ اب ان دونوں کا کسی کے ورغلانے سے یا کسی کے مجبور کرنے یا خود باہمی رضامندی سے بطور میاں بیوی رہنا درکنار، یہ دونوں باہمی رضامندی سے حلالہ کے بغیر آپس میں نکاح ثانی کر کے بھی بطور زن و شوہر نہیں رہ سکتے۔ قرآن کریم کا صریح فیصلہ ہے کہ **فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرًا** یعنی تیسری طلاق کے بعد عورت اپنے شوہر پر بغیر حلالہ، حلال نہیں اور یہ زعم کہ عینی شاہدوں کے بغیر طلاق نہیں ہوئی محض بے اصل بلکہ خلاف شرع ہے۔ پھر جن دوسروں کے سامنے اس نے طلاق کا اقرار کیا تھا وہ جب نہیں تو اب گواہ ہو گئے۔ غرض حلالہ کے بغیر یہاں کوئی اور چارہ کار نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۸ھ

تحریری طلاق، مہر موجد

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: فدوی کالٹر کا محمد سلطان جو کہ مع بچوں کے کوئٹہ میں سر کے پاس رہائش پذیر تھا۔ مورخہ ۱۹۷۸ء کو ان کے خط کے مطابق کوئٹہ سے لاہور پہنچا۔ پھر مورخہ ۱۹۷۸ء کو ان کا دوسرا خط میری طرف آیا۔ جس میں انہوں نے طلاق نامہ لکھا ہوا تھا۔ میں خط کے ملنے کے بعد فوراً کوئٹہ گیا۔ خط کو دیکھا طلاق نامہ دیکھا۔ خط و طلاق نامہ محمد سلطان کے خط کے مشابہ ہے۔ پھر ہم وہاں ایک وہابی مدرسے میں گئے۔ اس نے اس خط پر فتویٰ دے دیا اور کہہ دیا کہ لڑکی کا مہر اور اس کے جہیز کا سامان لڑکی کے حوالے کر دو۔ میں نے واپس آ کر بہار شریعت میں طلاق نامہ کے مسئلہ

کو دیکھا۔ تو وہاں تحریر ایسی ہے کہ اگر خط مشابہ بھی ہو یا دستخط بھی اس کی طرح ہوں یا مہر بھی اس کی طرح ہو مگر جب تک مدعی طلاق دینے والا خود اقرار نہ کرے یہ تحریر نہیں مانی جائے گی اور یہ آدمی آپ کے مدرسے میں طالب علم رہ چکا ہے۔ مندرجہ ذیل سے ہمیں یہ فتویٰ دے دیں مہربانی ہوگی۔ محمد سلطان لا پتہ ہے خط میں یا طلاق نامہ میں کسی جگہ کا پتہ نہیں ہے۔

جب تک محمد سلطان خود آکر اقرار نہ کرے اس وقت تک یہ طلاق واقع ہو سکتی ہے یا نہیں؟

۲۔ محمد سلطان کے لا پتہ ہونے پر لڑکی والے مجھ سے یعنی محمد سلطان کے والد سے مہر یا جہیز کسی چیز کا مطالبہ کر سکتے ہیں یا نہیں؟
سید سجاد حسین، خواجہ چوک، حیدر آباد

۸۶۷ جواب: خط کے ذریعے جو طلاق دی گئی ہے وہ شرعاً اس وقت طلاق سمجھی جائے گی جبکہ شوہر اس کا اقرار کرے کہ ہاں میں نے یہ تحریر لکھی یا لکھوائی۔ یا وہ انکار کر دے تو گواہان عادل شرعی گواہی دیں کہ اس نے ہمارے سامنے یہ کارروائی کی۔ بغیر اس کے صرف اتنی بات کہ خط اس کے ہاتھ کا لکھا ہوا معلوم ہوتا ہے کارآمد نہیں۔ ہدایہ وغیرہ میں ہے الخط یشبہ الخط فلا یعتبر۔ ہاں اگر عورت کو اطمینان اور غالب گمان ہے کہ یہ تحریر اسی کی ہے تو اس پر عمل کرنے کی عورت کو اجازت ہے (خانیہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ جہیز جو عورت کو ماں باپ کے ہاں سے دیا جاتا ہے اس کی مالک تو عورت ہی ہے وہ جب چاہے اپنے قبضہ و تصرف میں لے سکتی ہے (در مختار وغیرہ) رہا مہر تو اس کا مطالبہ شوہر سے ہو سکتا ہے اور وہ لا پتہ ہے تو اس کے والد پر کوئی ذمہ داری ادائیگی مہر کی نہیں اور پھر مہر موجد ہے تو اس کے مطالبہ کا حق بھی عورت یا اس کے ورثہ کو نہیں کہ مہر موجد کی ادائیگی تفریق یا موت کے بعد عمل میں لائی جاتی ہے اور وہ یہاں کہاں (عامہ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۸ھ

تین طلاق

سوال: لڑکی بنام زیتون بنت چاؤ خان کو ان کے شوہر بنام قمر الدین ولد نور یانے پورے گاؤں کے سامنے یہ الفاظ کہے ہیں کہ تم میرے مکان سے جاسکتی ہو میں نے تجھ کو طلاق دیا! طلاق دیا! تم مجھ پر حرام ہو اور تم پر میرے گھر کا کھانا پینا حرام ہوا ہے، تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے واسطے میرے مکان سے چلی جا اور لڑکی زیتون روزے سے تھی اور اس کو مار پیٹ کر گھر سے نکال دیا تو لڑکی پھر ہمارے مکان میں آ گئی۔ کچھ دیر بعد چاؤ خان یعنی لڑکی کا والد آیا تو ان کو بھی قمر الدین نے سب کے سامنے یہ کہا کہ تم اپنی لڑکی زیتون کو اللہ اور رسول ﷺ کے واسطے اپنے گھر لے جاؤ، یہ میری طرف سے فارغ ہے، میں نے تمہاری لڑکی کو طلاق دے دیا یہ الفاظ قمر الدین نے تقریباً پچیس دفعہ دہرائے یہ واقعہ ۲۸ رمضان المبارک کا ہے۔ چاؤ خان نے مسجد میں کچھ لوگوں کو کہا کہ بھائیو! آپ اس لڑکے کو سمجھاؤ لڑکی کو مار سکتا ہے مگر طلاق کا نام نہ لے۔ جواب ملا کہ ہم اس کو نہیں سمجھا سکتے ہم اس کو سمجھانے سے مجبور ہیں تم جاؤ اس کو بکنے دو۔ میں لڑکی کو روٹا چھوڑ کر اپنے مکان پر آ گیا۔ لڑکی کو پھر

مارپیٹ کر گھر سے نکال دیا گیا۔ لڑکی میرے گھر پر آ گئی تو میں نے اور زیتون کے پھوپھا جمعہ خان نے لڑکی کو سمجھا کر پھر جمعہ خان کے گھر واپس بھیج دیا مگر پھر قمر الدین نے میری لڑکی کو عید الفطر کے روز مار کر گھر سے نکال دیا اور کہا کہ جب میں نے تجھے طلاق دے دیا پھر کیا تو میرے ہاتھوں سے مرنے کو آئی ہے۔ اب یہ تفصیل ہے تحریر کریں کہ طلاق ہو گئی یا نہیں۔ اور لڑکی پانچ ماہ سے اپنے والد کے گھر پر ہے؟

گواہ۔ ۱۔ قادر بخش ۲۔ منیر خان

حلفیہ بیان منیر خان

میں بنام منیر خان حلفیہ تصدیق کرتا ہوں کہ میں نے جلال والا میں لوگوں سے دریافت کیا ان لوگوں نے حلفیہ مجھ سے کہا کہ یہ الفاظ درست ہیں جو اوپر تحریر ہیں اور میں نے لڑکی سے بھی معلوم کیا تو لڑکی نے کہا کہ بھائی جان مجھ کو میرے شوہر نے اپنے اوپر اور اپنا کھانا پینا اور اپنا گھر مجھ پر حرام کہا ہے اگر قرآن و رسول مقبول ﷺ کا واسطہ نہیں دیتا تو کوئی بات نہیں تھی مگر اب میں اللہ اور رسول ﷺ کو کیا منہ دکھاؤں گی۔ میں کیا کروں اور کہاں جاؤں تم جواب دو۔

یہ سب کیفیت مفتی صاحب کی خدمت میں عرض ہے فتویٰ دیں طلاق ہوئی یا نہیں؟ السائل

۸۶۷ جواب: صورت مسئلہ میں مسماۃ زیتون بنت چاؤ خان پر تین طلاقیں واقع ہو گئیں۔ وہ اپنے شوہر پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئی۔ اب یہ باہمی رضامندی سے بغیر حلالہ کے نکاح بھی نہیں کر سکتے اگر لوگوں نے ان میں مصالحت کرا بھی دی تو یہ مصالحت زنا ہوگی۔ تمام لوگ سخت گناہ گار ہوں گے۔ وقوع طلاق کے لئے رضا و خوشی شرط نہیں۔ طلاق غصہ میں بھی ہو جاتی ہے بلکہ عموماً غصے کی حالت میں ہی دی جاتی ہے۔ بہر حال نکاح ثانی کے لئے حلالہ ضروری ہے اس کے بغیر عورت شوہر پر حلال نہ ہوگی۔ قال اللہ تعالیٰ: فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرًا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۲۱ صفر المظفر ۱۳۹۸ھ

اگر ۱۰۰ طلاق دی تو تین سے حرام باقی گناہ ہے، حلالہ کے لئے نابالغ سے نکاح جائز ہے مگر وہ بالغ ہونے پر طلاق دے سکتا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص اپنے سسرال آیا اور ایک معمولی فساد کی بناء پر تین طلاق کے بجائے کئی طلاق دے کر گھر چلا گیا۔

۱۔ وہ شخص غصے میں طلاق دے کر گیا تھا کیا طلاق ہو گئی؟

۲۔ اس کے ماں باپ کے داب و دھونس میں آ کر یا کسی کے کہنے پر یا کسی کی قسم کے لالچ میں آ کر طلاق دے کر گیا ہو تو اس طرح بھی طلاق ہو سکتی ہے یا نہیں؟

۳۔ اگر یہ واقعی طلاق ہو گئی تو کسی نابالغ لڑکے سے نکاح پڑھا کر، دو یا چند روز بعد اس بچے سے طلاق دلا کر واپس سابق شوہر

سے نکاح کر دیا جائے تو کیا اس طرح نکاح ہو جائے گا؟

۴۔ شریعت کی رو سے طلاق ہو گئی ہو اور بہانہ بازی کر کے دونوں فریقوں نے آپس میں مل کر ایسا فیصلہ کر لیا ہو یا کرنا چاہتے ہوں کہ بغیر حلالہ کے سابق شوہر کے بھیج دیں تو اس صورت میں دونوں فریقوں کے گھر کا کھانا، پینا شرع کی رو سے جائز ہے یا نہیں؟

طلاق کے وقت جھگڑے کو سن کر کچھ لوگ جمع ہو گئے تھے لہذا پی۔ ای۔ ایل محلہ والوں کی اپیل ہے کہ قرآن و حدیث کی روشنی میں ہم کو اس مسئلہ کا حل بتایا جائے تاکہ ہم اس گناہ سے بچ سکیں؟

فتویٰ لینے والے، عبد الحمید، نظام الدین، سلیمان، امام بخش، ملت آباد، اسلام آباد، حیدر آباد ۷۸۶ الجواب: حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا کہ میں نے اپنی عورت کو (۱۰۰) سو طلاقیں دے دیں آپ کا کیا حکم ہے۔ فرمایا کہ ”تیری عورت تین طلاق سے بائن ہو گئی اور باقی ستانوے“ ۹۷“ طلاق کے ساتھ تو نے اللہ کی آیتوں سے ٹھٹھا کیا“ تو تین سے زیادہ جتنی بار آدمی اپنی زوجہ کو طلاق دے گا گویا کہ وہ اتنی بار اپنے رب کی آیتوں سے مذاق کرتا ہے۔ رہا غصہ تو وہ وقوع طلاق سے نہیں روک سکتا ہے بلکہ اکثر و بیشتر غصہ ہی طلاق کا باعث ہوتا ہے۔ اگر غصہ کی طلاق سرے سے شرعاً معتبر نہ ہو تو گویا طلاق کے وقوع کا وجود ہی ختم ہو جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ طلاق باخوشی دی جائے یا ماں باپ بھائی چچا وغیرہ کے دباؤ دھونس یا جبر میں آ کر، یا لالچ میں، جب دی جائے گی واقع ہو جائے گی۔ نکاح شیشہ ہے اور طلاق پتھر۔ شیشہ پر پتھر خوشی سے پھینکے یا جبر سے، یا خود ہاتھ سے چھوٹ پڑے، شیشہ ہر طرح ٹوٹ جائے گا۔ یو ہیں طلاق بخوشی یا خواہ بھیر واقع ہو جائے گی۔ (در مختار، رد المحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ حلالہ کی نیت سے عورت کا دوسرا نکاح اگر نابالغ سے کر دیا یعنی عدت گزر جانے پر، تو نکاح صحیح و نافذ ہوگا مگر طلاق بلوغ کے بعد ہونی چاہئے کہ نابالغ کی طلاق نہ ہوگی بلکہ نابالغ نہ خود طلاق دے سکتا ہے نہ دوسرے کو اس کا وکیل کر سکتا ہے نہ اس کا باپ دادا وغیرہ نہ اس کا ولی اس کی طرف سے طلاق دے سکتا ہے۔ (در مختار، فتاویٰ رضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ صورت مسئلہ میں جب کہ تین طلاقیں ہو گئیں تو عورت بے حلالہ اس کے نکاح میں نہیں آ سکتی یعنی اس کی عدت گزرے پھر عورت دوسرے شخص سے نکاح کرے اور اس سے ہم بستر بھی ہو پھر وہ اسے طلاق دے دے یا مرجائے اور عدت گزر جائے اس کے بعد اس مرد کو عورت سے نکاح جائز ہوگا۔ یہی حکم قرآن عظیم کا ہے، یہی فرمان احادیث کا ہے، یہی ارشاد علمائے ربانین کا ہے۔ جو اس کے خلاف کرے گا خدا اور رسول کے حکم سے، صریح حرام کاری کا مرتکب ہوگا۔ جتنے لوگ اس حالت میں اس دوسرے نکاح پر راضی ہوں گے سب زنا کی دلالی میں مبتلا ہوں گے اور شوہر بیوی کے ساتھ، دنیا و آخرت میں ان کا منہ بھی کالا ہوگا۔ مولائے کریم قبول حق کی توفیق دے۔ آمین۔ (عامہ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۸ھ

حاملہ سے نکاح اور طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنی بیوی کو طلاق دی۔ عدت گزارنے کے بعد معلوم ہوا کہ عورت حاملہ ہے۔ پھر اس حاملہ سے بکر نے شادی کر لی یعنی خلوت صحیحہ کی۔ پھر بکر نے اس عورت کو طلاق دے دی۔ پھر تین ماہ بعد پہلے شوہر سے اس کی شادی ہوئی۔ بکر کا نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟ اور زید کی دوسری شادی درست ہے یا نہیں؟ براہ کرم قرآن و حدیث سے مسئلہ کو واضح فرمائیں۔

حافظ غلام محمد سالانی، لطیف آباد نمبر ۴، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: بظاہر سوال سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ عورت کو جب اس کے شوہر اول نے طلاق دی تھی وہ حاملہ تھی اور شوہر اولی حاملہ عورت کی عدت طلاق وضع حمل ہے۔ قال اللہ تعالیٰ: وَأُولَاتُ الْأَحْصَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ (طلاق: ۴) تو بکر سے اس عورت کا نکاح جائز نہ ہوا کہ عدت میں نکاح حرام قطعی ہے تو بکر کا اس عورت سے صحبت کرنا حلالہ کے لئے ہرگز کافی نہیں کہ حلالہ کے لئے نکاح صحیح نافذ ہونے کی شرط ہے اور جب حلالہ نہ ہو تو یہ عورت اپنے پہلے شوہر کے لئے بھی حلال نہ ہوئی بشرطیکہ شوہر نے اسے تین طلاقیں دی ہوں۔ ورنہ دو طلاق یا طلاق بائن کی صورت میں صرف تجدید نکاح کافی ہے۔ حلالہ کی ضرورت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید

۷۸۶ جواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۱۲ محرم الحرام ۱۳۹۸ھ

میری طرف سے آزاد ہے، طلاق بائن ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: محمد جلیل نے اپنی بیوی شاہدہ کو اخبار کے ذریعے لکھ دیا کہ آئندہ شاہدہ میری طرف سے آزاد ہے اور یہ بات طلاق کے ارادے سے لکھی اور پھر عرصہ چار سال گزر چکا اتنے عرصے میں شاہدہ اپنے ماں باپ کے ہاں رہی قرآن و حدیث کی روشنی سے بیان فرمائیں کہ یہ طلاق تینوں میں کونسی کہلائے گی۔ اور اگر جلیل دوبارہ مذکورہ مسما سے نکاح کرے تو جائز ہے یا نہیں؟ سائل محمود بخش، پھلیلی روڈ، حیدر آباد، سندھ

۷۸۶ جواب: اردو میں یہ الفاظ کہ ”تو میری طرف سے آزاد ہے“ کہنا یہ طلاق میں شمار ہوتے ہیں تو جبکہ محمد جلیل نے اپنی بیوی کو یہ لکھ کر بھیج دیا کہ ”تو میری طرف سے آزاد ہے“ اور نیت طلاق تھی تو اس کی بیوی مسما شاہدہ پر طلاق بائن پڑ گئی دونوں کے مابین نکاح ٹوٹ گیا۔ البتہ یہ دونوں باہمی رضامندی سے نکاح کر سکتے ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ: وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِي ذَلِكَ إِنْ أَرَادُوا إِصْلَاحًا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ ربیع الاول شریف ۱۳۹۸ھ

طلاق معلق بہ شرط

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: مسکی نذر الہی ولد شیر بہادر نے ایک دستاویز کے ذریعہ ۱۹۷۷ء۔ ۱۰۔ ۲۵ کو رو برو گواہان اقرار کیا کہ میں اپنی بیوی مسما گل زگس دختر محمد اشرف کو ہر ماہ مبلغ ایک سو روپیہ دیتا

رہوں گا اور اگر ایک ماہ بھی رقم مذکور ادا نہ کروں تو میری بیوی کو تین طلاقیں ہوں گی۔ شرعاً اس بارے میں کیا حکم ہے مطلع فرما کر مشکور فرمائیں۔ فقط محمد ایوب خان برائے محمد اشرف

۷۸۶ جواب: اگر تحریر میں یہ تھا کہ اس قدر رقم ماہ ب ماہ اپنی زوجہ کو ادا کرتا رہوں گا اور ایک ماہ گزر گیا اور اس نے بیوی کو کچھ نہ دیا تو حسب تحریر مذکورہ بالا، عورت پر تین طلاقیں پڑ گئیں۔ اب یہ عورت بلا حلالہ اس مرد کے لئے حلال نہ رہی۔ قرآن و حدیث کا یہی فیصلہ ہے کما هو فی الفتاویٰ وغیرہا من الشروح والفتون۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۹ھ

لفظ طلاق سننا

سوال: بخد مت جناب مولانا مفتی خلیل خان صاحب، دارالعلوم احسن البرکات، حیدرآباد، السلام علیکم عرض یہ ہے کہ: آپ برائے مہربانی فرما کر حدیث نبوی ﷺ سے دیکھ کر یہ ہمیں بتائیں کہ گواہوں کے بغیر طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں؟ آپ کی عین نوازش ہوگی اور آپ کے اس فتویٰ سے بہت سے لوگوں کا بھلا ہوگا۔ یہ بھی خدمت خلق ہے۔

سرفراز علی خاں بقلم خود

۷۸۶ جواب: طلاق کے لئے زوجہ، خواہ کسی دوسرے کا سننا ضروری نہیں جبکہ شوہر نے اپنی زبان سے الفاظ طلاق ایسی آواز سے کہے جو اس کے کانوں تک پہنچنے کے قابل تھے اگر پہ شور و غل یا بہرے پن کی وجہ سے یہ نہ سن سکا تو عند اللہ طلاق ہوگئی۔ طلاق میں گواہوں کی ضرورت اس وقت پیش آتی ہے جب کہ شوہر طلاق کا منکر ہو تو ان گواہوں سے طلاق کا ثبوت ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۹ھ

مطلقہ مغلطہ کے ساتھ رہنا

سوال: بخد مت جناب مفتی خلیل خان صاحب، السلام علیکم کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک آدمی نے اپنے ہوش و حواس قائم ہونے کی صورت میں غصے کی حالت میں اپنی بیوی کو گواہوں کے سامنے تین طلاقیں دے دیں۔ اور اسے بتایا گیا کہ آپ کی بیوی آپ پر حرام ہوگئی لیکن وہ اس کے باوجود اس کے ساتھ وہی سابقہ تعلقات قائم کئے ہوئے ہے اور کہنے سمجھانے سے بھی باز نہیں آتا۔ ایسے آدمی کے ساتھ مسلمانوں کو اور خاص طور پر اہل محلہ کو کیسا سلوک کرنا چاہئے؟ منجانب اہل محلہ گجراتی پاڑہ

۷۸۶ جواب: جب طلاقیں تین تک پہنچ جائیں پھر وہ عورت اس مرد کے لئے بے حلالہ کسی طرح حلال نہیں ہو سکتی۔ قال اللہ تعالیٰ: فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ۔ اس کے بعد بھی اگر وہ عورت اس مرد کے پاس رہی اور اس نے اس سے صحبت کی اور اسے مسئلہ بتا بھی دیا گیا تو وہ صحبت زنا ہوگی اور اسے اگر مسئلہ معلوم ہے تو یہ زانی اور شرعاً سزائے زنا کا مستحق ہے۔ اس صحبت سے جو اولاد ہوگی وہ ولد الزنا اور ترکہ پدری سے محروم رہے گی۔ اور اس میں کوئی فرق نہیں کہ تین طلاقیں

ایک ساتھ ہوں یا متفرق (کافی الدر المختار و شرح رد المحتار) اور اہل محلہ کو زنا کی شرعی حد جاری کرنے کا تو کوئی اختیار نہیں البتہ ان پر ترک تعلق لازم ہے۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ ایسے بیباک سے تنکا توڑ علیحدہ ہو جائیں۔ قال اللہ تعالیٰ: فَلَا تَقْعُدُوا بَعْدَ الذِّكْرِ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ (انعام)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان قادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ ربیع الآخر ۱۳۹۹ھ

تین طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ: صغیر خان نے اپنی بیوی کو کہا جب کہ اس کی بیوی نے کہا کہ گھر میں دوائی موجود نہیں میری صحت بہت خراب ہے۔ اس پر صغیر خان نے کہا کہ میں نے طلاق دی! طلاق دی! طلاق دی! معلوم یہ کرنا ہے کہ طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ فقط والسلام السائل، صغیر خان بہاری

۷۸۶ جواب: صورت مذکورہ بالا میں صغیر خان نے جبکہ اپنی بیوی منکوحہ کو تین بار طلاق دی تو تینوں طلاقیں اس پر پڑ گئیں اور دونوں کے مابین نکاح ٹوٹ گیا اور دونوں ایک دوسرے پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئے۔ اب تا وقتیکہ حلالہ نہ ہو یہ دونوں آپس میں باہمی رضامندی یا کس کے جبر اور دباؤ میں آ کر بھی نکاح نہیں کر سکتے۔ قال اللہ تعالیٰ: فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدِ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرًا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان قادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۹ھ

تین طلاق کے بعد اسی عورت سے نکاح

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: عبد اللہ نے اپنی زوجہ کو تین طلاقیں دیں اور اب وہ دوبارہ اسی عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے اس کی کیا صورت ہوگی؟ فقط السائل، عبد اللہ اوڈھ

۷۸۶ جواب: ہوا لموفق للصواب: صورت مسئلہ عنہا میں جب عبد اللہ نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں تو اب یہ عورت عبد اللہ کے لئے حرام اور اجنبیہ ہو گئی اور اب یہ عورت عبد اللہ کے لئے بے حلالہ کسی طرح حلال نہیں ہو سکتی۔ قال اللہ تعالیٰ: فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدِ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرًا اگر بغیر حلالہ عبد اللہ نے اس عورت سے نکاح کر لیا تو وہ زنا ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۹/۳/۱۹۷۹ء

۷۸۶ جواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خان قادری البرکاتی النوری عفی عنہ

حاملہ کو طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میں نے اپنی بیوی کو اس کی بد چلنی اور نافرمانی کی وجہ سے اس کو دو چار آدمیوں کے روبرو طلاق دے دی ہے اور وہ چھ سات ماہ کے حمل سے بھی ہے اور اس کو میں نے خرچہ بھی دے دیا ہے آپ اس

بارے میں یہ بتلائیں کہ اس کو طلاق ہوئی یا نہیں؟ اور میں نے اس کو تین طلاقیں دی ہیں۔

فقط والسلام بابودین، لطیف آباد حیدر آباد

۷۸۶ جواب: عورت کا حاملہ ہونا، وقوع طلاق سے مانع نہیں (عامہ کتب) لہذا مسماں مذکورہ پر تینوں طلاقیں پڑ گئیں اور بغیر حلالہ اب یہ اپنے شوہر کے لئے حرام ہوگئی اور چونکہ یہ حاملہ ہے اس لئے اس کی عدت وضع حمل ہے۔ قال اللہ تعالیٰ
وَأُولَاتُ الْأَحْصَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ (طلاق: 4)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ ربیع الاول شریف ۱۳۹۹ھ

تحریر سے طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مقصود احمد نے اپنی بیوی کو پہلے غصہ میں آ کر دو تھپڑ مار دیئے اس کی خالہ یعنی (ساس) مقصود احمد سے جھگڑنے لگی کہ میرے گھر میں آ کر تم میری لڑکی کو کیوں مارتے ہو۔ اس غصہ میں آ کر وہ آپس میں لڑنے جھگڑنے لگے (مقصود اور اس کی ساس) مقصود احمد نے غصہ میں آ کر ایک کاغذ پر مندرجہ ذیل الفاظ لکھ دیئے (میری طرف سے پاک و صاف ہیں میری طرف سے آپ کو طلاق! طلاق! طلاق!) دستخط مقصود احمد۔ اور لکھا ہوا کاغذ نہ اس نے اپنی بیوی کو دیا نہ اس کے بھائی کو نہ اس کی ماں کو بلکہ نیچے گرادیا۔ اس کے چھوٹے بھائی یعنی لڑکے کے بھائی نے وہ کاغذ اٹھا کر اپنی امی کو دے دیا۔ محمد یونس، ۲۹ رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ

۷۸۶ جواب: تحریر سے طلاق اس وقت پڑتی ہے کہ شوہر کو اقرار ہو کہ یہ تحریر میری ہے یا گواہان عادل سے اس کا ثبوت ہو جائے لہذا شوہر سے اس کی بابت دریافت کیا جائے۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ شوال المکرم ۱۳۹۹ھ

عدت میں نکاح ہوا تو صحیح نہیں

سوال: جناب قبلہ مولانا مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، گزارش عرض یہ ہے کہ: میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دیا تھا اور اس نے اپنی عدت پوری کر کے دوسرے سے نکاح کیا لیکن یہ حمل سے تھی تو نکاح پڑھنے والے کو معلوم ہوا تو اس نے اس کو چھوڑ دیا پنچایت کو بتایا کہ یہ حمل سے ہے اس سے میرا نکاح نہیں ہوا لہذا ابھی آپ سے عرض ہے کہ آپ اس کا صحیح مسئلہ بتائیں کہ دوبارہ میرا نکاح کس طرح ہوگا۔ کیوں کہ میرے اس کے پاس تین بچے ہیں۔ اس لئے اس کے ساتھ میرے نکاح کرنے کا مسئلہ بتائیں۔ آپ کی عین نوازش ہوگی۔ فقط کلو ولد بشیر

۷۸۶ جواب: بیوی کو جب شوہر نے طلاق دی اور وہ حاملہ تھی تو اس کی عدت تین مہینے نہیں، بلکہ وضع حمل ہے یعنی جب بچہ پیدا ہوتا عدت بھی ختم ہو جاتی لہذا دوبارہ نکاح صحیح نہیں ہوا۔ اب کہ عورت کے یہاں بچہ پیدا ہو چکا تو اس پہلی طلاق کی عدت گزر چکی۔ اب اسے اختیار ہے کہ جس مرد سے چاہے نکاح ثانی کرے اگر چہ اس سے، جس سے پہلے کیا تھا، اور وہ صحیح نہ

ہوا تھا۔ (عامۃ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ ذی قعد ۱۳۹۹ھ

لفظ ”چھوڑ دوں گا“ طلاق نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: غصے کی حالت میں شوہر نے بیوی کو کہا کہ اگر تم فلاں گھر گئیں تو میں تمہیں چھوڑ دوں گا اور طلاق دے دوں گا، لہذا قانوناً شرعاً طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

محمد الیاس ولد فیاض، پھلیلی، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ جواب: یہ الفاظ کہ ”میں تجھے چھوڑ دوں گا“ ایقاع طلاق نہیں بلکہ اپنے قصد و ارادہ کا اقرار ہے اور ارادہ طلاق، طلاق نہیں۔ (بہار شریعت بحوالہ درمختار وغیرہ) لہذا صورت مسئلہ میں عورت پر طلاق نہ پڑی وہ بدستور اپنے شوہر کے نکاح میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ شعبان ۱۳۹۹ھ

چودہ سال بعد بیوی کا خیال

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنی بیوی کو تحریری طلاق دی۔ براہ کرم یہ تحریر فرمائیں کہ تحریری طلاق ہوئی یا نہیں؟ چوہدری رحمت علی، لطیف آباد، حیدرآباد

۷۸۶ جواب: تحریر سے صاف ظاہر ہے کہ مسمی عبد الرزاق نے اپنی بیوی کو طلاق دی بلکہ تین طلاقیں۔ لہذا اس صورت میں عورت چودہ سال قبل ہی مطلقہ ہو چکی اور اس کی عدت بھی گزر چکی اب اسے اختیار ہے کہ جس مسلمان سے چاہے عقد ثانی کرے البتہ شوہر اول کے لئے بغیر حلالہ، یہ حلال نہ ہوگی۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ شعبان المعظم ۱۳۹۹ھ

اگر بیوی شوہر کی خدمت کے قابل نہیں تو کیا کرے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسماں سیکند بنت منشی خان کا نکاح تین سال قبل مسمی شوکت علی ولد وزیر علی سے قرار پایا اور رخصتی بھی عمل میں آئی جب کہ لڑکی نابالغ تھی اور لڑکا بالغ تھا۔ اب لڑکی کی عمر تقریباً ۱۵ سال ہو چکی ہے اس کی صحت نہایت خراب ہے اور قد بھی بہت کم ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ امور خانہ داری بھی انجام نہ دے سکے گی ایسی حالت میں شوہر اسے طلاق دینا چاہتا ہے شرعاً اس کی کیا صورت ہوگی؟

فقہ السائل شوکت علی ولد وزیر علی، یونٹ نمبر ۱۱، لطیف آباد، حیدرآباد

۷۸۶ جواب: اگر صورت واقعی یہی ہے کہ عورت صحت مند اور شوہر کی خدمت کے قابل نہیں اور ان دونوں میں صحیح نباہ ممکن نہیں تو شوہر اسے طلاق دے سکتا ہے۔ اس کا طلاق یہ ہے کہ وہ ایک طلاق است دے دے۔ اگر خلوت صحیح نہیں ہوئی تو

ابھی، ورنہ عدت گزر جانے پر نکاح ٹوٹ جائے گا۔ (عامہ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم
 العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ شوال المکرم ۱۳۹۹ھ

طلاق بائن کے الفاظ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید اپنی منکوحہ بیوی کو بذریعہ ڈاک طلاق نامہ بھیج دیتا ہے اور باقاعدہ تحریر کے نیچے اس کے انگوٹھے کا نشان موجود ہے۔ طلاق نامہ کا مضمون مندرجہ ذیل ہے کہ میں اقرار کرتا ہوں کہ زلیخا ولد جان محمد کو اپنے تہہ دل اور ہوش و حواس میں اس کی بدچلنی کی وجہ سے اپنے تن سے حرام! حرام! حرام! کرتا ہوں۔ العبد محمد اقبال ولد غلام رسول

آیا اس مضمون سے طلاق واقع ہو جاتی ہے یا کہ نہیں؟ مہربانی فرما کر شریعت کے مسئلہ سے آگاہ فرمائیں۔
 السائل حافظ محمد حنیف خضریٰ قادری، غوثیہ کالونی، ٹنڈو آدم ضلع ساگمٹر، دارالعلوم حنفیہ غوثیہ، ۲۶ ستمبر ۱۹۷۹ء
۷۸۶ جواب: مذکورہ بالا الفاظ یا ان الفاظ سے ملتے جلتے الفاظ جن سے عرف عام میں طلاق دینا، سمجھا جاتا اور مانا جاتا ہے، ان سے بے نیت طلاق بھی، طلاق بائن واقع ہوتی ہے۔ (کمافی رد المختار وغیرہ) لہذا عورت نکاح سے نکل گئی، عدت گزرنے کے بعد اسے اختیار ہے کہ جس سے چاہے نکاح کرے اور اس شوہر سے نکاح چاہے تو عدت میں بھی ہو سکتا ہے بعد عدت بھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ ذی قعد ۱۳۹۹ھ

مہر کب مؤکد ہوتا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسمی محمد اسماعیل ولد عبد اللہ کا عقد ثانی ہمراہ مسماہ بنت بابو سے ۲۱ جون ۱۹۷۲ء کو ہوا۔ اس وقت دولہا دلہن دونوں نابالغ تھے اور مہر کی رقم مبلغ دس ہزار روپیہ ملے ہوئی تھی۔ صرف نکاح ہوا تھا رخصتی نہیں ہوئی۔ دلہن اپنے سسرال نکاح کے بعد آج تک بالکل نہیں آئی ہے۔ نکاح کے وقت سے ہی تعلقات کشیدہ رہے اور اب جبکہ لڑکا بالغ ہو چکا ہے اور اب وہ اگر طلاق دے تو شرعاً اس پر کتنا مہر ادا کرنا لازم ہوگا؟

فقط السائل عبد اللہ ولد نتھا، حیدرآباد، ۱۳-۱۰-۱۹۷۹ء

۷۸۶ جواب: وطی یا خلوت صحیحہ یا دونوں میں سے کسی کی موت واقع ہو جائے تو مہر جو مقرر ہوا تھا مؤکد ہو جاتا ہے کہ جو مہر ہے اب اس میں کمی نہیں ہو سکتی۔ تو اگر مہر وطی یا خلوت صحیحہ سے مؤکد نہ ہوا تھا طلاق دے دی تو نصف مہر ادا کرنا ہوگا۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ **وَإِنْ طَلَّقْتُمُوهُنَّ** یعنی اگر تم نے عورتوں کو ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دے دی اور ان کے لئے مہر مقرر ہو چکا ہے تو جتنا مقرر کیا اس کا نصف واجب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ ذی قعد ۱۳۹۹ھ

سابقہ بیوی کو حلالہ کے بغیر زبردستی لانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: زید نے تقریباً چھ بالغ مردوں کے سامنے کہا کہ ”میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی! میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی!“ اور یہ بات پوری برادری میں مشہور ہے کہ زید نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے۔ پانچ سال کی مدت گزر جانے کے بعد زید نے اپنی سابقہ بیوی کو زبردستی اٹھالیا۔ آیا یہ طلاق ہوئی یا نہیں؟ زید اس کو رکھ سکتا ہے یا نہیں؟ شاہدین میں سے تین کے دستخط دیئے گئے ہیں۔

۱۔ نظام الدین، ۲۔ قمر الدین، ۳۔ اللہ دین نظام الدین، پھلیلی، نزد غوثیہ مسجد پریٹ آباد، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: شریعت کا حکم یہ ہے کہ جس شخص نے اپنی عورت کو تین طلاقیں دی ہوں، ایک دفعہ میں خواہ برسوں میں، دونوں صورتوں میں عورت اس پر بغیر حلالہ حرام ہے۔ حلالہ کے معنی یہ ہیں کہ عورت اگر حیض والی ہے تو اسے تین حیض شروع ہو کر ختم ہو جائیں، اس وقت وہ اس طلاق کی عدت سے نکلے گی۔ اب عورت دوسرے سے نکاح کرے اور وہ اس سے ہم بستر ہو پھر وہ طلاق دے یا مرجائے اور بہر حال اس کی عدت گزر جائے اس کے بعد اس پہلے سے نکاح ہو سکتا ہے۔ حلالہ کے بغیر وہ عورت اسے کسی طرح حلال نہیں ہو سکتی خواہ یہ باہمی رضامندی، یا برادری کے دباؤ میں آ کر نکاح ہی کیوں نہ کر لیں یہ نکاح نہ ہوگا اور عورت حرام ہی رہے گی اور صحبت زنا اور اس صحبت سے پیدا ہونے والی اولاد، ولد الزنا۔ اگرچہ شوہر طلاق کا انکار کرے کہ گواہان معتبر کی موجودگی میں، شوہر کا انکار مقبول نہیں۔ اللہ تعالیٰ عالم الغیب والشہادۃ ہے وہ ہر ایک کے دل کی جانتا ہے۔ اللہ سے ڈرے اور محض اپنی آن کے لئے عذاب آخرت نہ خریدے اور جہنم کے عذاب کو ہلکا نہ جانے۔ پھر جبکہ یہ بات برادری میں مشہور ہے تو اس کا انکار اور بھی زیادہ مہمل ہے اور ہرگز ہرگز شریعت میں مقبول نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ ذی قعد ۱۳۹۹ھ

طلاق کب دے؟

سوال: بخدمت عالی قبلہ، رہبر شریعت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ فدوی کی زوجہ عرصہ دراز سے برابر عاصی پردباؤ ڈال رہی ہے کہ آپ مجھے طلاق دے دیں یہاں تک کہ کئی بار تحریراً اس بات کا اعادہ بھی کر چکی ہے کہ میں اپنے مہر سے دستبردار ہوتی ہوں لہذا طلاق بائن دے دیں۔ قبلہ مفتی صاحب مجھے اپنی بیوی کے چال چلن پر بھی شبہ ہے ایسی صورت میں ناجائز وابستگی بصورت تحریر میرے علم میں بھی آ چکی ہے۔ آپ سے واسطے اللہ کے شریعت مطہرہ کی روشنی میں فتوے کا طالب ہوں۔

فقط عرض دارنوید الحق ولد عبدالحق، لطیف آباد، حیدر آباد، سندھ

۷۸۶ الجواب: عورت کے جو خطوط، شوہر نے پیش کئے ہیں ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ اب ان دونوں میں نبھاؤ مشکل ہے بالخصوص عورت اسے نہ نباہ سکے گی لہذا چارہ کار طلاق ہے۔ ایک طلاق ایسے طہر میں کہ وطی نہ کی گئی ہو دے دی جائے۔

عدت گزر جائے گی تو نکاح ٹوٹ جائے گا اور حکم شرع کے مطابق علیحدگی ہو جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ

خط سے طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: کتابت یعنی خط کے ذریعے سے جو کہ
 بطرف زوجہ یا باپ زوجہ کے ہو، طلاق رجعی یا، بائن یا، ثلاثہ واقع ہوتی ہے یا کہ نہیں؟ جبکہ طلاق دینے والا تحریر سے انکار کرتا
 ہو۔ السائل عبدالقیوم

۷۸۶ الجواب: خط کے ذریعے سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔ کما قال شامی و کذا کل کتاب لم یکتبه بخطه ولم
 یملہ بنفسه لا یقع الطلاق مالم یقرائہ، کتابہ۔ وایضاً قال فی الدرر والغرر من غنیۃ الخط یشبه الخط
 فلا یعمل فیہ الا ان یوجہ فیہ ما یزول بہ الشبہ وهو ان یکون الكتاب من الکاتب المشہور کا لقاضی و
 المفتی او العالم الذی کان مشہور فی مراجعۃ الخلق الیہ ویكون ذالک الخط موزوناً مختوماً وبدون
 هذه الشروط لا یعمل بہ وهو المعول فی العرف۔ کتابت مستبہ کے ساتھ طلاق واقع ہو سکتی ہے اگرچہ تلفظ بالطلاق
 نہ ہو مگر صورت مسئلہ میں یہ شخص منکر ہے اور گواہ بھی موجود نہیں اور الخط یشبه الخط کی وجہ سے طلاق کے واقع
 ہو جانے کا حکم صحیح نہیں۔ فقیر عبدالحق عفی عنہ

۷۸۶ الجواب: خطوط سے ثبوت طلاق، دو امر پر موقوف ہے یا تو شوہر اقرار کرے کہ واقعی میں نے یہ خط لکھا تھا۔ یا دو مرد
 ، خواہ ایک مرد و دو عورتیں ثقہ، عادل، شہادت شرعیہ دیں کہ ہمارے سامنے شوہر نے خط مذکور لکھا، یا ہم سے ذکر کیا کہ اس نے
 اپنی بیوی کو طلاق لکھ کر بھیج دی ہے۔ اور صورت مسئلہ میں نہ شوہر کا اقرار ہے، نہ شہادت شرعیہ موجود۔ تو اصلاً ثبوت طلاق
 نہیں اگرچہ خطوط موجود اور ان کی تحریر، اس کی تحریر سے مشابہ ہو لہذا صرحوا بہ فی عامۃ الکتب ان الخط یشبه
 الخط فلا یعتبر۔ مگر فی الواقع اگر زید اس انکار میں جھوٹا ہے تو اس کا حساب لینے والا خدا ہے۔ اور عورت اس وبال سے
 پاک و جدا ہے۔ مرد خدا سے ڈرے اور حق ظاہر کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ رجب المرجب ۱۳۹۹ھ

غیر مدخولہ کو تین بار طلاق دے تو کیا حکم ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص کے گھر والوں نے زبردستی اس کی بیوی کو
 طلاق دلوائی ہے جب کہ میاں بیوی میں کوئی لڑائی جھگڑا نہیں ہے اور تین مرتبہ کہلوایا ہے لہذا اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا
 نہیں؟ نکاح کے بعد تقریباً سات آٹھ مہینے تک ہم نے نہ کوئی واسطہ رکھا اور نہ قربت وغیرہ کی لہذا اس صورت میں حلالہ کے بغیر
 نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟ جواب سے نوازیں۔ فقط السائل حسنین علی، لیاقت کالونی حیدرآباد، سندھ، ۱۳ اگست ۱۹۷۹ء

۷۸۶ جواب: سائل صاف صاف لکھے کہ زبردستی طلاق لیتے وقت اس سے کیا الفاظ کہلائے گئے اور شوہر نے کیا الفاظ استعمال کئے؟

۲۔ لڑکی کی رخصتی ہوا بعد عمل میں آئی یا نہیں؟

۳۔ پوشیدہ طور پر ان دونوں کی تنہائی میں ملاقات تو نہیں ہوئی؟

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

۷۸۶ جواب: سائل یعنی حسنین علی نے زبانی بیان دیا کہ یہ واقعہ خود اسی کا ہے اور یہ کہ اس کے گھر والوں نے تین مرتبہ اس سے طلاق کے الفاظ کہلائے ایک مرتبہ تین طلاقیں نہیں کہلائیں اور یہ کہ ان میں اعلانیہ یا پوشیدہ کبھی یکجائی نہیں ہوئی۔ اگر صورت حال واقعی یہی ہے تو اس صورت میں عورت پر ایک طلاق پڑ گئی اور چونکہ وہ غیر مدخولہ ہے اس لئے یہ طلاق بائن قرار پائے گی۔ ایک طلاق کے بعد دوسری بار کے الفاظ کا عورت محل ہی نہ رہی لہذا وہ لغو ہوئیں اور طلاق بائن کی صورت میں بغیر حلالہ دوبارہ نکاح درست ہے۔ یہاں عدت کی بھی حاجت نہیں۔ (در مختار وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ

بے ہوشی میں طلاق

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: زید سخت بیمار تھا اور نائی فائیڈ تھا اور اس بے ہوشی کی حالت اور غفلت میں اپنی بیوی کو طلاق دے دی زید کو جب ہوش آیا اور اس سے کہا گیا کہ تم نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی تو زید نے کہا کہ میں نے دانستہ کوئی طلاق نہیں دی ہے اگر بے ہوشی میں کہا، تو مجھے کوئی علم نہیں ہے اور دونوں یعنی میاں بیوی نہایت خلوص و محبت سے رہتے ہیں اور ان میں کوئی لڑائی جھگڑا نہیں ہوتا تو آپ اس مسئلہ میں فتویٰ عنایت فرمائیں کہ کیا طلاق ہو گئی یا کہ نہیں؟

محمد عظیم ولد پٹویشنخ، اسلام آباد، حیدر آباد، سندھ

۷۸۶ جواب: زید اگر واقعہ ایسا ہی بیمار تھا کہ اس بے ہوشی طاری تھی اور اسی حالت غفلت و بے ہوشی میں اس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی تو یہ طلاق واقع نہ ہوگی اور اللہ تعالیٰ نیتوں اور ظاہر و پوشیدہ سے خوب واقف ہے۔ (رد المحتار، در المختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ شوال المکرم ۱۳۹۹ھ

شوہر منکر ہوا اور بیوی مدعی طلاق تو کیا حکم ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ ایک شخص نے غصہ میں اپنی بیوی کو تین چار مرتبہ طلاق دے دی، طلاق لڑکی کے گھر پر دن بوقت طلاق کوئی گواہ موجود نہیں تھا

بوقت طلاق لڑکی کو تقریباً دوڑھائی ماہ حمل تھا۔

۲۔ اب شوہر از روئے شریعت، قسم قرآن مجید کہتا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی۔ بیوی از روئے شریعت قسم قرآن مجید کہتی ہے کہ شوہر نے اس کو تین چار مرتبہ طلاق دی ہے۔ حکم شرعی کیا ہے۔ کیوں کہ اب شوہر بیوی کو واپس اپنے پاس رکھنے پر بضد ہے جبکہ تقریباً پانچ ماہ سے لڑکی اپنے والدین کے ہمراہ رہ رہی ہے؟ محمد ابراہیم خان، قصائی پاڑہ حیدرآباد، سندھ

۸۶۷ الجواب: شوہر منکر ہے کہ اس نے طلاق نہیں دی اور عورت کا بیان ہے کہ اس نے طلاق دے دی تھی جبکہ گواہ کوئی نہیں۔ تو بے گواہان شرعی عورت کا دعویٰ قطعاً قبول نہیں اور نہ اس کی اس معاملہ میں قسم معتبر۔ پھر اگر واقع میں شوہر نے طلاق دے دی تھی اور جھوٹ انکار کیا، تو عورت پر فرض ہے کہ جس طرح جانے اس سے چھٹکارا حاصل کرے اور اس سے دور بھاگے ہرگز اسے اپنے پر قابو نہ دے۔ خواہ مہر وغیرہ دے کر اس سے طلاق حاصل کرے۔ (در مختار وغیرہ) اور یہ محض غلط ہے کہ عورت حاملہ ہو تو اس پر طلاق نہیں پڑتی۔ خود قرآن کا فیصلہ ہے کہ حاملہ عورتوں کی عدت یہ ہے کہ ان کے یہاں بچہ ہو جائے۔ تو اگر طلاق نہیں تو وضع حمل پر عدت کیسی؟ قال اللہ تعالیٰ وَأُولَاتِ الْأَحْصَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ (طلاق: 4)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۲۳ رجب المرجب ۱۳۹۹ھ، ۱۹ جون ۱۹۷۹ء

حلالہ میں وطی لازم ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے بیوی سے تنگ آ کر غصہ کی حالت میں تین بار الفاظ صریح کے ساتھ کہا کہ میں تجھے طلاق دیتا ہوں! طلاق دیتا ہوں! اور یہ الفاظ اس نے ایک ہی سانس میں کہے ہیں۔ کیا اب یہ بیوی اس خاوند کے نکاح میں بغیر حلالہ کے آ سکتی ہے یا کہ نہیں؟

السائل تنویر احمد، مکی شاہ روڈ ریلوے کالونی، حیدرآباد

۸۶۷ الجواب: تین طلاقیں کے بعد عورت اپنے شوہر پر بحرمت مغلظہ حرام ہو جاتی ہے اب تا وقتیکہ حلالہ نہ ہو یہ ایک دوسرے پر حرام ہیں بلکہ اپنی باہمی رضا مندی یا بیچ وغیرہ کے دباؤ میں آ کر نکاح بھی نہیں کر سکتے۔ اگر کر بھی لیا تو یہ نام نکاح اس حرام کو حلال، اس ناجائز کو جائز نہ کر دے گا۔ چارہ کار وہی حلالہ ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدِ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرًا یعنی تیسری طلاق کے بعد اب وہ عورت اپنے شوہر کے لئے حلال نہ ہوگی۔ جب تک وہ کسی اور سے نکاح نہ کرے اور حدیث شریف نے بتایا کہ اس نکاح میں وطی ضروری ہے۔ اس کے بغیر حلالہ نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، کلیم رجب المرجب ۱۳۹۹ھ

مہر عورت کا حق ہے

سوال: بخد مت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: فدوی کی ہمشیرہ مسما ت شمیم بیگم کی شادی مسمی جمال ولد

قمر الدین کے ہمراہ ۲۳ مارچ ۱۹۷۹ء کو ہوئی اور رخصتی بھی ان ہی دنوں میں کر دی گئی۔ لڑکی کی ساس اگرچہ اس کی سگی خالہ ہے۔ نامعلوم لڑکے نے لڑکی کو کیا چیز کھلائی کہ لڑکی کی جان بمشکل بچائی جاسکی۔ اب لڑکی اپنے بھائی اور والدہ کے پاس ہے، چنانچہ لڑکے والوں کو خبر دی جا چکی ہے کہ وہ لڑکی کو لے جائیں۔ ابھی چند روز ہوئے لڑکا خود اپنے والدین کے ہمراہ آیا، وہ خود تو کہیں رک گیا اور اپنے والد کو بھیجا انہوں نے فرمایا کہ لڑکا لڑکی کو رکھنا نہیں چاہتا ہم فیصلہ کریں گے طلاق دیں گے۔ میری بہن یتیم ہے اور میری والدہ بیوہ ہیں۔ براہ مہربانی فتویٰ عنایت فرمادیں کہ سندر ہے اور وقت ضرورت کام آوے۔

فدوی عبدالعزیز ولد عبدالشکور، لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: حالات بتاتے ہیں کہ اب ان دونوں میں نباہ مشکل ہے اور لڑکا جب طلاق دینے پر آمادہ ہے تو لڑکی کے لئے بھی چارہ کاریہ ہے کہ صبر کرے اور عدت گزار کر نکاح ثانی کرے۔ چونکہ یکجائی ہو چکی ہے اس لئے عورت پورے مہر کی حقدار ہے۔ طلاق کی صورت میں وہ پورا مہر پائے گی یا پھر جس پر مصالحت ہو جائے اور مولائے کریم کار ساز حقیقی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۹ھ

وقوع طلاق کے لئے گواہ لازم نہیں ہیں

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

ایک صاحب نے غصے میں آکر اپنی بیوی کو تحریری طور پر تین طلاقیں دیں جو کہ کسی دوسرے کو معلوم نہ ہوا صرف میاں بیوی تک محدود رہی تو طلاق لینے کے چند روز کے بعد ہی اس کی بیوی اپنے والدین کے پاس چلی گئی۔ اس معاملہ میں سنگین امر یہ پیش آیا کہ چند روز کے بعد ہی وہ اپنی بیوی پھر لے آیا اور اس کے بعد ایک بچہ بھی پیدا ہوا پھر تقریباً چودہ ماہ کے بعد میاں بیوی میں تنازعہ ہو گیا تو تنازعہ کی بناء پر اس کی بیوی نے بتا دیا کہ انہوں نے مجھے طلاق دی تھی اور باقاعدہ تحریر بھی دکھائی۔ اس کے بعد اس مسئلہ کو ایک مجمع میں کھولا گیا تو اس مجمع عام میں انہوں نے اقرار کیا کہ واقعی میں نے طلاق دی تھی۔ تو اب اس مسئلہ کے بارے میں شریعت کیا کہتی ہے کہ طلاق ہوئی یا کہ نہیں؟ براہ کرم جواب سے مطلع فرمائیں۔

فقط بندہ ناچیز عبدالعزیز، شڈو آدم

۷۸۶ جواب: شوہر نے تحریراً تین طلاقیں دیں اگرچہ اس وقت کوئی موجود نہ تھا عورت پر تین طلاقیں پڑ گئیں کہ وقوع طلاق کے لئے گواہوں بلکہ خود عورت کی موجودگی شرط نہیں اور جب طلاقیں تین تک پہنچ جائیں تو وہ عورت اس کے لئے بے حلالہ کسی طرح حلال نہیں ہو سکتی۔ قال اللہ تعالیٰ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ شہر زانی اور شرعاً سزائے زنا کا مستحق ہے اور اولاد ولد الزنا اور ترکہ پداری سے محروم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۲۵ رجب المرجب ۱۳۹۹ھ، ۲۱ جولائی ۱۹۷۹ء

تین طلاق کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مورخہ ۱۹۷۹ء کو میں منشی علی اپنی دوکان پر کام کر رہا تھا۔ میرے والد صاحب جناب محمد ابراہیم نے مجھے دوکان سے بلوا کر یہ بتلایا کہ تیری بیوی مسامت خورشید بیگم کو میں نے دیکھا کہ وہ ڈاکٹر سے دوا لینے کے بہانے گھر سے گئی تھی اور اس راستہ سے واپس آ رہی تھی جس راستہ سے اس کو منع کیا تھا اور محلے میں کھیلنے والے دو بچوں سے شہادت کروادی۔ میں نے اپنے والد کے اس الزام کو صحیح تسلیم کیا اور میں مشتعل ہو گیا اور میں نے اس وقت دو گواہوں یا میں، اور روشن، کی موجودگی میں اپنی منکوحہ خورشید بیگم کو ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دے دیں اور اس کی والدہ کے ہمراہ بھیج دیا اور وہ اپنے میکے چلی گئی جبکہ مسامت خورشید بیگم دو ماہ کی حاملہ ہے۔ بعد اس کے جب ڈاکٹر سے تحقیقات کی گئی تو ڈاکٹر نے بتلایا کہ خورشید بیگم دوا لے کر بھی گئی تھی اور اس کو انجکشن بھی لگایا گیا تھا۔ اس پر میں منشی علی بے حد نادم ہوا اور مجھے اپنی غلطی کا بے حد احساس ہوا۔ اب میں منشی علی اور میری منکوحہ خورشید بیگم اس بات پر رضامند ہیں کہ واپس اپنے گھر آباد کریں۔

- ۱۔ کیا مذکورہ بالا بیان سے میری بیوی خورشید بیگم کو طلاق ہو گئی یا نہیں؟
- ۲۔ اگر طلاق قطعی نہیں ہوئی تو اس کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟ برائے مہربانی قرآن و سنت سے فتویٰ عنایت فرمایا جائے۔ عین نوازش ہوگی۔ فقط طالب فتویٰ، منشی علی ولد محمد ابراہیم

۸۶۷ جواب: طلاقیں تینوں اس کی بیوی پر پڑ گئیں۔ وہ نکاح سے باہر ہو گئی اب تا وقتیکہ حلالہ نہ ہو یہ اپنی رضامندی یا دوسروں کے جبر و کراہ سے بھی باہم نکاح نہیں کر سکتے۔ یہی قرآنی حکم ہے کہ **فَلَا تَحِلُّ لَہٗ** اور یہی حدیث کا فرمان ہے کہ **لاحتی تذوقی (الحديث) اب حلالہ کے سوا کوئی راستہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم**

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ

لوگوں سے کہے کہ طلاق دے دی تو ہو گئی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میری لڑکی کی شادی جس کا نام حسن اختر ہے لاہور میں ۲۳ مارچ ۱۹۷۹ء کو حیدر آباد، لطیف آباد کے نعیم عاقل ولد عزیز اللہ خان کے ساتھ ہوئی۔ اس کی پہلی شادی شدہ عورت انڈیا فیروز آباد میں تھی اس نے ہم کو بتایا کہ میں نے انڈیا والی بیوی مسامت کوثر جہاں کو کئی بار لانے کی کوشش کی مگر نہ آئی اس لئے میں اس کو چار آدمیوں کی موجودگی میں طلاق دے آیا ہوں۔ ہم نے اس پر یقین و اعتبار کرتے ہوئے اپنی لڑکی کا نکاح نعیم عاقل کے ساتھ کر دیا۔ تاہم ہم نے اس کو کہا کہ تحریری طلاق نامہ روانہ کر کے ہم کو نقل روانہ کر دو۔ اس لئے وہ خود لاہور پہنچا اور بذریعہ عدالت طلاق نامہ مسامت کوثر جہاں کو بذریعہ رجسٹرڈ انڈیا فیروز آباد روانہ کر دیا اس کے بعد وکیل نے دواور طلاق نامے بذریعہ رجسٹری روانہ کر دیں۔ جس کے اکٹا کمنٹ (وصولی کے جوابات) اب تک نہ آئے لیکن رجسٹریاں بھی واپس نہ آئیں۔ اس لئے ہم نے ۲۳ مارچ ۱۹۷۹ء

وداع کر دی اب ۱۶ مئی ۱۹۷۹ء کو انڈیا والی بیوی مسماں کوثر جہاں حیدر آباد پہنچ گئی اور نعیم عاقل اس کو اپنے ہمراہ باوجود طلاق دینے کے رکھ رہا ہے اور میری لڑکی مسماں حسن اختر کو طلاق لینے کے لئے کہتا ہے اس وقت میری لڑکی ایک ڈیڑھ ماہ کی حاملہ ہے اس لئے فتویٰ بحوالہ حدیث صادر فرمائیں کہ آیا اس حالت میں کن شرائط کے تحت طلاق ہو سکتی ہے؟ چونکہ میری لڑکی پہلی بیوی کی موجودگی میں نہیں رہنا چاہتی اور وہ دونوں کو رکھنا چاہتا ہے۔ سید ناصر حسین والد حسن اختر، ۱۹۷۹ء، ۶۳۔

۸۶۷ جواب: طلاق کے بارے میں یہ اصول ہمیشہ ذہن نشین رکھیں کہ

۱۔ اگر شوہر نے عورت کو طلاق نہیں دی مگر لوگوں سے کہتا ہے کہ میں طلاق دے آیا تو شرعاً فیصلہ یہی کیا جائے گا کہ طلاق واقع ہو گئی اگرچہ کہے کہ میں نے جھوٹ کہا تھا۔ (فتاویٰ خیر یہ وغیرہ)

۲۔ وکیل یا کاتب سے کہا کہ میری عورت کو طلاق نامہ لکھ دے۔ اس کے کہتے ہی عورت پر طلاق واقع ہو گئی اور عورت مطلقہ ہو گئی (عالمگیری وغیرہ) لہذا اس کی پہلی بیوی اس کے اقرار سے مطلقہ ہو چکی ہے۔ اور طلاق میں عورت کی جانب سے کوئی شرط نہیں۔ نابالغ ہو یا بالغ۔ مجنون ہو یا عقل والی، حاملہ ہو یا غیر حاملہ۔ بہر حال جب اسے طلاق دی جائے گی طلاق پڑ جائے گی۔ (در مختار، عالمگیری وغیرہ) لہذا صورت ہذا میں اگرچہ عورت کو حمل ہے اگر اس کا شوہر اسے طلاق دے گا طلاق معتبر ہوگی البتہ اس کی عدت وضع حمل ہے یعنی ادھر بچہ ہو ادھر عدت ختم۔ قال اللہ تعالیٰ وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ (طلاق: 4)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ جس عورت کو طلاق دی جائے۔ بہر حال عدت کے اندر نفقہ پائے گی۔ (خانیہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ رجب المرجب ۱۳۹۹ھ

طلاق کے بعد عدت پوری ہونے پر عورت خود مختار ہے

سوال: بخدمت جناب عالم دین شرع متین مفتی صاحب مدظلہ، السلام علیکم

کیا فرماتے دین علماء دین اس مسئلہ میں کہ: عبدالغفور ولد محمد عثمان نے اپنی منکوحہ (زوجہ) رضیہ بیگم بنت شریف سے آج سے تقریباً ایک سال قبل دو گواہوں کے روبرو مندرجہ ذیل الفاظ میں لفظ طلاق استعمال کیا تھا۔ ”چونکہ میرا اور میری بیوی کا ساتھ نہیں ہو سکتا اس لئے اس کو میں نے طلاق دے دی ہے۔“ اس واقعہ کو ایک سال ہو گیا اور اس کے بعد عبدالغفور ولد محمد عثمان نہ ہی رضیہ بیگم کو لینے آیا اور نہ ہی اس نے کسی قسم کی رجعت کی۔ یہ دونوں گواہان جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ حلفیہ بیان دیتے ہیں کہ ہم مسلمان عاقل بالغ ہوشمند میں بلا کسی جبر اور لالچ کے یہ بیان دیتے ہیں۔ اب شریعت مبارکہ اس مسئلہ کے بارے میں کیا حکم صادر فرماتی ہے۔ براہ کرم جواب سے نوازیں۔

گواہان: ۱۔ نظام الدین ولد ولی محمد، ۲۔ بسم اللہ خان ولد جلال خان مورخہ یکم ربیع الاول شریف ۱۳۹۹ھ

۸۶۷ جواب: جبکہ شوہر نے اپنی منکوحہ کو طلاق دے دی اور اس طلاق پر گواہ بھی موجود ہیں اور ایک سال تک شوہر کا اس

سے بے تعلق رہنا بھی ان گواہوں کے بیان کی تائید کرتا ہے تو عدت گزر جانے پر عورت کو اختیار ہے کہ جتنی مرد مسلمان سے چاہے نکاح کر لے (عامہ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳ ربیع الاول شریف ۱۳۹۹ھ

عدت کب شروع ہو جاتی ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنی منکوحہ بیوی کو آج سے دو سال قبل گواہوں کے سامنے تین بار طلاقیں دیں تحریراً طلاق نامہ نہیں لکھا اس نے کہا تجھے طلاق ہے! تجھے طلاق ہے! تجھے طلاق ہے! طلاق نامہ تحریراً نہ لکھنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ اس عورت کا، عدت کے بعد اس عورت کے دیور سے نکاح کرنا چاہتے تھے۔ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد جب اس عورت کے دیور کا نکاح کسی دوسری جگہ ہو گیا تو عورت نے کہا کہ اب مجھے چھوڑ دو، تاکہ میں اپنے والدین کے پاس جاؤں اس پر تیسرے آدمی سے نکاح کرنے کی پیش کش کی مگر عورت نے انکار کر دیا آخر اسی اثناء میں عورت کی طرف سے کورٹ میں کیس کیا گیا کیوں کہ دو سال تک زوج نے نان و نفقہ نہیں دیا تھا یہ کیس اپریل ۱۹۷۸ء میں ہوا مگر طلاق دو سال قبل ہو گئی تھی آخر کھٹ نے ۱۹۷۹ء ۱۳۱ء کو عورت کے حق میں فیصلہ کر دیا نان و نفقہ مرد کو ادا کرنے کا حکم دیا اور عورت کو دوسرا نکاح کرنے کی اجازت دے دی اب پوچھنا یہ ہے کہ گواہوں کے کہنے پر طلاق دو سال قبل کی قبول کی جائے گی یا جس تاریخ کو کورٹ نے عورت کو آزاد کر دیا اس تاریخ سے عورت کی عدت کے بارے میں وضاحت سے بیان کریں تاکہ دوسرا نکاح کرنے کی کوشش کی جائے۔

فقط۔ وسیم، اللہ دین شاہ، نڈوالہ یار، ۱۹۷۹ء ۳۱۲۔

۷۸۶ جواب: طلاق کی عدت، وقت طلاق سے ہے اگرچہ عورت کو اس کی اطلاع نہ ہو کہ شوہر نے اسے طلاق دے دی ہے اور مثلاً تین حیض آنے کے بعد معلوم ہوا، تو عدت گزر چکی۔ درمختار وغیرہ میں ہے ومبدء العدة بعد الطلاق والبوت وتنقضی العدة وان جهلت بهما لهذا صورت مسئلہ میں عورت کی عدت گزر چکی اور اسے نکاح ثانی کا اختیار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ

اردو میں لفظ ”میں نے تجھے چھوڑا“ طلاق صریح ہے

سوال: چنانا فرماتے ہیں علماء دین ہن مسئلہ لاء جنین نہ مون سائل نالی پنهنجي مذکورہ بیوی کی حرجی عالم ہر بہ دفعا سندس مائتن اکیان چيو ته مون چڏي مون چڏي ۔ طلاق جو لفظ زبان نی نہ آندو ۔ هاڻي مذکورہ عورت کی مان حق زوجیت ہر استعمال ڪري سگهان تو یا نہ ۔ شرعی حکم موجب ان مسئلہ نی روشنی وجھندا۔

سکر گزار رهندس

(ترجمہ) کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک مرد نے برادری والوں کے سامنے اپنی بیوی کا نام لئے بغیر کہا کہ میں نے چھوڑا! میں نے چھوڑا! طلاق کا لفظ زبان پہ نہیں لایا کیا یہ مرد اپنی بیوی کو حق زوجیت میں استعمال کر سکتا ہے یا نہیں؟

شرعی حکم کی رو سے اس مسئلے پر روشنی ڈال کر تحریری جواب دیں۔

نوٹ۔ اس وقت برادری کے سامنے بیوی کا ذکر چل رہا تھا۔

فقط السائل مراد

۷۸۶ الجواب: اردو میں یہ لفظ ”میں نے تجھے چھوڑا“ یوہیں عورت کو چھوڑنا عرفاً طلاق میں صریح ہے کہ چھوڑ دینا، لفظ طلاق کی تشریح و تفسیر ہے۔ لہذا سندھی زبان میں بھی یہ لفظ کہ مون چڈی، طلاق ہی کے معنی میں جانا بولا اور سمجھا جاتا ہے تو بے شک یہ لفظ طلاق میں صریح ہوا۔ اب اگر شوہر نے تین بار کہا تین طلاقیں ہو گئیں اب بے حلالہ اس سے مرد نکاح نہیں کر سکتا اور تین بار سے کم کہا اور عدت گزر گئی تو نکاح آپس میں دوبارہ کر سکتے ہیں اور عدت نہ گزری تو مرد کا اتنا کہنا کافی ہے کہ میں نے تجھے اپنے نکاح میں پھیر لیا۔ ہاں مرد کو چاہئے کہ اس رجعت پر دو عادل شخصوں کو گواہ کرے کہ یہی رجعت کا مسنون طریقہ ہے۔ پھر چونکہ برادری کے روبرو، اس شخص کی بیوی کا ذکر چل رہا تھا اور قرآن بتاتے ہیں کہ بیوی کو طلاق دینے نہ دینے کا ہی ذکر تھا تو اب بیوی کی جانب صریح اضافت و نیت کی حاجت نہیں کہ قرآن خود اس کی صراحت کرتے ہیں پھر بھی شوہر اگر کہے تو اس کا قول بقسم معتبر ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ

(ترجمہ) ۷۸۶ الجواب اردو میں یہ لفظ مون تو کی چڈی اہڑی طرح عورت کی چڈی ڈین عرف عام میں طلاق صریح آہی۔ یعنی چڈی ڈین اھا لفظ طلاق جی تشریح ۽ تفسیر آہی لہذا سندھی زبان میں بہ ہی لفظ مون چڈی طلاق جی معنی میں جاتو سجاتو و جی تو۔

بیشک ہی لفظ بہ طلاق میں (صریح) آہی یعنی ظاہر آہی جیکڈھن مڑس ٹی دفعا چیتو تہ ٹی طلاقون اچی ویندیون ہائی حلالی کان سواء ان ساگین مرد تہ اھا عورت حرام آہی ۽ نکاح نتو کری سگھی۔ ۽ تہن کان گھت چیانین ۽ ان دوران عدت بہ گذری وینی تہ ہائی حلالی کان سواء نکاح کری رکھی سگھی تو ۽ جیکڈھن عدت نہ گذری ہئی عدت جی دوران مڑس جو ایترو چون کافی آہی تہ مون تو کی پنہنجی نکاح میں ورتی۔ انہی مڑس کی کہی تہ اھی لفظ چون وقت بہ ماٹھو شاہدی طور جیککی عادل جن سامھون ویاہری چوتہ اھوئی واپسی یعنی رجعت جو سنت طریقو آہی۔

مثنون ذکر کیل سوال اھو آہی تہ برادری وارن جی سامھون ان عورت جو ذکر ہلی رہیو ہو ۽ قرائن بدائن نا تہ عورت کی طلاق ڈین ۽ نہ ڈین جو ذکر ہلی رہیو ہو ہائی عورت جی طرف رجعت صریح یعنی ظاہری اضافت نسبت جی ضرورت نہ آہی قرائن ہاں ان جی وضاحت کری رہیا آہن۔ پوہ جیکڈھن مڑس انکار تو کری تہ ان جو قول قسم کٹن سان مچیو ویندو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ ربیع الاول شریف ۱۳۹۹ھ

حلالہ قرآن کریم سے ثابت ہے اور حکم الہی ہے

سوال: محترم جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، عرض یہ ہے کہ میں نے غصے میں نادانستہ طور پر اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں۔ بعد کو اپنی غلطی پر نادم ہوا۔ بیوی کو علم ہوا تو وہ بہت روئی۔ اس لئے ہم نے عہد کیا کہ زندگی میں ایک دوسرے کے علاوہ کسی اور کے ساتھ زندگی نہ گزاریں گے بلکہ حلالہ کر کے پھر ایک ہو جائیں گے۔ اسی طرح میرے غیر ارادی فعل کا ازالہ بھی ہو سکتا ہے۔ طلاق کے وقت بیوی حاملہ تھی اور اس کو اللہ نے بچی سے نوازا۔ اب بچی کا مستقبل بھی پیش نظر ہے جو کہ ہمارے باہم ملنے سے درخشاں ہو سکتا ہے۔ ہم لوگ اپنے وعدہ پر اب بھی قائم ہیں لیکن میرے سر کو اس پر اعتراض ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی حدیث ہے کہ ”حلالہ کرنے والے پر آپ ﷺ کی لعنت ہے“ اور یہ قرآن کے ساتھ مذاق ہے۔ براہ مہربانی قرآن و حدیث کی روشنی میں حلالہ کی حیثیت واضح کریں کیوں کہ ہم لوگ نہیں چاہتے کہ چند دن کی دنیا کے لئے اپنی آخرت خراب کریں۔

فقط السائل آصف ولد عبد الواحد

۷۸۶ جواب: ہوا لموفق للصواب: حلالہ شرعاً ثابت و جائز ہے اور قرآن کریم کی اس آیت سے ثابت ہے فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدِ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَہَا پھر اگر تیسری طلاق دی تو اس کے بعد وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرے، تفسیر بیضاوی، تفسیر مدارک میں صراحۃً لکھا ہے کہ اس آیت میں تنکح سے مراد حلالہ (ہمسٹری) ہے، حدیث میں جس حلالہ پر لعنت فرمائی گئی وہ یہ ہے کہ عقد نکاح یعنی ایجاب و قبول میں حلالہ کی شرط لگائی جائے اور یہ نکاح مکروہ تحریمی ہے اور اگر عقد میں شرط نہ ہو اگرچہ نیت میں ہو تو بالکل کراہت نہیں بلکہ اگر نیت خیر ہو تو مستحق اجر ہے (بہار شریعت، فتاویٰ رضویہ) درمختار میں ہے وکان الرجل ماجوراً لقصد الاصلاح اصلاح کی نیت ہو تو آدمی ثواب کا مستحق ہوگا۔ (درمختار وغیرہ) وقال رسول اللہ ﷺ لا حتى تذوقی عسیلتہ ویذوق من عسیلتک۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۰ اگست ۱۹۷۹ء

۷۸۶ جواب صحیح واللہ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۱۲ رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ

مسلمانوں کی ذمہ داری کہ مطلقہ کو بغیر حلالہ، مرد سے نہ ملنے دیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص مسمی محمد علی ولد قمر نے اپنی بیوی مسما مہر النساء کو تحریری تین طلاقیں دیں جن کی نقل بصورت فوٹو اسٹیٹ حاضر ہے۔ براہ کرم اس تحریر کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں کہ زوجہ مذکورہ کو طلاق ہوئی یا نہیں۔ اگر ہوئی تو کتنی طلاق واقع ہوئیں اور اب رجوع کی کیا صورت ہے۔

السائل۔ علی حسن، اقبال کالونی پہاڑی، لطیف آباد ۱۲، ۱۵ ستمبر ۱۹۷۹ء

۷۸۶ جواب: صورت مذکورہ میں مسما مہر النساء کو تین طلاقیں ہو گئیں۔ ان دونوں کے مابین میاں بیوی کا رشتہ ٹوٹ

چکا۔ عورت اب بے حلالہ اس کے نکاح میں نہیں آ سکتی یعنی اس کی عدت گزرے پھر عورت دوسرے شخص سے نکاح کرے اور اس سے ہم بستری بھی ہو پھر وہ اسے طلاق دے یا مرجائے اور عدت گزر جائے اس کے بعد اس شخص یعنی مسمیٰ محمد علی کا نکاح اس سے جائز ہے۔ قرآن حکیم کا ارشاد ہے فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرًا۔ حلالہ کے بغیر اگر ان دونوں نے باہمی رضامندی، خواہ کسی کے دباؤ میں آ کر نکاح کر لیا تو یہ نام نہاد نکاح اس حرام کو حلال اور ناجائز کو جائز نہیں کر دے گا۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ بے حلالہ ان دونوں کو یکجا نہ ہونے دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ شوال المکرم ۱۳۹۹ھ

طلاق میں عورت کی جانب سے کوئی شرط نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: اگر کوئی شوہر اپنی بیوی کو بحالت حمل طلاق دے دے تو کیا طلاق واقع ہو جاتی ہے یا نہیں؟ مطابق شرع مطہرہ کے کیا حکم ہے؟ فقط ایک سائل

۸۶ جواب: طلاق میں عورت کی جانب سے کوئی شرط نہیں۔ بالغ ہو یا نابالغ حاملہ ہو یا حاملہ نہ ہو بہر حال طلاق واقع ہوگی۔ (درمختار، عالمگیری وغیرہ) خود قرآن کریم نے حاملہ عورتوں کی عدت بیان فرمائی ہے کہ اس کی عدت وضع حمل ہے۔ علماء کرام نے فرمایا کہ حاملہ عورت کی عدت طلاق کی ہو یا وفات کی دونوں صورتوں میں عدت وضع حمل ہی پر ختم ہوگی۔ (درمختار، عالمگیری وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ شوال المکرم ۱۳۹۹ھ

مدخولہ تین طلاق کے بعد بغیر حلالہ حرام ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنی بیوی کو یہ کہا کہ میں نے خدا کو حاضر ناظر سوچ کر طلاق! طلاق! طلاق دی۔ شرعاً اس کا کیا حکم ہے اگر یہ شخص اپنی بیوی کو دوبارہ رکھنا چاہے تو اس کی کیا صورت ہے؟ شرعی حکم تحریر فرمائیں۔ فقط شمس الدین، حالی روڈ، حیدرآباد

۸۶ جواب: جس عورت سے صحبت کی جا چکی ہے اس سے شوہر کا یہ کہنا کہ ”میں نے طلاق! طلاق! طلاق! دی“ یا یہ کہنا کہ تجھے طلاق! تجھے طلاق! ایک ہی بات ہے۔ ان الفاظ سے یقیناً تین طلاق عورت پر پڑ گئیں۔ اس پر فرض ہے کہ اسے چھوڑ دے اور بے حلالہ ہاتھ نہ لگائے اگر اس کے خلاف کرے گا زنا کا مرتکب ہوگا اور عذاب شدید کا مستحق۔ عورت اب حلالہ کے بغیر ہرگز اس کے نکاح میں نہیں آ سکتی خواہ دونوں رضامند ہوں یا دوسرے کے دباؤ میں آ کر نکاح پر آمادہ ہوں۔ بلا حلالہ اگر نکاح کر بھی لیا تو دونوں بتلائے حرام کاری ہوں گے اور عمر بھر حرام کاری کریں گے۔ ردالمحتار میں ہے لو و طی معتد ته من الفلث عالماً بحرمتها فانه زنا یحذبه۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ اذی الحجہ ۱۳۹۹ھ

طلاق جس طرح بھی دے ہو جاتی ہے

سوال: جناب مہتمم اعلیٰ دارالعلوم احسن البرکات، حیدرآباد سندھ، السلام علیکم
میں مسی محمد حنیف ولد رحمت اللہ کا نکاح مسات عقیلہ بیگم سے عرصہ تیرہ سال قبل ہوا تھا جس سے دو لڑکے، دو لڑکیاں پیدا ہوئیں اور اس وقت میری بیوی حاملہ ہے۔ میرے سرالیوں کے درمیان کافی عرصہ سے نا اتفاقی اور گھریلو مسئلوں پر لڑائی جھگڑے ہوتے رہتے تھے۔ ان لڑائی جھگڑوں سے ایک دن دو ماہ قبل میری بیوی تین ماہ کے حمل میں تھی۔ میں نے اپنی بیوی کو اس کے والد یعنی میرے سر کے اصرار پر جو کہ بار بار مجھے طلاق دینے پر آمادہ کر رہے تھے۔ میں نے غصے اور جنونی کیفیت میں اپنی بیوی کو بیک وقت یہ کہہ کر طلاق دے دی کہ میں نے طلاق دی! میں نے طلاق دی! ہاں طلاق دی! اور یہ کہہ کر میں اپنے سرال سے باہر آ گیا۔ گھریلو حالات اور تمام باتوں کا تو آپ کو علم ہو گا کہ جب لڑائی جھگڑا ہوتا ہے تو کس قسم کی باتیں نکلتی ہیں۔ بس اس قسم کی باتیں میرے ساتھ ہوئی ہیں جو کہ میرے برداشت سے باہر ہو گیا تھا۔ مگر اب دونوں فریقین اس واقعہ سے بہت نادم اور پشیمان ہیں، کیوں کہ چھوٹے چھوٹے بچوں کا ساتھ ہے۔ حالات کا مقابلہ کرنا سخت مشکل ہے۔ لہذا آپ سے درخواست ہے کہ قرآن و سنت کی روشنی میں فقہ حنفی کے مسائل سے آگاہ فرمائیں کیوں کہ ہم دونوں میاں بیوی علیحدہ ہونا نہیں چاہتے۔ میں نے لوگوں کی زبانی بہت کچھ سنا ہے اور معلوم ہوا مگر مجھے ان کی باتوں سے اتفاق نہیں، کوئی کچھ کہتا ہے تو کوئی کچھ۔ لہذا جناب مفتی صاحب سے درخواست ہے کہ مندرجہ ذیل حقائق کی روشنی میں جو بھی احکام شریعت ہیں ان سے مجھے آگاہ کیا جائے۔

۱۔ میری بیوی اس وقت تین ماہ کے حمل سے تھی جب کہ یہ طلاق دینے کا واقعہ پیش آیا۔ (آج سے دو ماہ قبل)
۲۔ جو طلاق میں نے دی بیک وقت، ایک ہی وقت میں تین مرتبہ ”میں نے طلاق دی“ کے الفاظ دہرائے جبکہ بیچ میں کوئی وقفہ نہیں تھا۔

۳۔ یہ کہ طلاق کا اصرار اس کے یعنی بیوی کے والد کی طرف سے تھا لڑکی نے اس وقت کہا تھا جب کہ میرے سرکنی مرتبہ طلاق لینے کے لئے اصرار کر رہے تھے تو میری بیوی نے یہ کہا کہ کیوں نہیں دیتے طلاق اس پر میں نے اس کو طلاق دی۔ میں بہت خائف ہوں کہ مجھ سے کوئی غلط کام نہ ہو جائے لہذا اس کے لئے راہ نمائی کی جائے۔

یہ واقعہ جن لوگوں کے سامنے پیش آیا ہے ان گواہان کے دستخط بھی موجود ہیں۔

گواہان۔ ۱۔ رفیق احمد، ۲۔ عبدالرشید انصاری

طلب گارنا چیز، محمد حنیف ولد رحمت اللہ، بلال کالونی، لطیف آباد، حیدرآباد

۸۶۷ جواب: طلاق بخوشی دی جائے، خواہ کسی کے مجبور کرنے پر، یا کسی کے اصرار پر، طلاق واقع ہو جائے گی۔ نکاح

شیشہ ہے اور طلاق پتھر۔ شیشے پر پتھر خوشی سے پھینکا جائے یا، خود ہاتھ سے چھٹ پڑے، شیشہ ٹوٹ جائے گا۔ لہذا صورت

مذکورہ میں تین طلاقیں ہو گئیں۔ عورت بے حلالہ اس کے نکاح میں نہیں آ سکتی۔ یعنی اس کی عدت گزرے پھر عورت دوسرے شخص سے نکاح کرے اور اس سے ہم بستری بھی ہو پھر وہ اسے طلاق دے یا مرجائے اور عدت گزر جائے اس کے بعد اس شخص کو اس سے نکاح جائز ہوگا۔ یہی قرآن کا فیصلہ ہے اور یہی حدیث کا فرمان۔ اور عورت کا حاملہ ہونا طلاق پڑنے سے اسے نہیں روک سکتا۔ البتہ حاملہ عورت کی عدت وضع حمل ہے یعنی جب بچہ ہو جائے عدت گزر جائے گی۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ اذی الحجہ ۱۳۹۹ھ

طلاق پر گواہ بھی ہیں تو اب انکار نہ سنا جائے گا

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب، السلام علیکم، جناب عالی مودبانہ گزارش یہ ہے کہ

میری شادی نور محمد سے عرصہ سولہ سال کا ہوا ہوئی تھی اس شادی سے میرے پانچ بچے ہیں اور میرے شوہر نے شریعت محمدی کی رو سے مجھے تین طلاقیں دے دیں ہیں۔ کیا میں شریعت میں اس کے نکاح سے خارج ہو گئی ہوں یا نہیں؟ لہذا حضور والا سے درخواست ہے کہ مجھے مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں فتویٰ صادر فرمادیں کہ مجھے طلاق نور محمد ولد عبدالوحید سے ہوئی ہے یا نہیں؟ اور مجھے شریعت محمدی کے مطابق کیا کرنا چاہئے؟ عین نوازش ہوگی۔

سعیدہ بیگم دختر محمد شریف، امانی شاہ کالونی، لطیف آباد، حیدر آباد، مورخہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۷۹ء

۷۸۶ الجواب: سائلہ کا زبانی بیان ہے کہ مسکمی نور محمد نے اپنی بیوی کو امام مسجد و مؤذن کے روبرو تین طلاقیں دے دیں ہیں اور یہ کہ شوہر کو اس کا اقرار بھی ہے ایسی صورت میں عورت پر تین طلاقیں پڑ گئیں اور وہ اپنے شوہر پر بحرمت مغلظہ حرام ہو گئی، اب تا وقتیکہ حلالہ نہ ہو یہ دونوں باہمی رضامندی، خواہ دوسروں کی دھمکی اور دباؤ میں آ کر بھی نکاح نہیں کر سکتے۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرًا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ ذی قعد ۱۳۹۹ھ

طلاق کے گواہ ہیں تو وقوع طلاق میں شبہ نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک شخص الیاس نے اپنی بیوی سمو کو طلاق دی اور طلاق کا لفظ تین مرتبہ کہا اور تحریر بھی لکھ دی اور وہ طلاق نامہ اپنی زوجہ کو دے دیا۔ اس واقعہ پر دو عورتیں حلفیہ بیان دیتی ہیں کہ الیاس نے ہمارے سامنے اپنی زوجہ کو طلاق دی اور ایک مرد بھی گواہ ہے جس کو خود الیاس نے کہا کہ میں نے اپنی زوجہ کو طلاق دے دی ہے لیکن اب الیاس انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے اپنی زوجہ کو طلاق نہیں دی۔ برائے مہربانی آپ از روئے شرع جواب عنایت فرمائیں کہ طلاق ہوئی یا نہیں۔ بینوا، تو جروا فقط ایک سائل

۷۸۶ الجواب: صورت مسئلہ میں جب کہ طلاق دینے پر یعنی گواہ اور موقع پر موجود گواہان کی گواہی موجود ہے سمات مذکورہ پر تین طلاقیں پڑ گئیں۔ ان دونوں کے مابین نکاح ٹوٹ گیا اور عورت اپنے اس شوہر پر بحرمت مغلظہ حرام ہو گئی۔ اب

تا وقتیکہ حلالہ نہ ہو لے یہ دونوں باہمی رضامندی یا کسی کے جبر خواہ دباؤ میں آ کر باہم نکاح نہیں کر سکتے۔ قرآن کریم کا حکم ہے
 فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ اور حدیث میں فرمایا لا حتی تذوقی عسیلتہ (الحدیث) قرآن و
 حدیث کے احکام کا خلاصہ یہی ہے کہ اب وہ عورت عدت گزار کر کسی اور مسلمان مرد سے نکاح کر لے۔ پھر اگر یہ شوہر اسے
 طلاق دے دے تو اس طلاق کی بھی عدت گزارنے پر وہ پہلے شوہر کے نکاح میں آ سکتی ہے اس کے بغیر نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ مطابق ۷ اگست ۱۹۷۹ء

رجسٹری کے ذریعہ طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میرے داماد مسی سلیم نے اپنی بیوی کو بذریعہ رجسٹری طلاق نامہ ارسال
 کیا ہے جس میں خط انگریزی میں تین مرتبہ طلاق تحریر کی ہے۔ برائے مہربانی فرما کر فتویٰ صادر فرمائیں کوئی طلاق واقع ہوئی
 اور شرعی حکم کیا ہے؟ منے ولد رمضان، لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب ہوا لموافق للصواب: صورت مذکورہ میں عورت پر تین طلاقیں واقع ہو گئیں۔ عورت اب بے حلالہ اس کے
 نکاح میں نہیں آ سکتی، یعنی اس کی عدت گزرے پھر عورت دوسرے شخص سے نکاح کرے اور پھر وہ اس سے ہم بستر ہو پھر وہ
 اسے طلاق دے یا مرجائے اور عدت گزر جائے اس کے بعد مسی سلیم کو اس عورت سے دوبارہ نکاح جائز ہوگا۔ قرآن حکیم کا
 ارشاد ہے فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۲۔ ۱۹۷۹ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

طلاق معلق بہ شرط

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میاں بیوی کے درمیان خانگی جھگڑا ہوا تو دوسرے
 دن بیوی نے تمام زیورات گھر سے غائب کر دیئے۔ جب شوہر نے اپنے کاروبار کے لئے زیورات مانگے تو بیوی نے شوہر پر
 الزام لگایا کہ زیورات تم لے گئے ہو جھگڑا کافی بڑھ گیا اس غصہ کی حالت میں شوہر نے کہا کہ اگر کل تک زیورات نہ ملے تو
 میری طرف سے تمہیں تین طلاقیں ہیں۔ بیوی نے اس پر تحریری طلاق مانگی اس پر شوہر نے کہا کہ شام تک کچھ آدمی جمع کر لوں
 تو تحریری بھی دوں گا لیکن شام کو آدمی جمع ہوئے تو بیوی نے زیورات کا اقرار کیا کہ تمام زیورات میرے پاس موجود ہیں شوہر
 نہیں لے گیا۔ اس موقع پر کئی آدمی موجود تھے جس میں جماعت کے چودھری محمد ابراہیم اور چودھری محمد اسماعیل کی موجودگی میں
 زیورات بیوی کے پاس ہی سے نکلے۔ تو فرمائیں اس حالت میں طلاق واقع ہو جاتی ہے یا نہیں؟ چونکہ زیورات غائب ہو گئے
 تھے جس کا الزام شوہر پر تھا۔ سب اسی شام کو ظاہر ہو گئے جو بیوی کے پاس موجود تھے اور شوہر اپنی جگہ صاف ہے ایسی صورت
 میں کیا طلاق واقع ہو گئی یا نہیں؟ مندرجہ بالا بیان حلفاً اور خدا کو حاضر و ناظر جان کر تحریر کئے گئے ہیں۔ فقط السائل

۷۸۶ جواب: اگر مذکورہ بالا بیان درست ہے اور واقعی شوہر نے اپنی بیوی سے صرف یہی کہا تھا کہ اگر کل تک زیورات نہ ملے تو میری طرف سے تجھے تین طلاق اور زیورات اسی روز شام کو بیوی کے پاس سے مل گئے تو اس صورت میں طلاق واقع نہ ہوئی۔ ہاں اگر عورت گواہ رکھتی ہے تو وہ گواہ پیش کرے ورنہ وہ عورت ابھی اسی شخص کی بیوی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۹ھ

تین طلاق کے بعد عورت سے حقوق زوجیت کا مطالبہ حرام

سوال: بخدمت جناب حضرت مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

مندرجہ ذیل حالات کی روشنی میں حنفی فقہ کے مطابق فتویٰ درکار ہے کہ

۱۔ میرے شوہر محمد حنیف ولد عبداللطیف نے مورخہ ۲۸ مارچ ۱۹۷۸ء کو مجھے زبانی تحریری روبرو گواہان تین طلاق دے دی ہے اور گواہان کے روبرو اقرار کر کے طلاق نامہ پر دستخط بھی کر دئے اور میں نے طلاق قبول کرتے ہوئے اس کے عوض مسمیٰ محمد حنیف پر اپنا حق مہر معاف کر دیا اور اس کے علاوہ اپنا جہیز و سامان اور زیورات بحق محمد حنیف چھوڑ دیئے ہیں اور مزید پانچ عدد زیورات طلائی میرے پاس تھے واپس کر دئے ہیں اور یہ سب طلاق نامہ پر تحریری طور پر آچکا ہے۔ اب عرصہ نو ماہ گزر جانے کے بعد طلاق نامہ سرٹیفکیٹ عائلی قانون کے مطابق حاصل کرنے پر مسمیٰ محمد حنیف فیملی جج کے سامنے اقرار کرتا ہے کہ میں نے طلاق دے دی ہے اور میں اب طلاق واپس لینا چاہتا ہوں جبکہ مذکورہ حالات کے تحت طلاق کی شرطیں اور ایام عدت گزر چکے ہیں اور میرے اور محمد حنیف کے درمیان کوئی تعلق باقی نہیں ہے اور دونوں کے درمیان نامحرم کا مسئلہ عائد ہوتا ہے۔ ان حالات میں کیا محمد حنیف کا طلاق واپس لینے کا سوال شرع محمدی حنفی کے مطابق جائز ہے یا ناجائز؟

۲۔ مزید یہ کہ محمد حنیف نے میرے خلاف ایک مقدمہ فیملی کورٹ کراچی میں کچھ عرصے سے حقوق زوجیت کا دائر کر دیا ہے جو کہ زیر سماعت ہے موجودہ حالات کی روشنی میں میرا کورٹ میں حاضر ہونا جائز ہے یا ناجائز؟

فقط عذرا خاتون دختر عثمان علی، لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: طلاق نامہ میں صاف الفاظ میں موجود ہے کہ مسمیٰ محمد حنیف نے اپنی منکوحہ مسماۃ عذرا خاتون کو تین بار طلاق دی اور اس سے قطعاً، قطع تعلق کر لیا اور قرآنی فیصلہ یہ ہے کہ تین طلاقیں کے بعد عورت اپنے شوہر پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی ہے اور تا وقتیکہ حلالہ نہ ہو دونوں باہمی رضامندی یا کسی کے دباؤ میں آکر نکاح بھی نہیں کر سکتے۔ اور دونوں میں رشتہ زوجیت، حلالہ کے بعد ہی قائم ہو سکتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ 'فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدِ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرًا' اور جبکہ ان دونوں میں زوجیت کا رشتہ ہی ختم ہو گیا تو حقوق زوجیت کا مطالبہ ایسا ہے کہ جیسا کسی اجنبی عورت سے حقوق زوجیت کا مطالبہ۔ شرعاً ہرگز ہرگز قابل التفات نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ محرم الحرام ۱۳۹۹ھ

چار بچوں کی ماں ہو تو بھی طلاق ہو جائے گی

سوال: جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

عرض یہ ہے کہ ہمیں قرآن وحدیث کی رو سے فیصلہ چاہئے۔ قرآن پاک میں سپارہ نمبر ۲۸ اور سپارہ نمبر ۲ میں طلاق کا ذکر موجود ہے۔ ہمیں اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ دیں کہ میاں بیوی دونوں رجوع کر سکتے ہیں یا نہیں؟ واقعہ یہ ہے کہ: میاں بیوی دونوں میں جھگڑا ہوا اور دونوں کی تکرار میں لڑکی کے والد بھی آگئے اور بات زیادہ بڑھ گئی۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ لڑکی کے والد نے اپنے داماد سے کہا کہ فیصلہ کر کے جا۔ سر اور داماد کا مکان بالکل برابر ہے اور دونوں مکانوں کے بیچ میں ایک دروازہ بھی ہے جو اندر ہی اندر ایک دوسرے کو ملاتا ہے اور دونوں فریقوں کے رشتے دار بھی ایک دوسرے کے برابر ہی رہتے ہیں اور محلہ بھی ایک ہی ہے لہذا وہ غصے کی حالت میں اسی وقت اپنے چند رشتے داروں کو بلالایا اور ایک ہی سانس میں بغیر نام لئے یعنی میں نے طلاق دی! طلاق دی! کہا۔ ان باتوں کو تقریباً ایک مہینہ ہونے والا ہے اور لڑکی چار بچوں کی ماں ہے اور وہ اپنے شوہر کے ہاں جانا چاہتی ہے اور لڑکی اس وقت اور اس کا شوہر اپنے کئے پر نادم ہے۔ اور کہتا ہے کہ اگر قرآن کی رو سے ہمارا میل ہو سکتا ہے تو میں لڑکی کو دوبارہ رکھنے کے لئے راضی ہوں۔ اگر کوئی تاوان وغیرہ ہے تو وہ ادا کیا جاسکتا ہے؟

۸۶ جواب: صورت مذکورہ میں تین طلاقیں ہو گئیں۔ عورت بے حلالہ اس کے نکاح میں نہیں آ سکتی یعنی اس کی عدت گزرے پھر عورت دوسرے شخص سے نکاح کرے اور اس سے ہم بستر بھی ہو پھر وہ اسے طلاق دے یا مرجائے اور عدت گزر جائے، اس کے بعد اس شخص کو عورت سے نکاح حلال ہوگا۔ قال اللہ تعالیٰ 'فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ'۔ قال رسول اللہ ﷺ لا حتی تذوقی عسیلتہ ویدوق من عسیلتک۔ اور عورت کا چار بچوں کی ماں ہونا یا حاملہ ہونا، وقوع طلاق سے مانع نہیں۔ اور الفاظ طلاق میں اگرچہ اضافت نہیں مگر قرآن بتاتے ہیں کہ طلاق اسی عورت کو دی جا رہی ہے جس کے متعلق جھگڑا ہو رہا ہے اور شوہر کچھ اور کہتا ہے تو بیان کیا جائے۔ (علمہ کتب وفتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ ذی قعد ۱۳۹۹ھ

شوہر تین طلاق کے بعد منکر ہو گیا تو کیا حکم ہے؟

سوال: مکرمی جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، جناب میری بہن راحت جہاں دختر ابوالحسن ساکن جامشورو جو کہ میری پھوپھی زاد بہن ہے اور میری اہلیہ کی والدہ ہیں۔ ان کو ان کے شوہر محمد حسین نے جو کچھ کہا ہے گواہوں کی موجودگی میں ان الفاظ کی روشنی میں جو کہ میں حلفیہ تحریروں کے ساتھ دے رہا ہوں۔ فتویٰ عنایت فرمائیں کہ آیا طلاق ہوئی یا نہیں؟ حلفیہ بیان شوہر: جناب عالی گزارش ہے کہ میں خدا کو حاضر ناظر جان کر یہ حلفیہ بیان دے رہا ہوں کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق نہیں دی۔ گھر میں جھگڑا ہو گیا جس پر میری بیوی نے مجھ سے کہا کہ تم مجھ کو طلاق کیوں نہیں

دیتے۔ جس پر میں نے جواب دیا کہ طلاق دینے میں کوئی دیر نہیں لگے گی اگر میں اپنی زبان سے تین بار یہ کہہ دوں کہ میں نے تم کو طلاق دی تو طلاق ہو جائے گی، میرے ان الفاظ کا مطلب میری بیوی نے یہ لیا کہ میں نے طلاق دے دی ہے اس پر میری بیوی نے کہا کہ تم اس گھر سے جاؤ، جس پر میں نے جواب دیا کہ یہ گھر سرکاری ہے نہ میرا ہے نہ تمہارا اگر تم نہیں رہنا چاہتی ہو تو اپنے گھر جاسکتی ہو میرا گھر تو یہی ہے۔

جناب سے ایک گزارش ہے کہ اگر آپ کا فیصلہ میرے حق میں ہے تو اللہ کا شکر ہے اگر آپ کا فیصلہ میرے خلاف ہے تو اپنا فیصلہ قلم بند کرنے سے پہلے مجھ کو ایک بار ملاقات کا موقع ضرور دیں کیوں کہ ایک راز میرے سینے میں ایسا ہے جو آپ کے علاوہ میں کسی اور سے نہیں کہہ سکتا اور میری دلی تمنا ہے کہ میں اپنے گھر خراب کرنا نہیں چاہتا اور میں اپنی کوتاہی کی اللہ سے معافی چاہتا ہوں۔ فقط۔ محمد حسین ولد احمد خان

حلفیہ بیان بیوی: میں راحت جہاں دختر ابوالحسن خان (مرحوم) خدا کو حاضر ناظر جان کر حلفیہ بیان کرتی ہوں کہ میری شادی آج سے ۲۲ سال قبل محمد حسین صاحب سے ہوئی لیکن شادی کے بعد سے اب تک مجھے اپنے شوہر کے گھر میں کوئی آرام نہیں ملا۔ میرا شوہر ہمیشہ جوا کھیلتا ہے اور گھر کی اکثر چیزیں بھی اس عادت کی نذر کر چکے ہیں بلکہ اپنی بیٹی کی بھی کئی چیزیں اس میں رہن رکھوا دیں اور تین دفعہ مجھے نکال چکے ہیں بغیر کسی وجہ کے۔ اس کے باوجود میں نے کبھی کوئی شکایت نہ کی اور نہ حکم کی نافرمانی کی۔ ایک گھر میں ایک جگہ رہتے ہوئے اکثر مجھ سے کوئی تعلق نہ رکھا۔ آج سے تقریباً ایک ماہ قبل میرے داماد کے سامنے کہا کہ میں تجھے کلام پاک اٹھا کر اور قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے تجھے تین دفعہ طلاق دی اور اب میرا کوئی واسطہ نہیں۔ میں نے عدالتی کارروائی پوری کر لی ہے۔ میں نے کہا کہ میرا تم سے پردہ لازم ہے کیونکہ تم مجھ کو طلاق دے چکے ہو لیکن اب کہتے ہیں کہ میں نے طلاق نہیں دی۔ اس بارے میں شریعت کیا کہتی ہے اور خدا کا کیا حکم ہے مجھے طلاق ہوئی یا نہیں؟ اور اب میں کیا کروں؟ فقط دستخط۔ راحت جہاں

حلفیہ بیان داماد: میں مسمیٰ بابر علی خان ولد لیاقت علی خان باہوش و حواس خدا کو حاضر ناظر جان کر یہ حلفیہ بیان دے رہا ہوں کہ میں اپنی بہن راحت جہاں دختر ابوالحسن (مرحوم) کے بارے میں جو الفاظ اپنے کانوں سے سنے ہیں وہ تحریر کر رہا ہوں جو کہ محمد حسین صاحب جو کہ میرے سر بھی ہیں انہوں نے ادا کئے وہ یہ ہیں کہ میں کلام پاک اٹھا کر کہتا ہوں کہ میں نے تجھے تین دفعہ طلاق دی اب میرا تم سے کوئی واسطہ نہیں اور کلام پاک کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ (یعنی ناہید جہاں جو کہ میری بیوی ہے) میری بیٹی نہیں ہے۔ فقط دستخط۔ بابر علی خان

حلفیہ بیان: میں خدا کو حاضر ناظر جان کر حلفیہ بیان لکھ رہی ہوں کہ

جو کچھ لکھا ہے وہ میں نے اپنے کانوں سے سنا ہے اور میرے سامنے یہ الفاظ محمد حسین نے کہے کہ جب محمد حسین میرے گھر آئے تو کچھ کاغذ ہاتھ میں لئے ہوئے تھے۔ اس میں کیا لکھا تھا تھا یہ مجھے معلوم نہیں تھا۔ میں نے پوچھا یہ کاغذ کیسے ہیں تو انہوں نے کہا کہ یہ طلاق نامہ ہے (نام نہیں لیا تھا) اور دیگر گھر والوں کی موجودگی میں کہا کہ یہ تمہاری ماں کا طلاق نامہ

ہے۔ درج ذیل باتیں ہمارے سامنے کیں اور ہم نے حلفیہ درج کر دی ہیں۔

دستخط گواہان: ۱۔ کمال الدین ۲۔ سردار اختر ۳۔ تنویر خان ۴۔ احمد جان

تمام حلفیہ بیان آپ کے سامنے ہیں اس لئے جناب قبلہ مفتی محمد خلیل خاں صاحب آپ سے گزارش ہے کہ آپ شریعت کے مطابق فتویٰ دیں کہ یہ طلاق ہوئی یا کہ نہیں؟ فقط السائل بابر علی خان، جانشین و کالونی

۷۸۶ جواب: تمام بیانات کے مطالعے اور گواہوں کی گواہی سے یہ بات صاف سمجھ میں آتی ہے کہ شوہر نے اپنی بیوی کو تین بار طلاق دی لیکن اب اسے انکار ہے۔ ایسی حالت میں مسئلہ شرعی یہ ہے کہ اگر دو مرد یا ایک مرد و عورتیں قابل قبول شرع، شرعی گواہی دیں گے تو تین طلاقیں ثابت ہو جائیں گی اور شوہر کا انکار نہ سنا جائے گا۔ (در مختار وغیرہ) اور فرض کر لیجئے کہ اس نے واقعہ تین طلاقیں نہیں دیں مگر لوگوں سے کہتا ہے کہ میں نے تین طلاقیں دے دی ہیں اور یہ میری بیوی کا طلاق نامہ ہے تو ایسی صورت میں بھی طلاق کا حکم دیا جائے گا اور عورت فوراً اس پر بحرمت مغلظہ حرام ہو جائے گی اور اب بغیر حلالہ کوئی چارہ کار نہیں اور فرض کر لیں کہ اگر گواہ شرعاً قابل قبول نہیں اور ان کی گواہی شرع میں معتبر و مقبول نہیں مگر بیوی کو یقین ہے کہ اس کے شوہر نے اسے تین طلاقیں دی ہیں تو اس عورت کو جائز نہ ہوگا کہ اس شوہر کے ساتھ رہے۔ ناچار اپنا مہر یا اپنا مال دے کر یا جس طرح ممکن ہو اس سے طلاق بائن لے اور عدت گزار کر کہیں اور نکاح کرنا چاہے تو کر لے اور یہ بھی ممکن نہ ہو تو زید سے دور بھاگے ہرگز ہرگز اسے اپنے اوپر قابو نہ دے۔ (در مختار، عالمگیری وغیرہ) اور یہ سب کچھ اس حالت میں ہے کہ اس کا اسلام و ایمان باقی ہو۔ ورنہ جیسا کہ بعض گواہوں کا بیان ہے کہ اس مرد نے شان ایزدی میں گستاخانہ کلمے کہے تو وہ اسی وقت اسلام سے نکل گیا اور اس کا نکاح ٹوٹ گیا۔ عورت یوں بھی آزاد ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ جس شخص کے ایسے حال و احوال ہوں مسلمان عورت کو ہرگز اس کے پاس نہ جانے دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ ذی قعد ۱۳۹۹ھ

چرس کے نشہ میں طلاق دی تو طلاق واقع ہوگئی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میں ایک دن بیمار تھا اور زکام کی وجہ سے چرس کے نشہ میں بھی تھا۔ بیوی اور والدہ سے جھگڑے پر بیوی نے کہا کہ ”اگر ایسا ہی کرنا ہے تو مجھے طلاق دے دیں“ میں نے بے اختیار طلاق خلاصہ دے دی۔ حالانکہ جھگڑے میں یا قبل اس کے میرا کوئی ارادہ نہیں تھا اور جھگڑے میں غصہ بوجہ نشہ کے اتنے حد تک بڑھ گیا تھا کہ مجھے کچھ علم نہیں ہوا کہ میں نے کیا کہا۔ غصہ اور نشہ اترنے کے بعد بیوی نے مجھے پکڑا کہ یہ تم نے کیا کر دیا۔ اس کے بعد مجھے ہوش آیا میں یہ الفاظ کئی مرتبہ کہہ چکا تھا۔ اب برائے مہربانی اس مسئلہ کا بحوالہ جات جواب دے دیں کہ آیا میری بیوی پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اور اگر واقع ہوئی تو کونسی واقع ہوئی؟ اور اب اس کے لئے کیا علاج ہو سکتا ہے؟ عبدالقیوم، حیدر آباد، سندھ

۷۸۶ جواب: صورت مذکورہ میں تین طلاقیں واقع ہو گئیں۔ ان دونوں کے مابین رشتہ زوجیت ختم ہو گیا۔ اب عورت

بے حلالہ اس کے نکاح میں نہیں آ سکتی یعنی اس کی عدت گزرے پھر عورت دوسرے شخص سے نکاح کرے اور اس سے ہم بستر بھی ہو پھر وہ اسے طلاق دے یا مرجائے اور عدت گزارنے کے بعد اس شخص کو اس عورت سے نکاح جائز ہے۔ قال اللہ تعالیٰ 'فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ'، وقال رسول اللہ ﷺ 'لَا حَتَّى تَذُوقِيَ عَسِيلَتَهُ وَ يَذُوقَ مِنْ عَسِيلَتِكَ' اور یہ سمجھنا کہ شوہر نشہ میں تھا اس لئے طلاق واقع نہ ہوگی قابل التفات نہیں کہ نشہ والے نے طلاق دی تو واقع ہو جائے گی کہ یہ عاقل کے حکم میں ہے اور نشہ خواہ شراب پینے سے ہو یا بھنگ و چرس وغیرہ کسی اور چیز سے (در مختار، عالمگیری) یوہیں غصہ کا مجرد دعویٰ معتبر نہیں یوں تو ہر شخص اس کا ادعا کرے اور غصہ کی طلاق واقع نہ ہو حالانکہ طلاق نہیں دی جاتی مگر بحالت غضب (کما فی رد المحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ صفر المظفر ۱۳۹۹ھ

بیوی نے طلاق کی رجسٹری وصول نہیں کی تو بھی طلاق ہو جائے گی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: اگر بکر بذریعہ رجسٹرڈ لیٹر زید کو اطلاع دے کہ میں تمہاری لڑکی کو طلاق دے چکا ہوں لیکن زید رجسٹری وصول نہ کرے اور یہ رجسٹری واپس بکر کو مل جائے۔ ایسی صورت میں بکر اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کی موجودگی میں یہ کہے کہ میں نے زید کی لڑکی کو طلاق دے دی ہے۔ اب اس کا اور میرا کوئی تعلق نہ رہا "جبکہ تین مرتبہ طلاق کہا ہو"

۱۔ آپ فتویٰ دیجئے کہ رجسٹرڈ لیٹر کے ذریعہ بکر نے جو زید کی لڑکی کو طلاق دی ہے اس طرح زید کی لڑکی کو شرعاً طلاق ہوئی یا نہیں؟

۲۔ آپ فتویٰ دیجئے کہ بکر نے جو رشتہ داروں اور دوستوں کی موجودگی میں زید کی لڑکی کو طلاق دینے کا اظہار کیا ہے اس طرح زید کی لڑکی کو طلاق ہوئی یا نہیں؟

۳۔ طلاق دیتے وقت کتنے رشتہ داروں، دوستوں اور اہل محلہ کا ہونا ضروری ہے؟

۴۔ بکر تنہا طلاق دینے کا مجاز ہے یا نہیں؟ تنہا سے مراد طلاق دیتے وقت کوئی دوسرا موجود نہ ہو۔

۵۔ جب بکر زید کی لڑکی کو طلاق دینے کے کلمات ادا کر رہا ہو۔ اس وقت رشتہ دار دوست احباب موجود ہوں لیکن جب وہ (غیر موجود) دوسرے لوگوں سے ملیں تو بکر کے ان کلمات سے ان کو آگاہ نہ کریں۔ کیا ان لوگوں کا یہ طریقہ شرعاً درست ہے یا نہیں؟ جناب مفتی صاحب دارالعلوم احسن البرکات، حیدر آباد مذکورہ مسئلہ کا جواب عنایت فرمادے دیجئے۔ عین نوازش ہوگی۔

نیاز مند، محمد رفیق، معرفت پوسٹ ماسٹر سید سعید صاحب، انڈس گلاس ورکس، حیدر آباد

۸۶۷ جواب: شوہر کا اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کی موجودگی میں یہ کہنا کہ "میں نے زید کی لڑکی (اپنی بیوی) کو طلاق دے دی ہے اور اب میرا اس کا کوئی تعلق نہ رہا" اقرار طلاق ہے اور اقرار طلاق، طلاق ہے اور چونکہ یہ اقرار تین طلاقوں کا

ہے لہذا عورت پر تین طلاقیں پڑ گئیں۔ اب حلالہ کے بغیر یہ عورت اس مرد کے لئے حلال نہ رہی، رجسٹری خواہ اسے ملی ہو یا نہ ملی بلکہ اس نے واپس کر دی ہو بلکہ عورت کو طلاق نہیں دی، مگر لوگوں سے کہتا ہے کہ میں طلاق دے آیا ہوں تو قاضی یہی فیصلہ دے گا کہ طلاق ہو گئی۔ (فتاویٰ خیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ طلاق دیتے وقت گواہوں کی موجودگی ضروری نہیں۔ طلاق بالکل تنہائی میں دے تب بھی ہو جاتی ہے بلکہ طلاق کے لئے زوجہ خواہ کسی دوسرے کا سننا بھی ضروری نہیں۔ عند اللہ طلاق ہو گئی اور یہ لوگوں پر ظاہر کر دے تو قضاء بھی طلاق مان لی جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ جب تک ان گواہوں سے مطالبہ نہ کیا جائے یا شرعی ضرورت نہ ہو ان پر بیان کرنا ضروری نہیں نہ یہ گناہگار ہوں گے۔ ہاں ضرورت شرعیہ درپیش ہو مثلاً یہ تین طلاقوں کے بعد بھی عورت کو نہیں چھوڑتا تو ان پر گواہی دینا لازم ہے۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ ربیع الآخر ۱۳۹۹ھ

تین طلاق کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک آدمی اپنی بیوی کا نام لیکر ان الفاظ کے ساتھ طلاق دیتا ہے کہ میں نے طلاق دی رفیقہ کو! میں نے طلاق دی رفیقہ کو! میں نے طلاق دی رفیقہ کو! آیا ان الفاظ کے ساتھ طلاق ہوئی یا نہیں؟

محمد الطاف، گجراتی پاڑہ، ٹنڈو یوسف

۷۸۶ جواب: ہوالموفق للصواب: صورت مسئلہ عنہا میں رفیقہ پر تین طلاقیں مغلظہ واقع ہو گئیں اور اب وہ اپنے شوہر کے لئے اجنبی ہو گئی تا وقتیکہ حلالہ نہ ہو جائے۔ قال اللہ تعالیٰ 'فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدِ حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَہُ' (القرآن) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۵ فروری ۱۹۸۰ء

۷۸۶ جواب صحیح و صواب: والمحبب انشاء اللہ تعالیٰ مصیب و مثاب۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعنده علم الکتاب۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

لوگوں سے کہا، ”طلاق دے آیا ہوں“ تو طلاق ہو گئی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید خالد کی بیٹی ہندہ سے، جو کہ پہلے اپنے والدین کے گھر آئی ہوئی تھی ملنے کی غرض سے چند یوم کے بعد اپنے سسرال آیا۔ اپنے سسرالیوں سے کہتا ہے کہ میں آپ کی بیٹی کو طلاق دینے کے لئے آیا ہوں، یہ کہہ کر واپس چلا گیا تو اپنے عزیز سے کہا کہ میں طلاق دے کر آیا ہوں حالانکہ یہاں اس نے یہ نہیں کہا کہ میری بیوی کو طلاق ہے بلکہ صرف یہ کہا کہ طلاق دینے کے لئے آیا ہوں کیا یہ طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

خادم، نئے خاں مستری، لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: ہوالموفق للصواب: صورت مسئلہ عنہا میں شخص مذکور نے جب لوگوں سے یہ کہا کہ طلاق دے آیا ہوں تو

طلاق واقع ہوگئی۔ (فتاویٰ خیریہ، بہار شریعت) واللہ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۷ فروری ۱۹۸۰ء

۷۸۶ جواب صحیح و صواب والحبیب انشاء اللہ تعالیٰ مصیب و مثاب۔ واللہ تعالیٰ اعلم و عنده علم الکتاب۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

تحریری طلاق مَوَکَد میں کیا شبہ رہے گا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: نور محمد ولد توفیق شاہ نے اپنی زوجہ زرینہ بیگم دختر منیر احمد شاہ کورو بروگواہ اور نوٹری پبلک تصدیق کرا کر طلاق دے دی۔ طلاق نامہ بذریعہ ڈاک بھیج دیا۔ اب نور محمد ولد توفیق شاہ انکار کرتا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی لہذا شرعی فیصلہ کیا ہے؟ آیا طلاق ہوئی یا نہیں؟

فقط قاسم شاہ ولد بہادر شاہ، پریٹ آباد، حیدر آباد، ۳ فروری ۱۹۸۰ء

۷۸۶ جواب: بکہ تحریری طلاق نامہ، شوہر کے دستخط کے ساتھ اور مصدقہ نوٹری پبلک موجود ہے تو شوہر کا انکار ہرگز مقبول و معتبر نہیں۔ عورت اس کے لئے اجنبی اور وہ اس کے لئے اجنبی۔ اب حلالہ کے سوا کوئی چارہ کار نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرًا، و قال رسول اللہ ﷺ لَا حَتَّى تَذُوقِيَ عَسِيلَتَهُ (الحديث) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ ربیع الآخر ۱۴۰۰ھ

طلاق تعلیق کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید نے روزمرہ کے نزاع سے، جو کہ زوجہ سے ہوتا ہے، تنگ آ کر گھر کے بستر وغیرہ جلانے اور اپنی زوجہ کو درج ذیل الفاظ کہے کہ اگر تو اس دروازے سے باہر نکلی تو تجھے طلاق۔ ازراہ کرم فقہ حنفی کی روشنی میں وضاحت فرمائیں کہ مذکورہ بالا الفاظ کی ادائیگی سے طلاق ہوئی یا نہیں؟ اگر طلاق ہوگئی ہے تو کونسی طلاق ہوئی ہے؟ بیوا بالبرہان تو جروا عند الرحمن۔

۷۸۶ جواب: اگر عورت دروازے سے نکل گئی تو اس پر ایک رجعی طلاق پڑ گئی کہ لفظ صریح میں نیت معتبر نہیں۔ شوہر رجعت کر سکتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ فَإِنْ مَسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی، النوری عفی عنہ ۱۰ ربیع الآخر ۱۴۰۰ھ

تیسری مرتبہ لفظ طلاق کی جگہ چھوڑ دی تو کیا حکم ہے؟

سوال: کیا فتویٰ ہے علماء دین کا اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص جس کا نام مسعود جہانگیر ولد منور خاں ہے نے اپنی بیوی کو کورٹ اسٹیمپ پر طلاق دی جس کا مضمون درج ذیل ہے ”میں بخوشی باہوش و حواس نسیم بیگم کو طلاق دیتا ہوں“ میں نسیم بیگم کو

طلاق دیتا ہوں! میں نسیم بیگم کو دیتا ہوں! براہ کرم اس کا جواب دیا جائے کہ قرآن و حدیث اور سنت کے مطابق طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ العارض، محمد عمر، لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: صورت مسئلہ میں طلاق مغلطہ واقع ہوگئی۔ تیسری طلاق میں اس نے اگرچہ (طلاق) کا لفظ ترک کیا ہے لیکن آگے ”دیتا ہوں“ کا جو لفظ اس نے لکھا ہے اس سے تیسری طلاق واقع ہو جائے گی، کیوں کہ پچھلی عبارت اس بات پر قرینہ ہے کہ ”دیتا ہوں“ سے طلاق ہی دے رہا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۳ فروری ۱۹۸۰ء

۷۸۶ جواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ ربیع الاول شریف ۱۴۰۰ھ

تین طلاق کے بعد بغیر حلالہ حلال نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص مسکی نبی بخش نے اشامپ پر اپنی زوجہ شریفن بنت رحمت اللہ کو ان الفاظ میں طلاق دی کہ نبی بخش ... باقائمی ہوش و حواس رو برو گواہان اپنی منکوحہ شریفن دختر رحمت اللہ کو تین مرتبہ طلاق دی! طلاق دی! طلاق دی! آج کے بعد میرا مطلقہ سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ اس میں کوئی طلاق واقع ہوئی۔ آیا اب کوئی صورت ہے یا نہیں؟ فقط السائل شبراتی ولد حاجی اللہ دتہ، لطیف آباد، حیدر آباد، ۱۱ مارچ ۱۹۸۰ء

۷۸۶ جواب: ہوا لموفق للصواب: صورت مسئلہ عنہا میں جب تین طلاقیں دیں تو تینوں واقع ہو گئیں اور وہ عورت اس کے لئے بے حلالہ کسی طرح حلال نہیں ہو سکتی اس عورت پر تین طلاقیں مغلطہ واقع ہو گئیں، قال اللہ تعالیٰ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ أَنْ يَكُونَ زَوْجًا غَيْرَكَ حلالہ کی صورت یہ ہے کہ اس طلاق کی عدت گزرے، پھر عورت دوسرے سے نکاح کرے، اور اس سے ہم بستر بھی ہو، وہ طلاق دے یا مرجائے بہر حال اس کی عدت گزر جائے، اس کے بعد اس پہلے سے نکاح ہو سکتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۱ مارچ ۱۹۸۰ء

۷۸۶ جواب صحیح و صواب والحبیب انشاء اللہ تعالیٰ مصیب و مثاب۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعنده علم الکتاب

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۲۳ ربیع الآخر ۱۴۰۰ھ

طلاق جبری کی ایک صورت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنے بھائی سے ناراض ہو کر قسم کھا کر کہا کہ اگر میں تمہارے گھر آؤں تو میری بیوی پر طلاق ہے۔ صورت مذکورہ کے بعد وہ شخص جس نے قسم کھائی تھی اس کے گھر چلا گیا۔ اب مسئلہ درکار یہ ہے کہ یہ طلاق کوئی ہوگی؟ اور قسم کا کفارہ کیا ہے؟

نوٹ۔ قسم کھانے والے کو زبردستی وہاں لے جایا گیا وہ خود اپنی مرضی سے نہیں گیا۔ بیٹو! تو جروا

فقط السائل، سرفراز، امریکن کوانٹرز ہزارہ کالونی، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: ہوا الموفق للصواب: صورت مسئلہ عنہا میں اگر شخص مذکورہ کو جبراً لے جایا گیا اور جانے میں اس کی مرضی قطعاً شامل نہ تھی تو طلاق نہ ہوئی، لیکن اگر محض کسی کا کہنا مان کر اور مجبور کرنے پر اپنی مرضی سے چلا گیا تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی، عدت سے قبل بغیر نکاح کے رجوع ہو سکتا ہے اور بعد عدت نکاح دوبارہ کرنا پڑے گا اور اب چونکہ قسم کا مکمل واقع ہو گیا، لہذا دوبارہ اس کے گھر جانے میں طلاق دوبارہ نہ ہوگی۔ قسم کا کفارہ بھی ادا کرے یا تین روزے رکھے، دس مساکین کو دو وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۷۸۶ الجواب صحیح وصواب والحبیب انشاء اللہ تعالیٰ مصیب و مثاب۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعنده علم الکتاب
العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

تین طلاق کے بعد رجوع نہیں

سوال: علماء راشدین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ: شوہر نے بیوی کو تین طلاق دیں نیز شوہر ہنوز زوجیت میں رکھنا بھی چاہتا ہے، کیا شوہر حق بجانب ہے۔ شوہر تو شق طلاق کر رہا ہے مزید برآں جملہ توثیق طلاق عمل میں آچکی ہے؟

فقط السائل العبد عابد علی ولد قاضی سید مقصود علی، جامشورو

۷۸۶ الجواب: شوہر نے جب تین طلاقیں دے دی ہیں تو میاں بیوی کے درمیان رشتہ زوجیت ختم ہو چکا اور دونوں ایک دوسرے کے لئے حرام ہو چکے۔ اب حلالہ کے سوا کوئی چارہ کار نہیں۔ یعنی عورت عدت گزار کر کسی اور سے نکاح کرے اور وہ ہم بستری کے بعد اسے طلاق دے دے اور عورت اس دوسری طلاق کی عدت گزار لے تو اسے اختیار ہوگا کہ جس سے چاہے نکاح کر لے۔ اس کے بغیر عورت شوہر کے لئے حلال نہیں اگرچہ دونوں باہمی رضامندی یا کسی کے دباؤ میں آ کر نکاح کر لیں۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے: فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ اور حدیث شریف میں فرمایا لا حتی تذوقی عسملتہ (الحدیث) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ صفر المظفر ۱۴۰۰ھ

تین طلاق کے بعد رجوع ممکن نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میں نے اپنی ماں سے جھگڑا کیا اور دو تین جھگڑے کے بعد، اپنی بیوی کی ماں کے سامنے یہ الفاظ کہے کہ میں نے تمہاری لڑکی کو طلاق دی! طلاق دی! طلاق دی! کیا اس صورت میں طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟ اور اب رجوع کی صورت کیا ہوگی؟

یامین، ۲۰ جنوری ۱۹۸۰ء

۷۸۶ الجواب: ہوا الموفق للصواب: صورت مسئلہ عنہا میں عورت پر تین طلاقیں مغلظہ واقع ہو گئیں، اور اب یہ عورت شوہر کے لئے حرام اور اجنبی ہوگئی، قال اللہ تعالیٰ: فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ اب سوائے حلالہ کے اور

کوئی صورت نہیں ہے یعنی عورت اپنی عدت تین حیض یا وضع حمل (اگر حمل ہے) تک پوری کرے، اور پھر کسی دوسرے شخص سے اس کا نکاح ہو اور وہ اس سے ہم بستری کرے، پھر وہ شوہر اپنی مرضی سے اسے طلاق دے یا مرجائے اور پھر وہ عورت دوبارہ عدت پوری کرے، تب یہ شوہر اس سے دوبارہ نکاح کر سکتا ہے۔ قال رسول اللہ ﷺ لا حتی تذوقی عسیتہ ویدوق من عسیتک اگر بغیر حلالہ نکاح کیا تو یہ حرام ہے اور خالص زنا ہوگا اور شوہر مذکور زانی اور شرعاً سزائے زنا کا مستحق ہوگا اور اولاد و ولد الزنا کہلائے گی۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۰ جنوری ۱۹۸۰ء

۷۸۶ الجواب صحیح و صواب والحبیب انشاء اللہ تعالیٰ مصیب و مثاب۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعنده علم الکتاب
العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

طلاق رجعی اور رجوع کی صورت

سوال: بخدمت جناب محترم ناظم اعلیٰ، دارالعلوم احسن البرکات، حیدرآباد سندھ، السلام علیکم، گزارش یہ ہے کہ مسی فتح محمد ولد امام الدین قوم ہراند مسلم بالغ رہائش لیاقت کالونی حیدرآباد، سندھ نے اپنی زوجہ زبیدہ خاتون دختر نور محمد کو بحالت مجبوری دو مرتبہ مسامت کے کہنے کے مطابق لفظ طلاق استعمال کیا لہذا عرض یہ ہے کہ شریعت کے مطابق فتویٰ صادر کیا جائے کہ کیا طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

العبد فتح محمد ولد امام الدین، لیاقت کالونی، حیدرآباد، ۱۳ فروری ۱۹۸۰ء

۷۸۶ الجواب: اگر واقعہ شوہر نے صاف صریح لفظوں میں عورت کو صرف دو مرتبہ طلاق دی جیسا کہ شوہر کا زبانی بیان ہے تو بے شک دو طلاقیں عورت پر پڑ گئیں لیکن یہ دونوں طلاقیں رجعی ہیں۔ شوہر کو رجعت کا حق حاصل ہے یعنی اسے جائز ہے کہ عورت کو پہلے نکاح میں باقی رکھے۔ اس کا شرعی طریقہ یہ ہے کہ وہ دو قابل اعتماد نمازی و پرہیزگار مسلمانوں کو گواہ بنا کر یہ کہہ دے کہ میں نے اپنی بیوی سے رجعت کی۔ پھر اس کے ساتھ زن و شوہر کی طرح رہ سکتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ الطَّلَاقُ مَرَّتَیْن۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ ربیع الاول شریف ۱۴۰۰ھ

تین طلاق کے بعد ساتھ رہنا زنا خالص ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنی منکوحہ کو درج ذیل تحریر بھیجی ہے، آیا اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔ اور اب دوبارہ ساتھ رہنے کی کوئی صورت ہے یا کہ نہیں؟ ”میں عبدالستار ولد نئے خان قوم بلوچی پٹھان آج بتاریخ ۱۱ ستمبر ۱۹۷۴ء کو اپنی بیوی اکبری بیگم کو طلاق دیتا ہوں، طلاق دیتا ہوں، طلاق دیتا ہوں۔ کیوں کہ اس نے باوجود منع کرنے کے میرے خلاف عمل کیا اس وجہ سے میں حق زوجیت سے محروم کرتا ہوں۔ میرا آج سے اس کے ساتھ کوئی

واسطہ نہیں۔ مہر پہلے ہی ادا کر دیا ہے، میری طرف کوئی پیسہ باقی نہیں لہذا آج سے وہ اپنے عمل کی خود مختار ہے۔“

فقط بقلم خود عبد الستار خان ولد تے خان

۷۸۶ الجواب ہو الموفق للصواب: صورت مسئلہ عنہا میں مسات اکبری بیگم کو تین طلاقیں مغلظہ واقع ہو گئیں اب یہ عورت اپنے سابقہ شوہر عبد الستار کے لئے حلال نہیں تا وقتیکہ حلالہ نہ ہو جائے۔ شوہر کسی بھی طریقے یا دباؤ سے اگر بغیر حلالہ رجوع یا نکاح کرے گا، وہ زنا خالص ہوگا۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّىٰ تَكُونِ حَرْزًا وَجَاغِيزَةً حلالہ کی صورت یہ ہے کہ اکبری بیگم کا نکاح کسی اور سے ہو، پھر شوہر سے صحبت ہو، وہ طلاق دے یا مرجائے اور پھر عدت گزارے تو عبد الستار سے نکاح جائز ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۷ جنوری ۱۹۸۰ء

۷۸۶ الجواب صحیح وصواب والحبیب انشاء اللہ تعالیٰ مصیب و مثاب۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعنده علم الکتاب
العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

تین طلاق کے بعد بغیر حلالہ نکاح اسی عورت سے کیا، تو شرکاء کے نکاح کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع تین اس مسئلہ میں کہ: جمیل احمد ولد عمر دین پڑواری حلفیہ بیان دیتا ہے کہ میری زوجہ مسات نسیم نے میرے والد پر الزام لگایا تو میرے منہ سے غصہ کی حالت میں تین دفعہ ”تیرے کو طلاق دی! طلاق دی! طلاق دی! تو میری ماں بہن ہے“ نکل گئے۔ اس واقعہ کے تیسرے روز میں نے رجوع کیا اور وہ دو ماہ پانچ دن کے بعد واپس آ گئی۔ اس لئے آپ مہربانی فرما کر قرآن و سنت کی رو سے فتویٰ صادر فرمائیں۔ فقط السائل، جمیل احمد

۷۸۶ الجواب: جب طلاقیں تین تک پہنچ جائیں تو پھر عورت اس مرد کے لئے بے حلالہ، کسی طرح حلال نہیں ہو سکتی یہاں تک کہ اگر باہمی رضامندی یا کسی کے دباؤ میں آ کر دوبارہ نکاح بھی کر لیا تب بھی یہ عورت حرام محض رہے گی جب تک حلالہ نہ ہو کہ، اس طلاق کی عدت گزارے، پھر عورت دوسرے شخص سے نکاح کرے اور اس سے ہم بستر بھی ہو پھر وہ دوسرا طلاق دے یا مرجائے اور بہر حال اس کی عدت گزار جائے اس کے بعد اس پہلے سے نکاح ہو سکتا ہے ورنہ ہرگز نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّىٰ تَكُونِ حَرْزًا وَجَاغِيزَةً اس بے معنی رجعت کے بعد اگر عورت آگئی تو اس سے صحبت زنا ہوگی اور اگر اسے مسئلہ معلوم ہے تو یہ زانی، شرعاً سزائے زنا کا مستحق ہوگا اور اس صحبت سے ہونے والی اولاد، ولد الزنا ہوگی۔ پھر اس میں جتنے بھی لوگ شریک ہوں گے یا اس پر راضی ہوں گے سب سخت گناہ گار اور جان بوجھ کر ایسا کرنے والے زنا کے پیروکار ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ محرم الحرام ۱۴۰۰ھ

تین طلاق ایک ساتھ دینا

سوال: مندرجہ ذیل عبارتوں کا کیا فتویٰ ہے علماء دین کا کہ: ایک آدمی نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے۔ اس طریقہ پر کہ میاں بیوی میں گھریلو معاملات پر تنازع ہوا۔ اس بناء پر دو ایک عورتوں کے سامنے کہا کہ ”جا میں نے تمہارے کو چھوڑ دیا۔“

اس کے بعد گھر سے باہر جا کر ایک معزز آدمی کو بلا کے لایا، گھر میں اس آدمی کو لا کر اس کے سامنے اور دو تین عورتوں کے سامنے پھر کہا کہ ”میں نے اپنی بیوی کو دو طلاق دے دی۔“ یہ کہہ کر میاں بیوی الگ ہو گئے۔ بیوی ایک طرف کھانا خود پکا کر کھا رہی ہے اور رہ رہی ہے اور میاں خود پکا کر کھا رہا ہے اور رہ رہا ہے۔ برائے مہربانی قرآن و حدیث کے مطابق اس مسئلہ کا جواب دیجئے کہ اس آدمی کے لئے بیوی جائز ہے یا نہیں؟ فقط والسلام السائل، ابو بکر، بنگالی کالونی، ۲۷ دسمبر ۱۹۷۹ء

۸۶ الجواب: یہ لفظ کہ ”میں نے تجھے چھوڑ دیا“ طلاق میں صریح ہے اس سے ایک رجعی طلاق پڑ گئی۔ شوہر نے کچھ نیت کی ہو یا نہ کی ہو۔ اس کے بعد شوہر نے دوبارہ یہ الفاظ کہے کہ ”میں نے اپنی بیوی کو دو طلاق دے دی“ تو یہ اس کی پہلی کے علاوہ دو طلاقیں ہوئیں اور اس طرح عورت پر تین طلاقیں پڑ گئیں۔ دونوں کے مابین نکاح باقی نہ رہا۔ اب حلالہ کے سوا کوئی چارہ کار باقی نہیں یعنی یہ عورت عدت گزار کر کسی اور سے نکاح کرے اور وہ دوسرا اس سے ہم بستری کے بعد طلاق دے دے پھر عورت اس دوسری طلاق کی عدت بھی گزارے۔ عدت گزارنے پر اب پہلے سے نکاح جائز ہوگا۔ بغیر حلالہ یہ دونوں اپنی خوشی خواہ کسی کے جبر سے بھی نکاح نہیں کر سکتے۔ حلالہ کے بغیر صحبت ہوئی تو وہ زنا ہوگی۔ قال اللہ تعالیٰ: فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَتَّكِفَ زُجَا غَيْرَہُ، وقل رسول اللہ ﷺ لا حتی تذوقی عسیلتہ (الحديث) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ صفر المظفر ۱۴۰۰ھ

ایک ساتھ تین طلاق کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: عبدالغفار ولد عبدالرحمن خان کا نکاح ہمراہ مہر النساء دختر محمد ابراہیم ہوا اور عبدالغفور ولد محمد ابراہیم بالغ کا نکاح حسن بانو دختر عبدالرحمن سے برادری کی موجودگی میں ہوا اور دو سال تک دونوں فریقین حقوق زوجیت وغیرہ انجام دیتے رہے۔ دو سال کے بعد دونوں فریقین کے درمیان رنجش پیدا ہوئی۔ اس دوران عبدالغفار کے تایا نے غصہ کی حالت میں اور دوسرے رشتے داروں نے محمد ابراہیم کے مکان میں آ کر کہا کہ تمہاری لڑکی تمہارے پاس ہماری لڑکی ہمارے پاس۔ سن کر محمد ابراہیم بھی غصہ میں ہوا۔ دو یوم گزر جانے کے بعد دونوں فریقین کی طرف سے اشامپ پر علیحدہ علیحدہ تحریری طلاق نامہ ہوا۔ طلاق تحریری کے وقت برادری کے دو افراد موجود تھے تین طلاق دے دی گئی اور لکھدی گئی۔ عبدالغفور کی منکوحہ کے بطن سے اس وقت چھ ماہ کی لڑکی موجود تھی۔ وہ لڑکی عبدالغفور اور اس کے والد محمد ابراہیم کے سپرد کردی گئی۔ وہ لڑکی اس وقت حیات ہے۔ طلاق تحریری کے وقت عبدالغفار اور عبدالغفور اپنے والدین کے موافق تھے۔ پانچ سال کے بعد عبدالغفور ولد محمد ابراہیم نے دوسرا نکاح کیا ہمراہ نصیبہ دختر احمد علی سے برادری کی موجودگی میں۔ ایک سال کے بعد نصیبہ کو تحریری اشامپ پر تین طلاقیں دے دیں اور لکھ دیں۔ تحریر کے وقت برادری کے دو اشخاص موجود تھے۔ طلاق دینے کی وجہ یہ ہے کہ نصیبہ دختر احمد علی نکاح ہونے کے بعد صرف دو دن اپنے شوہر کے گھر رہی۔ عبدالغفور کا والد کئی مرتبہ نصیبہ کو لینے کے لئے گیا۔ ہر طرح کوشش کے باوجود نصیبہ کو نہیں بھیجا نصیبہ کے والدین نے محمد ابراہیم کی بہت بے عزتی کی اور گھر سے

نکال دیا نکاح کے ایک سال بعد طلاق نامہ تحریر ہوا۔ عبد الغفار اور عبد الغفور کے نکاح کے دس سال گزر جانے کے بعد حسن بانو کے والد کا انتقال ہو جاتا ہے۔ رشتہ داروں نے حسن بانو سے معلوم کیا تو اس نے کہا کہ میرا اول نکاح ہوا ہے اور میں اس کے گھر جانا چاہتی ہوں دوسرا نکاح نہیں کرتی، حسن بانو کو جو طلاق دی تھی وہ طلاق ہوئی یا نہیں؟ اب عبد الغفور اور حسن بانو دونوں نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ دونوں فریقین نکاح کر سکتے ہیں یا نہیں؟ برائے مہربانی علماء دین قرآن و حدیث سے فتویٰ دیں۔ عین نوازش ہوگی۔ فقط بقلم خود محمد بخش جمیری، عبد الغفار جمیری، فقیر محمد، لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ جواب ہوالموفق للصواب: صورت مسئلہ میں اب حسن بانو بغیر حلالہ کے عبد الغفور کے لئے حرام ہے۔ اگرچہ طلاق کو دس بیس سال گزر جائیں۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ لِهَذَا جَبَّ تَحْلُلُ بَانُو كِي شَادِي كَبِيں اور نہ ہو اور وہ اپنے نئے شوہر کے ساتھ ہم بستری کے ساتھ رات گزار لے اور پھر اس کا نیا شوہر اسے طلاق دے اور وہ عدت پوری کرے تب تک یہ عبد الغفور کے لئے حرام رہے گی۔ قال رسول اللہ ﷺ لَا حَتَّىٰ تَذَوَّقِي عَسِيلَتَهُ وَيَذَوَّقَ مِنْ عَسِيلَتِكَ اِذَا بَغِیْرَ حَلَالَةٍ نِكَاحُ كَرَايَا كِيَا تَوِيْہ حَرَامُ كَارِي پرم مدد ہوگی اور شخص مذکورہ زانی اور شرعاً سزائے زنا کا مستحق ہوگا اور اولاد ولد الزنا کہلائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲ جنوری ۱۹۸۰ء

۷۸۶ جواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۷ صفر المظفر ۱۴۰۰ھ

طلاق کے ثبوت کے لئے اقرار شوہر یا گواہان ضروری ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء راشدین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: بیان (عجائب النساء) زوجہ بشیر الدین حقیقت یہ ہے کہ ایک رات میرا شوہر مجھ سے اچھی طرح بات کر رہا تھا کہ لڑکی پر ناراض ہوا جھگڑا شروع ہو گیا اور یہ گھر سے اپنی والدہ کے گھر جا کر اپنے بھائی کو لینے چلا گیا۔ سب کو اپنے گھر سے نکال دیا کہ جاؤ ہم ایسی عورت سے بات کرنا گوارا نہیں کرتے۔ ان کو تو نکال دیا مگر یہ آنے بھی نہ پائے تھے کہ ان کا بھائی اور بھائی کی بیوی آ گئے۔ اب میرا دیور سے جھگڑا ہو رہا تھا کہ میرا شوہر بھی آ گیا اور کچھ سے کچھ بکنے لگا۔ میں نے کہا کہ تمہارے بھائی نے مجھے گالی دی ہے تو جواب دیا کہ جو کرتی ہو وہ تم کرتی ہو۔ میں تم کو جانتا ہوں، آگے بڑھا اور یک لخت تین طلاق بول دیں اور پھر چار پائی پر سو گیا اور میری والدہ جیسی ایک عورت تھی اس کو ہم نے بلوایا جب اس سے معلوم کیا کہ آپ نے یہ کیا کیا تو بگڑ کر بولے کہ قرآن اٹھا کر کہوں تو وہ خاموش ہو گئیں۔ صبح سو کر اٹھے اور باہر گئے اور گھر میں آئے پھر چلے گئے۔ پندرہ دن بعد آئے کہنے لگے مجھے بتاؤ جو کچھ میں نے کہا، میں مولوی صاحب سے معلوم کروں گا کیوں کہ مجھے معلوم نہیں میں نشے میں تھا، کچھ خبر نہیں کیا کہہ دیا۔ خیر نشے کا ان کو پتہ ہوگا مجھے نہیں کیوں کہ میں غصے میں پہچان نہ سکی یہ جانے یا خدا جانے۔ پہلے گواہی دیتی ہوں کہ یہ نشہ کر کے گھر میں آئے اور بگڑنے لگے تو پوری رات یہ بکواس کرتے رہے صبح جب نشہ ختم ہوا تو میں نے معلوم کیا کہ تم پوری رات کیا کہتے رہے ہو؟ یہ کہنے لگے مجھے نشہ کر دیا تھا اس لئے مجھے نہیں معلوم۔

میں نے کہا یہ سچ ہے اور ایسا ہوا ہے۔ مجھے مر کر منہ دکھانا ہے مگر اس بار میں پہچان نہ سکی اس لئے یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتی خدا جانے یہ نشے میں تھے یا نہیں؟ حالت وحشیانہ تھی۔ فقط زوجہ بشیر الدین، لطیف آباد، حیدر آباد

جائے یہ عیال یا نہیں۔ اگر عیال ہو تو یہ عیال بھی طلاق کے لئے اقرار شو ہر درکار ہے یا پھر دو مرد، یا ایک مرد، دو عورتیں، نمازی، پرہیزگار جن کی گواہی شرع میں مقبول ہو وہ گواہی دیں تو ان کی گواہی معتبر ہوگی اور حکم طلاق دیا جائے گا۔ صورت مسئلہ میں عورت پر لازم ہے کہ وہ اس پر گواہ پیش کرے۔ تنہا عورت کا بیان ہرگز کافی نہیں۔ اس لئے دونوں کے مابین نکاح قائم ہے۔ ہاں اگر عورت جانتی ہو کہ وہ تین طلاقیں دے چکا ہے تو جس طرح ممکن ہو اس سے چھٹکارا حاصل کرے یا اپنا مہر وغیرہ معاف کر کے یا اپنے پاس سے کچھ مال دے کر اس سے طلاق حاصل کرے۔ اس کے بغیر وہ شرعاً دوسرا نکاح نہیں کر سکتی۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں قادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ ربیع الاول شریف ۱۴۰۰ھ

طلاق کے متفرق مسائل

سوال: قبلہ محترم مولانا مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

دیگر یہ کہ میں آپ ۔۔ ایک نہایت اہم مسئلے پر قرآن و سنت کی روشنی میں فتویٰ چاہتا ہوں

میرے علم میں یہ بات تھی کہ حاملہ عورت کو طلاق نہیں ہوتی اور جب تک تین مرتبہ طلاق نہ بولو نہ لکھو تو طلاق نہیں ہوتی ہے لہذا میں نے اپنی بیوی کو ڈرانے کی نیت سے رعب دینے کے لئے تاکہ گھر یلو جھگڑے ختم ہو جائیں بیوی معافی مانگ لے گی بازار سے ایک اشامپ لے کر آیا اور اس پر میں نے بیوی کو ڈرانے کی نیت سے علیحدگی کے بارے میں تحریر اور دو جگہ لفظ طلاق لکھا اور بیوی کو بتلایا کہ دیکھو ابھی میں نے دو جگہ لفظ طلاق لکھا ہے۔ اب تم دستخط کرو اور آئندہ شکایت کا موقع نہ دینا۔ بیوی نے دستخط کر دیئے اور دستخط کرتے ہی ہم دونوں ایک دوسرے سے رجوع ہو گئے۔ اشامپ کی تحریر یہ ہے کہ میں باہوش و حواس اپنی بیوی سے علیحدگی چاہتا ہوں کیوں کہ یہ مجھ سے خوش نہیں، میں نے بہت خوش رکھنا چاہا مگر وہ علیحدگی چاہتی ہے۔ شوہر کا کہنا نہیں مانتی۔ مجھ سے وفاداری کی قسم بھی نہیں کھاتی۔ اپنے گھر بیٹھنا چاہتی ہے بقول اس کے وہ شادی سے قبل بہت خوش تھی۔ وہ خود مختار ہے جو مرضی آئے گھر بیٹھ کر رہے۔ مجھے اعتماد نہیں دلا سکتی ہے۔ مجھے تنگ کر رکھا ہے وغیرہ وغیرہ اور پھر آگے لکھا کہ لہذا ان حالات میں ہم دونوں سکھ کا سانس نہیں لے سکتے ہیں بلکہ ساتھ رکھ کر میں سمجھتا ہوں کہ نسیم بیگم پر ظلم ہے آزادی چاہتی ہے۔ میں اسے آزاد کرنے پر مجبور ہو گیا ہوں اور بہ خوشی باہوش و حواس نسیم بیگم کو..... دیتا ہوں! میں نسیم بیگم کو..... دیتا ہوں! میں نسیم بیگم کو..... دیتا ہوں! میں نسیم بیگم کو..... دیتا ہوں! میں نسیم بیگم کو..... دیتا ہوں!

ماہوار اس کے گھر ادا کرتا رہوں گا۔

فتنۃ مسعود جاوید جہانگیر

یہ تحریر لکھنے کے بعد جب میں نے نسیم بیگم کو دکھائی اور جب اس نے دیکھا کہ میں نے لفظ طلاق نہیں لکھا ہے تو اس

نے وہ حرکات نہیں کیں جس کا میں تصور کئے ہوئے تھا یعنی بیوی معافی مانگے گی مجھے منائے گی تھوڑا بہت روئے گی مگر جب اس نے ایسا نہیں کیا تو میں نے اسے مزید ڈرانے کے لئے ان تین خلاؤں میں سے شروع کی دو جگہوں میں لفظ طلاق لکھ دیا یعنی جملہ یوں مکمل ہوا کہ میں نسیم بیگم کو طلاق دیتا ہوں! میں نسیم بیگم کو..... دیتا ہوں! تیسری جگہ میں نے طلاق سے بچنے کی نیت سے لفظ طلاق نہیں لکھا اور نہ منہ سے بولا اس کے بعد میں نے بیوی سے کہا کہ دیکھو دو جگہ لفظ طلاق لکھ دیا ہے اب تم مجھے آئندہ شکایت کا موقع نہ دینا۔ اب تم دستخط کر دو، بیوی نے فوراً دستخط کر دئے اور دستخط کرتے ہی ہم دونوں ایک دوسرے سے رجوع ہو گئے۔ تیسرے روز یہ تحریر گھر کے تیسرے فرد کے ہاتھ لگی اور وہ کہتے ہیں کہ طلاق ہو گئی.... میں خلیفہ کہتا ہوں کہ میری نیت طلاق دینے کی نہ تھی۔ اب آپ قرآن و سنت کی روشنی میں صحیح فتوے سے نواز دیں۔ شکریہ

فقط السائل، مسعود جاوید جہانگیر معرفت منور، عالم برادر س، اسٹیشن روڈ، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: اصل جواب سے پہلے چند امور ذہن نشین کر لیں

۱۔ عورت حاملہ ہو یا نہ ہو جب اسے طلاق دی جائے گی یقیناً واقع ہو جائے گی، ۲۔ طلاق خواہ ایک باردی جائے یا دو بار یا تین بار، بہر حال واقع ہوگی اگرچہ احکام جدا گانہ ہوں گے، ۳۔ الفاظ طلاق صحیح طور پر ادا کئے جائیں یا غلط طور پر، بہر حال ان سے طلاق واقع ہو جاتی ہے اور اس میں عالم جاہل سب برابر ہیں، ۴۔ مسائل شرع بیان کرنے والے موجود ہیں اور تمام احکام کتابوں میں موجود۔ جو نہیں جانتا وہ دریافت کرے۔ یہ عذر کہ میں نہیں جانتا تھا ہرگز مقبول نہیں ہو ہیں یہ کہتا ہے کہ میں سمجھتا تھا کہ حکم یہ ہے، یہ بھی معتبر نہیں، ۵۔ طلاق جبکہ دی جائے واقع ہو جائے گی خواہ دھمکی مقصود ہو یا کچھ اور، ۶۔ صریح الفاظ نیت کے محتاج نہیں ہوتے، ۷۔ شوہر نے اگر بیوی سے کہا ”میں نے تجھے طلاق دی! دی! دی! تو اس صورت میں تین طلاق کا حکم دیا جائے گا۔ ان امور کی روشنی میں یہ وضاحت ہو جاتی ہے کہ یہ طلاقیں تین ہی پڑیں گی اور کوئی نیت مقبول نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ ربیع الآخر ۱۴۰۰ھ

بیوی طلاق نہ مانے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میرے لڑکے نبی بخش نے اپنی منکوحہ مسات شریفن دختر تو لا عرف رحمت اللہ یا اللہ بخش کو اس کے مشکوک چال چلن۔ شوہر کا حکم نہ ماننے، اس کی بغیر اجازت ماں باپ کے گھر جا کر بیٹھ جانے، اور شوہر کے ساتھ بدتمیزی کرنے پر گواہان کی موجودگی میں طلاق دے دی۔ اور تین مرتبہ لفظ طلاق زبان سے کہہ دیا کہ طلاق دی! طلاق دی! اور تحریری طور پر طلاق نامہ اسٹامپ پر تحریر کر دیا جس پر دستخط کر دیئے اور گواہان نے بھی دستخط کر دیئے اور طلاق نامہ بذریعہ رجسٹری پوسٹ مسات کو روانہ کر دیا۔ مسات شریفن اور اس کے ورثا اس طلاق کو تسلیم نہیں کرتے ہیں جبکہ لڑکا بدستور اپنے فیصلے پر قائم ہے لہذا جناب شرعی سے فیصلہ آگاہ فرمائیں۔

خادم جمعہ خان ولد حاجی اللہ الدین، لطیف آباد، حیدر آباد، ۱۱ مارچ ۱۹۸۰ء

۷۸۶ جواب: وجہ خواہ کچھ ہو، لڑکا قصور مند، یا لڑکی قصور وار، جب طلاقیں تین تک پہنچ جائیں، پھر وہ عورت اس شوہر کے لئے بے حلالہ کسی طرح حلال نہیں ہو سکتی۔ قال اللہ تعالیٰ: فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ بَلْکَ یہ عورت دوبارہ نکاح سے بھی حرام محض رہے گی جب تک حلالہ نہ ہو کہ اس طلاق کی عدت گزرے۔ پھر عورت دوسرے سے نکاح کرے اور اس سے ہم بستر بھی ہو پھر وہ دوسرا سے طلاق دے یا مر جائے اور بہر حال اس کی عدت گزر جائے اس کے بعد اس پہلے سے نکاح ہو سکتا ہے ورنہ ہرگز نہیں۔ اور کسی کے دباؤ میں آ کر دوبارہ، بلا حلالہ کے نکاح کر بھی لیا تب بھی یہ نام نکاح کچھ مفید نہ ہوگا۔ عورت سے صحبت حرام اور زنا ہوگی اور مسئلہ معلوم ہونے کے باوجود ایسا کیا تو یہ زانی اور اس کی اس صحبت سے پیدا ہونے والی اولاد، ولد الزنا ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ ربیع الآخر ۱۴۰۰ھ

دھوکہ سے طلاق نامہ پر دستخط کرانا

سوال: بخدمت جناب مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید نے ہندہ (جو کہ بیوہ تھی) سے چند سال قبل نکاح کیا ہندہ کے پہلے مرحوم شوہر سے دو لڑکیاں تھیں۔ جس میں کہ ایک کا بلوغ پر پہنچنے کے بعد نکاح کر دیا گیا۔ ہندہ کا رشتہ کا ماموں جو کہ الگ رہتا ہے اپنی بھانجی یعنی ہندہ کے نکاح سے خوش نہیں تھا۔ نکاح سے قبل ہندہ کا بھائی مختلف طریقوں سے لڑکی کی اس شادی کو روکنے میں کوشاں رہا۔ جب ناکامی ہوئی تو اپنی بہن یعنی ہندہ اور اس کے شوہر یعنی زید کے درمیان علیحدگی کی ترکیب نکالی وہ اس طرح کہ زید کو مدعو کیا گیا لہذا وہ اپنے برادر نسبتی پر حسن ظن رکھتے ہوئے چلا گیا اور مکان میں جس میں کہ پہلے سے چند لوگ رہتے تھے وہاں تمام لوگوں سے زید واقف تھا اور انہوں نے ایک کاغذ دیا اور زید سے فرمائش کی کہ اس پر دستخط کر دے تو زید کے ساتھ دو تین آدمیوں نے بھی اس پر دستخط کر دیئے زید حلفیہ اقرار کرتا ہے کہ بوقت دستخط میرا دماغی توازن صحیح نہیں تھا ورنہ میں ضرور دریافت کرتا۔ بعد دستخط کے مجھے کہا گیا تم نے اپنی بیوی ہندہ کو طلاق دے دی حالانکہ میرے وہم و گمان میں بھی یہ باتیں نہ تھیں اس لئے کہ عقد ثانی کے بعد سے اب تک میرے اور ہندہ کے درمیان کسی قسم کا کوئی اختلاف بھی نہ تھا بلا وجہ میں اپنا گھر کیسے برباد کرتا لیکن وہ کاغذ جس میں کہ پہلے سے طلاق کا مضمون لکھا گیا تھا بغیر میرے علم، کے بس میرے دستخط لے کر میری گھریلو زندگی تباہ کر دی۔ میری بیوی کو اس وقت معلوم ہوا جب اس کے بھائی نے اس کو طلاق نامہ دکھلایا تو نیم پاگل ہو کر میرے پاس چلی آئی۔ میں مزید حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ میری اس تحریر میں قطعی مبالغہ نہیں ہے۔ تمام مولویوں سے رجوع کیا تو انہوں نے کہا کہ تم نے اپنی زبان سے تین طلاقیں دی تو طلاق ہو گئی اور اگر زبان سے لفظ طلاق نہ نکالا اور وہ بھی اس صورت میں کہ عورت قریب ہو تو طلاق نہیں ہوئی۔ براہ کرم شریعت مطہرہ کی روشنی میں فتویٰ صادر فرمائیں کہ طلاق ہوئی یا کہ نہیں؟ شکریہ

فقط عبد اللہ خان، کوٹری

۷۸۶ جواب: ہوا لموفق للصواب: طلاق خوشی سے دی جائے یا جبراً، واقع ہو جائے گی، نکاح شیشہ ہے اور طلاق

سنگ۔ شیشے پر پتھر خوشی سے پھینکے یا خود ہاتھ سے چھٹ پڑے، شیشہ ہر طرح سے ٹوٹ جائے گا، مگر یہ زبان سے الفاظ طلاق کہنے میں ہے، اگر کسی کے جبر و اکراہ سے عورت کا طلاق نامہ لکھ دیا اور زبان سے الفاظ طلاق نہ کہے تو طلاق نہ پڑے گی۔ تنویر الابصار میں ہے کہ فلو اکراہ علی ان یکتب طلاق امراتہ کتب لا تطلق جبر و اکراہ ایسا ہو کہ اس میں ضرر، رسائی کا اندیشہ ہو اور مجبور کرنے والا ایذا سانی پر قادر ہو اگر محض اقرار سے کسی کے لحاظ کا پاس رکھتے ہوئے لکھے گا تو طلاق ہو جائے گی۔ لاعلم رکھتے ہوئے طلاق کی تحریر پر شوہر کے دستخط لیے اور شوہر کو معلوم نہیں کہ یہ طلاق نامہ ہے اور اس نے دستخط کر دیئے تو اس طرح طلاق نہیں ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۶ جنوری ۱۹۸۰ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۱۷ صفر المظفر ۱۴۰۰ھ

حلالہ کے لئے کوئی بھی مرد مناسب ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ۱۔ لڑکی کے گھر جا کر غصہ کی حالت میں اسے زینہ پر بلا کر تین دفعہ طلاق دی۔ ۲۔ اس کے دو سال بعد دوسری شادی کی جس میں ہماری بنی نہیں اور اسے چھوڑ دیا، کورٹ کے ذریعے طلاق دے دی۔ ۳۔ پہلی بیوی سے ایک بچی (۶) چھ سال کی ہے اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ واپس سمجھوتا ہو جائے جو بات آپ بتائیں گے اس پر ہم عمل کریں گے۔ ۴۔ پہلی بیوی چچا کی لڑکی ہے اس وجہ سے چچا نے کہا ہے کہ اس کے بارے میں معلومات کریں اور اس کا فتویٰ صادر کریں۔ سائل۔ عبدالعزیز، شاہی بازار، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: ہذا الموفق للصواب: صورت مسئلہ عنہا میں لڑکی پر تین طلاقیں مغلطہ واقع ہو گئیں، اب سوائے حلالہ کے کوئی صورت نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهِنَّ بَعْدُ حَتَّىٰ تَنْكِحَ كَرْزُوجًا غَيْرَہَا حلالہ کی صورت یہ ہے کہ اس لڑکی کی شادی کسی اور شخص سے بغیر کسی شرط کے کی جائے اور وہ اس کے ساتھ ہم بستری کرے پھر وہ اپنی مرضی سے اسے طلاق دے اور لڑکی عدت گزارے، تب شوہر اول اس سے دوبارہ نکاح کر سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

نوٹ۔ حلالہ کے لئے شوہر کا بھائی یا کوئی بھی فرد ہو، اس سے نکاح جائز ہے اور فریقین ایک دوسرے کی شادی میں شرکت کر سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۶ جنوری ۱۹۸۰ء

۷۸۶ الجواب صحیح وصواب والحبیب انشاء اللہ تعالیٰ مصیب و مثاب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

رجوع کا طریقہ

سوال: بخدمت جناب شفیق بزرگوار مولانا مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میں محمد یعقوب ولد نئے خان حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ میری منکوحہ بشیرن دختر نذیر احمد ہے جس کی مجھ سے دو لڑکیاں ہیں اور اب وہ حاملہ ہے۔ میرے ساتھ رہتی ہے۔ گھریلو باتوں میں آکر میں نے غصے کی حالت میں اپنی منکوحہ بشیرن کو طلاق دی۔ لفظ طلاق کا منہ سے نکلتا تھا کہ مجھے خوف خدا ہوا اور پھر میں نے دو دفعہ

طلاق کا لفظ استعمال نہیں کیا اور چپ ہو گیا۔ اب آپ سے گزارش ہے کہ آپ شرع محمدی ﷺ کے موافق فتویٰ صادر فرمائیں کہ عورت کو غصے کی حالت میں ایک دفعہ طلاق دینے سے طلاق ہو جاتی ہے یا نہیں؟ کیوں کہ میں نے فقط ایک دفعہ لفظ طلاق کہا ہے۔ اب اگر میں اپنی منکوحہ عورت کو اپنی نکاح میں رکھنا چاہوں تو رکھ سکتا ہوں یا نہیں؟ برائے کرم فتویٰ شرع محمدی ﷺ کے مطابق صادر فرمائیں تاکہ اس پر عمل کر سکوں۔ درخواست دہندہ عرض دار، ولی محمد، امریکن کواٹرز، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: ہوالموفق للصواب: صورت مسئلہ عنہا میں عورت پر ایک طلاق رجعی واقع ہو گئی، شوہر اس صورت میں رجوع کر سکتا ہے، رجوع کے لئے صرف یہ کہہ دینا ہی کافی ہے کہ میں نے اپنی بیوی سے رجوع کیا یا اس سے جماع (صحبت) کر لے تو زبان سے یہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ صورت مسئلہ عنہا میں نہ تو عورت نکاح سے خارج ہوئی اور نہ ہی حلالہ کی ضرورت۔ (عامہ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۸ فروری ۱۹۸۰ء

۷۸۶ الجواب صحیح و صواب والحبیب انشاء اللہ تعالیٰ مصیب و مثاب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

والدین نے نابالغوں کا نکاح کیا تو نافذ ہے

سوال: بخدمت اقدس مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

التماس ہے کہ ایک فتوے میں آپ کی راہنمائی چاہئے۔ مسئلہ یہ ہے کہ: میں نے اپنی بیٹی کا نابالغی کی عمر یعنی تقریباً ۸ برس میں ایک لڑکے سے نکاح کر دیا۔ ایجاب و قبول میں نے یعنی لڑکی کے باپ اور میرے سدھی یعنی لڑکے کے باپ نے کئے۔ یہ بات تقریباً ۹ سال پہلے کی ہے۔ سن بلوغت کے بعد میری بیٹی نے اس نکاح کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور صاف کہہ دیا چونکہ یہ نکاح میں نے خود نہیں پڑھا لہذا میں اس نکاح کو تسلیم نہیں کرتی اور مجھے اپنے حالیہ سسرال میں جانا قطعی ناپسند ہے۔ میری بیٹی کی طرف سے انکار سن کر اس کے سسرال والوں نے بھی اس قسم کی باتیں شروع کر دیں۔ جب یہ بات برادری والوں میں سنی تو انہوں نے مصلحت کرانے کی غرض سے دونوں فریقین کو اکٹھا کیا۔ جہاں پر لڑکے کے والد نے چند لوگوں کی موجودگی میں صاف طور پر کہہ دیا کہ لڑکی: ہمارے گھر کے قابل نہیں ہے لہذا ہماری طرف سے طلاق ہے۔ میں نے اسی وقت کہا مجھے منظور ہے پھر فریقین کی جانب سے دو افراد قانونی خانہ پری کرنے کے لئے اسٹامپ پر طلاق نامہ لکھوا کر لائے جبکہ لڑکے کی جانب سے والد کو پورا اختیار تھا۔ اس روز چونکہ لڑکا اپنے کام پر گیا ہوا تھا لہذا طلاق نامہ پر دستخط کرنے کا کام دوسرے دن پر ٹال دیا گیا۔ دوسرے روز میں ثالثوں کے ہمراہ لڑکے والوں کے گھر گیا وہاں لڑکا موجود تھا جس کو طلاق نامے پر دستخط کرنے کے لئے کام پر جانے سے روک لیا گیا تھا۔ پھر چند مخالفین کے بہکاؤے میں آ کر لڑکے والوں نے اس معاملہ کو کھٹائی میں ڈال دیا۔ یہ تین سال پہلے کی بات ہے اور ابھی تک معاملہ جوں کا توں ہے کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔ میری بیٹی کی عمر اس وقت ۷۷ سترہ سال ہے اور وہ اب بھی نکاح کو تسلیم کرنے سے انکار کرتی ہے۔ لہذا مندرجہ بالا مسائل کو شریعت کی روشنی میں حل فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی؟ فقط عرض دار خوشی محمد ولد شاہ محمد، پریٹ آباد بھلیلی حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: نابالغ لڑکے اور لڑکی کے نکاح پر ولی کو ولایت اجبار حاصل ہے یعنی اگر یہ لوگ نہ چاہیں۔ ولی نے جب

نکاح کر دیا، ہو گیا۔ پھر اگر یہ نکاح باپ نے کیا ہے تو لازم ہو جائے گا کہ ان کو بالغ ہونے کے بعد، نکاح توڑنے کا اختیار نہیں (درمختار وغیرہ) اب دوسری صورت کہ برادری والوں نے مصالحت کے لئے فریقین کو جمع کیا اور چند لوگوں کی موجودگی میں لڑکے کے والد نے صاف طور پر کہہ دیا کہ ہماری طرف سے طلاق ہے تو اس کی دو صورتیں ہیں اگر لڑکی کے شوہر نے اپنے باپ کو اپنی زوجہ کو طلاق دینے کے لئے وکیل بنایا اور اسے طلاق کا اختیار دے دیا اور اسی بناء پر اس کے باپ نے اپنے بیٹے کی جانب سے اس کی بیوی کو طلاق دے دی تو جتنی طلاقیں دیں واقع ہو گئیں اور سوال کے مطابق صرف اس لفظ سے کہ ہماری طرف سے طلاق ہے۔ ایک طلاق پڑ گئی بشرطیکہ ایک سے زیادہ طلاق کا ذکر نہ آیا ہو لیکن اس ایک طلاق کے بعد جبکہ عدت گزر گئی تو نکاح ٹوٹ گیا اور عورت آزاد ہو گئی اور سوال سے ظاہر یہ ہی ہے کہ باپ نے اپنے بیٹے کی اجازت پر اسے طلاق دی تو طلاق پڑ گئی اور شوہر کو اب انکار طلاق کی گنجائش نہ رہی۔ دوسری صورت یہ ہے کہ شوہر نے باپ کو طلاق کی اجازت نہ دی باپ نے اپنی مرضی سے طلاق دے دی تو یہ شوہر کی اجازت پر موقوف تھا اگر اس نے خبر سن کر اس طلاق کو جائز قرار دے دیا تو طلاق ہو گئی اب انکار سے کچھ حاصل نہیں اور عموماً یہی ہوتا بھی ہے ورنہ طلاق نہ پڑے گی۔ دوبارہ طلاق حاصل کریں۔ طلاق کے بعد لڑکی عدت گزارے بشرطیکہ خلوت صحیحہ ہوئی ہو ورنہ اس پر عدت نہیں، جب چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ صفر المظفر ۱۴۰۰ھ

طلاق کا ذکر جھگڑے میں آنے سے طلاق بائن پڑ جاتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص جو جرائم پیشہ ہے۔ اپنی منکوحہ بیوی کو فروخت کرنے پر تیار ہوا جس وقت بیوی کو یہ معلوم ہوا کہ میرا خاوند یہ حرکت کرنے والا ہے وہ بھاگ کر اپنے والدین کے پاس آ گئی۔ چند دن بعد اس کا خاوند بھی آ گیا اور کہا آئندہ کسی قسم کی حرکت نہیں کروں گا۔ اب میری بیوی کو میرے ساتھ بھیج دو۔ لڑکی کے والدین نے لڑکی کو اس کے ساتھ بھیج دیا۔ چند دن گزرنے کے بعد لڑکی کی ماں وہاں گئی اور اپنے داماد سے کہا کہ میری بیٹی تمہاری بیوی کچھ بیمار ہے اس کو میرے ساتھ بھیج دو۔ اس جرائم پیشہ شخص نے اپنی بیوی کی گود سے چھوٹی بچی جو سوا سال کے قریب ہے چھین لی، حق مہر کی رقم ادا کر کے کہا کہ نکل جا، دفع ہو جا آیا ان الفاظ سے طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اگر ہوئی تو کونسی؟ برائے کرم شرعی مسئلہ سے آگاہ فرمائیں۔ بینو اتو جروا

سائل۔ منشی رحیم اللہ خاں، ٹنڈو آدم

۷۸۶ جواب: حالات و قرائن خود ہی بتا رہے ہیں کہ اسے اپنی بیوی کو اپنے نکاح سے نکالنا مقصود تھا اس لئے اس نے حق مہر ادا کر کے کہ میرے گھر سے نکل جا دفع ہو جا غرض اگر طلاق کا ذکر جھگڑے کے دوران آ گیا تو اس سے طلاق بائن پڑ گئی، یوں ہی غصے میں الفاظ ادا کئے تب بھی بغیر نیت، طلاق بائن پڑ گئی اور طلاق بائن کا حکم یہ ہے کہ شوہر عدت میں یا عدت بعد دوبارہ نکاح کر سکتا ہے، حلالہ کی ضرورت نہیں۔ (عامہ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ رجب المرجب ۱۴۰۰ھ

ارادۂ طلاق، طلاق نہیں ہے

سوال: مکرّمی جناب مفتی صاحب، السلام علیکم

عرض یہ ہے کہ: جذبات میں مغلوب ہو کر غصہ کی حالت میں اپنی بیوی کو یہ الفاظ کہے تھے کہ ”میں تم کو طلاق دے دوں گا“ اور یہ الفاظ تین مرتبہ کہے گئے تھے لہذا شرع متین اور حدیث رسول اکرم ﷺ کی روشنی میں فتویٰ صادر فرمائیں کہ طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ فقط والسلام السائل عبدالعزیز ولد خوشی محمد، لطیف آباد، حیدر آباد

۸۶ جواب: اگر بیان مذکور درست ہے اور شوہر نے ان الفاظ کے علاوہ کہ ”میں تم کو طلاق دے دوں گا“ اور الفاظ اشارۃً یا کنایۃً یا صراحۃً نہیں کہے تو ابھی عورت پر طلاق نہیں پڑی کہ یہ ارادۂ طلاق ہے اور ارادۂ طلاق، طلاق نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۰ھ، ۲۰ اپریل ۱۹۸۰ء

مشروط طلاق

سوال: مرد نے اپنی بیوی کو دو نہایت ضروری جائز کام کرنے کے لئے لکھا عورت نے کوئی اثر نہ لیا۔ مرد نے دو تین بار ہر خط میں دہرایا عورت نے پھر بھی یہ دونوں کام نہ کئے، آخر مرد نے غصے میں آ کر یہ تحریر لکھی کہ تم فلاں فلاں کام کر دو یا میری طرف سے طلاق تسلیم کر لو۔ یہ تحریر ایک ہی کاغذ پر تین بار مرد نے لکھ کر روانہ کر دی۔ عورت نے یہ تحریر ملتے ہی دونوں کام کر کے مرد کو مطلع کر دیا۔ کیا ایسی تحریر سے طلاق واقع ہو جائے گی یا نہیں؟ فقط السائل

۸۶ جواب: جب عورت نے مرد کے دو کام کر دئے جن پر اس نے طلاق کو مشروط کیا تھا تو اب ایک طلاق بھی واقع نہ ہوئی اور عورت بدستور اس کے نکاح میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ محرم الحرام ۱۴۰۰ھ

عقل کھودینے سے طلاق نہیں پڑتی

سوال: مرد، جس کی عقل سوچ بوجھ اچھی بھلی تھی، کسی خارجی طاقت، جادو، ٹونا، تعویذ، گنڈے سے ضائع کر دے یا کم کر دے مرد ایک دم مختلف ہو جائے، تنہائی میں کبھی بغیر کسی وجہ کے خودکشی کرنے کی کوشش کرے اور بلیڈ یا چاقو سے اپنا خون نکالنا شروع کر دے۔ غرض کہ تعویذ گنڈوں سے مرد اپنی عقل کھو بیٹھے۔ اسی حالت میں اگر وہ طلاق لکھ کر دے جب کہ تعویذ گنڈے، جادو ٹونا کرنے والے نے اسی غرض کے تحت یہ سب کچھ کیا ہو کہ مرد کسی بھی طرح طلاق لکھ دے کیا طلاق واقع ہو جائے گی؟ جب کہ بعد میں یہ ثابت بھی ہو جائے کہ مرد کی عقل پر کسی خارجی طاقت کا قبضہ تھا اور تعویذ گنڈے جادو ٹونا کرنے والے بھی اقرار کر لیں۔ فقط السائل

۷۸۶ جواب: اگر اس حالت میں آدمی اپنی عقل کھو بیٹھے اور جنون کی کیفیت ہو کہ ہوش میں آنے کے بعد اسے پتہ نہ چلے کہ میں نے اس دوران کیا کیا ہے ایسی صورت میں دی گئی طلاق واقع نہیں ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ محرم الحرام ۱۴۰۰ھ

فضولی شخص کا اپنی جانب سے دوسرے کی بیوی کو طلاق دینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید کی عمر ۵۵ سال اپنی منکوحہ زوجہ رحمت بی بی عمر ۶۰ سال کو اپنے منہ اور زبان سے طلاق نہیں دی بلکہ ایک دوسرے شخص نے زید مذکور کی طرف سے ایک کاغذ پر طلاق لکھ دی اور زید سے اس کاغذ پر دستخط بھی لے لیا۔ سوال یہ ہے کہ کیا شرع کے مطابق طلاق ہوگئی یا نہیں؟ براہ کرم جواب بالصواب حوالہ جات کے ساتھ عنایت فرمائیں عنایت ہوگی۔ فقط السائل حافظ محمد یعقوب پیش امام بادشاہی مسجد، گوٹھ سنتاب سنگھ، لائن پارنواب شاہ، سندھ

۷۸۶ جواب: فضولی شخص جسے شوہر کی طرف سے حکم یا اجازت تحریری نہیں وہ اگر عورت کو طلاق لکھ لائے تو اس کا نفاذ اجازت شوہر پر موقوف رہتا ہے۔ اگر وہ اس کے مضمون پر مطلع ہو کر اس تحریر کو نافذ کر دے، مثلاً صراحۃً کہہ دے کہ میں نے اسے جائز کیا یا اجازت دی یا اسے نافذ کیا یا کوئی ایسا فعل کرے جو نافذ کرنے پر دلیل ہو مثلاً اس پر اپنے دستخط کرے یا مہر اپنی طرف سے عورت کی طرف روانہ کر دے یا بھیجنے کو کہے تو وہ تحریر نافذ ہو جاتی ہے اور گویا خود شوہر کی تحریر قرار پاتی ہے ورنہ نہیں۔

فی البزازیة کتب غیر الزوج کتاب الطلاق وقراء علی الزوج فاعذہ و ختم علیہ اوقال الرجل ابحت هذا الكتاب اليها فهذا بمنزلة كتابة بنفسه اور یہ بات ظاہر ہے کہ نافذ ہونے کے لئے صرف مضمون پر مطلع ہونا درکار ہے حرف با حرف پڑھنا یا پڑھوا کر سننا ضروری نہیں۔ دوسرا اس کا خلاصہ مضمون بتا دے اور یہ سن کر دستخط کر دے یا مہر لگا دے یا اسے نافذ کر دے ہر طرح سے درست ہے پس اگر ایسا ہوا کہ شوہر کے حکم سے وہ طلاق لکھ کر لایا یا بغیر اجازت و حکم لکھ لایا اور اس نے مضمون پر مطلع ہو کر دستخط کر دے تو طلاق پڑگئی عمر کی اس میں کوئی قید نہیں شوہر کا بالغ ہونا شرط ہے (الدر المختار ونیرہ، فتاویٰ رضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ ربیع المرجب ۱۴۰۰ھ

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب العدة

نابالغہ، غیر مدخولہ بیوہ، کی عدت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زینب کا نکاح تقریباً آٹھ نو سال کی عمر میں ہوا تھا۔ اور بغیر ودائی اس سے شوہر انتقال کر گیا۔ آج بچی کی عمر تیرہ سال ہے تو کیا ایسی صورت میں عدت ہوگی یا نہیں؟

۷۸۶ جواب: موت کی عدت چار مہینے دس دن ہے یعنی دسویں رات بھی گزرے بشرطیکہ نکاح صحیح ہو، دخول ہوا ہو یا نہیں۔ دونوں کا ایک ہی حکم ہے اگرچہ شوہر نابالغ ہو یا زوجہ نابالغہ ہو (جوہرہ وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ رجب المرجب ۱۳۸۴ھ

خلوت کے بغیر طلاق میں عدت نہیں / غیر مدخولہ کا مہر

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید اور ہندہ کا نکاح ایام نابالغی میں ان کے والدین کی رضا مندی سے ہوا اب زید اور ہندہ دونوں بالغ ہیں مگر ان دونوں کی خلوت نہیں ہوئی اور اب زید ہندہ کو طلاق دینا چاہتا ہے۔ اس صورت میں ہندہ پر عدت ہوگی یا نہیں۔ ہوگی تو کتنے دن کی ہوگی۔ اور نکاح کے وقت مہر باندھا گیا تھا اور اس صورت میں کہ زید اور ہندہ کی خلوت نہ ہوئی زید پر مہر کے بارے میں کیا حکم ہے۔ آیا پورا ادا کیا جائے گا یا آدھا یا بالکل نہیں؟

عبد اللہ، ساکن حالی روڈ حیدر آباد

۷۸۶ جواب: صورت مسئلہ عنہا میں اگر زید ہندہ کو طلاق دے گا۔ طلاق صحیح اور واقع ہوگی۔ اور چونکہ خلوت واقع نہ

ہوئی اس لئے ہندہ پر کوئی عدت نہیں ہوگی۔ فی مجمع الا نھر طلق غیر المدخول بھا بانث لا الی عدۃ اور اس سے نصف مہر ہندہ کا زید پر واجب الادا ہے۔ جس کا مطالبہ وہ کر سکتی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ فنصف ما فرضتم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ شوال المکرم ۱۳۸۸ھ

موت زوج کے وقت بیوہ جس مکان میں ہو اسی میں عدت پوری کرے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: زید ڈگری میں ملازم تھا اور اس کے اہل و عیال وہاں ڈگری میں سرکاری مکان میں رہتے تھے۔ زید بیمار ہو گیا اس کے علاج کے لئے حیدر آباد کے سول ہسپتال میں داخل کیا گیا اور اس کی بیوی مسما عائشہ اپنی بہن فاطمہ کے ہاں حیدر آباد شہر میں رہنے لگی۔ زید کا ہسپتال میں انتقال ہو گیا۔ یہ مکان کہ جس

میں زید کی بیوی اپنے شوہر کے انتقال کے وقت موجود تھی یہ اس کی بہن فاطمہ کا ہے۔ یہ مکان بہت تنگ ہے۔ عائشہ کا اور کوئی اپنا مکان نہیں ہے۔ اب وہ اپنی رہائش کے لئے لطیف آباد میں ایک مکان لینا چاہتی ہے لہذا بیان فرمائیں کہ زید متوفی کی بیوی عائشہ کس جگہ عدت گزارے۔ کیا اس نئے مکان میں از روئے شریعت عدت گزار سکتی ہے؟

۷۸۶ جواب: عائشہ موت کے وقت جس مکان میں سکونت پذیر تھی اسی مکان میں عدت پوری کرے۔ اس گھر کو چھوڑ کر دوسرے گھر میں نہیں رہ سکتی۔ اور مکان کا تنگ ہونا کوئی ایسی ضرورت نہیں جس کے باعث مکان تبدیل کرنے کی اجازت ہو۔ (عائلیگری وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ ربیع الاول شریف ۱۳۹۰ھ

عدت میں نکاح ہونا

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب، السلام علیکم، گزارش یہ ہے کہ

ایک لڑکی کو طلاق لئے ہوئے تقریباً ڈھائی ماہ کا عرصہ ہوا۔ اس کا نکاح کر دیا گیا مگر بعد میں معلوم ہوا کہ تین ماہ بعد نکاح ہونا چاہئے تھا لہذا اس کا سد باب کیا ہے؟ لڑکی کو طلاق دوسری دفعہ دینی ہوگی یا نکاح ہوا ہی نہیں۔ ویسے ہی علیحدہ رکھنا چاہئے اور کیا دوسری دفعہ عدت ہوگی اور کتنے دن کی ہوگی اور کیا دوسرا نکاح اس کے ساتھ عدت پوری ہونے پر ہو سکتا ہے اور کیا اس لڑکی پر کفارہ عائد ہوتا ہے اور اگر کفارہ ہوتا ہے تو اس کی تشریح کی جائے کیا کفارہ ہے۔ لہذا آپ ان تمام باتوں کا شریعت کے قانون کے مطابق جواب دیں تاکہ اس کو پورا کیا جائے؟ فقط والسلام، عبد الحمید خان، شاہ لطیف آباد یونٹ نمبر ۱۲

۷۸۶ جواب: عدت میں نکاح حرام قطعی ہے بلکہ نکاح بڑی چیز ہے قرآن حکیم نے، عدت میں نکاح کے صریح پیام کو بھی حرام فرمایا اگر اس دوسرے شخص کو وقت نکاح معلوم تھا کہ عورت ہنوز عدت میں ہے یہ جان کر اس سے نکاح کر لیا جب تو وہ زنائے محض تھا عدت کی کچھ حاجت نہیں نہ اس دوسرے سے طلاق کی ضرورت بلکہ ابھی جس سے چاہے نکاح کر لے جبکہ شوہر اول کی عدت گزر چکی ہو اور اگر اسے عورت کا عدت میں ہونا معلوم نہ تھا تو طلاق کی اب حاجت نہیں مگر متارکہ ضروری ہے یعنی شوہر کا عورت سے کہنا کہ میں نے تجھے چھوڑ دیا یا عورت کا اس سے کہہ دینا کہ میں تجھ سے جدا ہو گئی۔ اس کے بعد عدت بیٹھے۔ عدت کے بعد جس سے چاہے نکاح کرے۔ درمختار میں ہے لا عدۃ لو تزوج امرأۃ الغیر عالمًا بذلك و دخل بها وہ یفتی۔ (ہکذا فی الفتاویٰ الرضویہ) اس عورت اور اس مرد پر تو بہ صحیحہ فرض ہے اس کے علاوہ یہاں اور کیا سزا دی جاسکتی ہے۔ راہ خدا جتنا دے سکیں دے دیں کہ گناہ کا وبال ہلکا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۸ھ

بچے کی ولادت کے بعد شوہر کا انتقال ہو تو عدت بیوگی، لازم ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: مسات خانم بیگم کو بچہ پیدا ہوا اور اتفاق سے بچہ پیدا

ہونے کے صرف ۵ گھنٹے بعد مسات خانم کے خاوند کا اچانک انتقال ہو گیا۔ خانم کو بچہ ہسپتال ہی میں پیدا ہوا ہے۔ اب اس حالت میں خانم کو عدت کرنی چاہئے یا کہ نہیں۔ مطلع فرمائیں۔ المرسل محمد رفیق لطفی، شاہی بازار، شہداد پور

۷۸۶ الجواب: عورت ضرور عدت گزارے گی اور اس حالت میں اس کی عدت چار ماہ دس دن ہے۔ قال اللہ تعالیٰ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَعَشْرًا (بقرہ: 234) یعنی جن عورتوں کے شوہر وفات پا جائیں تو ان کی بیبیاں چار ماہ دس دن اپنے آپ کو روکیں۔ واللہ اعلم

بیوہ کی عدت کا مقصد صرف عورت کا حاملہ یا غیر حاملہ ہونے کا علم ہی نہیں بلکہ شوہر کی موت کا

سوگ بھی ہے

سوال: ایک عورت کا شوہر ۷۰ سال کی عمر میں وفات پا جاتا ہے اور وفات پانے کے وقت سے ۱۲ سال قبل کوئی اولاد پیدا نہیں ہوئی۔ کیا اس عورت کا عدت کا ثنا ضروری ہے یا اس کو حدیث کی رو سے کوئی مراعات حاصل ہیں۔ جواب قرآن و حدیث کی روشنی میں عنایت فرمائیں؟ دعا گو عبد الحمید ولد فقیر محمد

۷۸۶ الجواب: عدت کا مقصد صرف اتنا ہی نہیں کہ عورت کا حاملہ یا غیر حاملہ ہونا معلوم ہو جائے بلکہ شوہر کی موت کا سوگ بھی ہے اور اس میں خلوت ہونے یا نہ ہونے، شوہر کے پاس رہنے نہ رہنے کا کوئی دخل نہیں۔ اس لئے کتنا ہی عرصہ جدائی کو کیوں نہ گزر جائے شوہر کے انتقال پر، عورت پر چار مہینے دس دن کی عدت فرض ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَعَشْرًا۔ (درمختار فتاویٰ رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ رجب المرجب ۱۴۰۲ھ

بیوہ حاملہ ہو تو نکاح جائز نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ ایک عورت کے شوہر کا انتقال ہوا اور اس عورت نے چار مہینے دس دن عدت پوری کرنے کے بعد دوسرا نکاح کیا۔ اس کے دوسرے شوہر نے ایک یا سوا مہینے کے بعد اپنی عورت کا دائی سے معائنہ کرایا۔ دائی نے کہا کہ اس کے پیٹ میں تین مہینے کا حمل ہے اس صورت میں یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں۔ اور یہ بچہ صحیح النسب ہے یا نہیں؟

۲۔ شوہر نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں۔ عدت گزارنے کے بعد نکاح ثانی کیا۔ دوسرے زوج نے ایک دورات رکھنے کے بعد طلاق دے دی۔ عورت نے عدت گزار کر بعد عدت عورت نے زوج اول سے نکاح کیا تقریباً چھ مہینے نکاح کے بعد یہ بات ظاہر ہوئی کہ زوج ثانی نے بغیر جماع کے طلاق دی تھی۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ زوج اول کا نکاح صحیح ہوا کہ نہیں؟

ہلسائل مولوی بن یامین، اسلام آباد

۷۸۶ جواب: صورت مسئولہ عنہا میں جس شخص سے اس کا نکاح ہوا ہے اس پر لازم ہے کہ عورت کو اپنے سے جدا دوسرے مکان میں رکھے اور بچہ پیدا ہونے کا انتظار کرے، اگر شوہر کی وفات سے پورے دو برس کے اندر بچہ پیدا ہو جائے تو یہ نکاح باطل محض ہوا اور جو لوگ واقف حال شریک نکاح تھے۔ سب سخت گناہگار ہوئے۔ بعد بچہ پیدا ہونے کے پھر یہ شخص اس سے نکاح کر سکتا ہے اور اگر وفات شوہر کو دو برس کامل گزر جائیں اس کے بعد بچہ پیدا ہو تو یہ نکاح صحیح ہو گیا دوبارہ نکاح کی حاجت نہیں۔ بچہ پیدا ہونے کے بعد عورت کو ہاتھ لگانا بھی جائز ہو جائے گا۔ (فتاویٰ رضویہ)

۲۔ زوج اول سے دوبارہ نکاح کے لئے عدت اول گزرنا، پھر دوسرے سے نکاح ہونا اور ہم بستر ہونا، پھر طلاق یا موت کی صورت میں عدت گزرنا شرط ہے، اگر ان میں سے ایک بات بھی کم ہوگی تو وہ نکاح نہ ہوگا زنا ہوگا۔ (فتاویٰ رضویہ) لہذا یہ نکاح منعقد نہ ہوا اور اب وہی صورت ہے کہ کسی کے ساتھ نکاح کرے پھر ہم بستری ہو اور طلاق یا موت کی عدت پوری کرے تب شوہر اول سے نکاح جائز ہوگا۔

احمد میاں برکاتی ۱۱/۲/۱۹۸۵ء

۷۸۶ جواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

دوسرے نکاح کے لئے شرعاً پہلی بیوی سے اجازت لازم نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: شیر محمد ولد امام الدین نے اپنی بیوی کی اجازت کے بغیر ایک بیوہ جس کے شوہر کو انتقال ہوئے تین ماہ سے زیادہ عرصہ نہیں ہوا تھا۔ یار دوستوں میں دور جا کر نکاح کر لیا تھا جس کی خبر کسی کو نہیں ہوئی۔ ایسی صورت میں جبکہ نہ تو پہلی بیوی سے اجازت لی نہ ہی بیوہ کی عدت پوری ہوئی نکاح درست ہوا یا نہیں؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔ فقط ایک سائل عمر دراز

۷۸۶ جواب: نکاح ثانی کے لئے پہلی بیوی کی اجازت کی شرع میں تو ضرورت نہیں، ہاں جس بیوہ سے اس نے نکاح کیا ہے، اگر شیر محمد نے یہ جان بوجھ کر کہ ابھی عورت عدت میں ہے اس سے نکاح کر لیا تھا جب تو وہ نکاح نکاح ہی نہ ہوا وہ تو زنا ہوا اور اگر لاعلمی میں کیا تو نکاح فاسد ہے اور اگر شیر محمد نے اس سے صحبت کر لی تو دونوں پر فرض ہے کہ جدا ہو جائیں اور عورت تین حیض کا انتظار کرے اگر تین حیض اسی چار مہینے دس دن کے اندر گزر جائیں تو چار مہینے دس دن کے بعد نکاح کر لے اور ابھی تین حیض اس جدائی کے بعد نہ گزریں تو اتنا انتظار اس جدائی کے بعد اور کرے کہ تین حیض پورے ہو جائیں اس وقت دوسرے سے نکاح کرے۔ درمختار میں ہے اذا وطئت المعتدة بشبهة وجبت عدة اخرى (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمد ۱۱/۱۲/۱۹۸۴ء

۷۸۶ جواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

بیوہ کی عدت کا مقصد، بیوہ عدت میں بلا وجہ شرعی ہرگز نہ نکلے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ کیا شوہر کی وفات کے بعد اس کی بیوہ عدت کے دوران گھر سے باہر جاسکتی ہے؟ ۲۔ کیا چہلم کی رسم اپنے آبائی گھر میں جا کر ادا کرے پھر واپس اسی گھر میں جہاں شوہر کی وفات ہوئی ہے واپس آسکتی ہے۔ اور اس طرح کرنے سے عدت میں کوئی فرق تو نہیں آئے گا؟ ۳۔ رسم چہلم کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ ۴۔ عدت کے متعلق قرآن و حدیث کا کیا حکم ہے؟

کشمور عباس زوجہ ظفر عباس مرحوم، لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: عدت وفات کا مقصود صرف یہی نہیں کہ اس کا حاملہ وغیرہ حاملہ ہونا معلوم ہو جائے بلکہ شوہر کی موت کا سوگ بھی اس کا مقصود ہے۔ لہذا عورت پر لازم ہے کہ اگر وہ وقت وفات، موجود نہ تھی تو اپنے شوہر کی خبر مرگ سنتے ہی فوراً اس کے گھر چلی جائے اور وہیں عدت پوری کرے اور جب تک اجازت شرعی نہ ہو گھر سے باہر قدم نہ نکالے۔ کسی عزیز کے چہلم کی فاتحہ میں شرکت، ضرورت شرعی نہیں یہ تو شخص دعائے مغفرت کے لئے مسلمانوں کا ایک اجتماع ہے۔ تو اس امر مباح کے لئے اس امر لازمی کو کس طرح چھوڑ سکتی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ ربیع الآخر ۱۴۰۲ھ

بیوہ کو عدت میں گھر سے نکلنا کب جائز ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: شوہر کے انتقال کے بعد عدت کس مقام پر ہونی چاہئے جبکہ لڑکی اور لڑکے کے گھر والوں میں تاریخ امروزہ سے بیشتر اختلاف چل رہے ہیں۔ ایسی صورت میں حالات کو کشیدہ ہونے سے بچانے کے لئے عدت کس مقام پر مناسب رہے گی؟

غلام احمد، لیاقت کالونی

۷۸۶ جواب: موت کے وقت جس مکان میں عورت کی سکونت تھی اسی مکان میں عدت پوری کرے۔ اس گھر کو چھوڑ کر، دوسرے مکان میں بھی سکونت نہیں کر سکتی۔ ہاں اگر میت کے ورثہ اس مکان میں رہنے نہیں دیتے اس کے حصہ میں جتنا مکان پہنچتا ہے وہ قابل سکونت نہیں یا چوروں کا خوف ہو یا مال تلف ہو جانے کا اندیشہ ہو۔ یا کوئی ایسی ہی مجبوری ہو کہ اس کا تدارک، اس کے بس میں نہیں مثلاً تنہا رہتے خوف کرتی ہے اور کوئی دوسرا ساتھ دینے والا میسر نہیں تو یہ واقعی مجبوری ہے۔ اور تعلقات میں کشیدگی کوئی ایسی چیز نہیں جسے شرعاً مجبوری کہا جائے۔ (عالمگیری وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ شوال المکرم ۱۴۰۱ھ

مطلقہ، شوہر اول کے گھر میں، حلالہ کے بعد، پردہ کی پابندی کے ساتھ رہ سکتی ہے

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب، السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: مستمنی محمد رمضان نے گزشتہ رمضان المبارک کی ۴ تاریخ کو اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی تھیں بعد گزرنے ایام عدت، مطلقہ نے گزشتہ جمعہ کو اپنے دیور سے برائے حلالہ نکاح کر لیا بروز ہفتہ کو بعد ادا ہوئی حلالہ طلاق دے دی گئی کیا اب مطلقہ اپنی دوسری عدت اپنے پہلے شوہر مستمنی محمد رمضان کے گھر میں

پوری کر سکتی ہے۔ کیوں کہ مطلقہ کا دوسری جگہ ایام عدت گزارنے کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔ برائے مہربانی بروئے شرع مسئلہ سے آگاہ فرمائیں؟ نور محمد ولد منور علی شاہ

۷۸۶ الجواب: ہوا لوفت للصواب: اگر واقعی عورت کے رہنے کیلئے کوئی دوسرا ٹھکانہ نہیں تو یہ عورت شوہر اول کے گھر میں عدت پوری کر سکتی ہے لیکن ضروری ہے کہ شوہر و عورت میں پردہ ہو یعنی کسی چیز سے آڑ کر دی جائے کہ ایک طرف شوہر رہے دوسری طرف عورت۔ اس لئے کہ یہ عورت ابھی شوہر اول کیلئے لاجنبیہ ہے اور لاجنبیہ سے خلوت جائز نہیں اور اگر مکان میں تنگی ہو اتنا نہ ہو کہ دونوں الگ الگ رہ سکیں تو شوہر اتنے دنوں تک مکان چھوڑ دے۔ (در مختار)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۰ اکتوبر ۱۹۷۸ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

سوگ صرف بیوہ پر ہے، دوسری عورتوں پر نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ کچھ لوگ یہ روایت کرتے ہیں کہ اگر کسی شخص کا انتقال ہو جائے تو چالیس دن تک صرف ایک ہی عورت دو روٹیاں پکا کر اور گھی و شکر لگا کر اس کے نام پر خیرات کرے۔ اس کے علاوہ دوسری کوئی عورت روٹی نہیں پکائے۔

۲۔ کسی شخص کے مرنے کے بعد چالیس دن تک اس کے لواحقین میں کوئی عورت مہندی نہیں لگا سکتی ہے نئی چوڑیاں اور نئے کپڑے نہیں پہن سکتی ہے؟ ان مسائل کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ فتویٰ صادر فرمائیں۔ فقط ایک سائل۔ علیم الدین

۷۸۶ الجواب: یہ سب وہی تباہی باتیں اور زمانہ جاہلیت کی رسمیں ہیں۔ سوگ صرف اس عورت کے لئے ہے جس کا شوہر

جاتا رہا۔ دوسروں پر کوئی ایسی پابندی نہیں۔ مولائے کریم ایس بیہودہ باتوں سے بچائے اور اپنی پناہ میں رکھے۔ آمین۔ واللہ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۰ھ

نکاح ثانی کے ۹ ماہ بعد بچہ کی ولادت

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ: مسات حمیدن کا نکاح حلالے کا ہوا تھا دوسرے روز صبح صادق اس کو

طلاق ہو گئی تھی اور اسی دن سے انہوں نے عدت کے دن گزارنے شروع کئے اور عدت ہو گئی معلوم ہوا کہ حمیدن کے پیٹ

میں حمل ہے لہذا اب بچہ بھی پیدا ہو گیا ہے تقریباً ۴ روز کا ہے لہذا اب وہ پرانے شوہر کے پاس جانا چاہتی ہے۔ آپ حکم خدا

اور قرآن کے مطابق ہمیں بتائیں کہ وہ کسی طرح سے دوبارہ اپنے پرانے شوہر کے پاس جا سکتی ہے؟

نوٹ:- پہلے شوہر کی طلاق کے بعد عورت کو کوئی حمل نہیں تھا۔ اور نکاح ثانی کے نو ماہ بعد بچہ پیدا ہوا۔ سائل محمد سعید

۷۸۶ الجواب: جبکہ حمیدن کا نکاح ثانی ہو چکا اور شوہر ثانی نے اسے طلاق بھی دے دی اور اس طلاق کی عدت، جو وضع حمل

سے تھی وہ بھی پوری ہو چکی یعنی بچہ پیدا ہوا تو اب حمیدن اپنے پہلے شوہر کے لئے اسی طرح حلال ہو گئی جیسے وہ بعد نکاح اول، اور

قبل طلاق اس کے لئے حلال تھی۔ قال اللہ تعالیٰ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَكَ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ شوال المکرم ۱۴۰۱ھ

بیوہ کی عدت کے دن

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے میں کہ: مسامت حمیدہ کی شادی نابالغی یعنی بچپن میں ہوئی تھی جب کہ وہ عمر بلوغت کو نہ پہنچی تھی۔ اب لڑکی بالغ ہو چکی۔ ہے اس کے میکے والے کچھ عرصے کے بعد اس کی وداعی یعنی رخصتی کرنا چاہتے تھے۔ اس درمیان میں وہ لڑکی اپنی سسرال رسمی طریقہ سے کبھی عید الفطر کو گھنٹہ دو گھنٹہ کیلئے آئی اور پھر واپس اپنے میکے چلی گئی۔ دن ہی میں اب اتفاق سے مسامت حمیدہ کے شوہر کا ایکسڈینٹ ہو گیا اور وہ موقع پر ہی جان بحق ہو گیا۔ اب لڑکی اپنے والدین کے پاس ہے۔ شوہر سے کبھی اس کا واسطہ نہ ہوا تھا نہ کوئی تعلق رہا۔ کیا ایسی حالت میں لڑکی کو عدت کرنی چاہئے یا کہ نہیں جبکہ ان دونوں نے اب تک ایک دوسرے کو نہیں دیکھا۔ اب اگر لڑکی پر عدت ہوتی ہے تو وہ عدت اپنے باپ کے گھر گزارے یا سسرال آ کر کرے؟ فقط ایک سائل، محمد رفیق، شاہی بازار، شہداد پور

۷۸۶ جواب: موت کی عدت چار مہینے دس دن ہے یعنی وہاں جہت بھی گزرے۔ دخول ہوا ہو یا نہیں دونوں کا ایک ہی حکم ہے اگرچہ شوہر نابالغ ہو یا زوجہ نابالغہ ہو۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے وَالَّذِينَ يَتَّبِعُونَ مِنكُم مِّنْ جُورِ جَائِئِينَ اور بی بیوں چھوڑیں وہ چار مہینے دس دن اپنے آپ کو روکے رہیں۔ البتہ عورت اگر حاملہ ہو تو اس کی عدت وضع حمل ہے جیسا کہ خود ارشاد قرآنی ہے۔ اور چونکہ وفات کی عدت میں نفقہ واجب نہیں اور لڑکی اپنے والدین کے یہاں رہ رہی ہے تو عدت کے ایام یہیں پورے کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ محرم الحرام ۱۴۰۱ھ

حاملہ کی عدت۔ نافرمان بیوی کا نفقہ۔ حق پرورش۔ بری کا زیور، جہیز وغیرہ

سوال: جناب مفتی محمد خلیل خان صاحب، السلام علیکم، مندرجہ ذیل حالات کے بارے میں فتویٰ شریعت محمدی کی روشنی میں ارشاد فرمائیں۔

ہماری بہن محفوظہ دختر عبدالغفار جس کی شادی تقریباً آٹھ ماہ قبل عبدالرزاق کے صاحبزادے محمد اعظم سے ہوئی تھی۔ شادی کے تقریباً چھ ماہ بعد محمد اعظم نے ہماری بہن کو جو کہ ہمارے گھر میں آئی ہوئی تھی طلاق نامہ بھیج دیا۔ طلاق نامہ مورخہ ۱۹۷۶ء مح ۲۳ء کو موصول ہوا اس وقت ہماری بہن تقریباً ساڑھے چار ماہ کے حمل سے تھی۔ آج طلاق کو تقریباً پونے دو ماہ گزر چکے ہیں اور ہماری جماعت میں کیس چل رہا ہے۔ برائے کرم آپ فتویٰ دیں کہ: ۱۔ عدت کی مدت کتنی ہے؟ ۲۔ اور لڑکے کے ذمے کتنے ماہ کا خرچ ہوتا ہے؟ ۳۔ اور زچگی ہونے کے بعد کتنے مہینے وہ اپنے بچے کو دودھ کے پیسے دیتا رہے گا؟ ۴۔ اور زچگی کا خرچ کس کے ذمے ہوتا ہے؟ ۵۔ بچے کتنے سال ماں کے پاس رہے گا اور اس کا خرچ کس کے ذمہ

ہوگا؟ ۶۔ اور ہمارے دئے ہوئے جہیز کے سامان کے علاوہ لڑکے والوں کی طرف سے سونا اور کپڑے اور دیگر سامان پر کس کا حق ہے؟ ہماری بہن کو چھ ماہ کی مختصر مدت میں بے قصور انھوں نے تین کپڑوں کے ساتھ چھوڑ دیا اس کے لئے لڑکے کو کیا جرمانہ عائد ہے؟ مخلص۔ ظہور احمد جمن

۸۶۷ الجواب: ۱۔ حاملہ عورت کی عدت وضع حمل ہے یعنی بچہ پیدا ہوتے ہی اس کی عدت ختم ہو جائے گی۔ وَأُولَٰئِکَ الْأَحْصَالُ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ (طلاق: 4)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ جس عورت کو طلاق دی گئی ہے وہ بہر حال عدت کے اندر نفقہ پائے گی۔ طلاق رجعی ہو یا بائن یا تین طلاقیں عورت کو حمل ہو یا نہیں (خانیہ) ہاں جو عورت بے اجازت شوہر گھر سے چلی جایا کرتی ہے اس بناء پر اسے طلاق دے دی تو عدت کا نفقہ نہیں پائے گی۔ (عالمگیری) واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ بچہ پیدا ہوتے ہی عدت ختم ہو جاتی ہے اور عدت گزرنے پر عورت حق پرورش کا معاوضہ بھی پائے گی اور دودھ پلانے کی اجرت اور بچے کا نفقہ بھی۔ اور بچے کو دودھ پلانے کی مدت دو سال تک ہے۔ (در مختار وغیرہ) ماں خواہ کوئی عورت جس کیلئے حق پرورش حاصل ہے اس کے پاس لڑکا سات برس کی عمر تک اور لڑکی نو برس کی عمر تک رہ سکتی ہے۔ اس کے بعد باپ، دادا وغیرہ کو حق پرورش حاصل ہے (عالمگیری وغیرہ) زوجگی کا خرچ بظاہر شوہر کے ذمہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۶۔ لڑکے والوں کی طرف سے جو سونا وغیرہ چڑھاوے میں دیا جاتا ہے اس کا دار و مدار، ان اطراف کے رسم و رواج پر ہے۔ اگر وہ لڑکی کی ملک میں دے دیا جاتا ہے لڑکی اس کی مالک اور عاریتہ دینے کا رواج ہے تو لڑکے والے اس کے مالک ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

۱۵ شوال المکرم ۱۳۹۶ھ

حاملہ کی عدت

سوال: مسات جمیل خاتون دختر سعید عالم کو اس کے شوہر مسنی صادق ولد رفیع اللہ نے مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۷۸ء کو عرصہ ۱۴ ماہ قبل ایک تحریری طلاق دے کر مفارقت کر دی تھی مگر اس وقت مسات جمیلہ کو ایک ماہ کا حمل تھا۔ اس حمل سے مسات کو لڑکی پیدا ہو چکی ہے۔ کیا حاملہ ہونے کی صورت میں طلاق واقع ہونے پر کوئی شرعی عذر ہے جو طلاق کے وقوع پر اثر انداز ہوتی ہو یا طلاق قطعی واقع ہو چکی ہے۔ محمد صادق کہتا ہے کہ طلاق نہیں ہوئی کیوں کہ مسات حاملہ تھی۔ حالانکہ طلاق نامہ توثیق شدہ ہے؟ فقط محمد قدیر ولد سعید عالم

۸۶۷ الجواب: وقوع طلاق کے لئے عورت کی جانب سے کوئی شرط نہیں۔ عورت حاملہ ہو جب بھی طلاق ہو جائے گی اور اس کی عدت وضع حمل ہے۔ لڑکی پیدا ہوتے ہی عدت ختم ہو چکی اور عورت اب آزاد ہے۔ جس سے چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ ہاں پہلے شوہر کے لئے وہ بلا حلالہ جائز نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَہُمَّ بَعْدُ حَتَّىٰ تَنْکِحُوا حُرًّا وَجَاغِرًا وَاللہ تعالیٰ اعلم

۱۸ ربیع الآخر ۱۳۹۹ھ

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

عورت عدت میں کن حالات میں گھر سے نکل سکتی ہے؟

سوال: بعد سلام عرض ہے کہ میرے بہنوئی ۱۹۸۳ء کو انتقال کر گئے۔ سوگواران میں ایک بیوی، دو لڑکے اور ایک لڑکی ہے۔ عرض ہے کہ ان بچوں کو ان کا حق دلوانے، جو کہ پروائیڈینٹ فنڈ، گریجویٹی، انشورنس اور پینشن وغیرہ ہیں۔ میری بہن کو محکمے کے دفتر میں حاضر ہونا پڑ گا کیوں کہ ہر گورنمنٹ ملازم یا فیکٹری میں کام کرنے والا ملازم اپنے بیوی بچوں کے نام **Nominate** فارم بھر کر دفتر میں فائل کر دیتا ہے۔ میرے بہنوئی اپنے بیوی بچوں کا نام نومینیٹ فارم میں لکھوانا بھول گئے۔ جس کی وجہ سے بہت زیادہ بھاگ دوڑ کرنی پڑے گی اور بہن کو رو برو دفتر میں پیش ہونا پڑے گا۔ تو کیا بہن اپنے اور بچوں کے حق لینے کے لئے دوران عدت دفتر میں جاسکتی ہے یا نہیں۔ برائے مہربانی قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں کہ آیا وہ جاسکتی ہے یا نہیں؟ عرض گزار محمد عتیق ولد عبداللطیف، ریلوے کالونی، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: ایسی صورت میں اس کے شوہر کا مال محفوظ رہے گا اور کوئی بھی اس پر ناجائز قبضہ کر کے اپنی ملکیت نہیں لے سکتا۔ عورت کے لئے حکومت میں ایک درخواست گزار دینا ہی کافی ہے کہ ”میں عدت میں ہوں۔ برائے کرم جب تک عدت نہ گزرے میرے معاملہ کو مؤخر کر دیا جائے“ تو کوئی وجہ نہیں کہ حکومت اسے گھر سے نکلنے پر مجبور کرے اور اگر واقعہ عورت مجبور ہو جائے کہ اگر گھر سے نہ نکلی تو اسے نقصان اٹھانا پڑے گا اور کوئی ایسا بھی نہیں جسے اس کام پر مقرر کر سکے تو بقدر ضرورت باہر جاسکتی ہے مگر رات کو اسی گھر میں رہنا ہوگا۔ (در مختار۔ رد المحتار) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ رمضان المبارک ۱۴۰۳ھ

عدت کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک عورت کو طلاق ہو گئی اس کی شرعی میعاد کیا ہے۔ اور کتنے دن اس کو عدت میں رہنا ہوگا۔ شرعی طور پر وہ کس کس رشتے دار سے مل سکتی ہے۔ جبکہ عورت کم از کم ڈیڑھ سال سے اپنے والدین کے گھر پر ہے اس دوران شوہر یا سرال والوں سے واسطہ نہیں رہا۔

فقط والسلام حاجی غلام مصطفیٰ خان نقشبندی، مدرستہ البنات، نجی پیر روڈ

۷۸۶ جواب: جس عورت کو طلاق دی ہے، بائن، خواہ رجعی، اور شوہر اس سے دخول کر چکا یا تنہائی میں ایک دوسرے کے ساتھ رہ چکے اور اس وقت حمل نہ ہو اور عورت کو حیض آتا ہے تو عدت پورے تین حیض ہے اور اگر وہ عورت حاملہ ہے تو عدت وضع حمل ہے۔ جب بھی بچہ پیدا ہو جائے گا عدت ختم ہو جائے گی اور جن مردوں سے پہلے ملنا اس کے لئے شرعاً جائز تھا اب بھی جائز ہے اور عدت واجب ہونے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ عورت شوہر کے گھر پر رہتی ہو۔ (در مختار، عالمگیری وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ ربیع الاول شریف ۱۴۰۲ھ

عدت گھر پر فرض ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اہل سنت و جماعت اس مسئلہ میں کہ: میرا والدہ ماجدہ عمر (۶۵) پینسٹھ سال تقریباً ایک ماہ قبل بیوہ ہو گئی تھیں اور آج کل عدت میں ہیں۔ انہیں رحم کی کوئی خطرناک بیماری لاحق ہو گئی ہے، جس کی وجہ سے پیشاب پاخانہ میں بھی سخت تکلیف پیش آرہی ہے اور اگر کوئی علاج نہیں کرایا گیا تو خدشہ ہے کہ ان کی صحت کو ناقابلِ علاج نقصان پہنچے گا، اور زندگی کے لئے بھی شدید خطرات لاحق ہیں۔ لیڈی ڈاکٹر کا خیال ہے کہ انہیں ہسپتال میں داخل کرنا پڑے گا اور وہیں ان کا علاج ہو سکتا ہے۔ گھر پر علاج ممکن نہیں۔ مندرجہ بالا بیماری کی روشنی میں کیا مریضہ کو ہسپتال میں داخل کرایا جاسکتا ہے۔ پھر عدت کے احکامات کیا ہوں گے۔ نیز کیا احتیاطی تدابیر اختیار کی جائیں؟ براہ کرم قرآن و سنت اور فقہ کی روشنی میں صحیح جواب عنایت فرمایا جائے۔ جواب کا طالب، عبدالغفار شیخ، ایگزیکٹو انجینئر واپڈا، کوٹری

۷۸۶ الجواب: حکم شرعی یہ ہے کہ موت یا فرقت کے وقت، جس مکان میں عورت کی سکونت تھی اسی مکان میں عدت پوری کرے۔ اس مکان کو چھوڑ کر دوسرے مکان میں بھی سکونت نہیں کر سکتی مگر بوقت ضرورت بقدر ضرورت۔ آج کل معمولی باتوں کو جس کی کوئی حاجت و اہمیت نہ ہو، محض طبیعت کی خواہش کو ضرورت کہہ دیا کرتے ہیں وہ یہاں مراد نہیں۔ بلکہ شرعاً ضرورت وہ ہے اس کے بغیر کوئی چارہ کار نہ ہو اور ضرورت بھی جہاں گھر سے نکلنے کی اجازت دی وہاں صراحت کی کہ رات اپنے گھر پر ہی گزارے۔ (ہدایہ وغیرہ) لہذا علاج کو مؤخر کرنا ہی کفایت کرتا ہو یا گھر پر رہتے ہوئے علاج ممکن ہے مثلاً یونانی علاج تو ہسپتال میں داخلہ کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ حکم شریعت کا احترام کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب الظہار

بیوی کا یہ کہنا کہ شوہر کو باپ، بھائی سمجھتی ہوں

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب، السلام علیکم، کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت اس مسئلہ میں کہ ہمارے پاس ایک کیس بابت مابین زن و شوہر چل رہا ہے۔ جب ہم لوگ لڑکی کے بیانات لینے گئے تو لڑکی نے حلفیہ ہم لوگوں کے سامنے یہ بیان دیا۔ جس میں اس نے کہا کہ میں خدا کو حاضر ناظر جان کر حلفیہ کہتی ہوں کہ بشیر احمد میرا شوہر نہیں ہے میں اسے اپنا باپ اور بھائی سمجھتی ہوں لہذا ان الفاظ کی روشنی میں آپ سے اس مسئلہ میں فتویٰ درکار ہے۔ برائے مہربانی آپ شریعت کی رو سے ہماری رہنمائی فرمائیں؟

منجانب: پنچائیت فیصلہ کمیٹی، شاہ فیصل کالونی حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئلہ میں، ان دونوں کے مابین نکاح میں کوئی فرق نہ آیا البتہ عورت گناہگار ہوئی۔

قال اللہ تعالیٰ وَ اِنَّهُمْ لَيَقُولُونَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَ ذُؤْمَرًا (مجادلہ: 2) عورت اگر شوہر کو یا اس کے اجزاء کو اپنے محارم مثلاً بھائی باپ بیٹے سے تشبیہ دے تو شوہر اس پر حرام نہیں ہوتا۔ کافی الدر المختار وظہار رها منه لغو فلا حرمة۔ عورتیں یوں ہی ناقص العقل ہیں۔ ان کی ایسی باتوں پر حرمت کا حکم دے دیا جائے تو عورت کو، شوہر سے چھٹکارا حاصل کرنے کا بڑا ستانسخہ ہاتھ آ جائے اور سارا نظام و معاشرہ تباہ و برباد ہو جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ ذی قعدہ ۱۴۰۱ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب الیمین (قسم کا بیان)

وعدہ سے انحراف نفاق ہے، جھوٹی قسم کھانا

سوال: مکرری و محترمی قبلہ جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسکی قمر الدین ولد عبدالستار کی بھتیجی کا عقد مسکی محمد سلطان ولد نور الہی سے ہوا۔ شادی کے تقریباً چھ ماہ بعد لڑکی کے ساتھ تشدد و مار پیٹ کا سلسلہ شروع ہو گیا جب یہ تنازعہ طویل اختیار کر گیا تو مسکی قمر الدین نے برادری کے چند افراد کو بلا کر ان کے رو برو تمام واقعات گوش گزار کئے۔ ہر دو فریقین کی جملہ گفتگو سن کر آخر برادری کے افراد نے ان دونوں فریقین کا اس تنبیہ کے بعد میل ملاپ کر دیا کہ آئندہ لڑکی پر کوئی تشدد یا مار پیٹ نہیں ہوگی اور آپس میں میل محبت کے ساتھ رہیں گے۔ اس تصفیہ پر مسکی محمد سلطان تقریباً چھ ماہ تک عمل کرتے رہے لیکن پھر وہی سلسلہ مار پیٹ شروع ہو گیا۔ آخر کار شادی کے تقریباً چھ سال کے بعد لڑکی کا انتقال ہو گیا۔ جس سے تین بچے ہیں۔ لڑکی کے انتقال کے تقریباً ایک ہفتہ کے بعد مسکی قمر الدین نے برادری کے چند افراد بلائے اور ان کے رو برو مسکی محمد سلطان کو بلایا اور کہا کہ مرحومہ کے تین بچے ہیں اور سابقہ تلخ واقعات کے تحت بچوں کے مستقبل کو خدشہ ہے لہذا آپ کو جو بچی کے ساتھ جہیز دیا گیا تھا اسے فروخت کر دیا جائے اور اس کی حاصل شدہ رقم بچوں کے نام بینک میں فلکسڈ ڈپازٹ کر دیئے جائیں تاکہ بچوں کے سن بلوغت پہنچنے پر بچوں کے کام آسکیں۔ مسکی محمد سلطان نے مسکی قمر الدین کے کہنے پر لبیک کہا اور اقرار کیا کہ جب چاہیں جہیز کو فروخت کر کے رقم بچوں کے نام بینک میں جمع کرادیں۔ برادری کے افراد نے اس فیصلہ میں کوئی حصہ نہیں لیا یہ دونوں افراد کا آپس میں خود کردہ فیصلہ تھا۔ برادری کے افراد صرف گواہ کی حیثیت رکھتے تھے۔ بعد ازاں طے شدہ فیصلہ کو ایک تحریری شکل دی گئی اور دونوں فریقین نے ایک اقرار نامہ تحریر کیا اور اس اقرار نامہ کو برادری کے ایک فرد کے پاس بطور امانت محفوظ کر دیا گیا۔ تاکہ سند رہے اور وقت ضرورت کام آسکے۔ چند یوم کے بعد مذکورہ اقرار نامہ مسکی محمد سلطان نے اس فرد سے دھوکہ دے کر یہ کہہ کر حاصل کر لیا کہ میں ابھی پانچ منٹ میں فوٹی کاپی کرادے جاتا ہوں۔ انہوں نے اس پر اعتماد کر کے وہ اقرار نامہ دے دیا کہ ابھی واپس آجائے گا لیکن بعد میں وہ اقرار نامہ واپس کرنے میں ٹال مٹول سے کام لیتا رہا۔ آخر کار برادری کی جنرل میٹنگ میں محمد سلطان کو بلایا گیا اور مذکورہ اقرار نامہ واپس کرنے پر زور دیا گیا تو اس وقت محمد سلطان نے برادری کے تقریباً پچاس افراد کے سامنے کلمہ پڑھ کر حلفیہ کہا کہ میں کاغذ اقرار نامہ لے کر گیا لیکن وہ مجھ سے گم ہو گیا۔ بعد ازاں محمد سلطان اور ان کے لواحقین مسکی محمد رمضان اور مسکی بندو نے یہ پروپیگنڈا شروع کیا کہ محمد سلطان نے مذکورہ جہیز برادری کے چھ افراد کو دے دیا ہے

جس کی مالیت بیس ہزار روپیہ ہے اور چھ افراد اسے بانٹ کر کھا گئے ہیں اور ہم ان کو بند کروائیں گے۔ اس پر برادری کے چھ افراد نے ڈپٹی کمشنر ایس پی اور تھانہ انچارج کو اپنے تحفظ کی درخواست دی اور تمام حالات بیان کئے۔ اس پر انکوائری ہوئی اور محمد سلطان کو تھانے میں بلایا گیا اور چھ افراد کو بھی بلایا گیا۔ تھانہ انچارج نے محمد سلطان سے اقرار نامہ کے متعلق دریافت کیا لیکن مسی محمد سلطان تھانے میں اقرار نامہ لانے سے ہی منحرف ہو گیا اور تمام افراد و تھانہ کے عملہ کے سامنے تین مرتبہ کلمہ پڑھ کر حلفیہ کہا کہ میں نے کوئی اقرار نامہ نہیں لکھا اور نہ ہی میں لے کر آیا ہوں اور نہ میرے پاس ہے اور اسی قسم کا حلف نامہ بھی تحریری پولیس کو لکھ کر دیا اور پھر مسجد میں جا کر قرآن پاک بھی اٹھایا حالانکہ یہ دیدہ دانستہ جھوٹا حلف اٹھایا گیا تھا جسے مسی محمد رمضان اور مسی بندو نے شہدے کر اٹھوایا حالانکہ دونوں افراد بخوبی جانتے تھے کہ محمد سلطان حلف نامہ کا کاغذ لے کر آیا ہے اور یہ جھوٹا حلف اٹھا رہا ہے۔ بجائے اس کے کہ وہ مسی محمد سلطان کو غلط حلف اٹھانے سے باز رکھتے بلکہ اس کی حوصلہ افزائی کرتے رہے اور مکمل تعاون کیا اور جو کچھ بھی ہوا ان کے مشورہ سے ہوا۔ براہ کرم جملہ واقعات و حالات کی روشنی میں قرآن پاک اور حدیث شریف کے مطابق فتویٰ صادر فرمائیں کہ برادری اب ان تین افراد کے ساتھ کیا رویہ اختیار کرے؟

فقط السائل محمد غیاث الدین ولد محمد عمر

۷۸۶ جواب محمد سلطان نے جو کچھ کہا اس کا حاصل تین چیزیں ہیں۔

- ۱۔ وعدہ سے انحراف جس کا پورا کرنا اس پر لازم تھا اور ہے یعنی مرحومہ کے جہیز کو اس کی اولاد کی ملکیت قرار دینا لیکن اس نے اس کے خلاف کیا اور حدیث شریف میں بلا وجہ شرعی اپنے وعدے سے پھر جانے کو نفاق فرمایا۔ لہذا محمد سلطان پر توبہ لازم ہے۔
- ۲۔ محمد سلطان نے دھوکہ اور فریب سے وہ کاغذ جس پر وہ معاہدہ تھا حاصل کیا اور پھر اسے بظاہر ضائع کر دیا اور مسلمانوں کو دھوکہ اور فریب دینا سخت حرام۔ حدیث شریف میں ہے جس نے دوسروں کو دھوکہ دیا وہ ہم مسلمانوں میں سے نہیں یعنی بروز قیامت وہ غیر مسلموں کے ساتھ اٹھایا جائے گا اور جھوٹا حلف نامہ، جھوٹی قسم جو جان بوجھ کر کھائی جائے اس کے سبب آدمی سخت گناہ گار ہوتا ہے اور اس پر استغفار و توبہ فرض ہوتا ہے۔ بہر حال محمد سلطان اور اس کے حامیوں پر فرض ہے کہ وہ علی الاعلان توبہ کریں۔ اگر وہ ایسا کر لیں فیما۔ ورنہ برادری پر لازم ہے کہ اس وقت تک ان لوگوں سے قطع تعلق کر لیں جب تک وہ توبہ نہیں کرتے۔ اس سے شادی بیاہ سلام کلام وغیرہ سے پرہیز کریں کیا عجب کہ اس مار سے وہ راہ راست پر آ جائیں اور اپنے مظالم سے توبہ کر لیں۔ قرآن کریم میں ان جیسوں کے بارے میں فرمایا گیا فَلَا تَقْعُدُوا بَعْدَ الذِّكْرِ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ⑤ (انعام) یاد آنے پر ظالموں کے پاس مت بیٹھو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ ذی قعد ۱۳۹۵ھ

ظلم اور توبہ

سوال: مکرری و محترمی قبلہ جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، جناب عالی گزارش یہ ہے کہ:

مورخہ ۱۱ نومبر ۱۹۷۵ء کو آپ سے ایک فتویٰ لیا گیا تھا۔ اس کے مطابق مورخہ ۱۳ نومبر ۱۹۷۵ء کو برادری کی ایک پنچائیت بلائی گئی جس کی کارروائی تقریباً رات ساڑھے دس بجے سے صبح چار بجے تک جاری رہی اور کافی غور و فکر کیا گیا۔ مسکی محمد سلطان اور ان کے ایک حامی مسکی بندو نے پنچائیت میں آنے سے ہی انکار کر دیا جنہیں فتوے کے مطابق سزاوار قرار دے دیا گیا ہے لیکن محمد سلطان کا دوسرا حامی مسکی محمد رمضان پنچائیت میں حاضر ہوا اور اپنی غلطیوں کا اعتراف کیا اور برادری میں علی الاعلان زبانی و تحریری توبہ قبول کر لی ہے اور مزید تیار ہے۔ نیز مسکی محمد رمضان نے آئندہ کے لئے بھی وعدہ کیا ہے اور ان کے لڑکوں نے بھی ان کی ذمہ داری لی ہے ہمارے والد آئندہ اس قسم کا کوئی کام نہیں کریں گے جس سے کسی کو ایذا پہنچے یا کسی کے حق کی تلفی ہو۔ لیکن برادری اس تذبذب میں مبتلا ہے کہ

۱۔ کیا مسکی محمد رمضان جو کہ اس بات کے بانی تھے کہ یہ معاملہ طوالت اختیار کرے اور حق تلفی ہو وہ قابل معافی ہیں؟

۲۔ کیا معنی نکالے جائیں فتوے میں نفاق، حق تلفی اور ایذا کے اس کی وضاحت فرمادیں؟

۳۔ کیا مسکی محمد رمضان اس امر کے پابند ہیں کہ وہ مسکی محمد سلطان سے وعدہ پورا کرنے کے بعد توبہ کریں؟ یا بغیر وعدہ پورا کرائے ہی توبہ کے مستحق ہیں؟

۴۔ کیا طریقہ کار ہے توبہ استغفار کرانے کا تاکہ وہ اختیار کیا جائے؟

براہ کرم مندرجہ بالا چند نکات کی قرآن پاک اور حدیث شریف کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی

فقط والسلام، حافظ وحید الدین، محمد سلطان، محمد شفیع، قطب الدین

۷۸۶ جواب: فقیر نے اپنے سابقہ فتوے میں لکھا تھا کہ ”محمد سلطان اور اس کے ساتھیوں پر فرض ہے کہ وہ علی الاعلان توبہ کریں اور ان چیزوں سے باز آئیں جن سے دوسروں کو ایذا اور ان کی حق تلفی ہوتی ہے“ یہ تحریر اگرچہ اپنی جگہ واضح ہے لیکن مزید توضیح کے لئے یہ فقیر عرض گزار ہے کہ حق العبد وہ مطالبہ مالی ہے کہ شرعاً اس کے ذمے، کسی کے لئے کوئی ثبوت ہو اور ہر وہ نقصان و آزار، جو بے اجازت شرعیہ کسی قول و فعل و ترک سے، کسی کے دین و آبرو، جان، جسم، مال یا صرف قلب کو پہنچایا جائے اور اسی کو ظلم کہا جاتا ہے اور حق کسی قسم کا ہو جب تک صاحب حق معاف نہ کرے معاف نہیں ہوتا۔ بے اس کے معاف کئے، معافی کی کوئی صورت نہیں اور مطالبہ مالی ہو تو اس کا ادا کرنا اور صاحب حق کو اس کا مال پہنچانا بھی لازم۔ مثلاً زید نے بکر کی رقم چھین لی یا مار لی یا رشوت و چوری سے یا جھپٹ کر حاصل کر لی تو اس کی توبہ صرف یہ نہیں کہ آدمی اپنی غلطی کا اعتراف کرے اور علی الاعلان کہدے کہ میں نے توبہ کر لی ہے بلکہ اس پر لازم ہے کہ اس کا مال واپس کرے۔ پھر اس سے معافی چاہے پھر توبہ کرے، اس کے بغیر توبہ کہاں۔ وہ حالات جو سوال میں مذکور ہوئے ان کی روشنی میں محمد سلطان اور اس کے ساتھیوں پر یہ فرض ہے کہ وہ مال، صاحب حق کو پہنچائیں پھر معافی مانگیں۔ اس تمام جھگڑے میں ان کا ایک ساتھی ہے محمد رمضان جس نے اب توبہ کر لی ہے لیکن توبہ کی قبولیت کے لئے یہ ضروری ہے کہ جس طرح اس نے محمد سلطان کو غلط راہ پر ڈالنے کا کردار ادا کیا، یوں ہی وہ اسے راہ راست پر لانے اور حق، صاحب حق کو پہنچانے میں اپنے اثر و رسوخ، اپنی قوت و طاقت اور اپنی تمام کوششوں کو عمل میں لائے، جن میں یہ امر بھی شامل ہے

کہ جس طرح وہ محمد سلطان کے ساتھ تھانے گیا اب تھانے میں جا کر اپنی برأت کا اظہار کرے اصل واقعہ بتائے اور پولیس کو اس پر آمادہ کرے کہ ان بچوں کا حق، محمد سلطان سے بچوں کو واپس دلائے۔ ان تمام کوششوں کے بغیر اس کی توبہ عند اللہ مقبول نہیں۔ ہاں اگر برادری پر اس کا عاجز ہونا ثابت ہو جائے تو وہ اب مجرم نہیں۔ اس کا فیصلہ قیامت پر چھوڑیں اور اپنے ساتھ ملا لیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ ذی قعد ۱۳۹۵ھ

جھوٹی قسم سے توبہ لازم ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید سے گناہ سرزد ہوا۔ کسی طریقے سے لوگوں کو اس کا علم ہو گیا۔ جب لوگوں نے زید سے دریافت کیا تو انکار ہو گیا کہ میں نے کوئی گناہ نہیں کیا ہے۔ لوگوں نے پھر کہا قرآن مجید اٹھا کر قسم کھاؤ ورنہ جان سے ماریں گے۔ اس نے قرآن مجید سر پر اٹھا کے قسم کھالی کہ میں نے کوئی گناہ نہیں کیا ہے تھوڑی دیر کے بعد چند آدمیوں کے سامنے کہتا ہے کہ میں نے صرف جان بچانے کے لئے قرآن پاک اٹھا کر قسم کھائی ہے ورنہ میں نے گناہ کیا ہے۔ اب اس صورت میں زید کے بارے میں کیا حکم ہے؟ السائل عبد اللہ شاہ، سادات کالونی، ٹنڈوالہ یار

۷۸۶ جواب: صورت مذکورہ میں زید پر لازم ہے کہ وہ توبہ صحیحہ، شرعیہ کرے۔ جو گناہ اس سے سرزد ہوا ہے اس سے بھی اور جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائی اس سے بھی۔ اگر زید توبہ کر لے تو اب اس پر کوئی مواخذہ اور گناہ نہیں۔ نہ دوسرے مسلمانوں کو جائز کہ اب بھی خواہ مخواہ اس سے الجھیں کہ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ۔ اور اگر وہ توبہ شرعیہ نہ کرے تو مسلمان اس سے قطع تعلق کریں تاکہ ایسی بیباکی و جرأت کی، کسی اور کو جرأت نہ ہو۔ اب کہ نظام اسلام نافذ نہیں اتنی ہی سزا دی جاسکتی ہے۔ مولائے کریم اپنی پناہ میں رکھے۔ آمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ ذی قعد ۱۳۹۸ھ

قسم کا انکار

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص منشی صاحب نے سب آدمیوں کے سامنے قرآن مجید کی قسم کھائی کہ میں فلاں شخص کے گھر نہ کھانا کھاؤں گا نہ گھر جاؤں گا لیکن منشی صاحب اس کے گھر گئے اور کھانا کھایا۔ اب آپ سے عرض ہے کہ جو کچھ اس کے اوپر شریعت کی سزا ہے قسم توڑنے کی یا کفارہ؟ برائے کرم جواب عنایت فرمائیں۔ فقط والسلام السائل محمد لقمان، پھلیلی پریٹ آباد، حیدر آباد، ۲۱ جون ۱۹۷۸ء

۷۸۶ جواب: آئندہ کے لئے کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے پر قسم کھانا اور پھر اس کا خلاف کرنا یعنی قسم توڑنا کفارہ لازم کرتا ہے۔ اور ایسی قسم کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا ان کو کپڑے پہنانا ہے۔ اسے اختیار ہے کہ ان میں سے جو چاہے اختیار کرے اور جو شخص اس پر قادر نہ ہو تو پے درپے تین روزے رکھنا ہے (عامہ کتب)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ رجب المرجب ۱۳۹۸ھ

قسم کا طریقہ اور توڑنے پر کفارہ

سوال: قرآن پاک کو ہاتھوں میں لے کر سچی قسم کھانا جائز ہے یا ناجائز۔ اور اس کا فدیہ کفارہ کیا دیا جائے۔ علماء کرام اور حدیث شریف صوفیائے کرام کیا فرماتے ہیں؟ فقط السائل، حمزہ علی قادری ۲۹ اکتوبر ۱۹۷۹ء

۷۸۶ الجواب: قرآن کریم ہاتھوں میں لیا اور یہ کہا قرآن کی قسم۔ میں یہ کروں گا یا نہیں کروں گا یا کہا کہ میں قسم کھاتا ہوں یا حلف سے کہتا ہوں اور قرآن کریم ہاتھ میں ہے تو یہ بھی قسم ہے اور ایسی قسم جب توڑے گا کفارہ لازم آئے گا اگرچہ اس کا توڑنا شرع نے ضروری قرار دیا ہو اور قسم کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا ان کو کپڑے پہنانا ہے۔ جو چاہے کرے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کھلانے کے عوض ہر مسکین کو بقدر صدقہ، فطر، گیسوں وغیرہ اجناس، یا ان کی قیمت دے دے اور جو اس پر بھی قادر نہ ہو اسے حکم ہے کہ پے درپے تین روزے رکھے۔ (عامہ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ

کوئی قسم کا توڑنا اور کفارہ دینا شرعاً لازم ہے

سوال: بخدمت جناب محترم مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، عرض یہ ہے کہ ہم باشندگان حلقہ نمبر ۳۶ یونین کمیٹی نمبر ۲۴ کی عوام یہ معلوم کرنا چاہتی ہے اور فتویٰ بھی لینا چاہتی ہے کہ کیا یہ فیصلہ جو ذیل میں دیا گیا ہے کیا صحیح ہے۔ اور اگر غلط ہے تو جن لوگوں نے حلف اٹھایا وہ اس حلف کا کس طرح کفارہ ادا کر کے اس سے نجات حاصل کریں۔ فیصلہ کرنے کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ اس حلقہ سے تقریباً ۱۹ امیدواروں نے فارم بھرے ہیں ان میں سے ۷ امیدواروں نے مل کر یہ رائے قائم کی کہ ہم آپس میں بیٹھ کر ایک فیصلہ کریں جبکہ ۱۲ امیدواروں نے بائیکاٹ کیا۔ سات امیدواروں میں یہ طے ہوا کہ ایک جگہ بیٹھ کر فیصلہ کریں گے اور اتفاق رائے سے ایک امیدوار چنیں گے مگر وہ اتفاق رائے سے ایک امیدوار نہ چن سکے آخر اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے یہ طے پایا کہ کل ہر امیدوار اپنے پانچ نمائندے دے گا اور ساتوں امیدواروں کے پینتیس نمائندے بیٹھ کر مسجد میں جو بھی فیصلہ کریں گے وہ ہمیں منظور ہوگا۔

اب یہ پینتیس نمائندے جمع ہو کر مسجد میں بیٹھے اور باقاعدہ قرآن سامنے رکھا اور قسم اٹھائی کہ ہم لوگ ایک فیصلے پر متفق ہو کر ایک امیدوار کو چنیں گے جبکہ ان لوگوں نے قرعہ اندازی اور رائے شماری کے دو طریقے اختیار کئے۔ ان پینتیس افراد میں سے تیس ووٹ رائے شماری کے حق میں آئے اور بارہ ووٹ قرعہ اندازی کے حق میں آئے اور یہ بارہ آدمی اس ہٹ دھرمی پر اڑے رہے کہ فیصلہ قرعہ اندازی کے ذریعے ہی ہوگا۔ یہ فیصلہ نہ ہو سکا تو اس کے بعد اس کے حل کے لئے انہوں نے ان پینتیس افراد میں سے سات آدمیوں کو چنا کہ یہ سات آدمی جو بھی فیصلہ کریں گے وہ سب پینتیس افراد کو منظور ہوگا۔ جب سات آدمیوں سے رائے مانگی گئی تو پانچ افراد نے رائے شماری کے حق میں رائے دی اور دو آدمیوں نے قرعہ اندازی کے حق میں ووٹ دیا اور یہ آدمی قرعہ اندازی کے لئے ضد کرتے رہے اور یہ فیصلہ رک گیا۔ پھر ان دو آدمیوں نے کہا کہ اگر تم ہماری بات نہیں مانتے ہو تو ہم

بایکٹ کریں گے اور جو لوگ باہر فیصلے کے منتظر ہیں وہ آپ پر پتھر برسائیں گے۔ ان دو آدمیوں کی وجہ سے باقی پانچ آدمی ان باتوں سے مرعوب ہوئے اور قرعہ اندازی پر راضی ہو گئے۔ پھر یہ طے پایا کہ پہلے سات امیدواروں میں قرعہ اندازی کروالی جائے پھر اس میں جس کا بھی نام آئے اس کی ایک پرچی بنالی جائے۔ اس کے بعد رائے شماری کرائی جائے۔ اس میں جس کا بھی نام آئے اسے امیدوار قرار دیا جائے۔ اس طرح قرعہ اندازی میں ایک نااہل امیدوار کا نام آیا جبکہ رائے شماری میں ایک اہل متقی پرہیزگار، دیندار امیدوار کامیاب ہوا۔ اسے سات نمائندوں میں سے چار ووٹ ملے باقی تین امیدواروں کو ایک ایک ووٹ ملا اور جس امیدوار کا قرعہ اندازی میں نام آیا تھا اسے رائے شماری میں ایک بھی ووٹ نہ ملا تھا

ایک پرچی اس امیدوار کی بنائی گئی جو رائے شماری میں کامیاب ہوا اور دوسری پرچی اس امیدوار کی بنائی گئی جس کا نام قرعہ اندازی میں نکلا تھا۔ پھر دونوں کی پرچیوں کی قرعہ اندازی کی گئی تو اس اس امیدوار کا نام نکلا جو کہ پہلے بھی قرعہ اندازی میں نکلا تھا۔ ان اٹھائیس آدمیوں کو بلا کر اس فیصلے سے آگاہ کیا گیا تو انہوں نے اس فیصلے سے اتفاق کرتے ہوئے حلف اٹھایا کہ ہم اس فیصلے پر قائم رہیں گے لیکن جب یہ فیصلہ عوام کو سنایا گیا تو انہوں نے اس فیصلہ کو مسترد کر دیا۔ پھر ان پینتیس افراد نے ان ساتوں امیدواروں کو بلا کر فیصلہ سنایا اور ان سے فیصلہ پر پابند رہنے کا حلف لیا۔ انہوں نے حلف اٹھایا۔ اور اب ان پینتیس افراد میں سے اکثریت یہ کہہ رہی ہے کہ ہم سے غلط فیصلہ ہو گیا لیکن ہم کچھ نہیں کر سکتے کیوں کہ ہم حلف کی وجہ سے مجبور ہیں۔

اس حلقہ کے چار ہزار ووٹر اس شخص کو ووٹ دینے کے لئے قطعی تیار نہیں ہیں، جب کہ دوسرے چھ امیدوار حلف اٹھانے کی وجہ سے عوام کے سامنے نہیں آ رہے۔ لہذا آپ ان امیدواروں اور فیصلہ کرنے والوں کے حلف کے بارے میں فتویٰ دیں کہ وہ کس طرح کفارہ ادا کر کے حلف سے نجات حاصل کریں اور عوام کو صحیح نمائندہ دیں۔ یونین کمیٹی

۷۸۶ الجواب: اس بارے میں قول فیصل اور بہترین رہنما، وہ حدیث شریف ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ”خدا کی قسم انشاء اللہ تعالیٰ میں کوئی قسم کھاؤں، اور اس کے غیر میں بھلائی دیکھوں تو وہ کام کروں گا جو بہتر ہے اور قسم کا کفارہ دے دوں گا۔ (امام بخاری و مسلم وغیرہ)“ بلکہ یہی حکم حضور ﷺ نے اپنی امت کو دیا ہے ارشاد فرمایا ”جو شخص قسم کھائے اور دوسری چیز اس سے بہتر پائے تو قسم کا کفارہ دے دے اور بہتر کام کرے۔ (مسلم، احمد، ترمذی)“ اسی لئے علماء کرام فرماتے ہیں کہ ”قسم کی تیسری قسم وہ ہے کہ اس کا توڑنا مستحب ہے مثلاً ایک امر کی قسم کھائی لیکن بہتری اس کے علاوہ دوسرے میں ہے تو ایسی قسم کو توڑ کر وہ کرے جو بہتر ہے۔ (مبسوط وغیرہ)“ اور قسم کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا (دونوں وقت) یا ان کو کپڑے پہنانا ہے اور جو اس پر قادر نہ ہو وہ پے در پے تین روزے رکھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ شول المکرم ۱۳۹۹ھ

کن الفاظ سے قسم ہو جاتی ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے میں کہ: ایک شخص اس طرح ان الفاظ کے ساتھ قسم کھاتا ہے کہ ”مجھے قسم ہے پیدا

کرنے والے کی کہ میں یہ کام ضرور کروں گا۔ اگر وہ آدمی ان الفاظ کے ساتھ قسم کھاتا ہے اور اپنی قسم پوری نہیں کرتا تو آیا اس صورت میں قسم توڑنے کا کفارہ کیا ہے؟ غلام محمد آرائیں، ٹنڈوالہ یار، ۱۴ اکتوبر ۱۹۸۰ء

۷۸۶ الجواب: پیدا کرنا، اللہ عزوجل کی صفت ہے اور اللہ عزوجل کی قسم خواہ اس کے ناموں میں سے کسی نام سے کھائی جائے، وہ قسم ہے۔ بلکہ خود یہ کہنا بھی کہ قسم کھاتا ہوں۔ حلف کرتا ہوں۔ خدا گواہ ہے، الفاظ قسم میں شامل ہے۔ (رد المحتار وغیرہ) اور جب یہ قسم ہے تو اس کے توڑنے پر کفارہ لازم ہوگا یعنی دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا کھلانے کے عوض ہر مسکین کو نصف صاع (تقریباً سوادوسیر) گندم کی قیمت کا مالک کر دینا یا ان کو کپڑے پہنانا ہے۔ ان دو میں سے جو چاہے اختیار کرے اور جو ان میں سے کسی پر قادر نہ ہو وہ پے درپے تین روزے رکھے۔ (عامہ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳ ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ

قسم کس پر لازم ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے میں کہ: ایک شخص ایک مکان خریدتا ہے اور مالک مکان، لینے والے شخص کو ایک اشامپ پر یہ تحریر لکھ کر دیتا ہے کہ چاروں دیواریں بنیاد سمیت آپ کی ہیں مالک کو جب پیسے دیئے جاتے ہیں تو ایک شخص جو کہ اس کا ہمسایہ ہوتا ہے ایک دیوار کے لئے یہ دعویٰ کرتا ہے کہ یہ میری ہے اور قرآن کی قسم کھاتا ہے اس پر خریدار ہمسایہ کے حق میں اس دیوار سے دستبردار ہو جاتا ہے۔ آیا اس صورت میں اگر کوئی شخص کسی شے کے بارے میں دعویٰ کرے اور قسم کھائے قرآن مجید کی تو کیا وہ چیز اس شخص کی ہو جاتی ہے اور قسم معتبر ہوتی ہے یا نہیں؟ فقط السائل محمد اقبال شیخ، ٹنڈوالہ یار، ۶۔۳۔۱۹۸۰ء

۷۸۶ الجواب: شریعت کا عام قانون یہ ہے کہ البینتہ علی المدعی والیمن علی من انکر یعنی جو شخص کسی بات پر مدعی ہے وہ گواہ پیش کرے (اور گواہ پیش نہ کر سکے تو) مدعا علیہ سے قسم لی جائے اور اسی قسم پر فیصلہ کا دار و مدار ہے۔ مدعی کی قسم کوئی چیز نہیں نہ شرعی فیصلہ میں اس کا کوئی اعتبار۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ

جھوٹی قسم کھانا سخت برا فعل ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: کسی شخص نے گناہ کیا اور دوسرے شخص نے اس کے گناہ کو دیکھ لیا اور دوسرے لوگوں پر اس گناہ کو ظاہر کر دیا۔ اب اس صورت میں لوگ اس شخص سے یہ کہتے ہیں کہ اگر آپ سچے ہیں تو اس بات کی تصدیق کے لئے آپ قسم کھائیں یا قرآن اٹھائیں۔ اس صورت میں اس شخص کو اپنی سچائی کے لئے قسم کھانی چاہئے یا قرآن کریم اٹھانا چاہئے یا کہ نہیں؟ فقط۔ نوری شاہ، ٹنڈوالہ یار، سندھ

۷۸۶ الجواب: سبحان اللہ عجیب اسلام دوستی ہے کہ جھوٹی قسم کھانے اور جھوٹا حلف اٹھانے کے لئے شرعی فتویٰ لیا جاتا ہے تاکہ ثواب عذاب سب مفتی کے سر رہے اور یہ بیچارہ ناکردہ گناہ، پاک دامن، پاک باطن بنا رہے۔ جواب وہی ہے کہ جان

بوجھ کر جھوٹی قسم کھانا سخت گناہ اور اس کا مرتکب سخت گناہ گار ہے اور اس پر توبہ واستغفار فرض ہے مگر کفارہ لازم نہیں یہ اتنا سخت گناہ ہے کہ کفارہ سے بھی اس کی تلافی ممکن نہیں سچے دل سے توبہ واستغفار درکار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۳ھ

جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھانا اشد گناہ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید نے حج کے سامنے قرآن مجید اٹھا کر اور کلمہ پڑھ کر واقعہ کے خلاف بیان دے۔ بعد بیان کے اس جھوٹ پر زید از حد پریشان ہے۔ لہذا از روئے شریعت زید کے لئے حکم صادر فرمایا جائے۔

حافظ محمد سعید احمد قادری، خادم اہل سنت، مدرسہ غوثیہ رضویہ سعیدیہ، بکرا منڈی، حیدرآباد
الجواب: جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھانا اور خلاف واقع بیان دینا اشد گناہ اور معاذ اللہ تعالیٰ، غضب الہی کا مستحق بننا ہے۔ حدیث شریف میں وارد کہ ایسی قسم مال کو زائل اور آبادی کو ویرانہ کر دیتی ہے (بحوالہ دیلمی) پھر کلمہ پڑھ کر دیدہ دانستہ ایسی جرأت کرنا عذاب الہی کو دعوت دینا ہے۔ پھر جھوٹی شہادت کے لئے حدیث شریف میں فرمایا کہ جھوٹے گواہ کے قدم ہٹنے بھی نہیں پائیں گے کہ اللہ تعالیٰ اس کے لئے جرم واجب کر دے گا۔ (ابن ماجہ) اور خود قرآن کریم کا ارشاد ہے فَاجْتَنِبُوا الزُّجْحُسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّوْهِرِ (الحج) بتوں کی ناپاکی سے بچو اور جھوٹی بات سے بچو۔ یہاں جھوٹی گواہی شرک کے برابر کر دی گئی ہے۔ بہر حال زید سخت گناہ گار ہے اس پر استغفار اور توبہ فرض ہے اور یہ بھی لازم ہے کہ اس کی جھوٹی شہادت سے جس شخص کو جانی و مالی نقصان ہوا۔ اس کی تلافی کرے اور اس سے بھی معافی مانگے کفارہ اگرچہ لازم نہیں مگر خدا اور رسول کی رضا جوئی کے لئے جتنا اور جب بھی صدقہ اور خیرات کر سکتا ہے۔ اس میں دریغ نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

غیر شرعی کاموں کی وجہ سے تنظیم سے الگ ہونا اور قسم کا کفارہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتی صاحبان اہل سنت و جماعت کہ: میں میر پور خاص کی ایک کلرک یونین جس کا نام پاکستان ہائیڈرو الیکٹرک لیبر یونین تھا میں شامل تھا اچانک ایک اور یونین سندھ واپڈ ایونین کے نام سے حیدرآباد میں بنی ہم سب نے ہائیڈرو یونین سے استعفیٰ دے دیا اور سندھ واپڈ ایونین حیدرآباد میں شامل ہو گئے اور شمولیت کے فارم بھر دیئے اچانک اتھارٹی نے سندھ یونین حیدرآباد کے عہد داروں پر ایکشن لیا اور تقریباً چھ کلرکوں کو سسپینڈ اور کچھ کو ٹرانسفر کر دیا۔ جب ہم کو یہ علم ہوا تو ہم سب نے با وضو ہو کر کلام مجید اٹھا کر درج ذیل حلف نامہ دے کر پڑھ کر ہڑتال کر دی۔ اب تقریباً اس بات کو تین ماہ گزر چکے ہیں اس عرصے میں سندھ یونین حیدرآباد کے کچھ عہدے داروں کو ملازمت سے برطرف کر دیا ہے اور کچھ عہدے داروں نے ٹریبونل اسلام آباد میں رٹ داخل کر دی اور کیس چل رہا ہے اور کچھ ٹرانسفر ہو چکے ہیں۔ ایسی صورت میں پاکستان ہائیڈرو الیکٹرک لیبر یونین کے عہدے دار میر پور خاص کے کلرکوں کو واپس ہائیڈرو یونین میں شامل ہونے کی دعوت دے رہے ہیں اور

حیدر آباد سندھ کے کچھ لوگ واپس ہائیڈرو یونین میں شامل ہو چکے ہیں لہذا ہم میرپور خاص کے کلرکوں کو ایسی صورت میں واپس ہائیڈرو یونین میں شامل ہونا چاہئے یا نہیں؟ واپس جانا جائز ہے یا ناجائز؟ لہذا میں آپ سے درخواست کرتا ہوں آپ اپنی رائے سے نواز دیں۔ عین نوازش ہوگی۔ فقط۔ عبدالکریم، سیٹلائٹ ٹاؤن، میرپور خاص، سندھ

۷۸۶ الجواب ہوالموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں جبکہ کچھ لوگوں نے اپنا حلف یعنی قسم توڑ دی تو تمام قسم توڑنے والوں پر کفارہ لازم آئے گا اور ایسی قسموں کا کفارہ، دس مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر ایسا کھانا کھلانا ہے جو اپنے گھر والوں کو کھلاتا ہو اس کے اوسط میں سے یا، دس مسکینوں کو کپڑا دینا یا ایک غلام آزاد کرنا اور جوان باتوں میں سے کسی بات پر قدرت نہ رکھتا ہو وہ تین روزے مسلسل رکھے کفارہ ہو جائے گا۔ قال اللہ تعالیٰ فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشْرَةِ مَسْكِينٍ (المائدہ: 89) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص قسم کھائے اور دوسری چیز اس سے بہتر پائے تو قسم کا کفارہ دے دے اور وہ کام کرے (مسلم، ترمذی) لہذا اگر ملک و ملت اور دین میں بہتری اس میں نظر آتی ہے کہ سندھ یونین سے علیحدگی اختیار کی جائے تو اسے علیحدہ ہونا جائز ہے، اور علیحدہ ہونے میں قسم توڑنی پڑے گی لہذا کفارہ دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد مفتی محمد خلیل خاں قادری البرکاتی النوری عفی عنہ

قسم اور کفارہ قسم، شہر کا مفاد، گروپ کا مفاد

سوال: نہایت ادب سے التماس خدمت ہے کہ: کیا فرماتے ہیں۔ حضرات علماء عظام و مفتیان کرام اس مسئلے میں کہ ۱۔ اسلام میں قسموں کی کتنی قسمیں ہیں؟ اور یہ کہ وہ کنسی قسم ہے جس کے توڑنے سے کفارہ عائد ہوتا ہے؟ اور یہ کہ کفارہ کیا ہے؟ اور کس نوعیت کا ہوتا ہے؟ اور یہ کہ کس طرح ادا کیا جاتا ہے؟ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ ۲۔ کیا غیر اللہ کی قسم کھائی جاسکتی ہے یا نہیں؟

۳۔ اس شخص کے بارے میں کیا حکم ہے جو غیر سرکاری طور پر یہ حلف اٹھائے کہ میں کسی گروپ کے مفاد میں کام کروں گا بعد ازاں وہ شخص سرکاری حلف اٹھائے کہ میں شہر کے مفاد میں کام کروں گا۔ بیک وقت یہ دو کام کیا جائز ہیں۔ جبکہ یہ ایک دوسرے کے متضاد ہیں؟ ریاض الدین، زاہد علی، عبید صدیق، ریلوے کالونی

۷۸۶ الجواب ہوالموفق للصواب: حلف اور قسم کے ساتھ کوئی معاہدہ کرنا یقیناً قسم ہے اور اس کے توڑنے، اس کے خلاف کرنے پر کفارہ لازم، اور یہ قسم توڑنا خواہ اپنے ارادۂ اختیار سے ہو یا دوسرے کے مجبور کر دینے سے، قصداً ہو یا بھول چوک سے، ہر صورت میں کفارہ ہے، یعنی جو اس قسم کو توڑے گا وہ قسم کا کفارہ دے گا، اور قسم کا کفارہ دس مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلانا، یا ان کو کپڑے پہنانا ہے، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کھلانے کے عوض ہر مسکین کو ۲ (دو) کلو گندم یا گندم کا آٹا یا اس کی قیمت دے دے اور جو اس پر قادر نہ ہو وہ پے در پے تین روزے رکھے۔ (عامۃ کتب)

۲۔ اللہ عزوجل کے جتنے نام ہیں یا جتنی اس کی صفات ہیں ان میں سے جس صفت کی قسم کھائی جاتی ہو ان میں سے جس نام یا صفت کے ساتھ قسم کھائی، قسم ہو جائے گی، کلام اللہ یا قرآن کی قسم بھی، قسم ہے، اس کے علاوہ غیر خدا کی قسم، قسم نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ) ہاں اگر مصحف شریف ہاتھ میں لے کر یا اس پر ہاتھ رکھ کر کوئی بات کہی اگر لفظاً حلف و قسم کے ساتھ نہ ہو حلف شرعی نہ ہوگا، مثلاً کہے کہ میں قرآن مجید پر ہاتھ رکھ کر کہتا ہوں کہ ایسا کروں گا اور پھر نہ کیا، تو کفارہ لازم نہ آئے گا۔ (فتاویٰ رضویہ)

۳۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص قسم کھائے اور دوسری چیز اس سے بہتر پائے تو قسم کا کفارہ دے دے اور وہ کام کرے یعنی جس میں بہتری ہے۔ (مسلم، ترمذی) بلا وجہ شرعی قسم توڑنا حرام ہے، قال اللہ تعالیٰ وَاحْفَظُوا أَنْفُسَكُمْ، لہذا اگر شرعاً اس کام میں بہتری اور خیر ہے تو پہلی قسم کو توڑ کر کفارہ دے اور کام کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۸ اکتوبر ۱۹۸۳ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد مفتی محمد خلیل خاں قادری البرکاتی النوری عفی عنہ

قسم کا کفارہ

سوال: بخدمت جناب عالی مفتی محمد خلیل برکاتی صاحب، السلام علیکم، گزارش یہ ہے کہ

جملہ ممبران مسمیٰ مذکور نذر محمد ولد غلام محمد، عبدالحق، نظام الدین اور میرے درمیان میونسپل الیکشن کے سلسلے میں ایک حلف نامہ طے پایا تھا جس کے تحت میں نے بھرپور الیکشن میں لے کر نذر محمد کو کامیاب بنادیا تھا۔ اب حلف نامہ کے تحت موجودہ الیکشن میں مجھے کامیاب کرانا تھا لیکن یہ حضرات اس حلف نامہ سے منحرف ہو گئے ہیں اور نذر محمد کو الیکشن لڑا رہے ہیں۔ ایسی صورت میں اس حلف نامہ کے متعلق شرعی فتویٰ عنایت فرمائیں تاکہ حلقہ کے ووٹر حضرات کو معلوم ہو جائے کہ ایک مسلمان کی حیثیت سے حلف کے خلاف جو کام کرتا ہے وہ کون ہے؟ فقط السائل عبدالستار جمیری ولد عظیم خاں، جمن شاہ کا پڑ

۷۸۶ الجواب: حلف و قسم کے ساتھ کوئی معاہدہ کرنا یقیناً قسم ہے اور اس کے توڑنے، اس کے خلاف کرنے پر کفارہ لازم اور یہ قسم توڑنا خواہ اپنے ارادہ و اختیار سے ہو، یا دوسرے کے مجبور کرنے سے۔ قصداً ہو یا بھول چوک سے۔ ہر صورت میں کفارہ ہے یعنی جو اس قسم کو توڑے گا، وہ قسم کا کفارہ دے گا اور قسم کا کفارہ، دس مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کے کھانا کھلانا، یا ان کو کپڑے پہنانا ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کھلانے کے عوض ہر مسکین کو ۲ کلو گندم کا آٹا یا اس کی قیمت دے دے اور جو اس پر قادر نہ ہو وہ پے درپے تین روزے رکھے۔ (عامہ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں قادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ ذی الحجہ ۱۴۰۳ھ

ہر بات پر قسم کھانا نہ چاہئے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: پچھلے الیکشن ۱۹۷۹ء میں عبدالستار جمیری اور نذر محمد شیخ کے درمیان جو حلفیہ معاہدہ ہوا تھا۔ اس کے تحت موجودہ کونسلر نذر محمد شیخ کو میونسپل کونسلر بنا کر کامیاب کرایا تھا۔ اس مرتبہ ۱۹۸۳ء میں

عبدالستار کو میونسپل کونسلر کا الیکشن لڑا کر کامیاب کرانا تھا لیکن نذر محمد شیخ اس حلفیہ معاہدے سے منحرف ہو گئے ہیں۔ اس معاہدے کی نقل پیش خدمت ہے

حلف نامہ

ہم نذر محمد ولد غلام محمد، عبدالستار ولد عظیم خان ساکن جن شاہ کا پڑ حیدر آباد بشمول عبدالحق، نظام الدین جن شاہ کا پڑ حیدر آباد حلفاً بیان کرتے ہیں کہ موجودہ میونسپل الیکشن، چاروں فریق اس معاہدہ کی رو سے عہد کرتے ہیں کہ ہم چاروں افراد با اتفاق رائے، باہمی تعاون کے ساتھ محلہ کے تمام کاموں میں ساتھ دیں گے اور ایک دوسرے کی مخالفت نہیں کریں گے بلکہ ووٹروں کو ان کے لئے ہموار کریں گے اور نذر محمد کے ساتھ عبدالستار معاہدہ کرتا ہے کہ موجودہ الیکشن میں نہایت خلوص و محبت کے ساتھ تعاون کر کے کامیاب بنائے گا اور جو آئندہ الیکشن ہوگا اس میں نذر محمد تعاون کر کے عبدالستار کو جان و مال سے کوشش کر کے کامیاب کرانے میں ساتھ دیں گے۔ اور ہم جملہ ممبران خلوص و محبت کے ساتھ تعاون کریں گے اور کوئی فرد کسی کام میں مخالفت نہیں کریں گے اور ہمیشہ باہمی تعاون کے ساتھ کام انجام دیتے رہیں گے اور پابند رہیں گے۔ ہم تصدیق کرتے ہیں کہ مذکورہ حلف نامہ صحیح و درست ہے۔

عبدالحق، نذر محمد، عبدالستار، نظام الدین

۸۶۷ جواب: حلف و قسم کے ساتھ کوئی معاہدہ کرنا، اپنے قول و قرار کے ساتھ، خدا اور رسول جل و علا و ﷺ کے پاک ناموں کو شامل کرنا، اور ان کے پاک ناموں کو، اپنے معاہدہ پر گواہ بنانا ہے۔ اس لئے شریعت مطہرہ کا حکم ہے کہ بات بات پر قسم نہ کھائی جائے تاکہ خدا اور رسول جل و علا و ﷺ کے ناموں کی بے حرمتی نہ ہو۔ خود قرآن کریم ارشاد فرماتا ہے وَلَا تَجْعَلُوا اللَّهَ عُرْضَةً لِأَيْمَانِكُمْ (بقرہ: 224) اللہ کو اپنی قسموں کا نشانہ نہ بناؤ۔ بہر حال یہ معاہدہ و قول و قرار اور باہمی عہد و پیمان، ایسی چیز نہیں کہ خواہی نخواستہ، آدمی اس سے دست بردار ہو جائے۔ اور صاف دامن بچا کر، اپنے مفادات کے حصول میں کھو جائے۔ نہ خدا کے نام کا لحاظ رہے نہ رسول خدا کا پاس۔ ایسے لوگوں پر اعتماد کرنا، اور ان کے بہلائے پھسلانے میں آ کر پھر انہیں کو منتخب کرنا، ان کی حمایت کا دم بھرنا، خود فریبی اور خود پسندی کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں۔ غرض جن لوگوں نے وہ حلفیہ معاہدہ و عہد و پیمان کیا، ان پر لازم کہ حدود شرع میں رہتے ہوئے اس قول و قرار کو پورا کریں اور اس بات سے ڈریں کہ کہیں ان کا شمار منافقوں میں نہ ہو کہ حدیث شریف میں وعدہ خلافی کو منافقوں کی علامت فرمایا گیا ہے۔ اور قرآن کریم فرماتا ہے إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا (بنی اسرائیل) تو ایفائے وعدہ، شرعاً محبوب بھی ہے اور مطلوب بھی، اور وعدہ خلافی، ناپسندیدہ بھی ہے اور قابل مواخذہ بھی۔ پھر کفارہ بہر طور لازم۔ خواہ یہ قسم اپنے ارادہ و اختیار سے توڑ دیں یا دوسرے کے مجبور کرنے سے۔ قصد ایسا کریں یا بھول کر۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۲۲ ذی الحجہ ۱۴۰۳ھ

کسی کو گناہ میں دیکھے تو نظر پھیر لے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: جی قسم کھانی چاہئے یا نہیں؟ اور اس بات کی تفصیل یہ ہے کہ ایک آدمی

نے کوئی گناہ کیا اور دوسرے آدمی نے اس گناہ کرنے والے کو دیکھ لیا اور دوسرے لوگوں کو اس کا گناہ بتا دیا۔ اب لوگ گناہ کے ظاہر کرنے والے کو کہتے ہیں کہ اگر آپ سچے ہیں تو آپ قسم کھائیں یا قرآن شریف اٹھائیں کہ فلاں آدمی نے گناہ کیا ہے؟

فقط۔ نور محمد، ٹنڈوالہیار

۷۸۶ جواب: ایک شخص نے اپنی آنکھوں سے کسی کو گناہ میں مبتلا دیکھا۔ اس پر لازم تھا کہ صرف نظر کرتا۔ نگاہیں پھیر کر منہ موڑ کر اپنی راہ لیتا اس حالت میں اس پر کوئی جرم نہ تھا بلکہ شرعیہ ہی مطلوب ہے کہ آدمی دوسرے مسلمان بھائی کی عیب پوشی کرے تو اللہ عز و جل قیامت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا لیکن اس شخص نے اس کے برخلاف کیا تو اس پر لازم ہے کہ اس الزام پر گواہ پیش کرے اور جب گواہ نہیں پیش کر سکتا تو عند اللہ وہ جھوٹا ہے۔ مسلمان اسے جھوٹا سمجھنے میں حق بجانب ہیں قسم لینے کی یہاں ضرورت ہی نہیں کہ قسم مدعا علیہ سے لی جاتی ہے اور یہ مدعی، اور لوگ اگر اس پر اصرار کریں اور وہ جانتا ہے کہ میرے قسم کھانے سے بات آئی گئی ہو جائے گی اور انتشار ختم ہو جائے گا تو اُن کی تسکین کی خاطر قسم کھالے۔ اس میں اپنی برأت ہے اور ان کی تسلی۔ واللہ تعالیٰ اعلم اور ہونا یہ چاہئے کہ قسم اس سے لی جائے جس پر اس گناہ کا الزام لگایا گیا ہے اور اس کی قسم پر ثبوت کا دار مدار ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

طلاق پر ایک منفرد مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید اپنی بیوی سے یہ الفاظ کہتا ہے کہ میرے نکاح میں ہوتے ہوئے تم لاہور نہیں جاسکتیں، میرے نکاح سے نکل کر ہی جاسکتی ہو ان الفاظ کی ادائیگی کے بعد اگر زید کی بیوی لاہور چلی جاتی ہے تو اس صورت میں طلاق ہوتی ہے یا نہیں؟ اگر ہو جاتی ہے تو رجعی ہوئی یا بائنہ اگر نہیں ہوئی تو کفارہ ہوگا یا نہیں؟ اگر ہوگا تو کتنا؟ تفصیل سے جواب صادر فرمائیں۔

المستفتی کیپٹن زوار حسین عباسی، کوئٹہ کینٹ

۷۸۶ جواب: باوجود تلاش کوئی جزئیہ ایسا فقیر کو دستیاب نہ ہوا جس پر صورت مسئلہ منطبق ہو زیادہ سے زیادہ جو بات اس مسئلہ میں فقیر کہہ سکتا ہے وہ یہ ہے کہ الفاظ کے معنی کا دار مدار عرف عام پر ہے اور اس قسم کے الفاظ جب بولے جاتے ہیں تو ان سے مراد عورت کو تنخویف یعنی ڈرانا دھمکانا ہوتا ہے اس بنیاد پر مذکورہ بالا الفاظ کا حاصل قسم ہوا کہ اگر تم لاہور گئیں تو میں طلاق دے دوں گا اب اگر یہ عورت لاہور گئی تو اس پر اپنی قسم کی بموجب طلاق دینا تھا لیکن حدیث شریف میں فرمایا کہ ”اگر میں کوئی قسم کھاؤں اور اس کے غیر میں بھلائی دیکھوں تو وہ کام کروں گا جو بہتر ہے اور قسم کا کفارہ دے دوں گا“ (بخاری و مسلم) لہذا شوہر قسم کا کفارہ ادا کر دے اور حقوق زوجیت ادا کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ ذی القعدہ ۱۴۰۳ھ

نوٹ:- اس فتویٰ کے خلاف کوئی فتویٰ کسی معتبر عالم و مفتی کا آئے تو اس فقیر کو آگاہ کریں تاکہ غلطی کی اصلاح ہو جائے۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

یمین منعقدہ کی تعریف (قسم)

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ہم کتاب وسنت کی روشنی میں آپ سے یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص قرآن پاک پر ہاتھ رکھ کر کسی بھی کام کے لئے خواہ وہ دینی ہو یا دنیاوی جس میں اس کے ذاتی فائدے کے علاوہ عام لوگوں کا بھی فائدہ ہو اس بات کا عہد اور یقین دلائے کہ میں ضرور بہ ضرور کروں گا۔ اس عہد کے بعد اگر وہ اپنے اس عہد سے جو اس نے قرآن پاک پر ہاتھ رکھ کر دیا ہے پھر جائے یعنی حلف سے پھر جائے ایسے شخص کے لئے ہمارے اسلام میں کیا احکامات ہیں؟ رشید احمد خان، میرپور خاص، سندھ

۷۸۶ الجواب: کسی بات کا عہد کرنا اور حلف کھا کر یہ یقین دلانا کہ میں فلاں کام کروں گا، اصطلاح شرع میں یمین منعقدہ کہلاتا ہے۔ اس قسم کا جب بھی خلاف کیا جائے گا یعنی اس قسم کو توڑا جائے گا تو کفارہ لازم آئے گا اگرچہ وہ قسم کسی بھی بات پر کھائی جائے اگرچہ اس کا توڑنا شرع نے ضروری قرار دیا ہو اور خواہ یہ قسم توڑنا اپنے اختیار سے ہو یا دوسرے کے مجبور کرنے سے یا بھول چوک سے۔ ہر صورت میں کفارہ لازم آئے گا اور آج کے دور میں اس قسم کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا ان کو کپڑے پہنانا ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کھانے کے عوض ہر مسکین کو دو کلو گیسوں یا ان کی قیمت کا مالک کر دے اور جو اس پر قادر نہ ہو وہ پے در پے تین روزے رکھے۔ (علمہ کتب) کفارہ قسم کی ادائیگی حکم شرعی ہے، جو اس پر عمل نہ کرے وہ شرعاً مجرم ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ ذی قعد ۱۴۰۳ھ

کفارہ قسم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید نے قسم کھائی کلام پاک اٹھا کر کہ میں یہ کام نہیں کروں گا اب وہ کسی وجہ سے مجبور ہے کہ وہ اس کی پابندی نہیں کر سکتا شرعی قسم کیا ہے؟ وہ اپنی اس قسم کو توڑنے کا کیا کفارہ ادا کرے۔ ظہیر احمد خان، ڈرگ روڈ کالونی نمبر ۵، کراچی

۷۸۶ الجواب: ہو الموفق للصواب: صورت مسئلہ میں زید نے کلام پاک اٹھا کر قسم کھائی تو قسم ہو گئی۔ قسم توڑنے میں بہتری ہو کہ ایسے امر کی قسم کھائی کہ اس کے غیر میں بہتری ہے تو ایسی قسم توڑ کر وہ کرے جو بہتر ہے۔ بہر حال اس قسم کو توڑنے پر کفارہ دینا ہوگا اور قسم کا کفارہ غلام آزاد کرنا یا دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا ان کو کپڑے پہنانا ہے ان تین باتوں میں سے جو چاہے کرے، اور اگر ان باتوں پر قادر نہ ہو تو پے در پے تین روزے رکھے۔ (عالمگیری، درمختار، عامہ کتب) واللہ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۱. ۱۹۸۳ھ

۷۸۶ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۱۱ صفر المظفر ۱۴۰۵ھ

یمین غموس (جس پر کفارہ لازم نہیں)

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید کو ایک آدمی نے ایک غلط کام کرتے ہوئے دیکھا لیکن زید نے اپنی

جان بچانے اور ناحق صفائی کی خاطر قرآن پاک اٹھایا۔ اب زید اس جھوٹے قرآن اٹھانے کا کفارہ کیا دے؟

فقط السائل محمد ابراہیم

۷۸۶ الجواب ہوا لموفق للصواب: جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائی تو ایسی قسم کو غموس کہتے ہیں اور غموس میں سخت گناہ گار ہوا استغفار و توبہ فرض ہے مگر کفارہ لازم نہیں (در مختار، عالمگیری وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۹ مئی ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

قرآن کریم کی قسم بھی، قسم ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک وارڈ سے چار اشخاص الیکشن ممبری کے لئے کھڑے ہوئے۔ اہل محلہ نے مع چار ممبران ایک کمیٹی میں جمع ہو کر یہ فیصلہ کیا کہ قرعہ اندازی کر لی جائے، جس کا نام قرعہ اندازی میں نکل آئے وہ ممبری کے لئے کھڑا رہے باقی تین افراد اس کا ساتھ دیں۔ اس پر بذریعہ قرآن پاک حلف اٹھایا گیا اور تین ممبران حلف نامہ کے بعد بیٹھ گئے۔ صرف قرعہ اندازی میں کامیاب ممبر الیکشن میں کھڑا رہا۔ یہ حلف اس لئے اٹھایا گیا تھا کہ ووٹ فاطمہ جناح کو دیا جائے گا۔ یہ فیصلہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۶۴ء کو بوقت شب ہوا تھا۔ کچھ افراد محلہ والوں نے کامیاب امیدوار کے خلاف چہ میگوئیاں اور اعتراضات شروع کر دیئے، اس پر کامیاب ممبر دل برداشتہ ہو گیا اور اس نے آج پھر مورخہ ۲۹ اکتوبر ۱۹۶۴ء کو میٹنگ میں اہل محلہ کے سامنے یہ کہا کہ میں اپنے حلفیہ وعدہ کا اس لئے پابند نہیں رہا ہوں کہ مجھ پر اعتراضات ابھی سے شرع کر دیئے گئے ہیں آئندہ کیا حشر ہوگا۔ لہذا اب میں جو سابق میں حلف اٹھا چکا ہوں اس کا پابند نہیں ہوں اس حلفیہ وعدہ خلافی کا ممبر پر حکم شریعت کیا ہے۔ تین ممبران جنہوں نے حلف اس بات کا اٹھایا تھا کہ ہم سب مل کر قرعہ اندازی کے حلف الیکشن میں نہیں ہوں گے وہ اب تک پابند ہیں آج سے جس کو کامیاب ممبر نے الیکشن میں کھڑے ہو کر اپنی کامیابی کی جدوجہد کرنے کی اجازت دے دی ہے کیا وہ الیکشن میں کھڑے ہو سکتے ہیں؟ اور ان کے حلف کے بارے میں کیا حکم ہے؟ محمد عمر

۷۸۶ الجواب: قرآن کریم کی قسم شرعاً قسم ہے اور جبکہ یہ قسم آئندہ کے لئے کھائی گئی ہے تو اس کو توڑنے پر کفارہ لازم آئے گا اور قسم کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا ان کو کپڑے پہنانا ہے اور اس پر قادر نہ ہو تو پے درپے تین روزے رکھنا ہے۔ مساکین کو کھانا کھلانے میں یہ لحاظ ضروری ہے کہ جن مساکین کو بیج کھانا کھلایا یا انہیں کو شام کو بھی کھلائے ورنہ کفارہ ادا نہ ہوگا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کھانے کے عوض ہر مسکین کو بقدر صدقہ فطر نصف صاع (سواد و سیر) گیہوں یا اس کی قیمت کا مسکین کو مالک کر دے۔ (عامہ کتب) لیکن کفارہ اسی وقت لازم آئے گا جبکہ قسم کھانے والے اپنی قسم کے برخلاف الیکشن میں کھڑے ہوں یا قسم کے خلاف کسی اور کو ووٹ دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۴ھ

شراب نہ پینے کی قسم کھائی پھر پی لی، تو توبہ اور کفارہ دونوں لازم ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص شراب پیتا تھا اور نشہ کرتا تھا اور اس کے والدین نے اس کو منع کر دیا اور اس نے قسم اٹھایا اور وعدہ کر کے کہا کہ آج کے بعد میں شراب نہیں پیوں گا اور نشہ وغیرہ نہیں کروں گا۔ تو اس کے بعد پھر وہ شخص شراب پی لے تو اس کو ابھی کیا کرنا ہوگا؟ عرض دار۔ مشتاق احمد، سپرہائی وے روڈ کراچی، ۱۰۔۱۹۸۴ء

۸۶ الجواب ہو الموفق للصواب: شراب نہ پینے کی قسم کھائی تو بہت اچھا کیا اس پر قائم رہنا چاہئے تھا کہ یہ اُمّ الخبیث بدترین حرام چیز ہے، صورت مسئول عنہا میں جبکہ شخص مذکور نے شراب پی کر قسم توڑ دی تو اس پر کفارہ بھی لازم ہے اور توبہ بھی، قسم کا کفارہ قرآن کریم نے ارشاد فرمایا اِطْعَامُ عَشْرَةِ مَسْكِيْنٍ (المائدہ: 89) یعنی دس مسکینوں کو دو وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلانا اگر اس کی طاقت نہ ہو تو پھر تین روزے رکھ لے کفارہ ہو جائے گا، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک ہی مسکین کو بیس وقت کے کھانے کے پیسے دے دیں جو کھانا درمیانی آپ کھاتے ہوں اور یہ کم از کم ایک کھانا ایک فطرہ کے برابر ہوگا۔ (عامہ کتب) واللہ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۰۔۱۹۸۴ء

۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

حلف اٹھایا اور کہا کہ ”اور اس حلف سے پھرے تو (معاذ اللہ) خدا اور رسول سے پھرے“ سخت

کلمات ہیں

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب، السلام علیکم، کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید اور بکر، یہ دونوں ممبری کے لئے کھڑے ہو رہے تھے۔ پانچ اشخاص نے ایک ممبر کو بٹھانے کے لئے یہ تجویز پیش کی کہ دونوں ممبر اپنے دو دو آدمی دیں لہذا دونوں ممبروں نے اپنے دو دو نمائندے دیئے کل نو آدمی ہو گئے لہذا نو آدمیوں میں ایک آدمی کو سرچنچ بنا دیا گیا۔ اس کے بعد یہ تجویز پیش کی گئی کہ دو ڈبے لائے جائیں۔ ایک ڈبے پر زید کا نام لکھ دیں اور دوسرے ڈبے پر بکر کا نام لکھ دیں لہذا ایسا ہی کیا گیا۔ اس کے بعد یہ تجویز پیش کی گئی کہ آٹھ اشخاص جس کے حق میں چاہیں فرداً فرداً جا کر ووٹ ڈال دیں اور زید اور بکر تا فیصلہ باہر بیٹھے رہیں گے لہذا اس تجویز پر عمل ہوا اور ووٹ ڈالے گئے۔ اس کے بعد آٹھوں اشخاص اور نویں سرچنچ کے سامنے دونوں ڈبے کھولے گئے۔ زید کے ڈبے میں کوئی ووٹ نہیں نکلا اور بکر کے ڈبے میں آٹھوں ووٹ نکلے اس کے بعد زید اور بکر کو باہر بلایا گیا اور آٹھوں اشخاص نے یہ تجویز پیش کی ہے قرآن شریف لایا جائے اور ان دونوں سے حلف لیا جائے اور ان دونوں سے حلف لے کر وعدہ لیا جائے لہذا حلف لیا گیا کہ نو آدمی جو ہیں فیصلہ جس کے حق میں بھی دیں گے وہ ہمیں منظور ہوگا۔ ہم اس وعدہ اور حلف سے پھر جاویں گے تو خدا اور رسول سے پھر جاویں گے لہذا فرداً فرداً دونوں سے حلف اٹھوا کر وعدہ لیا گیا اور سرچنچ نے بھی قرآن شریف ہاتھ میں لے کر حلف دیا کہ ہم جو فیصلہ دیں گے وہ

اس قرآن شریف اور ایمان کی رو سے دیں گے اور اس کے بعد دونوں زید اور بکر کو فیصلہ سنا دیا گیا۔ فیصلہ یہ کہ زید کا ڈبہ خالی نکلا ہے اور بکر کے ڈبے میں آٹھوں ووٹ نکلے ہیں اس لئے اب زید کو بکر کے حق میں دست بردار ہو جانا چاہئے لہذا زید نے فیصلہ منظور کر لیا اس کے بعد زید اپنے حلف و وعدہ سے منکر ہو گیا ہے اور کہتا ہے کہ میں کفارہ دوں گا، لہذا سوال ہے ممبری میں نہ کھڑے ہونے کا وعدہ کر کے جو، حلف زید نے اٹھایا تھا اور اب وہ اپنے حلف سے منکر ہو گیا ہے اور زید یہ کہتا ہے کہ کفارہ ادا کروں گا اور ممبری میں کھڑا ہوں گا لہذا شرع کی رو سے علماء کرام فیصلہ دیں کہ زید کے بارے میں کیا حکم ہے؟

آٹھوں آدمیوں میں نواں آدمی سر بیچ کیا گیا اور سر بیچ کے فیصلہ سنا دینے کے بعد یہ فرمایا کہ ہم سب اس بات کو اس مقام کے بعد ووٹ اور حلف کا تذکرہ نہیں دیں گے مگر ان میں سے ایک آدمی نے باہر نکلنے کے بعد فوراً ہی دوسرے لوگوں سے تذکرہ کر دیا لہذا اس کے لئے علماء کرام کیا فرماتے ہیں؟ فقط السائل

۷۸۶ الجواب: حلف میں یہ الفاظ کہ ”اگر ہم اس حلف سے پھر جائیں گے تو خدا اور رسول سے پھر جائیں گے“ بہت سخت ہے کہ اگر قسم توڑ دی تو توڑنے والا حلف کے بموجب خدا اور رسول سے پھر جائے گا اور یہ کفر ہے۔ ان الفاظ کو دہرانے والے ہر شخص پر توبہ فرض ہے اور قسم بہر حال ہوگئی۔ قسم کھانے والا اگر اس کے خلاف کرے گا تو اس پر کفارہ لازم آئے گا اور ان بلاد میں قسم توڑنے کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا ان کو کپڑے پہنانا ہے۔ مساکین کو کھانا دونوں وقت پیٹ بھر کر کھلانا ہوگا اور جنہیں صبح کے وقت کھلایا ہے انہیں کو شام کے وقت کھلانا ضروری ہے یا کھلانے کے عوض ہر مسکین کو نصف صاع یعنی (سودو سیر) گیہوں یا ان کی قیمت کا مالک کر دے۔ ہاں جو شخص اس پر قادر نہ ہو وہ پے در پے تین روزے رکھے اور حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص قسم کھائے اور دوسری چیز اس سے بہتر پائے تو قسم کا کفارہ دے اور وہ کام کرے (مسلم شریف) یعنی پہلے وہ کام کرے اور بعد میں کفارہ دے۔ سوال مندرجہ بالا کا جواب بھی معلوم ہو گیا کہ اس پر کفارہ لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ ربیع الاول شریف ۱۳۸۴ھ

ایک کام کی قسم کھائے اور بہتری اس کے غیر میں ہو تو قسم توڑ دے اور کفارہ دے

سوال: جناب مفتی صاحب! السلام علیکم، عرض یہ ہے کہ

اگر کوئی شخص قرآن پر ہاتھ رکھ کر حلف اٹھاتا ہے کہ میں فلاں بات یا شخص کا پابند رہوں گا۔ اور یہ حلف دباؤ کے تحت اٹھایا جاتا ہے، اب اگر وہ شخص ایسا نہیں چاہتا ہے اور اپنے اٹھائے ہوئے حلف پر قائم رہنا مشکل ہے تو اس کے لئے شرع میں کیا حکم ہے؟ فقط ابرار احمد ولد حاجی عبدالسلام، جیل روڈ ہیر آباد، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب ہو الموفق للصواب: کسی ایسے امر کی قسم کھائی کہ اس کے غیر میں بہتری ہے تو ایسی قسم کو توڑ کر وہ کرے جو بہتر ہے۔ قسم کا کفارہ دس مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلانا ہے یا ان کو کپڑا پہنانا ہے اور جو اس کی قدرت نہ رکھتا ہو تو تین دن کے روزے مسلسل رکھے۔ قال اللہ تعالیٰ فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشْرَةِ مَسْكِينٍ مِنْ أَوْ سَطِ مَا تُطْعَمُونَ أَهْلِيكُمْ أَوْ

كَسَوْتُهُمْ اَوْ تَخْرِيرَ رَاقِبَةٍۢ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَوَسِيَامٌ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ (المائدہ: 89) واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۰۰۱.۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

مدعی اور مدعا علیہ میں سے قسم کس پر ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک عورت کا کہنا ہے کہ اس نے اپنے قریبی رشتہ دار کو امانت کے طور پر دو تولہ زنجیر سونے کی، اور چھ ہزار روپیہ نقد دیا تھا۔ اب لڑکے نے جواب دے کر حلف اٹھایا اور کہا کہ ایک تولہ سونا تھا اور دو ہزار روپے مجبوری کے تحت اس نے خرچ کر دیے۔ اب لڑکائیہ مال دینا چاہتا ہے لیکن عورت کہتی ہے کہ ہمارا چھ ہزار روپیہ اور دو تولہ سونا تھا عورت بھی حلف اٹھانے کے لئے تیار ہے لہذا برائے کرم اس الجھن کو دور کرنے کے لئے قرآن کی روشنی سے آگاہ کریں۔ عرض دار، عین الحق، ہوسری

۷۸۶ الجواب ہوالموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں شریعت مطہرہ کا حکم یہ ہے کہ مدعی گواہ پیش کرے اور مدعی علیہ قسم کھائے البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر (مسلم) امانت کا دعویٰ ہو تو یہ بیان کرنا بھی ضروری ہے کہ یہ چیز فلاں جگہ اس کے پاس امانت رکھی گئی تھی (در مختار، بیہقی) اگر عورت گواہ نہ پیش کر سکے تو حلف، امین، یعنی مدعی علیہ کے ذمہ ہوگا اور حلف سے جب بات کہہ دیگا تو بات اسی کی معتبر ہوگی۔ (ہدایہ، بہار شریعت) واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۱.۲.۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

قسم مدعی علیہ پر ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: حق شفعہ کے ایک مقدمے میں مدعی نے اسلامی قانون کے تحت اپنے گواہ پیش کر دیے۔ مدعا علیہ بھی گواہ پیش کرتا ہے، مگر زید کا کہنا ہے کہ مدعا علیہ پر قسم ہے مگر وہ قسم کی بجائے گواہ پیش کرتا ہے کیا اس کے گواہ شرعاً مانے جائیں گے یا اس پر قسم ہی ہے؟

سائل عبدالرشید ٹھیکے دار ودیگر، تلک چاڑی، حیدرآباد، ۱۹ فروری ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب ہوالموفق للصواب: بیہقی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر لوگوں کو محض ان کے دعوے پر چیز دلا دی جائے تو بہت سے لوگ خون اور مال کے دعوے کر ڈالیں لیکن مدعی کے ذمہ پتہ (گواہ) ہے اور منکر (مدعی علیہ) پر قسم ہے (بیہقی) صحیح مسلم میں ہے لیکن مدعی علیہ پر حلف ہے (مسلم) لہذا ان احادیث کی روشنی میں معلوم ہوا کہ مدعی کے ذمہ گواہ پیش کرنا ہے اور مدعی علیہ پر حلف ہے۔ اس بناء پر مدعی علیہ کا گواہ پیش کرنا شرعاً جائز نہ ہوگا اور حکم شرعی کی تغیر ہوگی۔ (عامۃ کتب) صورت مسئلہ میں جبکہ مدعی نے گواہ پیش کر دیے تو اب مدعی علیہ کو گواہ پیش کرنے کی

ضرورت نہیں ہاں اگر مدعی گواہ نہ پیش کر سکتا تو مدعی علیہ پر قسم تھی اور اس صورت میں تو مدعی علیہ پر قسم بھی نہیں کہ مدعی گواہ پیش کر چکا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
 ۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ
 احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۹۸۵ء ۲۰۲ء

جس کو شک ہو، پہلے دعویٰ کرے، گواہ لائے، بغیر دعویٰ کے قسم لینا خلاف شرع ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ہمارے آفس میں اکثر چوری کے واقعات ہوتے رہتے ہیں۔ ہمیں شک ہے کہ اس میں ہمارے آفس کا کوئی آدمی ملوث ہے اب ہمارے آفیسرز تمام اسٹاف سے قرآن پاک اٹھوانا چاہتے ہیں یہ کام شریعت کے مطابق ہے یا نہیں؟ جواب دے کر رہنمائی فرمائیں۔ محمد اکبر، محمد اقبال، ظریف بیگ، حافظ محمد اسحاق، شفیق احمد
 ۷۸۶ الجواب ہو الموفق للصواب: قسم کھانا یا قرآن کریم کا حلف اٹھانا کوئی معمولی بات نہیں ہے کہ محض شک کی بناء پر تمام عملہ کو اس مشقت میں ڈال دیا جائے۔ قرآن کریم میں ہے وَلَا تَجْعَلُوا اللَّهَ عُرْضَةً لِأَيْمَانِكُمْ (البقرہ: 224) (اللہ کو اپنی قسموں کا نشانہ نہ بناؤ۔ قسم کھانا جائز ہے مگر جہاں تک کمی ہو بہتر ہے بات بات پر یا محض شک پر قسم کھانا نہ چاہئے۔) (بہار شریعت) مسلم شریف میں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ”اگر لوگوں کو محض دعویٰ کی وجہ سے دے دیا جائے تو کتنے لوگ خون اور مال کا دعویٰ کر ڈالیں گے لیکن مدعی علیہ پر حلف ہے اور مدعی کے ذمے گواہ۔“ صورت مسئول عنہا میں جب تک یقین نہ ہو تو کسی پر چوری کا دعویٰ بھی نہیں کیا جاسکتا، ہاں اگر شک یقین کی حد تک ہو تو چاہئے کہ پہلے آفیسرز دعویٰ کریں پھر گواہ پیش کریں اگر گواہ یعنی ثبوت پیش نہ کر سکیں تو اب مدعی علیہ سے قسم لی جائے گی اگر مدعی علیہ منکر ہو۔ حدیث شریف میں البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر (نبی شریف) پھر جس جس پر دعویٰ کیا جائے اگر وہ انکار کرے تو اس سے قسم لی جائے۔ بغیر دعویٰ کے قسم لینا خلاف شرع ہے اور مسلمانوں کو تکلیف میں ڈالنے کے برابر۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۵ فروری ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

بعض قسم توڑنا مستحب ہے

سوال: حضرت علامہ مفتی محمد خلیل خاں القادری صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی طبیعت کی ناسازی کا علم ہوا خداوند کریم آپ کو صحت یابی اور دراز عمر عطا فرمائے تاکہ وہ بھی خدمت اسلام میں کام آئے۔ اب سوال پیش خدمت ہے امید ہے کہ قرآن و سنت کی روشنی میں جواب سے نوازیں گے۔

سوال: ایک شخص نے نماز پڑھنے کے بعد قرآن شریف پر ہاتھ رکھ کر قسم کھائی اور منہ سے اس طرح الفاظ کہے کہ اے خداوند کریم میں وعدہ کرتا ہوں (یا قسم کھاتا ہوں) کہ میں آج کے بعد فلاں علاقے کا رخ بھی نہیں کروں گا (یا دوسری اس طرح کی قسم) اگر میں نے ایسا کیا تو اے خدا تو مجھے مرنے کے بعد کافروں کی طرح اٹھانا (یا یہ کہ میری موت کافروں جیسی ہو)

مگر وہ شخص اپنی قسم (یا عہد) پر پچھتا رہا ہے کیوں کہ (فرض کریں) اس کا اس علاقے میں جانا ضروری ہے ورنہ زندگی بھر ایک طویل عرصے تک پریشان رہے گا۔ اس کا بڑا مالی، وقتی اور ذہنی نقصان ہوگا۔ صورت حال یہ ہے کہ اس کو فقط ایک بار اس علاقے میں جانا ہے۔ کیا وہ اس طرح کی قسم (یا وعدہ) کا کفارہ ادا کر کے خداوند کریم سے ایک مرتبہ کی مہلت مانگ سکتا ہے۔ خداوند کریم بڑا کرم نواز غفور و رحیم ہے سوائے شرک کے ہر گناہ کی معافی قبول ہے۔ اس قسم کی قسم کے لئے کیا کسی کفارہ کی گنجائش ہے؟ کفارہ دیا جاسکتا ہے تو قسم توڑنے سے پہلے یا قسم توڑنے کے بعد؟ اور کس طرح کفارہ ادا کیا جاسکتا ہے؟ برائے کرم زحمت فرما کر تفصیل سے جواب عنایت فرمائیں میں زندگی بھر دعا گو اور ممنون رہوں گا۔

فقط السائل عزیز مغل، حیدر آباد، سندھ

۷۸۶ الجواب ہو الموفق للصواب: بعض قسمیں ایسی ہوتی ہیں کہ جن کا توڑنا مستحب ہے مثلاً ایسے امر کی قسم کھائی کہ اس کے غیر میں بہتری ہو تو ایسی قسم کو توڑ کر وہ کرے جو بہتر ہے (مبسوط) صورت مسئول عنہا میں بھی ایسی قسم کا تذکرہ ہے لہذا اسے توڑ کر کفارہ دیا جائے، پھر زندگی میں جب اور جتنی بار چاہے جاسکتا ہے۔ قسم کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو دو وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے جو اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہیں یا انہیں کپڑا دیا جائے اور اگر ان میں سے کسی بات کی قدرت نہ ہو تو وہ تین دن کے روزے مسلسل رکھے، قرآن کریم میں ہے اِطْعَامُ عَشْرَةِ مَسْكِيْنٍ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعَمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كَسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ (المائدہ: 89) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۳. ۲۳. ۱۹۸۵ء

جھوٹے آدمی کی قسم نامعتبر ہے

سوال: آپ سے یہ معلوم کرنا ہے کہ: اگر ایسا دھوکہ باز شخص جس نے اشامپ دکھا کر کہا کہ ”یہ تو ایسے ہی لکھوایا تھا“ اور اس غلط اشامپ کی مدد سے محکموں کو دھوکہ دے کر کام نکلواتا رہا۔ بجلی کا کنکشن، غلط کاغذات کی وجہ سے محکمہ بجلی کو دھوکہ دے کر حاصل کیا۔ مٹی سروے میں میرے مرحوم والد کے نام سے مکان کے کاغذات حاصل کئے، اور جعلی طریقے سے اپنا نام لکھوا کر محکمہ پانی H.D.A کو دھوکہ دہی سے غلط کاغذات کی مدد سے پانی کا کنکشن حاصل کیا۔ اگر قرآن اٹھا کر کوئی بات کہے تو شرعی نقطہ نگاہ سے اس کی بات کا یقین کریں یا کہ نہیں؟ فقط السائل محمد حنیف ولد امام الدین، شاہی بازار حیدر آباد، سندھ

۷۸۶ الجواب ہو الموفق للصواب: صورت مسئلہ میں جبکہ محمد یوسف صاحب کے بارے میں حقائق و دلائل سے یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ انہوں نے بارہا جھوٹی درخواستوں کا سہارا لیا اور ہمیشہ غلط درخواستوں سے اپنا مفاد حاصل کیا تو ایسے شخص کی کسی بات کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں نہ اس کی قسم کا اعتبار ہوگا۔ اس صورت حال میں حکم شرع یہ ہے کہ چونکہ محمد یوسف مدعی اور محمد حنیف مدعی علیہ ہے۔ قال النبی ﷺ البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر مدعی کے ذمے گواہ لانا ہے اور مدعی علیہ پر قسم ہے لہذا محمد یوسف اپنے دعویٰ پر دو شرعی نیک صالح نمازی گواہ پیش کرے ورنہ محمد حنیف سے قسم لی جائے گی۔

۳ مئی ۱۹۸۵ء

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید

واللہ تعالیٰ اعلم

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

مرنے کے روزوں اور نمازوں کا کفارہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میری والدہ عرصہ ایک سال سے سخت علیل ہیں۔ جب تک ان لے ہوں جو اس درست رہے پابندی سے صوم و صلوٰۃ کی پابند تھیں۔ اپنی زندگی میں ایک حج کی۔ حادث بھی حاصل کی۔ آج کل وہ سخت علیل ہیں۔ فالج کا ٹیک ہوا تھا۔ قریب ایک سال سے پابندی نماز نہیں ہو سکی لیکن میں قریب ایک سال سے ان کی نماز کا کفارہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ اس سلسلہ میں شریعت کا کیا حکم ہے۔ کس صورت میں اور کس طرح سے کفارہ کی ادائیگی ہوگی؟

اگر رقم کی صورت میں کفارہ دینا ہے تو یہ رقم کس کس جگہ استعمال ہو سکتی ہے؟

کیا یہ رقم کسی صورت سے کسی مسجد کی تعمیر میں استعمال ہو سکتی ہے؟

کیا یہ کفارہ کسی کے انتقال کے بعد بھی ادا ہو سکتا ہے؟ جواب عنایت فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔

فقط السائل حاجی سید غلام مخدوم قادری اشرفی، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ الجواب ہو الموفق للصواب: کفارہ صوم و صلوٰۃ فی عبادت وہی ہے جو ایک فطرہ ہوتا ہے یعنی دو کلو آٹے کی قیمت ایک نماز کی دی جائے گی۔ کفارہ انتقال کے بعد بھی دیا جاسکتا ہے بلکہ اگر وصیت ہے تو دینا لازمی ہے (عامہ کتب) کفارہ کے مصارف وہی ہیں جو زکوٰۃ کے ہیں۔ مسجد میں دینا جائز نہیں ہے۔ (فتاویٰ رضویہ) اگر دینے کی سکت ہو تو کل رقم حساب لگا کر مسکین کو دیں یا کئی مساکین کو دیں اگر طاقت نہ ہو تو حیلۂ اسقاط کے ذریعہ دیں اس طرح کفارہ دینا، فدیہ کہلاتا ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم، احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۹ مئی ۱۹۸۵ء

قسم مدعا علیہ پر ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: اگرچہ مدعی اور مدعا علیہ دونوں قسم کھانے پر تیار ہوں تو شرعی فیصلہ صادر فرمائیں کہ آیا قسم مدعی سے لی جائے یا مدعا علیہ سے؟ فقط السائل

۷۸۶ الجواب: حدیث شریف کا ارشاد ہے البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر یعنی مدعی پر بینہ اور اپنے دعوے پر ثبوت مہیا کرنا ہے اور وہ ثبوت پیش نہ کر سکے تو اب مدعا علیہ سے قسم لی جائے گی اور اسی پر شرعی فیصلہ ہوگا۔ مدعی نے قسم نہیں لی جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۵ محرم الحرام ۱۴۰۷ھ

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

جب تک جھوٹا ہونا ثابت نہ ہو، قسم کا اعتبار کریں

سوال: اگر قسم کھانے پر بھی کوئی اعتبار نہ کرے یا شک کرے تو اس کے لئے شرعی فیصلہ صادر فرمائیں؟ فقط السائل

۷۸۶ الجواب: جب تک قسم کھانے سے جھوٹ کا تجربہ نہ ہو یعنی اس کا جھوٹا ہونا اور جھوٹی قسم کھانے والا ہونا ظاہر نہ ہو۔ مسلمانوں پر اس کی قسم کا اعتبار کرنا لازم ہے۔ ورنہ بلا دلیل شرعی ایک مسلمان پر جھوٹ تہمت رکھنے والوں میں شمار ہوں گے اور شرعاً ان پر مواخذہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ محرم الحرام ۱۳۸۷ھ

قرآن ہاتھ میں لے کر قسم کھانا

سوال: علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ: جبکہ ایک شخص ایک پارٹی کو مطمئن کرنے کے لئے قرآن پاک ہاتھوں میں اٹھا کر یقین دلاتا ہے کہ میں ہمیشہ تمہارے ساتھ رہوں گا اور تمہارا ساتھ دوں گا مگر بعد میں دوسری پارٹی سے بھی قرآن پاک اٹھا کر اس پارٹی کو بھی یقین دلاتا ہے۔ پھر اب تیسری مرتبہ بھی قرآن پاک اٹھانے کو تیار ہے۔ شریعت کی رو سے علماء دین کیا فرماتے ہیں اٹھانے والے اور اٹھوانے والے کے لئے؟ فقط السائل، نصیب خان، پختہ قلعہ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: قرآن پاک کی جھوٹی قسم اٹھانے والے یعنی قرآن پاک ہاتھ میں لے کر وعدہ دینے اور پھر اس وعدہ سے پھر جانے والے سخت گناہ گار ہیں ان پر توبہ و استغفار فرض ہے اور قسم کھا کر توڑ دینے پر کفارہ بھی لازم آتا ہے اور اس کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے یا ان کو کپڑے پہنانا ہے اور آدمی اگر اس قابل نہیں تو اسے حکم ہے کہ پے درپے (متصل) تین روزے رکھے۔ جو لوگ اس شخص کی عادت سے واقف ہوتے ہوئے اس سے قسم لیں گے یہ بھی گناہ گار قرار پائیں گے کہ گناہ پر مدد کرتے ہیں۔ پھر ایسے شخص کا اعتبار بھی کیا تو قسم لینا یوں بھی فضول ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ ربیع الآخر ۱۳۸۷ھ

راز نہ بتانے کا عہد اور اس پر قسم

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

ہماری قوم راجپوت میں دو فرقے ہو گئے ہیں۔ صرف دنیاوی امور کے لحاظ سے اور دونوں فریق نے اپنی اپنی قومی تنظیم برائے فلاح و بہبود بنالی ہے ایک پنچایت کے موقع پر سب سے کلمہ پڑھوا کر یہ عہد بھی لیا گیا کہ کوئی شخص اپنی تنظیم کا کسی قسم کا راز دوسری تنظیم کے کسی فرد کو نہ بتائے گا۔ خاکسار نے سب سے آخر میں بلند آواز سے کلمہ شہادت پڑھ کر اور خدا کو حاضر و ناظر جان کر یہ الفاظ دہرائے کہ میں زندگی میں کبھی بھی دوسرے فریق والوں سے نہیں ملوں گا اور نہ ہی اس کی کسی خوشی یا رنجش میں شمولیت اختیار کروں گا۔ یہ الفاظ کہہ کر حاضرین سے میں نے یہ کہا آپ بھی دوبارہ کلمہ پڑھئے سب نے دوبارہ

میرے الفاظ کو سن کر کلمہ پڑھا۔ اب بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے صرف راز افشانہ کرنے کے لئے کلمہ پڑھا تھا، زندگی بھر کے لئے پابند نہیں ہیں۔ لہذا عرض خدمت یہ ہے کہ حلف کا پابند صرف میں ہی ہوں یا حاضرین محفل بھی۔ اس سلسلے میں مجھے فتویٰ درکار ہے؟ خاکسار محمد بشیر وارثی، معرفت ڈپٹی سٹلمنٹ کمشنر، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: اس صورت میں جن لوگوں نے عہد کیا تھا کہ کوئی شخص اپنی تنظیم کا راز دوسرے کسی شخص کو نہ بتائے گا ان پر کفارہ صرف اس صورت میں ہوگا جبکہ وہ یہ راز کسی دوسرے شخص کو بتادیں البتہ جس شخص نے یہ قسم کھائی کہ میں زندگی میں دوسرے تنظیم والوں سے نہ ملوں گا وغیرہ وغیرہ اس پر لازم ہے کہ دوسرے تنظیم والوں سے ملے اپنی قسم توڑے اور اس کا کفارہ دے۔ خدا اور رسول کا یہ حکم ہے اور قسم توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو کھانا کھلائے یا ان کو کپڑے بنادے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کھلانے کے بدلے میں ہر مسکین کو بقدر صدقہ فطرہ گیہوں (سوا دو سیر) یا ان کی قیمت دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ رجب المرجب ۱۳۸۹ھ

جھوٹی قسم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ساس اور بہو کے درمیان جھگڑا ہوا جس پر بہو نے ساس کو گندی گالیاں دیں۔ جب پڑوس کی عورتیں آئیں اور جمع ہو گئیں تو بہو نے انکار کیا کہ میں نے گالیاں ساس کو نہیں دیں ہیں۔ اس کے لئے اس نے قرآن پاک اٹھا کر قسم کھائی کہ میں نے گالیاں نہیں دیں اور پھر اقرار کرتی ہے کہ میں نے گالیاں دی ہیں۔ اب اس عورت کو قسم کے لئے کچھ کفارہ دینا ہوگا یا نہیں؟ سائل ایک عورت

۷۸۶ جواب: جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھانا سخت گناہ ہے اس کا مرتکب سخت گناہ گار ہوتا ہے۔ اس پر فرض ہے کہ سچے دل سے توبہ و استغفار کرے مگر کفارہ لازم نہیں۔ جو بن پڑے صدقہ و خیرات کرے اور آئندہ ہرگز ایسی حرکت نہ کرے۔ واللہ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ محرم الحرام ۱۳۸۷ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب الزنا والحدود

زنا کا ثبوت کیسے ہو؟

سوال: بخدمت جناب مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ہماری برادری میں ایک عورت نے مجھ پر الزام لگایا ہے کہ ہمارا شوہر شکار پر گیا۔ اس کے بعد دن کے بارہ بجے شام مقدسے کی تاریخ سے واپس آئے اور نثار نے مجھے کہا کہ ہم نے مبینہ کی چھاتیاں ملیں جو نور حسن کی بیوی ہے اور واجد کی ماں سے زنا کیا ہے۔ اس عورت کا کہنا ہے کہ اس عورت کا نام ظہورن ہے اور اس کے شوہر کا نام حکمت اللہ ہے اور اس عورت نے یہ بھی کہا ہے کہ واجد کی اماں کے ساتھ جب ہم زنا کرتے ہیں تو وہ پچاس روپے ہمیں دیتی ہیں اور اس عورت نے یہ بھی مجھے کہا کہ نثار نے ہم سے کہا کہ حیدر نے اکبری کے کے ساتھ زنا کیا اور اس عورت نے یہ بھی مجھے کہا کہ نثار نے مجھے کہا کہ دودھ والے نے ایک لومی عورت کے ساتھ برائی کی اور اس عورت نے یہ بھی کہا ہے کہ نثار نے مجھے کہا کہ حمید نے کلو کی اماں کے ساتھ زنا کیا اور اس عورت کا یہ بھی کہنا ہے کہ نثار نے ہم سے کہا کہ بشیر کی عورت اور بشیر کی لڑکی سے ہم نے زنا کیا اور اس عورت کا یہ بھی کہنا ہے کہ نثار نے مجھے کہا کہ ہم عورتوں کی شلو اور اتار کر عورتوں کی سٹی بھی دیکھتے ہیں اور سٹی دیکھ کر ان کے ساتھ زنا بھی کرتے ہیں۔ اس عورت کے شوہر نے تمام برادری سے یہ شکایت کی کہ نثار نے ہماری عورت سے اس قسم کی باتیں کی جو ہم اوپر لکھ آئے ہیں برادری والوں نے کہا کہ تم اپنے گھر پر تمام برادری والوں کو اکٹھا کر کے پنچائیت کرو اور اس عورت کے شوہر نے اپنے داماد نشی سے تمام برادری کو بلوایا۔ عید کے باسی دن پنچائیت ہوئی تو تمام برادری کے سامنے اس عورت نے یہی سب بیان کیا جو ہم اوپر لکھ چکے ہیں تمام برادری والوں نے اس عورت سے پوچھا کہ تم نے یہ بیان حلفیہ دیئے ہیں تو اس عورت نے جواب دیا کہ اللہ اور رسول کو حاضر و ناظر سمجھ کر ہم نے یہ حلفیہ بیان دئے ہیں تمام برادری والوں نے نثار سے پوچھا، بڑی بی بی جس نے تمہارے پر یہ الزام لگائے ہیں یہ صحیح ہیں یا غلط ہیں۔ نثار نے جواب دیا کہ بڑی بی بی کے یہ سب بیان غلط ہیں اور ہم اللہ اور رسول کو حاضر و ناظر جان کر حلفیہ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے اس قسم کی باتیں بڑی بی بی سے نہیں کی ہیں اور ہم سے چاہے جیسی بھی قسم اٹھوالی جائے اس بات پر ایک شخص نے کہا کہ تم کو الزام کی حیثیت سے پنچائیت میں بلایا گیا ہے اور اگر ملزم کی قسم مانی جائے تو پاکستان کی تمام جیلیں خالی ہو جائیں اس لئے تمہاری قسم نہیں مانی جائے گی۔ اس عورت نے نثار کے خلاف یہ الزامات لگائے ہیں اس کا نام ظہورن ہے اور اس کے شوہر کا نام حکمت اللہ ہے اور ایک عورت نے یہ شہادت دی کہ ہم نے بھی نثار نے کہا کہ ہم تمہیں تعویذ کر کے دیں تو ایک عورت کو پان میں رکھ کے کھلا دینا اس

عورت کا نام مبینہ ہے۔ اس مبینہ نے اس لئے شہادت جھوٹی دی کہ ظہور نے یہ بھی کہا تھا کہ ثار نے ہم سے کہا تھا کہ مبینہ کی ہم نے چھاتیاں ملیں اس وجہ سے اس نے جھوٹی شہادت دی اور اس ایک عورت کے الزام لگانے پر جس کا نام ظہور ہے برادری نے ثار کو برادری سے الگ کر دیا۔ اس کا ہمیں قرآن وحدیث کی رو سے فتویٰ دیا جائے کہ برادری والوں نے یہ فیصلہ صحیح کیا ہے یا غلط کیا ہے۔ تمام برادری نے اس عورت سے کہا کہ تم دس فقیر کو کھلاؤ اور تمام پنچا بیٹوں سے معافی مانگو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نے بے حیائی سے بیان دیا۔ از طرف، ثار احمد، عید گاہ میدان، لطیف آباد، مورخہ ۱۹۷۸ء ۱۰۔۲۴ء

۷۸۶ الجواب ہوا لموفق للصواب: زنا اس وقت ثابت ہوگا جب چار مرد ایک مجلس میں لفظ زنا کے ساتھ شہادت ادا کریں، اگر لفظ زنا استعمال نہ کیا تو زنا ثابت نہ ہوگا۔ (درمختار) اگر قاضی کے سوا کسی اور کے سامنے زنا کا اقرار کیا تو حد نہیں ہوگی (درمختار، عالمگیری) صورت مسئول عنہا میں سائل کے بقول عورت کا یہ دعویٰ ہے کہ سائل نے اس کے سامنے زنا کا اقرار کیا اور سائل اس سے انکار کرتا ہے تو زنا ثابت نہ ہوگا۔ کسی کو زنا کی تہمت لگانے کو قذف کہتے ہیں اور یہ گناہ کبیرہ ہے۔ اسلامی حکومت میں زنا کی تہمت لگانے والے پر حد ہے جس کی مقدار اتنی کوڑے ہے (درمختار) قذف کا ثبوت دو مردوں کی گواہی سے ہوگا یا اس تہمت لگانے والے کے اقرار سے اور اس جگہ عورتوں کی گواہی کافی نہیں ہے (رد المحتار) صورت مسئول عنہا میں چونکہ زنا کا ثبوت نہیں ہے لہذا محض عورت کے اتہام سے زنا ثابت نہ ہوگا اور تمام لوگ سائل سے میل جول باقی رکھیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۵ اکتوبر ۱۹۷۸ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

زنا سے پیدا شدہ لڑکی کا نکاح جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک لڑکی بغیر نکاح کے ناجائز پیدا ہوئی اور بالغ ہو جانے کے بعد اس کا نکاح اہل قوم کے کسی شخص سے ہوا۔ بعد ازاں اس عورت سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جواب موجود ہے۔ یہ لڑکی جائز اولاد ہے یا ناجائز شمار کی جائے گی؟ اس کا جواب بالصواب مرحمت فرمائیں۔ مہربانی ہوگی۔

طالب استفتاء ولی محمد، سرے گھاٹ، حیدر آباد، ۱۸ محرم الحرام ۱۳۸۰ھ

۷۸۶ الجواب: ناجائز طور پر پیدا ہونے والی لڑکی جب بالغ ہوگئی اور اس کا نکاح کر دیا گیا تو اب اس کے نکاح کے بعد اس کے شوہر سے جو اولاد پیدا ہوگی وہ یقیناً جائز اولاد قرار پائے گی اور اس اولاد کا نسب اس لڑکی کے شوہر سے ثابت مانا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم
العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ محرم الحرام ۱۳۸۵ھ

زنا کا ثبوت

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، میرے داماد مسی رحمن شاہ نے بد رستی ہوش و حواس اپنی زوجہ مسماۃ خاتون پر ایک دوسرے مرد کے ساتھ نازیبا حرکت میں مشغول رہنے کا قرآن پاک اٹھا کر الزام لگایا مگر لڑکی خاتون اور

دوسرے شخص نے کہ جس پر الزام لگایا گیا تھا قرآن اٹھا کر قسم کھائی جبکہ محلہ والے و عزیزان مسماۃ خاتون اور اس شخص کو جس پر الزام لگایا گیا تھا رحمٰن شاہ سے بہتر اور قابل اعتماد اور ایماندار سمجھتے ہیں کیوں کہ رحمٰن شاہ جواری اور نشہ کرنے والا ہے اور زیادہ اوقات میں نشہ میں رہتا ہے اس لئے جناب مفتی صاحب فتویٰ صادر فرمائیں؟ السائل محمد عبدالرحمن، ساکن کچہ قلعہ

۷۸۶ الجواب: زنا کا ثبوت سخت دشوار ہے اور جسے لوگ ثبوت کہتے اور سمجھتے ہیں وہ اوہام ہوتے ہیں۔ شرعاً زنا کا ثبوت اسی وقت ثابت ہوگا جبکہ چار عاقل مسلمان جن پر وہاں کے رہنے والے اعتبار کرتے ہوں یہ کہیں کہ ہم نے فلاں بن فلاں کو فلاں بنت فلاں سے وطی کرتے اس طرح دیکھا جیسے سرمہ دانی میں سلائی ہوتی ہے۔ اس کے بعد ان گواہوں سے جرح کی جائے گی جب اس میں وہ اپنی بات پر جبرے رہیں گے تب کہیں جا کر زنا ثابت ہوگا۔ پھر زانی و زانیہ اقرار کریں۔ اس کے بعد محض کسی کے الزام لگانے سے زنا ثابت نہ ہوگا۔ ایسے افراد کو خدا اور رسول کے غضب سے ڈرنا چاہئے اور یاد رکھنا چاہئے کہ موت برحق ہے اور حساب لینے والا وہ احکم الحکمین۔ مولیٰ عزوجل ہمیں آخرت کی رسوائی سے اپنی پناہ میں رکھے۔ (آمین) اور شوہر جب اپنی منکوحہ پر الزام لگاتا ہے زنا کا تو اس کا طریقہ کار لعان ہے جو قرآن کریم میں مذکور ہے کہ پہلے شوہر حاکم، یا قاضی اسلام، یا کسی حاکم، وقت کے سامنے کہے کہ ”میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے جو اس عورت کو زنا کی تہمت لگائی ہے اس میں خدا کی قسم میں سچا ہوں“ پھر پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ اس (الزام لگانے والے) پر خدا کی لعنت ہو اگر اس امر میں کہ اس کو زنا کی تہمت لگائی جھوٹ بولنے والوں سے ہوں اور ہر بار لفظ (اس) سے عورت کی طرف اشارہ کرے پھر اسی طرح عورت کہے گی۔ اگر شوہر انکار کرے تو قید کیا جائے گا اور جھوٹ کا اقرار کرے تو حد قذف جاری ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ شوال المکرم ۱۳۸۶ھ

غیر کی منکوحہ سے نکاح کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید بکر کی زوجہ کو اپنی ہمشیرہ بنا کر اپنے گھر لایا دو چار دن بعد محلہ میں ظاہر کیا کہ میں اس عورت سے نکاح کر لوں گا۔ اس پر محلے والوں نے اعتراض کیا اور کہا کہ پہلے سابقہ شوہر سے طلاق لے اور عدت کے دن گزارنے کے بعد عقد کر سکتے ہو۔ مگر زید نے کوئی بات نہ مانی اس محلہ کے لوگوں نے اسے محلہ سے نکال دیا۔ کچھ دن بعد زید کے عزیز زید کو دوبارہ محلہ میں لے آئے تو پوچھا گیا کہ یہ دوبارہ محلہ میں کیوں آیا ہے تو ظاہر کیا کہ نکاح کر لیا ہے۔ اس پر محلے والوں نے طلاق نامہ دریافت کیا تو کوئی جواب نہیں ملا اس پر محلے کے لوگ و برادری کے لوگوں نے زید سے تعلق منقطع کر لیا مگر زید کے جو عزیز ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ تم سب لوگ زید کے ساتھ کھانا پینا برقرار رکھو اس پر اس نے اختلاف پیدا کیا۔ اس لئے جناب سے التماس ہے کہ اس شکل میں زید کا مسماۃ کے ساتھ عقد ہونے کے بارے میں کیا حکم ہے۔ دوسرے جو لوگ زید کے ساتھ کھانا پینا رکھتے ہیں ان کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

فقط السائل، عبداللطیف اشرفی، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئلہ میں عورت جس کے پاس ہے اس پر فرض قطعی ہے کہ عورت کو اپنے پاس سے جدا کرے اور نکال دے اور عورت پر فرض قطعی ہے کہ اس سے جدا ہو جائے اگر یہ دونوں اس حکم کی تعمیل نہ کریں مسلمان اسے اپنی صحبت سے نکال دیں اور اس کے پاس اٹھنا بیٹھا ترک کر دیں اور جب تک وہ شرعی طریقہ پر نکاح و طلاق کا ثبوت نہ دیں ترک تعلقات پر قائم رہیں۔ قال اللہ تعالیٰ: وَإِنَّمَا يُؤْمِنُ بِكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَعْتَدْ بَعْدَ ذَلِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ إِنَّكَ عَلَىٰ عِلْمٍ بِمَا تَصِفُ ۚ (انعام) بلکہ بغیر طلاق اگر آپس میں یہ نکاح بھی کر لیں تو اس کے نکاح بے معنی کے بعد بھی، وہ زانی و زانیہ رہیں گے اور یہ جھوٹا نام نکاح، کا کچھ مفید نہ ہوگا۔ ایمان والے مرد اور ایمان والی بیویوں پر لازم ہے کہ انہیں یک لخت چھوڑ دیں، نہ اپنے پاس بیٹھنے دیں اور نہ خود ان کے پاس بیٹھیں اور جو لوگ تعلقات پر زور دے رہے ہیں وہ غلطی پر ہیں ان پر ترک تعلق لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۸ھ

زنا کا ثبوت اور اس سے توبہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید پر لوگوں نے زنا کا الزام لگایا ہے کہ زید نے اپنے لڑکے کی عورت سے زنا کیا ہے مگر کسی نے دیکھا نہیں ہے۔ اب لڑے نے طلاق دے دی ہے اور زید کو قوم سے خارج کر دیا ہے مگر ثبوت اس مسئلہ کا کچھ نہیں ہے۔ اور زید کہتا ہے کہ میں نے نہیں کیا اگر کیا تب بھی میں معافی مانگا ہوں۔ اس مسئلہ کا حل از روئے شریعت عنایت فرمائیں؟ السائل عبدالحفیظ، گولیمار، کراچی

۷۸۶ الجواب: زنا کا ثبوت سخت دشوار ہے اور جسے عوام ثبوت سمجھتے ہیں وہ اوہام ہوتے ہیں پھر جبکہ وہ کہتا ہے کہ اگر میں نے کیا بھی تو معافی مانگتا ہوں یہ بمنزلہ توبہ کے ہے اور اللہ عزوجل اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور گناہ بخشتا ہے۔ وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ (الشوریٰ: 25) اس کے بعد جو لوگ اس توبہ کو نہ مانیں گے وہ گناہگار ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ ربیع الاول شریف ۱۳۸۸ھ

زانی لوطی وغیرہ کی بخشش کا بیان

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: کتاب المسلمات تالیف حضرت علامہ حافظ ابن حجر میں ایک حدیث آئی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ سات آدمی ایسے بد بخت ہیں جن کی طرف قیامت میں اللہ تعالیٰ نگاہ اٹھا کر دیکھے گا تک نہیں اور نہ انہیں گناہوں سے ہی پاک کرے گا بلکہ وہ دوزخ میں جھونک دئے جائیں گے۔

۱۔ ایک تو لواطت کرنے والا اور کرانے والا۔

۲۔ جو مشت زنی کرے۔

۳۔ جو کسی جانور سے بد فعلی کرے۔

۴۔ جو عورت کے غیر فطری مقام پر مٹی کرے۔

۵۔ جو کسی عورت اور اس کی لڑکی دونوں سے شادی کرے۔

۶۔ جو اپنے پڑوسی کی بیوی سے بدکاری کرے۔

۷۔ جو اپنے ہمسایہ کو اتنی زیادہ تکلیف دے کہ وہ تنگ آ کر برا بھلا کہنے پر مجبور ہو جائے۔

جن لوگوں کا اس حدیث میں ذکر ہوا کیا ان لوگوں کی قیامت کے دن بالکل بخشش نہیں ہوگی؟ یا ان کو سزا ملنے کے بعد بخشش ہوگی؟ فقط السائل نور محمد، ٹنڈوالہیار، سندھ

۸۶۷ جواب: جرم و خطا کا مرتکب جب تک مسلمان ہے اور اسلام ہی پر مرتے دم تک قائم رہا، اس کی بخشش اللہ تعالیٰ کی مرضی پر موقوف ہے کہ چاہے سزا دے کر بخش دے یا بلا سزا محض اپنے فضل و کرم سے اس کی بخشش فرما دے لیکن بعض جرم و گناہ ایسے ہیں کہ ان کا مرتکب اگرچہ مسلمان ہو بلا سزا اسے چھوڑا نہ جائے گا وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ① (الجمعة) اس قسم کی احادیث جن میں یہ مضمون وارد ہے کہ اس کی بخشش نہ ہوگی یا تو کافر و مشرک کے لئے وارد ہے یا اس کا مطلب یہ ہے کہ بلا سزا بخشش نہ ہوگی اور چونکہ وہ مسلمان ہے اس لئے آخر کار اسے بخش دیا جائے گا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جنت میں پہنچا دیا جائے گا۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ صفر المظفر ۱۳۹۵ھ

بدچلنی کا الزام۔ ”اس قرآن کو نہیں مانتے“ کہنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: نئے کی بیوی نے سعد اللہ سے کہا کہ بشیر احمد نے مجھ سے کہا ہے کہ سعد اللہ کی عورت کو امام بخش مرغی انڈے کھلاتا ہے۔ سعد اللہ بشیر احمد کے گھر پر آئے اور بشیر احمد سے معلوم کیا کہ تم نے نئے کی عورت سے یہ کہا ہے کہ امام بخش سعد اللہ کی عورت کو مرغی انڈے کھلاتا ہے۔ بشیر احمد نے انکار کیا کہ میں نے نہیں کہا اور بشیر احمد نے قرآن شریف ہاتھ میں لے کر کہا کہ یہ بات میں نے نہیں کہی۔

جس پر سعد اللہ نے کہا کہ ہم اس قرآن کو نہیں مانتے۔ تم ہمارے گھر پر چلو اور نئے کی عورت کے سامنے قرآن اٹھاؤ جب ہم مانیں گے۔ بشیر احمد سعد اللہ کے ساتھ سعد اللہ کے گھر پر گئے وہاں نئے کی بیوی موجود تھی اس کے سامنے سعد اللہ نے بشیر احمد کو قرآن شریف لا کر دیا اور کہا کہ اگر تم نے نہیں کہا تو تم قرآن شریف اٹھاؤ۔ بشیر احمد نے قرآن شریف ہاتھ میں لے کر کہا کہ میں نے یہ بات نہیں کہی کہ امام بخش سعد اللہ کی بیوی کو انڈے مرغی کھلاتا ہے۔ پھر سعد اللہ نے کہا کہ ہم اس قرآن کو نہیں مانتے۔ اور نئے کی عورت کو کہا کہ یہ بات مجھے بشیر احمد نے کہی ہے۔ سعد اللہ نے کہا کہ تم سچی ہو۔ لہذا صورت مسئلہ میں احکام شریعت کیا ہے۔ اس میں قرآن شریف اٹھانا بشیر احمد کا صحیح ہے یا نئے کی بیوی کا؟ اور احکام شریعت کے مطابق کسی پر گناہ کا یہ ثابت ہوئی یا نہیں؟ فقط والسلام سائل، عبدالسلام قریشی، عید گاہ کالونی، لطیف آباد

۸۶۸ جواب: صورت مسئلہ میں نئے کی بیوی، ایک مسلمان مرد بلکہ ایک عورت پر بھی الزام بدچلنی لگاتی ہے اور ظاہراً

اس کا غشا سعد اللہ اور اس کی بیوی میں جھگڑا پیدا کرنا ہے اور ایک کو دوسرے سے بدظن کرنا ہے۔ اس پر لازم ہے کہ وہ اپنی اس بات پر جو وہ بشیر کی طرف منسوب کرتی ہے گواہ پیش کرے اگر گواہ پیش نہ کر سکے تو بشیر احمد سے حلف لیا جائے گا اور اسی حلف کا اعتبار ہوگا اور عورت کا حلف نامعتبر ہوگا اور سعد اللہ جس نے یہ بات کہی کہ ہم اس قرآن کو نہیں مانتے اس پر توبہ لازم ہے اور یہ بھی کہ وہ اپنا نکاح دوبارہ پڑھائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ شعبان المعظم ۱۳۹۹ھ

زنا سے پیدا شدہ کا حکم دربارہء حلت و حرمت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک عورت مسماۃ عالم خاتون جو عبد اللہ کی منکوحہ ہے، کے ناجائز تعلقات ایک شخص مسمی عبد القیوم سے قائم ہوئے۔ جس کے نتیجے میں ایک لڑکی میراں پیدا ہوئی۔ پھر میراں کی شادی کے بعد میراں سے ایک لڑکی اپنے شوہر سے مسماۃ افروز پیدا ہوئی، عبد القیوم کی بیوی مسماۃ نور خاتون سے ایک لڑکا نجم الدین ہوا، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ مسماۃ افروز اور مستمی نجم الدین کا باہم نکاح جائز ہے یا نہیں؟ نجم الدین، کنڈیارو، نواب شاہ

۷۸۶ الجواب: اگر یہ بات تسلیم کر لی جائے کہ مسماۃ عالم خاتون اور مستمی عبد القیوم کے مابین ناجائز تعلقات تھے اور بچی تولد ہوئی تب بھی بحکم حدیث شریف الولد للفراش وللعاهر الحجر مسماۃ میراں، مستمی عبد اللہ ہی کی لڑکی قرار پائے گی۔ عبد القیوم سے اس کا کوئی علاقہ نہیں ہوگا۔ اب عبد القیوم کے لڑکے نجم الدین اور میراں کی لڑکی مسماۃ افروز کے درمیان، اگر کوئی اور وجہ حرمت کی موجود نہیں تو دونوں میں نکاح بے شک جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ شعبان المعظم ۱۳۹۹ھ

جانور سے صحبت کی تو کیا حکم ہے؟

سوال: حضرت مولانا مفتی صاحب، السلام علیکم، بعد سلام عرض ہے کہ: ہماری مل کے اندر کالونی میں ایک آدمی بکری کے ساتھ برا کام کرتا ہوا پکڑا گیا۔ جسے آنکھوں میں سے دیکھا گیا ہے۔ بکری بچے دینے والی تھی اور اس کو دن پورے ہونے میں دس یا بارہ دنوں کی دیر تھی۔ اب آپ کی خدمت میں یہ مسئلہ پیش کیا جا رہا ہے کہ آپ ہمیں یہ بتائیں کہ شریعت اس آدمی، بکری اور اس کے ہونے والے بچوں کے بارے میں کیا فرماتی ہے؟ فقط السائل

۷۸۶ الجواب: مرد نے بکری وغیرہ کسی چوپایہ سے وطی کی تو اسے مناسب سزا دیں گے اور اس جانور کو ذبح کر کے جلا دیں۔ اس سے نفع اٹھانا مکروہ ہے (در مختار، رد المحتار) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ ذی قعد ۱۳۹۹ھ

جانور سے وطی کا مسئلہ۔ اسلامی احکام نافذ نہ ہوں تو سزا کیسے دی جائے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

- ۱۔ ایک نابالغ لڑکا جس کی عمر تیرہ (۱۳) سال ہے۔ ۹۶۷ھ کو بھینس سے زنا کرتے ہوئے پکڑا گیا دو گواہوں کے سامنے۔ اب اس بھینس اور اس لڑکے کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟
- ۲۔ کوئی شخص ہندہ سے زنا کرتا ہے۔ اس کے لئے علماء کرام کیا فرماتے ہیں کہ وہ غسل کرنے سے پاک ہوگا یا نہیں؟
- ۳۔ ایک شخص شراب پئے تو دوسرے مسلمان اس کے ساتھ کیا سلوک کریں۔ اس کے ساتھ شادی اور غم میں ساتھ رہنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟ فقط السائل عبدالرحمن

۸۶۷ جواب: مرد نے چوپایہ سے وطمی کی تو اس پر حد تو نہیں۔ البتہ جبکہ وہ بالغ ہے تو اسے مناسب سزا دی جائے جسے اس مقام کے دیندار معزز مسلمان تجویز کریں۔ رہا وہ جانور تو حکم ہے کہ اسے ذبح کر کے جلادیں اس سے نفع اٹھانا مکروہ ہے (در مختار، رد المحتار) یعنی جبکہ وہ جانور اسی شخص کی ملک ہو اور اگر اس نے کسی دوسرے کے چوپائے سے یہ قبیح حرکت کی تو اس کا مالک اس سے اس جانور کی قیمت وصول کرنے کا حق رکھتا ہے۔ جانور بہر حال ذبح کر دیا جائے گا اور پھر اسے جلا کر دفن کر دیں (تبیین الحقائق) واللہ تعالیٰ اعلم

- ۲۔ قربت و ہمبستری خواہ کسی طور پر ہو اور کسی بھی عورت سے ہو، غسل واجب کر دیتی ہے۔ ہاں ایسی چھوٹی لڑکی سے جس کی مثل سے صحبت نہ کی جاسکتی ہو وطمی کی تو جب تک انزال نہ ہو، غسل واجب نہیں (عامہ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم
- ۳۔ اب کہ اسلامی حدود نافذ نہیں اور لوگ بلا دھڑک شراب پیتے، جو اکھیلے، چوریاں کرتے اور ایسے ہی دوسرے گناہوں کے علی الاعلان مرتکب ہوتے ہیں اور ذرا لحاظ پاس نہیں کرتے، مسلمان دیندار جو سزا دینے پر قدرت رکھتے ہوں ایسی سزائیں دیں جو اوروں کے لئے باعث عبرت ہوں اور وہ سزا مجرم کو نہ دے سکیں تو پھر حکومت سے رجوع کریں۔ اس کے علاوہ اور کیا علاج ہو سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ اذی قعد ۱۴۰۰ھ

بغیر نکاح عورت گھر میں رکھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

- ۱۔ میرا خسر ایک شخص کا بھائی بنا ہوا تھا اور خسر کی بیوی مرچکی ہے۔ میرے خسر نے جو ایک شخص کا بھائی بنا ہوا تھا اس کی بیوی سے ناجائز تعلقات پیدا کر کے اس کو گھر میں رکھ لیا۔ جب معلوم ہوا تو اس کو کہا گیا کہ نکاح کر لو اور طلاق لے کر گھر میں رکھو۔ وہ کہتا ہے کہ سب ٹھیک ہے۔ میں نے اس سے اپنے تعلقات منقطع کر لئے ہیں۔
- ۲۔ اور اس سے ناجائز اولاد ہو رہی ہے کیا وہ اولاد جائز ہے۔ میں نے اس کے گھر آنا جانا بند کر رکھا ہے وہ درست ہے یا نہیں؟
- ۳۔ میں نے اس کی بیٹی کو بھی روک رکھا ہے۔ آنا جانا بھی قطعی بند کیا ہوا ہے۔ مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں اپنا فتویٰ صادر فرما کر ممنون فرمائیں؟

سائل عزیز خاں، امریکن کوانٹر، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: یقیناً اگر ایسا ہی ہے تو وہ بتلائے حرام اور سخت گناہ کے مرتکب ہیں۔ ان پر فرض ہے کہ فوراً فوراً ایک دوسرے سے قطع تعلق کریں اور اللہ عزوجل کے غضب سے ڈر کر اپنے ان کبیرہ گناہوں سے توبہ کریں اگر وہ ایسا کر لیں اور اس حکم شرع پر گردن رکھیں فیہا اور اگر نہ مانیں اور اپنی ان بیہودہ حرکتوں اور حرام کاریوں سے باز نہ آئیں تو ایمان والے مرد اور ایمان والی بیبیاں انہیں یک لخت چھوڑ دیں نہ اپنے پاس بیٹھنے دیں، نہ خود ان کے پاس نہ بیٹھیں۔ قال عزوجل وَإِنَّمَا يُؤْمِنُكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ (انعام) یہ قرآنی فیصلہ ہے۔ آپ نے جو کچھ کیا وہ اس کے عین مطابق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ شوال المکرم ۱۴۰۰ھ

زنا کا ثبوت شرعی کیسے ہو؟ بہو سے صحبت کی تو کیا حکم ہے؟

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، بعد آداب عرض ہے کہ بندہ کو احکام خداوندی کے تحت درج ذیل گناہ کبیرہ کے بارے میں آپ سے فتویٰ چاہئے جو کہ آپ کے دستخط اور مہر سے جاری ہونا چاہئے۔

- ۱۔ ایک شخص صبح صبح اٹھ کر روزانہ نماز پڑھتا ہے اور تلاوت قرآن پاک کرتا ہے۔ پانچوں وقت کا نمازی ہے۔
- ۲۔ اپنے بیوی بچوں کو بھی نماز روزے کی کی ہدایت دیتا ہے۔

ایک شخص جو نیکی، بدی، برائی، اچھائی، گناہ، ثواب، خوب سمجھتا ہے اور پھر بھی اس شخص نے اپنے اڑوس، پڑوس، میں بد فعلی کی۔ ان کے گھروں کی عزت لوٹی۔ یہاں تک کہ کفر کی حد سے گزر گیا اور اس نے اپنی سگی بیٹی پہ اپنی ہوس کا حملہ کیا۔ اس کے بعد اس نے اپنے لڑکے کی شادی کر دی جو کہ اس کی مرضی کے خلاف تھی۔ لڑکا سادہ خیال کا تھا۔ شادی کے بعد اس شخص نے اپنی بہو یعنی بیٹی کی بیوی کو برابر تین چار مہینے اپنی بیوی بنائے رکھا اور راز کھلنے پر اس نے اپنی بیوی، بچوں اور لڑکے سے معافی مانگی۔ توبہ کی قرآن سر پر اٹھایا اور تمام افراد کو قرآن کا واسطہ دیا کہ میری غیرت کا سوال ہے اور ایک گناہ تو خدا بھی بخشتا ہے۔ اپنے بیٹے کے پاؤں پڑا اور اسے رانسی کیا۔

تو اب آپ تحریر فرمائیں کہ ایسے شخص کی توبہ قابل قبول ہو سکتی ہے یا نہیں؟ وہ لڑکی اس کے بیٹے کی بیوی رہ سکتی ہے یا نہیں۔ یہ تمام حالات اس کی بیوی کو معلوم ہیں شروع سے آخر تک۔ مگر انہوں نے راز نہیں کھولا تو کیا وہ عورت بھی اس کی اپنی بیوی ہو سکتی ہے یا نہیں۔ اس شخص کے دوسرے رشتہ داروں پر کیا فرائض ہیں۔ اس کے ساتھ کس سلوک سے پیش آئیں اس کے ساتھ حانا، مینا، لین، دین جائز ہے یا نہیں؟ فقط والسلام، محمد جان، کالی موری کالج روڈ، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: لوگ اپنی طرف سے خیالات باطلہ باندھ لیتے ہیں یا فقط دو ایک شخصوں یا صرف عورت کے کہنے پر اہتمام زنا لگادیتے ہیں اس کا کچھ اعتبار نہیں بلکہ شہادت شرعیہ درکار ہے، یعنی چار شاہد ہونے چاہئیں، بغیر اس کے اس کا باپ اگر اقرار بھی کرے مگر اس کے بیٹے کو اس پر یقین نہ آئے، تو اس کا اقرار بھی کافی نہ ہوگا۔ ہاں اگر شہادت شرعیہ سے زنا ثابت

ہو جائے یا اس کا بیٹا اس کی تصدیق کرے، تو وہ عورت جس سے زنا کیا گیا اس کے بیٹے پر ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی۔ زید پر فرض ہے کہ فوراً اسے چھوڑ دے۔ اس کے بعد عورت عدت گزارے۔ بعد عدت اس شوہر کے علاوہ جس سے چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ اس شخص کے نکاح میں کسی حیلہ سے نہیں آ سکتی کہ اب وہ عورت اس کے باپ کی مدخلہ ہوگئی اور باپ کی مدخلہ، یعنی جس سے باپ نے صحبت کی، بیٹے پر ابدی حرام ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ (النساء: 22) اور باپ پر تو حرام تھی ہی کہ اس کے بیٹے کی بیوی تھی۔ لہذا اب بھی اگر دونوں باپ بیٹے اس عورت کو گھر میں رکھیں اگرچہ ہزار بار معافی تلافی کر لیں تو مسلمان ایسوں سے میل جول چھوڑ دیں۔ عورت کا مہر البتہ اس کے شوہر پر بہر حال لازم ہے اور باپ معافی مانگ لے تب بھی اس کی توبہ، اس وقت قبول سمجھی جائے گی جب کہ آثار و حالات بتائیں کہ واقعی وہ اپنی تمام حرکتوں سے باز آ چکا ہے اور جب وہ باز آ جائے تو مسلمان اسے اپنا بھائی جانیں اور اس کے ان گناہوں پر لعن طعن نہ کریں کہ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان قادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ رجب المرجب ۱۴۰۱ھ

گناہ سے توبہ کرنے والے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک بچہ جس کی عمر تقریباً بارہ سال ہے۔ دعویٰ کرتا ہے کہ مولوی صاحب، جو کہ مسجد کے پیش امام اور بچے کے استاد ہیں اور غیر شادی شدہ ہیں اور عمر تقریباً پچیس (۲۵) سال ہے، نے مجھے تنہا دیکھ کر مسجد کا اور حجرے کا دروازہ بند کیا اور میرا پیار لیا اور مجھے اپنے اوپر لٹایا اور خود بھی لیٹ گئے لیکن نہ تو اپنے کپڑے اتارے اور نہ ہی میری شلو اور غیرہ اتاری، لیٹنے کی صورت حال یہ ہے کہ پہلے مولوی صاحب سیدھے لیٹ گئے اور پھر بچے کو اپنے اوپر لٹا نہیں بلکہ چہرے کی طرف سے لٹایا۔ گویا دونوں کے چہرے ایک دوسرے کے آمنے سامنے تھے، مولوی صاحب کے مطابق، بچہ کہتا ہے کہ مولوی صاحب نے بد فعلی نہیں کی اور مولوی صاحب بھی کہتے ہیں کہ میں نے کسی قسم کی بد فعلی نہیں کی بلکہ جس وقت میں نے اپنے اوپر بچے کو لٹایا اس وقت مجھ پر شیطان غالب آ گیا تھا لیکن میں خدا کے ڈر سے بچے کو فوراً اپنے اوپر سے ہٹا دیا اور بچے کو حجرے سے باہر جانے کو کہا کہ گھر جاؤ۔ بچہ بھی کہتا ہے کہ مجھے مولوی صاحب نے یہ ہی کہا تھا کہ بچے گھر جاؤ۔ مولوی صاحب نے ان تمام باتوں کا اقرار خوف خدا سے کر لیا ہے اور رجوع الی اللہ تعالیٰ ہوئے اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی اور کہا کہ مجھ سے یہ غلطی سرزد ہوگئی لہذا اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمائے اور آئندہ مجھے کسی بھی قسم کے گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ مذکورہ بیان کے مطابق مولوی صاحب امامت کے فرائض انجام دے سکتے ہیں یا کہ نہیں؟ شرعی مسئلہ سے آگاہ فرمائیں۔ السائل شیخ مہر الہی، گلزار کی دو قبر، حیدرآباد

۷۸۶ جواب: اللہ عزوجل توبہ قبول فرماتا ہے۔ هُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ (الشوری: 25) اور سچی توبہ کے بعد گناہ بالکل باقی نہیں رہتے۔ حدیث میں ہے کہ بنی پاک ﷺ فرماتے ہیں کہ ”گناہ سے توبہ کرنے والا، بے گناہ کے مثل

ہے“ تو توبہ کے بعد اس کی امامت میں اصلاً کوئی جرح نہیں اور بعد توبہ، اس پر اس گناہ کا اعتراض جائز نہیں۔ حدیث میں ہے کہ جو کسی اپنے بھائی کو ایسے گناہ سے عیب لگائے جس سے وہ توبہ کر چکا ہے تو یہ عیب لگانے والا نہ مرے گا جب تک خود اس گناہ میں مبتلا نہ ہو جائے (ترمذی۔ فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ شعبان المعظم ۱۴۰۲ھ

عورت کے فسق کے سبب نکاح نہیں جاتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میرے بیٹے کی دلہن اپنے والدین کے گھر ملنے گئی اور مسلسل آٹھ ماہ وہیں پر رہی۔ آٹھ ماہ بعد جب ہم لینے گئے۔ تو میرے بیٹے کی دلہن نے صاف انکار کر دیا کہ میں اس شوہر کے پاس نہیں رہوں گی۔ میرے ساتھ پانچ آدمی تھے۔ یہ فقرہ ہم سب نے سنا اور اس کے والدین نے بھی سنا اس کے بعد اس لڑکی کے دادا نے وعدہ کیا کہ پندرہ یوم کے بعد آپ آئیں پندرہ یوم بعد جب ہم لینے گئے تو جیسے تیسے انہوں نے بھیج دیا۔ صرف ایک دن وہ ہمارے گھر پر رہی اور شام کو ہی شور مچا دیا کہ میرے پیٹ میں درد ہے۔ پھر ہم نے دائی کو بلوایا تو اس نے کہا کہ چار ماہ کا حمل ہے ہمیں کچھ یقین نہ ہوا۔ ہم اس لڑکی کو زس کے پاس لے گئے۔ اس نے بھی یہی کہا کہ چار ماہ کا حمل ہے۔ اس کو بہلا پھسلا کر معلوم کیا تو لڑکی نے بتایا کہ فلاں شخص کا حمل ہے جس کی ہم نے کیسٹ بھی بھری ہے اور اس کے گھر والے بھی تسلیم کرتے ہیں۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ کیا ایسی لڑکی رہنے کے قابل ہے؟ شرعاً وہ لڑکی میرے لڑکے کی بیوی ہے یا نہیں؟ براہ کرم اس مسئلہ پر قرآن و حدیث کی روشنی میں فیصلہ دیں کہ ہمیں اس لڑکی کو رکھ لینا چاہئے یا نہیں؟ اگر رکھ لی گئی تو وہ لڑکی میرے بیٹے کی بیوی ہے یا نہیں؟ السائل۔ محمد یامین، یونٹ نمبر ۱۲، لطیف آباد، حیدر آباد

۸۶۷ جواب: صورت مسئلہ میں جب کہ لڑکی اپنے جرم کا اعتراف کرتی ہے تو بلاشبہ وہ مجرم ہے اور سزا کی مستحق لیکن اس کے باوجود عورت کے فسق و فجور سے نکاح نہیں جاتا۔ قال اللہ تعالیٰ وَالَّتِي يُاتِيَنَّ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِسَائِكُمْ (النساء: 15) سماعن مع ذلك نساء ہم۔ پس جبکہ شوہر نے ہنوز طلاق نہ دی وہ عورت بدستور اس کے نکاح میں ہے اور اس سے زوجیت کا تعلق رکھنا قطعاً درست و روا ہے۔ رکھنے نہ رکھنے کا شوہر کو اختیار ہے۔ ہاں یہ سمجھتا ہے کہ نبھاؤ نہ ہو سکے گا تو چارہء کار وہی طلاق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ

لواطت کا حکم اور لوطی کی سزا

سوال: بخد مت عالی جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بعد سلام گزارش ہے کہ: اسلام میں عورت کے ساتھ زنا کرنے والے (شادی شدہ مرد کو) سنگسار کی سزا ہے اور غیر شادی شدہ کو کوڑوں کی سزا ہے لیکن اگر کوئی غیر شادی شدہ مرد کسی لڑکے کے ساتھ بری حرکت کرے تو اسلام میں اس کی سزا کیا ہے؟ اور وہ خود اس بات کی توجہ صدر کی طرف دلوائے اور کہے کہ مجھے اسلامی سزا دلوائیں تو صدر کو کیا کرنا چاہئے جبکہ وہ صدر اور حکومت

اسلامی ہوں؟ جواب کا طلب گار، حبیب الحسن

۷۸۶ الجواب: هوالموفق للصواب: اغلام یعنی پیچھے کے مقام میں وطی کی تو اس کی سزا یہ ہے کہ اس کے اوپر دیوار گرا دیں یا اونچی جگہ سے اسے اوندھا کر کے گرائیں اور اس پر پتھر برسائیں یا اسے قید میں رکھیں یہاں تک کہ مرجائے یا توبہ کرے یا چند بار ایسا کیا ہو تو بادشاہ اسلام اسے قتل کر ڈالے الغرض یہ فعل نہایت خبیث ہے بلکہ زنا سے بھی بدتر ہے اسی وجہ سے اس میں حد نہیں کہ بعضوں کے نزدیک حد قائم کرنے سے اس گناہ سے پاک ہو جاتا ہے اور یہ اتنا برا ہے کہ جب تک توبہ خالص نہ ہو اس میں پاکی نہ ہوگی اور اغلام کو حلال جاننے والا کافر ہے یہی مذہب جمہور ہے۔ (در مختار، بحر وغیرہما) واللہ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۹۸۲ء ۱۸۳

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

مرد کا جانور سے صحبت کرنا۔ زانی کی امامت کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین ان مسئلوں کے بارے میں کہ

۱۔ ایک شخص ایک جانور (گدھی) کے ساتھ زنا کرتا ہے۔ اس بارے میں علماء کرام کیا فرماتے ہیں اور اس جانور (جو کہ حرام) کے بارے میں کہ اس کا کیا کرنا چاہئے اور اگر جانور حلال ہو تو کیا کرنا چاہئے؟

الف۔ آیا کہ ایسے جانور کا دودھ پینا جائز ہے؟

ب۔ اس کو ذبح کر کے کھانا جائز ہے؟

ج۔ جیسا کہ ایک عام انسان کو معلوم نہیں ہے کہ اس کے ساتھ ایسا فعل ہو چکا ہے کیا وہ دودھ خرید اور پی سکتا ہے۔ یا وہ بھی اس کے گناہ میں شامل ہوگا؟

۲۔ ایک شخص مسجد کا خطیب ہے اور عالم ہے اگر کسی کے ساتھ بد فعلی یعنی زنا کرتا ہوا پکڑا گیا ہو اور اس واقعہ کے چشم دید گواہ بھی ہوں لیکن چند آدمیوں نے امام کی مہایت میں اس بات کو دبا دیا۔ کیا یہ بھی اس گناہ میں ملوث ہوئے۔ لیکن کچھ لوگوں کو اس واقعہ کا علم نہیں ان کی نماز ہو جائے گی؟

۳۔ اگر ایک مسجد کا امام ایک لڑکی کے ساتھ زنا کرتا ہے اس کے بعد توبہ واستغفار کرتا ہے کہ آئندہ اس فعل کے نزدیک تک نہ جاؤں گا اور اپنے دل میں پورا عہد کرتا ہے۔ آیا کہ یہ نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ فتوے کا طالب حافظ محمد اولیس قادری، سجانی مسجد سٹلاٹ ٹاؤن، میرپور خاص

۷۸۶ الجواب: مرد نے چوپائے سے وطی کی تو اسے سزا دیں اور اس جانور کو ذبح کر کے جلادیں۔ اس سے نفع اٹھانا مکروہ ہے پھر اگر یہ جانور اس کا نہیں کہ جس نے وطی کی تو مالک کو اختیار ہے کہ جانور اسے دے کر اس قیمت اس واطی سے وصول کرے اور پھر وہ اس جانور کو ذبح کر کے جلادے تاکہ اس کا چرچا ہی ختم ہو جائے اور جیسا کہ اوپر بیان ہوا کہ اس سے نفع اٹھانا

مکروہ ہے تو اس کا صحیح طریقہ ہے کہ نہ اس کا گوشت کھایا جائے اور نہ اس کا دودھ پیا جائے جب کہ اس کا دودھ پینا جائز ہو اور اگر گوشت کھالیا اور دودھ پی لیا گیا تو کھانے پینے والے پر کوئی گناہ نہیں اگرچہ اس کے علم میں ہو۔ (درمختار، ردالمحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ اگر امام کی یہ بیہودہ حرکت صحیح شرعی طور پر ثابت ہو یا وہ خود اقرار کرتا ہو تو وہ فاسق معلن ہے اور اسے امام بنانا گناہ ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کہ پڑھنا گناہ، اور پھیرنا، واجب اور اگر ثبوت شرعی اور اقرار نہیں مگر لوگوں میں اس کا چرچا ہے جس کے سبب اس امام سے نفرت اور اس کی امامت سے جماعت میں قلت ہو تو اس کی امامت مکروہ تنزیہی ہے۔ جن لوگوں نے اس کا روائی کو دبا دیا تو یہ برائی نہیں البتہ اس کو امامت پر برقرار رکھنا یہ نمازیوں کے ساتھ ظلم ہے اور ان کی نمازوں کو خواہ مخواہ داغدار بنانا ہے انہیں چاہئے کہ اسے خوش اسلوبی سے علیحدہ کرنے میں انتظامیہ کی مدد کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ زنا کا ثبوت تو بہت دشوار ہے البتہ اگر امام اقرار کرے اور توبہ واستغفار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرمانے والا ہے لیکن یہ تو ضروری نہیں کہ اسے اس مسجد کی امامت پر برقرار رکھا جائے۔ وہ متہم ہے یا اقرار گناہ کرتا ہے تو خوش اسلوبی سے اسے امامت سے معزول کریں۔ یہ الزام لگائے بغیر ورنہ ایسوں کو شہ ملتی ہے اور معاشرہ خراب ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں قادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ

جس جانور سے آدمی نے وطی کی اس کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص گدھی (جو کہ حرام جانور ہے) کے ساتھ زنا کرتا ہے۔ اس شخص کے بارے میں اور اس گدھی کے بارے میں جو کہ حرام جانور ہے۔ اس جانور کا کیا کرنا چاہئے۔ آیا زندہ رکھا جائے یا ختم کیا جائے۔ گزارش یہ ہے کہ آپ نے مسئلہ اس پہلے جواب میں حلال جانور کے بارے میں تو بتایا ہے اس میں حرام جانور کے بارے میں ہی آپ سے معلوم کیا گیا لیکن وضاحت نہیں ہوئی ہے۔ آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ حلال جانور سے وطی کی جائے تو اس جانور کو ذبح کر کے جلادیں آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ گوشت نہ کھایا جائے دودھ نہ پیا جائے پھر آپ فرماتے ہیں کہ گوشت کھالیا جائے اور دودھ پی لیا جائے تو کوئی حرج نہیں جبکہ معلوم بھی ہو؟ اس مسئلہ کی وضاحت عنایت فرمائیں نوازش ہوگی۔ فتوے کا طالب حافظ محمد اولیس قادری، سبحانی مسجد سٹاٹ ٹاؤن، میرپور خاص۔

۷۸۶ جواب: پہلا جواب ایک بار پھر پڑھ لیجئے۔ صاف لکھا ہے کہ (اس جانور کو ذبح کر کے جلادیں) یہ حلال وحرام دونوں قسم کے جانوروں کا حکم ہے اور یہی اصل حکم ہے تاکہ فعل قبیح کا چرچا ہی سرے سے ختم ہو جائے ورنہ جب لوگ وہ جانور دیکھیں گے اس واقعہ کا تذکرہ کریں گے اور جب وہ باقی نہ ہی رہے گا تو وہ چرچا بھی ختم ہو جائے گا۔ پھر اسی پہلے فتوے میں تحریر تھا کہ نہ اس کا گوشت کھایا جائے جب کہ وہ حلال ہو اور نہ اس کا دودھ پیا جائے جبکہ اس کا دودھ پینا جائز ہو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس جانور کو اگرچہ جلانے کا حکم ہے لیکن اسے جلانا فرض و واجب و لازم نہیں کہ اس کے نہ کرنے سے گناہ و معصیت اور

حکم شریعت کی قابل گرفت خلاف ورزی لازم آئے اسی لئے وہاں لکھا تھا کہ اگر گوشت کھالیا اور دودھ پی لیا تو کھانے پینے والوں پر گناہ نہیں اگرچہ ان کے علم یہ بات بھی ہو۔ غرض اصل حکم وہی ہے کہ جلا دیا جائے اور حکم رخصت یہ ہے کہ اسے کھایا جاسکتا ہے جبکہ وہ حلال جانور ہو۔ (درمختار، ردالمحتار) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ

جرم ثابت نہ ہو اور ملزم نے ارادہء جرم کیا تو سزا؟

سوال: علماء دین اس مسئلے میں کیا فرماتے ہیں کہ: ایک شخص جو کہ بھینس سے زنا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے لیکن بھینس چلتی پھرتی ہے اور لڑکے کی شلوار بھی کھلی ہوئی نہیں ہے۔ لڑکا کہتا ہے کہ میرا ارادہ تھا لیکن چلتی پھرتی تھی اس لئے میری کوشش ناکام رہی۔ ایک شخص کی شاہدی ہے کہ میں نے لڑکے کو دیکھا اور اس کو بلایا لیکن لڑکا میری آواز سن کر بھاگ گیا لیکن شلوار کھلی ہوئی نہیں تھی، اور بھینس چل پھر رہی تھی۔ اس کے بعد میں نے اس آدمی کو پکڑ کر زمیندار کے حوالے کر دیا۔ جس شاہد نے دیکھا تھا اس سے زمیندار نے پوچھا کہ کیا بات ہے اس شاہد نے کہا کہ میں نے اس شخص کو بھینس کے پاس دیکھا اور آواز دی لیکن وہ لڑکا میری آواز سن کر بھاگ گیا۔ میں جب بھینس کے پاس گیا تو وہاں کوئی نشانی نہیں دیکھی۔ جس لڑکے نے گناہ کیا تھا اس سے جب پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ میرا ارادہ تھا لیکن کام نہیں بنا اور ناکام رہا۔ اب علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ زنا ثابت ہوا یا نہیں؟ یا اس شخص کو کیا سزا دی جائے؟ بدست خود حافظ عبداللطیف، ضلع بدین

۷۸۶ جواب: جرم ثابت نہیں اور مجرم صرف اپنے وعدہ کا اقرار کرتا ہے تو اسے جانور کے ساتھ بدکاری کی سزا تو نہیں دی جاسکتی محض آئندہ روک تھام اور دوسروں کو عبرت کے لئے کوئی کارروائی کافی ہے۔ مثلاً اس کا منہ کالا کر کے، گاؤں میں پھر ادیں یا اور ایسی ہی سزا جو مناسب جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ ربیع الآخر ۱۴۰۳ھ

جن لوگوں کی شہرت خراب ہو ان کو الیکشن میں دوبارہ چننا کیسا ہے؟

سوال: بخدمت جناب علامہ مفتی محمد خلیل خان صاحب، السلام علیکم، کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے میں کہ: ایک شخص جس کو علاقے کے لوگوں نے علاقے کے نمائندے (کونسلر) کی حیثیت میں منتخب کیا اگر وہ ہی منتخب نمائندہ علاقے کی لڑکی اغوا کر کے لے گیا ہو، اور اس سے بیشتر کافی عرصے تک اسی لڑکی کے ساتھ زنا کرتا رہا ہو اور لڑکی کو اس کے برہنہ فوٹو دکھا کر بلیک میل کرتا رہا ہو۔ لڑکی نے بوجہ مجبوری حاملہ ہونے پر اس شخص کو شادی پر مجبور کر کے شادی کر لی ہو۔ جب کہ وہ مذکور شخص پہلے ہی شادی شدہ ہو اور وہ شخص اپنی پہلی بیوی سے بغیر اجازت دوسری شادی کرے تو کیا یہ نکاح جائز ہے؟ کیا معلوم ہوتے ہوئے کہ ایسے شخص کی یہ حرکات ہیں تو ایسے نمائندے کو دوبارہ چنا جاسکتا ہے؟ مندرجہ بالا کوائف کی روشنی میں شرعی حیثیت کیا بنتی ہے۔ اور حدود شرعیہ کیا تصور کئے جائیں گے۔ اور ان کے لئے کیا شرعی فیصلہ ہے؟ اور عوام یا علاقے

کے لوگوں کی شرعی ذمہ داریاں کیا بنتی ہیں؟ ایسے منتخب نمائندے کا کیا فرض بنتا ہے؟ برائے کرم از روئے شرع شریف، شرع کے مطابق جو بھی ایسے حضرات کے لئے احکامات ہوں مطلع فرمایا جائے۔ نوازش ہوگی۔

نثار احمد، مظہر حسین، شاہد علی، سرفراز کالونی دادن شاہ تلک چاڑی، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: سبحان اللہ! علاقے کے لوگوں نے کونسلر پر ایک لڑکی کے اغواء، اس کی آبروریزی، اس کے ساتھ زنا کاری اور پھر اسے مسلسل اس کے برہنہ فوٹو دکھا کر، بلیک میل کرنے کا الزام بھی لگایا اور پھر یہ بھی دریافت کرتے ہیں کہ کیا ایسے کو دوبارہ چنا جاسکتا ہے؟ خدایا! لوگوں کی آنکھیں کیوں نہیں کھلتیں اور انہیں ہوش کیوں نہیں آیا؟ آخر ان کی عقلیں کہاں ماری گئیں؟ یاد رکھئے کہ کسی نمائندے کا انتخاب آپ کی دنیاوی اور دینی ذمہ داری ہے۔ کل بروز قیامت بھی اس پر باز پرس ہوگی کہ تم نے اپنا ووٹ، اپنی رائے، اپنا مشورہ کس کے حق میں دیا؟ اور کسے منتخب کیا؟ سوال کل ہوگا جواب ابھی سے سوچ رکھئے کہ اس احکم الحاکمین کی بارگاہ میں کیا ہوگا؟ بہر حال اس نے اس لڑکی سے جو نکاح، اپنی زوجہ کی اجازت کے بغیر کیا شرعاً وہ درست ہے۔ قانوناً جرم، اور اس سے نکاح کے بعد اگرچہ ہم بستی گناہ وزنا نہیں، لیکن اس نکاح نے اس کے سابقہ جرائم کو تو نہیں دھو دیا۔ وہ تو اپنی جگہ قائم ہیں اور مسلمانوں کو حق ہے کہ اس سے بطور سزا قطع تعلق کر لیں اور کسی دیندار خدا ترس بااثر کو اپنا نمائندہ منتخب کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ ذی القعد ۱۴۰۳ھ

عضو تناسل زوجہ کے منہ میں دینا فعل شنیع ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء اہلسنت اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنی زوجہ کو مجبور کیا کہ میرا اعضاء تناسل اپنے منہ میں لے لے اور اگر اس نے ایسا کیا تو مذہب اسلام میں اس کی کیا سزا بنتی ہے؟ اور ایسے شخص کے ساتھ گھر والوں کا کیا سلوک ہونا چاہئے؟ اور اسلام میں ایسے شخص کی کیا سزا ہے؟ اس کی وضاحت فرمائیں۔ (ممکن ہے کہ ایسی عادت پہلے بھی ہو) جواب کے ساتھ اپنی مہر بھی لگا دیجئے گا۔ حبیب اللہ ولد صوفی امیر اللہ، الیاس آباد، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: ہوا لموفق للصواب: صورت مسئلہ میں یہ کام انتہائی بے حیائی اور بے ادبی کا ہے اور ایسا شخص نہایت احمق اور بے وقوف ہے اور اسے اللہ سے ڈرنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے اور بچے دل سے اس کی بارگاہ میں توبہ کرے اور اپنے اس فعل شنیع پر سخت شرمندہ ہو اور آئندہ اس بے غیرتی کے فعل کے قریب بھی نہ جائے۔ قال النبی اکرم ﷺ الحیاء شعبۃ من الایمان۔ حیاء اور شرم ایمان کا اعلیٰ درجہ ہے۔ وعن ابن مسعود قال قال رسول اللہ ﷺ اذالم تستحی فاصنع ما شئت (بخاری) رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تجھ میں شرم نہیں تو جو چاہے کر۔ لہذا ایسے کینے شخص کو قوم و برادری والے جو مناسب سزا دینا چاہیں دیں کہ ایسی بے حیائی سے دوسرے لوگ بھی اجتناب کریں اور انہیں خوف پیدا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۰ ذی قعد ۱۴۰۳ھ مطابق ۲۸ جولائی ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۲۰ ذی قعد ۱۴۰۴ھ

معاذ اللہ! سالی کے ساتھ زنا سے بیوی حرام نہ ہوگی

سوال: جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، جناب عالی مودبانہ گزارش یہ ہے کہ: میں نے اپنی سگی سالی کے ساتھ ناجائز تعلق پیدا کر لیا تھا جس کی بنا پر میری سگی سالی کو حمل ٹھہر گیا تھا لیکن بعد میں بچہ ضائع ہو گیا۔ بچہ ضائع ہونے کے بعد میں نے اپنی سگی سالی کی شادی کسی دوسرے شخص سے کرادی۔ جناب عالی میں جاننا چاہتا ہوں کہ جو میری بیوی ہے کیا اس کے ساتھ میرا نکاح ٹوٹ گیا؟ یا نکاح برقرار ہے؟ جس کی میں تفصیل جاننا چاہتا ہوں۔ جناب سے گزارش ہے کہ کتاب وسنت کی روشنی میں میرے اس مسئلے کو حل فرمائیں۔ السائل محمد شمیم، بچل سرمست کالونی ہوسڑی، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب هوالموفق للصواب: صورت مسئلہ میں سالی سے زنا کرنے سے بیوی سے نکاح قائم ہے۔ نکاح نہ ٹوٹا اگرچہ سالی سے زنا کرنا سخت جرم ہے شرعاً حرام ہے اور ایسے شخص کو سچے دل سے توبہ کرنی چاہئے بہر حال اس کا اپنی بیوی سے نکاح قائم ہے (عامہ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۰ شعبان المعظم ۱۴۰۵ھ، ۱۱ مئی ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۲۰ شعبان المعظم ۱۴۰۵ھ

جانور سے وطی کے بعد جانور کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے کے متعلق کہ: ایک شخص نے بکری جس کے دو بچے ہیں دودھ پیتے تھے بدفعی کی۔ آیا اس کا گوشت اور دودھ بکری کے بچوں کے لئے حرام ہو گیا یا بچے دودھ پی سکتے ہیں۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس بکری کا گوشت اور دودھ حرام ہو گیا ہے، نہ ہی انسان استعمال کر سکتا ہے اور نہ ہی اس کے بچے دودھ پی سکتے ہیں۔ ایسے جانور کا جس کے ساتھ انسانیت نے ظلم کیا ہو اس جانور کا کیا کیا جائے قرآن اور حدیث کی روشنی میں جواب سے عنایت فرمائیں۔

منجانب شاہ عالم خان، کوٹری سندھ، مورخہ ۱۸ فروری ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب هوالموفق بالصواب: مرد نے چوپائے سے وطی کی تو اسے سزا دیں اور اس جانور کو ذبح کر کے جلادیں، اس سے نفع اٹھانا مکروہ ہے۔ یعنی نہ اس کا گوشت کھایا جائے اور نہ اس کا دودھ پیا جائے (درمختار۔ رد المحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۳ فروری ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

بغیر طلاق دوسرا نکاح کیا تو اولاد کیسی؟

سوال: جناب محترم حضرت علامہ احمد میاں برکاتی صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہے اور زید ہندہ کی معاشی غربت کی حالت میں مالی طور پر مدد بھی کرتا رہا۔ اب زید کی معاشی حالت بہتر نہ ہونے کی وجہ سے زید مجبور ہے کہ اس کی مالی مدد کر سکے جس پر زید اور ہندہ میں نہایت کشیدگی ہو گئی۔

ہندہ زید پر الزام لگاتی ہے کہ یہ لڑکی میری زید سے ہے۔ زید مجھے اس کا خرچہ دے اور مجھے بھی خرچہ دے۔ جبکہ زید کہتا ہے کہ یہ مجھ پر بہتان ہے میں نے اس کو ہمیشہ بیٹی سمجھا۔ اس مسئلہ پر شریعت کیا احکام صادر فرماتی ہے؟

کمال الدین، ہوم اسٹڈیڈ حال، حیدرآباد

۷۸۶ جواب ہوالموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں ہندہ نے زید پر زنا کا جو الزام لگایا ہے، اس کو قذف کہتے ہیں اور یہ گناہ کبیرہ ہے۔ قذف کا ثبوت دو مردوں کی گواہی سے ہوگا یا اس تہمت لگانے والے کے اقرار سے۔ اگر قذف ثابت نہ ہو سکے تو جس نے قذف لگایا ہے اس پر چار گواہوں کا پیش کرنا ضروری ہے اگر پیش نہ کر سکے تو اسلامی حکومت میں ایسے شخص کو اتنی کوڑے مارے جائیں گے۔ قال اللہ تعالیٰ فاجلدوہم ثمانین جلدۃ۔ ہندہ نے جس لڑکی کی نسبت زید پر الزام لگایا، وہ لڑکی ہندہ کے شوہر کی ہی مانی جائے گی۔ اسے اس کا انکار جائز نہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا الولد للفراش وللعاہر الحجر۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۹۸۵ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب اللقطة (پڑی ہوئی چیز کا حکم)

ایک شخص امانت رکھ کر غائب ہو گیا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص عرصہ پانچ سال سے گھر چھٹی پر گیا ہے اور اپنا سامان ایک آدمی کے پاس امانت رکھوا گیا ہے۔ اب تک اس کا کوئی علم نہیں کہ آیا وہ زندہ ہے یا نہیں؟ نہ ہی اس کا پتہ معلوم ہے لہذا از روئے شرع اب اس سامان کا کیا کیا جائے؟ حاجی ہارون عبدالستار، میمن سوسائٹی

۷۸۶ الجواب: اس چیز کی حفاظت کرنا چاہئے اور تلاش جاری رکھی جائے تا آنکہ یہ غالب گمان ہو جائے کہ وہ مر گیا۔ اب اس کے ورثہ کو تلاش کریں اگر کسی طرح ورثہ کا پتہ نہ چلے تو مساکین پر صدقہ کر سکتے ہیں لیکن اگر وہ آ گیا تو مطالبہ کر سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۸ھ

لقطہ کی رقم مسجد میں صرف نہ کریں

سوال: جناب عالی عرض یہ ہے کہ: دو سال قبل ایک بکری کا بچہ ہماری دوکان پر آ گیا تھا۔ ہم نے مالک کو بہت تلاش کیا دریافت بھی کیا آواز بھی لگائی مگر کوئی اس کو لینے نہ آیا۔ ہم نے فیصلہ کیا کہ اس کی قیمت مسجد میں دے دی جائے لہذا مبلغ پچاس روپے مسجد میں دے دیئے اور مسلسل دو سال تک ہم اس کی پرورش کرتے رہے اب اس امر کا فتویٰ درکار ہے کہ ایسے جانور کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟ خادم بشیر وارثی

۷۸۶ الجواب: ایسے مال کو شریعت میں لقطہ کہتے ہیں اور لقطہ اٹھالانے والے کے ہاتھ میں امانت ہے۔ لہذا اس کا فروخت کرنا جائز نہیں بلکہ اس پر تشہیر لازم ہے یعنی بازاروں اور شارع عام اور مساجد میں اتنے زمانہ تک اعلان کرے کہ ظن غالب ہو جائے کہ مالک اب تلاش نہ کرتا ہوگا۔ یہ مدت پوری ہونے کے بعد اسے اختیار ہے کہ لقطہ کی حفاظت کرے یا کسی مسکین پر تصدق کر دے یا اگر خود نادار فقیر ہے یعنی صاحب نصاب نہیں تو مدت مذکور تک اعلان کے بعد خود اپنے صرف میں بھی لاسکتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ اس کی قیمت جو مسجد میں دی گئی یہ بھی جائز نہیں اور اس کی قربانی بھی جائز نہیں۔ اس پر جو بھی خرچ ہو اور حاکم وقت کی اجازت سے ہوتا تو اور بات تھی (در مختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ

امام و مؤذن کو مسجد میں کچھ رقم ملی تو اس کا مالک کون ہے؟

سوال: محترم جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، گزارش یہ ہے کہ ایک مسئلہ ہمارے زیر غور ہے وہ مسئلہ یہ ہے کہ: مؤذن کو کسی کی گمشدہ رقم مسجد میں ملی اور مؤذن نے وہ رقم امام صاحب کو دیدی اور امام صاحب نے اس رقم کو گنا تو دو ہزار روپے تھی۔ پھر وہ رقم امام صاحب نے گن کر اسی مؤذن کو واپس دیدی اور یہ کہا کہ اس رقم کے بارے میں کسی کو نہ بتلانا تو مؤذن نے اس رقم کے بارے میں کسی کو بھی نہ بتلایا۔ تین چار مہینے کے بعد امام صاحب کے بہنوئی آتے ہیں۔ ان کو کچھ رقم کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ مؤذن سے کہتے ہیں کہ پانچ ہزار روپے کی ضرورت ہے۔ بھائی صاحب کراچی سے آئے ہیں انہیں دینے ہیں کل بینک کھلے گا تو دے دوں گا۔ مؤذن اپنے دوستوں سے دو یا ڈھائی ہزار روپے لا کر دیتا ہے پھر امانتاً دو ہزار روپے کی رقم جو مؤذن کے پاس رکھی ہوئی تھی وہ اس میں شامل کر دی اور بہنوئی کو دے دی۔ اس کے بعد چار یا پانچ دن کے اندر اندر وہ رقم تمام کی تمام انہوں نے مؤذن کو واپس کر دی۔ پھر وہ رکھی رہی۔ اس کے بعد اس رقم میں سے انہوں نے مؤذن کے کمرے میں پونے دو سو روپے خرچ کئے اور سوئی گیس لگوا دیا۔ ان ہی کے کہنے سے اسی رقم میں سے پچیس روپے کی چینی منگوائی۔ اس کے بعد جب بھی جس چیز کی ضرورت ہوتی تو امام صاحب مؤذن سے کہتے کہ منگوا لو اور مؤذن اسی رقم میں سے منگواتا رہا۔ اس کے بعد امام صاحب نے اپنے استاد کی تقریر مسجد میں کروائی اور اسی رقم میں سے جو امانت ملی تھی، پیسے خرچ کئے گئے۔ اس کے بعد یہ سلسلہ چلتا رہا۔ پھر مؤذن کسی وجہ سے مسجد سے بغیر کہے نہ چلا گیا اور کسی سے بھی اس کا ذکر نہیں کیا۔

امام صاحب نے مسجد میں یہ کہنا شروع کر دیا کہ مؤذن مسجد کے پیسے لے کر بھاگ گیا ہے۔ اس مؤذن کی مسجد کی کمیٹی سے خط و کتابت رہتی تھی، مسجد کی کمیٹی نے مؤذن کو خط لکھا کہ امام صاحب کہتے ہیں کہ مؤذن مسجد کا روپیہ لے کر بھاگ گیا ہے۔ تم آ کر بتاؤ کہ کیا چکر ہے اور کیا معاملہ ہے، کس کا روپیہ ہے تاکہ معاملہ ختم ہو اور جلد ہی واپس آ جاؤ۔ اس کے بعد مؤذن چلا آیا۔ مؤذن نے کمیٹی کے سامنے لفظ بہ لفظ یہی باتیں پیش کیں جو اوپر لکھی ہوئی ہیں تو امام صاحب نے ان چیزوں کو قبول نہیں کیا۔ کمیٹی نے فیصلہ کیا کہ قرآن اٹھایا جائے اور مؤذن نے قرآن اٹھا کر یہی الفاظ پیش کئے۔ مؤذن نے یہ قسم بھی کھائی کہ قرآن میرے ہاتھوں میں ہے میں وہ ہی کہہ رہا ہوں جو صحیح ہے اگر یہ غلط ہے تو اللہ تعالیٰ مجھے قرآن کی مار دے۔ مگر امام صاحب نے نہ مانا اور یہ کہا کہ مؤذن جھوٹ کہتا ہے۔ جو افراد وہاں موجود تھے انہوں نے امام صاحب سے کہا کہ اس نے قرآن اٹھایا ہے اب آپ یہ نہ کہیں کہ یہ جھوٹ کہتا ہے بلکہ اب معاملہ خدا پر چھوڑ دیں لیکن معاملہ اس طرح حل نہ ہوا تو کمیٹی نے فیصلہ کیا کہ دو ہزار کی رقم امام اور مؤذن میں آدمی آدمی ڈال دی جائے کہ یہ ادا کریں اور کمیٹی نے دونوں کو مجرم قرار دیا۔ اس کے بعد کہ جب رقم ملی تو ان میں ایک کاغذ پر ہر کا پتہ بھی لکھا ہوا تھا اور امام صاحب نے جواب میں کہا کہ پتہ پورا نہ تھا اور یہ رقم آئندہ یا نو مہینے کے بعد امام نے ظاہر کی جب مؤذن چلا گیا تھا اور نہ اس سے پہلے یہ رقم استعمال ہوتی رہی اور کسی پر بھی امام صاحب نے غصہ نہ کیا۔ امام صاحب اب یہ کہتے ہیں کہ میں نے پانچ سو روپے تک اس رقم کا اطلاق بھی کیا تھا لیکن مؤذن نے رقم

کھائی کہ انہوں نے اس طرح کا کوئی اعلان نہیں کیا تھا۔ جب ان کی یہ بات ظاہر ہو گئی تو امام صاحب کہنے لگے کہ میں نے مؤذن کو رقم ظاہر کرنے سے منع نہیں کیا تھا بلکہ اس کی تعداد ظاہر کرنے سے منع کیا تھا۔ یہ بات بھی انہوں نے اب کبھی اس سے پہلے نہیں کی تھی۔

۲۔ پچھلے سال رمضان کے مہینے میں امام صاحب نے ایک مؤذن قرآن سننے کے لئے رکھا تھا تو اس نے ایک لڑکے کو کمرہ میں بند کیا اور کمیٹی والوں نے اس لڑکے کو کمرہ سے نکالا اور اس مؤذن کو امام کے سامنے لائے اور لا کر امام صاحب سے کہا کہ اس نے لڑکے کو کمرہ میں بند کر رکھا تھا تو اس سے معلوم کیا جائے کہ کیا بات ہے۔ اس سے امام صاحب نے پوچھا تو اس نے جواب دیا مجھ سے غلطی ہو گئی آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔ امام صاحب نے سفارش کی کہ اسے چھوڑ دیا جائے کیوں کہ اس نے معافی مانگ لی ہے۔ کمیٹی والوں نے امام صاحب کے کہنے پر اسے چھوڑ دیا۔ اس کے ۱۰ یا ۱۲ دن بعد وہ پھر ایک لڑکے کے ساتھ ساتھ سوتا ہوا ٹانگ پر ٹانگ رکھے پکڑا گیا۔ دوبارہ بھی کمیٹی والوں نے پکڑا۔ پھر امام صاحب کے پاس لے گئے۔ امام صاحب نے دوبارہ اس کی سفارش اور کہا کہ رمضان کا مہینہ ہے اور یہ غریب آدمی ہے۔ رمضان کے بعد اسے نکال دیں گے۔ کمیٹی والوں نے امام صاحب کے کہنے پر عمل کیا اور قرآن ختم ہونے کے بعد اس کو نکال دیا۔ اب آپ سے اپیل ہے کہ یہ جو دو معاملے پیش کئے گئے ہیں کہ ایک امام "امانت میں خیانت کرے" اور دوسرے یہ کہ "غلط اور بدکردار لوگوں کی سفارش کرے" تو ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کہاں تک درست اور جائز ہے؟ اس پر آپ کا فتویٰ درکار ہے تاکہ ہم صحیح نتیجہ پر پہنچ سکیں۔

ممبر مسجد کمیٹی، حافظ عبدالواحد، عبدالغفار

۸۶۷ جواب: سوال کا خلاصہ بظاہر یہ ہے کہ وہ رقم مؤذن کو ملی۔ مؤذن نے امام کو اس کی اطلاع دی۔ امام نے اسے رازدار بنایا اور پھر یہ رقم وقتاً فوقتاً امام کی خواہش و حکم پر خرچ ہوتی رہی اور مؤذن کے جانے کے بعد امام نے اس پر خیانت کا الزام لگایا۔ پھر مؤذن کو بلا کر اس سے حقیقت دریافت کی گئی تو اس نے سارا راز ظاہر کر دیا۔ امام نے اسے جھٹلایا تو مؤذن نے قسم کھا کر وہ بیان دیا جو سوال میں مذکور ہے لیکن امام نے اسے پھر بھی جھوٹا ہی کہا۔

اگر یہ واقعات صحیح ہیں تو قصور سے بری الذمہ مؤذن بھی نہیں۔ اس پر لازم ہے کہ اس رقم کا خود اعلان کرتا اور اسے بطور امانت اپنے پاس رکھتا اور امام خواہ کسی اور کے کہنے پر اسے صرف نہ کرتا۔ پھر مدت معینہ تک مالک نہ ملنے پر لفظ کے احکام کے مطابق عمل کرتا لیکن امام نے تو غضب کر دیا۔ اس رقم کو "مال مفت دل بے رحم" کے تحت خوب اڑایا اور کسی پر ظاہر بھی نہ ہونے دیا اور اس کا یہ کہنا کہ میں نے مسجد میں پانچ جمعہ تک اس رقم کا اعلان کیا اگر صحیح بھی مان لیا جائے تو اس پر لازم ہے کہ نمازیوں کو بطور گواہ پیش کرے۔ بھرے مجمع یا مسجد میں سینکڑوں نہیں تو بیسیوں نمازی ایسے ہونا چاہئیں جنہوں نے یہ اعلان سنا۔ پھر ان سب واقعات سے صرف نظر کر بھی لیا جائے تو دوسرے سوال میں مندرج باتیں اگر صحیح ہیں تو یہی اس کی امانت سے نااہلی کے لئے کافی ہیں اور ایسا امام ہرگز قابل امانت نہیں اور ان پر اگر خیانت کا جرم بھی شمار کر لیا جائے تو گناہ اور شدید اور فسق، بد سے بدتر ہو جاتا ہے اور ایسے کو امام بنانا گناہ۔ کتب فتاویٰ میں ہے لو قلدوا فاسقاً یا ثنوں لان فی تقدیمہ

تعظیمہ وقد وجب علینا اہانتہ شرعاً۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ ذی قعد ۱۴۰۰ھ

راہ ملی ہوئی چیزوں کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک گائے ۷ ذی الحجہ کو بھاگ کر آگئی۔ تقریباً آٹھ روز ہو چکے ہیں۔ مختلف مساجد میں لاؤڈ اسپیکر پر کئی روز تک اعلان بھی کرایا گیا مگر آج تک کوئی مالک نہیں آیا۔ حالانکہ آٹھ روز میں اس پر دو ڈھائی سو روپے خرچ کئے جا چکے ہوں گے۔ اب اس کے متعلق شرعی حکم کیا ہے۔ ایک شخص نے گائے کی دیکھ بھال کی اور کھلایا۔ وہ غریب آدمی ہے۔ اس لئے اس کا خرچہ کہاں سے دیا جائے؟ اور گائے کا کیا کیا جائے؟ شرعی حکم سے مطلع فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔ فقط السائلین۔ غلام نبی شیخ، عبدالغنی، سید محمد علی

۷۸۶ الجواب: ہوا الموفق للصواب: مُلْتَقَطٌ پر تشہیر لازمی ہے یعنی بازاروں اور شارع عام اور مساجد میں اتنے زمانے تک اعلان کرے کہ ظن غالب ہو جائے کہ مالک اب تلاش نہ کرتا ہوگا۔ یہ مدت پوری ہونے کے بعد اسے اختیار ہے کہ لفظ ”گمشدہ“ کی حفاظت کرے یا کسی مسکین پر تصدق کر دے۔ مسکین کو دینے کے بعد اگر مالک آگیا تو اسے اختیار ہے کہ صدقہ کو جائز کر دے یا نہ کرے اگر جائز کر دیا تو ثواب پائے گا اور جائز نہ کیا تو اگر وہ چیز موجود ہے تو اپنی چیز لے لے اور ہلاک ہوگئی تو تاوان لے گا۔ یہ اختیار ہے کہ وہ مُلْتَقَطٌ (پانے والے) سے تاوان لے یا مسکین سے، جس سے بھی لے گا وہ دوسرے سے رجوع نہیں کر سکتا۔ (عالمگیری) اور اگر ایسی چیز لفظ ہو جس سے آمدنی نہ ہو اور سردست مالک کا پتہ نہیں چلتا اور اس پر خرچ کرنے میں مالک کا نقصان ہے کہ کچھ دنوں میں اپنی قیمت کی قدر رکھا جائے گی تو یہ شخص معتبر مسلمانوں کی موجودگی میں اس کو بیچ کر اس کی قیمت محفوظ رکھے کہ اسی میں مالک کا نفع ہے اور جب مالک آئے اسے وہ قیمت سوچ دی جائے۔ اور اگر مالک کا پتہ نہ چلے تو یہ رقم صرف غرباء اور مساکین پر صرف کی جائے کہیں اور نہیں (بحر، درمختار)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۷ ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ

۷۸۶ الجواب صحیح: واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب المفقود

گمشدہ شوہر کے احکام میں ایک رسالہ

”ملتقطات من افادات الرضویہ“

مؤیدات من الشاہ اولاد رسول حضرت مفتی سید محمد میاں قادری علیہ الرحمۃ والرضوان

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ زوجہ زید کئی برس سے مفقود ہے کچھ پتہ نہیں کہ زندہ ہے یا مر گئی؟ زید اپنی بی بی کی حقیقی بہن سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو یہ

جائز ہے یا ناجائز؟

۲۔ ہندہ کا شوہر کئی برس سے مفقود ہے کچھ پتہ نہیں کہ زندہ ہے یا مر گیا اب ہندہ اپنا نکاح دوسرے شخص سے کرنا چاہتی ہے

جائز یا ناجائز؟

۳۔ ہندہ کا شوہر زید ہندوستان میں ہے اور ہندہ یہاں پاکستان میں، یا زید پاکستان میں ہے اور ہندہ ہندوستان میں۔ زید

ہندہ کو پاس نہیں بلاتا نہ اسے نان ونفقہ دیتا ہے نہ ہی طلاق دیتا ہے۔ ہندہ سخت پریشان ہے اندیشہ ہے کہ کسی معصیت میں نہ

پڑ جائے۔ اس لئے وہ چاہتی ہے کہ کسی اور مرد سے نکاح کرے۔ تو یہ ہندہ ایسی مجبوری کے باعث حضرت امام مالک رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کے فتوے کے مطابق غیر مرد سے نکاح کر سکتی ہے نہیں؟ بینوا تو جرو

المستفتی محمد صدر الدین فہیم چیپوری، دو قبر قلعہ حیدر آباد، سندھ

۷۸۶ جواب: والی اللہ المرجع والمآب۔ جب ایک بہن نکاح میں ہو تو دوسری سے نکاح حرام قطعی ہے۔ قال

اللہ تعالیٰ وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ (النساء: 23) زید اگر چاہتا ہے تو زوجہ کو طلاق دے یا موت زوجہ متحقق ہو جائے اور

تا انقضائے عدت انتظار کرے اس کے بعد اس کی بہن سے نکاح کر سکتا ہے۔ اور اگر قبل انقضائے عدت زوجہ اولیٰ کی بہن

سے نکاح کر لیا تو پہلی زوجہ کو اس نکاح فاسد کے بعد پیش از خلوت یا بعد خلوت طلاق دے دینا اس حرام کو حلال، اس فاسد کو

صحیح، اور اس ناجائز کو جائز نہیں کر سکتا۔ علماء تصریح فرماتے ہیں کہ اگر اولاً زوجہ کو طلاق دے اور ہنوز اس کی عدت نہ گزری ہو

کہ اس کی بہن سے نکاح کر لے یہ نکاح حرام ہوگا۔ درمختار میں ہے حرم الجمع بین المحارم نکاحا وعدۃ لہذا زید پر

لازم کہ اولاً زوجہ کو طلاق دے یا اس کی موت متحقق ہو جائے اور اتنا انتظار کرے کہ اس کی پہلی زوجہ کی عدت گزر جائے اس

کے بعد اس دوسری سے نکاح صحیح بروجہ شرعی کرے اور انقضائے عدت یہاں ظن غالب لیا جائے گا فانہ متحقق فی الفقہیات بالیقین۔ (کذا فی الفتاویٰ الرضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ ہندہ ہر گز یوں نکاح نہیں کر سکتی۔ قال اللہ تعالیٰ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ تم پر حرام ہیں وہ عورتیں جو دوسرے کے نکاح میں ہیں۔ عورت پر لازم ہے کہ صبر و انتظار کرے یہاں تک کہ اس کے شوہر کی ولادت کو ستر برس گزر جائیں یعنی اب تک زندہ ہو تو ستر برس کا ہو۔ مثلاً میں (۳۰) سال کی عمر میں مفقود ہوا تو عورت چالیس (۴۰) برس تک اس کا انتظار کرے اور پچاس (۵۰) کی عمر میں مفقود ہوا تو بیس (۲۰) برس۔ علیٰ ہذا القیاس۔ اس مدت کے گزرنے کے بعد قاضی اس کی موت کا حکم کرے بعد حکم، عورت چار مہینے دس دن عدت بیٹھے۔ عدت گزار کر جس سے چاہے نکاح کرے۔

اس مسئلہ کی تائید و توثیق و کمال تو ضیح و تنقیح اور قابل اطمینان و تسلی بخش تحقیق و تصریح کے لئے ہم رسالہ مبارک ”ایضاح سنت“ مؤلفہ حامی السنن حاجی الفتن مولانا مولوی محمود جان صاحب مرحوم و مغفور سے اعلیٰ حضرت عظیم البرکات مجدد مائتہ حاضرہ صاحب حجۃ قاہرہ مولانا الشاہ محمد احمد رضا خاں صاحب قادری برکاتی آل رسولی قدس سرہ العزیز کا فتوائے مبارکہ نقل کرتے ہیں۔ وہی ہذہ

”زوجہ مفقود کے لئے چار برس کی مہلت کہ حضرت سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب ہے جمہور ائمہ کرام اس کے خلاف پر ہیں۔ ادھر قرآن عظیم صاف صاف ارشاد فرماتا ہے کہ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ تم پر حرام ہیں وہ عورتیں جو دوسرے کے نکاح میں ہیں۔ اس عورت کا نکاح مفقود میں ہونا تو یقیناً معلوم اور چار برس کے بعد اس کی موت مشکوک و موہوم۔ کیا آدمی اتنی مدت میں خواہ مخواہ مر ہی جاتا ہے یا اس کے مرگ پر ظن غلبہ آتا ہے۔ یہاں تک کہ خود علمائے مالکیہ رحمہم اللہ تعالیٰ اقرار فرماتے ہیں کہ اس چار سال کی تقدیر پر سوا تقلید امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں نہ ہرگز نظر فقہی اس کی مساعد۔ کما نقل العلامة الزرقانی فی شرح البوطاعن الکافی انها مسئلة قلد ناخیا عرو و لیست مسئلة النظر۔ (جیسا کہ علامہ زرقانی نے، کافی سے شرح مؤطا میں نقل فرمایا کہ یہ ایسا مسئلہ ہے جس میں ہم نے حضرت عمر کی پیروی کی ہے، یہ مسئلہ نظری نہیں ہے)

اور تمام ائمہ کا اجماع ہے کہ شک سے یقین زائل نہیں ہوتا و لہذا خود ائمہ مالکیہ دربارہ مال اس تقدیر چار سال کے قائل نہ ہوئے، حالانکہ یہ نہایت مستبعد ہے کہ آدمی، مہلت چار سالہ کے بعد حق زوجہ میں مردہ ٹھہر کر، مال ورثہ پر تقسیم نہ ہو۔ فاضل ابراہیم، شرح انوار الدبلی میں لکھتے ہیں نقض حکمہ لمخالفة القیاس الجلی اذ لا یجوز ان یکون حیافی مالہ و میتافی حق زوجتہ۔ (ظاہر قیاس کی مخالفت کی وجہ سے اس کا حکم ٹوٹ گیا، کیونکہ یہ بات جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے مال کے حق میں زندہ ہو اور اپنی بیوی کے حق میں مردہ ہو) تو نص قطعی و قضیہ یقین کے خلاف ایک موہوم بات پر، کہ حق مال میں بالاتفاق مقبول نہیں کیوں کر زن زید، نکاح عمر میں آ سکتی ہے؟ ادھر احادیث حضور سید المرسلین ﷺ میں اس مذہب کا کہیں پتہ نہیں بلکہ حدیث آئی ہے تو ہمارے ہی موافق آئی ہے۔ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ امرأۃ المفقود امرئۃ حتیٰ

باتیہا البیان۔ مفقود کی عورت اسی کی عورت ہے یہاں تک کہ اس کی موت کا حال ظاہر ہو۔ رواہ الدار قطنی فی سننہ عن المغيرة بن شعبه رضى الله تعالى عنه امير المؤمنين مولی المسلمین حضرت سیدنا علی مرتضیٰ، وکنیف العلم سید الفقہاء سند الامہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہماری ہی طرف ہیں رواہ عنہما عبد الرزاق فی مصنفہ اور قوت برقوت یہ کہ امیر المؤمنین امام العادلین سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے قائل چار سال تھے بلکہ وہی پہلے قائل، چار سال تھے بعدہ قول حضرت مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسبغی کی طرف رجوع فرمایا۔ کما ذکرہ فقیہہ الکوفہ ابن ابی لیلی رحمۃ اللہ تعالیٰ نقلہ المحقق فی الفتح۔ تو وہ دلیل کہ مالکیہ کو اس قول پر حامل تھی یعنی تقلید فاروقی وہ بھی نہ رہی۔ اسی طرح حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ ارشد تلامذہ امام مالک ہیں پہلے قول امام مالک کے قائل تھے پھر ہمارے ہی قول کی طرف رجوع لائے اور وہی ان کے مذہب میں رائج قرار پایا کما فی ”میزان الشریعة الکبریٰ“ و ”رحمة الامة فی اختلاف الائمة“ و هذا الفظهما اختلافوا فی زوجة المفقود فقال ابو حنیفة و الشافعی فی الجدید الراجح و احمد فی احدی روایتہ لا تحل للزوج حتی تنضی مدۃ لا یعیش فی مثلها غالباً (گمشا، شوہر کی بیوی کے بارے میں اختلاف ہے، امام ابو حنیفہ اور امام شافعی جدید رائج قول میں، اور امام احمد ایک روایت میں قائل ہیں کہ جب تک اتنی مدت نہ گزر جائے کہ اس کے زندہ رہنے کا امکان نہ رہے، اس وقت تک حلال نہیں کہ وہ شادی کرے) بلکہ جمہور ائمہ شافعیہ رحمہم اللہ تعالیٰ تو یہاں تک اس سے اختلاف رکھتے ہیں کہ اگر قاضی مہلت چار سالہ کے بعد تفریق کر دے تو اس کی قضا توڑ دی جائے کہ اس نے دلیل صریح کے خلاف حکم کیا۔ امام نور الدین یوسف بن ابراہیم اردوبیلی شافعی ”کتاب الانوار لعمل الابراز“ میں فرماتے ہیں۔ لو حکم حاکم بانھا تتربص اربع سنین فتعتد عدة الوفاة ثم تنکح و تربصت و حکم ثانیاً بالفرقة واعتدت و نکحت نقض حکمہ الا اذ بان انه کان میتاً وقت الحکم (اگر حاکم نے فیصلہ دے دیا کہ عورت چار سال انتظار کر کے عدت و فوات پوری کرے، پھر نکاح کر لے اور اس پر ٹھہرے، پھر حاکم دوسرے فیصلہ میں علیحدگی کرے اور عورت عدت پوری کرے اور پھر نکاح کرے تو حکم ختم ہو جائے گا ہاں اگر وقت حکم، شوہر مردہ تھا تو نافذ رہے گا) اسی میں ہے لو قضی قاض بصرحة نکاح زوجة المفقود بعد اربع سنین و مدۃ نقض حکمہ اھ ملخصاً۔ (اگر قاضی نے مفقود کی بیوی کے نکاح کا، چار سال بعد فیصلہ کر دیا اور موت کا بھی فیصلہ کر دیا۔ تب بھی اس کا حکم ختم ہو جائے گا) شرح انوار میں ہے قوله نقض حکمہ لمخالفة القیاس الجلی فی جعل المفقود میتاً فی النکاح دون المال و ماجزم به المصنف هو الذی علیہ الا کثرون کما یعلم من کلام الرافعی هنا الخ (حکم ختم ہونا اس لئے فرمایا کہ وہ قیاس جلی کے مخالف ہے، کہ گمشدہ شخص نکاح کے معاملے میں مردہ ہے اور مال میں مردہ نہیں، اور جس پر مصنف کو یقین ہے، اکثر فقہاء اسی پر ہیں جیسا کہ یہاں کلام رافعی سے الی آخرہ معلوم ہوتا ہے) تو جو اس قول کے قائل تھے ان پر بھی اس کا ضعف ظاہر ہوا جب تو اس سے رجوع فرماتے آئے اور قول ضعیف پر حکم و فتویٰ دینا جہل و مخالفت اجماع ہے۔ فی الدر المختار حاصل ماذکرہ الشیخ قاسم فی تصحیحه انه لا فرق بین المفتی و القاضی الا ان المفتی

مخبیر عن الحكم و القاضي ملزم به وان الحكم والفتيا بالقول المرجوح جهل و خرق للاجماع۔ (در مختار میں، شیخ قاسم کی تصحیح کا خلاصہ یہ ہے کہ مفتی اور قاضی میں کوئی فرق نہیں موائے اسکے کہ مفتی حکم بتاتا ہے اور قاضی اس کو لازم کرتا ہے اور حکم اور فتویٰ اگر قول مرجوح کے ساتھ ہو تو جہل اور خلاف اجماع ہے) پھر معاملہ بھی کونسا؟ معاملہ فروج جس میں شرع مسہرہ کوخت احتیاطاً نہ۔ بہاں تک کہ با آنکہ اصل شیا میں اباحت وحلت ہے۔ فروج میں اصل حرمت ٹھہری تو ایسے امر میں ایسے قول کی طرف اپنا ایسا قوی و مدلل مذہب چھوڑ کر جانا کیسی کھلی بے احتیاطی ہے۔

ربا، دعویٰ ضرورت اس کا حال یوں کہلتا ہے کہ ہندوستان کی نوجوان عورتیں جو بیوہ ہو جاتی ہیں با آنکہ شرعاً نکاح ثانی کی اجازت ہے اپنی ایک جھوٹی رسم کی پیروی سے عمر بھر بیٹھی رہتی ہیں اس وقت نہ انہیں ضرورت سوچھتی ہے نہ یہ خیال آتا ہے کہ جوانی کیوں کر کئے گی نہ یہ کہ نان و نفقہ کہاں سے ملے گا مگر خاوند مفقود ہو کر یہ سب دعویٰ ہجوم کرتے ہیں اگر ضرورت کا دعویٰ سچا ہے تو وہاں صبر کیوں کر ہوتا ہے؟ اور جب وہاں کیا جاتا ہے حالانکہ قطعاً بے شوہر اور ازواج کے لئے حلال ہیں تو یہاں کیوں نہیں کیا جاتا کہ یقیناً شوہر دار تھیں اور موت شوہر ثابت نہ ہوئی، مگر ہے یہ کہ جہاں کے نزدیک رسم کا اتباع، حکم کے اتباع سے زیادہ ہے، یہاں حیلے تلاش کئے جاتے ہیں کہ کسی مذہب میں کوئی راستہ نکلے، اگرچہ اپنے مذہب میں نرا حرام ہو۔ وہاں رسم نہیں چھوڑی جاتی اگرچہ چاروں مذہب میں کھلی حلت ہے۔ اللہ عزوجل مسلمانوں کو ہدایت فرمائے۔

بات یہ ہے کہ نفس کی باگ جب نرم کر دیجئے دبا لیتا ہے اس وقت ضرورت حاجت معذوری مجبوری سوچھتی ہے اور جب باگ کزی کر لیجئے دب جاتا ہے اس وقت ظاہر ہوتا ہے کہ وہ جوش نرا دعویٰ ہی دعویٰ تھا۔ صحیح حدیث میں حضور پر نور سید المرسلین ﷺ فرماتے ہیں من استغنى بالله اغناه الله ومن استعفى اعفاه الله جو اللہ عزوجل کے بھروسے پر خلق سے بے پروا ہی کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے غنی کرے گا اور جو بچے دل سے پارسا بننا چاہے گا اللہ تعالیٰ اسے پارسا بنا دے گا۔ رواہ الامام احمد و النسائی والضیاء المقدسی عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ جنہیں نکاح پر قدرت نہ ہو ان کا علاج صحیح حدیث میں روزے رکھنا ارشاد ہوا ہے، کہ من لم يستطع فعلیه بالصوم رواہ الاحمد والستة عن ابی مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی ﷺ وسوق الحديث وان كان في الرجل فلنساء شقائهم بعضهم من بعد (اگرچہ حدیث مردوں کے لئے ہے مگر عورتوں بھی تو ان ہی جیسی ہیں)۔ بلکہ احتیاج نفقہ کے عذر کو غور کیجئے تو وہ بھی اسی عذر جوانی کے ساتھ ہے جس کا علاج حدیث میں ارشاد ہو گیا۔ سن رسیدہ عورتیں جن کے شوہر مرتے یا مفقود ہو جاتے ہیں انہیں تلاش نفقہ کے لئے فکر نکاح نہیں ہوتی وہ کیوں کر بسر کرتی ہیں اور یہ حالت بیوگی، تو ہند کی نوجوان عورتیں بھی اس حال میں شریک ہیں وہاں خدا جانے شان رزاقی، خاوند میں کیوں نہیں منحصر ہو جاتی، لطف یہ ہے کہ یہاں تقلید امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا دامن پکڑا جاتا ہے جاہل لوگ ان کا مذہب یہ سمجھتے ہیں مرد کو گئے چار برس گزرے اور عورت کو یو ہیں عدت بیٹھ کر نکاح حلال ہو گیا۔ حاشا یہ ان کا مذہب نہیں بلکہ وہ یہ فرماتے ہیں کہ عورت قاضی شرع کے حضور دعویٰ پیش کرے، قاضی بعد ثبوت مفقودی، کہ اس کی خبر ملنے سے بالکل ناامیدی ہو گئی ہو اب سے چار برس کی مدت اپنے حکم سے مقرر

کرے اس مدت میں بھی پتہ نہ چلے تو پھر قاضی تفریق کر دے۔ اس کے بعد عورت چار مہینے دس دن عدت بیٹھے اور شوہروں کے لئے حلال ہو جائے۔ حضور قاضی رجوع سے پہلے اگر بیس برس گزر گئے ہوں تو ان کا اصلاً اعتبار نہیں۔ علامہ زرقانی مالکی شرح موطا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں فرماتے ہیں قول مالک لو اقامت عشرين سنة ثم رفعت يستأنف لها الاجل (امام مالک کا فرمان یہ ہے کہ اگر عورت پہلے بیس سال ٹھہری رہی پھر معاملہ اٹھایا تو اب مدت مقرر کی جائے گی) اسی میں ہے قول مالک ايضاً تستأنف الادبع من بعد الياس وانها من يوم الرفع (مالک کے قول میں بھی چار سال، بعد میں شروع ہوں گے جب، مایوسی پائی جائے اور یہ سال اسی وقت سے شروع ہوں گے جس دن معاملہ اٹھایا گیا) اب کہئے اگر قول امام مالک ہی پر عمل کیجئے تو اول تو یہاں قاضی مالکی کہاں، اور قاضی حنفی اپنے خلاف مذہب کیوں حکم دینے لگا، اور دے بھی تو اس کے نفاذ میں دقتیں ہیں اور نافذ بھی ہو جائے تو ابھی ساڑھے چار برس پڑے ہیں یہ کیوں کر کٹیں گے ایسی بے صبری و ادمائے بے رزقی کا علاج تو یوں بھی نہ بنا۔ غرض خلاصہ مقصد یہ ہے کہ اللہ سے ڈرے، اللہ سے ڈرے، اللہ سے ڈرے۔ امر فروج کو سہل نہ جانے۔ فقدان شوہر کو، مرگ شوہر کے پلے میں رکھے اور اتباع حکم کو اتباع رسم، سے اہم تر سمجھے اور تصور کرے کہ ہند کی نو جوانیں بیوہ ہو کر کیوں کر بسر کرتی ہیں۔ بلکہ یہ بھی درکنار اس دارالفتن ہند پر محن میں بہت شریف زادیاں ایسی نکلیں گے جن کے خدا نا ترس شوہروں نے انہیں جیتے جی معلقہ کر رکھا ہے نہ تعلق رکھیں نہ قطع کریں۔ وہ بے چاریاں نہ شوہر والی نہ بے شوہروں میں، پھر وہ کیا کرتی ہیں اور اپنی عزت، اپنے باپ دادا کی عزت، شرع کی اطاعت، کیوں کر نگاہ رکھتی ہیں۔ قطع خواہش کو روزوں کی کثرت کرے۔ خیالات دل کو یاد موت و قبر سے لگائے کہ موت کی یاد ہر خواہش و لذت کو بھلا دیتی ہے اگر ماں باپ بھائی کے ذریعہ سے گزر کی صورت نہیں سینے پر دینے وغیرہ کے کام سے وقت کاٹنے کہ اللہ عز و جل کے یہاں صابروں میں لکھی جائے اور بہ حکم قرآن بے حساب ثواب پائے۔ اقارب محارم اگر خبر گیری کر سکتے ہیں تو اللہ کا ثواب عظیم ہے۔ اپنی بہن، بیٹی، بے ثبوت بیوگی، نکاح غیر کی بلا میں نہ پڑنے دیں۔ عوام ہند ذرا ذرا سے فضول و بے جا دینیوی جھگڑوں پر دختر و خواہروں کو بٹھا رکھتے اور ان کا کلی خرچ اپنے پاس سے کرتے ہیں یہ دینی حکم ہے اور اپنی ناموس کے خاص حرام و حلال کا معاملہ۔ اس میں بھی ذرا غیرت و حمیت کو کام میں لائیں اور سمجھ بوجھ کر انجان نہ بن جائیں وباللہ التوفیق وهو الهادی الی سواء الطريق انتھے۔

یہ فقیر قادری (مفتی محمد خلیل خاں قادری برکاتی) عرض کرتا ہے کہ یہ رسالہ مبارکہ جو اس مبارک فتوے پر بھی مشتمل ہے ۱۳۳۰ھ میں خود اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز اور ان کے اخلاف و خلفاء عظام کی تصادیق سے موثق ہو کر شائع ہوا۔ نیز تصدیق فرمانے والے علماء اعلام، و فضلاء کرام میں حسب ذیل حضرات کی بھی تصادیق موجود ہیں۔

۱۔ حضرت مولانا الشاہ وحی احمد صاحب محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

۲۔ حضرت مولانا عبدالمقتدر صاحب بدایونی رحمۃ اللہ علیہ۔

۳۔ حضرت مولانا الشاہ احمد حسن صاحب کانپوری رحمۃ اللہ علیہ۔

۴۔ حضرت مولانا کرامت اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

۵۔ حضرت مولانا الشاہ ہدایت رسول صاحب قادری برکاتی نوری رحمۃ اللہ علیہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ اس کا جواب (۲) سے واضح و آشکار ہے کہ مفقود کی موت کو موہوم اور بنا برظن غالب اس کی زیست کو معلوم تصور کر کے زوجہ مفقود کو بحکم حدیث شریف مفقود ہی کی زوجہ تسلیم کیا گیا اور جمہور ائمہ و علماء اہلسنت نے غیر مرد سے اس کا نکاح حرام ٹھہرایا تو یہاں جبکہ شوہر کا بالیقین موجود ہونا معلوم ہے کیوں کر اس کی زوجہ کو غیر کی زوجیت کے قابل سمجھا جاسکتا ہے، اور ایسی عورت، شوہر والی ہوتے ہوئے کیوں کر دوسرے مرد کے لئے حلال و جائز قرار دی جاسکتی ہے رہے وہ حیلے حوالے اور جھٹیں اور دلیلیں جو اس شوہر والی، عقیفہ عورت کو دوسرے مرد کے نکاح میں دئے جانے کے جواز میں پیش کی جاتی ہیں تو ان کے جوابات بھی وہی ہیں جو اوپر مذکور ہوئے کہ ادعائے ضرورت، و عذر جوانی، حرام کو حلال نہیں کر سکتا۔ بہت کم سن لڑکیاں کہ بیوہ ہو جاتی ہیں باتباع رسم ہنود عمر بھر نکاح کا نام نہیں لیتیں اس وقت ضرورت و جوانی کدھر چلی جاتی ہے۔ ہزاروں وہ ہیں جن کے شوہر زندہ موجود ہیں مگر ان کی طرف سے قطعاً برگشتہ و روگرداں وہ اپنی عمر کیوں کر کاٹتی ہیں پھر اس ضرورت نفقہ اور خواہش نفس کو جھوٹی آڑ بنا کر امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مذہب مرجوح کا نام لینا تو نری دھاندلی ہے وہ تو صراحۃً و یقیناً دربارہ مفقود ہے اور یہاں خود اقرار ہے کہ شوہر پاکستان یا ہندوستان میں موجود و مشہود ہے علاوہ بریں ان کا مذہب یہ ہے کہ عورت حاکم شرع کے حضور مستغیثہ ہو، وہ بعد ثبوت مفقود، روز مرافعہ سے چار سال کی مہلت دے۔ اس کے گزرنے پر قاضی اسلام تفریق کر دے۔ اب عورت عدت گزار کر نکاح کر سکتی ہے پیش از حکم قاضی شرع اگر بیس برس گزر گئے ہوں تو وہ معتبر نہیں۔ تو روز مرافعہ کے بعد تقریباً ساڑھے چار سال کیوں کر کشیں گے۔ نان نفقہ کہاں سے آئے گا؟ عذر جوانی کدھر جائیگا؟ تو اللہ و رسول کے بھروسے جو وہاں کر سکتی ہیں یہاں بھی عمل میں لائیں اور خدا و رسول سے شرمائیں۔ خواہشات نفس کو یوں بدل گام نہ چھوڑیں کہ وہ جدھر چاہیں موڑیں اور نہ یہ ان کی پیروی میں خدا و رسول سے رشتہ توڑیں ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ الغرض ایسی عورت کو سوا اس کے کچھ چارہ کار نہیں کہ وہ جس طرح چاہے اپنے شوہر سے طلاق حاصل کرے کہ طلاق میں یہ شرط نہیں کہ خوشی سے دیجائے بلکہ اگر اہ شرعی کی صورت میں بھی طلاق واقع ہو جائے گی۔ (بہار شریعت بحوالہ جوہرہ نیرہ) اور طلاق حاصل کئے بغیر، کسی دوسرے کے ساتھ مناکحت کے ذریعے جو، نام اس عورت کو ملنے والے ہیں ان میں بعض نام یہ ہیں۔ زانیہ، فاجرہ، قبحہ، فاحشہ، بدکار، وغیرہ اور اس عقد باطل پر راضی ہو کر اپنی ایسی بہن بیٹی کو دوسرے کے نکاح میں دینے والے دیوث ہیں۔ اعاذ اللہ تعالیٰ منها هذا ما عندی والعلم عند العلی الا علی و علمہ جل مجدہ اعز و اولى۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ جمادی الاخریٰ ۱۴۳۷ھ

تصدیق جلیل قطب الوقت تاج العلماء (مرشد گرامی خلیل العلماء)

فقیر اولاد رسول محمد میاں قادری برکاتی مارہروی غفرہ اللہ تعالیٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی و نسلم علی رسولہ الکریم و علی آلہ واصحابہ۔ فقیر نے یہ فتویٰ، دافع بلوی، قانع، طفوی نافع تقویٰ، دیکھا۔ حق صریح و مذہب ریح پر مشتمل پایا۔ مسلمانوں کو اس کے مطابق عمل لازم۔ واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم و احکم۔

فقیر اولاد رسول محمد میاں قادری برکاتی مارہروی غفر اللہ تعالیٰ لہ ۱۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۷۲ھ

تصدیق جلیل احسن العلماء، سید مصطفیٰ حیدر حسن المعروف حسن میاں قادری برکاتی قاسمی

مارہروی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

جانشین تاج العلماء، تلمیذ خلیل العلماء،

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم و علی آلہ واصحابہ ذوی الفضل العظیم وعلینا معهم ولهم وفيهم الی يوم الدين۔ مقلدہ الحبیب العلام فهو حق و صحیح و صواب مطلق بلستہ والکتب لا شک فیہ ولا ارتیاب۔ مخالفہ فضیح و قبیح و خراب واللہ تعالیٰ ثم رسولہ الاعلیٰ جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعلم بالصواب وانا الفقیر الحقیر الحافظ السید مصطفیٰ حیدر المعروف بحسن میل القلادی البرکاتی القاسمی المارہروی عفا عنہ ربہ تعالیٰ ذنبہ الجلی الخفی۔

بسم جمادی الاخریٰ ۱۳۷۲ھ

تقسیم ہند کے وقت مسلمان عورتوں کا کافروں کے قبضہ میں جانا

اور ان کے ہاں اولاد ہونا وغیرہ کے احکام

سوال: قبلہ جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، مہتمم دارالعلوم احسن البرکات، حیدر آباد، آداب و سلام

بعد ادا نے آداب کے خدمت فیض اقدس و بابرکت میں بصد آداب عرض ہے کہ: ۱۹۴۷ء میں ہندوستان اور پاکستان کے پارٹیشن کے وقت ہندو کافر درندے زبردستی مسلمانوں کی نوجوان لڑکیوں عورتوں کو اپنے ساتھ لے گئے۔ ان کے ساتھ کافی ظلم و ستم ہوا، ان کی عصمت دری اور بے حرمتی کی گئی، بہت سی عورتوں کی عصمت دری کر کے انہیں قتل کر دیا گیا، بہت سی عورتوں کو اپنے قبضہ میں رکھا اور بہت سی عورتیں موقعہ پا کر ان کے قبضہ سے نکل آئیں، بہت سی عورتوں کے لواحقین نے کافروں کو معاوضہ ادا کر کے انکے قبضہ سے چھڑایا اور ان کو پاکستان لے آئے۔ کافروں کے نطفے سے ان عورتوں اور

لڑکیوں کے شکم میں حمل رہ گئے تھے وہ بچہ اور بچی پیدا ہوئے۔ جناب والا ان عورتوں کے متعلق شرع کی رو سے فتویٰ صادر فرمائیں کہ کوئی گناہ تو عائد نہیں ہوتا؟

۲۔ کافروں کے نطفے سے جو مسلمان عورتوں کے لڑکے لڑکیاں پیدا ہوئے ہیں ان کے ساتھ کیا عمل کیا جائے۔ ان کو کافروں کے سپرد کر دیا جائے۔ یا مسلمانوں کے رسم و رواج کی طرح ان کی بھی شادی اسی طرح کی جائے جس طرح اپنے لڑکے اور لڑکیوں کی جاتی ہے۔ اور ان کو اپنا ہی فرزند اور دختر من و عن ایسا ہی تصور کیا جائے جس طرح اس کی خود کی اولاد ہے۔ اور کیا اس لڑکے لڑکی کے حق و حقوق بھی اپنے دیگر اولاد کے مساوی ہوں گی؟

۳۔ متذکرہ بالا لڑکیوں کی شادی کا مسئلہ بہت دشوار بنا ہوا ہے، خاص کر قریشی برادری ایسی لڑکی کو اپنے لڑکے کے عقد میں لینے اور اپنی لڑکی کو ایسے لڑکے کے عقد میں دینے سے پرہیز کر رہے ہیں۔ کیا ایسا عمل کرنے سے ناک اونچی اور قریشی برادری کے لوگ اس قسم کی شادی کی طرف مائل ہونے کے بجائے اپنی بڑی ناک اور اونچی ناک رکھنے کی بات کرتے ہیں اور اس قسم کی شادی سے احتراز کرتے ہیں کیا ایسا عمل کرنے سے ناک اونچی نیچی ہو سکتی ہے۔ شادی کے مسئلہ میں یہ ناک بڑی رکاوٹ بنی ہوئی ہے خاص کر قریشی برادری کے بیداری مغز کے واسطے اس مسئلہ کا دلائل اور تمثیل کے ساتھ حل (فتویٰ) مرحمت فرمائیں کیوں کہ اس قسم کی نو جوان بالغ لڑکیاں بہت غیر شادی شدہ بیٹھی ہوئی ہیں۔ ان کو کوئی نہیں بیاہ رہا۔ ان کے ماں و باپ ان کو زندہ درگور بھی نہیں کر سکتے اور ان کو کافروں کے حوالے بھی نہیں کر سکتے۔ ان کے ماں و باپ بہت پریشان ہیں۔ ایسے خیالات رکھنے والی قریشی برادری میں اس مسئلہ کا کیسے ممکن حل ہو سکتا ہے؟ ایسے حالات میں ان کے ماں و باپ کیا کریں۔ اگر کوئی حل نکل آتا تو ایسی لڑکیوں کی قسمت کا ستارہ چمک اٹھے گا۔ یہ ایک کارِ ثواب بھی ہے لوگوں کی پریشانیاں دفع ہو جائیں گی اور مسلمان معاشرہ میں اس قسم کی لڑکیاں اور لڑکے اپنا برادری کا مقام حاصل کر لیں گے اور حقوق کا تحفظ ہو سکے گا جیسا کہ اولاد کو اپنے باپ کی جائیداد میں ہوتا ہے۔ ہو سکے تو اس مسئلہ کے متعلق فتویٰ اخبارات میں بھی شائع فرمادیں۔ اللہ اجر عظیم سے نوازے گا۔ فقط والسلام چاند محمد قریشی معرفت غلام عباس، پھلیلی پار، حیدر آباد

۸۶۷ جواب: مولائے کریم ہر مسلمان مرد و عورت کو اپنی پناہ اور اپنی حفاظت میں رکھے۔ وہ ہلاکت خیز دور، جن کی نگاہوں سے اوجھل رہا نہیں ان حالات کا اندازہ نہیں ہو سکتا اور خدا کسی کو نہ دکھائے بہر حال جہاں درندوں نے مردوں اور بچوں کے ساتھ کوئی رعایت نہ کی وہ بھلا جوان عورتوں کو کب معاف کر سکتے تھے وہ مجبور تھیں اور یقیناً مجبور و بیکس و بے بس تو ان پر جو بیتی اس میں ان کا کوئی جرم نہیں اور ان پر کوئی گناہ عائد نہیں ہوتا۔ تو اس ظلم و ستم اور ان کی بے بسی کو بنیاد بنا کر ان پر بدکاری و زنا کا الزام تھو پنا خود اپنی جگہ ظلم ہے اور نہ کسی خدا ترس کا کام ہو سکتا ہے۔ وہ مظلوم ہیں اور ان کی اعانت مسلمانوں پر فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ یہ بچے جو مسلمان عورتوں کے بطن سے پیدا ہوئے مسلمان ہی ہیں اور مسلمان ہی قرار پائیں گے اور قطعاً ان کے ساتھ وہی سلوک کیا جائے گا جس کے مستحق اور دوسرے مسلمان بچے ہیں۔ شریعت مطہرہ کا قائدہ کلیہ یہ ہے بچہ اپنے ماں و باپ میں

اس کا تابع ہوگا جس کا دین بہتر ہو اس کا صاف مفاد یہ ہی ہے کہ وہ بچے بھی جو کافروں کے نطفے سے مسلمان عورتوں سے پیدا ہوئے وہ مسلمان ہیں اور اسلام کے فرزند ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ ایسی بے سہارا خواتین اسلام سے نکاح کرنا نہ صرف یہ کہ جائز و درست ہے بلکہ ایک کار خیر اور ثواب کا کام ہے۔ ان پر طعن و تشنیع بے جا تشدد کرنے والے پھر ان کی اس بے بسی کی بنیاد پر ان سے نکاح کرنے کو ننگ و عار ٹھہرانا۔ ایک مباح شرعی پر اعتراض ہے بلکہ بعض صورتوں میں ایک فعل واجب سے روگردانی و اعراض ہے اور یہ سمت جہالت اور نہایت خوفناک حالت ہے ظاہر ہے کہ جب نکاح کی حاجت و ضرورت ہو اور جوان عمر کو کوئی نکاح سے روک دے اور وہ شیطان کے بہکانے میں آکر کسی گناہ میں مبتلا ہو جائیں تو اس کا گناہ کس پر ہوگا؟ ان ہی لوگوں پر ہوگا جو انہیں اس امر شرعی سے روکتے ہیں اور اپنی ناک کی خاطر ایسے گناہوں میں گرنے پر در پردہ اکساتے بھی رہتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے جس کی بیٹی بارہ برس کی عمر کو پہنچے (یعنی بالغ و نکاح کے قابل ہو جائے اور پیام آنے کے باوجود) وہ اس کا نکاح نہ کرے اور یہ دختر گناہ میں مبتلا ہو جائے تو اس کا گناہ اسی شخص پر ہے (بیہتی فی شعب الایمان) تو جس طرح یہ اس شخص کی بیٹی ہے اسی طرح یہ لڑکیاں لڑکے، اور بے بس و ناچار لڑکیاں لڑکے، مظلوم و ستم رسیدہ لڑکیاں لڑکے، پوری قوم و برادری کی لڑکیاں لڑکے ہیں۔ اب جو، ان کے نکاح میں رکاوٹ ڈالے، اپنی لڑکی کو ان کے عقد میں دینے اور انہیں اپنوں کے عقد میں لینے سے پرہیز و اجتناب کرے وہ یہاں نہیں تو خدا کے سامنے بروز قیامت ضرور جواب دہ ہوگا۔ ایسے ہی موقعوں کے لئے کہا گیا ہے کہ اوروں کی برائیوں کو نہ دیکھو اپنے گناہوں کو اپنے گریبانوں میں جھانک کر دیکھو۔ وہ بے اختیار تھیں، اور تم اپنے اختیار سے صبح سے شام تک کیا کرتے پھرتے ہو؟ دامن کو ذرا دیکھو ذرا بند قبا دیکھو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ ربیع الآخر ۱۴۰۳ھ

مفقود الخبر شوہر کی بیوی، انتظار کرے گی

سوال: اعلیٰ حضرت مفتی صاحب، السلام علیکم

مسماۃ زاہدہ سلطانہ کا شوہر ۱۹۸۰ء ۹/۲۸ سے ایکسڈینٹ کیس میں لاپتہ ہے۔ اور مسماۃ زاہدہ سلطانہ کو اتنے عرصے سے نہ کوئی اطلاع ملی نہ کوئی خط وغیرہ موصول ہوا۔ اب وہ آزاد ہو کر دوسرا نکاح کرنے کی شرعی طور پر اجازت چاہتی ہے۔ اس سلسلے میں اسے مزید کتنے عرصے اور انتظار درکار ہوگا۔ مہربانی فرما کر شرعی فتویٰ عنایت فرمائیں اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اجر عطا فرمائے۔ آمین

عبدالرشید ولد عبدالحمید، لطیف آباد یونٹ ۱۰، پکی مارکیٹ، حیدرآباد

۷۸۶ جواب: مذکورہ بالا صورت میں عورت کو نکاح ثانی کا اختیار، کسی امام کے نزدیک نہیں۔ قرآن کریم میں صاف ارشاد ہے وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ حَرَامٌ لِّکَیْسٍ تَمَّ بِرِشْوٰہِہٖ بَرْدَارِہٖ بِیَاہِ۔ اور شک نہیں کہ ابھی وہ شوہر والی ہے۔ جب تک کہ اس کی موت کی تصدیق نہ ہو جائے یا اس کے شوہر کی ولادت کو ستر برس گزر جائیں۔ اس کے بعد اس کی موت کا حکم کیا جائے

گا۔ رہا دعوائے ضرورت یا عذر جوانی، تو حرام کو حلال نہیں کر سکتا۔ اور جنہیں اپنی اور اپنے خاندان کی عزت عزیز ہوتی ہے وہ غلط قدم نہیں اٹھاتیں۔ اور جو بے عزتی کو اپنا لباس بنا لیتی ہیں وہ شوہر کی آنکھوں میں خاک جھونکتی ہیں۔ بہر حال اس پر فرض ہے کہ صبر اختیار کرے اور خدا رسول پر بھروسہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ شعبان المعظم ۱۴۰۳ھ

لاپتہ شوہر کی بیوی کے لئے حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص عرصہ سات سال سے لاپتہ ہے۔ بڑی کوشش کے باوجود مذکورہ شخص کا کوئی پتہ نہیں چل سکا۔ کیا از روئے شریعت مذکورہ شخص کی بیوی دوسرے آدمی سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟ جواب بالصواب عنایت فرمائیں۔ قاری محمد محمود الحسن چشتی، سرفراز کالونی، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: ہر گز یوں نکاح نہیں کر سکتی۔ قال اللہ تعالیٰ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ۔ اس پر لازم ہے کہ صبر و انتظار کرے یہاں تک کہ اس کے شوہر کی ولادت کو ستر برس گزر جائیں۔ اس مدت کے گزرنے پر قاضی اس کی موت کا حکم کرے اور بعد حکم، عورت چار مہینے دس دن عدت بیٹھے۔ عدت گزار کر جس سے چاہے نکاح کرے۔ اور ادعائے ضرورت و عذر جوانی حرام کو حلال نہیں کر سکتا۔ آخر ہزاروں وہ ہیں جن کے شوہر زندہ ہیں موجود ہیں۔ مگر ان کی طرف سے قطعاً برگشتہ و روگرداں۔ وہ اپنی عمر کیونکر کاٹتی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ شوال المکرم ۱۴۰۱ھ

گزشتہ آٹھ سال سے گمشدہ شوہر کی بیوی کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ: شوہر گزشتہ ۸ سال سے مفقود الخبر ہے اور تلاش کے باوجود اس کا سراغ نہیں مل رہا۔ نیز جغرافیائی دوری، بھی واقع ہو گئی ہے۔ بیوی اب پاکستان میں ہے اور اس کا شوہر بنگلہ دیش کے ہنگاموں میں لاپتہ ہو گیا ہے۔ کیا ایک بیوی کو جس کا شوہر گزشتہ ۸ سال سے لاپتہ ہے نکاح ثانی کی اجازت ہے؟ براہ کرم عقلی و نقلی دلائل کے ساتھ فتویٰ جاری فرمائیں۔ محمد حکیم اللہ محمد کلیم اللہ ولد حاجی عبدالحکیم، بہار کالونی کوٹری

۷۸۶ جواب: عورت ہر گز یوں نکاح نہیں کر سکتی کہ وہ ابھی شوہر والی ہے اور شوہر والی عورت، دوسرے پر حرام۔ قال اللہ تعالیٰ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ۔ اس پر لازم کہ وہ صبر و انتظار کرے۔ یہاں تک کہ اس کی شوہر کی ولادت کو ستر برس گزر جائیں یعنی اب تک زندہ ہو تو ستر برس کا ہو۔ مثلاً تیس سال کی عمر میں مفقود ہوا تو عورت چالیس برس انتظار کرے اور پچاس سال کی عمر میں لاپتہ ہوا تو بیس برس و علیٰ ہذا القیاس۔ اس مدت کے گزرنے پر اس کی موت کا حکم کیا جائے گا۔ اور عورت کے لئے حلال ہوگا کہ وہ اس حکم کے بعد، عدت گزارے۔ عدت گزار جائے تو جس سے چاہے نکاح کرے۔ تنویر الابصار میں ہے بعدہ یحکم بموتہ فتعتد عدۃ الموت۔ رد المحتار میں ہے ای عدۃ الوفاۃ اور دعویٰ ضرورت و عذر جوانی حرام کو حلال کو

نہیں کر سکتا۔ بہت کم سن لڑکیاں کہ بیوہ ہو جاتی ہیں اور عمر بھر، ہزار ہا فتنوں کے باوجود نکاح کا نام نہیں لیتیں اس وقت ضرورت جوانی کدھر چلی جاتی ہے۔ ہزاروں وہ ہیں جن کے شوہر زندہ، موجود ہیں مگر ان کی خبر نہیں لیتے۔ وہ اپنی عمر کیونکر کاٹتی ہیں اور بگڑنے پر آمیں تو شوہر والیاں بھی یار بناتی پھرتی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ شعبان ۱۴۰۲ھ

بارہ یا چودہ سال سے لاپتہ شوہر

سوال: جناب مولانا مفتی خلیل خان صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع اس مسئلے میں کہ: زید کا ایک خاتون سے عقد ہوا لیکن زید مردانہ صلاحیت سے محروم ہے۔ اس پر صبر کر کے خاتون زید کے پاس رہی لیکن اس نے اپنے پاس رکھنا گوارا نہ کیا اور خاتون کو اس کے میکے میں چھوڑ دیا اب تقریباً بارہ یا چودہ سال سے خاتون اپنی والدہ کے ہاں رہ رہی ہے۔ نیز گزشتہ کئی برسوں سے زید مفقود و الخبر ہے اور خاتون عقد ثانی کرنا چاہتی ہے تو ایسی صورت میں از روئے شرع شریف کیا حکم ہے؟

فقط خادم اہلسنت کمترین حافظ سراج الدین واحدی، مورخہ ۲۲ ربیع الآخر ۱۴۰۱ھ

۷۸۶ جواب: جس عورت کا شوہر مفقود و الخبر ہو وہ ہرگز کہیں اور نکاح نہیں کر سکتی۔ قال اللہ تعالیٰ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ اس پر لازم ہے کہ وہ صبر کرے اور انتظار کرے حتیٰ کہ اس کے شوہر کی ولادت کو ستر برس گزر جائیں، اس کے بعد اس کی موت کا حکم دیا جائے یا اس دوران اس کا شوہر کسی بھی ذریعہ سے طلاق دے دے۔ ضرورت اور جوانی کا عذر حرام کو حلال نہیں کر سکتا۔ بہت کم سن لڑکیاں کہ بیوہ ہو جاتی ہیں بابتاع رسم ہنود عمر بھر نکاح کا نام نہیں لیتیں۔ ہزاروں وہ ہیں جن کے شوہر زندہ ہیں ساتھ بھی رہتے ہیں مگر عورت کی طرف سے قطعاً پھرے ہوئے۔ وہ اپنی عمر کیونکر کاٹتی ہیں لہذا صورت مسئلہ میں عورت کو نکاح ثانی کا اختیار نہیں ہے۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ ربیع الآخر ۱۴۰۱ھ

شوہر، ۹ نو سال سے لاپتہ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک عورت کا خاوند ۹ سال سے لاپتہ ہے اور اس کو ڈھونڈنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی ہے لیکن آج تک نہیں ملا۔ کیا ایسی عورت کو دوسرا نکاح کرنے کی اجازت شریعت کے اندر ہے یا نہیں؟

فقط نبی بھٹن، پھلیلی پار، پریٹ آباد، حیدر آباد، سندھ، ۱۹۸۱ء ۱۲/۹

۷۸۶ جواب: عورت ہر گز یوں نکاح نہیں کر سکتی۔ قال اللہ تعالیٰ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ اس پر لازم ہے کہ صبر و انتظار کرے یہاں تک کہ اس کے شوہر کی ولادت کو ستر برس گزر جائیں یعنی اگر وہ اب تک زندہ ہو تو ستر برس کا ہو۔ اس مدت کے گزرنے پر حاکم اسلام کہ دیندار مسلمان ہو اس کی موت کا حکم کرے گا۔ اس کے بعد عورت، عدت و فاق گزار کر

جس سے چاہے نکاح کر سکے گی۔ فتاویٰ رضویہ میں بحوالہ جواہر الاخلاطی فرمایا حکم بیوتہ بعد سبعین سنہ و علیہ الفتویٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان قادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ ذی قعد ۱۴۰۱ھ

جس کا شوہر دس برس سے لاپتہ ہو

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع درمیان اس مسئلہ میں کہ: مسماۃ سلطانہ کی شادی زید نامی ایک شخص سے ہوئی تھی۔ زید سے سلطانہ کو ایک لڑکی پیدا ہوئی جو کہ اب بھی موجود ہے اور اس کی عمر گیارہ سال ہے اب زید پورے دس سال سے گم ہے لاپتہ ہے۔ آج تک زید کا کوئی پتہ نہیں چلا کیا کریں؟ کچھ سمجھ میں نہیں آتا سخت پریشانی میں جگہ جگہ تلاش کیا مگر کوئی پتہ نہ چل سکا آخر تلاش کرتے کرتے تھک کر بیٹھ گئے گمان غالب ہے کہ لڑکا زید مرچکا ہے کوئی جگہ نہ چھوڑی جہاں تلاش نہ کیا ہو۔ مسماۃ سلطانہ اور اس کی لڑکی گیارہ سال سے دونوں باپ کے گھر میکے میں ہیں دس سال مکمل رہنے کے بعد سلطانہ کی ماں کا انتقال ہو گیا۔ باپ ضعیف العمر ہے اپنی بیٹی سلطانہ اور نو اسی کے خرچ اخراجات کا کفیل نہیں ہو سکتا کہ روٹی کپڑے کی ذمہ داری قبول کرے۔ مسماۃ سلطانہ کا بھائی اور اس کی بیوی سلطانہ سے نبھا نہیں کر سکتے ہم کب تک رکھیں مسماۃ سلطانہ کی عمر تقریباً ۲۶ سال ہے لڑکی کی عمر گیارہ سال ہے اب مسماۃ سلطانہ اپنے خاوند کا کب تک انتظار کرے جبکہ اس کی کفالت کا کوئی ذریعہ نہیں اور نہ ہی کوئی سہارا ہے۔ باپ ضعیف العمر ہے بیٹی کو کب تک نبھائے کیا ایسی صورت میں مسماۃ سلطانہ عقد ثانی کر سکتی ہے تاکہ بقایا عمر کا حصہ کسی کے سہارے سے گزار سکے؟

فقط السائل مسماۃ سلطانہ معرفت محمد رفیق لطیفی، شاہی بازار شہداد پور، سندھ، مورخہ ۷ جنوری ۱۹۷۹ء

۷۸۶ جواب: مسماۃ سلطانہ ہرگز یوں نکاح نہیں کر سکتی۔ قل اللہ تعالیٰ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ۔ اس پر لازم ہے کہ صبر و انتظار کرے یہاں تک کہ اس کے شوہر کی ولادت کو ستر برس گزر جائیں اس کے بعد اس کی موت کا حکم کیا جائے فی الجواہر الاخلاطی یحکم بیوتہ بعد سبعین سنہ و علیہ الفتویٰ دعویٰ ضرورت و عذر جوانی حرام کو حلال نہیں کر سکتا۔ بہت کم سن لڑکیاں کہ بیوہ ہو جاتی ہیں اور رسم ہنود کے اتباع میں عمر بھر نکاح کا نام نہیں لیتیں اس وقت ضرورت و جوانی کدھر چلی جاتی ہے ہزاروں وہ ہیں کہ جن کے شوہر زندہ ہیں اور موجود ہیں مگر ان کی طرف سے قطعاً برگشتہ درو گرداں وہ اپنی عمر کیونکر کاٹی ہیں جنہیں اپنی عصمت اور اپنے ماں باپ کی عزت اور خاندان کا وقار عزیز ہوتا ہے ان کی طرف کوئی انگلی اٹھانے کی گنجائش بھی نہیں پاتا اور جن کو یہ سب پیارا نہیں ہوتا وہ شوہر دار ہوتے ہوئے بھی غلط راہیں اختیار کر لیتی ہیں تو اصل چیز خدا اور رسول کا خوف اور اپنی عزت اور عصمت کا پاس لحاظ ہے زندگی ہی، پروکر، اور ملازمت سے بھی گزاری جاسکتی ہے ابھی دنیا خدا ترسوں سے خالی نہیں بہر حال سلطانہ کو اس حالت میں ہرگز ہرگز نکاح کی اجازت نہیں ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان قادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ صفر المظفر ۱۳۹۹ھ

گمشدہ شوہر کی بیوی کا نکاح کب جائز ہے؟

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب السلام علیکم، کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: مسماۃ زینب دختر فہیم احمد ساکن یونٹ نمبر ۱۲ لطیف آباد کا شوہر عرصہ آٹھ سال سے لاپتہ ہے۔ جس کے فوت یا زندہ ہونے کا کوئی پتہ نہیں ہے۔ میرا کوئی ذریعہ معاش نہیں۔ میری عمر تقریباً ۳۰ سال ہے۔ براہ کرم چونکہ میں نکاح کرنا چاہتی ہوں لہذا بتائیے کہ مجھے شریعت میں نکاح کرنے کی اجازت ہے یا نہیں؟ مسماۃ زینب دختر فہیم احمد

۷۸۶ الجواب: شوہر کی گمشدگی، نکاح کو فسخ نہیں کر دیتی وہ بدستور اس کی بیوی اور اس کے نکاح میں ہے اور تا وقتیکہ اس کی موت کی تصدیق نہ ہو جائے یا وہ طلاق نہ دے یا اس کی عمر کے ستر ۷۰ سال پورے نہ ہو جائیں یہ ہرگز نکاح نہیں کر سکتی قرآن کریم کا ارشاد ہے وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان قادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳۹۸ھ
۱۸ رمضان المبارک ۱۳۹۸ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب الوقف

وقف کی تعریف اور اس کے احکام

سوال: محترم جناب عالی مفتی صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں مستی محمد انور ولد نواب علی قریشی سکند ڈگری ضلع تھر پار کر سندھ بحیثیت سائل مندرجہ سوال کے ساتھ حاضر ہوں۔ جناب محترم ہمارے محلے (میر جان محمد کالونی ڈگری) میں ایک مسجد پر محلے میں اختلاف ہو گیا ہے۔ اختلاف کی بناء کچھ اس طرح ہے جس پلاٹ پر ہماری مسجد تعمیر ہوئی ہے وہ پلاٹ ایک آدمی محمد یاسین پان والے کا ہے۔ جس وقت مسجد کی بنیاد رکھی گئی اس وقت محمد یاسین نے یہ کہا کہ میں نے یہ پلاٹ مسجد کے لئے وقف کیا ہے۔ تمام اہل محلہ نے مل کر چندہ جمع کیا اور مسجد بنادی گئی۔ واپڈا کا میٹر لگانے کے لئے اس امر کی طلب ہوئی کہ جس آدمی کا پلاٹ ہے، اس سے این۔ او۔ سی حاصل کر کے واپڈا کو دیا جائے یا وقف کرنے کا ایگریمنٹ پیش کیا جائے۔ اس ضمن میں محمد یاسین سے کہا گیا تو پہلے تو وہ تیار ہو گیا لیکن پھر چند ایک آدمیوں کے درغلانے سے انکار کر گیا اور اس نے صاف جواب دے دیا کہ میں جگہ تحریری طور پر لکھ کر نہیں دوں گا۔ باقی میں نے وقف کر رکھی ہے اگر اہل محلہ ہمارے ساتھ ملیں تو ٹھیک ورنہ ہم مسجد میں خود میٹر لگوا دیں گے اور امام بھی رکھیں گے اور نظام بھی چلائیں گے۔ یہ بیان محمد یاسین پان والے کے ہیں۔ جواب بھی تک اپنی بات پر قائم ہے۔

ورغلانے والوں میں محمد شریف اور اس کے دیگر برادران پٹھان برادری ہے ان کے ورغلانے کی وجہ جو ہمارے نقطہ نظر میں آئی ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ تمام پٹھان برادری کا یہ خیال ہے کہ سب اسی محلے میں اکٹھے ہو جائیں اور دوران الیکشن کم از کم ایک ممبر ٹاؤن میں موجود ہو۔ یہ ان کا سیاسی نقطہ ہے۔

۲۔ تمام پٹھان برادری کا یہ خیال ہے کہ اگر محمد یاسین پان والا پلاٹ مسجد کو وقف کر دے تو مسجد کی انتظامیہ سارے محلہ کے افراد سے منتخب افراد پر ہی مشتمل ہوگی۔ اس طرح سارے پٹھان برادری کے علاوہ دیگر اہل محلہ کا بھی مسجد کا نظم و ضبط چلانے میں دخل ہوگا اور لکھ کر نہ دینے سے مسجد کا نظام صرف پٹھان برادری کے ہی ہاتھ میں رہے گا اور اس طرح وہ اپنے ہی کسی آدمی کو بحیثیت امام رکھیں گے اور ان کے ایک فرد یا زیادہ آدمیوں کا ذریعہ معاش سیدھا ہو جائے گا۔ دوسری صورت میں انہیں متفقہ فیصلہ ماننا پڑے گا۔

۳۔ جب اس مسئلہ میں اختلاف ہونے لگے اور بات بڑھنے لگی تو مولوی اصغر علی شاہ سے معلوم کیا گیا۔ تو انہوں نے کہا کہ

ایسی مسجد جس کی تعمیر کسی کی جائیداد زمین پر کی گئی ہے جب تک مالک جگہ اسے دلی اور واضح طور پر وقف نہ کرے یا جگہ کی قیمت لے کر جگہ کو مسجد کے لئے فروخت نہ کرے اس وقت تک مسجد میں باجماعت نماز ادا نہیں ہو سکتی۔ جس کے بعد اہل محلہ جگہ مسجد کے لئے تحریری طور پر لکھوانے کے لئے بضد ہو گئے اور انہوں نے مسجد کا چندہ وغیرہ دینا اس وقت تک بند کر دیا جب تک محمد یلین پان والا مسجد کو پلاٹ رجسٹری نہیں کروا تا لیکن محمد یلین بھی اس بات پر بضد ہو گیا کہ پلاٹ لکھ کر تو وہ نہیں دے گا باقی مسجد کے لئے نہ صرف اس نے جگہ دی ہے بلکہ مزید جو کام بھی اس کے لائق ہو گا وہ مسجد کے لئے ضرور کرے گا اور کرتا رہے گا۔ واضح ہو کہ محمد یلین کی رہائش اس محلہ میں نہیں ہے اور وہ شہر کے دوسرے محلے میں تقریباً میر محمد کالونی سے چار پانچ فرلانگ کے فاصلے پر آباد ہے، کالونی میر جان محمد تک پہنچنے کے لئے تقریباً دو مسجدیں اور بھی اس کے راستے میں آتی ہیں۔

۴۔ محلے والے جناب مولوی اصغر علی شاہ خطیب مدینہ مسجد نزد پولیس اسٹیشن ڈگری کے بتانے کے مطابق، اب مسجد میں نماز بھی پڑھنے نہیں آتے۔

۵۔ محمد یلین پٹھانوں کے درغلانے کی وجہ سے لکھ کر نہیں دیتا اور ہم سب کے لئے یہ مسئلہ بڑی اذیت دہ بنا ہوا ہے۔

۶۔ پٹھان بھائیوں کے، مسلمانوں کے اتحاد اور اتفاق سے زیادہ بالاتر مقاصد دنیاوی سیاسی و معاشی ہیں۔

مندرجہ بالا تمام نقاط کی روشنی میں برائے مہربانی میرے مندرجہ ذیل سوالوں کا جواب دیا جائے۔

۱۔ کیا واقعی ایسی مسجدوں میں فردا فردا نماز ہو جاتی ہے۔ یا باجماعت ہو جاتی ہے یا نہیں؟

۲۔ مسجد کے لئے صرف زبانی ہی جگہ وقف کر دینا ضروری ہے یا لکھ کر دینا ضروری ہے؟ جبکہ دینے والا یعنی جگہ وقف کرنے والا اب بھی مسجد کے لئے جگہ پر کوئی اعتراض نہیں کر رہا ہے لیکن لکھ کر نہیں دیتا۔

۳۔ ہمارا نظریہ تمام اہل محلہ کا اتفاق اور مسجد کی مل جل کر خدمت کرنے اور انتظامات مسجد و مسئلہ تنخواہ امام صاحب و درس و تدریس کا نظم و ضبط بحال کرنا ہے۔ جس سے تمام اہل محلہ ثواب حاصل کر سکیں اور بچوں کو دینی تعلیم دلائی جاسکے۔ جس سے تمام اہل محلہ ثواب حاصل کر سکیں اور بچوں کو دینی تعلیم دلائی جاسکے اور مسجد کا ماحول ہر اختلاف سے پاک، صرف عبادت خداوندی کے لئے عین موزوں ہو اور تمام بھائی خوش خوش مسجد میں آئیں اور اپنے رب تعالیٰ کی خوشنودی پائیں۔

جبکہ مخالفانہ نظریہ رکھنے والوں کا نظریہ اگرچہ ظاہری طور پر مسجد کے لئے بڑا مخلصانہ نظر آتا ہے لیکن صرف جگہ کا لکھ کر نہ دینا اختلاف کا سبب بن گیا ہے اور مسلمانوں کے ایک محلہ کا اتحاد اور اتفاق ٹوٹ جانے کا سبب بن گیا ہے۔ اب اس کے لئے ضروری ہے کہ یا تو مالک جگہ کو مسجد کی جگہ لکھ دے یا پھر اگر شرعی اجازت ہو تو فتویٰ کی روشنی میں ان اہل محلہ کو یکجا کیا جائے کہ ان کو دین کی روشنی میں یہ باتیں سمجھا کر سب کو متفق کر لیا جائے؟

برائے مہربانی مندرجہ بالا مسئلہ کو بصورت فتویٰ عنایت فرمایا جائے۔ عین نوازش ہوگی۔

دعاؤں کا طالب، محمد انور قریشی ولد نواب علی قریشی، ضلع تھر پارکر، سندھ

۸۶۷ الجواب هو الموفق للصواب: وقف کے معنی یہ ہیں کہ کسی چیز کو اپنی ملکیت سے خارج کر کے خالص اللہ عزوجل کی

ملک کر دینا اس طرح کہ اس کا فیض بندگان خدا میں سے جس کو چاہے ملتا رہے۔ وقف میں اگر نیت اچھی ہو اور وہ وقف کنندہ اہل سنت، یعنی صحیح العقیدہ مسلمان ہو تو مستحق ثواب ہے (درمختار) اگر مسجد نہ ہو اور اس کی ضرورت ہو تو مسجد بنوانا بہت ثواب کا کام ہے۔ وقف کر دینے کے لئے تحریری دستاویز دینا ضروری نہیں ہے، بلکہ زبانی وقف کرنے سے بھی وقف ہو جائے گا اور جب وقف کر دیا تو وقف کو نہ باطل کر سکتا ہے نہ اس کی بیع ہو سکتی ہے نہ ہبہ ہو سکتا ہے (عالمگیری وغیرہ) واقف کو اگرچہ یہ اختیار ہے جس قسم کی چاہے وقف میں شرط لگائے اور جو شرط لگائے گا اعتبار ہوگا لیکن ایسی شرط لگائے جو کہ خلاف شرع ہو یہ شرط باطل ہے اور اس کا اعتبار نہیں (ردالمحتار) لہذا صورت مسئلہ عنہا میں محمد یلین نے مسجد کے لئے جو پلاٹ زبانی وقف کر دیا وہ نافذ ہوگا اور چونکہ واقف کی لگائی گئی شرط سے مسلمانوں کے دو گروہوں میں اختلاف پیدا ہو رہا ہے اس لئے وہ شرط خلاف شرع اور باطل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۹۸۵ء

۷۸۶ جواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

متولی وقف اگر خائن ہو تو معزول کرنا واجب ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: بخاری مسجد نزد قلعہ حیدر آباد کی قدیم مسجد ہے۔ جس کے متولی یا محمد صاحب ہیں۔ شریعت کے مطابق نمازی ہیں اور پڑوسی ان پر اعتراض کرتے ہیں۔

۱۔ مسجد شریف کی چھت جو کہ متولی کے گھر سے ملی ہوئی ہے اسے ان صاحب نے اپنے گھر کا صحن بنا رکھا ہے۔

۲۔ آئے دن قرآن مجید مسجد میں آتے رہتے ہیں ان میں سے عمدہ قسم کے، متولی اپنے گھر لے جاتا ہے اس لئے نمازی ان کے مطالعے سے محروم رہ جاتے ہیں اور قرآن پاک متولی کے گھر جمع ہوتے رہتے ہیں۔

۳۔ اس مسجد سے چار معزز مولویوں کو ذلیل کر کے نکالا گیا ہے اس لئے کہ مسجد کا سارا چندہ متولی خود ہضم کر جاتا ہے اور انہیں پوری تنخواہ نہیں دیتا مگر جب وہ پوری تنخواہ کا مطالبہ کرتے ہیں تو انہیں مسجد شریف میں کھڑے ہو کر گالیاں دے کر مسجد سے باہر نکال دیتا ہے۔ جن ائمہ کو نکال لیا گیا ان کے نام یہ ہیں۔

(الف) مولوی عبدالواحد (ب) مولوی محمد دائم (ج) حافظ محمد نواز (د) حافظ محمد وارث

۴۔ مسجد شریف کی ٹنکی میں سے ایک ٹل متولی نے اپنے گھر میں لگا رکھا ہے جس کا وہ حقدار نہیں ہے۔

۵۔ مسجد شریف کے صحن میں ایک بی بی صاحبہ کا مزار ہے اس کی آمدنی کا کوئی پتہ نہیں چلتا۔

۶۔ مسجد کے حجرے کا پنکھا اور مسجد کی گھڑی بھی متولی نے اپنے گھر میں فٹ کرائی ہے۔

۷۔ ڈولی اور مردے کو نہلانے کا تختہ دونوں کو زنجیر میں جکڑ کر متولی نے تالا لگا کر رکھا ہے اس سے میت والے سخت پریشان ہوتے ہیں کیوں کہ چابی متولی کے پاس رہتی ہے اور وہ وقت پر ہاتھ نہیں آتے۔

۸۔ متولی نے مسجد شریف کو کمائی کا ذریعہ بنا رکھا ہے اور وہ نمازیوں سے ایسے پیش آتے ہیں جیسے مسجد شریف ان کی ذاتی

ملکیت ہو۔ حالانکہ مسجد خدا کا گھر ہے یہ کسی کے باپ کی میراث نہیں۔ کیا ایسی حالت میں شریعت کی روشنی میں ایسے شخص کو مسجد کا متولی بنانا جائز ہے یا نہیں؟
عرض دار محمد ہاشم، حاجی عبدالواحد قریشی

۷۸۶ الجواب: کسی وقف کا منتظم یا متولی وہی شخص ہو سکتا ہے جو مال وقف کو اس کے مصارف میں صحیح طور پر خرچ کر سکے۔ خیانت کا یا غیر مصرف میں خرچ کرنے کا اندیشہ نہ ہو۔ فقہائے کرام تو یہاں تک تصریح فرماتے ہیں کہ ایک شخص اگرچہ ہر طرح کی قابلیت رکھتا ہو لیکن اگر وہ خود متولی ہونے کی درخواست کرتا ہے تب بھی اس کو متولی نہ کیا جائے (فتح القدیر در مختار وغیرہ) تو جو شخص مسجد یا اس کے کسی حصے کو بطور مکان استعمال کرتا ہے اور مسجد کی آمدنی اور دیگر اشیاء میں خرد برد کرتا رہتا ہے ظاہر ہے کہ وہ خائن ہے، اور متولی یا منتظم مسجد و وقف خائن ہو تو اسے معزول کرنا واجب ہے۔ پھر نمازیوں کو تکلیف و ایذاء دینا ان سب پر زائد ہے۔ غرض شریعت کو زید و عمر سے واسطہ نہیں کہے باشد خائن ہو تو وہ متولی نہیں رہ سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم
العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ رمضان المبارک ۱۳۹۲ھ

مسجد کی تعمیر میں اپنا نام لکھوانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ہماری برادری کی ایک انجمن تھی جس نے برادری کی فلاح و بہبود کے لئے فیملی فنڈ رکھا ہوا تھا۔ عرصہ پانچ ماہ ہوئے، انجمن کی مجلس عاملہ میں یہ فیصلہ ہوا کہ جمع شدہ فنڈ میں سے پانچ سو روپیہ نکال کر قبرستان کی ٹنکی کے پائپ وغیرہ پر خرچ کیا جائے کیوں کہ وہاں پر وضو کے لئے پانی کا انتظام نہیں ہے لہذا اس کام کو سرانجام دینے کے لئے دو افراد منتخب کئے گئے۔ ان دو افراد میں ایک صدر انجمن تھے اور دوسرے اسی مجلس عاملہ کے ممبر۔ مگر اس کام کو عملی جامہ پہنچنے سے بیشتر ہی نئے سال کے الیکشن ہونے کی تاریخ آگئی اور برادری میں افتراق اور نفاق پیدا ہو گیا اور آپس میں دو فریق بن گئے دو انجمنیں علیحدہ علیحدہ ایک ہی نام کی قائم ہو گئیں۔ اور انجمن کے فنڈ کا روپیہ جو تقریباً سات ہزار روپے تھا وہ صرف ایک ہی فرد یعنی صدر انجمن کے پاس بطور برادری کی امانت کے رکھا جاتا تھا۔ دو انجمنیں قائم ہونے کے بعد جو روپیہ ایک فرد کے پاس تھا وہ روپیہ ایک انجمن کے قبضے میں ہو گیا۔ دوسری انجمن والوں کے مطالبہ کرنے پر سابق صدر انجمن نے وعدہ کیا کہ میں آپ کو آپ کے حصے کی رقم دے دوں گا جتنے بھی افراد آپ کے ساتھ ہوں گے۔ مگر بعد میں یعنی اب انہوں نے اسے دینے سے انکار کر دیا۔ ابھی تک ایک فریق سے دوسرے فریق کا مطالبہ جاری ہی تھا۔ روپیہ کے قابض فریق نے دوسرے فریق کی رضامندی حاصل کئے بغیر اس جمع شدہ فنڈ کی رقم سے قبرستان میں پانی کی ٹنکی میں پائپ لگانا شروع کر دیا اور اس ٹنکی کے ماتھے باہر کے حصے میں ایک پتھر سنگ مرمر کا لگا دیا ہے جس پر انجمن کا نام اور زیر نگرانی صدر انجمن کا نام جو رقم کا قابض ہے لکھا گیا ہے۔ جو دو افراد مشترکہ انجمن کے قائم ٹنکی میں پائپ، نیو، لگوانے کے لئے منتخب ہوئے تھے۔ ان میں ایک فرد ایک انجمن کے ساتھ ہے۔ اس سے بھی دوسرے فریق نے ٹنکی میں پائپ لگوانے کا مشورہ نہیں لیا ہے۔ ان کے اس ناجائز طرز عمل پر مذمت کی گئی تو انہوں نے فرمایا کہ یہ اسکیم پاس شدہ ہے اس کے لئے مجھے شرعی طور پر بھی

حق پہنچتا ہے کہ میں اس کو عملی جامہ پہناؤں بلکہ میں تمام روپے کو جو فنڈ میرے پاس جمع ہے فلاحی کاموں میں خرچ کرنے کا مجاز ہوں۔

اب آپ از روئے شریعت محمدی ﷺ یہ بتائیں کہ مندرجہ بالا تفصیل کی روشنی میں شرعی نوعیت کیا ہے؟

۱۔ کیا ٹنکی اور پاپ وغیرہ لگوا کر اپنا نام کھدوانے والا فعل جائز ہے؟ جبکہ وہ انجمن نہ رہی اور نہ ہی دوسرے حصہ دار افراد سے رضامندی حاصل کی گئی؟

۲۔ ایسے قابض فرد پر شرعی حکم کیا ہے؟ اور اس کو کیا کرنا چاہئے۔ برائے مہربانی تفصیل سے اس مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر فرمائیں تاکہ ہماری رہبری ہو سکے؟ آپ کا تابعدار محمد زبیر، جس شاہ کا پڑ، حیدر آباد، ۹۲۲/۱۹۶۶ء

۸۶۷ الجواب: امدادی انجمن اور فلاحی و اصلاحی ادارے قائم کرنا اور عوام و خواص اہل اسلام کی امداد و اعانت و دستگیری کرنا قرآن و حدیث کی تعلیمات کے عین مطابق ہے اور اس پر اجر و ثواب ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ اس کار خیر میں حصہ لینے والے رضائے الہی کے مستحق ہیں بشرطیکہ یہ تمام امور خلوص قلب سے انجام دیئے جائیں اور کسی شخص کو اپنا ذاتی مفاد، برتری مقصود نہ ہو ورنہ تمام کیا دھرا اکارت جاتا ہے اور بندہ محروم رہ جاتا ہے۔ صورت مسئلہ میں جبکہ انجمن دو حصوں پر منقسم ہو گئی تو وہ رقم پہلے جس طرح امانت تھی قوم کی اب بھی امانت ہی ہے کوئی بھی شخص اپنی ذاتی رائے سے اس رقم کا ایک پیسہ بھی خرچ نہیں کر سکتا۔ پانی کی ٹنکی میں جو رقم خرچ کی جا چکی ہے اگرچہ بعد اختلاف، انجمن کے صدر کو اس کا اختیار نہیں تھا، لیکن بہر حال خرچ ہو چکی اب واپس تو ہونے سے رہی۔ اس لئے قول فیصل یہ ہے کہ ٹنکی پر جو پتھر نصب کیا گیا ہے اس پر صرف انجمن کا نام ہو، صدر انجمن کو اپنے نام کے ساتھ پتھر نصب کرنے کا اختیار نہ پہلے تھا اور نہ اب ہے اور نہ کسی وقت ہونا چاہئے۔ پھر دوسرے یہ کہ پتھر کے کندہ کرانے پر جو رقم صرف ہوئی وہ صدر انجمن اپنی جیب سے دے دیں۔ سابقہ فنڈ کا ایک پیسہ بھی اس میں صرف نہ کیا جائے، بقیہ رقم ممبران کی رائے سے دو حصوں میں تقسیم ہوگی اور اس سے بہتر یہ ہے کہ انجمن کے تمام ارکان پھر متحد ہوں، قوم و برادری میں انتشار نہ پھیلنے دیں۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو ورنہ تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

وقف کا طریقہ اور وقف کے احکام

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: نواب شاہ سائیکھڑ روڈ پر ایک دینی مدرسے کے لئے آدھا ایکڑ زمین سید افضل حسین شاہ ولد سید نادر حسین شاہ نے فی سبیل اللہ دی۔ جس پر خالص دینی مذہبی مدرسہ بنایا جائے۔ چنانچہ مدرسہ کی انتظامیہ نے مدرسے کی تعمیر کے لئے عام مسلمانوں سے فنڈ حاصل کیا۔ اس پر ایک مسجد بنوائی اور باقی حصے پر مدرسے کے کمرے بنوائے۔ جس میں باقاعدہ دینی تعلیم کے لئے اساتذہ مقرر کئے گئے اور عرصہ سات سال سے اسی مدرسہ کی مسجد میں پانچ وقت کی نماز و عیدین و جمعہ پابندی سے ہوتے رہے۔ ۵ اکتوبر ۱۹۷۹ء کو جمعہ کے دن عین دوران خطبہ سید

افضال شاہ حسین نے جس نے مدرسے کے لئے زمین وقف کی تھی غنڈوں و ہاریوں کی مدد سے اپنے ہاتھوں سے خطیب کو بے عزت کر کے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر ممبر سے نیچے کھینچ لیا۔ حتیٰ کہ نماز جمعہ نہیں پڑھانے دی اور پچیس طلباء اور ایک مدرس کو گالی دے کر مدرسے سے بھگا دیا اور مسجد و مدرسے پر قبضہ کر لیا اور مدرسہ کا بورڈ جو کہ دیوار میں چسپاں تھا جس پر قرآنی آیات و احادیث نبوی ﷺ لکھی ہوئی تھیں اور مدرسہ کا نام دارالعلوم حسینیہ رضویہ اور یا اللہ عزوجل اور یا رسول اللہ ﷺ لکھا ہوا تھا۔ ان پختہ اینٹوں کو اکھاڑ کر اور توڑ پھوڑ کر پھینک دیا اور کہا کہ میں اس زمین پر دینی مدرسہ نہیں چلنے دوں گا اور یہ زمین میری ملکیت ہے میں نے واپس لے لی جبکہ اس سے قبل اس نے اپنی خوشی سے یہ زمین خالص دینی مدرسہ کے لئے دی تھی۔ جس پر چھ دوکانیں عام مسلمانوں کے فنڈ سے بنائی گئیں تھیں۔ جس کا کرایہ وصول کر کے کمیٹی مدرسہ ہذا پر خرچ کرتی رہی اور یہ دوکانیں مدرسہ ہی کی زمین پر بنی ہوئی ہیں اور اب سید افضال حسین شاہ نے دوکانوں کو بھی اپنے قبضے میں کر لیا اور کرایہ بھی خود ہی وصول کرتا ہے اور اپنے ذاتی استعمال میں لاتا ہے۔ از روئے شریعت اس کا کیا حکم ہے؟ قرآن و احادیث کے حوالہ سے حکم صادر فرمائیں کہ وقف شدہ زمین کو وقف کرنے والا دوبارہ اپنی ملکیت میں واپس لے سکتا ہے یا نہیں؟ جبکہ پچیس روپے کے اسٹامپ پر تحریری ثبوت اور اس کے دستخط اور گواہوں کے دستخط و مہر بھی موجود ہیں۔ بینوا، توجروا

السائل، محمد ایوب گولڑوی، جنرل سیکریٹری انجمن دارالعلوم حسینیہ رضویہ رجسٹرڈ، ساکنہ روڈ نواب شاہ، سندھ

۸۶۷ جواب: جائیداد غیر منقولہ مثلاً زمین، مکان، دوکان وغیرہ کسی دینی ادارہ کو یہ کہہ کر سوئپ دینا کہ یہ ”فی سبیل اللہ“ میں نے دینی مدرسے کو دی، شرعاً وقف ہے اور جو چیز وقف کر دی گئی وہ واقف کی ملک سے خارج ہو جاتی ہے اور جس پر وقف کیا ہے اس کی ملک میں داخل نہیں ہوتی بلکہ خالص اللہ تعالیٰ کی ملک قرار پاتی ہے۔ البتہ نیت اچھی ہو تو وقف کرنے والا ہمیشہ اس کا ثواب پاتا رہے گا۔ (در مختار، رد المحتار، عالمگیری وغیرہ) اور جب شے موقوفہ، واقف کی ملک ہی نہ رہی تو اسے واپسی کا بھی کوئی اختیار نہ رہا۔ اب اس زمین اور اس پر تعمیر شدہ عمارت پر قبضہ کرنا سراسر ظلم و زیادتی ہے۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس وقف کی حفاظت کریں اور ہرگز اس ظالم کے ہاتھوں میں نہ جانے دیں۔ پھر یہاں تو واقف نے مدرسہ کی انتظامیہ کو اس زمین کا قبضہ بھی دے دیا اگر وہ قبضہ بھی نہ دیتا اور اپنے ہی قبضہ میں رکھتا تب بھی اسے یہ اختیار نہ تھا کہ اس وقف کو باطل کر دے یا کسی اور کو ہبہ کر دے کہ اب اسے اس قسم کے تصرفات کا کوئی حق ہی نہ رہا۔ (عالمگیری وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید

الجواب صحیح و صواب والحبیب مصیب و مثاب۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم بالصواب

الفقیر ابو الخیر محمد حسین القادری الرضوی غفرلہ، خادم الجامعۃ الغوثیہ الرضویہ، ببلدہ سکھر سندھ، نزیل ببلدہ حیدر آباد

الجواب صحیح والحبیب مثاب۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری غنی عنہ، ۳ رجب المرجب ۱۴۰۰ھ

مسجد میں وقف شدہ بجلی بیچ کر، مسجد میں رقم لگانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: حکومت نے مسجد کے لئے بجلی وقف کی اور اجازت دی گئی کہ جتنی بھی مسجد میں استعمال ہوا اس کے اخراجات نہیں لئے جائیں گے۔ اب اگر یہ بجلی ایسی دوکانوں میں خرچ کی جائے جو مسجد سے متعلق نہیں ہیں اور اس بجلی کا کرایہ مسجد وصول کرے تو یہ مسجد کے لئے جائز ہے یا کہ ناجائز؟ اگر ایسا پیسہ اسی مسجد میں جمع ہو تو اس کا مصرف کیا ہوگا؟

فقط السائل عبدالحمید، امام مدینہ مسجد بنگالی کالونی، حیدرآباد

۷۸۶ جواب: ہوا الموفق للصواب: جو بجلی مسجد کے لئے وقف کی گئی، اس کو بیچ کر اس کی آمدنی کو مسجد یا اس کی عمارت پر صرف کرنا، ناجائز ہے۔ لہذا صورت مسئلہ عنہا میں جو بجلی دوکانوں میں دی جا رہی ہے اسے فوراً بند کیا جانا چاہئے۔ اس آمدنی سے مؤذن امام کو تنخواہ دینا بھی جائز نہیں (بہار شریعت) جو رقم اس طرح وصول کی گئی ہے اسے مستحق غریبوں میں تقسیم کر دیا جائے یا کسی دینی کام میں دے دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۱۔ ۳۔ ۱۹۸۱ء

الجواب صحیح والحبیب مثاب۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

مسجد کے نیچے کرائے کی دوکان ہونا

سوال: بخد مت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک مسجد کی تعمیر کا کام شروع ہونے والا ہے۔ مسجد کمیٹی کی رائے ہے کہ مسجد کی نیچے کی منزل میں مارکیٹ تعمیر کی جائے اور اوپر یعنی دوسری منزل سے مسجد کی تعمیر شروع کی جائے۔ آیا یہ مسئلہ صحیح ہے یا نہیں؟ تحریری جواب عنایت فرمائیں۔ زید کہتا ہے کہ مسجد کا نیچے کا حصہ تحت الثریٰ تک اور اوپر کا حصہ عرش عظیم تک ہے اور اس مسجد کی تعمیر کا کام نیچے کی منزل سے شروع کیا جائے اور مسجد کے چاروں طرف دوکانیں بنادی جائیں۔ کمیٹی والے کہتے ہیں کہ ہماری مرضی یہ ہے کہ یہ مارکیٹ جو قائم کی جائے گی صرف اس لئے قائم کی جائے گی کہ مسجد کے تمام اخراجات خود مارکیٹ سے پورے ہوتے رہیں۔

قاری محمد رمضان، گاڑی کھاتہ، حیدرآباد

۷۸۶ جواب: مسجد کے نیچے کرایہ کی دوکانیں جن کی آمدنی مسجد میں صرف ہوگی تو اس میں حرج نہیں (عالمگیری) مگر یہ اس وقت ہے کہ قبل اتمام مسجد دوکانیں بنائیں مگر مسجد ہو جانے کے بعد اس کے نیچے دوکانیں نہیں بنائی جاسکتی ہیں (درمختار) یعنی مثلاً ایک مسجد کو منہدم کر کے پھر سے اس کی تعمیر کرانا چاہیں اور پہلے اس کے نیچے دوکانیں نہ تھیں اور اب اس جدید تعمیر میں دوکانیں بنوانا چاہیں تو نہیں بنوا سکتے کہ یہ تو پہلے ہی سے مسجد ہے اور دوکان بنانے کے یہ معنی ہوں گے کہ مسجد کو دوکان بنایا جائے۔ (بہار شریعت) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ ربیع الاول شریف ۱۳۸۴ھ

واقف نے وقف کا مکان کرائے پر دیا اور مرگیا تو اجارہ جاری رہے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنا مکان مسجد کے نام وقف کیا جو کہ مسجد کے نام رجسٹرڈ بھی ہو گیا اور شئی سروے میں بھی مسجد کے نام پر درج ہو گیا۔ رجسٹریشن کے چار سال بعد واقف کا انتقال ہو گیا۔ مذکورہ بالا مکان میں ایک کرایہ دار تقریباً تین سال سے رہائش پذیر ہے اب مکان کی شکستہ حالت کی وجہ سے مسجد کی انتظامیہ مکان کو از سر نو تعمیر کرانا چاہتی ہے۔ کرایہ دار مکان خالی کرنے کے عوض مبلغ دس ہزار روپے طلب کر رہا ہے اور کہتا ہے کہ میں ایک طویل عرصے سے اس میں رہ رہا ہوں اس لئے قبضے کی بنیاد پر میرا حق بنتا ہے، کیا مسجد کی انتظامیہ اس شخص کو یہ رقم دے سکتی ہے یا کہ نہیں؟ اور اس شخص کے لئے یہ رقم جائز یا نہیں؟ بینوا، توجروا

حاجی محمد قریشی، صدر مسجد انتظامیہ کمیٹی، حیدر آباد، ۱۶ اپریل ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب ہو الموفق للصواب: واقف نے مکان کرایہ پر دیا پھر انتقال ہو گیا تو اجارہ بدستور باقی رہے گا (عالمگیری) اوقاف کے اجارہ کی مدت طویل نہیں ہونی چاہئے۔ تین سال سے زیادہ کے لئے کرایہ پر دینا جائز نہیں (فتح القدیر) اگر اوقاف نے کرایہ کی کوئی مدت بیان کر دی ہے تو اس کی پابندی کی جائے اور نہ بیان کی ہو تو مکان کو ایک سال تک کرایہ پر دیا جائے، لیکن ضرورت ہو تو پہلے بھی خالی کرا سکتے ہیں (درمختار۔ بہار شریعت) بہر صورت کرایہ دار کو چاہئے کہ فوراً مکان خالی کر دے اور اس کا کوئی بھی معاوضہ اس کے لئے جائز نہیں ہے۔ نہ انتظامیہ مسجد کو یہ اختیار کہ وہ اسے رقم دے اور نہ اسے رقم لینا حلال۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۴۱۷۔ ۱۹۸۵ء

الجواب صحیح والحبیب مثاب۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

وقف زمین کا حکم

سوال: جناب مفتی محمد خلیل خاں برکاتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ جناب عالی کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک پلاٹ، مالک نے، کالونی میں مسجد اور مدرسہ کے لئے وقف کیا تھا۔ اس پلاٹ کے بڑے حصے کو مالک کی اجازت سے مسجد کے لئے ناپ لینے کے بعد مسجد شریف کی بنیاد رکھی گئی۔ جو بنیاد زمین پر موجود ہے۔ مسجد شریف صرف بنیاد بھرنے کی حد تک چھوڑ دی گئی تھی اور وہاں نماز اور اذان نہیں ہوئی۔ کیا یہ حصہ زمین کا جس پر مسجد شریف کی بنیاد رکھی گئی ہے اس کو ختم کر کے مدرسہ کی عمارت تعمیر کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ مالک کا مسجد مدرسہ کے لئے وقف شدہ پلاٹ پر مالکانہ دخل ہے؟ شریعت محمدی ﷺ کے تحت فتویٰ درکار ہے۔

عرض دارالہیان کالونی سٹلائٹ ٹاؤن، میرپور خاص، ۷ اپریل ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب ہو الموفق للصواب: صورت مسئلہ عنہا میں جبکہ سائل کے مطابق مالک نے کوئی زمین مدرسہ اور مسجد کے نام وقف کر دی اور پھر اس میں مسجد کی جگہ متعین بھی کر دی تو یہ وقف صحیح ہے۔ وقف کا حکم یہ ہے کہ شے موقوف، واقف کی ملک

سے خارج ہو جاتی ہے (عالمگیری) پھر مسجد کے لئے عمارت ضرور نہیں یعنی خالی زمین اگر کوئی شخص مسجد کر دے تو مسجد ہے (عالمگیری) پھر یہاں تو مسجد ہی کی نیت سے وقف شدہ زمین پر بنیاد بھی رکھ دی گئی۔ تو یہ بدرجہ تحقیق مسجد ہوئی لہذا اب اس کو مدرسے میں تبدیل کرنا منع ہے اور واقف کے مالکانہ دخل سے کچھ فرق نہ پڑا کہ یہاں تو وہ حصہ مسجد کے لئے وقف کر چکا ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۳۵۔ ۱۹۸۵ء

الجواب صحیح والنجیب نجیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

ختم قرآن کے چندے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: رمضان شریف میں ختم قرآن کے نام پر ختم کے لئے لوگوں سے جو چندہ لیا جاتا ہے۔ آیا اس چندہ میں سے کچھ رقم بچا کر مسجد شریف کی تعمیر میں لگایا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اور اس بچائی ہوئی رقم سے مسجد شریف کے امام و مؤذن کو تنخواہ دی جاسکتی ہے یا نہیں؟ بینوا بالبرہان توجروا عند الرحمن

عرضدار ایک سائل

۷۸۶ الجواب: اگر چندہ دینے والے یہ بات جانتے ہیں کہ باقی ماندہ رقم مسجد کی تعمیر یا امام و مؤذن کی تنخواہ یا دیگر ضروریات میں صرف کر دی جاتی ہے اور یہ جان کر انہوں نے چندہ دیا تب تو ظاہر ہے کہ رقم امام یا مؤذن کو تنخواہ میں دی جاسکتی ہے۔ اور اگر چندہ دینے والوں سے ختم کے لئے چندہ کیا گیا اور انہوں نے یہ چندہ صرف ختم کے لئے دیا اور رقم باقی رہی تو ان میں سے ہر ایک سے اجازت لینا ضروری ہے اس کے بغیر یہ رقم تنخواہ میں نہیں دی جاسکتی اور اگر دینے والوں کا پتہ نہ ہو تو یہ رقم امانت رکھی جائے آئندہ موقع پر صرف ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ ذی قعد ۱۳۸۸ھ

وقف میں میراث ہے نہ ہبہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید اپنا مکان مسجد میں دیتا ہے اور اس کی ہیئت جوں کی توں موجود ہے۔ پھر بعض وجوہات کی بنا پر اس کو ضرورت لاحق ہوتی ہے۔ کیا وہ اپنا مکان واپس لے سکتا ہے یا نہیں؟ بہ دلائل جواب عنایت فرمائیں تو باعث نوازش ہوگی۔ حسنین احمد قریشی، لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: اپنی جائیداد و مکان و دوکان وغیرہ مسجد میں دینے کے معنی ہیں مسجد کے لئے وقف کر دینا اور جو چیز وقف کر دی اسے واقف نہ باطل کر سکتا ہے، نہ اس میں میراث جاری ہوتی ہے، نہ اس کی بیع ہو سکتی ہے، نہ ہبہ ہو سکتا ہے (عالمگیری، در مختار وغیرہ) لہذا اب اس مکان کو جسے مسجد کے نام وقف کر چکا ہے واپس نہیں لے سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ شعبان المعظم ۱۳۹۸ھ

وقف کا مال کسی ادارے کو دینا جائز نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: اگر ایک جماعت نے چندہ کر کے رفاہ عام کے لئے کچھ سامان مثلاً برتن، دیگ و دیگر ظروف خرید کر جماعت کے نام وقف کر دیا۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ شادی و غمی میں ہر ایک اس سامان سے فائدہ اٹھائے اب کچھ افراد اس پر کہہ رہے ہیں کہ اس کو کسی یتیم خانے یا مدرسہ میں دے دیا جائے اور اکثریت اس کے خلاف ہے۔ اکثریت یہ کہتی ہے کہ ایسے لوگ اپنا چندہ واپس لے لیں یا ان کا چندہ ان کو دیں۔ اب ایسی صورت میں آیا اس کا فروخت کرنا یا کسی مسجد میں یا مدرسہ میں دینا جائز ہے یا نہیں؟ جب کہ سامان وقف برائے جماعت ہے۔

فقط السائل بشیر احمد، ممبر جماعت

۷۸۶ جواب: دیگ، دری، قالین، شامیانہ وغیرہ، ایسا سامان جس کو لوگ شادی یا غمی کے موقعوں کے لئے وقف کر دیتے ہیں کہ اہل حاجت ضرورت کے وقت ان چیزوں کو کام میں لائیں یہ وقف جائز ہے اور یہ چیزیں جب وقف ہوں گے تو نہ تو فروخت کی جاسکتی ہیں اور نہ کسی ادارے کو دی جاسکتی ہیں ہاں اس کے منتظمین باتفاق رائے کسی مسجد و مدرسہ کو ضرورتاً وقف کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔ فروخت اب بھی نہیں کر سکتے۔ جن لوگوں نے اس میں کوئی رقم دی اور ان کی مرضی سے سامان وقف کر دیا گیا تو اب انہیں شرعاً اس پر کوئی حق نہ رہا۔ یہاں تک کہ اس میں دی ہوئی رقم کی واپسی کا مطالبہ بھی جائز نہیں کہ وہ تو وقف ہو چکی اور وقف کا حکم یہ ہے کہ نہ خود وقف کرنے والا اس کا مالک، نہ دوسرے کو اس کا مالک بنا سکتا ہے، اور نہ اس کو بیچ سکتا ہے۔ (عالمگیری، درمختار، رد المحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

صرف نماز پڑھنے سے جگہ مسجد نہیں بن جاتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک پلاٹ ہندہ نے وقف کیا تھا۔ جس میں ایک مسجد، ایک مدرسہ اور اسکول و ڈپنسری وغیرہ قائم کرنا باقی ہے۔ مسجد بن گئی۔ اس میں جمعہ وغیرہ بھی شروع ہو گیا ہے۔ باقی پلاٹ خالی پڑا ہے جس میں عید کی نماز وغیرہ ہوئی۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ جب تک قیمت ادا نہ کرو گے اس وقت تک نماز جائز نہیں ہے۔ پلاٹ کا ایک حصہ جس جگہ مسجد بنائی گئی ہے اس جگہ کی قیمت ادا کر دی گئی ہے ۴۰۰۰ روپے۔ باقی حصہ خالی پڑا ہے اس کی حد بنانے کے لئے مسجد کی اینٹیں لے کر حد قائم کرنا جائز ہے یا نہیں؟ ایک عید کی نماز ہو گئی ہے اور اب پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ مدرسہ کی دیوار پر مسجد کے خرچے سے مینار وغیرہ مسجد کے لئے بنا سکتے ہیں یا نہیں؟

فقط السائل محمد ہاشم، مدینہ کالونی مسجد، ٹنڈوالہیار

۷۸۶ جواب: اگر اس خالی پلاٹ کو مسجد کی تحویل و ملکیت میں دے دیا جائے تاکہ مسجد کی ضروریات مثلاً نماز جمعہ و عیدین کے کام میں بھی لایا جاسکے اور اس میں دینی مدرسہ بھی قائم رہے تو مذکورہ بالا صورتیں جائز ہیں۔ ایک بار بلکہ بار بار نماز پڑھنے

سے وہ جگہ مسجد نہیں بن گئی ضرورت پر نماز بھی پڑھ سکتے ہیں اگرچہ وہاں مسجد کے لئے تہ خانہ یا دوکانیں تعمیر کریں۔ (درمختار، عالمگیری، وغیرہ) ہاں جب وہ پلاٹ وقف ہے تو قیمت ادا کرنے کے کیا معنی؟ کسے ادا کی گئی اور کیوں؟ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ ذی قعد ۱۴۰۰ھ

مسجد کی آمدنی مسجد کی ضروریات پر خرچ کریں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: مسجد کے کھاتے کے پیسوں سے جو کہ اس کی املاک سے ہو، یا عطیات سے، ختم قرآن شریف و دیگر مذہبی جلسوں مثلاً محرم الحرام و عید میلاد النبی ﷺ میں شیرینی کی تقسیم و دیگر اخراجات مثلاً نذرانہ، ہار، پھول، عطر وغیرہ جائز ہیں یا نہیں؟ کیا یہ بہتر اور جائز ہے کہ مندرجہ بالا مد میں علیحدہ کھاتہ رکھا جائے؟

احقر خلیل احمد، جنرل سیکٹری جامع مسجد کمیٹی، جام شورو

۷۸۶ جواب: مسجد کو جو آمدنی اس کی املاک مثلاً دوکان، مکان وغیرہ سے ہو اس کا مصرف، وقف یعنی مسجد کی عمارت ہے پھر مسجد کی معنوی عمارت و تعمیر مثلاً امام موزن کا ماہانہ وظیفہ، یا چراغ بتی فرش وغیرہ، دوسری ضروریات۔ ہاں اگر بوقت تعمیر، مسجد کی اس وقت کی انتظامیہ نے یہ طے کر لیا تھا کہ اس کی آمدنی میلاد شریف وغیرہ میں بھی صرف کی جائے گی تو ان ضروریات کے بعد، ان مصارف میں بھی صرف کرنا جائز ہے اور عطیات و چندہ جات سے جو آمدنی ہوتی ہے وہ دینے والوں سے معلوم کر کے، مثلاً مسجد میں اعلان کر دیں کہ فلاں موقع پر اتنا چندہ ہوا تھا اس میں سے اتنی رقم باقی ہے، ہم وہ رقم فلاں مد میں خرچ کرنا چاہتے ہیں۔ لوگ اجازت دے دیں اب جس مصرف خیر میں صرف کی ضرورت ہو، خرچ کریں۔ (عالمگیری، ردالمحتار وغیرہ) علیحدہ کھاتے رکھیں تو بہتر ہے بلکہ یہی کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ

وقف کی آمد وقف پر خرچ کی جائے

سوال: بخدمت بابرکت حضرت مولانا وبالفضل والکمال اولینا و محمد مکرّم و معظم، مفتی محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، ایک سوال حاضر خدمت اقدس ہے جواب دے کر شکریہ کا موقع دیں۔

جو روپے مسجد کے لئے وقف ہوں۔ وہ روپے مسجد پر وقف شدہ مکان کی مرمت و تعمیر پر خرچ ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ اور ایسے وقف شدہ مکان میں امام مسجد کو رہائش رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ خیال رہے کہ مکان کے علاوہ مسجد کی دوسری ضروریات پر بھی خرچ کرنے کی ضرورت موجود ہے مثلاً وضو گاہ پر سایہ وغیرہ کے لئے، برآمدہ بنانے کی ضرورت، تو پہلے کوئی ضرورت مقدم سمجھی جائے گی؟ فقط والسلام السائل، محمد اسحاق نعیمی امام مسجد تحصیل ضلع وہاڑی

۷۸۶ جواب: وقف کی آمدنی کا سب سے بڑا مصرف یہ ہے کہ وہ وقف کی عمارت پر مصرف کی جائے یعنی اسے خراب نہ ہونے دیں مثلاً مکان وقف ہے یا مسجد پر کوئی جائیداد وقف ہے تو اولاً آمدنی کو خود مکان یا جائیداد پر مصرف کریں گے تاکہ

اصل وقف برباد نہ ہو۔ عمارت کے بعد آمدنی اس چیز پر صرف ہو جو عمارت سے قریب تر اور باعتبار مصالح مفید تر ہو، کہ یہ معنوی عمارت ہے مثلاً مسجد کے لئے امام، اور مدرسے کے لئے مدرس۔ پھر مسجد کی روشنی، فرش مصلے، چٹائیاں، وغیرہ دیگر ضروریات میں صرف کریں جو اہم ہو اسے مقدم رکھیں بشرطیکہ وقف کی آمدنی کسی خاص مصرف کے لئے معین نہ ہو اور اگر معین ہے تو عمارت کے بعد اسی مد میں صرف کریں جس کے لئے معین ہے (بہار شریعت، بحوالہ عالمگیری، رد المحتار) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۱ھ

عید گاہ میں سیلاب آ گیا تو بھی اس کی حفاظت فرض ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: شہر سے متصل ایک قدیم عید گاہ ہے جہاں ہمیشہ عید کی نماز پڑھی جاتی ہے لیکن حال میں سیلاب کی وجہ سے اس میں کافی پانی بھر گیا ہے اب نماز پڑھنے کے لائق نہ رہی ہے اور یہ پانی ہمیشہ بھرا رہتا ہے۔ کیا اب اس کے سامان (یعنی اینٹیں وغیرہ سے) دوسری عید گاہ تعمیر کر سکتے ہیں۔ اور سابقہ عید گاہ کے پلاٹ کو فروخت کر کے اس رقم سے دوسری عید گاہ خرید سکتے ہیں۔ بینوا، توجروا السائل قاری احمد

۷۸۶ الجواب: سیلاب آ جانے اور اس پلاٹ پر پانی بھر جانے سے وہ زمین اگر چہ فی الحال قابل انتفاع نہ سہی لیکن پانی خشک ہو جانے پر وہ یقیناً قابل انتفاع ہو جائے گی۔ لہذا اسے نہ منہدم کیا جائے نہ فروخت بلکہ اگر وہ پلاٹ عید گاہ کے لئے وقف تھا تو اس کی بیع اصلاً جائز نہیں الا فیما استثنی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ صفر المظفر ۱۴۰۱ھ

وقف زمین کے احکام

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: کفش دوزاں برادری کا جماعت خانہ جو کہ قانونی و اخلاقی ہر طور سے وقف جائیداد ہے، اور اس میں برادری کی شادی بیاہ و فاتحہ وغیرہ کی تقریبات ادا ہونے کے ساتھ ساتھ برادری کی نگرانی میں جو مدرسہ عارضی طور سے بخاری مسجد کی کھائی روڈ میں قائم ہے اس جماعت خانہ میں منتقل ہونا تھا لیکن ہمارے سابق صدر صاحب نے اپنی خود غرضی کی بناء پر اس میں ناجائز کاروائی کر کے اس کو اپنے نام منتقل کر دیا جس پر برادری کے لوگوں نے متفقہ طور پر صدر صاحب کو برادری سے خارج کر کے ان پر عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا اور الحمد للہ مقدمہ کا فیصلہ بھی برادری کے حق میں ہو گیا اب صرف صدر صاحب کے پاس ناجائز قبضہ ہے۔ کچھ لوگ نجی طور پر یہ فیصلہ کرنا چاہتے ہیں کہ یہ عمارت جو کہ وقف ہے، صدر صاحب کو فروخت کر کے دوسری جگہ لے لی جائے لیکن بعض لوگوں کو اس پر اعتراض ہے کہ الوقف لا یملک کے تحت اس کو فروخت بھی نہیں کر سکتے اور اس وقف جائیداد کا کوئی مالک بھی نہیں ہو سکتا لہذا برائے مہربانی شرع شریف کے مطابق اس کا جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی؟

فقط صدر مدرسہ انوار محمدی و انجمن کفش دوزاں، سرے گھاٹ، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: وقف ایک صدقہ جاریہ ہے کہ واقف ہمیشہ اس سے ثواب پاتا رہے گا اور وقف کا حکم یہ ہے کہ نہ خود وقف کرنے والا اس کا مالک ہے نہ دوسرے کو اس کا مالک بنا سکتا ہے۔ نہ اس کو بیع کر سکتا ہے نہ عاریتاً دے سکتا ہے اور نہ اس کو رہن رکھ سکتا ہے (در مختار وغیرہ) تو جب خود وقف کرنے والا، اس کو فروخت نہیں کر سکتا، دوسرے کو اس کا کیا حق ہے؟ ایسا کرنے والا، یا ناجائز کارروائی کر کے اسے اپنے نام منتقل کرانے والا یقیناً خائن اور شرعاً مجرم ہے۔ مسلمان بزور اس سے واپس لے لیں اور آئندہ ایسے خائن کو ہرگز کوئی انتظامی عہدہ سپرد نہ کریں۔ وہ مکان وقف ہے وقف ہی رہے گا اور اسی کام کے لئے وقف رہے گا جس کے لئے وقف کیا گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں قادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳ رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلیٰ ونسلم علیٰ رسولہ الکریم

باب احکام المسجد و آداب المسجد (مسجد کے آداب و احکام)

مسجد میں چندہ اس شرط کے ساتھ دینا، کہ اسے نمازی ووٹ دیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ

۱۔ ہمارے محلے الیاس آباد، حیدر آباد میں ایک خالی نشست کا انتخاب ہو رہا ہے۔ جس میں زید، بکر، عمر، احقر چار امیدوار ہیں اس محلہ میں کم و بیش ہر امیدوار کو حمایت حاصل ہے۔ ہمارے محلے میں ایک مسجد زیر تعمیر ہے۔ ان امیدواروں میں سے بکر کہتا ہے کہ میں مسجد کو ایک ہزار روپیہ دیتا ہوں اہل محلہ میری حمایت کریں اور دوسرے امیدوار دستبردار ہو جائیں۔ کیا مسجد کے لئے شرط کے ساتھ روپیہ لینا جائز ہے؟

۲۔ بکر نے گزشتہ عید پر جب کہ مسجد کے لئے چرم قربانی حاصل کی گئی تھی۔ اپنی قربانی کی کھال مسجد میں نہیں دی تھی بلکہ دوسروں کو بھی کھال دینے سے روکا تھا اور مسجد کی تعمیر میں چرم قربانی استعمال کرنا، ناجائز بتلایا تھا۔ کیا کسی دنیاوی مفاد کے لئے شرطیہ طور پر مسجد کو چندہ دینا جائز ہے یا نہیں؟ اور ایسا آدمی اللہ تعالیٰ کے نزدیک کسی اجر و ثواب کا مستحق ہوگا؟

سائل حافظ احمد صدیقی، ناظم انجمن اسلامیہ، الیاس آباد

۸۶ جواب: صورت مسئلہ میں بکر اگر کوئی رقم مسجد میں دیتا ہے تو منتظمین کو وہ رقم مسجد کے مصارف کے لئے جائز ہے ان پر کوئی مواخذہ نہیں اور نہ مسجد کے نمازی اس کے پابند ہیں کہ وہ ووٹ بکر ہی کو دیں البتہ اگر اس نیت سے یہ رقم مسجد کو مہیا کر رہا ہے کہ مسجد کے نمازی اسے ووٹ دیں یا دوسرے امیدوار دستبردار ہو جائیں تو بکر کو اس پر کوئی ثواب ملنے کی توقع نہیں رکھنی چاہئے کہ انما الاعمال بالنیات واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں قادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳۰ ربیع الآخر ۱۳۸۲ھ

مسجد کے چند آداب

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ

۱۔ کیا مسجد کے اوپر امام صاحب حجرے کے اندر اپنے بچے رکھ سکتے ہیں؟ ۲۔ بچہ معصوم ہے، بچہ پیشاب کردے حجرے کے اندر، تو پیشاب کا کپڑا گودی وغیرہ مسجد کے اندر رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟ ۳۔ حجرے کے اندر ہم بستر ہو کر مسجد میں نیچے حمام ہے اس میں غسل کر سکتے ہیں یا حجرے کے اندر غسل کر سکتے ہیں یا نہیں؟ ۴۔ مسجد کے اوپر جوتے سے چڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

۵۔ مسجد کے اندر سونا یا بچوں کو سلانا اور ریح خارج کرنا کیسا ہے؟ ۶۔ مسجد کی چیز چوری کرنا کیسا ہے؟ ۷۔ مسجد کی امانت اپنے گھر کے صرف میں لینا کیسا ہے؟ ۸۔ بالغ لڑکی کا مسجد کے اندر آ کر کپڑے دھونا، مسجد میں گھومنا، پھرنا، سونا جائز ہے یا نہیں؟ حاجی صدیق احمد، خزانچی بغدادی مسجد، حیدرآباد

۸۶۔ الجواب: العظمۃ اللہ۔ شکایت عوام سے نہیں کہ العوام کا لانعام۔ رونا تو ان پڑھے لکھے کم فہموں کا ہے جو جان بوجھ کر احترام مسجد کو بالائے طاق رکھ دیتے ہیں اور اپنے دنیاوی مفاد کی خاطر احکام شرع کی دانستہ خلاف ورزی کرتے ہیں اور اپنی ہر لغو حرکت کو بزور امانت منوانا چاہتے ہیں اور حیرت بالائے حیرت ان منتظمین پر جو یہ سب کچھ شیر مادر کی طرح گوارا کرتے ہیں۔ بہر حال سوالات مندرجہ بالا کا جواب یہ ہے۔

۱۔ امام مسجد کو اپنے اہل و عیال کے ہمراہ مسجد کے بالائے حجرے میں رہنے کی اجازت نہیں کہ وطی وغیرہ لازماً ہوں گے اور مسجد کی چھت پر وطی بھی حرام ہے اور جب و حائض وغیرہ کو اس پر جانا حرام۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ مسجد کو پیشاب خانے اور ہر ایسی چیز سے بچانا لازم ہے جس سے مسجد کے نجس یا آلودہ ہونے کا گمان ہو اگرچہ وہ نجس کپڑے ہی کیوں نہ ہو کہ ان کے قطرے بلکہ ان کی تری مسجد کے فرش اور دیواروں کو آلودہ کریں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ غسل کا پانی یا اس کے چھینٹے مسجد میں نہ پڑیں تو ہاں غسل کیا جاسکتا ہے لیکن حمام آ کر غسل کرنا بہتر ہے البتہ مسجد سے گزرنا پڑے تو تیمم ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ مسجد کے اوپر زینہ پر جو توتوں سمیت چڑھنا بے ادبی میں داخل ہے اور لوگوں کے لئے غیبت کا دروازہ کھولنا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۵۔ مسجد میں سونا۔ معکف اور پردیسی کے سوا کسی کو جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ یوں ہی ریح خارج کرنا سخت بے ادبی و محرومی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۶۔ چوری گناہ کبیرہ ہے اگرچہ مسجد میں ہو یا مسجد کی چیز سے متعلق۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۷۔ امانت میں خیانت کرنا بھی گناہ کبیرہ ہے اور مسجد کے مال میں خیانت اور زیادہ شنیع و مذموم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۸۔ پاک و ناپاک کپڑوں کا مسجد میں دھونا اور بالغ لڑکی کا وہاں آنا، جانا، سونا، گھومنا، پھرنا، سب لغو و بیہودہ اور شرعاً ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ ربیع الآخر ۱۳۸۳ھ

مسجد کا ملبہ کہاں ڈالا جائے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسجد گرا کر دوسری تعمیر کرنی ہے۔ مسجد کی حالت شکستہ ہوگئی ہے۔ اس مسجد کا ملبہ ہے اس کا کیا کرنا چاہئے اسے پھنکوا دیں یا احترام کی جگہ ڈلوانا چاہئے؟ شریعت میں مسجد کے ملبے کا کوئی احترام ہے؟

مدلل جواب عنایت فرمائیں۔

کالے خاں، سنارگلی، حیدرآباد

۷۸۶ جواب: علماء کرام ارشاد فرماتے ہیں کہ مسجد کا کوڑا جھاڑ کر ایسی جگہ نہ ڈالیں جہاں بے ادبی ہو (درمختار وغیرہ) جب کوڑے کے متعلق یہ حکم ہے تو مسجد کا ملبہ پھر مسجد کا ملبہ ہے اگر یہ ملبہ کسی مسجد کے کام نہ آ سکے تو اس کا لحاظ رکھیں کہ یہ ملبہ ایسی جگہ نہ ڈالا جائے جہاں اس کی بے ادبی ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ صفر المظفر ۱۳۸۶ھ

مسجد کا غیر ضروری سامان فروخت کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: کسی مسجد کا ایسا عمارتی متعلقہ سامان، جو تعمیر مسجد پختہ ہو جانے کی وجہ سے مسجد میں دوبارہ استعمال نہیں ہو سکتا ہے اور وہ کچھ عرصہ بے کار پڑا رہنے سے نقصان کا سبب بن سکتا ہے۔ اس سامان کو مسجد کے مفاد کے لئے فروخت کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ جواب بالصواب سے آگاہ فرمائیں۔

فقط منیر احمد صدیقی، صدر اسلامیه کمیٹی اللہ والی مسجد

۷۸۶ جواب: ایسا سامان عمارتی جو حاجت مسجد سے زائد بچے کہ عمارت مسجد کے کام میں نہ آئے اور دوسرے وقت حاجت عمارت کے لئے اٹھا رکھنے میں ضائع ہونے کا خوف ہو تو ان دو شرطوں سے ان کی فروخت میں مضائقہ نہیں۔ مگر اس کی قیمت جو کچھ ہو وہ محفوظ رکھی جائے جو عمارت ہی کے کام میں آئے اور یہ دیندار معتمد علیہ اور امانت گزار مسلمان اپنے ذمے لے اور اللہ حساب لینے والا ہے اور مصلح اور مفسد کو خوب جانتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۶ھ

مسجد کا حصہ، دوکان بنانا حرام ہے

سوال: جناب عالی گزارش یہ ہے کہ: شاہ لطیف آباد یونٹ نمبر ۱۲ انا کہ چنگی میں ایک مسجد تعمیر ہوئی اور زمین کا کچھ حصہ دوکانوں کے لئے چھوڑ دیا گیا جو کہ مسجد کو بنانے کے بعد تعمیر ہوئیں۔ مسجد کے کچھ حصہ پر بغرض سایہ، کچی چھت ڈالی گئی، اور کچھ حصہ کھلا رہا، مگر نمازیں دونوں جگہ باجماعت پڑھی گئیں۔ اب مسجد کو شہید کر کے دوبارہ تعمیر کیا جا رہا ہے اور جو حصہ کھلا ہوا تھا اور جہاں نمازیں باجماعت ادا کی گئی ہیں۔ علیحدہ کر کے کرائے پر دیا جا رہا ہے۔ کیا اس جگہ کو جو پہلے مسجد میں شامل تھی اب علیحدہ کرنا اور کرائے پر دینا درست ہے؟ احکام شریعت اہل سنت و جماعت حنفیہ سے ممنون فرمائیں تاکہ جو اختلافات آپس میں ہیں وہ دور ہو جائیں۔ فقط والسلام منشی فصیح الدین، نزدنا کہ چنگی شاہ لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ جواب: زمین کا جو حصہ مسجد قرار دیا جا چکا ہے وہ مسجد ہو چکا ہے۔ اب اس جگہ دوکان، کوئی حجرہ اگرچہ امام مسجد کے لئے ہو اگرچہ مسجد کی آمدنی کی نیت سے ہو تعمیر نہیں کیا جاسکتا۔ اب دوکان وغیرہ بنانے کے معنی یہ ہوں گے کہ مسجد کو دوکان بنایا جائے اور یہ حرام حرام ہے۔ جو لوگ ایسا کریں یا اس میں مشورہ دیں اور مسجد کی جگہ دوکان تعمیر کرنا جائز رکھیں سب اس آیت کریمہ کے تحت ہیں وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسْجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسَعَىٰ فِي خَرَابِهَا (بقرہ: ۱۱۴) ”ان سے بڑھ

کر ظالم کون جو اللہ کی مسجدوں کو ان میں اللہ کا نام لے جانے سے روکیں اور ان کی ویرانی میں کوشاں ہوں۔“ ان کے لئے دنیا میں رسوائی اور آخرت میں بڑا عذاب ہے لہذا اگر مسجد کی جگہ دوکانیں کر لی گئی ہوں تو فرض قطعی ہے کہ فوراً فوراً ان دوکانوں کو منہدم کر کے بدستور مسجد کا اعادہ کریں ورنہ عذاب عظیم کے مستحق ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ محرم الحرام ۱۳۸۶ھ

مسجد کا غیر ضروری سامان فروخت کر کے مسجد میں لگانا

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب، السلام علیکم، مستری محمد قاسم محلہ کھوکھر پاڑہ نزد زنا نہ ہسپتال مسجد لا کھا کے ذریعہ آپ سے فتوے کے واسطے یہ درخواست عرض کرتا ہے کہ

۱۔ ایک تو مسجد جو پہلے بہت چھوٹی تھی اس کے اندر نمازیوں کی تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے اس کے برابر زمین اندر لی ہے اور مسجد بڑی کر لی ہے۔ یہ جگہ اس سے قبل بہت عرصے سے ایک چوک کی شکل میں تھی جہاں کچھ لوگ محرم میں گھوڑے اور علم وغیرہ برسوں سے لگاتے تھے۔ یہ جگہ سرکاری تھی اس کو ہم نے مسجد بنالیا ہے اور مقامی لوگ بھی راضی ہیں۔ اس مسجد کا ممبر آگے بڑھایا ہے اس کو بڑھانا درست ہے یا نہیں؟

۲۔ اس مسجد میں لوہے کے چار گارڈز ہیں اس کو فروخت کر کے اس کا سامان لا کر اسی مسجد میں لگانا یہ مسئلہ درست ہے یا نہیں؟ ان دو مسئلوں کے جواب، شرع کے مطابق عطا فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ فقط السائل محمد قاسم، لا کھا مسجد کھوکھر محلہ، حیدر آباد

۸۶۷ جواب: مسجد کی از سر نو تجدید عمارت کرنے میں جو اینٹوں، کڑیوں، تختوں کے ٹکڑے یا کوئی اور سامان جو حاجت مسجد سے زائد ہو کہ عمارت مسجد کے کام نہ آئے اور دوسرے وقت حاجت عمارت کے لئے اٹھا رکھنے میں ضائع و برباد ہونے ہو جانے کا خوف ہو تو ان دو شرطوں سے ان کی بیع میں مضائقہ نہیں اور اس سامان کی جو کچھ قیمت ہو وہ عمارت ہی کے کام میں لائی جائے۔ اور اللہ حساب لینے والا ہے اور وہ مصلح و مفسد کو خوب جانتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۶ھ

ایک مسجد کا سامان، دوسری مسجد میں لگانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان عظام درج ذیل مسئلہ میں کہ: کسی مقام پر ایک مسجد شہید کی گئی اور اب وہ مسجد دوبارہ نئے سرے سے زیر تعمیر ہے۔ اس کا پرانا سامان کسی دوسری مسجد میں استعمال کے لئے دے دیا گیا۔ تو کیا یہ جائز ہے کہ ایک مسجد کا سامان کسی دوسری مسجد میں استعمال کیا جائے؟ برائے کرم قرآن و حدیث سے اس کا جواب دیں۔

فقط، غلام محمد، پریٹ آباد، حیدر آباد

۸۶۷ جواب: صورت مسئلہ عنہا میں جب کہ مسجد کی از سر نو تجدید عمارت ہو رہی ہو تو وہ سامان جو مسجد کے کام نہ آئے اور دوسرے وقت حاجت عمارت کے لئے اٹھا کر رکھنے میں ضائع ہونے کا خوف ہو تو ان دو شرطوں سے یہ سامان دوسری مسجد

میں صرف کرنا جائز ہے۔ یعنی دوسری مسجد کے منتظمین اس مال کو مناسب قیمت پر خریدیں اور سامان اس مسجد کے کام میں لائیں اور اس مسجد کے منتظمین اس سامان کی قیمت جو کچھ بھی ہو وہ محفوظ کر رکھیں تاکہ عمارت کے کام میں آئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ محرم الحرام ۱۳۸۸ھ

راستہ کا حصہ، مسجد میں شامل کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: گورنمنٹ نے ایک کالونی بنائی اور اس کے پلاٹ کے خاکے بھی دیئے، نقشہ کے مطابق کالونی کی مسجد کے ساتھ ایک تیس فٹ چوڑی سڑک دی گئی ہے، اہلیان کالونی کا خیال ہے کہ سڑک کا بیس فٹ حصہ مسجد میں شامل کر لیا جائے اور سڑک دس فٹ رہنے دی جائے۔ کیا ایسا کرنا شرعاً جائز ہے؟ جبکہ اس فعل میں راستہ تنگ ہونے کا بھی امکان ہے؟ سائل، محمد اسلم، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئلہ عنہا میں اگر مسجد کو وسیع کرنے سے راستے سے گزرنے والوں کو تکلیف نہیں ہوتی، تو جس قدر مقدار بغیر لوگوں کو تکلیف دئے حاصل کی جاسکتی ہو راستے کی اس مقدار کو مسجد میں شامل کرنا جائز ہے۔

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۳ اپریل ۱۹۷۹ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

مسجد میں دوکان بنانا، زکوٰۃ و فطرہ وغیرہ کی رقم کا مسجد میں صرف کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ پلاٹ مکہ مسجد یونٹ نمبر ۱۰، لطیف آباد مسجد کے نام سے الاٹ ہوا ہے۔ کیا اراضی مسجد میں مذہبی اسکول برائے تعلیم قرآن مجید بنایا جاسکتا ہے یا نہیں؟

۲۔ اگر مکہ مسجد کی اراضی میں کچھ اراضی ایسی ہو۔ جس میں آئندہ مسجد بڑھنے کی امید نہ ہو تو کیا خالی اراضی مسجد میں اسکول مذہبی تعلیم القرآن بنایا جاسکتا ہے؟

۳۔ دوکانوں پر، مسجد کے اوپر مدرسہ، رقم فطرہ و زکوٰۃ سے بنایا جاسکتا ہے یا نہیں؟

۴۔ فطرہ و زکوٰۃ کی رقم سے پلاٹ اسکول مذہبی تعلیم القرآن خرید جاسکتا ہے؟ اور فطرہ و زکوٰۃ کی رقم سے تعمیر اسکول مذہبی تعلیم القرآن ہو سکتی ہے یا نہیں؟

۵۔ مذہبی تعلیم القرآن میں فطرہ و زکوٰۃ وغیرہ کی رقم سے سپارہ قرآن مجید خریدے جاسکتے ہیں؟ اور معلم کو دئے جاسکتے ہیں؟

۶۔ چرم قربانی اور عقیقہ کی رقم مسجد اور مدرسے کی تعمیر میں خرچ کی جاسکتی ہے؟ یا مدرسے کے سپارے، کلام مجید، ہدیۃ پیش امام و معلم کو دئے سکتے ہیں یا نہیں؟ از طرف محمد اسماعیل، مسجد کمیٹی مکہ مسجد، لطیف آباد نمبر ۱۰، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: عموماً مساجد کی تعمیر کے لئے جو قطععات اراضی حاصل کئے جاتے ہیں ان میں یہی نیت ہوتی ہے کہ مسجد کے

ساتھ ایک مکتب بھی تعمیر کیا جائے گا اس لئے مسجد کی تعمیر نو کے ساتھ یا اس کی تعمیر کے بعد بقیہ پلاٹ پر مدرسہ تعمیر کیا جاسکتا ہے۔ ہاں مسجد قائم کو توڑ کر از سر نو دوبارہ تعمیر کیا جائے تو مسجد قدیم کے کسی حصے پر مدرسہ و دوکان وغیرہ تعمیر کرنا حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ مدرسہ، مسجد کی دوکانوں پر بھی تعمیر کیا جاسکتا ہے اور علیحدہ قطعہ زمین پر بھی لیکن کسی بھی صورت میں زکوٰۃ و فطرہ کی رقم اس پر صرف نہیں کی جاسکتی اگرچہ وہاں قرآن کریم کی تعلیم دی جائے۔ نہ ہی زکوٰۃ و فطرہ کی رقم اساتذہ کی تنخواہ میں صرف کرنا جائز ہے۔ اس رقم کا مصرف غرباء و مساکین ہیں۔ اس رقم سے کوئی منافع حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ تملیک یعنی کسی مستحق کو اس کا مالک کر دینا بھی لازم و ضروری ہے۔ اسی لئے سڑک سرائے وغیرہ کی تعمیر یا تجہیز و تکفین میں بھی یہ رقم صرف نہیں کی جاسکتی نہ ہی اس رقم کے قرآن کریم یا سپارے خرید کر معلم کو دیئے جاسکتے ہیں۔ ہاں وہ مستحق زکوٰۃ ہو تو اس کا مالک بنادیں وہ جو چاہے کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ حرم قربانی و عقیقہ کی رقم مسجد اور مدرسہ دونوں کی تعمیر میں بھی صرف کی جاسکتی ہے اور مدرسین و ائمہ پر بھی۔ جیسا کہ علماء کرام کا متفقہ فتویٰ ہے جو بیسویں سال پہلے شائع ہو چکا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری غفری عنہ ۲۵ شوال المکرم ۱۳۹۴ھ

چندہ کرنے کے دوران مسجد کا نام تبدیل کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسلم آباد ناؤن شپ کی زیر تعمیر مسجد کا نام کالونی کی متفقہ رائے اور اجلاس میں تجویز کیا گیا اور پرزور حمایت اور تائید کے بعد اس نام کو منظور کیا گیا اور رسیدیں بنوائیں اور شہر، بازار، کالونی سے یہ چندہ اسی نام پر جمع کیا گیا۔ مورخہ ۲۴ دسمبر جمعۃ المبارک کو اچانک مسجد کی دیوار پر لکھا ہوا دیکھا گیا کہ ”زیر تعمیر سیف الاسلام مسجد“ یعنی نام میں تبدیلی کی گئی۔ علماء دین اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ فیصل مسجد کے نام سے چندہ کیا گیا اس کے لئے کیا حکم ہے؟ اور مسجد کا اصل صحیح نام یہی ہے (یعنی فیصل مسجد) تو کسی رسید وغیرہ پر اگر سیف الاسلام فیصل مسجد کے نام سے چندہ کیا جائے تو کہاں تک درست ہے؟ فقط جنرل سیکرٹری مسلم آباد ایسوسی ایشن، پھلیلی پار، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: باتفاق رائے اور ایک نام تجویز کر کے، مطبوعہ رسیدات جاری کریں۔ ابھی سے یہ اختلاف، فال حسن نہیں۔ مسجدوں کے اتنے بڑے بڑے نام رکھنے سے کیا حاصل؟ جبکہ یہ اختلاف بڑھتا ہی رہے۔ چلے سیف الاسلام فیصل مسجد کے نام سے چندہ کر لیں۔ اختلاف تو ختم ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری غفری عنہ ۱۵ شوال المکرم ۱۳۹۶ھ

ایک مسجد کا سامان دوسری مسجد میں لگانا کیسا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک مسجد کی چیز دوسری مسجد میں دی جاسکتی ہے یا نہیں؟ مثلاً ایک آدمی نے پرانے پنکھوں کی جگہ نئے پنکھے لگوا دیئے۔ اب جو پرانے پنکھے اس مسجد سے اتارے گئے ہیں کسی

دوسری مسجد یا مدرسے میں دئے جاسکتے ہیں یا نہیں؟ نیز ایک مسجد کا روپیہ بطور قرض دوسری مسجد میں خرچ کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟
جواب بالصواب عنایت فرمائیں۔
قاری محمد نور الحسن گولڑوی، خطیب مسجد فروٹ مارکیٹ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: پرانے پٹھے جواب اس مسجد کے لئے کارآمد نہ رہے تو جس نے وہ پٹھے دیئے تھے اس کی اجازت سے دوسری مسجد میں یا دینی مدرسے میں انہیں منتقل کیا جاسکتا ہے۔ اور اگر وہ پٹھے عام چندے سے خریدے گئے ہیں تو مصلیان مسجد سے اجازت لی جائے کہ عموماً وہی ایسی چیزوں کے لئے چندہ فراہم کرتے ہیں اور جب ایسی چیزیں مسجد کے لئے کارآمد نہ رہیں تو دوسری مسجد میں صرف کرنے یا منتقل کرنے کا بھی ان ہی کو اختیار ہے۔ (درمختار، ردالمحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ اگر گمان غالب یہ ہو کہ فی الحال یا مستقبل قریب میں مسجد کو اس رقم کی ضرورت نہیں جو اس کے نام سے جمع ہے اور دوسری مسجد کو اس وقت روپیہ کی فراہمی کی کوئی سبیل نہیں تو بطور قرض مسجد سے رقم لی جاسکتی ہے۔ (عالمگیری) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ
کیم رجب المرجب ۱۳۹۸ھ

مسجد میں مکان یا دوکان یا حوض بنانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زمین دوز حوض مسجد کے صحن میں تعمیر کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ جبکہ نمازیں بدستور ہوتی رہیں گی؟
خادم سید محمد علی، تلک چاڑی، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: کسی بھی مکان یا زمین یا دوکان وغیرہ پر تعمیر مسجد کے بعد، اس کے کسی حصے کو منہدم کر کے دوکان مکان وغیرہ بنانا کہ اس کی آمدنی مسجد پر صرف ہوگی یہ ناجائز و حرام ہے کہ اب دوکان یا مکان وغیرہ بنانے کے معنی یہ ہوں گے کہ مسجد کو ان کا کوئی حصہ بنایا جائے۔ (عالمگیری درمختار وغیرہ) بعینہ اسی طرح صحن مسجد میں حوض اگرچہ وہ زمین دوز ہو تعمیر کرنے کے معنی یہ ہیں کہ مسجد کا ایک حصہ حوض بنادیا گیا کہ مسجد تحت الثری سے عرش تک مسجد ہی ہے۔ لہذا کسی بھی ضرورت کے تحت صحن مسجد میں حوض تعمیر کرنے کی اجازت نہیں۔ پھر اس میں مسجد کو نقصان پہنچنے کا بھی قوی اندیشہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ
۳۰ رجب المرجب ۱۳۹۹ھ

مسجد کو منہدم کر کے غیر مسجد کی تعمیر حرام ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: جامع مسجد پھلیلی بازار کی قدیم مسجد کا اگلا حصہ جس میں محراب و منبر تھا وہ شہید کرا دیا گیا ہے۔ اگلا حصہ قدیم مسجد کا جہاں کہ محراب و منبر تھا۔ اب انتظامیہ کمیٹی محراب و منبر کی جگہ پر قدیم مسجد کی قدیم باؤنڈری، یعنی محراب و منبر کی جگہ پر اب دوکانیں بنوائی جا رہی ہیں اور قدیم مسجد کے آگے حصہ کی زمین میں مکانات کی بنیادیں بھر کر پلنتھ تک دیواریں بنوا دی گئی ہیں حالانکہ مسجد کے نمازی حضرات نے اعتراض کیا اور دین متین کی سمجھ بوجھ رکھنے والے حضرات نے منع کیا کہ یہ مسجد ہے یہاں پر محراب و منبر رہا ہے اور نمازیں پڑھی ہیں اس لئے یہاں پر مکانات و دوکانیں تعمیر کرنا جائز نہیں۔ اس میں گناہ بھی ہوگا اور بیکار مسجد کا پیسہ ضائع ہو جائے گا اس لئے یہ خرچہ نہ کرو۔ لیکن وہ لوگ ضد

پر قائم رہ کر مکانات بنوا رہے ہیں۔ لہذا عرض یہ ہے کہ اس مسئلہ میں شریعت کے مطابق فتویٰ صادر فرمائیں۔

۱۔ کیا قدیم مسجد کی باؤنڈری کے اندر جہاں محراب و منبر قائم تھا۔ اب وہاں دوکانیں بنوا کر کرایہ پر چلانا جائز ہے یا ناجائز؟

۲۔ ان دوکانوں کو کرایہ پر لینا جائز ہوگا اور ان دوکانوں کو کرایہ پر لینے والا گناہگار ہوگا یا نہیں؟

۳۔ مسجد کے نمازی حضرات کے منع کرنے کے باوجود جو خرچہ شہید کرنے پر اور دوکانوں کی بنیاد وغیرہ پر مسجد کے چندہ فنڈ

میں سے خرچ کیا گیا ہے وہ جائز ہے یا ناجائز؟ اور اب تک جو صرف ہوا ہے اس کی ذمہ داری انتظامیہ پر ہے؟ یہ خرچہ اب کیا

انتظامیہ کمیٹی خود برداشت کرے یا اس کے ذمہ دار عہدیداران برداشت کریں؟ ایسی انتظامیہ کمیٹی کے ممبران عہدیداران کے

لئے شرع متین میں کیا حکم ہے؟ بینواتو جروا

منجانب مصلیان مسجد، جامع مسجد پھلیلی بازار، حیدرآباد، مورخہ ۱۵ ستمبر ۱۹۷۹ء

۸۶۱ جواب: محراب و منبر تو محراب و منبر ہیں مسجد کے کسی بھی حصہ کو منہدم کر کے، دنیاوی تعمیر ہی نہیں، دینی تعمیر میں مثلاً

وہاں دینی مدرسہ و مکتب قائم کرنے کے لئے، مسجد کے اس منہدم حصہ کو شامل کر دینا حرام حرام سخت حرام ہے۔ مسجد کے اس حصہ

پر دوکانیں تعمیر کرنے والے اور جو اس میں مشیر ہوں اور جو اسے جائز رکھیں سب اس آیت کریمہ کے تحت ہیں وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ

فَنَعَ مَسْجِدَ اللَّهِ (بقرہ: ۱۱۴) یعنی ”اس سے بڑھ کر ظالم کون، جو اللہ کی مسجدوں میں اللہ کا نام لئے جانے سے روکیں اور اس

کی ویرانی میں کوشاں ہوں۔ ان کے لئے دنیا میں رسوائی اور ان کے لئے دنیا میں بڑا عذاب ہے۔“ اور اتنی بات تو ہر جاہل سے

جاہل جانتا ہے کہ مسجد کے کسی حصے کو منہدم کر کے، وہاں دوکانیں بنانے کے معنی یہی ہوں گے کہ مسجد کو دوکان بنالیا یعنی مسجد کو

کرایہ پر اٹھادیا اور یہ سخت حرام حرام حرام ہے۔ لہذا فرض فرض قطعی فرض ہے کہ مسجد اول کو مسجد رکھیں اور جو حصہ مسجد کا خارج کر دیا

گیا ہے اس پر بدستور مسجد کا اعادہ کریں (در مختار رد المحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ مسجد کے اس حصہ میں دوکانیں بن بھی جائیں تب بھی کرایہ پر لینا دینا درکنار، مسلمانوں پر فرض ہے کہ انہیں منہدم کر کے

مسجد میں شامل کریں اور مسجد کا کوئی حصہ، بلکہ ایک انچ جگہ بھی مسجد کے علاوہ کسی اور تعمیر میں نہ لانے دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ مسجد کو بدستور، مسجد بنانے کے لئے جتنا صرفہ ہو وہ انتظامیہ کی ذمہ داری ہے۔ اس سے یہ تمام صرفہ وصول کریں اور ایسی

انتظامیہ کو جو مسجد کی ویرانی کے درپے ہے تمام مسلمانان محلہ مل کر فوراً فوراً معطل کریں اور آئندہ ایسے لوگوں کو مسجد کا انتظام نہ سونپیں

جو تعمیر کی بجائے اس کی تخریب و ویرانی میں کوشاں ہوں۔ آیت مذکورہ بالا سے ثابت ہے کہ وہ ظالم ہیں اور ظالموں سے دور و نفور رہنا

لازم۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَقْعُدُوا بَعْدَ الذِّكْرِ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ⑤ (انعام)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ شوال المکرم ۱۳۹۹ھ، ۱۶ ستمبر ۱۹۷۹ء

مسجد میں راستہ بنانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک عورت نے اپنا مکان مسجد بنانے کیلئے دے دیا۔ اس کے مرنے

کے بعد مسجد کمیٹی نے اس پر مسجد بنانا شروع کر دی لیکن ایک شخص نے جس کی مسجد کی جانب ایک کھڑکی تھی ادھر سے مسجد کی جانب ایک راستہ بنالیا ہے اور بجائے اپنے مستقل دروازے کے جس میں اس نے دوکان لگالی مسجد میں ہو کر آ جا رہا ہے اور اس مسجد میں سے تین فٹ جگہ مانگتا ہے۔ کیا اب اس شخص کو اس مسجد سے یہ جگہ دینا جائز ہے یا نہیں؟ فقط السائل عبدالرحمن

۸۶ الجواب: مسجد کے لئے عمارت ضروری نہیں یعنی خالی زمین اگر کوئی شخص مسجد کر دے تو مسجد ہے بالخصوص جبکہ وہاں نماز باجماعت اعلانیہ ہونے لگے اگرچہ جماعت میں دو ہی شخص ہوں۔ (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار) اور جب وہ مسجد ہو گئی تو تحت اثری سے لے کر عرش معلیٰ تک مسجد ہی ہے۔ اسے آباد رکھنا اور اس کی حفاظت کرنا، مسلمانوں پر فرض ہے مسجد کمیٹی کو چاہئے کہ وہ اس مسئلہ میں انتظامیہ سے مدد لے کر اس شخص کے جبری قبضہ کو ختم کرائے۔ مسجد کی تین فٹ تو تین فٹ ایک انچ زمین بھی کسی کو نہیں دی جائے گی بلکہ مسجد ہی کے لئے بھی دوکان وغیرہ کی تعمیر میں استعمال نہیں کی جاسکتی۔ (عامہ کتب)

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۹ھ

مسجد کی آمدنی سے دوکان مکان خریدنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ: ایک مسجد المہاجر محلہ شریف کالونی اسلام آباد، حیدر آباد میں واقع ہے۔ جس کی دوکانوں کی آمد مبلغ دو سو بیس (۲۲۰) روپے ہے اور ایک چھوٹا سا مکان جس کو ایک صاحب نے مسجد ہذا میں وقف کر دیا تھا اس کا کرایہ مبلغ پچاس (۵۰) روپے ماہانہ ہے۔ کل آمدنی مبلغ دو سو ستر (۲۷۰) روپے ہے جبکہ مسجد کا مالی خرچہ مبلغ ایک ہزار (۱۰۰۰) یا کم و بیش ہے۔ اب ہماری برادری اور اہل محلہ شادیوں وغیرہ میں مسجد میں خوشی کے موقع پر رقم دیتے ہیں وہ روپے بڑھتے بڑھتے مبلغ بائیس (۲۲۰۰۰) ہزار کے قریب جمع ہو گئے ہیں۔ اب شادیوں میں پیسہ کسی ماہ میں نہیں آتا اس لئے مسجد کے اخراجات پورے کرنے کے لئے اس جمع شدہ رقم سے ایک پلاٹ پورے محلے کی رقم سے خرید کر مسجد کا خرچہ پورا کرنا چاہتے ہیں۔ مسجد کی افادیت کے لئے اس میں دینی مدرسہ اوپر کے حصے میں بنوایا جائے گا اور نیچے دو تین دوکانیں نکال دی جائیں گی تاکہ اس کے کرایہ سے مسجد کا خرچہ پورا ہوتا رہے۔ شرع متین کی روشنی میں کیا ایسا ہو سکتا ہے؟ کیوں کہ مسجد مکمل بن چکی ہے؟ فقط والسلام صدر، حمید پہلوان مسجد کمیٹی، سیکریٹری خادم امین الدین

۸۶ الجواب: برادری کے افراد اس محلہ کے باشندے جبکہ یہ چندہ مسجد کے لئے شادی بیاہ وغیرہ تقریبات کے موقع پر دیتے ہیں اور اب ان ہی کی مرضی یہ ہے کہ اس جمع شدہ رقم سے کوئی زمین خرید کر، اس پر نیچے دوکانیں اور اوپر دینی مدرسہ قائم کریں تو اس میں شرعاً کوئی ممانعت نہیں۔ عالمگیری میں ہے کہ مسجد کی آمدنی سے دوکان یا مکان خریدنا کہ اس کی آمدنی مسجد میں صرف ہوگی یہ جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ

مکان کی دیوار کا مسجد سے متصل ہونا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک مسجد جو کہ شہید کرنے کے بعد اب دوبارہ تین منزلہ تعمیر کرانی ہے مگر برابر کے رہنے والے یہ کہتے ہیں کہ میری دیوار سے ملا کر مسجد کی دیوار نہ بنائیں اور اوپر دو منزل پر مکان کی دو کھڑکیاں ہیں مسجد کی جانب کھلتی ہیں اور مکان والا کہتا ہے کہ مسجد کی دیوار دو منزل پر میری کھڑکیاں بند نہ ہونے پائیں۔ جب دیوار دیوار سے ملا کر بنائی جائے گی تو مکان کی کھڑکیاں بند ہو جائیں گی اگر بند نہ کریں تو مسجد میں گانوں کی آواز اور شور و غیرہ کی آواز آتی ہے اور نمازیوں کی نماز میں دخل اندازی ہوتی ہے۔ اس سلسلہ میں کیا فرماتے ہیں علماء کرام؟ محمد یوسف، ۱۵ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ

۷۸۶ الجواب: مسجد کی انتظامیہ کہ محلہ کے اہل حل و عقد افراد پر مشتمل ہوتی ہے اس قضیہ کو حل کرے۔ غالباً موجودہ قانون میں بھی اس کی کوئی ممانعت نہیں کہ ایک مکان کی دیوار، دوسرے کی دیوار سے متصل نہ ہو۔ یا کہ اس کی کھڑکیاں، جو دوسرے مکان کی جانب ہیں وہ بند نہ ہونے پائیں اور اگر کھڑکیاں بند نہ بھی ہوں تو مسجد میں آنے والے شور و غل کی آوازیں، مکان والے مسلمان ہیں تو خود ہی بند کر دیں گے ورنہ مسلمان اجتماعی طور پر (وہ شور و غل) بند کر سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
العبد محمد ظلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ

مسجد کی ضرورت کے پیش نظر زمین خریدنا، اور مسجد میں داخل کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک مسجد ہے۔ اس کے سائیڈ میں ایک دوکان ہے۔ اس پر کرایہ دار اپنا کاروبار کرتا تھا۔ مگر مالک دوکان نے کرایہ دار کو دوکان فروخت کر دی ہے۔ جبکہ یہ مسجد کا حق بنتا تھا۔ اور اس سلسلے میں مالک دوکان نے وعدہ کیا تھا کہ جب بھی دوکان فروخت کروں گا تو مسجد کو فروخت کروں گا۔ مگر اس نے کرایہ دار کو فروخت کر دی ہے، اور یہ دوکان مسجد کے صدر گیٹ کے نکالنے کے لئے اشد ضروری ہے کیوں کہ نمازیوں کو گلی سے گزرنے میں تکلیف ہوتی ہے۔ کیا مسجد کی انتظامیہ موجودہ قوانین کی رو سے حق شفعہ کا دعویٰ کر سکتی ہے یا نہیں؟ اور کر سکتی ہے تو کیا شریعت کے خلاف تو نہ ہوگا؟ اور قانونی کارروائی کرنے پر جو خرچہ ہوگا وہ شریعت کی رو سے جائز ہے یا نہیں؟

نظار فیع الدین شیخ، جنرل سیکریٹری جامع مسجد، پھلیلی بازار، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: مسجد کے حقوق عظیم ہیں اور مسجد ہر حال میں قابل احترام۔ یہاں تک کہ علماء کرام فرماتے ہیں کہ اگر نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے مسجد تنگ ہوگئی اور مسجد کے پہلو میں کسی شخص کی زمین ہے تو اسے خرید کر مسجد میں اضافہ کریں اور اگر وہ نہ دیتا ہو تو واجب قیمت دے کر اس سے جبراً لے سکتے ہیں۔ (عالمگیری، درالمختار وغیرہ) مالک دوکان اور کرایہ دار کو مسلمان شرم دلائیں، اور حکم شرعی سنائیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ مان جائیں گے۔ اور اگر نہ مانیں تو چارہ کار کورٹ میں دعویٰ دائر کرنا ہے۔ مقدمہ بازی کی نوبت آئے تو مسلمان آپس میں چندہ کریں۔ مسجد کی رقم اس میں خرچ نہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد ظلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ ربیع الآخر ۱۳۹۹ھ

مسجد کو عید گاہ بنانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ ایک آدمی خطیب ہے اور امام بھی ہے اور اس کے ساتھ وہ ڈاکٹر بھی ہے۔ اس غرض سے وہ ہر ایک کے مکان پر جاتا اور آتا ہے۔ ایک آدمی نے اس پر الزام لگایا کہ یہ مولوی فلاں عورت سے برا کام کرتا ہے۔ جب مولوی کو یہ بات معلوم ہوئی تو اسی الزام لگانے والے کو جمعہ کی نماز میں جماعت کے سامنے اس سے پوچھا کہ تم نے یہ الزام مجھ پر لگایا ہے جواب میں اس نے کہا کہ ہاں یہ الفاظ میں نے بولے ہیں۔ مولوی صاحب نے اس سے ثبوت مانگا تو اس نے کہا کہ میں نے شام کو شراب پی تھی تو ایک آدمی میرے پاس آیا تو اس آدمی نے مجھ کو کہا کہ مولوی صاحب زید کے گھر گئے ہیں، زید گھر میں نہیں ہے اور اس کی بیوی گھر میں موجود ہے اور اکیلی ہے تو میں نے اس مرد کو کہا کہ میں نے ابھی شراب پی ہے میں نہیں چلوں گا۔ اب مولوی صاحب نے اپنی عزت بچانے کے لئے کہا کہ خدا، واحد، شاہد ہے کہ آپ لوگوں کا امام پاک و صاف ہے اور ابھی تک کسی کی شرم گاہ نہیں دیکھی۔ اور میں زید کے گھر علاج کی خاطر جاتا ہوں۔ ابھی آپ بتائیں کہ جس مرد نے یہ الزام لگایا ہے تو وہ کونسی سزا کا مستحق ہے؟ بینوا بالبرہان اجر کم عند الرحمن

۲۔ ایک مسجد غیر آباد ہے۔ اس مسجد کو کوئی آباد کرنے والا نہیں ہے تو اب اس کو عید گاہ یا نماز جنازہ پڑھنے کی جگہ بنا سکتے ہیں یا نہیں؟

۳۔ مسلمان اور کافر میں کونسا فرق ہے؟ یعنی مسلمان، کافر سے کیا برتاؤ کر سکتا ہے؟ مثال کے طور پر مسلمان کے برتن میں، کافر کے کھانے کے بعد، اس برتن کے لئے کیا حکم ہے؟ اور یہ برتن مسلمان استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟ کافر گھی تیل یا دیسی گھی میں ہاتھ ڈالتا ہے اور مسلمان کو دیتا ہے تب وہ گھی وغیرہ مسلمان استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟ فقط السائل والسلام

۸۶۷ الجواب: کسی مسلمان خواہ مرد، عورت کی طرف بدکاری کی نسبت، بے ثبوت شرعی ہرگز جائز نہیں۔ شرع نے جس قدر احتیاط اس بارے میں فرمائی ہے دوسرے معاملے میں یہ نہ آئی۔ بلکہ مسلمان پر واجب کیا کہ دوسرے مسلمان پر نیک گمان رکھیں اور جو کسی کی طرف بدکاری کی بے ثبوت شرعی نسبت کرے تو اسے جھوٹا جانیں۔ قرآنی حکم ہے کہ اگر کوئی کسی عاقل، بالغ، آزاد، پاک دامن مسلمان کی نسبت زنا کی طرف کرے اور چار گواہ سے ثابت نہ کر دے تو جس پر تہمت لگائی گئی اسکے مطالبہ پر اتنی (۸۰) کوڑے مارے جاتے ہیں اور اس کی گواہی بھی قبول نہیں ہوتی۔ لیکن یہ سزا یہاں کہاں! مسلمان بطور خود اسے مناسب سزا دیں تا کہ دوسروں کے لئے باعث عبرت ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

۲۔ مسجد کو آباد کرنا اور آباد رکھنا مسلمان پر فرض ہے اسے عید گاہ یا جنازہ گاہ میں تبدیل نہیں کر سکتے ورنہ سب گناہ گار ہوں گے اور مستحق عذاب ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

۳۔ کافر کے جھوٹے برتن میں کھانا پینا شرعاً سخت مکروہ ہے اور باعث نفرت ہے۔ ہاں ان سے سامان خریدنا جائز ہے اور

استعمال میں بھی لانا جائز۔ برتن دھولیا جائے تو کوئی مضائقہ استعمال میں نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
 العبد محمد خلیل خاں قادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ

مسجد میں گمشدہ چیز کا اعلان۔ مسجد کو راستہ بنانا۔ مسجد کا پانی فروخت کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان عظام درج ذیل مسائل کے بارے میں کہ: شہر کی ایک مسجد کے اندرون فرش کے نیچے ایک قدیم کنویں کے تین حصے آئے ہوئے ہیں اور ایک حصہ یعنی چوتھائی تقریباً باہر ہے اس فرش پر باقاعدہ نماز بخگانہ ہوتی ہے۔ باہر والے حصہ (ایک چوتھائی میں) سے ماشکی حضرات پانی چرخی سے نکال کر شہریوں میں فروخت کرتے ہیں۔

۱۔ یہ کنواں تقسیم ہندو پاک سے بہت پہلے ایک ہندو نے رفاہ عام کے لئے لگوا یا تھا اور اس کنویں سے ہندو مسلم دونوں مستفید ہوتے تھے۔

۲۔ اس کنویں کے قریب ایک چھوٹی سے مسجد بھی تھی۔ تقسیم کے بعد اس کو بڑھا دیا گیا اور اس تو سب سے بڑے وقت اس کنویں کی صورت مذکورہ بالا رہ گئی یعنی تین حصے مسجد کے اندرون فرش کے نیچے اور ایک حصہ باہر۔ تقسیم کے بعد اس کنویں سے سقے یعنی ماشکی حضرات پانی نکال کر شہر کے لوگوں کو قیمتاً فراہم کرتے چلے آ رہے ہیں اور آہستہ آہستہ باقی لوگوں نے استفادہ ترک کر دیا صرف ماشکی حضرات ہی پانی لیتے رہے۔

۳۔ مسجد کا صدر دروازہ جو کہ شروع ہی سے بنانے کا پردگراں تھا مگر طویل عرصے تک التواء میں رہا۔ اب یہ صدر دروازہ جملہ سات دروازوں پر مشتمل بن گیا ہے۔

۴۔ اس مسجد اور دروازہ کے درمیان میں یہ کنواں بھی آتا ہے اور درمیان میں ایک پلاٹ تھا جس کے کچھ حصہ پر مسجد کا وضو خانہ بنا ہوا تھا جو اب دوسری جگہ منتقل کر دیا گیا ہے اور کچھ حصہ خالی تھا جس میں سے یہ ماشکی حضرات گزرتے تھا اور یہ سارا پلاٹ مسجد ہی کے قبضے میں رہا ہے۔

۵۔ تعمیر دروازہ کے بعد اس پلاٹ پر اوپر سے چھت ڈال کر اور نیچے سے سیمنٹ کا فرش لگوا کر مسجد بنا دی گئی ہے اور نماز عیدین و جمعہ باقاعدہ ہو رہا ہے۔ نیز نمازی حضرات بھی وقتاً فوقتاً نمازیں انفرادی طور پر ادا کرتے ہیں۔ مزید یہ کہ مسجد کے اندرون حصہ میں لگی ہوئی چپس کے نمونے پر اور صحن مسجد میں لگی ہوئی ٹائلز کے نمونے پر اس نئے حصہ مسجد میں چپس لگانے کا کام شروع ہے اور ٹائلز لگ چکی ہے۔ جس کا واضح مطلب مسجد کا حصہ بنانا ہے۔ نیز اس سارے تعمیراتی کام کے لئے جو چندہ جمع کیا گیا ہے وہ اکثر و بیشتر جمعہ کے دن ہی نمازیوں سے جمع کیا گیا ہے اور یہ چندہ علی الاعلان تعمیر مسجد و دروازہ کے نام سے ہی جمع کیا گیا ہے تا حال چندہ جاری ہے۔ اس صورت حال کے پیش نظر مندرجہ ذیل سوالات کے از روئے شرع شریف جوابات مطلوب ہیں۔

۱۔ اس نئے حصہ مسجد کے بیچ میں سے گزر کر ماشکی حضرات کا اس کنویں سے پانی نکالنے کے لئے آمد و رفت جاری رکھنا جائز

ہے یا نہیں؟ جب کہ پاؤں ننگے آمد و رفت رہتی ہے اور اس گزرگاہ میں کیچڑ اور ناپاکی رہتی ہے۔

۲۔ اس کنویں کا پانی مسجد کی ٹنکی میں ٹیوب ویل کے ذریعے بھرا جاتا ہے۔ کیا مسجد کی ٹنکی سے ان حضرات کو مسجد سے باہر پانی دیا جاسکتا ہے تاکہ وہ شہریوں کو فروخت کریں؟ واضح ہو کہ میٹھے پانی کی وجہ سے شہریوں کو اس میں رغبت بھی ہے اگرچہ پانی کا متبادل انتظام میونسپلٹی کی طرف سے شہر میں ہے۔

۳۔ کیا اس نئے حصے کے بیچ میں سے کنویں کی سیدھ پر تین فٹ کا راستہ ان حضرات کے لئے چھوڑ کر اور تھوڑے نشانات بطور حد و راستہ لگا کر قائم کیا جاسکتا ہے۔ تاکہ یہ حضرات حسب سابق پانی بھرتے رہیں باقی اس راستے کے آگے پیچھے مسجد برقرار رہے گی۔ واضح ہو کہ یہ تعمیری کام باقاعدہ طور پر میونسپلٹی کے انجینئر کی نگرانی میں ہوا ہے اور منظوری کے بعد ہوا ہے۔

۴۔ یازمین اس نئے حصہ مسجد کے خرچ پر یا الگ سے فنڈ اسی کام کے لئے جمع کر کے راستہ دیا جاسکتا ہے؟

فقط الہائل برکت اللہ، انفاق حسین، ٹڈو آدم، سندھ

۸۶۷ جواب: یہاں چند امور واجب الحفظ ہیں کہ بہت مواقع پر رہنمائی کریں گے۔

۱۔ رسول اکرم ﷺ نے دربارہ مسجد ایک ضابطہ کلیہ ہمیں عنایت فرمایا ہے جس سے بہت سی جزئیات کا حکم معلوم ہو جاتا ہے۔ فرماتے ہیں حضرت محمد ﷺ جو کسی شخص کو سنے کہ مسجد میں گمشدہ چیز دریافت کرتا ہے تو اس پر واجب ہے کہ اس سے کہے کہ اللہ تیری گمشدہ چیز تجھے نہ ملے مسجدیں اس لئے نہیں بنیں۔ ایک اور حدیث میں ہے جب تم کسی کو مسجد میں خرید و فروخت کرتے دیکھو تو کہو کہ اللہ تیرے سودے میں فائدہ نہ کرے۔ وجہ وہی کہ مسجدیں اس لئے نہیں بنیں۔

۲۔ مسجد کو گھر سے مشابہہ بھی کرنا نہ چاہئے۔

۳۔ مسجد کو گزرگاہ بھی بنانا نہ چاہئے وجہ وہی کہ (مسجدیں اس لئے نہیں بنیں)

۴۔ جو جگہ مسجد بنادی گئی وہ تحت اثری سے لے کر عرش معلیٰ تک مسجد ہی ہے۔ اس لئے یہ جائز نہیں کہ نئی تعمیر کے وقت قدیم

مسجد کی جگہ تہ خانہ دوکان گودام وغیرہ بنائیں۔ یہ امور واضح ہو گئے تو دریافت طلب امور کا جواب خود ہی حاصل کہ

۱۔ ماشکی تو ماشکی کہ اس کے آنے جانے سے فرش مسجد ملوث ہوگا عام مسلمان کو بھی جائز نہیں کہ مسجد کو گزرگاہ بنائے۔

۲۔ جو پانی مسجد کی ٹنکی میں آگیا وہ مسجد کا ہو گیا اور کسی کے لئے اس کی فروخت جائز نہیں۔ کوئی اور متبادل بندوبست کیا جاسکتا ہے مثلاً مسجد سے باہر پائپ میں ایک نئی ٹونٹی لگا کر یاھینڈ پمپ مہیا کر کے۔

۳۔ اس کا جواب ایک میں گزرا ہے۔

۴۔ یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ یہ وہی مسجد کو گزرگاہ بنانا ہوا۔ پھر مسجد کا زیر زمین حصہ بھی مسجد ہے اور اسے راستہ بنانا جائز۔ واللہ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ محرم الحرام ۱۴۰۰ھ

حلال و حرام کی مخلوط آمدنی سے مسجد تعمیر کی تو کیا حکم ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: کوئی شخص اپنی حلال و حرام مخلوط ملکیت سے مسجد شریف کی چھت یا اس کا کوئی حصہ تعمیر کروا سکتا ہے یا نہیں؟ قرآن پاک و حدیث مبارک اور فقہ حنفی کی روشنی میں بیان فرمائیں۔ اللہ پاک اجر عظیم فرمائے گا۔ اس شخص کے پاس بے اندازہ روپیہ جمع ہے۔ سائل ثار احمد بخاری، ٹنڈو محمد خان

۷۸۶ الجواب: حرام و حلال کی مخلوط آمدنی سے، مسجد شریف کا کوئی حصہ تعمیر کرنے سے بھی وہ مسجد، مسجد ہی رہے گی۔ اس میں نماز پڑھنا، حلال و جائز ہی نہیں، بلکہ مسلمانوں پر اسے آباد رکھنا فرض ہوگا۔ امام محمد فرماتے ہیں کہ بہ ناعحد مالہم نعرف شیناً حراماً لعینہ۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ محرم الحرام ۱۴۰۱ھ

شارع عام سے متصل خالی جگہ پر مسجد بنانا کیسا ہے؟

سوال: مکرمی جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

ٹنڈو آدم ورکشاپ، اسٹاپ پر سڑک کے متصل ایک چھوٹی سی مسجد ہے۔ جس کی چار دیواری زمین سے تین فٹ اوپر کھڑی ہے اور قریباً 8x10 فٹ کی ہے۔ یہ مسجد گورنمنٹ جو سڑک کے متصل سٹریٹ جگہ چھوڑتی ہے اس کی حدود میں ہے۔ سڑک سے تقریباً پانچ آٹھ فٹ کے فاصلے پر ہوگی۔ مسجد کے لوگ چاہتے ہیں یہ مسجد بجائے سڑک کے تھوڑا اندر کر کے آبادی میں ایک پلاٹ خرید کر تعمیر کی جائے۔ اس صورت میں کہ اگر شریعت اجازت دے کیا یہ ممکن ہے؟

فقط والسلام اہل محلہ ٹنڈو آدم، شاہ محمد، ڈاکٹر محمد سلیم، خواجہ محمد، ردغن شاہ

۷۸۶ الجواب: جبکہ وہ مسجد، بالکل شارع عام سے متصل ہے اور حکومت سے اجازت حاصل کئے بغیر بنائی گئی ہے اور وہ قطعاً اراضی ایسا بھی نہیں کہ حکومت کے لئے کارآمد نہ ہو۔ تو وہاں مسجد بنانا ہی جائز نہ تھا۔ نہ وہ مسجد، مسجد ہے۔ اس لئے اجازت یافتہ زمین پر مسجد تعمیر کریں تو عین مناسب ہے۔ اس مسجد کو تو حکومت جب چاہے منہدم کر سکتی ہے کہ شارع عام سے بالکل ملی ہوئی ہے اور یہ علاقہ، ممنوعہ علاقہ ہے۔ اگرچہ مسجدیں بنانا، حاکم اسلام کی ذمہ داری ہے تو حکومت سے اس کے بدلے جگہ لی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ شوال المکرم ۱۴۰۱ھ

جو جگہ مسجد میں شامل نہ ہو وہاں حجرہ امام بنانا جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ہماری مسجد کے مین گیٹ کے سامنے، باہر مسجد تعمیر ہونے کے کافی عرصے بعد، چبوترہ بنایا گیا تھا اس نیت سے کہ بچے پڑھا کریں گے یا اگر کوئی مسافر رات کے وقت آئے، مسجد بند ہو جانے کے بعد، یا جمعہ والے دن نمازی زائد ہو جاتے ہیں تو اس پر صفیں بچھادی جاتی ہیں۔ یہ چبوترہ مین گیٹ کے باہر ہے۔ اب اس

چوتھے کے آدھے حصے پر امام صاحب کا حجرہ تعمیر کیا جا رہا ہے کیا یہ جائز ہے یا نہیں؟ فقط والسلام صوفی ثار احمد قاسمی

۷۸۶ الجواب: اگر یہ جگہ کبھی مسجد میں شامل نہ تھی اور یہی سوال سے ظاہر بھی ہے تو امام کا حجرہ وغیرہ بنانا جائز ہے۔ صرف نماز پڑھ لینے سے وہ جگہ مسجد نہیں ہوتی جب تک کہ وہ جگہ نماز ہی کے لئے مخصوص نہ کر دی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ محرم الحرام ۱۴۰۱ھ

مسجد میں مدرسے کی تعمیر

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: اگر غسل خانہ مسجد کے اندر یعنی وضو کی جگہ بنایا جائے جب کہ مسجد کے مین گیٹ اور برآمدے سے گزر کر غسل خانہ تک پہنچا جائے، غسل خانہ میں پاکی وغیرہ بھی کی جائے، اور وہ غلاظت وضو کی جگہ سے جائے، یا کسی شخص پر غسل فرض ہو وہ ایسی حالت میں مسجد کے برآمدے سے گزر کر غسل خانے تک جائے اور آبادی کے تمام لوگ مقامی ہوں غسل خانہ بنانا جائز ہے یا نہیں؟ فقط والسلام صوفی ثار احمد قاسمی ولد علی محمد، حالی روڈ، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ الجواب: غسل خانہ ہر گز ایسی جگہ تعمیر نہ کریں کہ جنبی کو غسل کے لئے اس تک پہنچنا، مدرسہ کے صحن یا برآمدے وغیرہ سے گزرے بغیر ممکن نہ ہو کہ جب کو مسجد شریف میں جانا اور مسجد کو گزر گاہ بنانا بھی ناجائز۔ پھر لوگ غسل کے لئے آئیں گے۔ مسجد کو راستہ بنائیں گے اور مسجد ملوث ہوگی۔ پھر بعض جاہل اجہل غسل خانوں میں پیشاب پاخانہ بھی کر دیتے ہیں، اس کا راستہ وضو خانہ سے ہوگا تو نمازیوں کے لئے باعث ایذا بھی اور نجاست کے پھیلنے بڑھنے کا ذریعہ بھی ہوگا، ان مسائل میں مقامی وغیرہ مقامی کا کوئی فرق نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ محرم الحرام ۱۴۰۱ھ

مسجد کی دکان میں حمام بنانا، جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: مسجد کے ساتھ ایک مدرسہ ہے۔ جس میں قرآن شریف کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اس مدرسہ کے نیچے دوکانیں ہیں جن میں سے ایک دوکان حمام کی ہے اور وہ صاحب اس میں حمام بنانا چاہتے ہیں۔ مسجد والوں نے منع کر رکھا ہے کہ یہاں تم حمام نہیں بنا سکتے۔ یہ مسجد لیاقت کالونی میں ہے۔ جس کا نام ہلالی مسجد ہے۔ ایسی مسجد ہیر آباد میں ہے جس کا نام اکبری مسجد ہے جس میں حمام بنا ہوا ہے۔ دوسری مسجد ہے سلاوٹ پاڑے میں اس میں بھی حمام بنا ہوا ہے۔ لہذا فتویٰ تحریر فرمائیں۔ سائل محمد نذیر، لیاقت کالونی، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: اگر یہ حمام، مسجد کی جگہ میں نہیں نہ اس سے باہر آنے والے پانی سے نمازیوں کو ایذا کا اندیشہ ہے تو خواہ مخواہ منع کرنے سے کیا فائدہ اور کوئی وجہ معقول ہے تو بیان کریں تاکہ غور کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم صفر المظفر ۱۴۰۱ھ

سرکاری پانی جب مسجد میں آ گیا تو اب مسجد کا ہے۔ اسے گھر میں لے جانا ناجائز ہے

سوال: کیا مسجد کی حدود کے اندر سے اہل محلہ کو اپنے گھر یلو استعمال کے لئے پانی لینا جائز ہے یا نہیں؟ شرعی طور پر جواب مرحمت فرمائیں۔ بحوالہ حدیث، السائل: حاجی شفیع اللہ، پھلیلی پریٹ آباد، حیدر شاہ کالونی، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: مسجد کی کسی چھوٹی چیز کو بھی بے محل اور بے موقع استعمال کرنا، ناجائز ہے۔ مثلاً مسجد کے سقاییہ کی آگ گھر لے جانا۔ یا لوٹا، چٹائی وغیرہ یا کسی دوسری غرض میں استعمال کرنا۔ یوہیں سقاییہ کا پانی گھر لے جانا، یا مسجد کے لوٹے میں پانی بھر کے اپنے گھر میں استعمال کرنا یا مسجد کے ڈول رسی سے اپنے گھر کے لئے پانی بھرنا (در مختار، رد المحتار، عالمگیری وغیرہ) اسی حکم میں مسجد کی ٹنکی کا پانی جو نمازیوں کے وضو، غسل کے لئے ہوتا ہے اپنے گھر یلو استعمال میں لانا، کہ ناجائز ہے۔ تو سرکاری ٹل سے آنے والا پانی اگر مسجد کی ٹنکی میں آچکا تو مسجد کی ملک ہو گیا اسے اب گھر یلو استعمال میں لانا جائز نہیں۔ ہاں مسجد کی ملک میں نہ آیا اور نہ گھر یلو ضرورت میں پانی کے استعمال سے مسجد پر کوئی بار پڑتا ہے۔ نہ میونسپل کو اس پر اعتراض ہے اور نہ پانی بھرنے سے مسجد مملوٹ ہوتی ہے تو اس میں گنجائش ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ صفر المظفر ۱۴۰۱ھ

سرکاری زمین پر ضرورتاً مسجد بنانی تو وہ جائز ہے

سوال: معظمی مکرومی جناب مولانا مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، گزارش یہ ہے کہ حسب ذیل مسئلہ پر شرعی فتویٰ صادر فرما کر مشکور فرمائیں۔

مسئلہ یہ ہے کہ: لطیف آباد یونٹ نمبر ۱۰ کے دو خالی پلاٹس پر ایک مسجد کی بنیاد (جیلانی مسجد) کے نام سے ”جیلانی مسجد کمیٹی رجسٹرڈ“ پر اہل محلہ کی مدد سے ڈالی گئی۔ جس پر قریب دو ماہ تک پانچوں وقت کی نماز باجماعت ہلائی گئی۔ تاگرہ یہ حالات مکی بناء پر مسجد تعمیر نہ ہو سکی۔ لہذا لوگ مسجد کی اینٹیں وغیرہ تک لے گئے اور بنیاد مٹادی۔ اب پھر اس پلاٹ کو حاصل کرنے کی جدوجہد کی گئی مگر عیسائیوں نے اس پر چرچ تعمیر کرنے کے لئے اور کچھ حضرات نے مدرسہ تعمیر کرنے کے لئے اور پن چکی لگانے کے لئے درخواستیں میونسپل بورڈ میں دی ہیں۔ کیا ایسے پلاٹ پر مسجد کے علاوہ کوئی دوسری عمارت تعمیر کی جاسکتی ہے؟

احقر مفتاح الحق رحمانی

۷۸۶ الجواب: جب کہ وہ پلاٹ کسی کی ملک نہ تھے اور مسلمانوں کو مسجد کی ضرورت ہے اور ان پلاٹوں پر جو حکومت کی ملکیت میں تھے مسلمانوں نے ضرورتاً مسجد بنالی تو وہ یقیناً مسجد ہو گئی اور اس کی آبادی و حفاظت مسلمانوں پر فرض ہے اور جن لوگوں نے اسے ویران کیا وہ سب اس آیت کریمہ کے تحت ہیں وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسْجِدَ اللَّهِ (بقرہ: ۱۱۴) ”ان سے بڑھ کر ظالم کون، جو اللہ کی مسجدوں کو ان میں اللہ کا نام لئے جانے سے روکیں۔“

لہذا مسلمانوں پر فرض ہے کہ اسے دوبارہ آباد کریں اور اس کی حفاظت کریں۔ ورنہ عذاب عظیم کے مستحق ہوں

گے۔ اس پلاٹ پر اب مسجد کے علاوہ کوئی دینی مدرسہ بھی قائم نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ کچھ اور۔ واللہ تعالیٰ اعلم
العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ

سرکاری زمین پر مسجد کی تعمیر کب صحیح ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ہم باشندگان میواڑ کالونی ٹنڈو آدم میں عرصہ پندرہ سال سے رہائش پذیر ہیں۔ جس کی آبادی تقریباً پانچ سو افراد پر مشتمل ہے۔ ہم نے شروع ہی سے مسجد کے لئے ایک جگہ منتخب کر لی تھی اور مسجد کا نام تجویز کر کے بورڈ نصب کر دیا تھا۔ اس وقت یہ علاقہ میونسپل حدود سے باہر تھا۔ اب یہ علاقہ میونسپل میں آ گیا ہے۔ اب ہم مسجد کی تعمیر شروع کرنا چاہتے ہیں اور گورنمنٹ کو اس پلاٹ کی قیمت ادا کرنے کو تیار ہیں لیکن میونسپل کمیٹی والے یہ کہہ کر رکاوٹ ڈال رہے ہیں کہ گورنمنٹ کے پلاٹ پر مسجد تعمیر کرنا جائز نہیں ہے اگر جائز ہے تو فتویٰ لے آؤ لہذا آپ سے عرض ہے کہ از روئے شریعت اس کا فتویٰ دے کر مشکور فرمائیں۔ بینواتوجروا

سائل باشندگان میواڑ کالونی ٹنڈو آدم ضلع ساگھڑ

۷۸۶ الجواب: زمین خواہ کسی کی ملک ہو جب مسجد کے لئے، قیمت یا ہبہ کے ذریعہ مسجد کے نام پر حاصل کر لی جائے اور مالک اسے فروخت کر دے یا مسجد کو بلا قیمت دے دے تو وہ بیشک مسجد کی ملکیت ہو جائے گی اور اس قطعہ اراضی پر مسجد تعمیر کرنا اور اس پر نماز ادا کرنا قطعاً جائز ہے۔ پاکستان میں ہزار ہا ایسی مسجدیں ہیں جو گورنمنٹ ہی کی زمین پر تعمیر کی گئیں اور ان میں باقاعدہ سالہا سال سے نمازیں ہو رہی ہیں۔ اب ایسی کون سی نئی صورت پیدا ہو گئی کہ گورنمنٹ کی زمین پر مسجد تعمیر کرنا ناجائز ہو گیا؟ ہاں اگر یہ زمین خود حکومت وقت نے کسی اہم ضرورت ملکی و ملی کے لئے مخصوص کر دی ہے تو اور بات ہے۔ لیکن عذر یہ نہیں بیان کیا جا رہا بلکہ کہا یہ جارہا ہے کہ گورنمنٹ کے پلاٹ پر مسجد تعمیر کرنا، ناجائز ہے اور یہ محض غلط ہے۔ مسلمان اس مسجد کو حاصل کر کے بلا روک ٹوک مسجد تعمیر کر سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۰ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

مسجد سے ملحق مدرسہ کی چھت پر رہائشی مکان بنانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک مدرسہ مسجد سے ملحق ہے۔ جس میں بچوں کو کلام پاک پڑھایا جاتا ہے ایسے مدرس، کے اوپر مدرسہ یا امام کے لئے مکان بنانا جائز ہے یا نہیں؟ ایسے مکان میں فیملی کو بھی رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟

السائل محمد شاہد، چھوٹکی گٹی، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: بالائی تعمیر سے مسجد کا کوئی تعلق نہ رہے اور مسجد کی چھت وغیرہ پر، مدرسہ میں رہنے والے کو کوئی تصرف حاصل نہ ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔ مسجد اور اس مدرسہ کی بالائی منزل کے درمیان ایک دیوار قائم کر دی جائے تاکہ امام وغیرہ کا آنا جانا مسجد کی چھت پر نہ ہو سکے تو اہل و عیال کے ساتھ رہنا بھی جائز ہے۔ لانہ لا مانع حیثیۃ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ خرم الحرام ۱۴۰۲ھ

مساجد کا انتظام حکومت کی ذمہ داری ہے

سوال: معظمیٰ و مکرمی جناب مولانا مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم
گزارش یہ ہے کہ مندرجہ ذیل مسئلہ پر شرعی فتویٰ عنایت فرما کر مشکور فرمائیں

کالی روڈ بس اسٹاپ پر ایک مسجد عرصہ دس سال سے مسجد النبی ﷺ کے نام سے کچی مسجد آباد ہے اور تقریباً تین ماہ سے باقاعدہ پانچوں وقت کی باجماعت نماز ادا کی جا رہی ہے اور تعمیری کام کا آغاز ہو چکا ہے۔ تعمیری کام کے لئے تقریباً سینتیس (۳۵) ہزار اینٹیں، تین سوسات (۳۰۷) بوری سیمنٹ اور بجری، روڈی کا کافی انتظام ہو چکا ہے اور چندے کے نام پر کافی رقم جمع ہے۔ جبکہ مذکورہ پلاٹ کسی کی ذاتی ملکیت نہیں ہے اور مسلمانوں کے لئے مسجد کی اشد ضرورت ہے اور پلاٹ مذکور سرکاری ہے۔ اب افسران بالا تعمیری کام میں رکاوٹ کھڑی کر رہے ہیں۔ کیا مذکورہ بالا پلاٹ پر مسجد تعمیر ہو سکتی ہے؟ اور مسجد کی جگہ ہوٹل یا دوکانیں جائز ہیں یا نہیں؟ اور مسجد مذکور کی اینٹیں اور سیمنٹ وغیرہ دوسری مسجد کی تعمیر میں صرف کر سکتے ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا۔ فقط الراقم شار محمد قادری، سیکرٹری جنرل مسجد النبی ﷺ

۷۸۶ جواب: افسران بالا جبکہ اس قطعہ اراضی پر مزاحمت نہ کرتے تو یہاں صرف مسجد ہی تعمیر کی جانی تھی۔ اب اگر افسران بالا کسی معقول سرکاری منصوبہ بندی کے تحت، یہاں تعمیر مسجد سے مانع ہیں اور مزاحمت کرتے ہیں تو مسلمان ان سے درخواست کریں کہ وہ سرکاری منصوبہ بندی میں کوئی رد و بدل کر کے یہاں مسجد کی جگہ باقی رکھیں ورنہ قریب ہی کوئی پلاٹ حاصل کریں اور وہاں مسجد بنائیں۔ تصادم کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر یہ پلاٹ غلط طور پر کسی کی ذاتی ملکیت میں دیئے جائیں اور وہاں پر وہ دوکان وغیرہ بنائیں تو مسجد کا حق سب پر مقدم ہے اور اس حق کے لئے اصرار کرنا چاہئے۔ ہنگامہ آرائی کی اجازت اب بھی نہیں۔ مسلمانوں کی واقعی ضرورت کے تحت مساجد کا انتظام بھی حکومت کی ذمہ داری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۲ھ

مسجد کے فنڈ سے کسی کو قرض دینا کیسا ہے؟

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، ناظم اعلیٰ دارالعلوم احسن البرکات، حیدرآباد، السلام علیکم
جناب عالی گزارش یہ ہے کہ: ہماری مسجد پیر ہند سری میں جو مسجد کا فنڈ ہے۔ کیا اس سے پیش امام صاحب یا مؤذن صاحب یا انتظامیہ کے کسی ممبر کو قرض دے سکتے ہیں یا نہیں؟ اس کی وضاحت فرمائیں۔ آپ کی عین نوازش ہوگی۔

فقط انجمن اتحاد مسجد و محلہ کمیٹی، شہید ملت لائن فقیر کا پڑ، حیدرآباد

۷۸۶ جواب: مسجد وغیرہ اوقاف کی آمدنی، صرف انہیں مصارف میں صرف کی جاسکتی ہے جن کے لئے وہ وقف ہے، یا اس رقم کو حاصل کیا گیا۔ اس رقم سے کسی کو قرض نہیں دیا جاسکتا۔ امام کی خدمت کرنی ہی ہے تو لوگ باہمی چندہ کر کے اسے

قرض دے دیں مگر حالات بتاتے ہیں کہ اس پر وہ امام مسجد راضی نہ ہوگا نہ وہ ممبر۔ (عائلیگیری وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم
العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ

نئی مسجد کی تعمیر کے بعد بھی پرانی مسجد کو آباد رکھنا فرض ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک قدیم مسجد جس کے ساتھ ایک دینی درسگاہ ایک ادارے نے قائم کی تھی اس نے اپنی جانب سے زید کو اس مسجد اور درسگاہ کا منتظم اعلیٰ مقرر کر دیا۔ قدیم مسجد جہاں پانچوں وقت اذان، نمازیں، اجتماعت، اور نماز جمعہ بھی پابندی سے ادا کیا جاتا ہے۔ زید نے کچھ عرصے بعد قدیم مسجد کو شہید کر کے اس جگہ نئے کمرے تعمیر کر کے اپنی رہائشی جگہ میں شامل کر کے رہائش شروع کر دی ہے۔ مسجد دوسری جگہ بنالی۔ بعض کہتے ہیں کہ ایسے شخص کو سرعام کوڑے لگائے جائیں، کسی کا کہنا ہے کہ زید کو اس ادارے سے برطرف کر دیا جائے۔

۱۔ شرع شریف زید کے قدیم مسجد کو شہید کر کے اپنا گھر بنانے اور ذاتی استعمال کرنے پر کیا حکم صادر فرماتی ہے؟ اور کیا سزا تجویز کرتی ہے؟

۲۔ نیز اگر زید شرع شریف کے حکم کو تسلیم نہ کرے اور عمل نہ کرے تو قرآن و حدیث کی روشنی میں اس کے لئے کیا حکم ہے؟
فقط حکیم سید نصیر احمد اشرفی، شاہی بازار، حیدر آباد

۸۶۷ الجواب ہو الموفق للصواب: جبکہ اس مسجد جدید کو بھی مسلمانوں نے مسجد کر لیا یہ بھی مسجد ہو گئی، اور اب مسجد اول اور اس جدید مسجد، دونوں کی حفاظت اور آبادی فرض ہے۔ مسجد اول کو منہدم کر کے تعمیر دنیاوی ہی نہیں، تعمیر دینی میں بھی شامل کر دینا حرام سخت حرام ہے۔ جنہوں نے ایسا کیا ہو اور جو اس میں مشیر ہوں اور جو اسے جائز رکھیں سب اس آئے کریمہ کے تحت ہیں وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسْجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسَعَىٰ فِي خَرَابِهَا ۚ أُولَٰئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ أَنْ يَدْخُلُوهَا إِلَّا خَائِبِينَ ۚ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿۱۰۰﴾ (بقرہ) (ان سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ کی مسجدوں کو اللہ کا نام ان میں لئے جانے سے روکیں اور ان کی ویرانی کی کوشش کریں، انہیں تو مسجدوں میں قدم رکھنا روانہ تھا مگر ڈرتے ہوئے، ان کے لئے دنیا میں رسوائی اور ان کے لئے آخرت میں بڑا عذاب ہے) فرض فرض قطعی فرض ہے کہ مسجد اول کو بھی مسجد رکھیں اور اس کے اگر کمرے بنائے گئے ہیں تو فوراً فوراً ان کمروں کو منہدم کر کے بدستور مسجد کا اعادہ کریں ورنہ عذاب عظیم کے مستحق ہوں گے، جو نہ مانیں اور قرآن عظیم کی مخالفت پر اڑے رہیں تو مسلمانوں کو ان سے اجتناب لازم ہے، ان کے پاس بیٹھنا منع ہے، وہ لوگ اگر مخالفت خدا سے باز نہ آئیں تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ کوشش کر کے مسجد منہدم کو پھر مسجد کر لیں۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم
احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۱-۲-۱۹۸۳ء

۸۶۷ الجواب: قرآن کریم نے ایسوں کو ظالموں میں شمار فرمایا اور عام مسلمانوں کو حکم دیا کہ وَ إِمَّا يُنَسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَعْتَدْ بَعْدَ ذَلِكَ دَعْوَاهُ ۚ إِنَّكَ لَنَلِمَنِ مَعَ الظَّالِمِينَ ﴿۱۰۰﴾ (انعام)۔ اگر کبھی شیطان بھلا دے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھو۔ اور اس

سے بڑھ کر ظالم کون، جو مسجد ویران کر کے اس کی دوکانیں کر لے۔ مجیب سلمہ کا جواب صحیح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ

مسجد میں حجرہ کہاں بنایا جائے؟

سوال: بھیجا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک مسجد کی آر. سی. سی کی چھت جس کی بالائی منزل سے ملحق کمرہ ہے جو کہ ایک سال سے حجرہ کے طور پر استعمال ہوتا ہے اور اس میں جمعہ اور عید کی نماز بوقت ضرورت جگہ کی کمی کو پورا کرنے کے لئے ادا کی گئی ہے۔ یہ حجرہ نچلی منزل کے وضو خانہ اور اس استنور و مسجد کی دوکانوں پر بنا ہوا ہے۔ کیا اس میں پیش امام صاحب اپنے بچوں کے ساتھ رہائش اختیار کر سکتے ہیں جبکہ اس کا دروازہ گلی کی طرف علیحدہ ہے۔ شریعت مطہرہ کی رو سے فتویٰ جاری فرما کر مشکور فرمائیں۔

محمد الیاس میمن، صدر کمیٹی مسجد بجل شاہ، مکی شاہ اسلامی چوک، حیدرآباد

۷۸۶ جواب: جبکہ یہ حجرہ مسجد کی چھت پر تعمیر نہیں کیا گیا اور نہ اس حجرہ میں آنے جانے کے لئے مسجد کی چھت کو راستہ بنانا پڑتا ہے تو اس میں امام و مؤذن کا بمعہ اہل و عیال رہنا جائز ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ مسجد کی چھت کو بطور صحن کے بھی استعمال کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔ مسجد کے وضو خانے اور اس کی دوکانوں وغیرہ پر حجرہ تعمیر کرنا، مسجد پر حجرہ تعمیر کرنا نہیں کہلائے گا کہ دوکانیں تو کسی اعتبار سے مسجد نہیں اور وضو خانہ بھی ہر اعتبار سے مسجد میں شامل نہیں تو اس پر تعمیر، مسجد پر تعمیر نہیں کہلائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ

غیر مسلم سے مسجد میں چندہ نہ لیا جائے

سوال: بخد مت جناب عالی مفتی محمد خلیل خاں صاحب، منتظم دارالعلوم احسن البرکات، حیدرآباد، السلام علیکم کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

- ۱۔ ایک مسجد مسلمان کی زمین میں مسلمانوں کی بنائی ہوئی ہے۔ اس مسجد کی مرمت ایک ہندو نے کرائی ہے۔ اس مسجد یا اس میں نماز کے متعلق کیا حکم ہے؟
- ۲۔ ہندو قوم جو خیرات کرتی ہے وہ مسلمان کو کھانا جائز ہے یا نہیں؟

فقط محمد الدین، مؤذن جامع مسجد مصری شاہ تین نمبر تالاب

۷۸۶ جواب: مسجد کی تعمیر و مرمت میں غیر مسلم سے امداد نہ لی جائے۔ بہر حال جبکہ غیر مسلم کا روپیہ اس میں لگ چکا ہے تو وہ مسجد، مسجد ہی ہے۔ اس میں نماز فقط ہو سکتا ہی نہیں، بلکہ اس کے قرب و جوار والوں اور اہل محلہ پر اس کا آباد رکھنا فرض ہے اور اس میں اذان و اقامت و جماعت و امامت کرنا ضرور۔ اگر ایسا نہ کریں گناہگار ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ اگر وہ خیرات، توں کے نام پر نہ ہو اور نہ بولی دیوالی وغیرہ ہندو تہواروں کی رونق کا اس میں کوئی سامان ہو، نہ لینے والوں

پران کا کوئی احسان، تو کھانا جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ ربیع الاول شریف ۱۴۰۳ھ

سرکاری زمین فروخت کر کے رقم مسجد میں لگانا، ناجائز ہے

سوال: بخدمت جناب عالی مفتی محمد خلیل خاں صاحب، مفتی اعظم سندھ و بلوچستان، السلام علیکم جناب عالی عرض یہ ہے کہ: ہمارے محلہ میں ایک شخص اڑھتا تھا۔ وہ ایک جھگی میں رہتا تھا اور ساتھ عرض یہ کہ کنٹومنٹ بورڈ کی سرکاری جگہ ہے اس جگہ پر اس کا قبضہ صرف قبضہ تھا اور وہ مر گیا ہے جس کا ابھی تک کوئی وارث نہیں ہے۔ اہل محلہ کی رائے ہے کہ اس جگہ یعنی اس کے قبضے میں جو جھگی تھی اس کو فروخت کر دیا جائے۔ وہ حاصل شدہ رقم مسجد میں لگادی جائے جو کہ اس محلہ کی مسجد ہے اور زیر تعمیر ہے۔ شرع ہمیں کیا اجازت دیتی ہے کہ اس متوفی کی جگہ کی حاصل شدہ رقم مسجد میں استعمال کر سکتے ہیں؟ یا اس کے بجائے کسی اور مصرف میں لگائیں؟ جو آپ حکم صادر فرمائیں گے اس پر عمل کیا جائے گا۔

منجانب اہل محلہ، جامع مسجد باب الاسلام مکی شاہ روڈ، حیدرآباد

۷۸۶ جواب: جبکہ وہ زمین سرکاری زمین ہے تو اسے بلا اجازت سرکار، فروخت کر دینا، نہ شرعاً جائز ہے۔ نہ قانون وقت اس کی اجازت دیتا ہے۔ تو اسے فروخت کر کے اس کی رقم کا مسجد میں لگانا، ہرگز جائز نہیں کہ مسجد میں مال طیب خرچ کیا جاتا ہے اور یہ مال خبیث ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ صفر النظر ۱۴۰۳ھ

دوسرے کی زمین پر بغیر اجازت مسجد بنانا اور نماز پڑھنا

سوال: واجب التعظیم مولانا مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک مسئلہ درپیش ہے کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین اس مسئلہ میں کہ: کسی زمین پر اس کے مالک کی اجازت کے بغیر مسجد بنانا اور ایسی مسجد میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا، تو جروا طالب دعا احقر العباد محمد اقبال، جمن شاہ کا پڑ، حیدرآباد

۷۸۶ جواب: کسی زمین پہ مسجد کی تعمیر کیلئے، مالک زمین سے اجازت حاصل کرنا ضروری ہے۔ عالمگیری میں ہے کہ غصب کی ہوئی زمین پر نماز پڑھنا اگرچہ بایں معنی جائز ہے کہ اس کے شرائط و ارکان پائے گئے لیکن چونکہ اس نمازی نے ظلماً یہ زمین حاصل کی ہے لہذا نمازی بر بنائے ظلم گناہگار اور مستحق سزائے شرعی ہے اور اس پر اس نماز کا اعادہ یعنی دوبارہ صحیح طور پر پڑھنا واجب ہے اسی میں ہے کہ اگر کسی ایسے قطعہ زمین پر جو شہر کی حد سے متصل ہے بلا اجازت امام، اسلام، مسجد تعمیر کر لی گئی تو اس میں نماز نہ پڑھی جائے، تو وہ قطعہ زمین جو شخص واحد و متعین کی ملک ہے اس میں نماز ادا کرنا کیونکر صحیح ہوگا اسی میں ہے کہ اگر مالک زمین نے نماز پڑھنے کی اجازت بھی دی مگر نہ وہ الفاظ کہے جس سے معلوم ہوتا کہ یہ زمین اس نے مسجد کیلئے دی اور نہ مالک نے اس کی نیت کی کہ میں نے اس زمین کو مسجد کر دیا تو وہ زمین مسجد نہیں بلکہ اس کی ملک ہے اس کے مرنے کے بعد

ورشہ کی ملک ہے تو بلا الفاظ صریح و بغیر نیت مالک جبکہ زمین مسجد نہیں ہو جاتی ہے بلکہ بدستور اس کی ملک رہتی ہے اور اس میں وراثت بھی جاری ہوتی ہے تو مالک کی اجازت کے بغیر کسی زمین پر نماز پڑھنا شروع کر دی جائے بلکہ وہاں بنام مسجد کوئی عمارت بھی تعمیر کر لی جائے تو وہ مسجد کس طرح ہو سکتی ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ بغیر اجازت مالک کسی زمین پر بالجبر نماز پڑھنا صحیح نہیں۔ اگر نماز پڑھی گئی تو وہ مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی اور جو لوگ جان بوجھ کر اس جگہ نماز ادا کریں گے وہ ظالم غاصب قرار پائیں گے اور گناہگار ٹھہریں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان قادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ محرم الحرام ۱۳۸۳ھ

بے نمازی یا نشہ باز کا مسجد میں سونا۔ امام یا سید کا احترام۔ زکوٰۃ مسجد میں لگانا منع ہے

سوال: بخدمت جناب عالی مفتی محمد خلیل خان صاحب قادری برکاتی مارہروی، السلام علیکم آداب قدم بوسی

طرف سے سنی جماعت سجادوں کی، یہ واضح ہو ہم سب ملکر کچھ معلومات چاہتے ہیں مہربانی فرما کر آپ ہم کو صحیح راستے پر چلنے کی بابت ارشاد عطا فرمائیں۔ یہاں پر دو فرقے ہیں ایک وہابی اور دوسرا فرقہ یہاں کے سندھی مہاجرین کہ جو سنی کہلاتے ہیں، ان کو بہت تنگ کرتے ہیں ہمارے اس سوال کا جواب روانہ فرمائیں بڑی مہربانی ہوگی۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین درج ذیل مسائل کے بارے میں کہ

(۱) مسجد میں سونا اور کھانا یہ جائز ہے یا نہیں اور کن لوگوں کیلئے جائز ہے؟

(۲) بے نمازی نشہ کرتے ہوئے اور بھیک مانگ کر کھاتے ہوئے اور نام اپنا سید بتائے ہوئے ان کو ایسے لوگوں کو مسجد میں سونا جائز ہے یا نہیں؟

(۳) مسافر یا اسی جگہ کے آدمی کو رات مسجد میں سونا جائز ہے یا نہیں؟

(۴) مسجد کا احترام کس طرح لازم ہے اور مسجد کے پیش امام کی کیا عزت کرنی چاہیے۔ اور امام کا حکم کیسے ماننا چاہیے۔

سید کی عزت افضل ہے امام سے، یا امام کی سید سے جو بے نمازی ہے یا نمازی؟

(۵) اگر ہم اپنے زکوٰۃ یا فطرہ کا چندہ جمع کر کے کسی نیک کام میں لاسکتے ہیں یا نہیں۔ مثلاً کسی مسجد کی تعمیر میں، یا کسی

لاوارث کی میت میں، یا کسی غریب بندے کے نکاح میں الغرض کسی بھی نیک کام میں لاسکتے ہیں یا نہیں؟ اور تفصیل کے ساتھ

بتادیں اور کیا عرض کروں۔ فقط اراکین جماعت سنی سجادوں

۷۸۶ الجواب: محترم و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مولیٰ عزوجل قبول حق کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ کے سوالات

کے جوابات حاضر ہیں۔

(۱) ہمیں رسول اللہ ﷺ نے یہاں ایک ضابطہ کلیہ عطا فرمایا ہے جس میں ان تمام جزئیات کا حکم معلوم ہو جاتا ہے۔

فرماتے ہیں حضور ﷺ جو کسی شخص کو سنے کہ مسجد میں اپنی تم شدہ چیز دریافت کرتا ہے تو اس پر واجب ہے کہ اس سے کہے اللہ

تیری گی چیز تجھے نہ دلائے۔ مسجدیں اس لئے نہیں بنیں۔“ (مسلم شریف) اسی حدیث کی دوسری روایت میں ہے کہ جب تم کسی کو مسجد میں خرید و فروخت کرتے دیکھو تو کہو اللہ تیرے سودے میں فائدہ نہ دے۔ (ترمذی شریف) اور ظاہر ہے کہ مسجدیں سونے کھانے پینے کو نہ بنیں۔ اور بلاشبہ اگر ان افعال کا دروازہ کھولا جائے تو زمانہ فاسد ہے اور قلوب ادب و ہیبت سے خالی۔ مسجدیں چوپال ہو جائیں گی اور ان کی بے حرمتی ہوگی۔ ہاں جو آدمی بخیاں تہجد، یا جماعت فجر، مسجد میں سونا چاہے تو اسے کیا مشکل ہے کہ اعتکاف کی نیت کر لے۔ کچھ حرج نہیں کوئی تکلیف نہیں۔ ایک عبادت بڑھتی ہے اور سونا بالاتفاق جائز ہوا جاتا ہے۔ اور مسجد میں ایسا کھانا پینا جس میں مسجد ملوث ہو مطلقاً ناجائز ہے اگرچہ نیت اعتکاف کر لے۔ اور مسافر بھی اگر مسجد میں کھانا پینا سونا چاہتا ہے تو نیت اعتکاف کر لے۔ مسجد کو گھر بنانا کسی کیلئے جائز نہیں۔ بے نمازی یا نشہ باز سے کب توقع ہے کہ وہ احترام مسجد کا خیال رکھے گا۔ اس لئے یہ حکم کراہت اور شدید ہو جائے گا۔ سید کا احترام اپنی جگہ پر ہے کہ ہم اس کی بد اعمالیوں کا محاسبہ نہ کریں اور شریعت کا احترام سب پر مقدم ہے کہ کسی حکم کی خلاف ورزی نہ ہو۔ سید صاحب کو حکم شرع بتا دیا جائے مانیں نبھانہ مانیں تو یہ زمانہ زبردستی کا کہاں کہ انہیں بالجبر مسجد سے روک سکیں۔ اور ایک فتنہ لوگوں میں پیدا کریں۔ ہاں اگر فتنہ کا اندیشہ ہو تو ایسے شخص کو مسجد میں نہ آنے دیں۔ آئے تو باہر کر دیں۔ آپ پر ہم پر صرف تبلیغ احکام ہے بزور انہیں سب سے منوالینا ہم پر لازم نہیں۔ واللہ اعلم

(۲) امام مسجد کا احترام واجب ہے تاکہ عبادات کا احترام باقی رہے۔ امام مقرر ہی وہ کیا جاتا ہے جو محترم ہو۔ اس میں کسی سے مقابلہ کیسا۔ امام کا احترام نہ کیا جائے گا تو نمازیں کیسے محفوظ رہیں گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) زکوٰۃ ادا کرنے میں یہ ضروری ہے کہ جسے دیں مالک بنادیں۔ اباحت کافی نہیں۔ لہذا مال زکوٰۃ و فطرہ مسجد میں صرف کرنا یا اس سے میت کو کفن دینا یا کسی غریب کا نکاح کر دینا کافی نہیں کہ تملیک نہیں پائی گئی۔ ہاں ان امور میں صرف کرنا چاہیں تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ فقیر کو مالک کر دیں اور وہ صرف کرے اور ثواب دونوں کو ہوگا (رد المحتار، شامی، عالمگیری وغیرہ) واللہ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ صفر المصفر ۱۳۸۳ھ

محراب عین وسط مسجد میں ہو

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک پرانی مسجد کی توسیع کی جارہی ہے لہذا دریافت طلب یہ امر ہے کہ پرانی محراب اور منبر کو اپنی جگہ سے بڑھایا جائے یا نہیں۔ ایک محراب و منبر بیچ میں بنائی جارہی ہے۔

عبد الغفور، حیدر آباد، ۱۹ اگست ۱۹۶۴ء

۸۶ جواب: امام کیلئے سنت متوارثہ، کہ زمانہ اقدس رسالت سے اب تک مفید ہے، یہ ہے کہ وسط مسجد میں قیام ہو کہ پوری ہو تو امام وسط صف رہے اور ایسی محراب حقیقی ہے۔ لہذا اگر منبر دائیں یا بائیں بڑھائی جائے گی تو ظاہر ہے کہ وسط یعنی محراب ضرور تبدیل ہو جائے گی۔ اس سے ظاہر ہوا کہ مسجد کی توسیع کے وقت محراب و منبر کو اپنی قدیم جگہ سے ہٹایا

جاسکتا ہے البتہ وسط مسجد میں امام کا ہونا ضروری کہ دائیں بائیں فاصلہ ایک رہے۔ (کذا فی الفتاویٰ الرضویہ وغیرہا) واللہ اعلم
العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ ربیع الآخر ۱۳۸۴ھ

مسجد میں حجامت بنوانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ: ایک امام مسجد حجرہ ہوتے ہوئے مسجد میں جبکہ لوگ نماز میں اور تلاوت قرآن میں مشغول ہوں اس وقت پیش امام مسجد میں حجامت ایک حجام سے بنوا سکتے ہیں یا نہیں؟ سائل نے قبلہ امام صاحب سے جب دریافت کیا کہ مسجد میں پیش امام صاحب کو حجامت بنوانا جائز ہے کہ نہیں۔ تو پیش امام صاحب نے فرمایا کہ مسجد میں حجرہ ہونے کے باوجود مسجد میں، یا یہ جہاں لوگ نماز اور قرآن پاک پڑھتے ہیں حجامت بنوانا جائز ہے۔ کیا ایسے امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔ برائے مہربانی مذکورہ بالا سوال کا جواب بمطابق شرع عنایت فرمائیں۔

۷۸۶ جواب: ہمیں حضور ﷺ نے یہاں ایک قاعدہ کلیہ عطا فرمایا ہے جس سے اس قسم کے جزئیات کا حکم صادر ہو جاتا ہے۔ فرماتے ہیں ﷺ جو کسی شخص کو سنے کہ مسجد میں اپنی گمشدہ چیز دریافت کرتا ہے۔ تو اس پر واجب ہے کہ اس سے کہے کہ تیری گئی چیز تجھے نہ ملے۔ مسجد اس لئے نہیں بنی (مسلم شریف) اور ظاہر ہے کہ مسجد حجامت بنوانے کیلئے نہیں بنی تو ان میں ایسے فعل کی اجازت نہیں بلاشبہ اگر ایسے اقوال کا دروازہ کھولا جائے تو زمانہ فاسد ہے اور قلوب ادب و ہیبت سے مسجدیں چوپال ہو جائیں گی اور ان کی بے حرمتی ہوگی۔ (کذا فی الفتاویٰ الرضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ شوال المکرم ۱۳۸۴ھ

مسجد میں پلنگ پر سونا

سوال: بخدمت جناب مولانا صاحب، دارالعلوم احسن البرکات، حیدرآباد

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین درج ذیل مسائل کے بارے میں کہ

- (۱) مسجد میں سونا اور پلنگ بچھا کر سونارات کو اور دن کو سونا جائز ہے یا نہیں؟
- (۲) مؤذن اذان بالکل غلط پڑھتا ہے ابتدا سے اور اخیر تک غلط پڑھتا ہے۔ جائز ہے یا نہیں؟
- (۳) مسجد کے اندر لکڑی جلا کر چائے بناتا ہے۔ اور لوگوں کو پلاتا ہے؟
- (۴) اگر اذان غلط پڑھنا جائز ہے تو اگر ناجائز ہو تو پیش امام صاحب اذان کو صحیح کر سکتا ہے یا نہیں؟
- (۵) پیش امام صاحب اگر زیر بر غلط پڑھ رہا ہو تو لقمہ دینا جائز ہے یا نہیں؟
- (۶) اگر امام صاحب تو اپنے خیال میں صحیح پڑھتا ہے لیکن غلط ہو اور زیر کی جگہ زبر پڑھا تو لقمہ دینا جائز ہے یا نہیں؟
- (۷) اگر مقتدی لقمہ نہ دے تو جائز ہے؟
- (۸) اگر مسجد میں سونے والے کو احتلام ہو جائے تو؟ ضیاء الدین، نظام الدین، ٹی۔ کوثر نمبر ۸۲، لطیف آباد نمبر ۹، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: (۱) ظاہر ہے کہ مسجد میں سونے کھانے پینے کو نہ بنیں تو جب تک اعتکاف نہ ہو ان میں ان افعال کی اجازت نہیں۔ اور بلاشبہ اگر ان افعال کا دروازہ کھولا جائے تو زمانہ فاسد ہے۔ اور دل ادب سے خالی۔ مسجد میں چوپال ہو جائیں گی اور ان کی بے حرمتی ہوگی۔ بالخصوص پلنگ بچھا کر سونا اور بھی زیادہ بے حرمتی کا باعث ہے۔ لوگوں کو ایسے افعال سے روکنا چاہیے۔ واللہ اعلم

(۲) غلط اذان پڑھنے والے کو ہرگز موزن مقرر نہ کیا جائے وہ اذان کہنے کا اہل ہی نہیں۔ واللہ اعلم

(۳) اس کا حکم اوپر گزرا۔ واللہ اعلم

(۴) پیش امام کیا ہر جاننے والے پر لازم ہے کہ اذان صحیح طور پر ادا کرے اور موزن اصلاح قبول نہ کرے تو اس کو علیحدہ کیا جائے۔ واللہ اعلم

(۵) اعرابی غلطیاں ایسی ہوں جس سے معنی بگڑ گئے نماز فاسد ہوگئی، ورنہ نہیں۔ اور اگر اتنا تغیر ہو کہ اس کا اعتقاد اور قصداً پڑھنا کفر ہو تو احتیاط اس میں ہے کہ نماز دوبارہ پڑھے اور اگر ایسی غلطیوں کا عادی ہے اور اپنی اصلاح بھی نہیں کرتا تو بعض صورتوں میں کہ معنی فاسد ہو جائیں خود اس کی نماز فاسد ہوگی۔ دوسروں کی تو اس کے پیچھے کیا ہوگی۔ اور اسے پتہ بھی نہ ہوگا۔ تو مسلمانوں کی نمازیں ضائع ہو جائیں گی اور اس کا وبال اس کے سر پر ہوگا۔ اور مقتدیوں پر بھی کہ کیوں ایسے کو امام مقرر کیا جو اس کا اہل نہیں۔ اور صحیح قرأت پر قادر نہیں۔ لہذا ایسے عادی امام کو امامت کا منصب ہی سپرد نہ کیا جائے مگر آہ کہ اسے اب کون دیکھتا ہے؟ واللہ اعلم۔

(۶) جبکہ امام غلطی کرتا ہے اور وہ غلطی ایسی ہے کہ جس سے معنی فاسد ہو جاتے ہیں۔ تو مقتدی کو فوراً لقمہ دینا واجب ہے۔ کہ اگر مقتدی نہ بتائیں گے تو سب کی نماز جائے گی۔ ہاں لقمہ دینے میں تھوڑا توقف کرنا چاہیے۔ کہ شاید امام خود نکال لے مگر جب اس کی عادت معلوم ہے کہ وہ ایسی غلطیاں چھوڑ جاتا ہے اور اصلاح بھی نہیں کرتا تو پھر بتانا چاہیے ورنہ ایسے کو امامت سے علیحدہ کر دینا چاہیے۔ واللہ اعلم

(۷) مسجد میں بہ نیت اعتکاف سویا اور احتلام ہو گیا۔ تو فوراً اٹھے اور اسی جگہ تیمم کرے فوراً مسجد سے باہر آ جائے کہ اس حالت میں مسجد میں جانا بھی حرام ہے نہ کہ وہاں پڑے رہنا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ شوال المکرم ۱۳۸۵ھ

مسجد کے مکان جو مسجد سے متصل ہوں، کرایہ پر کب دینا جائز ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: مکانات تو سب مسجد کے واسطے خریدے گئے کیا ان مکانات کو کرایہ پر چلا سکتے ہیں تاکہ رقم جمع ہو اور تعمیر مسجد میں کام آئے؟ فقط حافظ عقیل الدین، لیاقت کالونی، حیدرآباد، ۶ جون ۱۹۶۵ء

۷۸۶ الجواب: اگر مسجد نمازیوں کیلئے تنگ تھی اور اہل محلہ نے تو سب کے خیال سے چند مکانات خریدے تو اگر مسجد اب بھی

تنگ ہے اور نمازیوں کو تکلیف ہوتی ہے تو یہ مکانات کرایہ پر نہ دیئے جائیں بشرطیکہ تعمیر مسجد کیلئے تھوڑی بہت رقم موجود ہو کہ کچھ نہ کچھ حصہ تعمیر ہو سکتا ہو اور اگر اتنی رقم موجود نہیں اور نہ آمدنی کی بظاہر کوئی توقع ہے تو یہ مکانات کرایہ پر نہ دیئے جاسکتے ہیں کہ اگر کرایہ پر نہ دیئے گئے تو مسجد کی آمدنی کا ایک ذریعہ ضرور ختم ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ صفر المظفر ۱۳۸۵ھ

مسجد کا صحن بھی مسجد ہی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و فقہائے عظام اس مسئلہ میں کہ: ہمارے محلہ کی مسجد ہے اس کے قریب کچھ مکان ہیں۔ اور آدمیوں کے آنے جانے کے راستے، علاوہ راستہ مسجد والے کے (جو کہ صحن مسجد میں ہے) دو اور بھی راستے ہیں۔ اور وہ آدمی نشہ وغیرہ پیتے ہوئے وہاں مسجد کے راستے سے گزرتے ہیں حتیٰ کہ وضو کی جگہ کے اوپر بھی جوتوں کے ساتھ گزر جاتے ہیں۔ اب ان لوگوں کو جب منع کیا جاتا ہے کہ یہاں سے مت آیا کرو اور دوسرے دروازوں سے آیا کرو تو وہ نہیں مانتے۔ اب ہماری مسجد کی جماعت کا مطالبہ ہے کہ اس مسجد کے اس دروازہ کو بند کیا جائے کیونکہ اس آنے جانے سے مسجد کی بے حرمتی ہوتی ہے۔ براہ کرم اس میں جو شرعی حکم ہو بیان فرمائیں۔ نہایت شکریہ

جماعت بھٹی مسجد، محلہ باغ حاجی بھٹی، پھلیلی، حیدرآباد

۷۸۶ جواب: صحن مسجد کا وہی حکم ہے جو مسجد کا ہے (فتاویٰ رضویہ) اور مسجد کو راستہ بنانا، یعنی اس میں سے گزرنا جائز نہیں۔ ناجائز و گناہ ہے، اگر اس کی عادت کر لے تو فاسق ہے (در مختار وغیرہ) بالخصوص جبکہ گزرنے والے احترام مسجد کا خیال بھی نہ کریں اور مسجد کو طوط کریں تو مسجد کے منتظمین کا حق ہے کہ انہیں روک دیں، منع کرنے سے باز نہ آئیں اور فتنہ کا اندیشہ ہو تو اس دروازہ کو بند کر دیا جائے۔ یہاں اس کا خیال رکھا جائے کہ نمازیوں کو تکلیف نہ ہو اور ان کے لیے مسجد میں آنا گراں نہ ہو۔ بہتر یہ ہے کہ وہاں ایک دروازہ لگا دیا جائے جس میں تالا پڑا رہے اور اوقات نماز میں اسے کھول دیا جائے۔ اس سے نمازیوں کو بھی تکلیف نہ ہوگی اور فتنہ بھی برپا نہ ہوگا۔ نہ مسجد کی بے حرمتی ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ ربیع الآخر ۱۳۸۶ھ

مسجد میں داخل ہوتے وقت سلام کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ مسجد میں داخل ہوتے ہوئے یا اس کی حدود میں داخلہ پر سلام کرنا جائز ہے یا نہیں۔ تفصیلاً حوالہ سے جواب ارشاد فرمائیں نوازش۔ فقط سائل، 12-09-1968

۷۸۶ جواب: حاضرین مسجد تلاوت قرآن کریم و تسبیح و درود وغیرہ ذکر میں مشغول ہوں یا اذان و اقامت یا خطبہ و نماز مسجد میں ہو رہی ہو تو مسجد میں آنے والا سلام نہ کرے ہاں اگر لوگ بیٹھے ہوئے ہیں اور کسی ذکر وغیرہ میں مشغول نہیں یا کچھ مشغول ہیں اور کچھ فارغ تو آنے والا ان لوگوں کی نیت سے سلام کرے جو فارغ ہیں۔ حضور اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں

کہ جب کوئی کسی مجلس میں پہنچے تو سلام کرے پھر جب وہاں سے اٹھے تو سلام کرے (ترمذی، ابوداؤد) حدیث میں یہ حکم ہر مجلس کیلئے ہے جہاں لوگ جمع ہوں مسجد بھی اس میں داخل ہے۔ پھر سلام کو بہ کثرت پھیلانے کا حکم بھی یہی بتاتا ہے کہ مسجد میں آنے والا بھی حاضرین مسجد کو سلام کرے بشرطیکہ وہ مشغول نہ ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۸ھ

مسجد کیلئے زبردستی مکان خریدنا

سوال: علماء دین شرع متین کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ: کسی کو اپنی جائیداد مسجد میں دینے پر مجبور کیا جاتا ہو اور انکار کرنے پر طرح طرح کی دھمکیاں دی جاتی ہیں اور کہا جاتا ہے کہ ہم زبردستی قبضہ کر لیں گے اور بائیکاٹ کریں گے کہ تم زمین سے دستبردار ہونے پر مجبور ہو جاؤ اس صورت میں مالک زمین کیا صورت اختیار کرے۔ اگر مالک زمین کو مجبوراً اس کیلئے تیار ہونا پڑا تو کیا اس پر بنوائی مسجد میں نماز ہو جائے گی۔ بموجب حدیث شریف اس کی وضاحت فرمائیں۔

الجواب: نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے مسجد تنگ ہو گئی اور مسجد کے پہلو میں کسی شخص کی زمین ہے تو اس کو خرید کر مسجد میں اضافہ کریں اور اگر وہ نہ دیتا ہو تو واجبی قیمت دیکر اس سے ملکیت لیں (عالمگیری، رد المحتار)

اس سے معلوم ہوا کہ پہلو کا مکان مسجد کی تعمیر بڑھانے کیلئے جبراً نہیں لیا جاسکتا اور مسجد کی تنگی کی وجہ سے جبراً لیا جائے گا۔ تو قیمت بھی واجبی ادا کرنی پڑے گی۔ ورنہ وہ زمین غصب والی ہوگی اور غصب کی ہوئی زمین پر نماز مکروہ ہے۔ واللہ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳۸۵ھ

مسجد میں سونا

سوال: مکرمی جناب مفتی صاحب، السلام علیکم

بعد از سلام واضح ہو کہ علمائے دین کیا فرماتے ہیں درج ذیل مسائل کے بارے میں کہ

(۱) مسجد میں سو سکتا ہے یا نہیں؟

(۲) جو کہ شریعت کی مکروہ چیز میں، اس میں کسی مکروہیت کو جانتے ہوئے اگر اس فعل کو کرتا ہے تو شریعت اس کے لیے کیا کہتی ہے؟

(۳) مسجد میں آکر جو سائل، سوالات کرتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں۔ دینے والے کو دینا جائز ہے یا نہیں؟ جناب مولوی

صاحب معلوم ہو کہ مندرجہ بالا چند سوالات کے جواب دیں جناب کے فتویٰ کے ساتھ مہر کے ساتھ جواب تحریر کر دیں۔ مہربانی ہوگی۔ دین محمد، گاڑی کھاتہ، حیدرآباد

الجواب: ظاہر ہے کہ مسجد میں سونے کھانے پینے کو نہیں بنیں تو معتکف کے علاوہ کسی اور کو ان میں ان افعال کی

اجازت نہیں اور بلاشبہ اگر ان افعال کا دروازہ کھولا جائے تو مسجد میں چوپال ہو جائیں گی اور ان کی بے حرمتی ہوگی۔ متولی اور

دوسرے نمازیان مسجد ان افعال سے دوسرے کو روکیں، اور وہ باز نہ آئے اور خوف خدا دل میں نہ لائے تو اس دنیا میں اس کا کیا علاج کل بروز حشر جب باز پرس ہوگی اس وقت سمجھ جائے گا۔ واللہ اعلم

(۲) مسجد میں اپنے لئے سوال کرنا حرام ہے اور ایسے سائل کو دینا بھی منع بلکہ ائمہ دین نے فرمایا کہ جو مسجد کے سائل کو ایک پیسہ دے تو ستر پیسے راہ خدا میں اور دے کہ اس پیسے کے گناہ کا کفارہ ہو ہاں دوسرے محتاج کیلئے امداد کو کہنا یا کسی دینی کام کیلئے چندہ کرنا جس میں نہ شور و غل ہو نہ گردن پھلانگنا پڑے نہ کسی نمازی کی نماز میں خلل یہ بلاشبہ جائز بلکہ سنت سے ثابت ہے اور بے سوال کسی محتاج کو دیں بہت خوب اور مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے ثابت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۸ھ

ایک مسجد کے ہوتے ہوئے دوسری مسجد بنانا کب جائز ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و فقہا شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک دینی مدرسہ کے قریب ایک مسجد ہے جس کا فاصلہ تقریباً ”۲۰“ یا ”۲۵“ قدم ہے اور اس مسجد میں ایک امام ہے جس کے عقیدے اہلسنت والجماعت کے خلاف ہیں ان کے پیچھے اہلسنت و جماعت نماز پڑھتے نہیں ہیں اور اس امام کا تبدیل کرنا ان لوگوں کے اختیار سے باہر ہے اور ان دشواریوں کے باعث مسلمانان اہلسنت، جن کی اس علاقہ میں کثیر آبادی ہے اس مدرسہ میں ایک مسجد بنانا چاہتے ہیں تو آیا ایسی حالت و ضرورت میں مسجد کے قریب دوسری مسجد بنانا جائز ہے یا نہیں؟ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جو مسجد اس کے قریب والی ہوگی وہ مسجد ضرار قرار پائے گی۔ بنو اتو جروا سائل۔ عبدالحکیم از خضدار بلوچستان

۸۶۷ جواب اللہم ہدایۃ الحق والصواب: اگر یہ دوسری مسجد مسلمانان اہلسنت و جماعت بغرض نماز خالص اللہ تعالیٰ عزوجل ہی کے لئے بنا رہے ہیں اگر اس پر باعث باہمی رنجش ہو کہ بہ سبب رنج ایک جگہ جمع ہونا مناسب نہیں سمجھتے اور نماز بے مسجد ادا کرنا نہیں پسند کرتے تو یہ مسجد بہ نسبت بجا آوری نماز، مسجد ہی ہوگی اور اس کے مسجد ہونے اور اس میں نماز کا ثواب ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ اور جبکہ نیت یہ ہے تو یہ لوگ جماعت میں پھوٹ ڈالنے والے بھی نہیں ٹھہر سکتے کہ ان کا مقصد اپنی نماز باجماعت ادا کرنا ہے نہ کہ دوسروں کی نماز میں تفرقہ ڈالنا۔ یہاں تک کہ علماء تصریح فرماتے ہیں کہ اہل محلہ کو جائز ہے کہ بغرض نماز ایک مسجد کی دوسری مسجدیں کر لیں درمختار میں ہے کہ لاہل المحلۃ جعل المسجدین واحداً او عکسہ لصلوۃ لا لدرس او ذکر اشتباہ میں ہے لاہل المحلۃ جعل المسجد الواحد مسجدین۔ اور جبکہ یہ مسجد شرعاً مسجد ہوئی تو اس مسجد کو مسجد ضرار کہنا باطل و ناجائز ہے کہ اس میں مسلمانوں کی طرف سے بدگمانی ہے۔ اور مسلمان پر بدگمانی حرام اور کبیرہ گناہ۔ ہرگز مسلمان سے توقع نہیں کہ وہ کسی فاسد و ملعون نیت سے مسجد بنائے تو بے شرعی ثبوت ہرگز اس بری نیت کا گمان جائز نہیں۔ بہر حال یہ مسجد مسجد ہوگی اس میں نماز جائز و ثواب اور اس کی آبادی کو بھی ضروری سمجھا جائے گا۔ کذا فی الفتاویٰ الرضویہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ ذوالقعد ۱۳۸۸ھ

مسجد کی تیسری منزل میں دنیا کی باتیں کرنا

سوال: قبلہ مکرمی و محترمی علماء دین مدظلہ العالی، جناب والا کی خدمت عالی میں عرض ہے کہ ایک مسجد ہے اس مسجد کے اوپر ویسی ہی مسجد بنی ہوئی ہے اوپر اس لئے بنائی گئی ہے کہ نمازی زیادہ سے زیادہ آسکیں اوپر کے حصے میں سونا یا فضول باتیں کرنا یا مسجد میں سوال کرنا، اس کے متعلق علماء دین کیا فرماتے ہیں۔

۷۸۶ جواب: مسجد اس قطعہ آراضی کا نام ہے جو نماز و پنجگانہ کی غرض سے وقف کیا گیا اب یہ قطعہ صرف ایک چبوترہ ہو تب بھی مسجد ہے اور دو یا تین منزلہ عمارت ہو تب بھی مسجد ہے اور مسجد میں کھانا پینا سونا معتکف کے سوا کسی کو جائز نہیں۔ اور دنیا کی باتوں کیلئے مسجد میں جا کر بیٹھنا حرام ہے۔ الاشباہ والنظائر میں فتح القدیر سے نقل فرمایا کہ مسجد میں دنیا کی باتیں نیکوں کو اس طرح کھالیتی ہیں جیسے آگ لکڑی کو۔ یہ مباح باتوں کا حکم ہے۔ پھر اگر باتیں خود بری ہوں تو اس کا کیا ذکر ہے دونوں سخت حرام اور حرام اور موجب عذاب شدید ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ رجب المرجب ۱۳۸۹ھ

غصب کی زمین پر نماز مکروہ ہے

سوال: جناب مفتی محمد خلیل خان صاحب، دارالعلوم احسن البرکات، حیدرآباد زید نے بکر سے کہا کہ جس آفس میں (زید) ملازم ہے وہ آفس کرائے پر لیا ہوا ہے زید نے کسی سے یہ بھی سنا ہے کہ جن صاحب کا یہ آفس ہے انہوں نے اس پر ناجائز قبضہ کیا ہوا ہے اور بعد میں اس آفس کو کرائے پر دیدیا ہے اس آفس میں زید اور اس کے ساتھی جو اس دفتر میں ملازم ہیں اگر نماز ظہر، عصر اور دیگر اوقات کی نمازیں پڑھیں تو شرعاً ان لوگوں کا نماز پڑھنا درست ہوگا یا نہیں اس پر بکر نے جواب دیا کہ چونکہ آفس کا مالک جس نے ناجائز قبضہ کیا ہے وہ اس فعل کا شرعاً مجرم ہے لیکن زید اس دفتر میں ملازم ہے اور دفتر کا کرایہ مالک دفتر کو ملتا ہے ایسی صورت میں زید اور اس کے ساتھی جو اس دفتر میں ملازم ہیں ان کا اس دفتر میں نماز پڑھنا و قرآن خوانی کرنا اور دیگر دینی کام انجام دینا جائز ہوگا۔ آپ فتویٰ دیں کہ اگر کوئی شخص ناجائز قبضہ کر کے اپنی جگہ کو کرائے پر دیدے تو اس جگہ پر کرایہ دار اور اس کے خاندان کے لوگوں کا نماز پڑھنا شرعاً جائز ہوگا یا نہیں؟

سائل۔ عبدالحامد، سول لائن حیدرآباد

۷۸۶ جواب: اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ وہ زمین غصب کی ہوئی ہے تو بے شک ایسی زمین پر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے لیکن بلا ثبوت واقعی، آدمی ایسی بات کیوں مونہہ سے نکالے جس سے فتنوں کے دروازے کھلیں اور بندگان الہی مشقت میں پڑیں۔ لہذا سلامتی کی راہ یہی ہے کہ اس امر کی تحقیق و تفتیش میں نہ پڑیں۔ نمازیں پڑھیں اور اپنی دنیاوی خدمات انجام دیں ورنہ یہ بھی خطرہ میں پڑ جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

قصداً نماز باجماعت ترک کرنا وبال لاتا ہے

سوال: جناب مفتی اعظم سندھ، السلام علیکم

عرض یہ ہے کہ ایک شخص کا کہنا ہے کہ اگر اذان ہوگئی اور جماعت کا وقت آگیا اگر کوئی شخص اپنے کام کیلئے آگیا تو میں اس وقت اپنی نماز باجماعت چھوڑ کر اس شخص کا کام کر دوں گا نماز تو بعد میں بھی پڑھ لی جائے گی جبکہ اس شخص کو ڈیوٹی ٹائم میں گورنمنٹ نے آدھ گھنٹے کا وقت نماز پڑھنے کیلئے دیا۔ برائے کرم آپ از روئے شریعت بتائیے کہ پہلے نماز باجماعت ادا کرے اور یا اس شخص کا کام سرانجام دے اور نماز بعد میں پڑھے؟ فقط والسلام عبدالحامد خان، لطیف آباد نمبر ۹

۷۸۶ الجواب: ہر مسلمان عاقل و بالغ پر کہ مسجد میں جانے پر قادر ہو نماز باجماعت واجب ہے بلا عذر شرعی ایک بھی نماز چھوڑنے والا گناہگار اور مستحق سزا ہے اور کئی بار ترک کرے تو وہ فاسق مردود الشہادۃ ہے اسے سخت سزا دی جائے گی اگر پڑوسیوں نے سکوت کیا تو وہ بھی گناہگار ہوئے۔ (در مختار و رد المحتار وغیرہ۔) پھر باجماعت نماز کا ثواب جو ہے اس سے محرومی اس کے علاوہ، حدیث شریف میں ہے نماز باجماعت تنہا پڑھنے سے ستائیس درجہ بڑھ کر ہے (بخاری)، ابوداؤد شریف میں ہے کہ فرماتے ہیں حضور ﷺ ہمیشہ لوگ صف اول سے پیچھے ہوتے رہیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت سے موخر کر کے نار میں ڈال دے گا یہ وبال صف اول کو عہد اچھوڑنے پر ہے ترک جماعت پر جو وبال آئے گا اسے اللہ و رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ جو صاحب مذکورہ بالا خیالات کا اظہار کر رہے ہیں انہیں سخت مغالطہ دیا گیا ہے اور وہ بھی شیطان کی طرف سے۔ واللہ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۹ھ

قدیم مسجد کو بچانا فرض ہے

سوال: ایک قدیم مسجد جس میں باجماعت نماز ہوتی رہی ہے، کو کچھ لوگ منہدم کر کے، وہاں عمارت بنانا چاہتے ہیں، کیا حکم ہے؟ السائل۔ حکیم عبدالحق قرشی اعظم دواخانہ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: مسجد میں نماز باجماعت ہوتی رہی اگرچہ جماعت میں دو ہی شخص شریک رہے وہ قیامت تک مسجد ہے اگرچہ معاذ اللہ وہ ویران ہو جائے اور کوئی فرد واحد بھی وہاں اذان و اقامت کہنے والا باقی نہ رہے۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ اسے منہدم نہ ہونے دیں اس کی حفاظت کریں اور جو شخص اس مسجد کی ویرانی کے درپے ہے اس سے پوری پوری مزاحمت کریں۔ حکومت کو توجہ دلائیں اور حکام کو ایمانی غیرت کا واسطہ دیں۔ کسی مسجد کو منہدم و شہید کر کے تعمیر دنیوی نہیں، تعمیر دینی ہی میں شامل کر دینا حرام حرام سخت حرام ہے۔ جنہوں نے ایسا کیا اور جو اس میں مشیر ہوں مشورہ دیں اور جو اسے جائز رکھیں رواجائیں سب اس آئیہ کریمہ کے تحت میں ہیں وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ قَتَمَ مَسْجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسَعَىٰ فِي خَرَابِهَا (البقرہ: ۱۱۴) اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ کی مسجدوں کو ان میں اللہ کا نام لیے جانے سے روکیں اور ان کی ویرانی میں کوشاں ہوں..... ان کیلئے دنیا میں رسوائی اور آخرت میں ان کیلئے بڑا عذاب ہے (ترجمہ) فرض فرض فرض قطعی ہے کہ اس جگہ کو بدستور مسجد رکھیں اور وہاں ہرگز

کوئی اور تعمیر علاوہ مسجد کے نہ ہونے دیں ورنہ عذاب عظیم کے مستحق ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ شوال المکرم ۱۳۹۹ھ

محراب کے حقیقی معنی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک مسجد اس شکل کی ہے کہ سامنے والا حصہ ابتدا میں چھوٹا ہے اور تقریباً تین صفوں کے بعد وسیع ہو جاتا ہے دریافت طلب امر یہ ہے کہ محراب اگلے حصہ کے وسط میں ہوگی یا پچھلے حصے کے وسط میں بنے گی۔ یا کوئی اور صورت ہوگی۔ بینوا، توجروا سائل۔ بشیر احمد صابری، سکنتہ پختہ قلعة، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: محراب نام ہے وسط مسجد کا کہ اگر صف پوری ہو تو امام وسط صف میں رہے۔ اسی جگہ کا نام محراب ہے خواہ وہاں کوئی طاق وغیرہ ہو یا نہ ہو۔ دیوار قبلہ نما میں ایک خلاء اسی محراب کی علامت ہے۔ بالفرض یہ علامت اگر غلطی سے وسط مسجد میں نہ ہو، ادھر ادھر کچھ ہٹ کر ہو تو اس کا اتباع نہ ہوگا بلکہ امام اسی جگہ کھڑا ہوگا جسے وسط مسجد کہا جاتا ہے۔ صورت مسئلہ میں صرف یہ کہا جاسکتا ہے کہ پنج وقتہ نمازوں میں امام پچھلے حصے کے وسط میں کھڑا ہوتا کہ سنت پر عمل رہے اور جمعہ کی نماز میں اگلے حصے کے وسط میں کھڑا ہو کہ مجمع کی زیادتی کے باعث اس کے جواز کی صورت، درجہ مجبوری میں لائی جاسکتی ہے۔ محراب خواہ کہیں بنے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ ذی القعدہ ۱۳۹۹ھ

مسجد میں آرام کیلئے پڑے رہنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اور مفتیان شرع متین بیچ اس مسئلہ کے کہ: مسجد میں سارا دن سونا اور دنیاوی باتیں کرنا جائز ہے یا نہیں؟ ہمارے محلے کی مسجد میں محلے کے کچھ لوگ مسجد کے پٹکے چلا کر سو جاتے ہیں اور منع کرنے پر لڑنے جھگڑنے کیلئے تیار ہو جاتے ہیں ان کا یہ فعل کیسا ہے۔ جائز ہے یا ناجائز؟ اور اس پر کوئی وعید شرع شریف میں ہے یا نہیں؟

محمد صابر، مؤذن موتی مسجد، لطیف آباد نمبر ۱۱، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: مسجد میں معتکف کو سونا تو بالاتفاق بلا کراہت جائز ہے۔ اور اعتکاف نفل کیلئے نہ روزہ شرط ہے نہ طویل مدت درکار۔ صرف نیت ہی کافی ہے جتنی دیر بھی ٹھہرے۔ نیت میں کچھ تکلیف نہیں، ایک عبادت بڑھتی ہے۔ لیکن یہ جو لوگوں نے مسجدوں میں آپڑنے کا وطیرہ بنا رکھا ہے کہ مسجد میں پڑے ہیں ادھر ادھر کی ہانک رہے ہیں بحث و مباحثہ جاری ہیں اور پڑے کروٹیں بدل رہے ہیں نہ مسجد کا احترام، نہ خانہ خدا ہونے کا پاس و لحاظ، یہ ضرور گناہ ہے۔ اگر ان افعال کا دروازہ کھولا جائے تو زمانہ فاسد ہے اور دل خوف الہی سے خالی۔ مسجدیں چوپال ہو جائیں گی اور ان کی بے حرمتی ہوگی۔ مسجد کی انتظامیہ ایسے لوگوں کو مسجدوں سے روکے ورنہ خود ہی گناہگار۔ پھر مسجد میں دنیا کی باتیں، عبادت و نیکی کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو۔ عالمگیری میں ہے بکرة القیام والا کل فیہ لغیر المعتکف۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ رجب المرجب ۱۴۰۰ھ

شری شخص کو مسجد سے روکنا اور نکالنا جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص مسجد میں آکر نمازیوں کو تنگ کرتا ہے گالیاں دیتا ہے اور پڑھنے والے طلباء کو بھی تنگ کرتا ہے منع کرنے کے باوجود بھی نہیں رکتا ایسے شخص کیلئے شرعاً کیا سزا ہے؟

العارض۔ حافظ ظہور الحسن، اللہ والی مسجد، گاڑی کھاتہ، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: جو شخص موذی ہو کہ نمازیوں کو تکلیف دیتا، انہیں تنگ کرتا اور گالیاں دیتا ہے۔ یا شریر ہے اور اس سے اندیشہ رہتا ہے تو ایسے شخص کو مسجد سے روک دینا جائز ہے بلکہ وہ سخت گناہگار اور شرعاً مستحق تعزیر و سزا ہے۔ مگر یہاں تعزیر کون دے سکتا ہے۔ اتنا کریں کہ اسے مسجد میں نہ آنے دیں یا تنبیہ کر دیں کہ اگر ایسی بات ہوئی تو مسجد سے نکال دیا جائے گا۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان قادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ

مسجد کی تعمیر میں ہندو مستری سے مدد لینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسجد کی تعمیر میں ہندو مستری سے مدد لینا یعنی اس سے مسجد تعمیر کرانا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا، توجروا نذر محمد، ٹنڈو جان محمد

۷۸۶ الجواب: مسجد خدا کا گھر ہے اور اس کا احترام ہر حال میں ہر مسلمان پر لازم و ضرور۔ ظاہر ہے کہ ہندو کا غسل جنابت بھی نہیں اترتا تو وہ مسجد میں آئے گا جائے گا، اسی حالت جنابت میں، جبکہ خود کافر کا مسجد میں آنا جانا بھی ممنوع ہے۔ اسے اس سے روکا جائے گا۔ پھر اس فعل سے کافر، اپنی برتری کا بھی اظہار کرے گا اور یہ گویا ایک قسم کا احسان ہوگا سارے مسلمانوں پر، لہذا جہاں تک ممکن و مقدرت میں ہو، ہرگز ہرگز مسجد کی تعمیر میں کافر مستری کو نہ لگایا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان قادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ شعبان المعظم ۱۴۰۱ھ

مسجد سے متصل دوکان خرید کر، مسجد میں شامل کرنا جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین بیچ اس مسئلہ کے کہ: زید کی دوکان کی جگہ پر چند افراد نے ناجائز قبضہ کر کے مسجد بنالی ہے۔ آیا اس مسجد میں نماز پڑھنا درست ہے جبکہ مذکورہ زمین کے تمام کاغذات ہمارے پاس موجود ہیں۔

محمد صدیق ولد نصیر احمد، کھاتہ چوک، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے مسجد تنگ ہوگئی اور صرف اسی بنیاد پر مسجد کی انتظامیہ نے اس دوکان پر جبراً قبضہ کر کے اسے مسجد میں شامل کر لیا تو یہ جائز ہے مگر ان پر لازم ہے کہ اس دوکان کی واجبی قیمت کہ اس جیسی جائیداد کی مل سکتی ہے، دوکان کے مالک کو دیں اور اسے خرید کر مسجد میں اضافہ کریں۔ اور اگر وہاں کوئی مسجد سرے سے تھی ہی نہیں کہ اس

میں اضافہ کیا جاتا، بلکہ اسی دوکان کو مسجد میں تبدیل کر لینے کیلئے اس پر لوگوں نے قبضہ کیا ہے تو یہ قبضہ ناجائز ہے۔ اور مسجد بنانی تو یہ قبضہ مفسد ہوگا اور اس پر نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔ دوکان کے مالک کو راضی کرنا، مسجد بنانے کیلئے ضروری ہے ورنہ مسجد بنانا جائز نہ ہوگا۔ (در مختار، رد المحتار، عالمگیری) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ شوال المکرم ۱۴۰۱ھ

امام محراب میں ہو تو پیر محراب سے باہر ہوں

سوال: مکرمی و محترمی واجب الاحترام فقیہ العصر، جناب شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد خلیل خان برکاتی قادری مدظلہ العالی، السلام علیکم

بعد التماس ہے کہ بندہ حقیر ہر دو فریقین کی خیریت کا بارگاہ ایزدی سے نیک خواہ ہے کیا فرماتے ہیں علماء دین قرآن پاک اور حدیث شریف کی روشنی میں اس مسئلہ کے متعلق کہ ہمارے گاؤں کی مسجد ایک کمرہ برآمدہ اور صحن پر مشتمل ہے۔ بارش یا تیز دھوپ ہو تو ہجوم کی وجہ سے امام صاحب کمرہ اور برآمدہ کی درمیانی دیوار کے دروازہ میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ مقتدی برآمدہ میں صفیں باندھتے ہیں۔ کمرہ اور برآمدہ کا فرش برابر ہے کمرہ کے دروازے کے نیچے چار انچ چوڑی اور چار انچ اونچی ایک مٹی نصب ہے۔ آیا امام صاحب اور مقتدی کی نماز درست ہوئی یا نہیں۔ ہمارے گاؤں کی مسجد میں تبلیغی جماعت والے آئے تو امام صاحب نے کمرہ کے دروازے میں کھڑے ہو کر نماز ادا کرائی۔ جس پر تبلیغی جماعت والوں نے کہا کہ یہ نماز نہ تو امام کی ہوئی اور نہ ہی مقتدیوں کی۔ لیکن امام صاحب نے فرمایا کہ نماز درست پڑھائی گئی ہے اور مقتدیوں کی اقتداء جائز ہے جناب امام صاحب نے بہار شریعت سے دو مسئلے بتائے۔ جن کی وجہ سے امام صاحب نے نماز کو درست قرار دیا۔

مسئلہ: امام اور مقتدی کے درمیان منبر شریف حائل ہونا مانع نماز نہیں۔ دوسرا مسئلہ مجھے یاد نہیں تھوڑا جو یاد ہے فقط اشارہ کر دیتا ہوں

مسئلہ: امام صاحب کھڑے ہوں درمیان میں جالی ہو۔ اور مقتدی مشتبہ امام کی آواز یا تکبیر کی آواز سن پائے اور آواز پر مقتدی امام کے پاس جانا چاہے تو جاسکے۔ یہی کچھ یاد ہے۔

لیکن تبلیغی جماعت والوں نے کہا کہ کمرہ اور برآمدہ دو علیحدہ مقام ہیں۔ کیونکہ کمرہ اور برآمدہ میں دیوار ہے۔ جبکہ کمرہ اور برآمدہ کی درمیانی دیوار میں تقریباً دو فٹ چوڑی اور چار فٹ لمبی کھڑکی اور ایک دروازہ ہے۔ دروازہ ساڑھے چار فٹ چوڑا اور چھ فٹ اونچا ہے۔ اور کل مسجد کی لمبائی ۳۵ فٹ اور چوڑائی ۲۵ فٹ تقریباً ہوگی۔ امام صاحب کمرہ کے دروازہ میں اور مقتدی برآمدہ میں ہو تو غیر مقام ہے۔ مقام غیر ہو تو نماز درست نہیں ہوتی۔

آیا مسجد کا کمرہ اور برآمدہ اور صحن تینوں علیحدہ علیحدہ مقام تصور کئے جائیں گے یا یہ ایک مقام تصور کیا جائے گا۔

مفصل جواب عطا فرما کر شکر یہ کا موقع دیں۔ والسلام محمد خلیل، حال مقیم، کراچی

۷۸۶ الجواب: بہار شریعت حصہ سوم میں شرائط اقتداء کے تحت جہاں آپ کا بتایا ہوا مسئلہ مذکور ہے اس سے متصل یہ بھی مذکور ہے کہ جو مسجد بہت بڑی نہ ہو، اس میں امام اگرچہ محراب میں ہو، مقتدی معہائے مسجد میں اس کی اقتداء کر سکتا ہے۔ (عالمگیری) تو جس نے کمرہ مسجد کو دالان اور صحن مسجد سے علیحدہ قرار دیا بایں معنی کہ اقتداء درست نہ ہوئی اس نے غلط کہا۔ ہاں امام کو محراب میں تنہا کھڑے ہونے کی اجازت نہیں یعنی محراب میں امام کا بے ضرورت بحالت امامت کھڑا ہونا کہ پاؤں محراب کے اندر ہوں یہ مکروہ ہے۔ ہاں پاؤں باہر اور سجدہ محراب و در میں ہو تو کراہت نہیں۔ اور اگر کسی مجبوری کے تحت امام محراب میں اور مقتدی دروں (دروازوں) میں کھڑے ہو کر نماز ادا کریں تو اب کوئی کراہت بھی نہیں کہ یہ ضرورت ہے اور الضرورات تبیح المحذورات شریعت کا قاعدہ کلیہ ہے۔ آئندہ کوئی ایسا موقع آئے کہ امام کو اندر کے حصہ میں کھڑا ہونا پڑے تو اپنے ساتھ کم از کم ایک صف اندر بھی قائم کر لی جائے تاکہ کسی کو اغواء (بہکانے) کا موقع نہ ملے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ

مسجد میں تعلیم دینے کی شرائط

سوال: عالی جناب قبلہ مفتی محمد خلیل خان برکاتی صاحب، مسجد کے اندر تعلیم دینے کی شرائط بیان فرمائیں۔

ممبران کمیٹی، عبدالکریم، عبدالغنی، مکہ مسجد، لالوانی گلی، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: مسجد میں تعلیم بشرائط جائز ہے۔ (۱) تعلیم دینی ہو۔ (۲) معلم سنی صحیح العقیدہ ہونہ وہابی وغیرہ بدین کہ وہ تعلیم کفر و ضلال دے گا۔ (۳) معلم بلا اجرت تعلیم کر دے کہ اجرت سے، کار دنیا ہو جائے گا۔ (۴) نا سمجھ بچے نہ ہوں کہ مسجد کی بے ادبی کریں۔ (۵) جماعت پر جگہ تنگ نہ ہو کہ اصل مقصد مسجد، جماعت ہے۔ (۶) غل و شور سے نمازی کو ایذا نہ پہنچے۔ (۷) معلم خواہ طالب علم کسی کے بیٹھنے سے قطع صف نہ ہو (فتاویٰ رضویہ) لہذا یہ مدرسہ جو مسجد میں قائم ہے اگر ان شرائط کے مطابق ہے تو اس کا قائم رکھنا جائز و صحیح اور کار ثواب ہے۔ بلکہ اور جگہ میسر نہ ہو تو یہیں رکھیں تاکہ تعلیم قرآن کا سلسلہ بند نہ ہو۔ بچے مکلف نہیں۔ اگر وہ بلا وضو قرآن کریم کو ہاتھ لگائیں تو ان پر گناہ نہیں۔ یوں ہی مسجد میں ہوا خارج کریں تو ان پر مواخذہ نہیں۔ ہاں انہیں ادب سکھائیں گے۔ آداب مسجد و قرآن بتائیں گے۔ البتہ ایسے چھوٹے بچے جو پیشاب پاخانہ کو نہیں سمجھتے انہیں مسجد میں نہ آنے دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ صفر المظفر ۱۴۰۲ھ

مسجد میں سیاسی جھنڈا لگانا، مسجد کے حجرے میں سیاسی قائد کا فوٹو لگانا،

محراب میں اشتہار لگانا، امام کا چادر میں مونہ چھپالینا

سوال: عالی جناب مفتی اعظم صاحب، حیدرآباد، سندھ

مندرجہ ذیل سوالات کا مفصل جواب قرآن پاک، سنت کی روشنی میں دیا جائے۔

- (۱) کسی سیاسی مذہبی جماعت کا جھنڈا مسجد پر ہمیشہ کیلئے لگانا، کیا جائز ہے؟
- (۲) مسجد کے حجرہ میں جمعیت کے لیڈروں اور دیگر علماء دین کے فوٹو لگانا اور ان پر پھول چڑھانا کیا یہ بت پرستی نہیں ہے؟
- (۳) امام مسجد کا سورۃ فاتحہ شریف کی قرات کرتے ہوئے صراط المستقیم کی بجائے صراط المستیاقیم پڑھنا، یعنی اصل الفاظ کو بدل کر پڑھنے سے قرات میں فرق آتا ہے کیا ایسا پڑھنا جائز ہے؟
- (۴) مسجد کے اندر محراب میں اور ادھر ادھر مذہبی، سیاسی جلسے جلوسوں کے اشتہارات لگانا کہاں تک جائز ہے؟
- (۵) امام مسجد چادر اس طرح اوڑھتا ہے اور سارا مونہ چھپ جاتا ہے۔ ماتھے پر چادر حائل ہوتی ہے تو کیا سجدہ ہو جاتا ہے؟ پھر یہ چادر کے دونوں سرے چھوٹ کر رکوع، سجدہ کرتا ہے کیا یہ جائز ہے؟

المستفتی۔ فقیر اجمل حسین صدیقی القادری، صدر جماعت اہل سنت حنفیہ غوثیہ، لیاقت کالونی
۷۸۶ الجواب: اگر وہ جھنڈا واقعی کسی سیاسی جماعت کا ہے تو مسجد سے اسے دور ہی رکھا جائے۔ ورنہ خود سنی مسلمانوں میں جو اس جماعت سے منسلک نہیں انتشار و افتراق پھیلنے کا اندیشہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) جمعیت کے لیڈر تو کیا، کسی بڑے سے بڑے معظم دینی کی تصویر بھی اس طرح آویزاں کرنا، جسے اس کی تعظیم پر محمول کیا جائے۔ شرعاً خود حرام و ناجائز اور رحمت کے فرشتوں کے دخول سے مانع ہے۔ نہ کہ اس پر ہار ڈالنا۔ کہ بد سے بدتر کی طرف اقدام ہے۔ امام صاحب پر لازم ہے کہ ان فوٹوؤں کو فوراً اتار لیں اور ناواقف مسلمانوں کیلئے فتنہ و فساد اور گمراہی و کجروی کا دروازہ نہ کھولیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) امام اگر صحیح طور پر الفاظ کی ادائیگی پر قادر نہیں تو اسے امام بنانا ہی نہیں چاہیے۔ لفظ ”مستقیم“ کا یہ تلفظ تو کسی جاہل محض سے بھی سننے میں نہ آیا۔ نہ کہ کسی امام مسجد سے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) خالص مذہبی مجلسوں کے اشتہارات اگر ایسی جگہ چسپاں یا آویزاں کر دئے جائیں جہاں دوران نماز، نمازیوں کی نگاہ نہ پڑے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں البتہ مسجد کو دور حاضر کی سیاست سے جہاں تک امکان میں ہو دور ہی رکھیں۔ یہ مسلمانوں پر احسان ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) چادر پیشانی پر آجائے تو اس سے سجدہ میں تو کوئی فرق نہیں آتا بشرطیکہ پیشانی زمین پر خوب جم جائے لیکن اس طرح اوڑھنا کہ اس کے دونوں کنارے لٹکتے رہیں یہ ضرور مکروہ تحریمی ہے اور اس نماز کا اعادہ واجب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ ربیع الآخر ۱۴۰۲ھ

مسجد کو دیران کرنا، عذاب کا مستحق ہونا ہے

سوال: مسلمانوں کا ایک چھوٹا ٹوٹھ ہے اس میں ایک مسجد شریف پہلے سے ہے لیکن وہ زیادہ مناسب جگہ پر نہیں ہے اس

جگہ ہوا کم آتی ہے اور پچھر زیادہ ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں گوٹھ کی گلیوں کے قریب ہے اس وجہ سے باہر کے مسافر نمازیوں کو بہت دقت ہوتی ہے۔

کیا شریعت محمدی ﷺ کے بموجب، اس مسجد کو چھوڑ کر دوسری مسجد زیادہ موزوں اور سہولت کی جگہ تعمیر کرنا جائز ہے یا نہیں؟ گوٹھ میں مقیم لوگوں کے دو خیال ہیں بعض مسجد قدیم کے حق میں اور بعض مسجد جدید کی تعمیر میں راضی ہیں۔

السائل شاعر احمد لغاری، ساکن ٹنڈو محمد خان

۷۸۶ جواب: مسجد جب تعمیر ہوگئی تو اس کی حفاظت و آبادی، وہاں کے رہنے والے مسلمانوں پر فرض ہے۔ لہذا دوسری مسجد کی تعمیر سے اگر یہ اندیشہ ہو کہ پہلی مسجد ویران ہو جائے گی اور وہاں بیچ وقت نماز نہ ہو سکے گی تو یہ خود اپنی جگہ ایک وبال عظیم ہے اور ویرانی مسجد کی سعی، اور سعی فی خرابیہا میں داخل ہے۔ اور مسجد کی ویرانی کے جو لوگ باعث و ذمہ دار ہوں یا ان کے کسی فعل سے مسجد ویران ہو جائے تو قرآن کریم کے الفاظ میں وہ ظالموں میں شامل ہیں اور ان کیلئے دنیا و آخرت میں عذاب عظیم کی وعید۔

قال الله تعالى 'وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسْجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذْكَرَ فِيهِ اسْمُهُ وَسَعَىٰ فِي خَرَابِهَا' (البقرہ: 114)۔ واللہ تعالیٰ اعلم
العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ شوال المکرم ۱۴۰۲ھ

مسافر کو قصر صرف فرض میں ہے، سنت میں نہیں / قدیم مسجد کا بچا ہوا سامان کہاں فروخت کریں؟

سوال: عرضداشت برائے مسئلہ شرعی، کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: سفر کے دوران جو چار رکعت میں دو کی تخفیف کی گئی ہے اس میں سنتیں، مستحب، یا موکدہ، اور نوافل کے ادا کرنے کی ممانعت ہے یا وہ پڑھنی ضروری ہیں۔ عرض ہے کہ جواب فقہ حنفی کے مطابق کسی فقہ کی کتاب کی عبارت کے ساتھ ہو تو نوازش۔

(۲) ایک مسلمان ایک مسجد شریف، نئی مسجد پرانی مسجد کی جگہ بنا رہا ہے تو اس پرانی عمارت سے جو سامان مثلاً دروازے، کھڑکیاں، اور شہتیر وغیرہ یا اینٹیں پکی یا کچی اس سامان کا مصرف کہاں کیا جائے۔ آیا وہ فروخت کر کے نئی مسجد کی تعمیر میں لایا جاسکتا ہے یا نہیں یا کسی اور بننے والی مسجد میں استعمال کیلئے قیمت یا خیرات کے بطور دینا جائز ہوگا۔ بیوا، تو جروا عند اللہ۔ جواب فقہ حنفی کی کتاب کے حوالے ساتھ۔
المکتبس سید عطا محمد شاہ، ساکن ضلع جیکب آباد

۷۸۶ جواب: سنتوں میں قصر نہیں بلکہ پوری پڑھی جائیں گی۔ البتہ خوف اور رواروی کی حالت میں معاف ہیں اور امن کی حالت میں پڑھی جائیں۔ عالمگیری میں ہے ولا قصر فی السنن، وبعضہم جوزوا للمسافر ترک السنن، والمختار انه لا یاتی بھافی حاله الخوف ویاتی بھافی حال القرار والامن۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) اگر معاذ اللہ مسجد کی کچھ بنا منہدم ہو جائے یا اس میں ضعف آنے کے سبب خود منہدم کر کے از سر نو تجدید عمارت کریں اور نئے سرے سے تعمیر کریں تو اب جو اینٹوں کڑیوں تختوں کے ٹکڑے، مسجد کی حاجت سے زائد بچیں کہ (۱) عمارت مسجد کے کام میں اب یا آئندہ نہ آسکیں اور (۲) دوسرے وقت حاجت کیلئے اٹھا رکھنے میں ان کے ضائع ہو جانے کا اندیشہ ہو تو ان دو شرطوں سے

(جواب بھی مذکور ہوئیں) ان کی بیچ میں مضائقہ نہیں۔ عام مسلمانوں کی موجودگی میں ان چیزوں کو بیچ کر دیں اور اس کی قیمت محفوظ رکھیں کہ عمارت و تعمیر ہی کے کام آئے۔ کسی اور کام میں نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ بحوالہ ہندیہ و تاتارخانیہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ

خطبہ کس طرح بیٹھ کر سننے؟ جمعہ کے فرض کے بعد کی سنتیں چھوڑنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین درج ذیل مسائل کے بارے میں کہ

(۱) نماز جمعہ کھڑی ہونے سے پہلے خطبہ جو امام صاحب پڑھتے ہیں اس میں بہت سے لوگ تو بیٹھ کر بڑے خضوع و خشوع میں دونوں ہاتھ زانو پر رکھ کر بیٹھے رہتے ہیں جیسے نماز پڑھ رہے ہوں اور بہت سے ایسا نہیں کرتے اس کے متعلق تحریر فرمائیں۔ کونسا طریقہ احسن ہے۔

(۲) بہت سے لوگ سنتیں پڑھنے کے بعد صرف جمعہ کے دو فرض پڑھ کر چلے جاتے ہیں اس کے متعلق بھی تحریر فرمائیں۔

(۳) اگر مندرجہ بالا اور اس جیسی مزید معلومات پر مشتمل کوئی کتب آپ کے ہاں ہیں تو ان کے بارے میں بھی تحریر فرمائیں کتابوں کے نام بھی لکھیں۔ شکریہ

۷۸۶ الجواب: مسجد میں یوں بھی باادب بیٹھنا چاہیے اور حالت خطبہ، جمعہ میں، اس کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔

بزرگوں میں جو طریقہ معمول رہا ہے وہ یہی دوزانو بیٹھنا ہے۔ جو ایسا نہیں کرتے برا کرتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) جمعہ کی سنت بعد یہ نہ پڑھنا، اور بلا عذر اس کے چھوڑنے کی عادت بنالینا، یقیناً گناہ ہے اور اس کا ارتکاب کرنے

والے گناہگار۔ مگر جو فرض نہیں پڑھتے ان سے اس کی کیا شکایت۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) کتاب دیدی گئی۔ (ہماری نماز، سنی بہشتی زیور)

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ رمضان المبارک ۱۴۰۳ھ

امام تنہا مقتدیوں سے دوفٹ اونچا کھڑا ہو تو مکروہ تحریمی ہے

سوال: مکرمی محترمی جناب مفتی صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج عالی!

امید والا جناب خوش و خرم ہوں گے خدا آپ کو ہمیشہ خوش رکھے آمین۔ رقعہ حامل ہذا کو آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں کچھ مسائل دینی پر آپ روشنی ڈال کر تحریری طور پر مطمئن فرمائیں۔ بندہ شکر گزار ہوگا۔ دوسری عرض ہے کہ ایک مسئلہ میرا بھی ہے وہ بھی برائے کرم حل فرمادیں۔

جامع مسجد ربانی کا صحن تقریباً دوفٹ اوپر والی سطح سے نیچا ہے یعنی مسجد شریف دوفٹ اوپر ہے اور صحن تقریباً دوفٹ نیچا

ہے شریعت کے اطوار سے یہ صحیح ہے یا نہیں۔ نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟

(۲) مسجد شریف کے تعمیری کام یا دوسرے انتظامی امور میں مداخلت کرنا اور ایسا شر پیدا کرنا جس سے چلتا ہوا کام رک

جانے کا خطرہ ہوا اگر کوئی شخص آئے دن ایسی حرکتیں کرتا ہو اس کے لئے شریعت میں کیا حکم ہے۔ تحریر فرمادیں۔

نیاز مند، دعا گو حاجی محمد قیوم سمیکی قادری، لطیف آباد نمبر ۱۱

۷۸۶ الجواب: اتنی سطح بلند پر اگر تنہا امام کھڑا ہو تو البتہ نماز مکروہ تحریمی ہے اور اگر اس کے ساتھ کچھ مقتدی بھی ہوں مثلاً ایک صف امام کے ساتھ بلند حصے پر ہے اور باقی صفیں، نچلی سطح پر، محض مسجد میں ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں، نماز بلا کراہت درست ہے۔ (در مختار وغیرہ) واللہ اعلم

(۲) تعمیر مسجد میں رخسہ اندازی کرنا، بلا ضرورت انتظامی امور میں مداخلت کرنا، فتنہ انگیزی اور مسلمانوں میں انتشار پھیلانا ہے۔ ہر مسلمان کو اس سے دور بھاگنا چاہیے۔ خصوصاً جبکہ معاملہ مسجد کا ہو کہ کہیں وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ قَنَعَ مَسْجِدَ اللَّهِ (بقرہ: ۱۱۴) کے زمرے میں اس کا شمار نہ ہو جائے اور مسجد کو دیران کرنے والوں میں نہ گردانا جائے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ کوشش کریں کہ وہ نری سے راہ راست پر آجائے۔ اور اگر اس کی شکایت جائز ہے تو اس کا ازالہ کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ شوال المکرم ۱۴۰۳ھ

مسجد کے لئے خریدا گیا پلاٹ مسجد کی ملک ہے

سوال: عرض خدمت ہے کہ مسجد نورانی کے برابر ایک پلاٹ تھا جو کہ کمیٹی نے اس مسجد کے پیسوں سے خریدا ہے۔ مسجد بیع کرنے کے لئے یہ پلاٹ خریدا تھا۔ اس پلاٹ کی بنیادیں بھر چکی ہیں پلاٹ کے سامنے ایک مزار ہے ہم نے اس مزار کا راستہ ۸ فٹ چھوڑا ہوا ہے مزار والے کہتے ہیں کہ مسجد کا جو بنیاد بھرا ہوا پلاٹ ہے اس میں سے کچھ حصہ ہمیں دے دو اور اس کے پیسے وغیرہ ہم سے لے لو۔ آیا! ہم ان سے پیسے لے سکتے ہیں یا کہ نہیں۔ حالانکہ ہم اس مسجد کے پلاٹ کی بنیاد بھر چکے ہیں اور پلاٹ کو مسجد کے ساتھ ملانا چاہتے ہیں۔ ایسی حالت میں ہم پیسے لے لیں یا کہ نہیں؟ مسجد کے لئے وہ پلاٹ ہم نے ایک آدمی سے خریدا ہے۔ جو اس پلاٹ کا مالک تھا۔ شریعت محمدی ﷺ کے جو احکامات ہوں برائے مہربانی تحریر فرمائیں۔

فقط خطیب مسجد نورانی، پریٹ آباد، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: جبکہ وہ پلاٹ مسجد کے پیسوں سے، مسجد ہی کے لئے خریدا کر، مسجد ہی کے لئے وقف کر دیا گیا اور فی الجملہ تعمیر کا کام شروع ہو گیا تو اب اس پلاٹ کو کیسے بیچا جاسکتا ہے۔ اور مسجد ہی کے لئے رہے گا۔ مسجد کی ہی ملک قرار پائے گا۔ مسجد کا ایک حصہ ہے۔ کسی کو اس کے فروخت کرنے کا اختیار نہیں (عامہ، کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳ محرم الحرام ۱۴۰۴ھ

کر رسول ﷺ ذکر الہی ہے، مسجد میں جائز ہے، مسجد کی صفیں دریاں کرایہ پر دینا ناجائز ہے،

میلاد شریف میں رکاوٹ ڈالنا وہابیہ کا کام ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسجد شریف میں ذکر میلاد شریف ﷺ کرنا اور

مسجد شریف کی کسی چیز کا کرایہ طلب کرنا اور ذکر میلاد النبی ﷺ میں رکاوٹ ڈالنا جائز ہے نہیں؟

حاجی یسین خان، لطیف آباد نمبر ۶، حیدر آباد، سندھ

۸۶۔ **الجواب:** مجلس میلاد مبارک کے روایات صحیحہ سے ہو اور مثلاً ”کتاب الشفاء“ سے ابواب پڑھے جائیں، مطابق شرع مطہرہ ہوں تو مسجد میں بھی جائز ہے کہ مساجد ذکر الہی کے لئے بنیں اور نبی اکرم ﷺ کا ذکر بھی ذکر الہی ہے۔ حدیث میں ہے کہ جعلتک ذکرا من ذکری فمن ذکرک فقد ذکرنی۔ میں نے تمہیں اپنے ذکر میں سے ایک ذکر بنایا تو جس نے تمہارا ذکر کیا اس نے میرا ذکر کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ عوام المسلمین جبکہ مسجد کی چیزیں مسجد میں رہتے ہوئے اپنے استعمال میں لائیں اور یہ چیزیں ہیں بھی عوام کے لئے تو ان کا کرایہ طلب کرنے کا کسی کو حق نہیں۔ مثلاً لاؤڈ اسپیکر، جاء نمازیں، چٹائیاں وغیرہ کہ یہ سب چیزیں عوام کے لئے ہی لی جاتی ہیں جن سے وہ مسجد میں فائدہ اٹھاتے ہیں اس پر کرایہ طلب کرنا کیا معنی، ہاں جو چیزیں اس لئے مسجد میں مہیا کی جائیں کہ وہ کرایہ پر اٹھائی جائیں اور ان کی آمدنی مسجد میں صرف ہو تو بلاشبہ ان کا کرایہ وصول کرنا جائز اور حق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ ان علاقوں میں میلاد شریف کی محافل میں رکاوٹ ڈالنا، اور ان کی طرف سے کراہت لانا، عموماً اصول و ہابیت کے ماتحت پایا جاتا ہے اور وہابیت خود بڑی گمراہی ہے اور مسلمانوں کو اس مجلس مبارک سے روکنے کا ایسوں کو کوئی حق نہیں۔ مسلمان انہیں منہ نہ لگائیں اور کسی فتنہ انگیزی کے بغیر بذوق و شوق ان مجالس کو برپا رکھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۳ھ

ٹوپی سے نماز قیامت میں نسب سیاہ خضاب

سوال: عالی جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، عرض یہ ہے کہ

۱۔ پیش امام صاحب ٹوپی سے نماز پڑھا سکتے ہیں یا نہیں؟ ۲۔ مرنے کے بعد قبر سے لے کر حشر تک ماں کے نام سے پکارا جائے گا یا کہ باپ کے نام سے؟ ۳۔ غسل اور وضو کے پانی کی مقدار کتنی ہونی چاہئے؟ ۴۔ پیش امام صاحب سفید داڑھی کو کالی کر کے نماز پڑھاتے ہیں یہ جائز ہے یا کہ ناجائز ہے؟ ۵۔ مسجد کے صحن میں چار پائی ڈال کر سونا لیا جائز ہے یا ناجائز؟ آپ ہمیں ان مسائل سے آگاہ کریں اور شکریہ کا موقع دیں۔ السائل، حسن خان، امریکن کواٹرز حیدر آباد

۸۶۔ **الجواب:** ۱۔ صرف ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا بھی درست ہے اور پڑھنا بھی۔ البتہ بہتر عمامہ باندھ کر پڑھنا ہے کہ

سنت نبوی ﷺ ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ بعض مقامات پر ماں کی طرف، نسبت کر کے اور بعض مقامات پر باپ کی طرف نسبت کر کے۔ روایتیں دونوں قسم کی ہیں

اور ان میں باہمی مطابقت کی بھی صورت ذہن میں آتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ اسراف وضو خواہ غسل میں اگرچہ آدمی نہر کے کنارے پر ہو حرام و گناہ ہے۔ اور کوئی خاص مقدار شرعاً مقرر نہیں کہ ایک دہلا

پتلا دوسرا کچھ شحیم۔ ایک کے بدن پر بال دوسرے کا بدن صاف۔ تو ایک ہی مقدار سب کے لئے کیوں کر ممکن۔ (فتاویٰ رضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ سیاہ خضاب مرد کے لئے حرام ہے اور اس کا ارتکاب شرعاً ناجائز اور جو کسی امر ناجائز و حرام کا مرتکب وہ وہ فاسق معلن ہے اور فاسق معلن کو امام بنانا گناہ۔ اس کے پیچھے نماز پڑھنا اگرچہ تراویح ہو، مکروہ تحریمی کہ اس کا دوبارہ پڑھنا واجب۔ (کبیری، فتاویٰ رضویہ وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۵۔ کوئی وجہ شرعی نہ ہو تو مسجد میں سونا ہی کہاں جائز ہے نہ کہ پلنگ بچھا کر کہ اس میں مسجد کی حرمت لوگوں کی نگاہوں میں سے ختم ہو جاتی ہے۔ پھر لوگ مسجد کو چوپال بنائیں گے۔ لہذا اس سے دور بھاگنا ہی سلامتی کی راہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکیم رمضان المبارک ۱۳۸۰ھ

مسجد میں سلام کرنا جبکہ لوگ نماز میں مشغول ہوں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: اگر کوئی شخص مسجد میں داخل ہو اور سلام با آواز بلند کہے جبکہ کچھ لوگ سختیں پڑھ رہے ہوں اور کوئی تسبیح وغیرہ میں مشغول ہو تو اس طرح سلام با آواز بلند کہنا جائز ہے یا نہیں؟

السائل عبد الجبار خان، ٹنڈو آدم

۷۸۶ جواب: ہوا لموفق للصواب: سلام اس لئے ہوتا ہے کہ ملاقات کرنے کو جو شخص آئے وہ سلام کرے کہ زائر اور ملاقات کرنے والے کی یہ تحیت ہے لہذا جو شخص مسجد میں آیا اور حاضرین مسجد تلاوت قرآن، تسبیح و درود میں مشغول ہیں یا انتظار نماز میں بیٹھے ہیں تو سلام نہ کرے کہ یہ سلام کا وقت نہیں۔ اسی لئے فقہا فرماتے ہیں کہ لوگوں کو اختیار ہے کہ جواب دیں یا نہ دیں۔ ہاں اگر کوئی شخص مسجد میں اس لئے بیٹھا ہے کہ لوگ اس کے پاس ملاقات کو آئیں تو آنے والے سلام کریں۔ (عالمگیری)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۹۸۵/۲/۲۳ء

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید

مسجد میں انگریزی پڑھنا

سوال: جناب عالی گزارش یہ ہے کہ: مسجد میں بیٹھ کر انگلش پڑھنا جائز ہے یا ناجائز؟ آپ اس بات پر روشنی ڈال کر مجھ کو مشکور فرمائیں۔ شکر یہ السائل محمد عاقل، پختہ قلعہ حیدر آباد

۷۸۶ جواب: ہمیں رسول اکرم ﷺ نے یہاں ایک قاعدہ کلیہ عطا فرمایا ہے۔ جس سے اس قسم کے تمام سوالات کا حکم صاف ہو جاتا ہے۔ فرماتے ہیں حضور اکرم ﷺ جو کسی شخص کو سنے کہ مسجد میں اپنی گمشدہ چیز دریافت کرتا ہے تو اس پر واجب ہے کہ اس سے کہے کہ اللہ تیری گمشدہ چیز تجھے نہ ملے مسجد میں اس لئے نہیں بنیں۔ خط کشیدہ الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر ان احتمالات کا دروازہ کھولا جائے تو زمانے فاسد ہے اور دل میں خوف خدا کی کمی، مسجدیں چوپال ہو جائیں گی اور ان کی بے حرمتی ہوگی اور جبکہ دنیاوی علم کی کتابیں پڑھنے سے مسجد کی روشنی اور پنکھے بھی کام میں لائے جائیں تو یہ مسجد کے مال کا

ضائع کرنا بھی ہوگا اور شناعت زیادہ ہوگی۔ مسجد کی انتظامیہ کو حق ہے کہ وہ ایسے امور سے مسجد کو پاک رکھے اور اس قسم کے لوگوں کو مسجد میں انگریزی کتابیں نہ دیکھنے دیں۔ مدرسہ و مسجد میں خدا عزوجل اور رسول ﷺ کا ذکر ہوتا ہے نہ کہ خالص دنیاوی علوم جو لوگوں کو دین سے دور کر رہے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ ربیع الآخر ۱۳۸۸ھ

مسجد شہید ہو جائے اور آئندہ اس کے آباد ہونے کا امکان نہ ہو

سوال: محترم جناب حضرت علامہ مفتی اعظم مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، آپ سے ایک مسئلہ کے بارے میں پوچھنا ہے کہ: کوئی مسجد شہید ہو جائے اور آئندہ اس کے آباد ہونے کا کوئی امکان یا توقع نہ ہو تو اس میں کوئی دوسرا کام کرنا یا مقبرہ بنانا جائز ہے یا نہیں؟ یعنی مسجد کی وہ جگہ کسی دوسرے مصرف میں لائی جاسکتی ہے؟ السائل سلطان روم ہزارہ سوات

۷۸۶ جواب: مسجد معاذ اللہ ویران مطلق ہو جائے اور اس کی آبادی کی کوئی شکل نہ رہے تو ایک روایت میں باذن اللہ قاضی اسلام و حاکم و شرع، اس کا سامان وغیرہ بیچ کر دوسری مسجد میں صرف کر سکتے ہیں اور جہاں ایسی ضرورت آپڑے اس روایت پر عمل کرنا جائز ہے۔ خصوصاً اس زمانہ میں کہ اگر اس کا سامان وغیرہ دوسری مسجد میں صرف نہ کیا گیا تو چور اچکے اسے اپنے کام میں لائیں گے۔ درمختار میں ہے لو ضرب ماحولہ واستغنی عنہ یبقی مسجد عند الامام ابداً اوبہ یفتی وعن ینقل الی مسجد آخر باذن القاضی اور یہی عبارت یہ بتا رہی ہے کہ اگرچہ اس کا سامان وغیرہ دوسری مسجد میں صرف کرنا جائز ہے لیکن اس سے اس کی مسجدیت یعنی اس کا مسجد ہونا ختم نہیں ہوا ہے اس کی وقفیت یعنی زمین کا موقوف ہونا ختم نہیں ہوا اس لئے معنوی اعتبار سے وہ اب بھی مسجد و وقف ہے۔ واقف کی ملک کی طرف واپسی نہ ہوگی اور نہ اسے یہ اختیار ہوگا کہ وہ خود اپنے لئے اس قطعہ زمین کو فروخت کر دے اور اس کی قیمت اپنے کام میں لائے۔ یوہیں کسی اور کے لئے یہ جائز نہیں کہ اسے توڑ پھوڑ کر زمین ہموار کر دے اینٹ پتھر مقبرہ وغیرہ بنانا بھی درست نہیں کہ وہ قیامت تک مسجد ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ اسے آباد کریں اور یہ کہ اس کے آباد ہونے کی کوئی توقع نہیں بے محل بات ہے۔ کم از کم آنے جانے والے تو نماز پڑھ ہی لیں گے۔ درمختار میں ہے فلا یعود میراثاً ولا یجوز نقلہ و نقل مالہ علی مسجد آخر وهو الفتوی۔ اسی میں فرمایا ولو خرب المسجد و ماحولہ و تفقر الناس عنہ لا یعود الی ملک الواقف الخ۔ فقیر نے تو ان عبارات سے یہی ثابت کیا کہ وہاں کوئی اور عمارت تعمیر نہیں کی جاسکتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اگر کوئی معمر مفتی اسلام اس کے خلاف فتویٰ دے تو اس فقیر کو مطلع فرمائیں۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ صفر المظفر ۱۴۰۰ھ

مقابلے میں دوسری مسجد بنانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک پیش امام کو کسی وجہ سے مسجد کے اصلی معماروں

نے ہٹا دیا اور جب سے مسجد کے پیش امام اور اس کی خود ساختہ کمیٹی سے حساب طلب کیا گیا ہے، حساب دیئے بغیر پیش امام اور اس کی خود ساختہ کمیٹی اسی محلہ میں دوسری مسجد تعمیر کرنے پر تیار ہو گئے ہیں۔ دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ ایک مسلک کی مسجد موجود ہے، اسی مسلک کے لوگ اس کے مقابلہ میں دوسری مسجد تعمیر کرنے پر تیار ہو گئے۔ کیا ان لوگوں کو اور پیش امام کو ایسا کرنا جائز ہے؟ کیا ایک مسجد کو نقصان پہنچانے کی خاطر دوسری مسجد بنائی جاسکتی ہے یا نہیں؟ کیا ایک مسجد کا چندہ دوسری نئی مسجد پر لگ سکتا ہے یا نہیں؟ فقط السائل داؤد خان، ٹنڈوالہیار، ۱۹/۷/۱۹۸۳ء

۷۸۶ جواب: ذرا اسی بات پر مشتعل ہو کر اپنی مسجد اپنے ہی بھائیوں سے بگاڑ کر بنالینا، مسلمانوں کو زیب نہیں دیتا۔ آپس میں اتفاق و اتحاد سے رہیں اور اپنی بات اپنی مونچھ اپنی شان کے لئے یہ افتراق و انتشار نہ پھیلائیں اور اگر مقصود افتراق و انتشار نہیں بلکہ دوسری جماعت یہ سمجھتی ہے کہ باہمی رنجش کے سبب ایک جگہ جمع ہونا مناسب نہیں اور نماز بے مسجد ادا کرنا نہیں چاہئے لہذا دوسری مسجد بہ نیت بجا آوری نماز ہی بنانا چاہتے ہیں تو اس دوسری عمارت کے مسجد کے ہونے اور اس میں نماز جائز و موجب ثواب ہونے میں کوئی شک نہیں۔ اور نیت یہی ہو تو اس نیت کی حالت میں یہ لوگ جماعت میں پھوٹ ڈالنے والے بھی نہیں ٹھہر سکتے کہ ان کا مقصود اپنی نماز باجماعت ادا کرنا ہے نہ کہ دوسری جماعت میں تفرقہ کرنا۔ بہر حال نیت کا حال اللہ عزوجل خوب جانتا ہے۔ پھر بھی حتی الامکان اس تفرقہ کو مٹانے اور باہم شیر و شکر رہنے کی پوری کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ توفیق خیر بخشے والا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)۔ البتہ ایک مسجد کا چندہ دوسری مسجد میں نہیں لگ سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد ظلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ شوال المکرم ۱۴۰۳ھ

مسجد کے لئے زمین وقف کی تو واپس لینے کا اختیار نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید کی زمین ہے۔ جس میں محلے کے لوگوں نے بغیر اجازت نماز پڑھنی شروع کی، پھر زید سے اجازت طلب کی کہ اگر آپ اجازت دیں تو ہم اس میں صرف مسجد بنالیں۔ زید نے صرف مسجد بنانے کی اجازت دی۔ لوگوں نے مسجد کی تعمیر کی اور بقیہ زمین پر بغیر اجازت کے مکانات تعمیر کئے مسجد کی آمدنی کے لئے۔ اب زید کہتا ہے کہ میں نے صرف مسجد کی اجازت دی تھی۔ باقی ماندہ چیز میری ہے اس میں میں کچھ تعمیر کروں وہ میری ہے اگر تم میری جگہ کو نہیں چھوڑتے ہو تو میں مسجد کی تعمیر کی اجازت بھی نہیں دیتا ہوں۔ تمہاری نماز اس میں نہیں ہوتی ہے اس لئے کہ تم نے مجھے میری زمین سے محروم کرنے کے لئے مسجد تعمیر کی ہے۔ تو یہ مسجد فراڈ ہے اور اس میں نماز جائز نہیں۔ یہ شرط تھی کہ مسجد کا متولی میں رہوں گا یا میرا لڑکا ہوگا۔ اس بات کا پورا محملہ گواہ ہے کہ مسجد میری ہے اور یہ جائیداد میری ہے۔ فقط السائل

۷۸۶ جواب: زید نے جب اپنی مملوکہ زمین پر مسجد بنانے کی اجازت دے دی اور اس کی اجازت سے وہاں مسجد تعمیر کر لی گئی تو جتنی اراضی پر مسجد کی تعمیر ہوئی۔ اس پر زید کا کوئی حق باقی نہ رہا۔ عالمگیری وغیرہ میں ہے کہ مسجد کے لئے عمارت ضرور نہیں یعنی خالی زمین اگر کوئی شخص مسجد کر دے تو مسجد ہے مثلاً مالک زمین نے لوگوں سے کہہ دیا کہ اس میں نماز پڑھا کرو تو

وہ مسجد ہوگئی اور جو وہ مسجد ہوگئی تو اس کی ملک سے نکل گئی کہ اب نہ زید اسے باطل کر سکتا ہے۔ نہ اس میں میراث جاری ہوگی اور نہ بیع ہو سکتی ہے۔ نہ کسی اور کار خیر کی نیت سے اس کا ہبہ ہو سکتا ہے۔ اب اسے مسجد ضرار کہنا مسلمانوں کو اذیت دینا اور بڑی بے جا جسارت ہے۔ البتہ لوگوں نے زید کی جو زمین بلا اجازت اپنے قبضہ و تصرف میں لے کر وہاں تعمیر کر ڈالی یہ ان کا ظلم ہے اور اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ (البقرہ: 189) ایک دوسرے کا مال ناحق طور پر نہ کھاؤ نہ اڑاؤ اور رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ جس نے ایک بالشت زمین، ظلم کے طور پر لے لی۔ قیامت کے دن ساتوں زمینوں سے اتنا حصہ طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا۔ (بخاری و مسلم)۔ مناسب صورت میں زید کو صرف اتنا حصہ واپس لینے کا اختیار ہے اور بہتر یہ ہے کہ اتنے قطعہ اراضی کی مناسب قیمت لے کر مسجد کو فروخت کر دے اور یہ حصہ بھی مسجد کے لئے وقف کر دے تو نور علی نور۔ مسلمانوں کی خواہش بھی پوری ہو جائے گی اور اسے بھی ثواب عظیم ملتا رہے گا۔ بہر حال یہ اس کی مرضی پر موقوف ہے۔ جبراً کوئی اس سے نہیں لے سکتا اور جس شرط پر قطعہ اراضی پر مسجد تعمیر ہوئی ہے تو اس شرط کا لحاظ و اعتبار لازم ہے جو زید نے اسے مسجد بناتے وقت لگائی تھی یعنی میں خود یا میرا لڑکا مسجد کا متولی رہے گا۔ پھر جب یہ اور اس کا لڑکا مسجد کا متولی ہو جائے تو اس پر ان احکام کی پابندی لازم ہوگی جو متولی وقف کے لئے ضرور ہیں۔ (در مختار وغیرہ) مثلاً یہ کہ وہ امانت دار ہو اور وقف کے کام کرنے پر قادر۔ نیز عاقل بالغ ہو اور ہوشیار و نیکو کار۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ جمادی الاخری ۱۴۰۳ھ

مسجد میں اگر عورت پڑھائے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: کیا عورت مسجد میں بچوں کو قرآن مجید کا درس دے سکتی ہے یا نہیں؟

فقط: سید مخدوم حسین

۷۸۶ الجواب: اس میں کوئی شک نہیں کہ مسجد میں آنے سے عورتوں کو روکنے سے صحیح احادیث میں ممانعت آئی اور فرمایا رسول اکرم ﷺ نے کہ اللہ کی باندیوں کو اللہ کی مسجدوں سے نہ روکو۔ بایں ہمہ ائمہ دین نے کہ مصالح شرع سے خوب واقف اور اطباء قلوب ہیں عورتوں کو جماعت و جمعہ و عید، درکنار وعظ کی حاضری سے بھی مطلقاً منع فرمایا اگرچہ بڑھیا ہو۔ اگرچہ رات ہو۔ صحیح و بخاری و مسلم وغیرہ میں ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ارشاد پاک اپنے زمانہ میں تھا کہ اگر نبی ﷺ ملاحظہ فرماتے جو باتیں عورتوں نے اب پیدا کی ہیں تو ضرور انہیں مسجد سے منع فرمادیتے، جیسے بنی اسرائیل کی عورتوں منع کی گئیں۔ پھر تابعین ہی کے زمانہ سے ائمہ نے ممانعت شروع فرمادی۔ پہلے جوان عورتوں کو پھر بوڑھیوں کو پہلے دن میں پھر رات کو بھی یہاں تک کہ حکم ممانعت عام ہو گیا۔ لہذا انصاف! کیا اس زمانے کی عورتیں فاحشہ تھیں یا اب صالحہ ہیں؟ یا جب فاحشات زائد تھیں اب، صالحات زائد ہیں؟ حاشا! بلکہ معاملہ بالکل برعکس ہے۔ تو جب ان خیر کے زمانوں میں عورتیں منع کردی گئیں اور کہاں سے گھر سے بالکل برابر مسجد میں جا کر نماز باجماعت ادا کرنے سے۔ تو کیا اس زمانہ پر فتن میں عورتوں

کو اس کی اجازت دے دی جائے گی کہ وہ مسجد میں جا کر پاکی و ناپاکی کی حالت میں بچوں اور بچوں کو قرآن پڑھائیں؟ ہرگز نہیں۔ مسجد کمیٹی پر لازم ہے کہ وہ اس فتنہ کا سد باب کرے۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴/ رمضان المبارک ۱۴۰۳ھ

مسجد کو شہید کر کے اوپر اور نیچے دوکان بنانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسجد کو شہید کر کے نئے سرے سے اوپری منزل پر لے جانا چاہتے ہیں، مسجد کے نیچے دوکان اور گودام بنانا چاہتے ہیں۔ واضح رہے اس وقت مسجد نیچے یعنی زمین پر واقع ہے۔ فقط سائل

۷۸۶ الجواب: مسجد ہو جانے کے بعد نہ اس کے نیچے دوکان بنائی جاسکتی ہے نہ اوپر مکان۔ (درمختار) مثلاً مسجد منہدم کر کے پھر سے تعمیر کرنا چاہتے ہیں اور پہلے اس کے نیچے دوکانیں نہ تھیں تو اب اس جدید مسجد میں جو کہ پہلے تھی اس میں دوکانیں نہیں بنوا سکتے کہ یہ تو پہلے ہی سے مسجد ہے۔ اب دوکان بنانے کے معنی یہ ہے کہ مسجد کو دوکان بنایا جائے اور یہ منع و ناجائز ہے۔ (برسار شایع)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱/ رزی قعد ۱۴۰۳ھ

غیر مسلم کے مال سے مسجد کی تعمیر

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسجد شریف کی تعمیر میں بوہری حضرات کا پیسہ لگ سکتا ہے یا نہیں؟ براہ کرم قرآن و سنت کی روشنی میں اس کا جواب عنایت فرمائیں۔

فقط والسلام عبدالرزاق قادری، ۱۱/ ۳/ ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وَ أَنَّ الْمَسْجِدَ لِلّٰهِ (البُن: ۱۸)**۔ مسجد اللہ کا گھر ہے اور مسلمانوں کی عبادت گاہ ہے لہذا مسجد کو مسلمانوں کے حلال و پاک مال سے تعمیر کیا جائے غیر مسلم اگر کچھ رقم تعمیر مسجد میں دے تو اس سے مسجد کے بیت الخلاء و غسل خانہ وغیرہ معمولی چیزیں جس پر عبادت نہ کی جاتی ہو بنانا جائز ہے۔ (عامہ کتب)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید، خادم دارالعلوم احسن البرکات حیدرآباد، ۳۱/ ۳/ ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح، قال تعالیٰ **إِنَّمَا يَعْزَمُ مَسْجِدَ اللَّهِ مِنْ أَصْنِ بِاللّٰهِ (توبہ: ۱۸)**

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۲۷/ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۳ھ

ذاتی اختلاف کی وجہ سے دوسری مسجد بنانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: چند ہزار نفوس پر مشتمل ایک رہائشی کالونی میں جبکہ بنیادی طور پر ایک جامع مسجد مکمل ہے پھر برآمدہ ہے اور آبادی و اکثریت اس میں باقاعدہ نماز پڑھتی ہے اور جہاں بیچ وقتہ باجماعت نماز پہلے ہی

سے ادا ہوتی ہے۔ اسی کالونی میں چند افراد جو خود پہلے اسی مسجد میں نماز باجماعت ادا کرتے رہے ہیں وہ اپنی ذاتی خواہش اور فرقہ وارانہ اختلافات کو بنیاد بنا کر اپنا مسلک مختلف ظاہر کر کے اسی کالونی کی موجودہ جامع مسجد کے بالکل ہی قریب ایک نئی مسجد کی تعمیر کر رہے ہیں۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں اس بارے میں اپنی وضاحت فرما کر مشکور فرمائیں کہ از روئے شریعت ان کا یہ اقدام جائز ہے یا ناجائز؟ فقط السائل۔ محمد ممتاز حسین ولد حاجی محمد حسین (مرحوم)، مورخہ ۲۵ ستمبر ۱۹۸۲ء

۷۸۶ الجواب: بلا ضرورت شرعیہ اتنے قریب دوسری مسجد بنانا مناسب نہیں بالخصوص اگر اس مسجد کے بنانے سے پہلی مسجد کی جماعت کم کرنا مقصود ہو تو اور بھی زیادہ گناہ ہے کیوں کہ یہ مسجد ضرار کے مشابہ ہو جائے گی۔ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ماتحت حکام کے نام ایک حکم جاری فرمایا کہ ہر محلہ میں مسجدیں بناؤ مگر ایسی مسجدیں نہ بناؤ جن سے پہلی مسجدوں کی جماعت توڑنا مقصود ہو تفصیلہ فی آداب المساجد عن الکشاف۔ البتہ اگر مسجد کے نمازیوں میں کسی وجہ سے اختلاف ہو تو بہتر تو اس وقت بھی یہی ہے کہ آپس میں صلح کی کوشش کی جائے اور ایک ہی مسجد میں سب نماز پڑھیں اور اگر واقعی اس مسجد کے بنانے سے محض یہی مقصود ہے کہ پہلی مسجد ویران ہو جائے اور اس کو ضرر پہنچ جائے تو حکماً مسجد ضرار ہے اور مسجد ضرار مسجد نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَا يَعْزَّمُ مَسْجِدَ اللَّهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ (توبہ: 18) ترجمہ: مسجدیں تو وہ بناتے ہیں جو اللہ پر ایمان لائے اور قیامت کے دن پر ایمان لائے۔ (فتاویٰ امجدیہ) لہذا مسجد اللہ کے لئے بنانی چاہئے اور جب بنانے والے کی نیت کا حال معلوم ہو جائے تو وہ حکماً مسجد ضرار کہلائے گی ورنہ مسجد ضرار کا حکم نہ دیں گے۔ (فتاویٰ امجدیہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۱۵ محرم الحرام ۱۴۰۴ھ

مسجد میں کسی کی گمشدگی کا اعلان کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ مسجد میں کسی بھی جانور یا رقم کے گم ہونے کا اعلان کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اس غرض سے کہ اس آواز کو سن کر وہ شخص رقم یا جانور کو واپس لوٹا دے گا جس کو یہ ملی ہوگی۔

۲۔ اور مسجد میں دنیاوی باتیں کرنا یا کسی بھی شخص کو چندہ کرنے کی اجازت ہے یا کہ نہیں؟ جبکہ چندہ مسجد کے مفاد یا دینی مقصد کے لئے نہ ہو محض سائل کا اپنا مقصد ہو۔

فقط السائل سبحان خان، جامع مسجد محمدیہ، جمہورنا کہ ٹنڈوالہیار، ۲۵/۱/۱۹۸۲ء

۷۸۶ الجواب: ۱۔ لاؤڈ اسپیکر مسجد سے باہر لا کر اعلان کیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجدوں

میں آوازیں بلند کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (ابن ماجہ وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ مسجد میں اپنے لئے سوال کرنا حرام ہے اور اس سائل کو دینا بھی منع۔ ہاں کسی دوسرے مسلمان محتاج بھائی یا کسی دینی کام کے لئے مسلمانوں کو اعانت پر آمادہ کرنا یا چندہ کرنا جائز بلکہ سنت سے ثابت ہے اور نیت بخیر ہو تو انشاء اللہ تعالیٰ باعث اجر و

ثواب بھی۔ (در مختار فتاویٰ رضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ ربیع الآخر ۱۴۰۴ھ

مسجد کا حصہ سڑک میں لینا

سوال: حضرت علامہ مولانا جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، سلام مسنون۔

براہ کرم اس مسئلے پر اسلام کی روشنی میں فتویٰ دیں کہ: ممتاز کالونی ایک کچی آبادی ہے جو کہ بغیر کسی نقشے اور پلاننگ کے قائم ہوئی ہے۔ اب اس میں ایک پکاروڈ نکالا جا رہا ہے۔ ایک کنارے پر مسجد ہے۔ دوسرے کنارے پر گھر ہیں (واضح رہے کہ گھر کے مکین موجودہ حالت میں انتہائی تنگی اور قلت سے گزر رہے ہیں) نقشہ کچھ اس طرح سے ہے کہ مسجد کافی اندر ہے اور بڑی جگہ باہر ہے ان کے ساتھ مسجد کی دوکانیں بنائی گئی ہیں اور کالونی کا مین راستہ بھی یہی ہے اگر دونوں سائڈ سے جگہ لی جاتی ہے تو اس سے مسجد قطعی متاثر نہیں ہوتی صرف مسجد کی دوکانیں تین تین چار چار فٹ اندر کی طرف چلی جاتی ہیں۔ جبکہ دوکانیں بارہ فٹ لمبی ہیں۔ اگر دونوں طرف سے روڈ کے بنانے کے لئے جگہ لی جائے مسجد کی دوکانوں سے کچھ جگہ لے لی جائے تو اس بارے میں علماء دین کیا فرماتے ہیں یہ اسلام میں جائز ہے یا نہیں؟ اس میں اسلامی نقطہ نظر سے فتویٰ دیجئے کہ آیا گھروں کے ساتھ مسجد کی دوکانوں کی کنگ بھی ہو تو اسلام میں اس کے لئے کیا حکم ہے؟

فقط السائل۔ عزیز الرحمن ولد حبیب الرحمن، ۲۵ مارچ ۱۹۸۴ء

۷۸۶ جواب: اللہم ہدایۃ الحق و الصواب اس میں شک نہیں کہ جو مسجد ناجائز طور پر بن گئی وہ بھی مسجد ہوگئی خواہ وہ زمین کی شکل میں ہو یا کچی پکی عمارت کی صورت میں ہو۔ اب کہ مسجد مکمل ہو چکی اور حکومت اپنے منصوبہ کے مطابق وہاں کشادہ سڑک نکالنا چاہتی ہے تو اس کی زد میں مسجد نہیں بلکہ وہ جگہ آتی ہے جو مسجد کے لئے دوکانیں بنانے کے لئے مختص کی گئی تھی اور رفاہ عامہ و مفاد عامہ کی خاطر حکومت کو ایسی زمین واپس لینے کا اختیار ہے۔ ہاں مسجد کو توڑنے اور منہدم و ویران کرنے کا اسے بھی اختیار نہیں ہے۔ شرعیہ یہ ہے کہ وہ جگہ جو مسجد میں اضافہ کرنے کے لئے خریدی گئی جب تک اسے مسجد نہ کریں وہ مسجد نہیں ہے۔ اور جب مسجد بنیں تو اسے دوسرے کام میں لاسکتے ہیں خصوصاً عوام کے مفاد کے لئے۔ (فتاویٰ امجدیہ وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۴ھ

مسجد میں نعت خوانی، شور و غل، ویڈیو فلم، داد دینا، مقابلہ کرانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میں بریلوی عقائد سے تعلق رکھتا ہوں۔ صلاۃ و سلام اور نعت رسول اللہ ﷺ پڑھنا، سننا، ثواب، اور قابل احترام ہے، اس کے حق میں ہوں عقیدت اور احترام کرتا ہوں۔ آج کل جس جوش و جذبہ کے تحت نعت خوانی کے پروگرام کا سلسلہ مساجد میں جاری ہے نعت خوانی کرانے والے حضرات مساجد کے اندر اور باہر بڑے بڑے لاؤڈ اسپیکر مانکرو فون لگاتے ہیں نعت شریف کا پروگرام شروع کرنے سے پہلے تنظیمین انجمن بار بار اپنا اپنی

انجمن اور مہمانان کا تعارف کراتے ہیں۔ نعت شریف پڑھنے سے پہلے نعت خواں حضرات کا سامعین سے تعارف کرایا جاتا ہے۔ ان کی دل کھول کر بڑھا چڑھا کر خوب تعریف کی جاتی ہے۔ جب نعت خواں حضرات نعت شریف پڑھنا شروع کرتے ہیں تو ان کے ہر ہر لفظ شعر اور آواز پر ان کو سامعین بلند آواز سے داد دیتے ہیں نذرانہ پیش کرتے ہیں۔ مشہور معروف نعت خواں حضرات نے اس کو آمدنی کا ذریعہ بنالیا ہے۔ اس میں ریڈیو ٹی وی کے نعت خوانوں کے علاوہ دیگر مقامی نعت خواں حضرات اور ان کے ساتھی بھی ہوتے ہیں۔

نعت خوانی کے سلسلے میں ابھی کچھ عرصہ ہوا کراچی کے ایک نعت خواں صدر، پاکستان نعت اکیڈمی کو مہمان خصوصی کی حیثیت سے مدعو کیا گیا۔ مسجد میں ان کی تاج پوشی کی گئی۔ نعت خوانی کا سلسلہ بعد نماز عشاء شروع ہوا جو تقریباً ڈھائی تین بجے تک جاری رہا۔ جب بھی نعت خوانی کے پروگرام ہوتے ہیں رات ڈھائی تین بجے تک جاری رہتے ہیں۔ مسجد میں واضح طور پر بورڈ آؤٹس ہیں کہ ”ضروری اطلاع۔ مسجد میں کسی قسم کا فوٹو یا فلم نہ اتاریں۔“ اس کے برعکس جب تک نعت خوانی کا پروگرام چلتا رہا، تاج پوشی اور نعت خوانی کی مسجد میں وڈیو فلم بنائی گئی۔ لاؤڈ اسپیکر کی آواز اتنی بلند اور شدید ہوتی ہے کہ محلہ اور پڑوس میں رہنے والے ہی کیا گھروں میں بیمار اور چھوٹے بچے بھی اٹھ جاتے ہیں روتے ہیں اور سو نہیں پاتے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسجد نہیں کوئی بڑا محفل خانہ ہے۔ مسجد میں نعت خوانی کے مقابلے کرائے جاتے ہیں۔ مسجد کی بجلی لاؤڈ اسپیکر کا بیجا اسراف ہوتا ہے۔

مندرجہ بالا طریقوں سے نعت خوانی، نعت خوانی کے مقابلے، تاج پوشی کرانا، وڈیو فلم بنانا، کہاں تک جائز ہے؟ اللہ اور رسول اکرم ﷺ کے احکام اور شریعت کی روشنی میں فتویٰ صادر فرمائیں۔

سید شوکت علی، حالی روڈ، حیدر آباد، ۲۴/۲۵ سوال المکرم ۱۴۰۴ھ

۸۶۷ جواب: مسجد میں شعر پڑھنا، ناجائز ہے البتہ اگر وہ شعر حمد و نعت و منقبت و وعظ و حکمت کا ہو تو جائز ہے (درمختار) مباح باتیں کرنا بھی مسجد میں جائز نہیں اور نہ بلند آواز کرنا جائز ہے (درمختار و صغیری) افسوس اس زمانہ میں مسجدوں کو لوگوں نے چوپال بنا رکھا ہے یہاں تک کہ بعضوں کو تو مسجدوں میں گالیاں بکتے دیکھا جاتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ (بہار شریعت) مسجد کے چراغ سے دینی کتب بنی اور درس و تدریس تہائی رات تک مطلقاً کر سکتا ہے اگرچہ جماعت ہو چکی ہو اور اس کے بعد کی اجازت نہیں مگر جہاں اس کے بعد تک جلنے کی عادت ہوتی ہو (عالمگیری) مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا مکروہ ہیں مسجد میں کلام کرنا نیکوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ یہ جائز کلام کے متعلق ہے ناجائز کلام کے گناہ کا کیا پوچھنا (درمختار۔ ردالمحتار) مسجد میں عقد نکاح کرنا مستحب ہے (عالمگیری) مگر یہ ضروری ہے کہ بوقت نکاح شور و غل اور ایسی باتیں جو احترام مسجد کے خلاف ہیں نہ ہونے پائیں لہذا اگر معلوم ہو کہ مسجد کے آداب کا لحاظ نہ رہے گا تو مسجد میں نکاح نہ پڑھوائیں۔ ان مندرجہ بالا احکام مساجد کی روشنی میں ہر مسلمان کو مسجد کا ادب و احترام لازم ہے لہذا مسجد میں فوٹو کھینچنا یا فلم بنانا منع ہے۔ نعت خوانی مسجد میں جائز ہے مگر مسجد کا ادب و احترام کا لحاظ رکھا جائے لاؤڈ اسپیکر پر نعت خوانی سے بیماروں یا بچوں یا سونے والوں کو تکلیف ہوتی ہو تو آواز کو صرف مسجد کے اندر محدود کریں کہ قرآن پاک اتنی بلند آواز سے پڑھنا کہ بیماروں یا

سونے والوں کو تکلیف ہونے سے منع ہے۔ مسجد کا لاؤڈ اسپیکر یا بجلی مسجد کی منظمہ اور اس کی کفالت کرنے والوں کی اجازت سے استعمال ہونا چاہئے۔ بہر صورت نعت خوانی ایک مستحسن کام ہے اس کے لئے آداب مسجد اور اہل محلہ کی تکلیف کا لحاظ رکھنا ہر مسلمان پر لازم ہے، اس طرح خواہ مخواہ نعت خوانی کی مخالفت کر کے اسے بند نہ کیا جائے ہاں حکم شرع کی پابندی کی جائے۔
واللہ تعالیٰ اعلم
العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ ریشوال المکرم ۱۴۰۴ھ

مسجد میں سوال

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسجد میں سوال کرنا حرام ہے اور سائل کو مسجد میں کچھ دینا بھی ناجائز ہے لیکن اکثر دیکھا جاتا ہے کہ لوگ مسجد میں سوال کرتے ہیں اور مخیر حضرات سائل کو دیتے بھی ہیں تو آیا! سوال کرنا یا سائل کو مسجد کے اندر کچھ دینا کیسا ہے؟ نیز ایک اجنبی مسافر جبکہ وہ حاجتمند ہو اپنی حاجت کہاں اور کس کے سامنے بیان کرے جب کہ جماعت میں مسلمان اجتماعی صورت میں موجود ہوتے ہیں جبکہ انفرادی صورت میں سائل کی حاجت پورا ہونا تقریباً ناممکن ہے۔ تو مسجد میں سوال کرنے یا سائل کو دینے کے معاملے میں جو شرعی احکام ہوں ان سے واضح طور پر آگاہ فرما کر عند اللہ ماجور اور عند الناس مشکور ہوں۔

فقط والسلام السائل قاری سراج الدین واحدی، امام مسجد عثمانیہ نائن کا پڑ، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: مسجد میں ایسے سوال کرنا بڑی بے حرمتی بے غیرتی اور ناجائز و حرام ہے۔ دنیا یا دالہی میں مصروف یا نماز و ذکر سے فراغت کے بعد بارگاہ الہی میں ہاتھ اٹھائے اپنی حاجت اس قاضی الحاجات سے مانگنے میں مشغول ہے اور یہ بد نصیب خدا کے حضور ہاتھ پھیلانے کی بجائے بندوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے کی گڑگڑاتا ہے۔ دوسرے مسلمانوں کی توجہ بھی ہٹی ہے۔ مسجد میں آواز بلند صدا بھی لگتی ہے لیکن اس سائل کو احساس نہیں ہوتا۔ بہر حال مسجد میں اپنے لئے سوال کرنا بھی ناجائز و حرام ہے اور ایسے سائل کو دینا بھی حرام و ناجائز ہے۔ کہ گناہ پر اعانت ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ جو مسجد کے سائل کو ایک پیسہ دے وہ اس کے کفارے میں ستر پیسے اور دے۔ اب یہ مانگنے والا مقامی ہو یا مسافر و اجنبی۔ حکم شرع سب پر حاکم ہے۔ سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسے موقع پر سائل کو جھڑک دیا اور فرمایا ”ایسی جگہ اور بندوں سے سوال؟“ ہاں کوئی مسلمان اپنے دوسرے محتاج بھائی کو اعانت کی طرف توجہ دلائے یا مسلمان اسے محتاج و مستحق جان کر بلا سوال اسے دے دیں۔ یا دوسرے کار خیر کے لئے چندہ کریں تو یہ جائز ہے کہ انما الاعمال بالنیات واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ ربیع الآخر ۱۴۰۴ھ

مسجد میں راستہ نکالنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ میں کہ: عرصہ کئی سال سے ایک مسجد جو کہ اہل محلہ نے پختہ تعمیر کی لیکن اس کی زمین کی قیمت ادا نہیں کی گئی ہے کیوں کہ یہ زمین متنازعہ ہے۔ اس میں کچھ زمین میونسپلٹی کی بھی ہے اس لئے یہ

بلا اجازت تعمیر کی گئی ہے۔ یہ مسجد مین روڈ سے ملحق ہے۔ کچھ زمین روڈ کی بھی لے لی گئی ہے۔ اب صورت حال یہ پیدا ہوئی ہے کہ چار پانچ لاکھ کی آبادی کے لئے ایک ہی مین روڈ ہے اور قریب میں نہر ہے جس پر پل بنا ہوا ہے۔ اب آبادی کے لحاظ سے یہ پل ناکافی ہے۔ اس لئے حکومت نے اس پل کو بڑا بنادیا ہے دو طرف توسیع کی گئی ہے دس دس فٹ۔ اب ایک سائڈ میں مذکورہ مسجد کی دوکان اور مسجد کی دیوار اور ایک سائڈ کا ایک مینار جو کہ روڈ کی میونسپلٹی کی جگہ پر بلا اجازت اور بلا قیمت ادا کئے بنایا گیا ہے یہ حصہ کٹنگ میں آ رہا ہے۔ روڈ کو چوڑا کرنا ضروری ہے نہیں تو پل کی توسیع پر جولا کھوں روپیہ خرچ ہوا ہے بے کار ہو جاتا ہے اور عوام کی تکلیف بدستور قائم رہتی ہے۔ حالانکہ یہ پوری مسجد ہی بلا اجازت بلا کسی منظوری اور زمین کی قیمت ادا کئے بغیر ہی بنالی گئی ہے۔ اب مین روڈ سے تو صرف مسجد کی دوکان اور ایک سائڈ کی دیوار اور ایک طرف کا مینار ہی جاتا ہے۔ اعلیٰ حکام کہہ رہے ہیں کہ یہ مسجد کا حصہ نہیں ہیں باقی مسجد، بدستور قائم ہے ہم اس کے صلے میں مسجد کو جو کہ سنٹل اسٹوری ہے ڈبل اسٹوری بنوا دیں گے۔ براہ کرم مسجد کی دوکان، دیوار و مینار شہید کرنے دیں۔ واقعات پڑھنے کے بعد مندرجہ ذیل سوالات کا شریعت مطہرہ کے مطابق جواب عنایت فرمائیں نوازش ہوگی۔

۱۔ کیا مسجد کے روڈ والے حصہ کی دوکان و مسجد کی دیوار و مینار جو خارج مسجد ہے؟ کیا اس کو شہید کیا جاسکتا ہے؟ جبکہ مسجد اپنی جگہ قائم رہتی ہے۔

۲۔ مذکورہ مسجد جو کہ زمین کی قیمت ادا کئے بغیر اور بلا کسی اجازت کے بنالی ہے اس میں نماز پنج وقتہ ہوتی ہے کیا اس میں نماز کا ثواب مسجد کا ہی ملے گا یا نہیں ملے گا؟

۳۔ جبکہ صاحب اقتدار حضرات کی پیشکش ہے کہ مسجد کو ڈبل اسٹوری بنا کر دیں گے۔ یہ پیشکش قبول کی جاسکتی ہے؟

المرقوم منشی محمد سلطان قادری، پھلیلی پار پریٹ آباد

۸۶۷ الجواب اللہم ہدایۃ الحق و الصواب: ۱۔ اس میں شک نہیں کہ جو مسجد جائز طور پر بن گئی وہ مسجد ہوگئی خواہ زمین کی شکل میں ہو یا کچی پکی عمارت کی صورت میں۔ اب کہ مسجد مکمل ہو چکی اور حکومت اپنے منصوبہ کے مطابق وہاں کشادہ سڑک نکالنا چاہتی ہے تو اس کی زد میں اگر مسجد نہیں بلکہ وہ جگہ آتی ہے جو مسجد کے لئے دوکانیں بنانے کے لئے مختص کی گئی تھی اور رفاہ عامہ و مفاد عامہ کی خاطر حکومت کو ایسی زمین واپس لینے کا اختیار ہے۔ ہاں مسجد کو توڑنے اور منہدم و ویران کرنے کا اسے بھی اختیار نہیں۔ مسئلہ شرعیہ یہ ہے کہ وہ جگہ جو مسجد میں اضافہ کے لئے خریدی گئی ہے جب تک اسے مسجد نہ کر دیں وہ مسجد نہیں تو اسے دوسرے کام میں لاسکتے ہیں۔ خصوصاً عوام کے مفاد کے لئے (فتاویٰ امجدیہ وغیرہ) لہذا صرف دوکانوں کی جگہ کو کہ وہ خریدی بھی نہیں گئی ہے مفاد عامہ میں لے سکتے ہیں۔

۲۔ ایسی مسجد میں نماز جائز ہے نماز کا ثواب ملے گا کہ مالک نے جب سے مسجد قائم کی ہے اسے مسجد ہی تسلیم کیا ہے۔

۳۔ یہ پیشکش صرف دوکانوں کے عوض ہو سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں قادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ محرم الحرام ۱۴۰۴ھ

مسجد میں چندہ دینے والا اس کا متولی نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ہمارے محلہ لطیف آباد نمبر ۴ میں ایک مسجد جس کا نام اللہ والی مسجد ہے۔ تمام اہل محلہ کے چندے سے تعمیر ہوئی ہے۔ اس میں مسجد کمیٹی بھی موجود ہے۔ مسجد کی تعمیر میں محلہ کے دوسرے لوگوں کی بہ نسبت محلہ کے ایک بزرگ نے اپنا زیادہ وقت دیا اور اسے تعمیر کرایا۔ اس کے علاوہ مسجد کی دیکھ بھال بھی کرتے رہے۔ اگر وہ بزرگ یا ان کا کوئی عزیز رشتہ دار صرف اس بناء پر کہ ان کے بزرگ نے مسجد کی تعمیر میں زیادہ وقت دیا اور اسے تعمیر کرایا یہ دعویٰ کرے کہ اس مسجد میں جو ہم چاہیں گے وہی ہوگا، ہم کسی اور کو مداخلت نہیں کرنے دیں گے۔ ایسی حالت میں اس مسجد کمیٹی کے ممبران اور اہل محلہ کی نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟ فقط مسجد کمیٹی ممبران

۸۶ جواب: مسجد جبکہ اہل محلہ کے چندے سے تعمیر ہوئی ہے اگرچہ کسی نے کم دیا کسی نے زیادہ کسی نے کم توجہ دی تو کسی نے بیشتر۔ تو جس نے تعمیر میں زیادہ حصہ لیا اس نے زیادہ ثواب کمایا۔ جس نے کم حصہ لیا اس نے کم صلہ و اجر پایا۔ مگر تعمیر میں زیادہ حصہ لینے والا اس کا بانی نہیں۔ اس کا متولی و منتظم نہیں۔ مسجد کی منتظمہ مسجد کی کمیٹی ہے۔ تو مسجد کمیٹی کو اختیار ہے کہ جسے امامت و اذان کا اہل پائیں اسے امام و مؤذن مقرر کریں۔ یا مسجد کی آبادی و بہتری کے لئے جو مناسب قدم باہمی مشورے سے اٹھانا چاہیں اٹھائیں اور مسجد و نمازیان مسجد کا احترام و مفاد، نظروں میں رکھیں اور مقدم جانیں۔ مسجد میں سپید و سیاہ کا مالک و مختار بننے کا دعویٰ تو خود بانی مسجد بھی نہیں کر سکتا نہ کہ اس کی اولاد میں کوئی فرد۔ خصوصاً جبکہ وہ نا تجربا کار ہو۔ یا خود رائے اور خود پسند ہو۔ ہاں امام و مؤذن مقرر کرنے میں بانی مسجد یا اس کی اولاد کا حق بہ نسبت اہل محلہ کے زیادہ ہے مگر اہل محلہ نے جسے مقرر کیا وہ بانی مسجد کے مقرر کردہ سے اولیٰ ہے تو اہل محلہ ہی کا مقرر کردہ امام ہوگا۔ (در مختار) مگر یہاں نہ ہی کوئی بانی مسجد ہے نہ اس کا متولی تو یہ شخص کس بنیاد پر ایسے ناجائز دعوے کرتا ہے۔ مسجد خدا کی ہے اور سب مسلمانوں کو اس میں نماز پڑھنے کا حق ہے۔ اس سے روکنا سخت گناہ اور محرومی کا باعث ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسْجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذْكَرَ (البقرہ: ۱۱۴)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ شعبان المعظم ۱۴۰۴ھ

شادی کے موقع پر مسجد میں پیسے دینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: شادی بیاہ اور دوسری خوشی کی تقریبات کے موقع پر اکثر برادریوں کے رواج کے مطابق مسجد کے لئے روپے دیئے جاتے ہیں اور اس پیسے کو خیرات کا نام دیا جاتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا یہ روپے مسجد میں لگ سکتے ہیں یا نہیں؟ براہ کرم اس کا جواب شرع کے مطابق قرآن و حدیث کی روشنی میں مرحمت فرمائیں تاکہ ہماری اصلاح ہو سکے۔ فقط عبد الرحمن شیخ ولد شمس الدین، صرافہ بازار حیدر آباد سندھ

۸۶ جواب: لفظ خیرات خیرۃ کی جمع ہے اور خیرۃ کے معنی ہیں نیک کام۔ لہذا خیرات سے مراد کار خیر ہے اور مسجد میں

روپے دینا کارِ خیر ہے۔ لہذا شرعاً شادی بیاہ یا دوسرے خوشی کے موقع پر جو رقم بنام خیرات مسجد میں دی جاتی ہے جائز ہے۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَا يَعْزَّمُ مَسْجِدَ اللَّهِ مِنْ اَهْلِ دِينِهِ (توبہ: 18) مسجد میں وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
العبد محمد خلیل خاں قادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ شعبان ۱۴۰۴ھ

محراب کے آگے دوکانوں کی تعمیر

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ۱۔ کیا مسجد شریف کی محراب کے آگے جگہ کو خالی رکھنا ہے؟ اگر مسجد شریف کی محراب کے آگے دوکان تعمیر کر دی جائے جو کہ مسجد شریف کے مفاد میں ہو تو کیا یہ جائز ہے؟ اس سلسلے میں شرعی فیصلہ کیا ہے؟ فقط محمد منصور شیخ، لطیف آباد حیدر آباد، ۲۱/۵/۱۹۸۴ء
۷۸۶ الجواب: ہوا لموفق للصواب: محراب کے آگے دوکانوں کی تعمیر سے اگر نمازیوں کو مسجد میں آنے جانے سے کسی قسم کی کوئی دشواری یا پریشانی ہونے کا امکان ہو تو یہ تعمیر جائز نہ ہوگی ورنہ جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۳۰/۵/۱۹۸۴ء

مسجد میں گملے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مساجد میں پھولوں کے گملے رکھے جاسکتے ہیں یا نہیں؟ جبکہ ”بہار شریعت میں احکام مساجد میں درخت لگانا جائز نہیں“ لکھا ہے۔ چونکہ بعض افراد کہتے ہیں کہ جائز ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ناجائز؟ براہ مہربانی از روئے شرع اس کا کیا حکم ہے؟ بیان فرمائیں
السائل محمد پرویز خان، حیدر آباد سندھ
۷۸۶ الجواب: مسجد میں پھولوں کے گملے رکھے جاسکتے ہیں جبکہ نماز میں ان سے خلل نہ ہو اور نمازی کے سامنے نہ ہو کہ خلل نماز کا سبب بنے۔ بہار شریعت احکام مساجد میں درخت لگانے کی ممانعت لکھی ہے نہ کہ گملے رکھنے کی۔ (عامہ کتب)۔
واللہ اعلم
العبد محمد خلیل خاں قادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ شعبان المعظم ۱۴۰۴ھ

اذان کے بعد مسجد سے جانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: کوئی شخص فجر کی اذان سننے کے بعد جماعت سے پہلے ہی اپنی نماز پڑھ کر مسجد سے چلا جائے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟ اسلام احمد خان، نیو کلاتھ مارکیٹ حیدر آباد
۷۸۶ الجواب: اذان کے بعد مسجد سے نکلنے کی اجازت نہیں۔ حدیث شریف میں ارشاد فرمایا کہ ”اذان کے بعد مسجد سے نہیں نکلتا مگر منافق۔ لیکن وہ شخص کہ کسی کام کے لئے گیا اور واپسی کا ارادہ رکھتا ہے یعنی قبل قیام جماعت۔ یوہیں جو شخص دوسری مسجد کا منتظم ہو تو اسے چلا جانا چاہئے۔ (عامہ کتب)۔ واللہ تعالیٰ اعلم
العبد محمد خلیل خاں قادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ شعبان المعظم ۱۴۰۴ھ

راستے کے لئے مسجد کی دوکانوں کی جگہ لینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسجد اقصیٰ ممتاز کالونی قاضی قیوم روڈ حیدر آباد جو کہ کنٹونمنٹ بورڈ ہے۔ حیدر آباد کی کچی آبادی میں شمار ہوتی ہے۔ اب کنٹونمنٹ بورڈ یہاں پر ترقیاتی کام پر لاکھوں روپیہ خرچ کر رہا ہے جس میں روڈ کا کام بھی شامل ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روڈ کٹنگ میں کئی مکانات کاٹے جا رہے ہیں ایک سائڈ میں مسجد شریف ہے۔ دوسری سائڈ (مسجد شریف کے سامنے) پر مکانات تعمیر ہیں۔ مسجد شریف کی تعمیر مکمل ہے اور مسجد شریف کے باہر مسجد شریف کی جگہ پر دوکانیں تعمیر ہیں اس لئے کہ مسجد کے اخراجات کو برداشت کیا جاسکے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سامنے والے لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہمارا مکان کاٹا جا رہا ہے تو مسجد شریف کی دوکانیں بھی کاٹی جائیں تاکہ ہمارے مکان کی کٹنگ کم ہو جبکہ مکان والوں کو ابھی تک الاٹمنٹ آڈر بھی جاری نہیں کیا گیا ہے۔ اس لئے آپ سے یہ مسئلہ حل کرنے کے لئے عرض کی جا رہی ہے کہ مسجد شریف کی جگہ کو شہید کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اس لئے کہ دوکانیں مسجد شریف کی ملکیت ہیں۔ کنٹونمنٹ بورڈ نے مسجد شریف کی جگہ کو وقف کر دیا ہے۔ جس کے کاغذات درخواست کے ساتھ ہیں اور مکان والوں کا صرف زمین پر قبضہ ہے۔ مہربانی فرما کر اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے فتویٰ جاری فرمائیں۔

طالب فتویٰ انتظامیہ کمیٹی وارا کین

۷۸۶ الجواب ہوا لموفق للصواب: اس میں شک نہیں کہ جو مسجد جائز طور پر بن گئی وہ مسجد ہو گئی۔ خواہ وہ زمین کی شکل میں ہو یا کچی کچی عمارت کی صورت میں۔ اب کہ مسجد ہو چکی اور حکومت اپنے منصوبہ کے مطابق وہاں کشادہ سڑک نکالنا چاہتی ہے تو اس کی زد میں مسجد نہیں بلکہ وہ جگہ آئیگی ہے جو مسجد کے لئے دوکانیں بنانے کے لئے مختص کی گئی تھی اور رفاہ عامہ و مفاد عامہ کی خاطر حکومت کو ایسی زمین واپس لینے کا اختیار ہے۔ ہاں مسجد کو توڑنے اور منہدم و ویران کرنے کا اسے بھی اختیار نہیں۔ مسئلہ شرعیہ یہ ہے کہ جو جگہ مسجد میں اضافہ کے لئے خریدی گئی جب تک اسے مسجد نہ کر دیں وہ مسجد نہیں ہے اور جب وہ مسجد نہیں تو اسے دوسرے کام میں لاسکتے ہیں خصوصاً عوام کے مفاد کے لئے۔ (فتاویٰ امجدیہ وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمد ۱۸ شعبان المعظم ۱۴۰۴ھ

۷۸۶ الجواب: حیرت ہے کہ کلمہ پڑھنے والے مسلمان کہلانے والے اپنے مکانات کے بچاؤ کی خاطر مسجد کی زمین کو آڑ بناتے ہیں اور اپنی اڑی پراڑے ہوئے ہیں۔ اہل محلہ انہیں راستی و نرمی سے سمجھائیں مسلمان ہیں مان جائیں گے اور کسی کی نہ مانیں کسی کی نہ سنیں تو ان سے لڑنے جھگڑنے کی بجائے معاملہ حکومت کو پہنچا دیا جائے۔ حکومت کے کارندے خود ہی ان سے نہت لیں گے اور کوئی فتیہ سادہ نہ ہوگا۔ حضرت مجیب کا جواب صحیح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی انوری عفی عنہ ۱۸ شعبان المعظم ۱۴۰۴ھ

مسجد میں عرس میں جھنڈیاں لگانا، محفل کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ کسی بزرگ عالم دین کا عرس چہلم، مزار تعمیر نہ ہونے یا بارشوں کی وجہ سے یا اس کی عزیز ترین مسجد میں کیا جائے اور عرس کی رونق دو بالا کرنے کے لئے جھنڈے جھنڈیاں، بینرز لائٹ لگا کر مسجد کو سجایا جائے اور مسجد سے ملحق مدرسہ میں مہمانوں کو لنگر کھلایا جائے۔ مسجد میں علماء اہلسنت کی تقاریر، محفل نعت، ذکر دعا، درود خوانی، قرآن خوانی، صلاۃ و سلام ہو یہ تمام چیزیں مسجد میں عرس یا چہلم کی تقریب میں کرنا جائز ہے یا نہیں؟

۲۔ جو لوگ اس روحانی محفل کی مخالفت کریں اور جھنڈے، جھنڈیاں، بینرز جو مسجد میں لگائے جاتے ہیں۔ اس سبھی ہوئی مسجد کو کچھ لوگ امام باڑہ کہیں تو ایسے لوگوں کے لئے شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

۳۔ مسجد میں کسی تقریب کی تصویر اتارنا جائز ہے یا نہیں؟

۴۔ قبر کو اندر سے پکی اینٹ سے سینٹ بکری کے ساتھ بنانا جائز ہے یا نہیں؟ جواب عطا فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

محمد احسان قادری رحمانی، امریکن کواٹر حیدر آباد سندھ

۸۶۷ جواب: ۱۔ صورت مذکورہ در سوال جائز ہے کہ یہاں غرض یہ ہے کہ زائرین و مستفیدین راحت پائیں اور نیت محمود ہے اور جہاں نیت محمود اور نفع موجود ہو وہاں منع نہیں ہوتا۔ (فتاویٰ رضویہ) مسجد یوں بھی ذکر الہی کی جگہ ہے لہذا مسجد میں دینی و مذہبی تقاریر، نعت، ذکر دعا، درود و سلام سب کچھ جائز ہے جو اسے منع کرتا ہے وہ اس آیت کے زمرے میں ہے وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسْجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ (البقرہ: 114) ”اس سے بڑھ کر ظالم کون جو مسجد میں ذکر الہی سے روکے۔“ (القرآن)۔

۲۔ مزارین مسجد کو غیر مسجد نے تشبیہ دینا محض لاعلمی اور نادانی ہے۔

۳۔ تصویر کشی مسجد میں خواہ مسجد سے باہر، بہر صورت حرام ہے کسی کے عمل سے حرام حلال نہ ہو جائے گا ہر شخص اپنے فعل کا خدا کے سامنے خود جوابدہ ہے۔

۴۔ اگر پختہ اینٹ میت کے متصل یعنی اس کے آس پاس کسی چیز میں نہیں ہے بلکہ کڑا کچا اور بالائے قبر پختہ ہے تو مطلقاً ممانعت نہیں۔ امام اجل فقیہ مجتہد اسماعیل زاہد نے خاص لحد میں پکی اینٹ پر نص فرمایا جبکہ نیچے کچے چوکے کی تہہ ہو اور اپنی قبر مبارک میں یوں ہی کرنے کی وصیت فرمائی۔ طحاوی علی مراقی الفلاح میں ہے وقد نص اسماعیل الزاہد بالآجر خلف اللین علی اللحد واوصی بہ۔ (فتاویٰ رضویہ) متصل میت ممنوع و مکروہ ہے مگر جبکہ بضرورت نرمی و تری زمین ہو تو اس میں حرج نہیں۔ درمختار میں ہے کہ وجاز ذلك حوله بارض رخصة كالتابوت۔ (درمختار)۔ واللہ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمد ۱۸/۱۲/۱۹۸۳

مسجد کے لئے متعین جگہ مسجد ہے

سوال: بخدمت جناب عالی! ابو حماد مفتی احمد میاں برکاتی صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد آداب عرض ہے کہ ایک مسئلہ میں آپ کی رہنمائی درکار ہے۔ برائے مہربانی قرآن و سنت کی روشنی میں اس مسئلہ کو حل فرمائیے عین نوازش ہوگی۔ مسئلہ یہ ہے کہ

کھتری کو آپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لمیٹڈ حیدرآباد نے ایک قطعہ اراضی، رہائشی منصوبہ کے لئے خرید کیا اور رہائشی پلان ٹاؤن پلاننگ سے منظور کرا کر تعمیراتی کام شروع کیا۔ اس پلان میں ایک جگہ مسجد کے لئے بھی مخصوص کی گئی ہے۔

سوسائٹی کی انتظامیہ اور دیگر کمیٹی ممبران چاہتے ہیں کہ نیچے دوکان تعمیر کروا کر اوپر مسجد تعمیر کرائی جائے تاکہ مسجد کے اخراجات دوکانوں کے کرائے سے پورے ہوتے رہیں مگر کئی لوگ کہتے ہیں کہ نیچے دوکانیں اور اوپر مسجد یہ جائز نہیں ہے اور کئی مساجد کی مثال بھی دیتے ہیں (جیسا کہ کراچی کی نیو مین مسجد) کہ اسی لئے مسجد نیچے بنائی ہے اور اوپر نہیں بنائی جبکہ دوسرے گروہ عالمگیر کی بنائی ہوئی دہلی جامع مسجد اور دوسری مساجد کی دلیل دیتے ہیں کہ نیچے مارکیٹ اور اوپر مسجد ہے۔

آپ سے عرض ہے کہ آپ قرآن و سنت کی روشنی میں بتائیں کہ نیچے دوکانیں اور اوپر مسجد بنانا جائز ہے یا نہیں؟

فقط، جواب کا منتظر آپ کا ادنیٰ خادم، ولی محمد کھتری، نیو کلاتھ مارکیٹ حیدرآباد سندھ

۸۶ الجواب: دھوا لہو لہو للصواب: اگر مذکورہ جگہ مسجد کے لئے متعین کر کے مسجد قرار دے چکے تھے تو اب اس جگہ پر دوکانیں بنانا، ناجائز ہے ورنہ جائز۔ درمختار میں ہے اما لو تم المسجد یتہ تم ارا دالبناء منع۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمد ۲۹/۷/۱۹۸۳ء

مسجد کی اضافی دیواروں کو گرانا

سوال: محترم جناب حضرت علامہ مولانا مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، جناب عالی گزارش یہ ہے کہ

میرے حلقہ ۲۴، حسن آفندی روڈ چوک میں واقع چھوٹی سی مسجد مین روڈ کے کنارے واقع ہے۔ یہاں لوگ اندر نماز بھی پڑھتے ہیں۔ مسجد کے باہر مین روڈ پر چار دیواری بنادی گئی ہے۔ جہاں نماز بھی نہیں ہوتی یہ محض روڈ کو گھیرنے کے مترادف ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس مسجد کی جگہ کی قیمت بھی ادا نہیں کی گئی ہے اور لوگوں نے اس مسجد کی باہر والی چار دیواری کے ساتھ ساتھ ناجائز جگہ آگے بڑھالی ہے۔ علماء دین اس بارے میں کیا فرماتے ہیں آیا مسجد کے ساتھ باہر مین روڈ کی چار دیواری کو توڑا جاسکتا ہے یا نہیں؟ جہاں کہ نماز بھی نہیں ہوتی۔

حنیف چوہان، میونسپل کونسلر حلقہ نمبر ۲۴، حیدرآباد سندھ

۸۶ الجواب: دھوا لہو لہو للصواب: جو جگہ ایک مرتبہ مسجد بنادی گئی اور اس میں لوگوں کے لئے اذان دے کر جماعت

را دی گئی تو وہ مسجد ہو گئی اور جو جگہ ایک مرتبہ مسجد بن جائے وہ قیامت تک مسجد ہے۔ ذخیرہ میں ہے اذا بنی مسجد ا و اذن للناس بالصلوٰۃ فہو مسجد یصیر مسجد (رد المحتار) پھر اگر مسجد تنگ ہو جائے اور مسجد کی اطراف

کشادہ ہوں تو اسے مسجد میں شامل کر سکتے ہیں۔ بشرطیکہ راستے سے گزرنے والوں کو تکلیف نہ ہوتا تارخانہ میں ہے عن محمد فی مسجد ضاق باھله لا ینس بأن یلحق به من طریق العامة اذا کان واسعاً (رد المحتار) لہذا صورت مسئلہ عنہا میں جبکہ روڈ کشادہ ہے اور گزرنے والوں کو کوئی تکلیف نہیں ہے خواہ مخواہ اپنی ذاتی رائے سے مسجد کی اضافی دیواروں کو گرانا جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۱/۲/۱۹۸۵ء

مسجد کے لئے دوکانیں بنانا

سوال: محترم جناب حضرت علامہ مولانا مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، جناب عالی گزارش یہ ہے کہ ۱۔ مسجدوں میں دوکانیں تعمیر کرنا اور تجارتی مقاصد میں استعمال اور اس آمدنی سے فیض یاب ہونا یہ کہاں تک جائز ہے شرع کی رو سے؟ اور کیا مدینہ اور مکہ میں بھی اسی طرح مذہبی مقامات پر تجارتی طور پر فیض پایا جاتا ہے؟ اور اگر یہ جائز نہیں تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

۲۔ سڑک کو بلاک کر کے یا راستوں کو تنگ کر کے مسجد بنائی جائے اور جس کے مالکانہ حقوق کی اجازت بھی مالک جگہ سے نہ لی جائے۔ آیا ایسی جگہ پر جہاں مالک زمین کی اجازت و رضامندی حاصل نہ کی گئی ہو نماز پڑھی جاسکتی ہے؟ حدیث و فقہ میں اجازت ہے؟

۳۔ کسی بھی ملکیت پر جس کا مالک چاہے سرکاری ہو یا غیر سرکاری یا نجی اس کی بغیر اجازت و رضامندی کے مسجد تعمیر کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ ایسی جگہ نماز پڑھی جاسکتی ہے یا نہیں؟

۴۔ غیر مسلم کے عبادت خانوں کو توڑ کر زبردستی ناجائز طور پر مسجد بنائی جاسکتی ہے؟ جبکہ غیر مسلم میں نفرت و بغاوت کا احتمال ہو ۵۔ آیا ایسی مسجد جس کو خوبصورتی سے سجایا گیا لیکن وہ مسجد صرف نماز کے وقت کھلتی ہے باقی سارا دن اس میں تالا لگا رہتا ہے اس سلسلے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ حنیف چوہان، میونسپل کونسلر حلقہ نمبر ۲۴، حیدرآباد سندھ

۸۶۔ **الجواب** هو الموفق للصواب: ۱۔ سائل نے اس سے پہلے بھی اس مسجد کی تعمیر کے بارے میں فتویٰ حاصل کیا ہے فقیر نے مسجد کا معائنہ کیا ہے اور اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ اب سوال کو گھما پھرا کر کر لکھا گیا ہے۔ اصل صورت وہی ہے جو سابقہ فتویٰ میں دکھائی گئی، فقیر کا فتویٰ سابقہ اپنی جگہ درست ہے اور اس مسجد کا کسی طرح بھی گرانا جائز نہیں ہے۔

۲۔ دوکانوں کی تعمیر کا مقصد مسجد کی ضروریات پورا کرنا ہے اس لئے یہ جائز ہے۔

۳۔ صورت واقعی کے مطابق مسجد سے نہ تو راستہ تنگ ہے، اور نہ سڑک بلاک ہے پھر مسجد تنگ ہو تو کرھا بھی لینا جائز ہے جیسے کہ مسجد حرام اور مسجد نبوی کی توسیع کے لئے صحابہ کرام نے قریبی زمین کرھالی۔ (در مختار)۔

۴۔ اس شق کا مسجد سے کوئی تعلق نہیں۔ مسجد قدیم چلی آرہی ہے اس لئے یہ سوال بے جا ہے۔

۵۔ چوری یا مال کے ضیاع کا خطرہ ہو تو مسجد میں اوقات نماز کے علاوہ تالا لگا دینا چاہئے۔ (فتاویٰ رضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمد ۲۳/۳/۱۹۸۵ء

مسجد کے لئے وقف جگہ، مسجد ہے

سوال: جناب علماء دین و مفتیان شرع، صاحبان مندرجہ ذیل مسئلہ پر فتویٰ صادر فرمائیں۔

ایک مسجد حیدر آباد ایئر پورٹ کالونی پر آٹھ سال قبل رہائشی کواٹرز کے قریب ڈائریکٹر جنرل سول ایوی ایشن جناب وزیر زادہ صاحب جو کہ پاکستان کے تمام ایئر پورٹ کے حاکم و مختار تھے نے سڑک سے ایک سو پچاس فٹ دور ایک جگہ مسجد کے لئے متعین فرمائی اور یہ جگہ مسجد کے لئے باقاعدہ وقف کی گئی تھی اور بنیادی اینٹ بھی رکھی تھی۔ اپنی جیب خاص سے ۲۰۰۰ روپے برائے تعمیر مسجد مرحمت فرمائے کیوں کہ اس وقت تین میل کے اندر کوئی مسجد نہیں تھی۔ یہ مسجد ابھی تک بلا چھت ہے۔ اس مسجد میں بجلی اور پانی کی ٹنکی بمع نل و غسل و خانہ و پیشاب خانہ ہے۔ اس مسجد میں کسی سرکاری ادارہ کا روپیہ نہیں لگا ہے۔ اس مسجد میں پانچوں وقت کی نماز باجماعت اور رمضان میں تراویح ہوتی ہے۔ کالونی کے بچوں کو تعلیم بھی اس مسجد میں دی جاتی ہے۔

اب ایک دوسری مسجد پرانی مسجد سے ایک میل دور سول ایوی ایشن ٹریننگ انسٹیٹیوٹ نے ایک سال گزرا بنوائی ہے جو کہ بہت خوبصورت ہے۔ ٹریننگ انسٹیٹیوٹ کے ڈائریکٹر صاحب جو کہ صرف حیدر آباد ٹریننگ انسٹیٹیوٹ کے حاکم ہیں انہوں نے پرانی مسجد کو شہید کرنے کا حکم صادر فرمادیا ہے ڈائریکٹر انسٹیٹیوٹ فرماتے ہیں کہ نماز کے لئے دوسری جگہ دے دوں گا صرف کمرہ ہوگا۔ محراب و ممبر نہیں ہوگا۔ وہ بھی پکا وعدہ نہیں کرتے۔ تمام صاحبان حنفی مسلمان ہیں۔

کیا یہ مسجد شہید کرانا درست ہے؟ اگر نہیں تو مسجد شہید کرانے کا حکم دینے والے و دیگر شہید کرنے والوں پر کیا تادیب شرعی اور حد شرع قائم ہوتی ہے؟ فقط، اہل محلہ ایئر پورٹ کالونی حیدر آباد

۸۶۷ جواب: صورت مسئلہ میں جب کہ باقاعدہ جگہ وقف کی گئی اور بنیادی اینٹ بھی رکھی گئی اور پھر باقاعدہ پنج وقتہ نماز ہوتی رہی تو یہ مسجد ہوگئی، اگرچہ اس کی چھت نہ ہو کہ مسجد کے لئے عمارت شرط نہیں کہ خالی زمین اگر کوئی مسجد کر دے تو مسجد ہے اور مسجد ہوگئی تو اب اسے مسجدیت سے ابطال کا حق کسی کو نہیں کہ جو جگہ مسجد بنادی گئی قیامت تک مسجد ہوگئی۔ (در مختار وغیرہ) اسے شہید کرنا سخت جرم ہے قرآن پاک میں مسجد میں ذکر سے منع کرنے والے کو بڑا ظالم کہا گیا ہے تو جو مسجد شہید کرائے وہ تو بہت بڑا ظالم ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اِنَّ الْمَسْجِدَ لِلّٰهِ (البقرہ: 18) بیشک مسجدیں اللہ کی ملک ہیں بعد ارشاد فرمایا وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسْجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهُ وَسَعٰى فِيْ خَرْابِهَا (البقرہ: 114)۔ ترجمہ ”اس سے بڑھ کر ظالم کون جو مسجدوں میں اللہ کے ذکر سے منع کرے اور اس کے ویران کرنے میں کوشش کرے۔“ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں قادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۱۶ شعبان المعظم ۱۴۰۵ھ

مسجد کی اشیاء صرف مسجد کیلئے استعمال ہو سکتی ہیں، اذان سے پہلے سلام، عورت کو دیکھنے میں وضو نہیں ٹوٹتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ مسجد کا پانی اور بجلی یا کوئی اور چیز عام استعمال کرنا جائز ہے کہ نہیں؟ جب کہ مسجد کی ٹنگی میں اور دوسرے نلوں میں لوگ پائپ لگا کر پانی گھروں میں عام استعمال کے لئے لے جاتے ہیں اور بعض اوقات وضو کے لئے پانی نہیں ہوتا، پانی استعمال کرنے والے نمازی اور بے نمازی سبھی ہیں۔ اکثر پانی بھرنے والے عورتیں اور بچے ہوتے ہیں۔

۲۔ باجماعت نماز ادا کرنے کے بعد جب امام سلام پھیرتے ہیں تو بعض مقتدی سلام پھیرنے کے بعد صف توڑ کر پیچھے ہو کر بیٹھ جاتے ہیں، امام کی دعا سے پہلے صف توڑنا جائز ہے کہ نہیں؟

۳۔ بعض اوقات محلے کی مسجد میں سر سے نگلی عورتیں مسجد کے دروازے سے گزرتی ہیں اور نمازیوں کی نظر ان پر پڑ جائے تو ان کا وضو مکروہ ہو جاتا ہے یا نہیں؟

۴۔ اذان سے پہلے بلند آواز سے صلاۃ و سلام پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ جب کہ بہت سے لوگ اذان سے پہلے صلاۃ و سلام بلند آواز سے پڑھتے ہیں؟ فقط السائل

۷۸۶ جواب: ۱۔ مسجد کی اشیاء صرف مسجد میں استعمال ہو سکتی ہیں مسجد کے علاوہ کسی دوسری غرض میں استعمال نہیں کر سکتے۔ پانی مسجد کی ٹنگی میں موجود ہے اسے گھر لے جانا منع ہے۔ اپنے گھر کے لئے پائپ لگا کر پانی لینا کہ نمازی وضو سے رہ جائیں سخت جرم ہے اور ہرگز جائز نہیں ہے۔ (عامہ کتب، بہار شریعت)۔

۲۔ بعد نماز سلام پھیرنے کے بعد صف سے پیچھے ہٹنا جائز ہے جبکہ پیچھے نمازی نماز نہ پڑھا ہو ورنہ پیچھے نہیں ہٹ سکتا ہے۔ (عامہ کتب)

۳۔ عورت کو دیکھنے سے وضو مکروہ نہیں ہوتا اگرچہ نگے سر ہو۔ ہاں عورت کو قصد اُدیکھنے کا گناہ ہوگا۔

۴۔ صلاۃ کے معنی درود کے ہیں۔ درود ہمیشہ سے جب سے آیت یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ⑤ (احزاب) نازل ہوئی مسلمانوں میں جاری ہے۔ قرآن و حدیث نے اس کے لئے کوئی وقت معین نہیں کیا مثلاً نماز کے وقت اذان سے پہلے نہ پڑھا جائے یہ بحث بے کار ہے۔ نبی اکرم ﷺ پر درود پڑھنا موجب ثواب و برکات اور درود کے ثواب جو احادیث میں وارد ہیں اس بات کے مستحق ہیں کہ اسے خوب پھیلا یا جائے اور قرآن پاک نے عام حکم دیا ہے لہذا کسی وقت کی قید لگانا صحیح نہیں ہر وقت جائز ہے قبل اذان درود پڑھنا جائز ہے اور جو منع کرتا ہے وہ منع کی دلیل کسی حدیث یا کسی دلیل شرعی سے پیش کرے۔ حدیث پاک میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مَادَاهُ الْمَسْلُونُ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ حَسَنٌ یعنی جس نیک کام کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے لہذا قبل اذان درود شریف جائز و

مستحسن ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ شعبان المعظم ۱۴۰۵ھ

مسجد میں قرآن کریم بلند آواز سے پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسجد میں بعد نماز فرضوں کے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ کی ضربیں لگانا کہ اس میں نمازی نماز پڑھتے ہیں۔ نماز میں خلل پڑتا ہے یا نہیں؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں اس کا جواب عنایت فرمائیں۔ فقط والسلام۔ فرید احمد، حالی روڈ حیدر آباد سندھ

۷۸۶ الجواب: بلاشبہ مسجد میں تلاوت قرآن مجید اور درود شریف یا کلمہ طیبہ پڑھنا جائز و مستحسن۔ احادیث سے اس کا جواز ملتا ہے۔ ہاں اگر لوگ نماز میں مشغول ہوں تو اتنی بلند آواز سے نہ پڑھے۔ کہ نمازیوں کو انتشار خاطر ہو۔ (فتاویٰ امجدیہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ شعبان المعظم ۱۴۰۵ھ

مسجد کی اشیاء کا استعمال

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسجد رحمانیہ کے پاس رہنے والوں نے چندہ جمع کر کے خاص مواقع پر مسجد کی آرائش کے لئے بقیوں کا انتظام کیا ہے۔ جو مسجد رحمانیہ کی ملکیت ہے۔ کیا مسجد کی انتظامیہ عام لوگوں کی شادی بیاہ یا کسی اور عوامی تقریب میں بقیوں کو کرایہ پر دے سکتے ہیں یا نہیں؟ کرائے کی آمدنی پوری کی پوری مسجد کے مصرف میں لائی جاتی ہے۔ فقط تاج محمد انصاری، پریٹ آباد حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: مسجد کی اشیاء جو مسجد کو وقف ہیں مسجد کے استعمال میں لائی جائیں گی کسی دوسری غرض میں استعمال نہیں کر سکتے ہیں۔ (بہار شریعت)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ شوال المکرم ۱۴۰۴ھ

مسجد کی حد

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: محمدی مسجد جو کہ بہت پرانی بنی ہوئی تھی اور اس کی محراب عام مسجدوں کی طرح آگے کو نکلی ہوئی تھی۔ محراب کی دیوار کے سامنے ایک شخص کا پلاٹ تھا۔ اس شخص نے اپنے مکان کی تعمیر کے وقت محراب کے دونوں طرف دیواروں کے ساتھ ملا کر اپنی دیوار بنائی اور محراب کے ساتھ باہر اپنی دیوار بنائی لیکن مسجد کی دوسری اور تیسری منزل کی محراب کا باہر نکلا ہوا حصہ اپنے مکان میں شامل کر لیا۔ کیا اس کا یہ فعل شرعاً جائز ہے؟

فقط۔ غلام نبی میمن، ممبر منظمہ کمیٹی محمدی مسجد، آفندی محلہ کھائی روڈ حیدر آباد

۱۱۔ الجواب: هو الموفق للصواب: مسجد ان ظاہری دیواروں کا نام نہیں بلکہ اتنی جگہ کے نمازی ساتوں آسمانوں تک مسجد

ہے۔ در مختار میں ہے انہ مسجد الی عنان السماء اسی طرح نیچے تحت الثریٰ تک مسجد ہے رد المحتار میں ہے وکذا الی تحت الثریٰ کما فی الکبیری عن الاسبیج جابی لہذا دوسری تیسری منزل پر محراب کے اوپر جو جگہ خالی ہے وہ خالی نہیں بلکہ محراب ہے اور مسجد کے ہی حکم میں ہے۔ یہ تو محراب ہے۔ فقہاء نے فرمایا جد مسجد اور فناء مسجد بھی مسجد ہوتی ہے۔ عالمگیری میں ہے والفناء تبع المسجد فیکون حکمہ حکم المسجد کذا فی محیط السرخسی (رضویہ) لہذا شخص مذکورہ کا فعل قطعاً درست نہیں لوگ اسے ظلم سے روکیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۸/۷/۱۹۸۵ء

مسجد کی لائبریری

سوال: محترم جناب قبلہ الحاج حضرت علامہ مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک لائبریری قائم کی گئی مسجد میں۔ جس کا تمام لین دین لائبریری کے نام سے کیا گیا۔ جب لائبریری قائم ہوئی تو اس کا لیٹر پیڈ ورسیدیں لائبریری کے نام سے چھاپی گئیں اور رقم لے کر لائبریری میں دینی مذہبی کتب رکھی گئیں۔ جو بعد میں کسی مشکل کی وجہ سے مثلاً وقت نہیں ملتا یا کوئی کھولنے کا خیال نہیں کرتا یا لائبریری کو چلانے کا خیال نہیں تو اب ایسی صورت میں کیا لائبریری کی کتب فروخت کر کے مسجد کے فنڈ میں یا مسجد کی تعمیر میں کیا اس رقم کو استعمال کر سکتے ہیں؟ اگر کر سکتے ہیں تو کیا شرائط ہیں؟ اور اس کا سد باب کیا ہو سکتا ہے؟ جب کہ اندیشہ ہے کتب خراب ہونے کا۔ براہ کرم شرع شریف کا جو حکم ہو ہے اس کے مطابق فتویٰ صادر فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔ فقط عبدالعزیز نقشبندی، خطیب بلال مسجد صرافہ بازار، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئلہ میں جن لوگوں کے چندے یا کسی ایک شخص نے دیئے ہوں یا ان لوگوں سے جنہوں نے

یہ کتب دی ہیں اجازت لے کر ان کتب کو فروخت کر کے مسجد کی تعمیر یا فنڈ میں لگا سکتے ہیں۔ (عامہ کتب)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ صفر المظفر ۱۴۰۵ھ

مسجد میں عید میلاد النبی ﷺ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ہم اہلیان محلہ اپنی مسجد کے اندر بعد نماز عشاء جلسہ عید میلاد النبی ﷺ منعقد کرنا چاہتے ہیں۔ کیا مسجد کے اندر جلسہ عید میلاد النبی ﷺ منایا جاسکتا ہے؟

باشندگان اہل محلہ ملحقہ اکبری مسجد حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: میلاد پاک سید عالم ﷺ مسجد میں کرنا جائز ہے کہ اللہ کا ذکر ہے اور مسجد اللہ کے ذکر کے لئے بنائی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسْجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسُئِلَ فِي خَوَائِبِهَا (البقرہ: ۱۱۴) اس سے بڑھ

کر ظالم کون جو مسجد میں ذکر کرنے سے روکے اور اس کی ویرانی کی کوشش کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ ربیع الاول ۱۴۰۵ھ

مسجد کی نیچے والی منزل میں کچھ تعمیر کرانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: پہلے ایک چھوٹی مسجد تھی۔ پھر متصل ایک مکان خریدا اب جگہ وسیع ہو گئی ہے تو منتظمین کا خیال ہے کہ پہلے والی چھوٹی مسجد کی نیچے والی منزل جہاں پر امام نماز پڑھاتا تھا اس جگہ وضو خانہ یا امام و مؤذن کے لئے حجرہ بنا دیا جائے۔ تو کیا ایسا کرنا درست ہے یا نہیں؟ براہ کرم مدلل جواب سے آگاہ فرمائیں۔

السائل مولوی محمد اقبال، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ الجواب: صورت مسئلہ میں جبکہ نیچے والی منزل میں پہلے نماز پڑھتے تھے تو وہ مسجد ہو گئی اور جو مسجد بن گئی اس جگہ کو سوائے نماز و ذکر الہی کسی کام کے لئے مثلاً وضو خانہ یا امام و مؤذن کا حجرہ بنانا شرعاً منع ہے جو جگہ مسجد بن گئی وہ قیامت تک مسجد ہی رہے گی۔ (عامہ کتب بہار شریعت)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ ربیع الاول ۱۴۰۵ھ

جس مقصد کے لئے چندہ جمع کیا اسی میں صرف کرے

سوال: ایک مسجد زیر تعمیر ہے اور وہ تقریباً مکمل ہو چکی ہے اور اس کی کچھ رقم جمع ہے۔ تو کیا وہ رقم دوسری زیر تعمیر مسجد میں صرف ہو سکتی ہے یا نہیں؟ برائے کرم فقہ حنفی کے مطابق فیصلہ صادر فرمائیں۔

نقطہ۔ حافظ عبد القیوم، جامع مسجد بغدادی، چھوٹکی گٹی، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: ہوا الموفق للصواب: وہ رقم جو کسی کار خیر میں خرچ کرنے کے لئے چندے سے جمع کی گئی وہ اسی کام کے لئے جائز ہے جس کے نام سے جمع ہوئی۔ ایسے چندوں سے جو روپیہ (زائد) فاضل بچے وہ چندہ دھندگان کا ہے انہیں لوٹا دینا چاہئے۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو اسی میں صرف کریں۔ ورنہ فقراء پر صدقہ کر دیں۔ درمختار میں ہے فان فضل شئ رد للمتصدق ان علم والا تصدق به۔ اگر چندہ دھندگان خود چاہیں یا اجازت دے دیں تو پھر دوسرے مصرف میں خرچ کر سکتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ) پھر یہاں تو تعمیر مسجد کے لئے ہونے والا چندہ وقف مسجد ہے۔ لہذا یہاں اگر واقعہ اس کی ضرورت پوری ہو چکی اور چندہ دھندگان کا پتہ نہیں ہے تو یہ رقم صرف کسی دوسری مسجد کی تعمیر میں خرچ کر سکتے ہیں دوسرے مصرف میں نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۲/۲/۱۹۸۵ء

مسجد کو منقش کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: مسجد میں نبی پاک ﷺ، صحابہ رسول، امام احمد رضا خان بریلوی، خواجہ نظام الدین اور اولیاء کرام کے طفرے لگانا جائز ہے یا نہیں؟ پیش امام مسجد عثمانیہ نائین کا پڑمسکی حافظ قاری سراج

الدین دیگر نمازیوں کے کہنے پر مذکورہ طغرے لگانے سے سب گریز کرتے ہیں۔ شرع کی رو سے مسئلہ سے آگاہ فرمائیں۔

فقط قاضی اسلام الدین ولد قاضی سراج الدین، شاہی بازار حیدر آباد

۸۶۷ الجواب: مسجد کو چونے اور گنج سے منقش کرنا جائز ہے، سونے چاندی کے پانی سے نقش و نگار کرنا بھی جائز ہے، جبکہ کوئی شخص اپنے مال سے کرے۔ مال وقف سے ایسا نہیں کر سکتے۔ کسی بھی جگہ ذی روح کی تصویر لگانا جائز نہیں، غیر ذی روح کی تصویر سے مکان آراستہ کرنا جائز ہے جیسے کہ طغرے اور کتبوں سے مکان سجانے کا رواج ہے (عالمگیری) مسجد میں جیسا کہ اوپر مذکور ہوا غیر ذی روح کے طغرے لگانا جائز ہے جبکہ ان طغروں میں کسی جاندار کی تصویر نہ ہو جیسے صرف مقامات مقدسہ کا طغریٰ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ ربیع الاول ۱۴۰۵ھ

جو چیز مسجد کے لئے وقف کی گئی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک مسجد میں قرآن شریف اور سپارے مقدار سے زیادہ ہیں۔ یعنی اس مسجد کی ضرورت سے زیادہ ہیں۔ تو کیا اس مسجد سے قرآن شریف یا سپارے دوسری جگہ منتقل کئے جاسکتے ہیں یا نہیں؟ جہاں ان کی ضرورت ہے۔ میرا مطلب ایسے دینی اداروں و مدرسوں سے ہے جہاں دینی تعلیم پڑھائی جاتی ہے؟ آپ براہ مہربانی اس ضمن میں مذہبی احکامات سے آگاہ فرمائیں۔ شکریہ منجانب انتظامیہ کمیٹی مسجد، لطیف آباد نمبر ۶، حیدر آباد

۸۶۷ الجواب: جو چیز جس غرض کے لئے وقف کی گئی ہو دوسری غرض کی طرف اسے پھیرنا جائز ہے جب ایک مسجد کا سامان دوسری مسجد میں نہیں دیا جاسکتا تو مسجد کے علاوہ دوسری جگہوں پر دینا بدرجہ اولیٰ منع ہے۔ مسجد کے قرآن پاک یا سپارے اسی مسجد میں استعمال کریں وہیں پڑھے جائیں کہ مسجد کو دینے والے کی غرض اور مقصد بھی یہی ہے کہ اس مسجد میں پڑھے جائیں لہذا دوسری جگہ دینا منع ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ صفر المظفر ۱۴۰۵ھ

جائے نماز میں حجرہ بنانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان عظام اس مسئلہ کے متعلق کہ: ایک مسجد ہے۔ جس کے مشرق میں پانی کی ٹنکی اور وضو خانہ ہے۔ مسجد شریف اور وضو خانہ کے درمیان میں مسجد کا صحن ہے۔ اس وضو خانہ کے اوپر جائے نماز بنی ہوئی ہے۔ جس میں جمعہ کے دن یا کبھی عید الفطر کے موقع پر جب نمازیوں کثرت ہوتی ہے تو اس جائے نماز میں بھی نماز پڑھی جاتی ہے۔ ورنہ ایسے خالی پڑی رہتی ہے۔ اب انتظامیہ کا خیال ہے کہ اس جائے نماز کے اوپر امام صاحب کے رہنے کے لئے مکان بنادیا جائے۔ تو اس مسئلہ کے متعلق مطلع فرمائیں کہ کیا یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

السائل محمد علی صدیقی، مسجد عمر الاسلام، متصل ایس۔ پی آفس حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئلہ میں جبکہ وضو خانہ خارج مسجد ہے اور اوپر والے حصے میں جمعہ یا عید کے موقع پر نمازیوں کی کثرت ہو تو یہاں پر نماز پڑھی جاتی ہے تو اگر اس اوپر والے حصے کو مسجد میں شامل کر لیا گیا ہے یعنی یہ کہا گیا کہ میں نے اس کو مسجد کر دیا تو اس کہنے سے مسجد ہو جائے گی اور جب اس طرح یہ مسجد ہو گئی تو اس میں مکان بنانا منع ہوگا اور اگر اس اوپر والے حصہ کو مسجد میں شامل نہیں کیا یعنی یہ نہیں کہا کہ میں نے اس کو مسجد کر دیا تو اب مکان بنا سکتے ہیں۔ (تنویر الابصار در مختار)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ ربیع الاول ۱۴۰۵ھ

مسجد کا احترام سب پر واجب ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: اکبری مسجد پختہ قلعہ کا صدر دروازہ شمالاً جنوباً واقع ہے۔ وہ اس طرح کہ بے غسل و بے وضو آدمی، مسجد کا صحن عبور کر کے وضو خانہ یا غسل خانہ میں جاتے ہیں جس سے مسجد کی بے حرمتی ہوتی ہے۔ مزید یہ کہ یہ دروازہ تنگ ہے جمعہ و عیدین میں نمازیوں کو آنے جانے میں بڑی دقت پیش آتی ہے اور یہ دروازہ جگہ جگہ سے ٹوٹ گیا ہے چنانچہ مسجد کمیٹی یہ تجویز کرتی ہے کہ دروازہ اس جگہ لگایا جائے کہ دروازہ سے آدمی سیدھا وضو خانہ و غسل خانہ بغیر مسجد کا صحن عبور کئے جاسکے۔ مزید دروازہ چوڑا و خوبصورت بنایا جاسکے لیکن مسجد کمیٹی جس جگہ دروازہ بنانا چاہتی ہے وہاں ایک کرایہ کی دوکان ہے۔ ایک شخص مسجد کی دوکان کا کرایہ دار ہے اور مسجد کمیٹی اس جگہ پر دروازہ بنا کر کرایہ دار کو دوسرے دوکانداروں کے مساوی دوکانیں دینے کو تیار ہے لیکن یہ دوکاندار دوکان کی جگہ دینے کو تیار نہیں ہے۔

فقط عبدالسلام صدر جامع مسجد اکبری پختہ قلعہ حیدرآباد سندھ، ۲۷/۲/۱۹۸۳ء

۷۸۶ الجواب: جہاں اب ضرورت شرعیہ کے تحت مسجد کا صدر دروازہ بنایا جا رہا ہے اور جہاں مسجد کی دوکان ہے جو کہ کرایہ پر اٹھی ہوئی ہے اگر وہ مسجد کی دوکان نہ بھی ہوتی اور وہ کرایہ دار ہی اس کا مالک ہوتا تو مسجد کے احترام و ضرورت واقعہ کے لئے واجب قیمت پر اس سے زبردستی دوکان واپس لی جاسکتی تھی۔ اور جب کہ وہ دوکان ہی مسجد کی ہے تو شرعاً بھی واپس لے سکتے ہیں اور قانوناً بھی۔ اسے انسانیت سے سمجھایا جائے کوئی وجہ نہیں کہ نہ سمجھے۔ لوگ خواہ مخواہ بھی ایسے مواقع پر بات بڑھالیا کرتے ہیں۔ اس سے پرہیز کریں۔ (عالمگیری رد المحتار وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ شعبان المعظم ۱۴۰۳ھ

مسجد میں درخت یا پھول لگانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ: مسجد میں درخت یا پھول لگانا جائز ہے یا نہیں؟

سائل: سید محمد حسین ولد سید جعفر حسین شاہ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: مسجد میں پیڑ لگانے کی اجازت نہیں نہ مسجد کو اس کی حاجت ہے ہاں اگر زمین میں تری ہے ستون قائم

نہیں رہتے تو اس تری کو جذب کرنے کیلئے پیڑ لگا سکتے ہیں (عالمگیری وغیرہ)
 العبد مفتی محمد خلیل خان قادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ محرم الحرام ۱۳۸۸ھ

قربانی کی کھالوں سے تعمیر مسجد، اور دیگر مصارف مسجد

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان عظام اس مسئلہ میں کہ قربانی کی کھالیں تعمیر مسجد اور دیگر مصارف مساجد میں صرف ہو سکتی ہیں یا نہیں؟ بینوا بالکتاب و توجروا۔
 المستفتی: محمد صدر الدین فہیم بیراٹھی جے پوری، دو قبر، حیدر آباد، سندھ،
 متعلم دارالعلوم احسن البرکات، حیدر آباد

الجواب وبالله توفیق الصواب: حامد الله الخالق الاکبر، الذی اوجب علينا الاضحیہ و امر، فصل لربک وانحر، مصلیا و مسلما علی سیدنا و مولینا محمد سید الخلائق و البشر، الذی ذبح بیدہ الشریف فی یوم الاضحی و نحر، وقال کلو او ترو دوا و ادخروا یسر لنا ولا عسر، و علی اله و صحبه و ازواجه و ذریته و علماء ملتہ و اولیاء امتہ الی یوم الفزع الاکبر امین بلاشبہ پوست اضحیہ کا صرف تعمیر مساجد، دیگر امور خیر میں جائز و درست ہے اور اس پر متعدد دلائل قائم جس سے اس کا جواب ثابت لازم بالہ التوفیق و بہ نستعین۔

دلیل اول

شرع مطہرہ سے اس کے عدم جواز پر دلیل نہ ہونا خود دلیل جواز ہے کہ سکوت شارع موجب اباحت ہے نہ کہ موجب حرمت مولیٰ عزوجل ارشاد فرماتا ہے یا ایہا الذین امنوا الاتسلو عن اشیاء ان تبدلکم تسوکم وان تسئلوا عنها حین یزل القرآن تبدلکم عفا الله عنها والله غفور حلیم اے ایمان والو بہت سی چیزوں کا سوال نہ کرو اگر ان کا حکم تم پر کھول دیا جائے تو تمہیں ناگوار ہوگا اور اگر نزول فرقان حمید کے وقت ان کا سوال کرو گے تو حکم ظاہر کر دیا جائے گا۔ اللہ نے تو تم سے یہ معاف فرمادیا اور اللہ غفور و حلیم ہے (پارہ ۷ سورۃ مائدہ آیت ۱۰۱)

تفسیر خازن شریف میں آیہ کریمہ کے تحت حدیث نقل فرمائی عن سلمان قال سئل رسول الله صلی الله تعالیٰ علیہ وسلم عن اشیاء فقال الحلال ما احل الله فی کتابہ و الحرام ما حرم الله فی کتابہ و ما سکت عنه فهو عفا عنه فلا تتكلفوا حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کچھ چیزوں کا سوال کیا گیا فرمایا حلال وہ ہے جو خداوند قدوس نے اپنی کتاب میں حلال فرمادیا اور حرام وہ ہے جو رب نے اپنی کتاب قدیم میں حرام کر دیا اور جس سے سکوت فرمادیا وہ ان میں سے ہے جو اللہ نے معاف فرمایا تو تکلف سے سوال نہ کرو (تفسیر لباب التاویل فی معانی التنزیل مصری ص ۵۳ جلد ایک)

دارقطنی میں ابو ثعلبہ خثنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں ان الله فرض

فرائض فلا تضیعوها و حرم حرمت فلا تنتهکوها و حد حدودا فلا تنتهکوها و سکت عن اشیاء من غیر نسیان فلا تبحثوا عنها اللہ تعالیٰ نے کچھ چیزیں فرض فرمائیں انہیں ضائع نہ کرو اور کچھ چیزیں حرام فرمائیں ان کے نزدیک نہ جاؤ اور کچھ حدیں مقرر کیں ان سے تجاوز نہ کرو اور کچھ چیزوں سے بغیر نسیان سکوت فرمایا ان میں بحث نہ کرو۔

(مشکوٰۃ شریف مطبوع نظامی باب الاعتصام ص ۲۱)

سید المفسرین حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور کے چچا زاد بھائی ارشاد فرماتے ہیں فیبعث اللہ نبیہ و انزل کتابہ و حل حلالہ و حرم حرامہ فما احل فهو حلال و ما حرم فهو حرام و ما سکت عنه فهو عفو اللہ نے اپنے نبی کو مبعوث فرمایا اور قدیم کتاب قرآن حکیم نازل فرمایا اور حلال کو حلال اور حرام کو حرام کیا تو جو چیز حلال کی گئی وہ حلال ہو گئی اور جو حرام فرمائی گئی وہ حرام ہو گئی اور جس سے سکوت فرمایا وہ معاف ہے۔

(مشکوٰۃ شریف باب ما یحل اکله ص ۳۰۷)

بناء علیہ فقہا کرام نے تصریح فرمائی اصل اشیاء میں اباحت ہے فقہ حنفی کی مشہور و مستند کتاب درمختار میں ہے ان الفقہاء کثیر اما یلہجون بان الاصل الا باحۃ اکثر فقہائے کرام کی نوک زبان پر ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔ (درمختار مصری کتاب الطہارۃ ج ۱ ص ۹۸)

حضرت امام علامہ شامی قدس سرہ السامی اس کے تحت فرماتے ہیں و صرح فی التحریر بان المختار ان الاصل الا باحۃ عند الجمهور من الحنفیہ و الشافعیہ تحریر میں صراحۃ فرمایا کہ جمہور حنفیہ و شافعیہ کے نزدیک اصل اشیاء میں اباحت مختار ہے (شامی مطبوعہ مصر ج ۱ ص ۹۸)

یہی علامہ ممدوح فرماتے ہیں فهو داخل تحت قاعدة الاصل فی الاشیاء الا باحۃ (حقہ) اس قاعدہ کے تحت داخل ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔ (شامی مصری کتاب الاثر ج ۵ ص ۲۰۶)

نیز ارشاد فرماتے ہیں و لیس الاحتیاط فی الافتراء علی اللہ تعالیٰ باثبات الحرمة او الکراہۃ الذین لا بدلہما من دلیل بل فی القول الا باحۃ حرمت و کراہت کے ثبوت سے اللہ تبارک و تعالیٰ پر افتراء کرنے میں احتیاط نہیں کہ اس کے لئے دلیل ضروری ہے بلکہ اباحت کہنے میں ہے کہ وہی اصل ہے۔ (شامی مصری جلد پنجم ص ۲۰۶)

جب یہ ثابت ہو گیا کہ پوست اضحیہ مسجد میں دیئے جانے پر شریعت مطہرہ نے ممانعت نہ فرمائی تو کم از کم یہ مباح ہوا اور فعل مباح میں فاعل مختار ہے لہذا مانعین کا حق ممانعت باطل اسی میں ہے الباح غیر مطلوب الفعل و هو محو فہا مباح وہ فعل ہے جس کے کرنے کی شریعت نے طلب نہ کی ہو اور بلاشبہ فاعل اس میں مختار ہے (شامی مصری جلد اول ص ۹۸)

دلیل ثانی

قربانی سے مراد ہی اراقۃ الدم ہے جو ہرہ نیرہ میں ہے کان المراد منها اراقۃ قربانی سے مراد خون بہا دینا ہے۔ (حاشیہ قدوری مطبوعہ مجتہائی کتاب الاضحیہ ص ۳۴۰)

علامہ شامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں لان القربة الا راقه قربت عبادت خون بہا دینے میں ہے۔

(شامی مصری جلد پنجم ص ۲۸۶)

چونکہ اراقۃ الدم ہی کا نام قربانی لہذا صدقہ واجبہ بھی یہی ہے تو یہ الا بصار ودر مختار میں ہے فتجب التضحیۃ ای اراقۃ الدم قربانی واجب ہے یعنی خون بہانا واجب ہے (رد المحتار مصری جلد پنجم ص ۲۷۳)

حضرت امام علامہ شامی علیہ الرحمۃ اس کے تحت فرماتے ہیں والدلیل علی انها الا راقۃ لو تصدق بعین الحيوان لم یجز اراقۃ الدم کے وجوب پر یہ دلیل ہے کہ اگر زندہ جانور صدقہ کرے جائز نہیں۔

(شامی مصری جلد پنجم ص ۲۷۳)

جب قربانی اراقۃ الدم ہی ہے اور اراقۃ الدم ہی واجب ہے تو قربانی کے بعد وجوب ساقط ہو گیا اب بقیہ چیزوں کا صدقہ واجب نہیں کہ واجب ادا ہو گیا لہذا گوشت خود کھائے دوسروں کو کھلائے پوست مسجد میں دے دے یا اور کسی مصرف خیر میں صرف کرے خواہ بعینہ اپنے کام میں لائے یا اس کے عوض ایسی چیز لے جو باقی رہنے والی ہو۔

دلیل ثالث

قربانی کے بعد گوشت و پوست کا قربانی کرنے والا مالک ہے خواہ صدقہ کرے یا نہ کرے جو ہرہ میں ہے وان لم يتصدق بشئ منها اجزاء قربانی میں اسے اگر کچھ بھی صدقہ نہ کرے جائز ہے (حاشیہ قدوری ص ۲۳۰)

شامی میں ہے لو حبس الكل لنفسه جازا اگر سارا ہی گوشت اپنے لئے رکھ لئے جائز ہے (شامی جلد پنجم ص ۲۸۲)

دلیل رابع

گوشت کا اپنے اہل و عیال پر صرف کرنا بلکہ اگر صاحب عیال ہو اور تنگ دست ہو تو سب ہی گوشت اپنے عیال پر صرف کر دینا جائز ہے شرح وقایہ میں ہے و ترکہ لذی عیال توسعه علیہم عیال دار اپنے عیال پر کشادگی کے لئے صدقہ ترک کر دے (شرح وقایہ محشی بحاشیہ چلپی مطبوعہ کریمہ جلد دوم ص ۱۴۹)

طحاوی علی مراقی الفلاح میں ہے ان لم یکن صاحب عیال والا فصرفه الی عیالہ اولی من صرفه الی الصدقہ الہدیہ صدقہ اور ہدیہ کرنا اس وقت ہے جب کہ صاحب عیال نہ ہو ورنہ اس کا اپنے عیال پر صرف صدقہ اور ہدیہ سے اولی ہے (طحاوی مطبوعہ مصر ص ۳۲۳)

در مختار میں ہے وندب ترکہ لذی عیال توسعه علیہم مستحب ہے کہ عیال دار اپنے اور اپنے عیال پر کشائش کی خاطر صدقہ ترک کر دے (رد المحتار جلد پنجم ص ۲۸۶)

علامہ شامی علیہ الرحمۃ نے اس کے تحت فرمایا غیر موسع الحال یہ حکم صاحب عیال تنگ دست کے لئے ہے۔

(شامی مصری جلد پنجم ص ۲۷۶)

دلیل خامس

قربانی کے گوشت میں اغنیاء کو بھی کھلانا اور دے دینے جائز ہے وقایہ میں ہے ویوکل ویهب من شاء کھلایا جائے اور جس کو چاہے ہبہ کر دے (شرح وقایہ جلد دوم ص ۱۴۹)

قدوری میں ہے ویطعم الاغنیاء والفقراء اغنیاء اور فقراء کو کھلایا جائے (قدوری ص ۲۳۰)

فتاویٰ ہندیہ میں ہے ویطعم الغنی والفقیر جمیعاً کذا فی البدائع ویهب منها ماشاء للغنی والفقیر والمسلم والذمی کذا فی الغیاتیہ اور قربانی میں سے جو کچھ چاہے غنی فقیر مسلم کو ذمی کو ہبہ کر دے جیسا کہ غیاتیہ میں ہے (عالمگیری کتاب الاضحیہ باب خامس مطبوعہ مصر ص ۳۰۰)

درمختار میں ہے ویوکل غنیاً اضحیہ میں سے غنی کو بھی کھلایا جائے (ردالمحتار جلد پنجم ص ۲۸۶)

دلیل سادس

اضحیہ میں ہے خود کھانا مستحب ہے مولیٰ عزوجل ارشاد فرماتا ہے فکلوا منها واطعموا البائس الفقیر قربانی میں سے خود کھاؤ اور مصیبت زدہ فقیر کو کھلاؤ۔

اور فرماتا ہے تبارک وتعالیٰ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطِيعُوا الْقَائِمَ وَالْمُعْتَصِرَ خود کھاؤ اور قناعت کرنے والے بھیک مانگنے والے کو کھلاؤ۔ (حج: 36)

حضور اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کلاوا واطعموا وادخروا رواۃ الشیخان و احمد کھاؤ اور کھلاؤ اور جمع رکھو یہ حدیث بخاری و مسلم و امام احمد نے روایت کی (ردالمحتار جلد پنجم ص ۲۸۶)

فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے ویستحب ان یاکل من لحم الاضحیہ ویطعم منها غیرہ مستحب ہے کہ اپنے اضحیہ میں سے خود کھائے اور غیروں کو کھلائے (فتاویٰ ہندیہ مصری جلد پنجم ص ۲۰۰)

درمختار میں ہے ویاکل من لحم الاضحیہ اضحیہ کے گوشت میں سے کھائے (ردالمحتار مصری جلد پنجم ص ۲۸۵)

شامی میں ہے ویستحب ان یاکل منها اور مستحب ہے کہ قربانی کے گوشت میں سے خود بھی کھائے۔

(شامی مصری جلد پنجم ص ۲۸۶)

ظاہر ہے کہ اگر اس کا تصدق واجب ہوتا تو نہ جمع کرنے کا حق ہوتا نہ عیال پر صرف کی اجازت نہ اغنیاء کو کھلانا جائز ہوتا نہ ذمی کو ہبہ کرنا اور نہ خود تناول کرنے کا استحباب کہ صدقہ واجبہ کا یہی حکم ہے درمختار میں ہے ولا الی من بینہما ولاد زکوٰۃ ان لوگوں پر نہ صرف کرے جن کے اور زکوٰۃ دینے والے کے درمیان اصول و فروع کا رشتہ ہو۔

(ردالمحتار مصری کتاب الزکوٰۃ باب المعروف جلد دوم ص ۸۶)

علامہ شامی قدس سرہ السامی اس کے تحت فرماتے ہیں وکذا کل صدقہ واجبة کالفطر والنذر

والکفارات اما التطوع فیجوز بل هو اولی ایسے ہی صدقہ واجبہ جیسے صدقہ فطر اور نذر اور کفارات اصول و فروع پر خرچ نہ ہوں گے لیکن صدقات نافلہ کا ان پر صرف جائز بلکہ اولیٰ ہے (شامی مصری جلد دوم ص ۸۶)

نیز فرماتے ہیں وان وجبت به فلا یاکل منها شیئا ولا یطعم غنیا سواء کان الناذر غنیا او فقیر الان سبیلها التصدیق ولیس المتصدق ذالک اگر قربانی اپنے پر خود واجب کر لی نذر مان کر تو اس میں سے کچھ نہ کھائے نہ غنی کو کھلائے خواہ نذر ماننے والا غنی ہو یا فقیر اس لئے کہ اس کی راہ صرف صدقہ ہے اور صدقہ کرنے والے کو اس کا حق نہیں۔ (شامی مصری کتاب الاضحیہ جلد پنجم ص ۲۸۶)

دلیل سابع

طرفہ تریہ کہ جن اشیاء کا استعمال قبل ذبح مضمیٰ کے لئے ناجائز تھا بعد ذبح ان کا استعمال بھی جائز ہے تنویر الابصار و در مختار میں ہے و کرة جز صوفها قبل الذبح لینفع به فان جزءه تصدق به ولا یرکبها ولا یحمل علیها شیئا ولا یوجرھا فان فعل تصدق بالاجرة (حاوی للفتاویٰ) لانه التزم اقامة القربة بجميع اجزائها بخلاف ما بعده لحصول المقصود (مجتبیٰ) ویکرة الانتفاع بلبنها قبله کما فی الصوف قربانی سے قبل قربانی کے جانور کے بال بغرض انتفاع کا ٹنا مکروہ ہے تو اگر کاٹ لئے صدقہ کر دے اور نہ اس پر سوار ہو نہ اس پر کوئی بوجھ لادے نہ اسے کرایہ پر دے اگر ایسا کر لیا تو اجرت صدقہ کرے یہ حاوی للفتاویٰ میں ہے اس لئے کہ اس نے اس کے تمام اجزاء کے ساتھ اقامت قربت التزام کیا ہے بخلاف مابعد کہ مقصود حاصل ہو چکا یہ مجتبیٰ میں ہے اور اس جانور کے دودھ سے بھی نفع حاصل کرنا قبل ذبح مکروہ ہے جس طرح اون اور بالوں سے انتفاع مکروہ ہے۔ (رد المحتار مصری جلد پنجم ص ۲۸۷)

دلیل ثامن

اور تو اور خود کھال کو مضمیٰ اپنے استعمال میں لاسکتا ہے اگر اس کا صدقہ واجبہ ہوتا تو اس کی کھال صدقہ کرنا واجب ہوتا شرح وقایہ میں ہے ویصدق بجلدها او یعمل آلتہ کجرب او خف او فرو او یدلہ بما ینتفع به باقیالا بما ینتفع به مستهلکا جلد کو صدقہ کر دے یا اس کا کوئی آلہ مثل جراب یا موزہ یا پوتین بنالے یا کسی ایسی چیز سے بدل لے جسے باقی رکھتے ہوئے نفع حاصل کیا جائے ایسی چیز سے نہ بدلے کہ جسے ہلاک کر کے نفع اٹھایا جائے۔ (شرح وقایہ جلد دوم ص ۱۳۹)

فتاویٰ ہندیہ میں ہے ویصدق بجلدها او یعمل منه غربال و جراب ولا بانس بان یشتری به ما ینتفع بعینہ مع بقائه استحسانات ذالک مثل ما بینا ولا یشتری به مالا ینتفع الا بعد الاستهلاك اس کی جلد کو صدقہ کرے یا اس کی چھلنی اور جراب بنالی جائے اور اس میں خرچ نہیں کہ اس کے بدلے میں ایسی چیز خرید لی جائے جسے بعینہ باقی رکھتے ہوئے نفع حاصل کیا جائے استحساناً یہ اس کے مثل ہے جو ہم نے بیان کیا ہے اور اس کے بدلے میں ایسی چیز نہ خریدے جسے ہلاک کرنے کے بعد نفع حاصل کیا جائے۔ (فتاویٰ عالمگیری جلد پنجم مطبوعہ مصر ص ۳۰۱)

دلیل ناسع

احکام گوشت پوست آپس میں ایک دوسرے پر قیاس کئے جاتے ہیں فقہائے کرام نے احادیث میں جلد کا حکم دیکھ کر گوشت کو اس پر قیاس فرمایا۔ درمختار میں ہے ولا یعطی اجر الجزار منها لانه کبیع واستفیدت من قوله علیہ الصلوٰۃ والسلام من باع جلد اضحیۃ فلا اضحیۃ له قربانی میں سے قصاب کو اجرت نہ دی جائے کیوں کہ یہ بیع کی طرح ہے اور حضور اکرم ﷺ کے فرمان مقدس سے مستفاد کہ جس نے اپنی قربانی کی کھال فروخت کی اس کی قربانی نہیں ہوتی ہے۔ (ردالمحتار مصری جلد ۵ ص ۲۸۷)

شامی میں اس کے تحت فرمایا لان کلا منها معاوضة اس لئے کہ گوشت و پوست میں سے اجرت دیا جانا معاوضہ ہے۔ یونہی شرح وقایہ میں ہے فاذا کان الحکم فی الجلد هذا قاسوا علیہ اللحم (شرح وقایہ جلد ثانی ص ۱۳۸) جب جلد کے متعلق یہ حکم ہے کہ (غیر مستہلک چیز سے بدلی جائے مستہلک سے نہیں) اسی پر گوشت کو قیاس کیا۔

دلیل عاشر

فقہائے کرام کی ان تصریحات کے پیش نظر ہر سلیم الطبع یہ کہنے پر مجبور ہوگا کہ وجوب صرف اراقة الدم کا ہے گوشت پوست کا تصدق واجب نہیں بناء علیہ زمانہ قریب کے ایک مولوی عبدالحی صاحب لکھنؤی کہ حضرات مانعین جنہیں مانتے ہیں اپنے فتاویٰ میں صراحتہ پوست کا صدقہ نافلہ ہونا بیان کرتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں ”ظاہر کہ تصدق بحرم اضحیۃ از قبیل تطوعات است و صدقہ تطوع محکوم علیہ بحرمت صرف آں بر نبی ہاشم نیست اس چنیں احکام از خصائص زکوٰۃ ہستند (مجموعہ فتاویٰ مولوی عبدالحی مطبوعہ یوسفی فرنگی محل لکھنؤ جلد ۲ ص ۳۰۶) ظاہر ہے کہ پوست اضحیۃ کا صدقہ از قبیل مستحبات ہے اور صدقہ مستحبہ کا صرف بنی ہاشم وغیرہ پر محکوم بحرمت نہیں اس قسم کے احکام خصوصیات زکوٰۃ سے ہیں۔

اسی میں چند سطور کے بعد صدقہ تطوع بر نبی ہاشم صرف کردن جائز است وہمیں است مذہب جمہور و تصدق بحرم اضحیۃ نیز تطوع است لاجرم برایشاں صرف آں جائز خواہد شد صدقہ نافلہ بنی ہاشم پر صرف کرنا جائز ہے اور یہی مذہب جمہور ہے اور پوست اضحیۃ کا صدقہ بھی صدقہ نافلہ ہے لامحالہ اس کا صرف ان پر جائز ہوگا۔

اسی فتوے کے آخر میں ہے چوں تصدق بحرم اضحیۃ از قبیل تطوعات است لاجرم نقل لیں مکروہ نضواہد شد جب پوست اضحیۃ کا صدقہ صدقات نافلہ کے قبیل سے ہے لاجرم اس کا ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانا مکروہ نہ ہوگا۔

تک عشرۃ کاملہ

جب یہ ثابت ہو گیا کہ پوست اضحیۃ کا صدقہ صدقہ واجب نہیں بلکہ صدقہ نادر ہے تو مسجد میں اس کے عدم صرف کی کوئی وجہ وجہ نہیں بلکہ مساجد کے لئے یہ جس قدر چندہ وغیرہ ہو رہا ہے یہ سب صدقہ نافلہ ہی میں تو داخل ہیں اگر صدقہ نافلہ کا عدم جواز تسلیم کر لیا جائے تو پھر تعمیر مساجد کی سبیل ہی نہ رہے اصولاً تو اسی قدر کافی تھا لیکن مزید اطمینان کے لئے ہم

حضرات مانعین کے شبہات کا ازالہ بھی مناسب سمجھتے ہیں خداوند کریم حق بولنے حق سمجھنے اور حق سننے کی توفیق عطا فرمائے آمین بحرۃ سید المرسلین ﷺ۔

شبہ اول

غنی اور مسجد کا ایک حکم ہے اور چونکہ غنی کو کھال نہیں دیجاتی لہذا مسجد کو بھی نہیں دیجا سکتی۔

ازالہ

غنی کو کھانا نہ دینا اور ہے اور نہ دیا جاسکنا اور، شریعت مطہرہ نے کہیں اس کی ممانعت نہ فرمائی بلکہ دلیل خاص میں عالمگیری کی عبارت گزری ویصوب منها ماشاء للغنی والفقیر قربانی میں جو کچھ چاہے غنی اور فقیر دونوں کو دے۔ عموم میں کھال بھی داخل اور یہ اس باب میں نص صریح ہے۔

شبہ دوم

اگر غنی کو کھال دے بھی دیجائے تو اسے فروخت کا حق نہ ہوگا جیسے خود مضمی کو فروخت کرنے کا حق نہیں ہے یونہی مسجد میں کھال دیجا سکے گی لیکن مسجد اسے فروخت نہیں کر سکتی۔

ازالہ

اولاً اس پر دلیل درکار، ثانیاً یہ کس نے کہا کہ قربانی کرنے والے کو بہر صورت کھال بیچنا ممنوع ہے ممانعت صرف اس صورت میں ہے جبکہ اپنی ذات یا اپنے عیال پر صرف کرنے کے لئے بیچے۔

فتاویٰ ہندیہ میں ہے ولا یبیعہ بالدر اہم لینفق الدراہم علی نفسہ و عیالہ اپنے نفس اور عیال پر خرچ کرنے کے لئے چرم قربانی کو در اہم کے بدلے نہ بیچے (عالمگیری کتاب الاضحیہ باب سادس جلد پنجم مطبوعہ مصر ص ۳۰۱) ہاں اگر کسی کار خیر میں صرف کے لئے درہموں کے بدلے کھال فروخت کی بلاشبہ جائز، اسی میں ہے ولو باعھا بالدر اہم لیتصدقہ بہ جازلانہ قربہ کالتصدق کذا فی التبیین اگر کھال کو درہموں سے بیچا کہ تصدق کرے تو جائز ہے اس لئے کہ جیسے کھال صدقہ کرنا قربت ہے یونہی کھال کے درہموں کا صدقہ کرنا بھی قربت ہے ایسا ہی تبیین میں ہے (عالمگیری مصری جلد پنجم ص ۳۰۱)

ثالثاً بالفرض آپ ہی کی بات مان لی جائے کہ خود مضمی کسی صورت میں بھی کھال فروخت نہیں کر سکتا پھر بھی غنی پر اس کا کیا اثر، مضمی کے احکام اور، غنی کے اور، اعتراض سے قبل شامی ہی کو ملاحظہ فرمایا ہوتا تحریر فرماتے ہیں واذا دفع اللحم الی الفقیر بنیۃ الزکوۃ لا یحسب عنہا فی ظاہر الروایۃ لکن اذا دفع للغنی ثم دفع الیہ بنیتھا یحسب اگر فقیر کو گوشت قربانی بہ نیت زکوۃ دیا ظاہر روایت میں کافی نہیں لیکن اگر غنی کو دے دیا گیا پھر اس نے فقیر کو بہ نیت زکوۃ دے دیا کافی ہے۔ (شامی مصری جلد خامس کتاب الاضحیہ ص ۲۸۷)

شبه سوم

غنی کو کھال دی جا سکتی ہے لیکن اسے بیچ کر اس کی قیمت اسے پیش کرنا اس کی کسر شان ہے اسی طرح مسجد میں کھال دی جا سکتی ہے لیکن اسے فروخت کر کے مسجد میں لگانا، ناجائز ہے۔

ازاله

اولاً شرع مطہرہ سے اس پر دلیل کیا؟ ثانیاً، عموماً مسجد میں کھال ہی دی جاتی ہے ثالثاً ابھی عالم گیری سے نقل ہوا کہ اس نیت سے خود مضحی کو فروخت کرنا جائز ہے رابعاً مسجد والے اگر فروخت کریں تو اوپر والی شامی کی عبارت اس کی دلیل ہے خامساً غنی کے لئے چندہ کرنا بھی اس کی کسر شان ہے لیکن مسجد میں عموماً چندہ ہی سے بن رہی ہیں اگر یہ وجہ ممانعت ہے تو پھر مسجد کے لئے چندہ کی ممانعت کا بھی اعلان فرمائیں اگر آپ یوں کہیں کہ مسجد خود چندہ نہیں کرتی بلکہ ہم اس کے لئے چندہ کرتے ہیں اس لئے جائز ہے اس بنا پر اگر مسجد کا چندہ جائز ہے تو یہ کلیہ کھالوں میں بھی جاری کہ نہ کھالیں مسجد میں خود جمع کرتی ہیں نہ فروخت کرتی ہیں بلکہ ہم لوگ یہ امور انجام دیتے ہیں لہذا یہ جائز ہے۔

شبہ چقارم

جب یہ صدقہ مستحب ہے تو اپنے استعمال میں کیوں نہیں لاسکتا۔

ازالہ: سبحان اللہ ابھی دلیل ٹامن میں گزرا کہ کھال کو استعمال کر سکتا ہے ڈول مشک وغیرہ بنا سکتا ہے اور ”شبہ ہشتم میں اور عبارات اسی قسم کی آتی ہیں ہاں کھال کو فروخت کر کے اس کی قیمت کے پیسے اپنے اور اپنے عیال پر صرف نہیں کر سکتا کہ اس نے اضحیہ کے تمام اجزاء سے تقرب کا قصد کیا ہے اور اب اسے فروخت کرنا منافی تقرب و خلوص ہے گویا کہ اپنے جانور کی قیمت پھر سے وصول کر رہے ہیں تو وہ عبادت و خلوص کہاں رہا اور شرعاً مطالبہ عبادت و خلوص کا ہے مولیٰ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے لَنْ يَنَالَ اللَّهُ لُحُومُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلَكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنْكُمْ اللَّهُ كَوْنَهُ قُرْبَانِي کا گوشت پہنچتا ہے نہ خون لیکن اسے تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔ (حج: 37)

وقت ہے جب کہ اپنے نفس و عیال پر خرچ کرنے کے لئے بیچے جیسا کہ فتاویٰ ہندیہ میں گزرا (شرح وقایہ جلد دوم ص ۱۴۸) یہ وہ پہلی مصلحت تھی کہ جس کے باعث کھال فروخت کر کے اس کے پیسے اپنے صرف میں لانے کی ممانعت فرمائی گئی اگر اس کا جواز رکھا جاتا تو مضحی گوشت و پوست بیچ کر جانور کی قیمت وصول کر لیتا جو روح عبادت کے خلاف تھا دوسری مصلحت اس میں یہ تھی کہ صلہ رحمی و غرباء پروری کا سلسلہ بالکل ختم ہو جاتا جب اس نے گوشت و پوست سب بیچ دیا تو غرباء کو کیا دینا اس لئے ابتداء اسلام میں حکم دیا گیا تھا کہ تین دن کا گوشت اپنے پاس رکھ کر باقی سب صدقہ کر دو پھر بعد میں حضور ﷺ نے یہ حکم منسوخ فرمایا۔

موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ میں ہے ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہی عن اکل لحوم الضحایا بعد ثلاثہ قال بعد ذلك کلو او تزودوا وادخروا بے شک رسول اللہ ﷺ نے قربانی کا گوشت تین دن کے بعد کھانے سے منع فرمایا پھر اس کے بعد یہ فرمایا کھاؤ اور توشہ بناؤ اور جمع رکھو۔

(مصنفی و مسوی شرحین موطا امام مالک علیہ الرحمۃ مطبوعہ فاروقی دہلی ص ۱۸۲)

مسجد میں کھال دینا منافی خلوص و تقویٰ نہیں بلکہ عین خلوص و تقویٰ ہے مولیٰ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَصْنُ يُعْظَمُ شَعًا بِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ ۝ جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرتا ہے تو یہ اس کے دل کے تقویٰ سے ہے (حج)

بخاری و مسلم نے بروایت حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ثالث حدیث بیان کی کہ فرماتے ہیں انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم يقول من بنى مسجداً يبتغى به وجه الله بنى الله له بيتاً في الجنة میں نے حضور اقدس ﷺ کو فرماتے سنا جس نے رضائے الہی کا طالب ہو کر مسجد بنائی اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔ (کتاب الترغیب والترہیب علی ہامش المشکوٰۃ ص ۵۰)

صلہ رحمی و غرباء پروری پر بھی اس کا کچھ اثر نہیں کہ گوشت کے تین حصے مقرر فرمادے گئے ایک خود کے لئے دوسرا اقرباء و احباب کے لئے تیسرا حصہ غرباء و فقراء کے لئے، شامی میں ہے الا فضل ان يتصدق بالثلث و يتخذ الثلث ضیافه لا قربانه و يدخر الثلث افضل یہ ہے کہ تیسرا حصہ صدقہ کرے اور تہائی حصہ سے عزیز و احباب کی ضیافت کرے اور تہائی حصہ جمع رکھے۔ (شامی مصری جلد پنجم ص ۲۷۶)

جب یہ حصے مقرر ہو چکے تو اب کھال کے متعلق یہ مختار رہا خواہ بعینہ اپنے استعمال میں لائے خواہ غرباء کو دے دے خواہ کسی اور مصرف خیر میں صرف کرے۔

شبه پنجم

مسجد کے لئے کھال متولی کو دینا گویا اسے اپنا وکیل بنانا ہوا کہ متولی اسے فروخت کر کے مسجد میں لگائے اور جب یہ خود فروخت نہیں کر سکتا تو وکیل کیونکر کر سکے گا۔

ازالہ: اولاً نہ وکیل بنایا جاتا ہے نہ یہ قصد ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات مضحی کو پتہ بھی نہیں ہوتا کہ متولی کون ہے نہ خبر ہوتی ہے کہ

متولی حامل شرائط وکالت ہے بھی یا نہیں نہ اس کا یہ مقصود کہ اسے خاص متولی ہی فروخت کرے بلکہ بعض دفعہ متولی صاحب موجود بھی نہیں ہوتے مٹھی کھال لا کر حدود مسجد کے کسی گوشہ میں ڈال جاتا ہے اسے اس سے کوئی مطلب نہیں ہوتا کہ اسے متولی فروخت کرے یا امام مسجد یا اہل محلہ بلکہ اس کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ بعد فروخت مسجد میں لگ جائے ثانیاً فرض کرو کہ مٹھی ہی کا وکیل سہی پھر جب مٹھی خود کار خیر میں صرف کے لئے بیچ سکتا ہے جیسا کہ عالم گیری سے گزرا تو خود تمہارے قول سے بھی وکیل کا تصرف جائز ہوگا کہ خود مٹھی کی بیچ کا عدم جواز وکیل کے تصرف کا عدم جواز، تم نے ثابت کیا جب کار خیر کے لئے اس کی بیچ جائز تو وکیل کا تصرف بھی نافذ ثالثاً بزم باطل یونہی سہی کہ کار خیر میں صرف کے لئے بھی مٹھی فروخت نہ کر سکے پھر تمہیں کیا نافع اور ہمیں کیا مضر کہ وکیل وہ تصرفات کر سکتا ہے جو کسی ممانعت کے باعث موکل نہ کر سکے درمختار میں ہے وصح تو وکیل محرم حلالہ نیب صیداً وان امتنع عنه الموکل لعارض المنہی ادریح ہے وکیل کرنا محرم کا غیر محرم کو شکار بیچنے کے لئے اگرچہ موکل عارضہ نبی کے باعث ممنوع ہے۔ (رد المحتار مصری کتاب الوکالہ جلد چہارم ص ۵۵۵)

شبه ششم

جب کھال مسجد میں دے دی گئی تو اب مسجد کی ملک ہو گئی اور ملک مسجد فروخت نہیں ہو سکتی۔

ازالہ

اولاً مٹھی کا منشاء ہی اسے فروخت کر کے مصالح مسجد میں لگانے کا ہوتا ہے نہ کہ کھالوں کا مسجد میں انبار کرنا ثانیاً مسجد کے متولی کو اس قسم کے تصرفات کا حق ہوتا ہے اور اس کا تقرر انہیں اغراض کے تحت ہوتا ہے تا تار خانہ میں ہے ان اہل المسجد لو اتفقوا علی نصب رجل متولیا لمصلح المسجد فعند المتقدمین یصح ولكن الافضل کونہ باذن القاضی تم اتفق المتأخرون ان الافضل ان لا یعلو القاضی فی زماننا لما عرف من طبع القضاة فی اموال الاوقاف بے شک اگر اہل مسجد نے اتفاق کیا ایک شخص کو مصالح مسجد کے لئے متولی بنانے پر تو متقدمین کے نزدیک صحیح ہے لیکن افضل یہ ہے کہ باذن قاضی ہو پھر متاخرین نے اتفاق فرمایا کہ قاضی سے معلوم نہ کریں ہمارے اس زمانہ میں جبکہ اسوالات اوقاف میں قضاة کی طمع پہچان لی گئی۔ (شامی مصری کتاب الوقف جلد سوم ص ۵۶۶)

بحر و نہر میں ہے اذا جتمعوا علی رجل جعلوه متولیا بغیر امر القاضی یکون متولیا اہل محلہ جب ایک آدمی پر متفق ہو گئے اور اسے بغیر امر قاضی متولی بنالیا وہ متولی ہو گیا۔ (شامی مصری باب احکام مسجد جلد اول ص ۶۱۳)

ثالثاً پوست اضحیہ ایسی ہی چیز ہے کہ جسے بیچ کر ہی مسجد میں لگایا جاتا ہے مسجد کا ڈول یا اس کی دریوں کی گوٹ تین چار یا دس پندرہ کھالوں میں اتمام پذیر ہوں گی نہ کہ اس قدر کثیر اس کی نظیر مسجد کے پھل ہیں کہ انہیں بھی فروخت ہی کر کے انتفاع حاصل کیا جاتا ہے درمختار میں ہے غرس فی المسجد اشجار لغو، ان غرس للسبیل فلکل مسلم الاکل والانتفاع والاتباع لمصلح المسجد مسجد میں درخت بوئے گئے جو پھل دیتے ہیں اگر نمازیوں کے کھانے کے لئے بوئے گئے تو ہر مسلمان کو ان کا کھانا روا ہے ورنہ انہیں مصالح مسجد کے لئے بیجا جائے گا۔ (رد المحتار مصری کتاب الوقف جلد سوم ص ۵۷۵)

حضرت امام شافعی قدس سرہ اس کے تحت فرماتے ہیں اذالم يعرف الشرط ان ياخذہ المتولی لبيعہا و يصرفہا فی مصالح الوقف (جب شرط نہ پہچانی گئی تو پھل متولی حاصل کرے انہیں فروخت کرنے کے لئے اور مصالح وقف میں صرف کرے) (شامی مصری کتاب الوقف جلد سوم ص ۵۷۵)

مصالح وقف مسجد کی تفصیل جلیل حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رسالہ مبارکہ التحریر الجید فی حکم المسجد میں ہے من شاء فليبر جم اليه۔

شبہ ہفتم

جب گوشت کا صدقہ مستحبہ ہونے پر قیاس کر کے پوست کو صدقہ مستحبہ قرار دیا گیا تو پوست کو مسجد میں دیتے ہوئے دیکھ کر گوشت کو بھی اس پر قیاس کیا جائے اور گوشت بھی مسجد میں دیا جائے تاکہ اسے بیچ کر اس کی قیمت مسجد میں لگا دی جائے۔

ازالہ

اولاً یہ قیاس مع الفارق ہے کیونکہ گوشت کھانے کی چیز ہے پوست کو کوئی مسلمان نہیں کھاتا ثانیاً ہدیہ و ضیافت احباب کا سلسلہ اس سے منقطع ہوتا ہے ثالثاً عید الاضحیٰ کے مبارک دن ضیافت الہیہ کے دن ہیں اس ضیافت کی قدریوں بھی ہے کہ قربانی کے گوشت کو خرید و فروخت کئے بغیر استعمال کیا جاتا ہے رابعاً امراء کے دسترخوانوں پر ان دنوں میں گوشت پلاؤ اور کباب بیخ ہوتے اور غریبوں کی روٹی پر چٹنی، اسلام نے مساوات کا سبق پڑھایا خامساً بیع گوشت کا مسئلہ خود علماء میں مختلف فیہ ہے لہذا احتیاط اجتناب میں پائی گئی حضرت امام علامہ شامی قدس سرہ السامی فرماتے ہیں لیس له ان یبیعہا بمستہلک وان له بیع الجلد بما تبقي عينه و سکت عن بیع اللحم للخلاف فیہ ففی الخلاصۃ و غیرہا لو ادا بیع اللحم لیتصدق بشئ لیس له ذلك و لیس له فیہ الا ان یطعم و یاکل مضمیٰ کو یہ حق نہیں کہ کھال اور گوشت مستہلک چیز کے عوض بیچے اور یہ حق حاصل ہے کہ جلد کو ایسی چیز کے عوض بیچ دے جو بعینہ باقی رہے صاحب درمختار نے گوشت کی بیع سے اس لئے سکوت فرمایا کہ اس مسئلہ میں اختلاف ہے خلاصہ وغیرہ میں ہے اگر گوشت کے بیچنے کا ارادہ کیا تاکہ اس کی قیمت صدقہ کر دے تو اس کو یہ حق نہیں اور اس معاملہ میں اس کے لئے یہی حکم ہے کہ کھلائے یا کھائے (شامی مصری جلد پنجم ص ۲۸۷)

حتیٰ کہ وہ علماء جو بیع لحم کے قائل ہیں خود ان میں بھی اختلاف ہے بعض نے فرمایا کہ گوشت کی بیع مستہلک چیز سے جائز ہے اور غیر مستہلک سے جائز نہیں اگرچہ مذہب صحیح یہی ہے کہ گوشت کی بیع بھی مستہلک سے جائز نہیں اور غیر مستہلک سے جائز ہے فتاویٰ ہندیہ میں ہے لو اشتري بلحم الاضحیۃ جرابلا یجوز ولو اشتري بلحمها حبوا جاز ولو اشتري بلحمها لحما جاز قالوا، والاصح فی هذا انه یجوز بیع الماکول بالماکول و غیر الماکول بغیر الماکول ولا یجوز بیع غیر الماکول بالماکول ولا بیع الماکول بغیر الماکول ہکذا فی الظہیریہ و فتاویٰ قاضی خان اگر اضحیہ کے گوشت سے جراب خریدی جائز نہیں اور اگر اس کے گوشت سے غلہ خریدا جائز ہے اور اگر اس کے گوشت سے گوشت خریدا جائز ہے علماء نے فرمایا اس طور پر اس مسئلہ میں صحیح یہ ہے کہ ماکول کی بیع ماکول کے ساتھ جائز ہے اور

غیر ماکول کی غیر ماکول کے ساتھ جائز اور غیر ماکول کی بیع ماکول کے ساتھ جائز نہیں اور نہ ماکول کی غیر ماکول سے فتاویٰ ظہیریہ اور فتاویٰ قاضی خان میں ایسا ہی ہے۔ (عالمگیری کتاب الاضحیہ سادس جلد پنجم ص ۳۰۱)

حالانکہ خود اسی عالمگیری میں مذہب صحیح یہ بیان فرمایا گیا واللحم بمنزلة الجلد فی الصحيح حتی لا یبیعه بمالا ینتفع به الا بعد الاستهلاك اور گوشت کا حکم کھال کی طرح ہے مذہب صحیح میں یہاں تک کہ اس کو اس چیز سے نہ بیچے کہ جسے ہلاک کر کے نفع حاصل کیا جائے (عالمگیری کتاب الاضحیہ جلد پنجم ص ۳۰۱)

علامہ شامی قدس سرہ السامی رد المحتار میں فرماتے ہیں والصحيح كفاي الهدايه وشرو حها انها سواء في جواز بيعها بما ينتفع بعينه دون ما يستهلك وايداه في الكفايه بما روى ابن سماعه عن محمد لو اشترى باللحم ثوبا فلا بأس بلبسه صحیح وہ ہے جو ہدایہ اور اس کی شرحوں میں ہے کہ گوشت و پوست جواز بیع میں یکساں ہیں اس چیز سے جسے بعینہ باقی رکھ کر نفع حاصل کیا جائے بخلاف اس چیز کے کہ جسے ہلاک کر کے نفع اٹھایا جائے اور کفایہ میں اس کی اس دلیل سے تائید کی جو کہ ابن سماعہ نے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ اگر گوشت کے عوض کپڑا خریدا گیا تو اس کے پہننے میں حرج نہیں۔ (شامی مصری جلد پنجم ص ۲۸۷)

اس اختلاف کے پیش نظر گوشت کا مسجد میں نہ دیا جانا ہی احتیاط ہے بخلاف پوست کے، اس کے لئے صریح جزیہ فتاویٰ عالمگیری سے شبہ دوم میں گزر الوباعها بالدر اہم لیتصدق به جاز (انتہی)

شبہ ہشتم

در مختار میں ہے ویصدق بجلدھا قربانی کی کھال صدقہ کی جائے کیوں کہ یہاں صدقہ کرنا بتایا گیا ہے لہذا صدقہ ہی کرنا ہوگا مسجد میں نہیں لگائی جاسکتی اور نہ کسی اور مصرف میں صرف کی جاسکتی ہے اس لئے صدقہ سے مراد صدقہ واجبہ ہے۔

ازالہ

یہ مانعین کا وہ چوٹی کا اعتراض ہے جو پاکستان سے لے کر ہندوستان تک اچھالا جا رہا ہے لہذا ہم بھی اس پر قدرے تفصیل سے کلام کریں اقول وبالله التوفیق عبارت در مختار پیش کرنے میں حضرات مانعین نے تدبیر سے کام نہ لیا اور نہ اس باب میں اسے پیش کرنے کی جرأت ہرگز نہ کرتے اولاً صاحب در مختار اور اس کے ماتن صاحب تنویر الابصار یہاں بیان مستحبات فرما رہے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں (ویاکل من لحم الاضحية ویوکل غنیا وید عرو نذیب ان لا ینقص التصدیق عن الثلث) ونذیب ترکہ لذی عیال تو سعه علیہم وان یدبح بیدہ ان علم ذلک وان لا (یعلمہ شہدھا بنفسہ ویلمر بالذبح کی لا یجعلھا) میتة و کرہ ذبح الکتلی امالمجوسی فیحرم لانه لیس من اہلہ) درد، و یتصدق بجلدھا اور قربانی کے گوشت میں سے خود کھائے اغنیاء کو کھلائے اور جمع کر رکھے اور مستحب ہے کہ صدقہ تہائی سے کم نہ کرے اور مستحب ہے کہ تنگ دست عیال دار اپنے عیال پر وسعت کی غرض سے صدقہ کو ترک کر دے اور اپنے ہاتھ سے ذبح کرے جبکہ ذبح کرنا جانتا ہو اور اگر نہ جانتا ہو تو خود موجود رہے اور دوسرے کو ذبح کرنے کا حکم دے تاکہ تاواقف قربانی کو

مرد دار نہ بنادے کتابی کا ذبیحہ مکروہ ہے لیکن مجوسی کا ذبیحہ حرام ہو جائے گا کہ وہ اس کا اہل ہی نہیں یہ درر میں ہے اور قربانی کی جلد کو صدقہ کرے (رد المحتار کتاب الاضیہ جلد پنجم ص ۲۸۵ تا ۲۸۷)

ظاہر ہے کہ گوشت قربانی کا تناول کرنا اغنیاء کو کھلانا ذخیرہ کر رکھنا صدقہ تہائی سے کم نہ ہونا تنگ دست عیال دار کا اپنے اہل کے لئے روک رکھنا اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا خود موجود رہنا ان میں سے ایک چیز بھی واجب نہیں تو کھال کا صدقہ کیوں کر واجب ہو گیا حالانکہ اسی ضمن میں اس کا بیان ہے ثانیاً اسی میں ویتصدق بجلدھا کے بعد فرمایا او یعمل منه نحو غربال و جراب و قربة و سفرة و دلو او یبدله بما ینتفع به باقیہ کما مرلا بمستھلک یا اس کھال سے جراب مشک دسترخوان یا ڈول بنالیا جائے یا اس کو ایسی چیز سے بدل لے جس کو باقی رکھتے ہوئے اس سے فائدہ حاصل کیا جاسکے جیسا کہ گزرا مستھلک چیز سے نہ بدلے (رد المحتار مصری جلد پنجم ص ۲۸۷)

اس جزیہ کے باوجود یہ کہنا کہ کھال کسی اور کام میں نہیں آ سکتی کس قدر دلیری ہے اور جب خود وہ اپنے استعمال میں لاسکتا ہے تو مسجد میں دینا کار خیر میں دینا ہے یہ کیونکر ناجائز ہوگا اگر اس کا تصدق صدقہ واجبہ ہوتا تو اپنے استعمال کی کہیں راہ تھی ثالثاً اسی ویتصدق بجلدھا کے تحت علامہ شامی فرماتے ہیں ویتصدق بجلدھا وکذا بجلالھا وقلاندھا فانہ يستحب اذا اوجب بقرة ان یجللھا و یقلدھا و اذا ذبحھا تصدق بذالك کما فی التاتار خانیہ اور جلد کو صدقہ کرے ایسے ہی اس کے جھول اور ہار و گلوبند کو صدقہ کرے کہ بے شک یہ مستحب ہے کہ جب اس نے گائے واجب کی تو اسے جھول ہار گلوبند پہنائے اور جب اسے ذبح کی تو ان کو صدقہ کر دے جیسا کہ تاتار خانیہ میں ہے (شامی مصری جلد پنجم ص ۲۸۷) لفظ کذا نے بتایا کہ جو حکم کھال اور جھول کے تصدق کرنے کا ہے وہی جلد کے تصدق کا اور مستحب سے ظاہر ہے کہ یہ چیزیں اسے پہنانا بھی مستحب اور بعد ذبح تصدق بھی مستحب اس تصریح صریح کے بعد اسے صدقہ واجبہ ٹھہرانا خواہ مخواہ مطلب کو بگاڑنا نہیں تو اور کیا ہے؟ خود حضرات مانعین نے آج تک ہار اور جھول کے وجوب تصدق کا فتویٰ صادر نہ فرمایا اگر آج سے پہلے کوئی اس کے وجوب پر فتویٰ دیا ہو تو بتائیں لیکن اس کا ثبوت ضروری ہوگا کہ ان کا وہ فتویٰ اس تحریر کے مطالعہ سے قبل کا ہے رابعا صدقہ کے متعدد معنی ہیں کمالا یخفی من طالع کتب اللغات ان میں سے صرف ایک معنی خاص میں خلاف تصریحات فقہائے کرام اسے محصور کر دینا یقیناً انصاف سے بعید ہے خامسا لفظ صدقہ کا اطلاق صدقات مستحبہ پر خود قرآن عظیم و احادیث کریمہ و کلمات مفسرین کرام و محدثین عظام و فقہائے اناام میں شائع و ذائع ہے قرآن حکیم میں ارشاد ہوا اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ ؕ وَاِنْ تُخْفَوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَاءَ فَهِيَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ عَاوِفًا وَاِنْ تُخْفَوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَاءَ فَهِيَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ عَاوِفًا اور اگر چھپا کر فقراء کو دو تو تمہارے لئے سب سے اچھا ہے (بقرہ: ۲۷۱)

سید المفسرین حضرت سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما انْ تُخْفُوْهَا کے تحت فرماتے ہیں تسروہا یعنی التطوع، تخفوها کے معنی یہ ہیں کہ اس کو چھپا کے دو یعنی صدقہ نافلہ کو (تنویر المقیاس من تفسیر ابن عباس مصری ص ۳۲)

حضرت امام علامہ علاؤ الدین علی ابن محمد بن محمد ابراہیم بغدادی علیہ الرحمۃ تحت آیۃ کریمہ ان تبدوا الخ اظہار صدقہ

کے متعلق فرماتے ہیں ای تظہرو الصدقات والصدقة ما یخرج الانسان من ماله علی وجه التقرب فیدخل فیہ الزکوة الواجبة و صدقة التطوع یعنی مراد آیت سے یہ ہے کہ صدقات ظاہر کرو اور صدقہ ظاہر کرو اور صدقہ یہ ہے کہ انسان اپنے مال میں سے بغرض عبادت کچھ حصہ نکالے تو اس آیت میں زکوٰۃ واجبہ اور صدقہ نافلہ دونوں داخل ہیں۔

(تفسیر خازن شریف مصری جلد اول ص ۲۱۳)

یہی علامہ مدوح فہو خیر لکم کے تحت اخفائے صدقہ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں یعنی اخفاء الصدقة افضل من العلانية و کل مقبول اذا کنت النية صدقة و اختلفوا فی المراد بالصدقة النافلة المذكورة فی الایة فقل الاکثرون المراد بها صدقة تطوع و اتفق العلماء علی ان کتمان صدقة التطوع افضل و اخفاءها خیر من اظهارها اخفائے صدقہ اظہار صدقہ افضل ہے اور سب مقبول ہیں جب کہ نیت صالحہ ہو اور علمائے کرام نے صدقہ مذکورہ آیت کریمہ میں اختلاف فرمایا تو اکثر نے یہ فرمایا کہ اس سے مراد صدقات نافلہ ہیں اور علماء نے اس پر اتفاق فرمایا کہ صدقات نافلہ کا اخفاء ان کے اظہار سے افضل ہے۔ (تفسیر خازن شریف مصری جلد اول ص ۲۱۲)

حضرت امام علامہ ابوالبرکات سیدی عبداللہ ابن احمد ابن محمود نسفی حنفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں قالوا المراد صدقات التطوع علمائے کرام فرماتے ہیں اس سے مراد صدقات نافلہ ہیں (تفسیر مدارک التنزیل علی ہامش الخازن جلد اول ص ۲۱۲) حضرت امام علامہ مفتی ملا جیون رحمۃ اللہ علیہ استاذ سلطان اورنگ زیب عالم گیر رحمۃ اللہ علیہ زیر آیت کریمہ خدمن اموالهم صدقة رقم طراز ہیں الصدقة یحتمل صدقة نافلة والزکوة آیت میں لفظ صدقة صدقہ نافلہ اور زکوٰۃ پر محتمل ہے۔ (تفسیرات احمدیہ مطبوعہ جدید پریس دہلی ص ۲۷۰)

احادیث کریمہ اس باب میں کثرت وافر ہیں تبرکاً چند احادیث کریمہ ذکر کرتے ہیں، ابو داؤد و طبرانی و بیہقی نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ایک جماعت صحابہ سے مرفوعاً روایت کی کہ دفع البلاء ﷺ ارشاد فرماتے ہیں حصنوا اموالکم بالزکوة و داووا مرضاکم بالصدقة و استقبلوا امواج البلاء بالدعاء و التضرع زکوٰۃ دیکر اپنے مالوں کی حفاظت کرو، صدقہ دے کر بیماروں کی دوا کرو، بلاؤں کی موجوں کا دعواً و تضرع سے استقبال کرو۔

(کتاب الترغیب والترہیب علی ہامش المشکوٰۃ ص ۱۳۰)

یہاں لفظ صدقہ کو زکوٰۃ کے بالمقابل ارشاد فرما کر اشارہ فرمادیا کہ صدقہ علاوہ زکوٰۃ بھی ہوا کرتا ہے اور نئے صدقہ اور افضل صدقہ کو نسا صدقہ تطوع ہے ابو داؤد و نسائی نے حضرت سعد ابن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے دربار رحمت للعالمین میں عرض کی یا رسول اللہ ان ام سعد ماتت فی الصدقة افضل قال الماء فحفر بئرا و قال هذا لام سعد یا رسول اللہ ﷺ سعد کی ماں انتقال فرما گئیں تو کون سا صدقہ افضل ہے فرمایا پانی تو انہوں نے کنواں کھودا اور فرمایا کہ یہ سعد کی ماں کے لئے ہے۔ (مشکوٰۃ شریف مطبع نظامی دہلی ص ۱۳۰)

نہ ہوئے حضرات مانعین اس زمانہ میں ورنہ اس کنوئیں پر ایک بورڈ لگا دیتے کہ اس کا پانی فقیر پئے غنی نہ پئے اس

لئے کہ یہ صدقہ ہے اور صدقہ سے مراد صدقہ واجبہ ہی ہوتا ہے میں حضرات مانعین سے گزارش کرتا ہوں کہ اگر خیر سے حج کو تشریف لے جانا ہو گیا اور وہ مبارک کنواں نجدی کے دست برد سے محفوظ ملا تو آپ تو غالباً اس کا پانی نوش نہ فرمائیں گے لیکن ہم تو انشاء اللہ الکریم خوب سیر ہو کر پیئیں گے صدقہ نافلہ کے انکار نے آپ کو کیسے خسارہ میں رکھا طبرانی نے باسناد حسن و امام بیہقی نے حضرت عبداللہ ابن مسعود جبر الامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جو ادو کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کل قرض صدقہ ہر قرض صدقہ ہے۔ (کتاب الترغیب والترہیب علی ہامش المشکوٰۃ ص ۱۵۵)

ہر صدقہ کو اگر صدقہ واجبہ ہی مانا جائے تو پھر لازم آئے گا کہ نہ کسی سے قرض لیجئے نہ کسی صاحب نصاب کو قرض دیجئے اور اگر کسی مفلس کو قرض دیں تو واپسی کا قصد نہ کیجئے کہ صدقہ دے کر پھر اسے خریدنے کی بھی ممانعت ہے چہ جائیکہ اس کی واپسی موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ میں ہے ان عمر ان الخطاب حمل علی فرس فی سبیل اللہ فاراد ان یتباعہ فسئل عن ذلک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال لا تتبعہ ولا تعد فی صدقتک حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو راہ خدا میں گھوڑے پر سوار کیا پھر وہی گھوڑا خریدنے کا قصد فرمایا غور کریم ﷺ سے اس باب میں سوال کیا فرمایا نہ اسے خرید نہ اپنا صدقہ واپس لے۔

(مسوی مصنفی شرحین موطا مطبوعہ فاروقی دہلی جلد اول ص ۲۱۷)

امام ترمذی بروایت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ صاحب خلق عظیم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں تبسمک فی وجہ اخیک صدقہ وامرک بالمعروف صدقہ ونہیک عن النکر صدقہ وارشاک الرجل فی ارض الضلال صدقہ ونصر الرجل الردی البصر لك صدقہ واماطتک الحجر والشوک والعظم عن الطريق لك صدقہ وفراغک عن دلوک الی دلو اخیک لك صدقہ اپنے مسلمان بھائی کے سامنے تیرا مسکرانا صدقہ ہے نیکی کا حکم کرنا صدقہ ہے برائی سے روکنا صدقہ ہے بھولنے کو راستہ بتانا صدقہ ہے کمزور نگاہ والے کی مدد کرنا صدقہ ہے راستہ سے پتھر کا شاہڈی دور کر دینا صدقہ ہے اپنے ڈول میں سے اپنے بھائی کے ڈول میں پانی ڈالنا صدقہ ہے۔ (مشکوٰۃ شریف نظامی - ۱۳۰)

ہر صدقہ کو صدقہ واجبہ بتانے والے حضرات غالباً ان امور میں سے کسی امر پر عمل نہ کریں گے نہ کسی غنی کے ساتھ نہ اپنے اصول و فروع کے ساتھ یہ چار احادیث محض بطور نمونہ گزارش کی گئیں ورنہ تفصیل کے لئے دفتر طویل کی ضرورت ہے مفسرین کرام کے اقوال آیات کے تحت گزرے محدثین عظام نے ان احادیث کے ابواب کا نام افضل الصدقہ رکھا اسی قدر کافی تھا لیکن مناسب ہے کہ آخر میں خاتم المحدثین حضرت علامہ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک عبارت پیش کی جائے فرماتے ہیں ایس بیان صدقہ واجبہ بودا ماصدقہ تطوع اگرچہ امر ایجابی بدایں نہ کردے و بر ترک و عید نفرمودے لما اور ابغایت دوست داشتے و بدان چنداں شاد شدے کہ بخلا، بستیدن آن شاہ شوند و ہر مقدار کہ وہ راہ حق صرف کردے آن را بسیار نہ شروے و هیچ کس چیزے ازوے نخواستے الا حاجت کردے و بدادے و فرزدق شاعر در نعت دے صلی اللہ علیہ وسلم گفتہ است شعر

تشهدہ ما قال لا قط الا فی نعم لو لا التشهد کانت لائفہ
یہ صدقہ واجبہ کا بیان تھا لیکن صدقہ نافلہ اگرچہ اس کا حکم بطور وجوب نہ فرمایا نہ اس کے ترک پر وعید فرمائی لیکن اسے
بغایت محبوب رکھتے تھے اور اس قدر اظہار سرور فرماتے تھے کہ بخلاء لیکر خوش ہوتے اور جس مقدار میں راہ خدا میں صرف
فرماتے اسے زیادہ نہ شمار فرماتے اور کوئی شخص کوئی چیز آپ سے طلب نہ کرتا مگر آپ قبول فرماتے اور دے دیتے فرزدق شاعر
نے آپ کی نعت میں شعر عرض کیا ہے.....

تشہد کے علاوہ آپ کے لب پر نہ لا آیا تشہد گر نہ ہوتا آپ کا لا بھی نعم ہوتا
(مولف نیرالحامدی)

فقہائے کرام کے یہاں بھی صدقہ کا اطلاق صدقہ نافلہ پر موجود ہے جس کی عبارت اس رسالہ میں متعدد مقامات پر
گزر چکی ہے یہاں صرف دو عبارتیں خاص متعلقہ گوشت قربانی نقل ہیں يستحب ان لا ينقص الصدقة من الثلث مستحب
یہ کہ صدقہ تہائی سے کم نہ کرے (قدوری ص ۲۳۰)

شامی میں ہے والصدقة باللحم تطوع گوشت کا صدقہ صدقہ نافلہ ہے (شامی جلد پنجم ص ۲۸۶)
اس مختصر وضاحت کے بعد میں اپنے مسلک کی تصدیق و حصول برکات و قبولیت کی امید رکھتے ہوئے حضور پر نور اعلیٰ
حضرت عظیم البرکات مجدد دین و ملت امام اہل سنت بریلوی قدس سرہ العزیز کا ایک فتویٰ مبارکہ پیش کرتا ہوں جنہیں علمائے
عرب و عجم نے سراہا دعائیں دیں مجدد ہذا القرآن کے عظیم خطاب سے یاد فرمایا عرفان شریعت حصہ دوم میں اعلیٰ حضرت رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کے اس سے متعلق دو فتوے شائع ہوئے۔

مسئلہ

مفتیان کرام و فقہائے ذوی الاحترام کا اس بارے میں کیا ارشاد ہے زید کہتا ہے کہ جلد قربانی و عقیقہ مسجد و مدرسہ کے
صرف میں آ سکتی ہے؟ بکر کا قول ہے کہ کسی فقیر کو دی جائے کیونکہ یہ صدقہ ہے اور صدقات کی تفصیل کلام الہی نے فرمادی انما
الصدقات للفقراء (سورۃ توبہ) اور حکم باری تعالیٰ ہے فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ آیت ۵۹ سورۃ
النساء، لہذا کلام زبانی کی طرف رجوع کی گئی نیز بکر کا بیان ہے کہ بر تقدیر صحت قول زید اس کا ماخذ کہاں ہے امید ہے کہ مسئلہ
کی توضیح مع نقل عبارات فرمائی جائے بینوا تو جروا۔

الجواب

بے شک ہر منازعت میں اللہ اور رسول ہی کی طرف رجوع لازم ہے مگر ہر ایک کو بلا واسطہ رجوع کی لیاقت
کہاں...؟ یہیں دیکھئے آیہ کریمہ میں صدقات سے زکوٰۃ مراد کہ اس میں ارشاد ہوتا ہے العلمین علیہا اور بکر نے اس میں
قربانی و عقیقہ کو شامل کر دیا یہ بھی نہ دیکھا کہ اس کے تو گوشت کی نسبت خود قرآن کریم میں ارشاد ہے فکلوا منها اس میں سے
خود بھی کھاؤ اب کہاں رہی صدقات کی وہ تفصیل جو اس آیہ کریمہ میں بالخصوص ارشاد ہوئی تھی انما الصدقات للفقراء یہ بھی نہ

سمجھا کہ عوام تک اسے قربانی کہتے ہیں نہ کہ صدقہ تو ہر کار تقرب اس میں روا لہذا امام علامہ زیلعی نے شرح کنز الدقائق میں فرمایا لانہ قربۃ کا تصدیق ہاں ہم نے خاص مسئلہ قربانی میں اللہ عزوجل کی طرف رجوع کی تو اس کا ارشاد ہوا فکلوا منها واطعوا البائس الفقیر خود اس میں سے کھاؤ اور ضرورت مند فقیر کو کھلاؤ اطعام کے لفظ نے بتایا کہ تصدق ہی لازم نہیں اباحت بھی کافی ہے جو محض ایک قربت ہے رسول اللہ ﷺ کی طرف رجوع کی، تو حضور کا ارشاد پایا فکلوا وادخروا واتجروا خود کھاؤ اور اٹھا رکھو اور ثواب کا کام کرو (رواہ ابوداؤد وغیرہ) مسجد و مدرسہ دینیہ اہل سنت میں دینا بھی ثواب کا کام مثل اطعام اور اسی وانتجروا کے حکم میں داخل ہاں اگر کوئی شخص اس کی جلد، اپنے صرف میں لانے کی نیت سے روپے پیسوں کے بدلے بیچے تو بے شک قیمت اس کے حق میں خبیث ہوگی لانہ خرج من التمول کما نصوا علیہ و فی حدیث المستدرک من باع جلد اضحیۃ لہ وہ قیمت نہ مسجد میں دے نہ مدرسہ میں فان اللہ طیب لا یقبل الا الطیب بلکہ فقراء پر تصدق کرے کما ہو حکم المال الخبیث اور اگر نہ اپنے لئے بلکہ مسجد و مدرسہ یا کسی فقیر ہی کو دینے کے لئے یہ خود بیچے خواہ متولی مسجد و مدرسہ وکیل فقیر بہر صورت جائز ہے اور وہ دام مدرسہ و مسجد میں صرف ہو سکتے ہیں کہ ممنوع تمول ہے نہ کہ تقرب و قدم عن التبیین انہ قربۃ کا تصدیق و تمام تحقیقہ فی رسالتنا الصافیۃ الموجبۃ فی حکم جلود الاضحیۃ واللہ تعالیٰ اعلم۔ فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

الحمد للہ کلام اپنے اتمام کو پہنچا یہ سب میرے آقا و مولا سیدی و سندی و مرشدی حضور پر نور حجۃ الاسلام مرجع الانام مولانا الحاج الشاہ محمد حامد رضا خان قبلہ علامہ بریلوی قدس سرہ القوی کے فیوضات باطنی کا پر تو ہے کہ جواب کی چند سطور نے صورت رسالہ اختیار کی لہذا اس کا نام الفیوضات الحامدیہ فی تعمیر المساجد بجلود الاضحیۃ تجویز کرتا ہوں اور دست بدعا ہوں کہ مولا تعالیٰ میرے آقا کے فیوض و برکات سے مجھ ہی دامن کو مالا مال فرمائے (امیں)

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ و نور عرشہ و قاسم رزقہ سیدنا مولانا محمد والہ واصحابہ اجمعین امین یارب العالمین۔ ہذا مافہمت فی الباب واللہ و رسولہ اعلم بالصواب جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم و علیہ جل مجدہ اتم واحکم۔

کتبہ فقیر سید محمد ریاض الحسن جیلانی رضوی حامدی

جو دھپوری غفرلہ القوی

السادات، D/5 امریکن کوارٹر، حیدر آباد

مورخہ ۱۹/ صفر المظفر سنہ ۱۳۷۴ھ

تصدیقات

علمائے حیدرآباد، سندھ

عالم نبیل فاضل جلیل خلیل العلماء حضرت مولانا مفتی محمد خلیل خاں صاحب قادری برکاتی مارہروی

صدر المدرسین مدرسہ احسن البرکات، حیدرآباد سندھ

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي تتغنى بشكر الاله الخلاق و تتجلى بنور كبر يائه المغارب والمشارك والصلاة والسلام على حبيبه و خليفه البعوث الى كافة الامم من العرب والعجم وعلى اله واصحابه اجمعين برحمتك يا ارحم الراحمين۔ اما بعد فتى قد طالعت الرسالة الرشيقه والقبالة الكريمة المسماة بالفيوضات الحامدية فوجدتها بحمد الله تعالى انها تتور النواظر وترهف البصائر مبلوثة بالبينات الوافرة ومشحونة بالدلائل المتكثرة۔ ولله در المصنف حيث سعى فى قمع اوهام المتفقهين وقلم شبهات المترددين واتى ماينا سبه المقام من القرآن واحاديث خير الانام و اوردها اقوال العلماء وزينها ببقالات الفقهاء فاعتار ماهو المختار واثر ماعليه الا برار فهو بالمتابعة احق لان الحق بلا تباع حق۔ كيف لا وقد صنفها الفاضل الاجل والعالم الاكمل ذو الطبع الفهيم وصاحب فهم المستقيم اعنى فى الله ذوالمجد والجله حامى السنن ماحى الفتن مولانا الولوى السيد الشاه محمد رياض الحسن القادري البركاتى الرضوى فله يجزيه جزا الحسن۔ فطوبى لمن طوبى لمن اهدى واولى ثم الولى لمن اتبع الهوى الهم انى اعوذبك من احداق الفتن الينا واليه وتطاول اهل الجراة علينا وعليه ربنا اليك انبنا وعليك توكلنا واليك المصير وصلى الله تعالى على البشير النذير وعلى اله واصحابه الى يوم لا ينفع فيه جدو لا مل ولا بنون ونحن الشاء الله تعالى بكرمه عز اسمه تحت ذيل حبيبه مستبشرون فرحون۔

كتبه: بقلبه العبد محمد خليل عاى القادري البركاتى النورى المارهورى عفى عنه

١٢٦ من ربيع الاخر سنة ١٣٨٢ من الهجرة القدسيه

مهر دار الافتاء احسن البركات

مهر خليل ملت

فقيه امجد محدث ارشد مولانا مولوى ابوالحاجه سيد محمد صاحب محدث اشرفى جيلانى كچوچھوى مدظلہ

حضرت مجيب خليفه حجة الاسلام كى تحریر سے ایسے لوگوں كے وجود كا پتہ چلا جو جلد اضحیہ كے بارے میں اس تحقیق انیق

كے خلاف ہیں ورنہ كسى واقف دین پر نہ یہ پوشیدہ ہے كہ جلود اضحیہ كا تصدق صدقہ نافله ہے اور نہ كی پوشیدہ ہے كہ صدقات

نافلہ سے مسجد کی خدمت بلاشبہ جائز ہے اور اس کے بعد پھر مسئلہ کا انکار جہل اور محض مسائل سے بے خبری کی دلیل ہے ہذا ما عندی والعلم عند اللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم واحکم

فقیر ابو الحامد سید محمد اشرفی جیلانی غفرلہ ولوالدیہ وعن لاحق علیہ، نزیل حیدر آباد سندھ

☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....

سراج طریقت عارف اسرار حقیقت حضرت مولانا مولوی حافظ سید و احد علی شاہ صاحب مراد آبادی الوری نفع اللہ
المسلمین بفیضانہ الصوری والمعنوی

رسالہ ہذا کو مختلف مقامات سے دیکھا مولانا موصوف نے بڑی عرق ریزی سے کام لیا اور مسئلہ ہذا میں بڑی تحقیق فرمائی بلا شک جلد اضحیٰ مسجد میں اور مسجد کے مصارف میں صرف کرنا جائز ہے اور جبکہ ایک ذمی کا فر کو دینا جائز بناء علیہ مسجد و دیگر کار خیر میں بھی دینا جائز جیسا کہ علماء کی تصریحات سے ثابت۔ سید واحد علی، نزہیل حیدر آباد

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

فاضل حزب الاحناف مفتی سکھر حضرت مولانا مولوی شمس الضحی صاحب

جلوداضحیہ سے تعمیر مسجد جائز ہے اگرچہ قربانی کرنے والے نے خود ہی مسجد کے لئے فروخت کیا ہو اور اگر قربانی کرنے والے نے درہم و دینار وغیرہا کے عوض اپنی ذات کے لئے قربانی کی کھال بیع کی تو اب اسے مسجد میں صرف نہیں کر سکتا اس کا مصرف صدقات واجبہ کا مصرف ہے۔ شمس الضحیٰ غفرلہ، نزیل حیدر آباد

☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....

مجاہد ملت حضرت علامہ عبدالحامد صاحب قادری صدر جمعیت علمائے پاکستان کراچی

صورت مسئولہ میں جو جوابات حضرات علمائے اکابر نے تحریر فرمائے اس سے کلیتہاً اتفاق ہے۔

عبدالحامد القادری، ۱۷ رجب سن ۱۳۷۷ھ

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

فاضل اجل حضرت شاہ احمد نورانی صدیقی صاحب خلف الرشید مبلغ اسلام علامہ شاہ عبدالعلیم صاحب

میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ وناظم جمعیت علمائے پاکستان کراچی نزیل حیدر آباد

منسلا و حامدا و محمدا جل و علا و مصليا و مسلما محمد صلی اللہ علیہ وسلم دلائل قاہرہ سے بحمد اللہ صورت مسئلہ واضح تر ہے اس کے بعد بھی کچھ کہا جائے تو علیل عدم تنقہ ہے۔ حضرت الاخ الفاضل الجلیل نے اس اہم دینی خدمت کا تکملہ فرما کر اشد دینی ضرورت کو پورا فرمایا جزاۃ اللہ عنا و عن سائر اہل السنۃ خیر الجزاء۔ العبد الشاہ

احمد نورانی غفرلہ، نزہیل حیدر آباد

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

خطیب مسجد جامع آخوند کراچی (نزیل حیدر آباد)

☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....

خطیب جامع مسجد نور پنجرہ پول حیدر آباد سندھ

92/214

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

مبسيلا وحامدا ومصليا۔ امام بعد مقالہ علامہ وافادۃ الفہامہ حق صریح ومسلك صحيح
لثيق بالا اعتماد و حقيق بالا ستناد و انا العبد الامل كرم ربه الكامل الشاه محمد واصل غفرله ربه
بفضله العاجل۔

خطیب المسجد الشریف، پولیس ہیڈ کوارٹر حیدر آباد سندھ

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

حضرت مولانا مولوی سید محمد علی صاحب ارم جے پوری مدظلہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد للہ میں نے اس رسالہ فیض مقالہ کا بالاستیعاب مطالعہ کیا اور ہر طرح قابل اعتماد پایا اس میں اس مسئلہ کے متعلق کسی پہلو کو محتاج جواب نہ چھوڑا۔ تمام شبہات لاحقہ اور اعتراضات متعلقہ کا کتب معتبرہ نیز احادیث صحیحہ سے بدلائل واضحہ و براہین قاطعہ اس خوبی سے ازالہ فرمایا گیا ہے کہ کسی حق پسند طبیعت کو گنجائش انکار ہی نہ رہی۔ مجھے خود بھی اس کے بعض جزئیات میں کچھ اختلاف تھا اور حضرت مصنف سے ان کے متعلق تبادلہ خیالات بھی ہوا مگر اس عجلہ نافلہ سے اختلاف خود بخود ہی رفع ہو گیا۔ مولیٰ تعالیٰ مصنف کی سعی مشکور فرمائے اور اس رسالہ کو مقبول عام اور مطبوع طبائع اہل اسلام بنائے ایں دعا از من جملہ جہاں آمین باد۔

حررہ السید مولوی محمد علی ارم جے پوری

مولانا مولوی مفتی محمد محمود الوری مجددی نقشبندی حیدرآباد سندھ

خلف الرشید مولانا مولوی شاہ محمد رکن الدین صاحب الوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

الجواب صحيح . محمد محمود غفر له ، مہر شریف

تصديقات

علمائے کراچی

رہبر شریعت مرشد طریقت گل گزار رضویت حضرت بابرکت مولانا مولوی شاہ محمد ابراہیم رضا خان صاحب جیلانی

میاں

بریلوی مدظلہ نسیرہ سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فقیر نے اس رسالہ کو سرسری نظر سے دیکھا سبحان اللہ ماشاء اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کو علم و عمل و خدمت دین اور زیادہ عطا فرمائے۔ آمین واللہ الموفق للصواب۔ فقیر ابراہیم رضا عفی عنہ

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

حضرت مولانا ابوالاسرار محمد عبد اللہ صاحب قادری نعیمی

فاضل مراد آباد و سابق مفتی انادہ و چتوڑ

الجواب موافق بالكتاب والمجيب مثاب

فقیر ابوالاسرار قادری نعیمی (حیدر آباد سندھ)

فاضل حزب الاحناف لاہور حضرت مولانا سید کاظم علی شاہ صاحب حسینی

خطیب جامع مسجد صدر حیدر آباد سندھ

سید کاظم شاہ حسینی

الجواب حق والحق احق ان يتبع

☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....

عمدة الفقهاء: بدة النضلاء حضرت مولانا مفتی محمد صاحب داد صاحب

هو الملقب بالسداد

محترم مجیب کی تحقیق مدلل واضح ہے کہ تعمیر مسجد و مدارس دینیہ میں قربانی کی کھالیں دینا بالاشبہ جائز و مستحسن ہے اس کی فروخت شدہ قیمت بھی مسجد و مدارس میں دینا جائز ہے اسے زکوٰۃ کے صدقہ واجبہ کے مصرف پر قیاس کرنا فقہی تدبیر سے بعید ہے۔

والله سبحانه وتعالى بالصواب،

محمد صاحب داد عفی عنہ، از مرکزی دارالافتاء جمعیت علمائے پاکستان کراچی

شنبہ ۲ / ربیع الاول شریف ۱۳۷۴ھ مطابق ۳۰ / اکتوبر ۱۹۵۴ء

☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....

فاضل اجل عالم اکمل حضرت مولانا مفتی ظفر علی نعمانی صاحب

تلمیذ رشید حضرت صدر الشریعہ مصنف ”بہار شریعت“ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

قربانی کی کمالیں مسجد و مدرسہ کے استعمال میں آ سکتی ہیں۔

ظفر علی دارالعلوم امجدیہ فیروز شاہ اسٹریٹ آرام باغ کراچی

☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....

استاذ العلماء، حافظ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد عمر صاحب نعیمی

تلمیذ رشید حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

الجواب صواب والمجيب مثاب

کتاب: المعجم بذيال النبی الامی، عمر نعیمی

رئيس الفقهاء استاذ العلماء علامہ ابوالبرکات سید احمد صاحب

ناظم و مفتی اعظم حزب الاحناف لاہور پاکستان

حامداً و مسلماً و مبسلاً

بلاشبہ پوست اغنیہ بعد اراقۃ الدم خود بھی بجنسہ استعمال کر سکتا ہے اور بطور ہدیہ اور تحفہ دست الباب میں

اقارب فقیر و غنی حتیٰ کہ سادات کرام اور جملہ بنی ہاشم کو بھی دے سکتا ہے اور بہ نیت تصدق کر کے اس کے دام مدارس و مساجد و مقابر و جملہ مصارف خیر میں اصالتاً ”یاوکالتاً“ خرچ کر سکتا ہے جس کی کما حقہ تفصیل علامہ زماں محقق دوراں حضرت ملک العلماء مولوی ظفر الدین صاحب مدظلہ العالی نے فتاویٰ مبارکہ میں فرمادی ہے اس کے بعد کسی توضیح اور تفصیل کی حاجت نہیں سمجھتا ہاں چرم قربانی اگر بہ نیت تمول و تملک کہ خود ان پیسوں کا استعمال کروں گا فروخت کرنے کے بعد ان پیسوں کا تصدق علی الفقراء واجب ہو جاتا ہے وہ پیسے کسی مدرسہ و مسجد میں بغیر حیلہ شرعی صرف کرنا جائز نہیں فقیر نے مجیب لبیب کی تحقیق اینق بھی ملاحظہ کی بفضلہ مسلک علمائے اہلسنت و مذہب حنفی کے مطاہق پائی۔ فالحمد لله علیٰ ذلک

فقیر قادری ابوالبرکات سید احمد غفرلہ

ناظم و مفتی دارالعلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف، لاہور پاکستان، مہر شریف دارالافتاء

☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....

حضرت مولانا مولوی سید محمود احمد صاحب رضوی

خلف الرشید علامہ ابوالبرکات سید احمد صاحب، ناظم و مفتی دارالعلوم حزب الاحناف پاکستان لاہور

الجواب صحيح

سید محمود احمد رضوی، مدیر رسالہ ”رضوان“ لاہور

☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....

حضرت مولانا مولوی سید محمد خلیل احمد صاحب

خلف الرشید علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد صاحب، صدر مرکزی جمیعتہ علمائے پاکستان لاہور

الجواب الصحيح

سید محمد خلیل احمد قادری، نائب ناظم مرکزی جمعیت علمائے پاکستان لاہور

☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆

حضرت مولانا مولوی مخدوم غلام معین الدین صاحب نعیمی مراد آباد

اصحاب من اجاب.

مخدوم غلام معین الدین نعیمی مراد آباد

☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....

فقیہ العصر فرید الدہر حضرت مولانا مفتی اعظم علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد صاحب

شیخ الحدیث جامعہ رضویہ مظہر الاسلام لائل پور (فیصل آباد)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، وَالصَّلَاةُ وَالْإِسْلَامُ عَلَى رَسُولِهِ الرَّؤُفِ الرَّحِيمِ وَنَبِيِّهِ الْكَرِيمِ الْحَلِيمِ وَعَلَى آلِهِ،

خوشخبری

معروف محدث و مفسر حضرت علامہ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کا عظیم شاہکار

تفسیر مظہری

جلد 10

جس کا جدید، عام فہم، سلیس اور مکمل اردو ترجمہ ”ادارہ ضیاء المصنفین بھیرہ شریف“

نے اپنے نامور فضلاء جناب الاستاذ مولانا ملک محمد بوستان صاحب

جناب الاستاذ سید محمد اقبال شاہ صاحب اور جناب الاستاذ محمد انور مکھالوی صاحب

سے اپنی نگرانی میں کروایا ہے۔ چھپ کر منظر عام پر آ چکی ہے۔ آج ہی طلب فرمائیں

ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، کراچی۔ پاکستان

فون:- 7220479- 042-7221953 فیکس:- 042-7238010

042-7247350-7225085

صاحبان ذوق و محبت اور ارباب فکر و نظر

مشرودۂ جبالِ فزا

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر

حضرت ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ کے

بہارِ آفریں و تسلیم سے نکلا ہوا لازوال شاہکار
درد و سوز اور تحقیق و آگاہی سے معمور تصنیف

ضیاء الہدی

مُکمل سیٹ سات جلدیں

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور، کراچی۔ پاکستان

کتابِ رشد و ہدایت کی ہمہ گیر آفاقی تعلیمات کو عام کرنے کے لئے
نور و سرور اور جذبہ حب رسول ﷺ پر مبنی آیات احکام کی مفصل وضاحت
اردو زبان میں پہلی مرتبہ

تفسیر احکام القرآن

مفسر قرآن، علامہ مفتی محمد جلال الدین قادری

آیات احکام کا مفصل لغوی و تفسیری حل امہات کتب تفسیر کی روشنی میں
مفسرین کی تصریحات کے مطابق پیش کیا گیا۔

اس لئے یہ کتاب طلباء، علماء، وکلاء، حجاز

اور عوام و خواص کے لئے قیمتی سرمایہ

آج ہی طلب فرمائیں

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور۔ کراچی۔ پاکستان

ضیاء القرآن پبلی کیشنز کے تفاسیری کا نام

ترجمۃ جمال القرآن
قرآن پاک امتیازی تحفہ قرآن مجید کے
موسس اچھوت آج و آئینہ امت

تفسیر ضیاء القرآن جلد ۵
ہفت آں کا بہترین ذریعہ
اس دل کے لیے ایک نایاب تحفہ

تفسیر ابن کثیر جلد ۱
مدرسہ اہل السنۃ والجماعہ ابن کثیر رحمہ اللہ

تفسیر استحدیہ
علامہ بیون رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر خزان العرفان
سیدنا فضل بن علی رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر سورۃ النساء
علامہ فرید الدین عجمی

الحاصلات جلد ۱
علامہ سید محمد تقی عثمانی رحمہ اللہ

تفسیر احکام القرآن
سیدنا امام مالک رحمہ اللہ

تفسیر مظہری جلد ۱۰
عارف اللہ حضرت قاضی
شیخ الاسلام پانی پتی

تفسیر درمنثور
علامہ ابوالدین یونی

تفسیر بیوت القرآن
مدرسہ اہل السنۃ والجماعہ ابن کثیر

یا ایہا الذین امنوا
مفتی سعادت علی قادری

تفسیر نوار العرفان
علامہ مفتی احمد رضا خان لمبی

7221953-7220479
7238010

گنج بخش روڈ لاہور

7225085-7247350

والکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور

2210212-2212011
2630411

۱۳ انصاف سٹراڈ روڈ بازار کرلی

ضیاء القرآن پبلی کیشنز